تفسیر ثنائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

تفسیر ثنائی

تفسیر ثنائی

شیخ الاسلام حضرت مولانا ثنا اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ

جب تم واپس ان کے پاس جاؤ گے تو تمہارے پاس عذر کریں گے تو کہہ دیجو کہ کوئی عذر نہ کرو ہم تمہارا اعتبار نہ کریں گے

قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ

اللہ نے ہم کو تمہارے حال سے خبر بتلا دی ہے اور اللہ اور رسول تمہارے کاموں کو دیکھیں گے پھر تم خدائے

إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُونَ

عالم الغیب والشہادت کے پاس پھیرے جاؤ گے پس وہی تم کو تمہارے کاموں کی خبریں دے گا۔ جب تم ان کے پاس

بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ

پہنچو گے تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے درگزر کرو پس تم نے بھی ان سے منہ پھیر لینا وہ

رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾ يَحْلِفُونَ لَكُمْ

ناپاک ہیں اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کی جزا میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے تمہارے پاس قسمیں کھائیں گے

لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾

کہ تم اس سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم ان سے راضی بھی ہو گئے تو اللہ بدکاروں کی قوم سے راضی نہیں ہوا کرتا۔

الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَىٰ

دہقانی لوگ کفر اور نفاق میں بڑے ہی سخت ہیں اور اسی قابل ہیں کہ خدا نے جو اپنے رسول پر احکام اتارے ہیں ان کے سمجھنے سے

رَسُولِهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٩٧﴾

نابلد رہیں اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے

جب تم جنگ سے واپس ان کے پاس جاؤ گے تو تمہارے پاس عذر کریں گے کہ ہمیں یہ تھا وہ تھا کوئی کہے گا میری ٹانگ میں درد تھا کوئی سر درد کا عذر کرے گا اے نبی تو ان سے کہہ دیجو کہ کوئی عذر نہ کرو ہم تمہارا اعتبار نہ کریں گے اللہ نے ہم کو تمہارے حال سے خبر بتلا دی ہے اور ابھی آیندہ کو اللہ اور رسول اور تمام مسلمان تمہارے کاموں کو دیکھیں گے پھر تم بعد موت خدائے عالم الغیب والشہادت کے پاس پھیرے جاؤ گے پس وہی تم کو تمہارے کاموں کی خبریں دے گا اور اسی سے عوض بھی پاؤ گے جب تم جنگ سے فارغ ہو کر ان کے پاس پہنچو گے تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے نہ کسی نیک غرض سے بلکہ اس غرض سے کہ تم ان سے درگزر کرو اور ملامت نہ کرو پس تم نے بھی ان سے منہ پھیر لینا کیونکہ وہ نجس اور ناپاک باطن ہیں اور جو کچھ وہ دنیا میں کرتے ہیں اس جزا میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے تمہارے پاس اس غرض سے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ پھر اگر تم ان سے راضی بھی ہو گئے تو ان کو اس میں کیا فائدہ اللہ تو بدکاروں کی قوم سے راضی نہیں ہوا کرتا۔ دہقانی لوگ جو بے دین ہیں کفر اور نفاق میں بڑے ہی سخت ہیں اور ان کی جہالت سے زیادہ مناسبت رکھتی ہیں اور اسی قابل ہیں کہ خدا نے جو اپنے رسول پر احکام اتارے ہیں ان کے سمجھنے سے نابلد رہیں گو یہ لوگ اپنی جہالت اور عداوت کو کتنا ہی چھپاویں چھپتی نہیں کچھ تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور اللہ بھی بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یَّتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّیَتَرَبَّصُ بِکُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَیْهِمْ

بعض دیہاتی ایسے ہیں جو کچھ خرچتے ہیں اس کو اپنے ذمہ چٹی سمجھتے ہیں۔ اور مصیبتوں کے منتظر ہیں اور انہی پر

دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ

مصیبتیں پڑیں گی اور اللہ سنتا اور جانتا ہے اور بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور

الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ

پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچتے ہیں اس کو خدا کے حضور قرب کا موجب اور رسول کی دعاؤں کا

اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

ذریعہ جانتے ہیں سن رکھو وہ ان کی خیرات واقعی قرب الٰہی کا سبب ہے خدا ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

سب سے اول سبقت کرنے والے یعنی مہاجرین اور انصار اور جو ان کی نیک روش کے

بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا

تابع ہوئے خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی اور اللہ نے ان کے لئے بہشت تیار کیا ہے جن کے تلے

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝

نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے

سارے دہقانی بھی یکساں نہیں بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچتے ہیں اس کو اپنے ذمے چٹی سمجھتے ہیں یعنی دل سے بیزار ہو کر خرچ کرتے ہیں اور بجائے تمہاری خیر اندیشی کے تم پر مصیبتوں کے منتظر رہتے ہیں خدا چاہے تو انہی پر ☐ پڑیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کی سنتا اور ہر ایک کے حال کو جانتا ہے اور ان کے مقابل بعض دیہاتی ایسے نیک بھی ہیں جو اللہ پر اور پچھلے دن کی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچتے ہیں اس کو خدا کے حضور قرب کا موجب اور رسول کی دعاؤں کا ذریعہ جانتے ہیں یعنی اس نیک خیال سے دیتے ہیں کہ خدا ہم پر راضی ہو اور رسول اللہ ﷺ یہ خبر سن کر خوش ہوں اور ہمارے حق میں نیک دعا دیں تم بھی سن رکھو کہ اصل میں وہ ان کی خیرات واقعی قرب الٰہی کا سبب ہے اسی کے بدلے میں خدا ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے اور ان کے علاوہ سب سے اول اسلام کی طرف سبقت کرنے والے یعنی مہاجرین جو محض اسلام کی خاطر اپنے اپنے وطن چھوڑ کر مدینہ میں محمدی جھنڈے کے نیچے آ کر جمع ہو گئے ہیں اور انصار یعنی جن مدینہ والوں نے ان مسافروں کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا اور جو ان کی نیک روش کے تابع ہوئے کسی قوم یا کسی ملک کے باشندوں سے ہوں آج سے قیامت[1] تک خدا ان سب سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی اور اللہ نے ان کے لیے بہشت تیار کئے ہیں جن کے تلے نہریں اور چشمے جاری ہوں گی ان کی بارہ دریوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے......

[1] فیہ اشارہ فافہم - ۱۲

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا

اور تم سے اردگرد رہنے والوں میں بھی منافق ہیں اور خود مدینہ والوں میں بھی بعض لوگ نفاق پر

عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ

اڑے ہوئے ہیں تو ان کو نہیں جانتا ہم ان کو جانتے ہیں ہم ان کو کئی دفعہ عذاب کریں گے پھر بڑے عذاب میں

اِلٰى عَذَابٍ عَظِیْمٍ ۚ﴿۱۰۱﴾ وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ

پھیرے جائیں گے اور کچھ اور لوگ بھی ہیں جنھوں نے اقرار کیا ہے انہوں نے کئی ایک نیک عمل کئے ہیں اور

سَیِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰۲﴾ خُذْ مِنْ

بعض برے بھی- اللہ جلد ان پر رحم کرے گا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے تو ان کے

اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ

مالوں سے صدقات قبول کر ان کے ذریعہ ان کو پاک و صاف کر اور ان کے لیے دعا کر تیری دعا ان کے لئے

سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ

موجب تسکین ہے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا

عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾

ہے اور صدقات لیتا ہے اور یہ کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑے رحم والا-

اور سنو! مسلمانو! تم سے اردگرد یعنی مدینہ کے قرب وجوار میں رہنے والوں میں بھی منافق ہیں اور خود مدینہ والوں میں بھی بعض لوگ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں اے نبی تو ان کو نہیں جانتا لیکن ہم ان کو جانتے ہیں ہم ان کو کئی[1] دفعہ دنیا میں عذاب کریں گے پھر بعد موت کے تو بڑے عذاب میں پھیرے جائیں گے اور ان سے علاوہ کچھ اور لوگ بھی ہیں جنھوں نے اپنی غلطی کا اقرار کیا ہے کہ ہم بلاوجہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے ہمیں معافی دی جائے آئندہ کو ایسا نہ ہوگا انہوں نے کئی ایک نیک عمل بھی کئے ہیں اور بعض برے بھی ان کے اخلاص اور حسن نیت کی وجہ سے اللہ جلد ان پر رحم کرے گا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے تو ان لوگوں کو مثل منافقوں کے نہ سمجھ بلکہ ان کے مالوں سے صدقات جو لادیں قبول کر اور فقراء میں بانٹ اور ان صدقات کے ذریعہ ان کو گناہوں سے پاک اور صاف کر اور ان کے لیے دعا کر کیونکہ تیری دعا ان کے لیے موجب تسکین قلبی اور برکت عظیم کی باعث ہے اور اللہ خود سب کی سنتا اور جانتا ہے جو لوگ گناہوں کا اقرار کرتے اور خیرات دیتے ہوئے جھجکتے ہیں کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ بذات خود اپنے بندوں سے توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات لیتا ہے یعنی قبول کرتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑے رحم والا ہے-

---

[1] معنی المرتین مرار بقولہ تعالیٰ انهم یفتنون فی کل عام مرة او مرتین ۱۲

وَقُلِ اعۡمَلُوۡا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ‌ؕ وَسَتُرَدُّوۡنَ اِلٰى

اور کہہ کہ تم عمل کئے جاؤ پھر اللہ اور اس کا رسول اور تمام مسلمان تمہارے کاموں کو دیکھیں گے اور تم

عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ‌ۚ ۝ وَاٰخَرُوۡنَ مُرۡجَوۡنَ

عالم الغیب والشہادت کی طرف پھیرے جاؤ گے پس وہی تم کو تمہارے اعمال سے آگاہ کرے گا اور چند آدمی بھی ہیں

لِاَمۡرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمۡ وَاِمَّا يَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۝ وَالَّذِيۡنَ

جن کا معاملہ حکم الٰہی کی انتظاری میں ملتوی کیا گیا ہے خواہ وہ ان کو عذاب کرے یا ان پر رحم کرے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اور

اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّكُفۡرًا وَّتَفۡرِيۡقًۢا بَيۡنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَاِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ

جنہوں نے دکھ دینے کو اور اللہ سے کفر کرنے کو اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی غرض سے اور اس شخص کو پناہ دینے کی نیت سے جو

اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ مِنۡ قَبۡلُ‌ؕ

خدا یعنی اس کے رسول سے پہلے کئی دفعہ لڑ چکا ہے مسجد بنائی ہے

تو ان کو یہ پیغام سنا اور کہہ کہ اچھا جو کچھ تم سے ہو سکتا ہے تم عمل کئے جاؤ۔ پھر اللہ اور اس کا رسول اور تمام مسلمان تمہارے کاموں کو دیکھیں گے اور اس سے پیچھے تم خدائے مالک الملک عالم الغیب والشہادۃ کی طرف پھیرے جاؤ گے جس سے تمہارا ہمارا سب کا اصل معاملہ ہے پس وہی تم کو تمہارے کل نیک و بد اعمال سے آگاہ کرے گا نہ صرف آگاہ کرے گا بلکہ جزا' سزا بھی دے گا ایسی کہ اس کی اپیل بھی کسی محکمہ میں نہ کر سکو گے۔ یہ تو ان لوگوں کا ذکر تھا جن میں بعض نفاق کی وجہ سے اور بعض معمولی غفلت کی وجہ سے غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے اور ان کے سوا اور چند آدمی مخلص[1] اور خاص الخواص بھی ہیں جن کا معاملہ حکم الٰہی کی انتظار میں ملتوی کیا گیا ہے خواہ وہ ان کے اخلاص اور عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے ان کو عذاب کرے یا ان کی موجودہ توبہ کے سبب سے ان پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے خیر یہ تو جو کچھ ہیں سو ہیں آخر اپنے ہیں اگر کبھی قصور بھی کرتے ہیں تو غلط فہمی سے کرتے ہیں نہ عناد سے اس لیے ان کے سوا اور لوگ ہیں جو خاص توجہ کے قابل ہیں جنہوں نے محض مسلمانوں کے دکھ دینے کو اور اللہ سے کفر کرنے کو آڑ بنانے کو اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کی غرض سے اور اس شخص کو پناہ دینے کی نیت سے جو[2] خدا یعنی اس کے رسول سے پہلے کئی دفعہ لڑ چکا ہے ان ظالموں نے ایک مسجد بنائی ہے اور غرض یہ بتلاتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کے مسلمانوں کو بارش وغیرہ میں دور جانے سے تکلیف ہوتی ہے اس لیے

شان نزول

﴿والذین اتخذوا﴾ منافقوں نے مسلمانوں میں تفریق کرنے کی یہ تجویز سوچی کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد بنائیں اور یہ ظاہر کریں کہ یہاں کے لوگوں کو مدینہ میں جانے سے تکلیف ہوتی ہے اور اس تجویز کی تکمیل کرنے کو آنحضرت سے درخواست کی کہ آپ ایک دفعہ اپنے قدوم

---

[1] ان کے نام کعب بن مالک اور ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم ہیں آنحضرت ﷺ کے حکم سے تمام لوگوں نے ان سے تعلق بند کر دیا تھا کیونکہ جنگ تبوک سے بلا عذر پیچھے رہ گئے تھے اس کے بعد ان کی توبہ نازل ہوئی یعنی ان دنوں تک باوجود تکلیف شدید کے ثابت قدم رہے تھے۔ ۱۲

[2] خدا سے لڑنے کے یہی معنی ہیں کہ اس کے رسولؐ سے لڑنا ورنہ کوئی خدا سے نہیں لڑ سکتا ان کے معنی کو خدا نے کئی جگہ قرآن شریف میں خود بتلایا ہے۔ فالعطف تفسیری ۱۲

وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿١٠٧﴾ لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا ۚ لَّمَسْجِدٌ

حلف اٹھا جائیں گے کہ ہمیں محض بھلائی کا خیال ہے اور اللہ خود گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں تو اس مسجد میں اس میں کبھی بھی کھڑا نہ

أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ۚ

ہوجیو جس کی بنیاد پہلے روز سے خالص نیت پر اٹھائی گئی ہے اس میں تیرا کھڑا ہونا انسب ہے اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی چاہتے ہیں

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ﴿١٠٨﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَم مَّنْ

اور اللہ پاکی چاہنے والوں سے محبت کرتا ہے کیا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خوف خدا پر رکھی ہے وہ اچھا ہے یا جو

أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

گرنے والے کنارے پر اپنی نیو جمائے اور اس کو بھی جہنم میں لے گرے اور اللہ ظالموں کی قوم کو

الظَّالِمِينَ ﴿١٠٩﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَن تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ ۗ

ہدایت نہیں کرتا جو بنیاد انہوں نے اٹھائی ہے اس کا رنج ان کے دلوں میں ہمیشہ تک رہے گا مگر جب ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے

قریب ہی مسجد بنائی گئی ہے ضرورت کے موقع پر نماز پڑھ لی جایا کرے گی مگر دل میں ان کے یہ شرارت ہے کہ جو مسلمان اس مسجد میں آئیں گے ان کو وقتاً فوقتاً شبہات ڈالا کریں گے اور پیغمبر خدا سے بدظن کرنے میں کوشش کریں گے تاکہ ان مسلمانوں کا جتھا ٹوٹ جائے جس سے ان کی ترقی میں فرق آجائے مگر نالائق یہ نہیں سمجھتے کہ اصل معاملہ تو اس جبار قہار خدا سے ہے جو ہمارے دلوں کے منصوبوں سے ہمارے دلوں میں آنے سے پہلے مطلع ہے اور اگر ان سے پوچھو تو فوراً حلف اٹھا جائیں گے کہ ہمیں محض بھلائی اور نیکوکاری کا خیال ہے اور کوئی بدخیال نہیں اور اللہ خود گواہی دیتا ہے کہ وہ اس میں جھوٹے ہیں پس تو اس مسجد میں کبھی بھی نماز کے لیے کھڑا نہ ہوجیو جس مسجد کی بنیاد پہلے روز سے قباء کے گاؤں میں خالص نیت پر اٹھائی گئی ہے اس میں نماز کے لیے تیرا کھڑا ہونا ہر طرح سے مناسب بلکہ انسب ہے کیونکہ اس میں ایسے نیک دل لوگ ہیں جو پاکیزگی چاہتے ہیں اور اللہ پاکی چاہنے والوں سے محبت کرتا ہے کیا یہ بات کوئی پوشیدہ ہے کہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد خوف خدا اور اس کی رضاجوئی پر رکھی ہے وہ اچھا ہے یا جو گرنے والے کفر شرک ریاکاری کے کنارے پر اپنی نیو جمائے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ اس کو بھی جہنم میں لے گرے وہ اچھا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ پہلا شخص ہی اچھا ہے مگر یہ لوگ سمجھتے نہیں اور اللہ ایسے ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا کہ ان کو اپنے برے اعمال کی برائی سمجھ میں آئے گو تم نے ان کی مسجد کو گرادیا ہے جو بنیاد انہوں نے اٹھائی تھی اس کے گرائے جانے کا رنج ان کے دلوں میں ہمیشہ تک رہے گا اور اپنی ناکامی پر ہمیشہ متاسف رہیں گے مگر جب ان کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور ان کا گوشت جانوروں کو ڈالا جائے تو اس رنج سے صاف ہوں گے ورنہ نہیں۔

بقیہ شان نزول

میمنت لزوم سے اس مسجد کو متبرک فرمائیں گویا افتتاحی جلسہ آپ کے نام سے ہو دراصل اس تجویز کا بانی مبانی ایک شخص ابو عامر نصرانی تھا جو تعصب مذہبی کی جلتی آگ سے آنحضرت ﷺ کی روزافزوں ترقی دیکھ کر بغرض استمداد شام کے ملک میں عیسائی سلطنت کے زیر حمایت چلا گیا تھا اسی خبطی نے مدینہ کے منافقوں کو یہ تجویز بتلائی تھی کہ ایک مسجد بناؤ۔ مسجد کیا گویا ایک فساد کی بنیاد تھی لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ دراصل یہ مقابلہ کسی آدمی سے نہیں بلکہ اللہ سے ہے جو دلوں کے اسرار پر بھی مطلع ہے انہی خبطیوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اس پر آنحضرت ﷺ نے بجائے نماز پڑھنے کے اس مسجد کو گرا کر وہاں پاخانہ ڈالنے کا حکم دیا۔م۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اللہ نے مسلمانوں کے جان اور مال جنت کے عوض خریدے

بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ

ہوئے ہیں اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں سچا وعدہ

حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۭ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا

اس نے توریت اور انجیل اور قرآن میں کیا ہوا ہے اللہ سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والا کون ہے پس تم اپنے

بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّاۗىِٕبُوْنَ

سودے سے جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے خوشی مناؤ یہی بڑی کامیابی ہے وہ توبہ کرنے والے

الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّاۗىِٕحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ

عبادت میں لگے ہوئے حمد ثناء کرنے والے سفر کرنے والے رکوع، سجود، کرنے والے نیکیوں کے کام بتلانے والے

بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

اور برائیوں سے روکنے والے اور اللہ کے حکموں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور مومنوں کو خوشخبری سنا

یہ بھی شرارتوں سے باز نہ آئیں گے اور اللہ بھی بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے وہ ہمیشہ تم کو ان کے بدارادوں سے اطلاع دیتا رہے گا اپنے حکم کاملہ سے ان کی شرارتوں کا دفعیہ کرے گا- اگر ان میں ایمان ہوتا تو اس امر سے ان کو رنج بھی نہ ہوتا مومن کی شان نہیں کہ خدائی احکام سے ناراض ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے جان اور مال سب کے سب جنت کے عوض خریدے ہوئے ہیں دراصل یہ بھی اس کی مہربانی ہے کہ اس نے خریدے ہیں ورنہ وہ ہیں کس کے؟ اسی کے سنو! لہ ما فی السموت و ما فی الارض جب ہی تو مومن اپنی جانوں کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور کھلے جی سے اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑتے ہیں تو کئی ایک کو مارتے ہیں اور خود بھی مارے جاتے ہیں ایسے نیک کاموں پر انعام کا سچا وعدہ اس نے توریت انجیل اور قرآن وغیرہ کتب الہامی میں کیا ہوا ہے اللہ سے بڑھ کر وعدہ پورا کرنے والا کون ہے؟ وہ ضرور اپنا وعدہ پورا کرے گا اور مسلمانوں کو جو اس کی رضاجوئی کے لیے کام کرتے ہیں نیک عوض دے گا- پس تم مسلمانو! اپنے سودے سے جو تم نے خدا کے ساتھ کئے ہیں خوشی مناؤ کیونکہ اس میں سراسر تم کو فائدہ ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے جن مسلمانوں سے خدا نے ان کے مال و جان خرید لیے ہیں ان کی پہچان کی نشانی ایک تو یہی ہے جو مذکور ہوئی کہ وہ وقت پر جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے مگر اس نشان کا ظہور تو شاذ و نادر ہی ہوتا ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی نشان ہیں جو ہر وقت ان میں دیکھے جاتے ہیں یعنی یہ کہ وہ ہر وقت اپنے گناہوں پر توبہ کرنے والے ہوتے ہیں خدا کی عبادت میں لگے ہوئے اللہ کی حمد و ثنا کرنے والے اپنے علم کی ترقی میں سفر کرنے والے رکوع سجود کرنے والے یعنی نماز کے پابند لطف یہ کہ بعض جاہل مدعیوں کی طرح تبلیغ احکام سے خاموش نہیں رہنے والے بلکہ نیکیوں کے کام بتلانے والے اور برائیوں سے روکنے والے ایسے بھی نہیں کہ لوگوں کو تو وعظ و نصیحت کریں اور خود کو نصیحت کر کے-

"چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند" کے مصداق ہوں بلکہ خود بھی عامل اور اللہ کے حکموں کی حفاظت کرنے والے ہیں یہ ہیں وہ مومن جنھوں نے اللہ سے سودا کیا ہے جو اپنے سودے میں بڑے نفع میں ہیں تو بھی ان کی خاطر کیا کر اور ان مومنوں کو خوشخبری سنا...

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ
نبی اور مومنوں کی شان سے بعید ہے شرک کرنے والوں کے حق میں بخشش مانگیں گو وہ قریبی ہوں جبکہ

بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ
ان کو معلوم ہو چکے کہ وہ جہنمی ہیں اور ابراہیم کی دعا

لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ
باپ کے لئے وعدہ کی وجہ سے تھی جو اس سے کر چکا تھا پھر جب اسے معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو

مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ
اس سے بے زار ہو گیا ابراہیم بڑا ہی نرم دل اور بردبار تھا اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کے آئے بعد گمراہ قرار دے

حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۱۵﴾ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ
جب تک ان کو ان امور سے اطلاع نہ دے جن سے ان کو بچنا ہو بیشک اللہ کو سب کچھ معلوم ہے آسمانوں

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ
اور زمینوں کی کل حکومت اللہ ہی کی ہے

کہ تم نے اپنے سودے میں اتنا نفع پایا ہے کہ کسی یورپ اور امریکہ کے سوداگر نے بھی آج تک نہیں پایا چونکہ مومنوں کی جان و مال خدا کے ہو چکے ہیں اس لیے جو لوگ خدا سے ہٹے ہوئے ہیں ان سے ان کو ہٹ رہنا چاہئے پس نبی اور مومنوں کی شان سے بعید ہے کہ خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں کے حق میں بخشش مانگیں گو وہ قریبی ہوں جبکہ ان کو معلوم ہو چکے کہ وہ کفر ہی پر مرنے کی وجہ سے جہنمی ہیں قرابت کا حق بھی جب ہی تک ہے کہ خدا سے مخالف نہ ہو اور اگر یہ خیال ہو کہ ہمارے بزرگ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ مشرک کے لیے بخشش کی دعا کی تھی تو سنو! ابراہیم علیہ السلام کی دعا مشرک باپ کے لیے وعدہ کی وجہ سے تھی جو اس سے کر چکا تھا کہ تیرے[1] لیے بخشش مانگوں گا یعنی ابراہیمؑ کی دعا ایک تو ایفاء عہد کی وجہ سے تھی دوم ان معنی سے تھی کہ الٰہی میرے باپ کو قابل □ بنا یعنی اس کو ایمان نصیب کر نہ یہ کہ باوصف شرک و کفر کے اس پر بخشش کر یعنی مشروطہ عامہ یا حینیہ مطلقہ نہ تھی یہی وجہ ہے کہ اس کی زندگی تک تو دعا مانگتا رہا پھر جب اس کے مرنے پر اسے معلوم ہوا کہ وہ اللہ کا دشمن اور اس کی توحید سے منکر ہے یعنی کفر و شرک کے عقیدے پر ہی مرا ہے تو اس سے بیزار ہو گیا اور دعا بھی چھوڑ دی لیکن اس کے مرتے دم تک نہیں چھوڑی کیونکہ ابراہیم بڑا ہی نرم دل اور بردبار تھا اسی کا حوصلہ تھا کہ باپ سے ایسی ایسی سختیاں دیکھ کر بھی اس کی خیر اندیشی اور دعا گوئی میں لگا رہا اور اگر یہ شبہ ہو کہ ان مشرکوں پر ایسی خفگی کیوں ہے ان کو اگر خدا ہدایت کر دیتا تو یہ بھی ہدایت یاب ہو جاتے تو سنو! اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کے سامان آئے بعد گمراہ قرار دے یعنی ان پر گمراہی کا قطعی حکم لگا دے جب تک ان کو ان امور سے مفصل اطلاع نہ دی جن سے ان کو بچنا ہو۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے جب کبھی کوئی رسول یا ہادی ہدایت کے لیے آتا ہے تو جو لوگ اس کی بے فرمانی کرتے ہیں اور بضد اس سے پیش آتے ہیں ان پر خدا کی طرف سے گمراہی کا قطعی حکم لگایا جاتا ہے مگر ایسی جلدی بھی نہیں بلکہ اچھی طرح سے جب احکام الٰہی ان کو واضح طور پر معلوم کرائے جاتے ہیں اور وہ ان کو سمجھ لیتے ہیں پھر جو کوئی جس قابل ہوتا ہے اس سے وہی معاملہ کیا جاتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے اور سب کچھ کر سکتا ہے کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کی کل حکومت اللہ ہی کی ہے۔

[1] ساستغفر لک ربی ۱۳ (مریم)

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ
وہی زندگی بخشتا ہے اور مارتا ہے اور اس کے سوا تمہارا کوئی بھی والی اور مددگار نہیں اللہ نے

اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ
نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر توجہ کی جو مشکل وقت میں جب کہ بعض مسلمانوں کے دل

مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ
ڈگمگا چکے تھے نبی کے ساتھ رہے پھر ان پر متوجہ رہا وہ • ان پر بڑا ہی

رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ
مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے اور ان تینوں پر بھی رحم کیا اور جن کا معاملہ خدا کے حکم کی انتظار میں اس وقت تک ملتوی کیا گیا تھا

الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ
جس وقت زمین ان پر تنگ ہو گئی باوجودیکہ فراخ تھی اور وہ اپنی جان سے بے زار ہو گئے اور سمجھے کہ اللہ سے بھاگ کر اسی کے

اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ
پاس پناہ ہے پھر ان پر توجہ کی کہ وہ بھی جھکے رہیں

وہی زندگی بخشتا اور مارتا ہے اور اس کے سوا تمہارا کوئی بھی والی وارث اور حامی مددگار نہیں یہ بھی اللہ کی مہربانی کی دلیل ہے کہ اس نے اپنے نبی پر اور مہاجروں اور انصار پر مہربانی سے توجہ کی جو مشکل سے مشکل وقت میں جب کہ بعض مسلمانوں کے ساتھ ہونے سے دل ڈگمگا چکے تھے نبی کے ساتھ رہے یعنی خدا نے ان کے اخلاص سابق کی وجہ سے ان کو توفیق خیر عنایت کی کہ وہ نبی کا ساتھ دینے سے پھسلے نہیں پھر ان پر متوجہ رہا کہ وہ اس توفیق سے اس کام کو انجام دے سکیں کیونکہ وہ ان کے حال پر بڑا ہی مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے اور ان تینوں پر بھی خدا نے رحم کیا اور توبہ قبول کی جن کا معاملہ خدا کے حکم کی انتظار میں اس وقت تک ملتوی کیا گیا تھا جس وقت بوجہ نفرت قوم کے زمین ان پر تنگ ہو گئی باوجودیکہ اور لوگوں پر فراخ تھی اور وہ اپنی جان سے بیزار ہو گئے اور سمجھے کہ اللہ سے بھاگ کر اسی کے پاس پناہ ہے اور کہیں نہیں۔ پھر خدا نے ان پر توجہ مبذول کی اور ثابت قدمی بخشی کہ وہ بھی خدا کی طرف جھکے رہیں۔

شان نزول

﴿و علی الثلثة﴾ جنگ تبوک چونکہ سخت گرمی کے موسم میں ہوئی تھی منافقوں اور خود غرضوں نے تو ایسی تکلیف شدید میں پیچھے رہنا ہی تھا بعض مخلص بھی بلاوجہ مخلف رہے جن میں سے بعض کے عذرات سن کر تو آنحضرت ﷺ نے معافی دے دی مگر کعب بن مالک' مرارہ بن ربیع و ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہم نے خود حاضر ہو کر عرض کر دیا کہ ہمارا کوئی عذر نہیں تھا بلکہ ہم بلا کسی عذر کے محض غفلت سے کہ آج نکلتے ہیں کل نکلتے ہیں شرف ہمرکابی سے بے نصیب رہے اور اگر کوئی شخص آپ کی جگہ ہوتا تو اسے راضی کر لینا ہم پر مشکل نہ تھا مگر آپ کے روبرو ہم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ آپ اللہ کے رسول ہیں پس آپ سے معاملہ گویا خدا سے ہے اس پر آپ نے بھی ان کو معافی نہ دی بلکہ ان کا مقدمہ خدا کی سپرد کر دیا کہ جو کچھ خدا حکم دے گا تم سے کیا جائے گا اور تمام لوگوں کو ان سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا حتیٰ کہ ان کی عورتیں بھی ان سے نہ بولتی تھیں چنانچہ اس حکم پر پورے پچاس روز تک تعمیل ہوئی مگر ان صاحبوں نے بھی اس تکلیف کو نہایت جوانمردی اور استقلال سے نباہا اس مدت میں کئی ایک واقعات ایسے بھی پیش آئے جن میں معمولی قوت اور ایماندار کا ثابت قدم رہنا مشکل تھا مگر ان کامل ایمانداروں نے سب کو ثابت قدمی سے عبور کیا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ م۔

ع ۸

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۱۸﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ

اللہ بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کا

الصَّادِقِينَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ

ساتھ دیا کرو اہل مدینہ اور ان کے گرد والے دیہاتیوں کو مناسب نہیں

أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

کہ رسول اللہ سے پیچھے ہٹ رہیں اور نہ اس کی جان سے بے پرواہ ہو کر اپنی جان کی فکر کریں

لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا

یہ اس لئے ہے کہ جو کچھ بھوک پیاس اور تکان اللہ کی راہ میں ان کو پہنچے گا اور جہاں ان کے قدم

يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ

جائیں گے جس سے کافروں کو رنج ہو اور جو کچھ کافروں سے لیں گے ان کے حق میں نیک عمل لکھے جائیں گے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً

اللہ نیکیوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا اور جو کچھ تھوڑا بہت خرچیں گے اور جو میدان طے کریں گے

وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۱﴾

یہ سب کچھ ان کے لیے لکھا جائے گا تاکہ اللہ ان کو ان کے کاموں سے بہتر بدلہ عنایت کرے

کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے وہ اپنے بندوں کی تھوڑی سی توجہ پر متوجہ ہوتا ہے لیکن جو ضد اور ہٹ پر اڑے رہتے ہیں وہ اس کو نہیں بھاتے اسی لیے اس کا عام حکم ہے کہ مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں اور راست گوؤں کا ساتھ دیا کرو جو کوئی جتنی کوشش اور جتنے کام میں حق بجانب ہو اسی قدر اس کے ساتھی بن جایا کرو خواہ کسی دوسرے کام میں وہ کجرو بھی ہو جب وہ کجروی اور ناراستی کا کام شروع کرے تو اس سے علیحدہ ہو جاؤ اسی بناء پر اہل مدینہ اور ان کے گرد والے دیہاتیوں کو مناسب نہیں کہ جنگ میں جو بالکل راستی اور حفاظت قومی پر مبنی ہے رسول اللہ کا ساتھ دینے سے پیچھے ہٹ رہیں اور نہ ہی یہ مناسب ہے کہ اللہ کا رسول تو میدان جنگ میں ہو اور یہ لوگ اس کی جان سے بے پرواہ ہو کر اپنی جان کی فکر کریں اور میدان میں جانے سے رک رہیں یہ حکم اس لیے ہے کہ ایک تو وہی وجہ جو اوپر مذکور ہوئی ہے- دوم یہ کہ اس میں انہی کا فائدہ ہے کیونکہ جو کچھ بھی بھوک پیاس محنت اور تکان اللہ کی راہ میں ان کو پہنچے گا اور جہاں ان کے قدم جائیں گے جس سے کافروں کو رنج ہو یعنی دارالکفر کو فتح کریں گے اور جو کچھ کافروں سے جنگ وجہاد میں لیں گے ان سب کے بدلے ان کے حق میں نیک عمل لکھے جائیں گے خواہ ان کاموں پر ان کو دنیاوی بھی کسی قدر ہو مگر اس سے دینی فائدہ ان کا ضائع نہ ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا اور بھی علی ہذا القیاس جو کچھ تھوڑا بہت جنگی ضرورتوں میں خرچیں گے اور جو میدان اس سفر میں چلتے ہوئے طے کریں گے یہ سب کچھ ان کے اعمال نامہ میں ان کے لیے لکھا جائے گا تاکہ اللہ ان کو ان کے کاموں سے بہتر بدلہ عنایت کرے یعنی اس ساری کوشش کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ ان کے اعمال سے بڑھ کر ثواب دے گا-

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ
اور نہ یہ مناسب ہے کہ مسلمان سارے کے سارے ہی نکل پڑیں ایسا کیوں نہ کریں کہ ہر ایک قوم سے چند آدمی

طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ
آئیں تاکہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور جب اپنی قوم میں جائیں تو ان کو سمجھائیں تاکہ وہ بھی

يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ
بچتے رہیں۔ مسلمانو! جو تمہارے قریب قریب کافر ہیں ان سے لڑو

وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ
اور ان کو تمہاری مضبوطی معلوم ہو اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور جب کوئی سورت

سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض کہتے ہیں اس سورت نے کس کا ایمان بڑھایا ہے جو ایماندار ہیں انہی کا

فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
ایمان سورت بڑھاتی ہے اور وہ خوشی کرتے ہیں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے

پس تم قومی کاموں میں چستی کیا کرو مناسب نہیں کہ متفرق رہو اور نہ یہ مناسب ہے کہ مسلمان سارے کے سارے ہی اپنے گھروں سے نکل پڑیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھوکی فوج کی طرح جمع ہو جائیں نہیں بلکہ ہر ایک کام مناسب اعتدال سے ہونا چاہیے پس ایسا کیوں نہ کریں کہ ہر ایک قوم سے چند آدمی آئیں اور رسول اللہ کی خدمت میں رہیں تاکہ دین کی باتوں اور اسرار شریعت میں سمجھ حاصل کریں اور جب اپنی قوم میں جائیں تو ان کو سمجھائیں تاکہ وہ بھی برے کاموں سے بچتے رہیں اور نیک کاموں میں راغب ہوں ہاں جب جنگ کی ضرورت ہو تو حسب ضرورت تعداد میں نکلا کرو اور خوب ہاتھ دکھاؤ مگر جہاد میں بھی یہ قانون یاد رکھو کہ قرب و جوار میں بغل کا دشمن چھوڑ کر دور نہ جانا چاہیے اسی لیے تم کو تاکیدی حکم ہوتا ہے کہ مسلمانو! جو تمہارے قریب قریب کافر بغل کے سانپ ہیں ان سے پہلے لڑو جب ان سے نمٹ لو پھر آگے بڑھو اور ایسے ڈٹ کر لڑو کہ ان کو بھی تمہاری مضبوطی معلوم ہو اور باوجود دشمن ہونے کے تمہاری شجاعت کی داد دیں اور جان رکھو کہ اللہ کی مدد پرہیزگاروں کے ساتھ ہے جو اس کے ہو رہتے ہیں اور سب کام اسی کے سپرد کر دیتے ہیں وہ ان کی پوری مدد کرتا ہے اور جو اس سے ہٹ رہتے ہیں اور غرور اور سرکشی میں زندگی گزارتے ہیں جیسے تیرے زمانہ کے منافق ان کی دونوں جہانوں میں مٹی خراب ہے

دونوں سے گئے پانڈے نہ حلوا ملا نہ مانڈے

یہ تو کچھ ایسے سیاہ دل ہیں کہ ان کو کوئی بات اور کوئی طریقہ ہدایت نہیں کر سکتا بھلا کرے بھی کیسے جبکہ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے بلکہ توجہ دلانے والوں سے بگڑ جاتے ہیں اور جب کوئی سورت یا آیت قرآنی نازل ہوتی ہے تو ان میں سے بعض منافق ہنسی کرتے ہوئے مسلمانوں سے کہتے ہیں میاں سنا ہے قرآن سے ایمان بڑھتا اور تازہ ہوتا ہے کہو تو آج اس سورت نے کس کا ایمان بڑھایا ہے کہ وہ بالشت سے گز کو پہنچ گیا ہو نادان نہیں جانتے کہ جو ایماندار ہیں انہی کا ایمان سورت بڑھاتی ہے یعنی انہی کو توفیق خیر ملتی ہے اور وہی خوشی کرتے ہیں اور جن کے دلوں میں ناپاک باطنی اور دوروئی کی بیماری ہے۔

فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ ۝ أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ

ان کو خباثت پر خباثت بڑھاتی ہے اور کفر ہی میں مرتے ہیں کیا یہ نہیں جانتے کہ ہر سال

يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝

ایک دو دفعہ ان کو تکلیف پہنچ رہتی ہے پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ

اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف نظر کر کے کہتے ہیں کہ کوئی تم کو نہیں دیکھتا پھر فوراً

انصَرَفُوا ۚ صَرَفَ اللَّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ۝ لَقَدْ جَاءَكُمْ

چل دیتے ہیں خدا نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے کیونکہ دانستہ نہیں سمجھتے تمہارے پاس تم ہی میں سے

رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ

رسول آیا ہے اس پر تمہاری تکلیف شاق گذرتی ہے تمہاری بھلائی کا حریص ہے اور ایمانداروں کے حال پر نہایت درجہ

رَّحِيمٌ ۝ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

شفیق اور مہربان ہے اگر منہ پھیریں تو تو کہہ کہ اللہ مجھ کو کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے

ع ۷ ۵

ان کو خباثت پر خباثت اور بڑھاتی ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ بدذاتیاں کرتے رہتے ہیں اور کفر ہی میں مرتے ہیں غرض یہ کہ قرآن کی مثال بھی بالکل بارش کی طرح ہے ؎

باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست   در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

کیا یہ منافق چال باز خدا کے حکموں کی تحقیر کرنے والے اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہر سال ایک دو دفعہ ان کو تکلیف پہنچ رہتی ہے پھر بھی نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں بلکہ بجائے توبہ کے الٹے اکڑتے ہیں اور جب کوئی سورت ان کی موجودگی میں اترتی ہے جس میں ان کے بداعمال کا اظہار یا اللہ کی راہ میں خرچنے کا ذکر ہوتا ہے تو ایک دوسرے کی طرف نظر کر کے اشاروں سے کہتے ہیں کہ کوئی تم کو نہیں دیکھتا اٹھو چلو پھر فوراً چل دیتے ہیں۔ ایسے بے پرواہ ہیں کہ گویا کسی حکم کی تعمیل کی ان کو حاجت ہی نہیں اسی لیے خدا نے ان کے دلوں کو ہدایت سے پھیر دیا ہے کیونکہ یہ لوگ دانستہ اللہ کے احکام کو نہیں سمجھتے اپنی حالت اور آئندہ ضرورت پر فکر نہیں کرتے ان کو کوئی اتنا بھی نہیں سمجھاتا کہ دیکھو تمہارے پاس تم ہی میں سے اللہ کا رسول آیا ہے وہ ایسا شفیق اور مہربان ہے کہ اس پر تمہاری تکلیف شاق گذرتی ہے تمہاری بھلائی کا حریص ہے ہر وقت اس کو یہی فکر ہے کہ تمہارا بھلا ہو اور تم دینی اور دنیاوی ترقی کی معراج پر پہنچو اور ایمانداروں کے حال پر نہایت درجہ شفیق اور مہربان ہے اس پر بھی اگر منہ پھیریں تو تو کہہ کہ اللہ مجھ کو کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود اور حامی اور مددگار نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے یعنی اسی کی حکومت عامہ ہے جو کسی کی نہیں۔

پس ؎

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ   جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

سورۃ یونس

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

الٓرٰ قف تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۱﴾ اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى

میں ہوں اللہ دیکھتا یہ سورۃ باحکمت کتاب کے حکم ہیں کیا ان لوگوں کو اس امر سے تعجب ہے کہ ہم (خدا) نے ان میں سے ایک

رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَهُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ

آدمی پر یہ الہام کیا ہے کہ لوگوں کو ڈرا اور جو لوگ ایمان لائیں ان کو خوش خبری سنا کہ خدا کے ہاں ان کی

عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۲﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ

بڑی عزت ہے کافر کہنے لگے کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار

الَّذِىۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ فِىۡ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰى عَلَى الۡعَرۡشِ يُدَبِّرُ

وہ ہے جس نے آسمان اور زمینیں چھ دنوں میں بنائے ہیں پھر تخت پر بیٹھا وہی احکام جاری

الۡاَمۡرَ ؕ مَا مِنۡ شَفِيۡعٍ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِهٖ ؕ ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡهُ ؕ اَفَلَا

کرتا ہے اس کی جناب میں بغیر اذن کوئی سفارشی نہیں ہو سکتا یہ اللہ تمہارا رب ہے پس تم اس کی عبادت کرو کیا پھر تم

تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۳﴾ اِلَيۡهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ

سمجھتے نہیں ہو اس کی طرف تم نے پھرنا ہے اللہ کا وعدہ سچا ہے وہی پیدا کرتا ہے

سورۃ یونس

میں ہوں اللہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا سچ سمجھو کہ یہ سورت باحکمت کتاب یعنی قرآن کے حکم ہیں جو لوگ ان کو نہیں مانتے تو کیا ان لوگوں کو اس امر سے تعجب ہے کہ ہم (خدا) نے ان میں سے ایک آدمی پر یہ الہام کیا ہے کہ تو لوگوں کو برے کاموں سے ڈرا اور جو لوگ تیری تعلیم پر ایمان لائیں ان کو خوشخبری سنا کہ خدا کے ہاں ان کی بڑی عزت ہے اتنی ہی بات پر کافر کہنے لگے کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے کیونکہ جو اس کی مجلس میں جاتا ہے اسی کا ہو جاتا ہے سنو! جس تعلیم کی طرف یہ بلاتا ہے وہ تمہارے پروردگار مالک الملک کی عبادت کی تعلیم ہے لوگو! تمہیں کیا ہوا کہ ایسے مالک الملک سے ہٹے جا رہے ہو! کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار جس کی طرف تم کو رسول بلاتا ہے وہ ذات پاک ہے جس نے آسمان اور زمینیں چھ دنوں میں بنائے ہیں پھر حکومت کے تخت پر بیٹھا اور سب پر مناسب حکمرانی[1] کرتا ہے وہی احکام جس طرح چاہتا ہے جاری کرتا ہے اس کی جناب میں بغیر اذن کوئی سفارشی نہیں ہو سکتا۔ یہ اللہ جو موصوف بہ ہمہ صفات ہے تمہارا رب ہے پس تم اس کی عبادت کرو اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو پھر تم سمجھتے نہیں ہو کہ جو خالق نہیں وہ معبود کیسا؟ سنو! اسی کی طرف تم نے پھرنا ہے تمہاری جزا سزا دینے کے متعلق اللہ کا وعدہ سچا ہے وہی پیدا کرتا ہے۔

---

[1] استویٰ علی العرش کی بحث ہے' جلد اول میں ہے۔

ثُمَّ يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ ۚ وَ

اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل اچھے کئے ان کو انصاف سے بدلہ دے اور

الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝

جو کافر ہیں ان کو کھولتا ہوا پانی اور ان کے کفر کی پاداش میں دردناک عذاب ہو گا

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا

وہی ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو روشن اور چاند کی منزلیں ٹھہرائیں تاکہ

عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ

تم اس کے ذریعہ سالوں کا شمار اور حساب جان لیا کرو اللہ نے اس کو ضروری فوائد کے لیے بنایا ہے جو لوگ کچھ علم رکھتے

لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ

ہیں ان کے لئے نشان مفصل بتلاتا ہے- بیشک رات اور دن کے آنے جانے میں اور جو کچھ خدا نے آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا

زمینوں میں پیدا کیا ہے اس سب میں پرہیز گاروں کے لئے کئی ایک نشان ہیں- جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی

بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنُّوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۝

زندگی ہی سے خوش ہو بیٹھتے ہیں اور اسی دنیا ہی پر مطمئن ہیں اور جو ہمارے نشانوں سے غافل ہیں

اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل اچھے کئے ان کو بعد موت انصاف سے پورا پورا بدلہ دے کہ جو انہوں نے نیکی کرنے میں تکلیفیں اور ظالموں سے اذیتیں اٹھائی ہیں ان کا عوض ان کو ملے اور جو کافر ہیں ان کو کھولتا ہوا پانی اور ان کے کفر کی پاداش میں دردناک عذاب ہو گا وہ تمہارا پروردگار جانتے ہو کون ہے وہی ہے جس نے آفتاب کو بذاتہ چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو سورج سے مستفیض روشن اور چاند کی منزلیں ٹھہرائیں سے اس کی ترقی و تنزل معلوم ہو کبھی بڑھتا ہوا نظر آتا ہے کبھی گھٹتا ہوا تاکہ تم نظر کرو اور علاوہ ان فوائد کے جو نظام عام میں اس سے وابستہ ہیں یہ فائدہ بھی لو کہ اس کے ذریعہ سے سالوں کا شمار اور معمولی کاروبار میں تاریخوں کا حساب جان لیا کرو اس قمری حساب سے گو موسموں کا اندازہ نہیں ہو سکتا مگر اس میں شک نہیں کہ قدرتی ہونے کی وجہ سے آسان ہے کیونکہ کسی آدمی کی صفت کو اس میں دخل نہیں اگر تمام دنیا کی جنتریوں کو اور جنتریاں بنانے والوں کو معدوم فرض کریں تو بھی قمری تاریخ ہے جو اپنا ثبوت دے گی شمسی نہیں دے سکتی اسی لیے تم عرب کے لوگوں کو اسی تاریخ کی تعلیم دی گئی ہے سنو! اللہ نے اس مخلوق کو عبث نہیں بنایا بلکہ ضروری فوائد اور نتائج حقہ کے لیے بنایا ہے جو لوگ کچھ علم رکھتے ہیں ان کے فائدہ کے لئے خدا اپنی قدرت کے نشان اور دلائل مفصل بتلاتا ہے کیا آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش جو اپنی ضخامت کی وجہ سے سب سے بڑے ہیں کم ہیں؟ نہیں بیشک رات اور دن کے آنے جانے میں اور کچھ خدا نے آسمانوں اور زمینوں میں پیدا کیا ہے اس سب میں پرہیز گاروں کے لئے کئی ایک نشان ہیں مگر جو لوگ ہمارے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی ہی سے خوش اور مسرور ہو بیٹھے ہیں اور اسی دنیا ہی پر مطمئن ہیں اور جو ہمارے نشانوں سے غافل ہیں-

أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

ان کی بد اعمالیوں کے بدلے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک

الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ

کئے ان کے ایمان کی وجہ سے خدا ان کو راہ نمائی کرے گا نعمتوں کے باغوں میں ان کے تلے نہریں جاری

النَّعِيمِ ﴿٩﴾ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۚ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ

ہوں گی ان باغوں میں ان کی آواز سبحانک اللھم ہو گی اور ان کو تحفہ ان میں سلام ہو گا اور ان کی آخری بات

أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠﴾ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُم

ہو گی الحمدللہ رب العالمین اور اگر اللہ لوگوں کو برائی پہنچانے میں جلدی کرتا جیسے

بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ إِلَيْهِمْ أَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ

وہ بھلائی کو جلدی چاہتے ہیں تو ان کی اجل کا ابھی فیصلہ ہو جاتا- مگر جو لوگ جو ہمارے ملنے سے بے ڈر ہیں ہم ان کو سرکشی میں چھوڑ

يَعْمَهُونَ ﴿١١﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا

دیتے ہیں تاکہ حیران و پریشان پھرتے رہیں- جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کروٹ پر لیٹا ہوا اور بیٹھا اور کھڑا ہوا ہم کو پکارتا ہے

كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ

پھر جب ہم اس سے تکلیف ہٹا دیتے ہیں تو ایسا چلتا ہے گویا ہم کو اس نے کسی تکلیف کے لئے جو اسے لگی تھی پکارا ہی نہیں تھا اسی طرح حد سے تجاوز کرنے والوں کو

ان کی بد اعمالیوں کے بدلے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جس سے کبھی بھی مخلصی نہ پائیں گے ان کے مقابلہ میں جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کئے ان کے ایمان کی وجہ سے خدا ان کو جنت کی طرف راہ نمائی کرے گا نعمتوں کے باغوں میں ان کے مکانوں کے تلے نہریں جاری ہوں گی اس نعمت کے شکریہ میں ان باغوں میں ان کی آواز اور پکار سبحانک اللھم ہو گی (اے ہمارے خدا تو پاک ہے) اور فرشتوں کی جانب سے ان کا تحفہ ان باغوں میں سلام ہو گا اور مجلس کی برخاستگی کے وقت ان کی آخری بات ہو گی الحمدللہ رب العالمین (سب تعریفیں خدائے رب العالمین کو ہیں) یہ دنیا ساز کم بخت کرتے کراتے تو کچھ بھی نہیں بھلائی کے بڑے خواہش مند ہیں اور اگر اللہ ان لوگوں کی بد اعمالی پر ان کو برائی پہنچانے میں جلدی کرتا جیسی وہ بھلائی کو جلدی چاہتے ہیں تو ان کی اجل اور موت کا ابھی فیصلہ ہو جاتا یعنی ایک دم بھی زندہ چھوڑنے کے قابل نہیں ہیں مگر پھر بھی ہم (خدا) بوجہ اپنے کمال حلم اور بردباری کے ایسا تو نہیں کرتے بلکہ جو لوگ ہمارے ملنے سے بے ڈر ہیں ہم ان کو سرکشی میں چھوڑ دیتے ہیں تاکہ حیران و پریشان پھرتے رہیں یہ بھی تو ایک بے ایمانی اور بے امیدی کی بات ہے کہ جب نالائق آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو کروٹ پر لیٹا ہوا اور بیٹھا اور کھڑا ہوا غرض ہر طرح سے ہم کو پکارتا ہے مختصر یہ کہ ان کا حال بھی وہی ہوتا ہے جو کسی صاحب دل نے کہا ہے ؎

عامل اندر زمان معزولی شیخ شبلی و بایزید شوند

پھر جب ہم اس سے تکلیف ہٹا دیتے ہیں تو ایسا اکڑ کر چلتا ہے گویا ہم کو اس نے کسی تکلیف کے لیے جو اسے لگی تھی پکارا ہی نہیں تھا وہی شرارتیں اور وہی بدذاتیاں جو پہلے تھیں پھر کرنے لگ جاتا ہے بدمعاش یہ نہیں جانتا کہ جس شیر کے پنجے میں میں پہلے پھنسا تھا اب بھی اس میں پھنس جانا ممکن ہے جس طرح ایسے لوگوں کو ایسی خود طلبی بھلی معلوم ہوتی ہے اسی طرح حد عبودیت سے تجاوز کرنے والوں کو

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ

ان کے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں اور تم سے پہلے کئی ایک جماعتوں کو ہم نے ہلاک کیا جب وہ ظلم پر مصر ہوئے اور

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

ان کے پاس ان کے رسول کھلے نشان لے کر آئے اور ایمان لائے کہ انہوں نے رخ بھی نہ کیا اسی طرح مجرموں کی قوم کو ہم سزا دیا

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ

کرتے ہیں پھر ان سے پیچھے ہم نے تم کو زمین پر نائب بنایا تاکہ تمہارے کام بھی

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

دیکھیں اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو جو لوگ ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں رکھتے

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ

کہتے ہیں اس کے سوا اور قرآن لا یا اس کو بدل دے تو کہہ میری طاقت نہیں کہ میں اپنے پاس سے اسے بدل ڈالوں

نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ

میں تو صرف اس امر کی تابعداری کرتا ہوں جو مجھے پہنچتا ہے خدا کی بے فرمانی کرنے پر بڑے دن کے

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۫ۖ فَقَدْ

عذاب کا مجھے بھی خوف ہے تو کہہ اگر اللہ چاہتا تو میں یہ تمہیں نہ سناتا اور نہ ہی وہ تم کو اس سے آگاہ کرتا

لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

اس سے پہلے میں تم میں مدت دراز ٹھہرا ہوں کیا تم سمجھتے نہیں

ان کے کام بھلے اور سجے ہوئے معلوم ہوتے ہیں پس نہ گھبراؤ نہیں تمہاری خوب گت کریں گے اور تم سے پہلے کئی ایک جماعتوں کو ہم نے ہلاک کیا جب وہ ظلم پر مصر اور بضد ہوئے اور ان کے پاس ان کے رسول کھلے نشان لے کر آئے اور وہ اپنی شرارت پر ایسے اڑے کہ ایمان لانے اور حقانی تعلیم کے ماننے کو انہوں نے رخ بھی نہ کیا اسی طرح مجرموں کی قوم کو ہم سزا دیا کرتے ہیں۔ پھر ان سے پیچھے ہم نے تم کو زمین پر ان کے نائب بنایا تاکہ تمہارے کام بھی دیکھیں اور تمہاری لیاقت بھی لوگوں پر ظاہر کریں چنانچہ ہو رہی ہے کہ قرآن کے مقابلہ پر جہالت کی باتیں کرتے ہیں اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو جو لوگ ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں رکھتے کہتے ہیں اس قرآن میں تو ہمارے معبودوں کی مذمت اور برائی مذکور ہے اس کے سوا اور قرآن لا یا اس کو بدل دے یعنی اتنا حصہ جو ہماری عبادات اور رسوم کی برائیوں پر مشتمل ہے کاٹ ڈال اس کے سننے کو ہماری طبیعت برداشت نہیں کرتی۔ اے نبی تو ان نادانوں سے کہہ میری طاقت نہیں کہ میں اپنے پاس سے اسے بدل ڈالوں میں تو صرف اسی امر کی تابعداری کرتا ہوں جو مجھے خدا کے ہاں سے پیغام پہنچتا ہے اس میں میرا ذرہ بھر بھی اختیار نہیں بلکہ خدا کی بے فرمانی کرنے پر بڑے دن کے عذاب کا مجھے بھی خوف ہے تو یہ بھی ان کو کہہ اگر اللہ چاہتا تو میں یہ قرآن تمہیں نہ سناتا اور نہ ہی خدا تم کو اس سے آگاہ کرتا بلکہ اسی جہالت میں تم رہتے اور اسی میں تباہ ہوتے یہ بھی اس کی مہربانی ہے کہ اس نے تم کو علم سکھایا تم میں رسول بھیجا اور نہ اس سے پہلے میں تم میں مدت دراز تک ٹھہرا ہوں کبھی میں نے اس قسم کا کوئی دعویٰ نہیں کیا جس میں جھوٹا ہوں کیا تم سمجھتے نہیں۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

پھر جو اللہ پر افترا باندھتے ہیں یا اس کے حکموں کو جھٹلاتے ہیں ان سے بڑھ کر کوئی

الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ

ظالم ہے کچھ شک نہیں بدکار کبھی کامیاب نہ ہوں گے اور اللہ کے سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ ان کو نفع دیں اور نہ نقصان

يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي

کہتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں تو کہہ کیا تم اللہ کو ان باتوں کی خبر بتلاتے ہو جن کو وہ

السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ

آسمانوں اور زمینوں میں نہیں جانتا وہ ان کے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے اور سب لوگ

النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

ایک ہی گروہ تھے پیچھے مختلف ہوئے اور اگر تیرے رب کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو جن امور میں ان کو

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ

اختلاف ہے ان میں مدت سے ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا کہتے ہیں کیوں اس کے خدا کی طرف سے اس پر کوئی نشان نہیں اتارا گیا

پھر بتلاؤ جو اللہ پر افترا باندھتے ہیں یا اس کے حکموں کو جھٹلاتے ہیں ان سے بھی بڑھ کر کوئی ظالم ہے؟ کوئی نہیں یہ لوگ بڑے ظالم ہیں کچھ شک نہیں ایسے بدکار کبھی کامیاب نہ ہوں گے - ظالم اللہ کے حکموں کا تو انکار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا ان چیزوں کو پوجتے ہیں جو نہ تو ان کو نفع دیں اور نہ نقصان اور مونہہ سے جھوٹا عذر کرنے کو کہتے ہیں کہ یہ لوگ جن کی ہم عبادت کرتے ہیں ہمارے معبود حقیقی تو نہیں بلکہ اللہ کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں کیسا غلط عذر ہے بھلا اگر فرض بھی کریں کہ سفارشی ہیں تو کیا سفارشی کی عبادت کرنی چاہیۓ؟ سفارشی کے تو یہ معنی ہیں کہ خدا کے حضور تمہارے لیے دعا کریں اور تمہاری نجات چاہیں یہ معنی جو سفارشی کے انہوں نے گھڑ لئے ہیں کہ اسی کی عبادت پہلے کی جائے یا خدا کی عبادت میں اس کو شریک سمجھا جائے انوکھے معنے ہیں تو کہہ اور تو اور کیا تم اللہ کو بھی ان باتوں کی خبر بتلاتے ہو جن کو وہ آسمانوں اور زمینوں میں نہیں جانتا یعنی وہ دنیا کے سچے واقعات میں ہے ہی نہیں اس لیے اگر ہوتے تو اس کا علم بھی ان کو مشتمل ہوتا کیونکہ اس کا علم سب صحیح واقعات پر محیط ہے پس وہ تو ان کے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے ان کی بے ہودہ گوئی کا غبار بھی اس کے دامن قدس تک نہیں پہنچتا اور ان کی نادانی دیکھو کہ ایسی تعلیم سے بھی منکر ہیں کہ جس پر کسی زمانے سب لوگ متفق اور ایک ہی گروہ تھے یعنی سب کے سب خدا ہی کی عبادت اور بھگتی کرتے تھے جو عین مذہب اسلام ہے پیچھے مختلف ہوئے بعض مومن رہے اور بعض کافر ہو گئے اور اگر تیرے رب کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا کہ اسی حالت میں ان کو رکھنا ہے تو جن امور میں ان کو اہل حق سے اختلاف ہے ان میں مدت سے ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور دنیا ہی میں ان کو مزہ چکھا دیا جاتا - ظالموں کو اور بات تو کوئی ملتی نہیں بہانہ جوئی کرتے ہوئے کہتے ہیں کیوں اس کے خدا کی طرف سے اس پر کوئی نشان نہیں اتارا گیا جو اس کے ساتھ ہر وقت بطور بین علامت کے رہتا -

رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ

تو کہہ غیب کی کل خبریں اللہ کے پاس ہیں پس تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِیْۤ اٰيَاتِنَا ۚ

اور جب ہم ان لوگوں کو بعد تکلیف پہنچنے کے آسائش دیتے ہیں تو پس فوراً ہی ہمارے حکموں میں داؤ بازیاں کرتے ہیں

قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۚ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِیْ

تو کہہ اللہ کا داؤ بڑا تیز ہے جو کچھ بھی تم فریب کرتے ہو ہمارے فرستادہ لکھ رہے ہیں وہی خدا ہے جو

يُسَيِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ

جنگلوں اور دریاؤں میں تمہیں سیر کراتا ہے اور جب تم جہازوں میں ہوتے ہو اور وہ جہاز اپنے سواروں کو موافق ہوا کے ساتھ لے کر

طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ

چلتے ہیں اور وہ اس سے خوب شاداں ہوتے ہیں تو ان پر تیز ہوا کا جھونکا آ لگتا ہے اور ہر طرف سے پانی کی لہریں ان پر چڑھ آتی ہیں اور وہ

وَّظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا

جان جاتے ہیں کہ ہم بلا میں گھرے تو اللہ سے خالص دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو ہم کو اس بلا سے

مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّاۤ اَنْجٰهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ

نجات دے گا تو ہم شکر گزار بنیں گے پھر جب وہ ان کو اس بلا سے نجات دیتا ہے تو زمین پر ناحق کے فساد کرنے

تو کہہ غیب کی کل خبریں اللہ کے پاس ہیں وہی اس کی مصلحت جانتا ہے کہ کیوں ایسا نہیں اتارا گیا پس تم بھی منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں اس کی حکمت کو وہی جانتا ہے ان کی تو یہی عادت ہے کہ خدا کے حکموں کو بہانوں سے ٹالنا چاہتے ہیں یہ اہل مکہ تو کیا عام طور پر بھی یہی لوگوں کی عادت ہے کہ مطلب کے لیے ہمارے بن جاتے ہیں اور جب ہم ان لوگوں کو بعد تکلیف پہنچنے کے آسائش دیتے ہیں تو بس فوراً ہی ہمارے حکموں کی مخالفت میں داؤ بازیاں اور حیلہ سازیاں کرتے ہیں کہ کسی طرح سے ہم محکوم اور ذلیل نہ رہیں اور حکم خداوندی ہمارے کانوں تک نہ پہنچے ان کے رکنے کی عجیب عجیب تدبیریں سوچتے ہیں تو ان سے کہہ اللہ کا داؤ بڑا تیز ہے وہ جس وقت تمہیں پکڑنا چاہے گا ایک آن مہلت نہ دے گا نہ کوئی تمہیں اس سے بچا سکے گا جو کچھ بھی تم فریب اور داؤ کرتے ہو ہمارے یعنی خدا کے فرستادہ فرشتے لکھ رہے ہیں سنو! تمہیں ہوا کیا ہے جو تم اسلام سے انکار کر رہے ہو اسلامیوں کا خدا تو وہی خدا ہے جو جنگلوں اور دریاؤں میں تمہیں سیر کراتا ہے اسی کی قدرت سے تم جنگلوں میں اور دریاؤں میں پھر آتے ہو اور جب تم جہازوں پر ہوتے ہو اور وہ جہاز اپنے سواروں کو موافق ہوا کے ساتھ لے کر چلتے ہیں اور وہ اس ہوا کی موافقت سے خوب شاداں و فرحان ہوتے ہیں تو اتنے میں ان پر سخت تیز ہوا کا جھونکا آ لگتا ہے اور ہر طرف سے پانی کی لہریں ان پر چڑھ آتی ہیں اور وہ جان جاتے ہیں کہ ہم بلا میں گھرے تو اللہ سے خالص دعائیں مانگتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ کو اگر تو ہم کو اس بلا سے نجات دے گا تو ہم شکر گزار بنیں گے پھر جب وہ ان کو اس بلا سے نجات دیتا ہے تو زمین پر پہنچتے ہی وہی ناحق کے فساد کرنے

بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۡ

لگ جاتے ہیں لوگو! تمہارے فساد تم ہی پر وبال ہوں گے دنیا کی زندگی کے عیش کر لو

ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ

پھر تو ہماری طرف ہی تم کو واپس آنا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو ہم تم کو بتلا دیں گے دنیا کی زندگی تو بس

الدُّنْيَا كَمَاۗءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَاۗءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ

پانی کی سی ہے جو ہم اوپر سے اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ زمین کا سبزہ گھن ہو جاتا ہے

النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۭ حَتّٰٓي اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ

جسے آدمی اور چارپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین اپنی خوبصورتی اور زینت میں کمال کو پہنچتی ہے

اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ

اور اس کے مالک سمجھتے ہیں کہ اب یہ کھیتی ہمارے بس میں ہے تو ناگاہ ہمارا حکم رات کو یا دن کو اس پر پہنچ جاتا ہے پس ہم اس کا ایسا ستھراؤ

تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا

کر دیتے ہیں کہ گویا کل اس کا نام و نشان نہ تھا اسی طرح سوچ کرنے والوں کے لئے ہم دلائل تفصیل سے بتلاتے ہیں اور اللہ دار سلامت

اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ۭ

کی طرف بلاتا ہے

لگ جاتے ہیں-لوگو! تمہارے فساد اور بد اعمالی تم ہی پر وبال ہوں گے دنیا کی چند روزہ زندگی کے عیش کر لو پھر آخر تو ہماری طرف ہی تم کو واپس آنا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو ہم تم کو بتلائیں گے بلکہ مناسب جزا سزا بھی دیں گے جس دنیا کے عیش و عشرت میں تم پھنسے ہو اس کی کچھ کیفیت اور حقیقت بھی تم کو معلوم ہے-سنو! دنیا کی زندگی تو بس پانی کی سی ہے جو ہم اوپر سے بارش کے ذریعہ اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ زمین کا سبزہ گھن جاتا ہے جسے آدمی اور چارپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین اپنی خوبصورتی اور زینت میں کمال کو پہنچتی ہے اور اس کے مالک سمجھتے ہیں کہ اب یہ کھیتی ہمارے بس میں ہے اور ہم چند روز تک اسے قبضے میں کرنے کو ہیں تو وہ اس خیال میں ہوتے ہیں کہ ناگاہ ہمارا غضب آلود حکم رات کو یا دن کو اس پر پہنچ جاتا ہے پس ہم اس کا ایسا ستھراؤ کر دیتے ہیں کہ گویا کل اس کا نام و نشان نہ تھا ٹھیک اسی طرح انسان اپنی جوانی اور مال کی مستی میں ہوتا ہے اور فرعونی دماغ سے کسی تکلیف کا اندیشہ بلکہ وہم تک بھی اسے نہیں ہوتا کہ ناگاہ خدا کا غضب اس پر ایسا ٹوٹ پڑتا ہے کہ الامان ؎ "دیر گیرد سخت گیرد" اپنا پورا جلوہ دکھاتا ہے تمام آرزوئیں اور امنگیں دل کی دل ہی میں کفن کے اندر سینہ میں بند کئے ہوئے لے جاتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے ؎ "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ" کسی اہل دل نے کیا اچھا کہا ہے ؎ "بر دگور غریباں شہر سیرے کن ببین کہ نقش انہاچہ باطل افتادہ ست" اسی طرح سوچ بچار کرنے والوں کے لیے ہم اپنے دلائل قدرت تفصیل سے بتلاتے ہیں تاکہ دانا سمجھیں اور نتیجہ پائیں گو اس تفصیل میں کسی کی خصوصیت نہیں ہوتی مگر بد نصیب لوگ جو اس سے فائدہ نہ اٹھائیں تو کس کا قصور ورنہ شریعت کو تو بخل نہیں اور اللہ سب کو دار سلامت یعنی سعادت کے گھر جس کا نام جنت ہے اس کی طرف بلاتا ہے کوئی آئے سب کے لیے دروازہ کھلا ہے ؎

در فیض محمد دا ہے آئے جس کا جی چاہے نہ آئے آپ کو کافر بنائے جس کا جی چاہے

وَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ

اور جس کو چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دیتا ہے جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے لئے نیکی اور

زِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ

زیادہ بھی ہے اور ان کے چہروں پر سیاہی اور ذلت کا اثر نہ ہو گا یہی جنت والے ہیں جو اس میں ہمیشہ

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ

رہیں گے اور جو لوگ بدکاریاں کرتے ہیں ان کی برائی کے برابر ان کی سزا ہو گی اور ان کو ذلت

ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ

ڈھانپے ہوئے ہو گی اللہ سے کوئی بھی ان کو بچانے والا نہ ہو گا گویا سیاہ رات کا ایک حصہ ان کے

مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ

چہروں پر مل دیا گیا ہے یہی جہنمی ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے

جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ

پھر مشرکوں سے کہیں گے تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو پھر ہم ان میں جدائی

وَقَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ۞ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَ

کر دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت کرتے تھے پس اللہ ہی ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے

اور جس کو چاہے سیدھے راستہ کی ہدایت کر دیتا ہے جو اس کے ہو رہتے ہیں ان کی مزید ترقی عنایت کرتا ہے اور جو ہونے کا قصد کرتے ہیں ان کو توفیق خیر دیتا ہے جن لوگوں نے نیکی کی راہ اختیار کی ہے ان کے لیے نیکی اور ان کے اعمال کے اندازہ سے بڑھ کر زیادت بھی ہے اور ان کے چہروں پر سیاہی اور ذلت کا اثر جو مجرموں پر ہو گا نہ ہو گا یہی جنت والے ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے اور جو بدکاریاں کرتے ہیں ان کی برائی کے برابر ان کی سزا ہو گی یعنی گناہوں کی سزا میں زیادتی نہ ہو گی (اور ان کے چہروں کو ذلت اور تیرگی ڈھانپے ہوئے ہو گی اللہ کے عذاب سے کوئی بھی ان کو بچانے والا نہ ہو گا) سیاہی اور تیرگی ان پر ایسی غالب ہو گی کہ گویا سیاہ رات کا ایک حصہ ان کے چہروں پر مل دیا گیا ہے۔ یہی یعنی ایسے ہی بدکار جہنمی ہیں جو اس جہنم میں ہمیشہ رہیں گے ان کو اس دن کی جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے خبردار تم اور تمہارے مصنوعی شریک اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو پھر ہم ان میں جدائی کر دیں گے یعنی ایک کو دوسرے کے مقابل کھڑا کریں گے ایسے کہ باہمی سوال و جواب کر سکیں مشرک اپنے معبودوں سے امداد طلب کریں گے اور ان کے شریک ان سے کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو یونہی ہمارا نام بدنام کر رہے ہو تم ہماری تو عبادت نہ کرتے تھے کیونکہ ہم نے تو تمہیں کہا نہیں تھا اگر تم ایسے ہی ہمارے فدائی تھے تو ہماری تعلیم پر جو ہماری کتابوں میں تھی اس پر عمل کرتے اور ہمیں بدنام کرتے پس اللہ ہی ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ۝ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ

ہم تو تمہاری عبادت سے بھی بے خبر تھے وہاں ہر نفس اپنے اعمال کا اندازہ کرے گا

اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

اور اللہ کی طرف جو سب مخلوق کا حقیقی مالک ہے پھیرے جائیں گے اور جو کچھ افترا کر رہے ہیں ان کو سب بھول جائے گا

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ

تو پوچھ کہ تم کو آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے اور کون تمہاری قوت سمع اور قوت باصرہ پر

مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ

قبضہ تام رکھتا ہے اور کون زندوں کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردوں کو زندوں سے نکال لے جاتا ہے اور کون احکام جاری

فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَا

کرتا ہے فوراً کہہ دیں گے اللہ پس تو کہہ دیجو پھر تم ڈرتے نہیں پس یہی اللہ تمہارا حقیقی مربی ہے پس

ذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

حق کے بعد گمراہی ہے پھر تم کدھر کو بہکے جا رہے ہو۔

واللہ ہم تو تمہاری عبادت سے بھی بے خبر تھے۔ جب یہ بات ہو گی تو وہاں ہر نفس اپنے اعمال کا اندازہ کرے گا اور جان لے گا کہ اس نے کیا چنے چبائے تھے اور اللہ کی طرف جو سب مخلوق کا حقیقی مالک ہے پھیرے جائیں گے اور جو کچھ وہ دنیا میں بہتان اور افترا کر رہے ہیں ان کو سب بھول جائے گا کہ بعض تیرے مخاطب اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ ان کو کسی کی تنذیر[1] اور تخویف کارگر نہیں ہو سکتی تاہم جہاں سننے والوں سے خالی نہیں دوسرے بے ضد لوگوں کی ہدایت اور فائدے کے لئے تو ان سے پوچھ کہ آسمان اور زمین سے کون تم کو رزق دیتا ہے کون اوپر سے بارش کرتا ہے اور نیچے سے انگوریاں اگاتا ہے اور کون تمہاری قوت سمع اور قوت باصرہ پر قبضہ تام رکھتا ہے اور کون زندوں کو جاندار بنا کر مردہ یعنی بے جان منی کے نطفہ سے نکالتا ہے اور کون مردوں کو زندوں سے نکال لے جاتا ہے اور کون نظام عالم میں تمام احکام جاری کرتا ہے جس سے ہر ایک چیز اپنی اپنی حد پر برابر آ جاتی ہے ہمیشہ موسم اپنے وقت پر آتے ہیں کھیت اپنے وقت پر پکتے ہیں انگوریاں اپنے وقت پر نکلتی ہیں اگر ان سے یہ سوال ہوں تو فوراً کہہ دیں گے اللہ ہی سب کچھ کرتا ہے۔

پس تو کہہ دیجو کہ پھر تم اس سے ڈرتے نہیں جس کے قبضہ میں تمام کام ہیں اس کو چھوڑ کر اس کی مخلوق اور اس کے بندوں اور غلاموں سے اپنی حاجات مانگتے ہو سنو!

خدا فرما چکا قرآن کے اندر　　مرے محتاج ہیں پیر و پیغمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں　　کہ کام آئے تمہاری بے کسی میں

پس یہی اللہ تمہارا حقیقی مربی ہے پس حق کو چھوڑنے کے بعد گمراہی کا راستہ ہی ہے اور کچھ نہیں کسی طرف جاؤ جیسے دو دو نے چار سے منکر ہو کر خواہ کوئی عدد اختیار کرو سب غلط ہیں پھر تم کدھر کو بہکے جا رہے ہو سمجھتے نہیں.....

---

[1] سواء علیھم انذرتھم ام لم تنذرھم کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲ منہ

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ قُلْ

اسی طرح تیرے رب کا حکم بدکاروں پر لگ چکا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے تو پوچھ

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ

کہ تمہارے ساجھیوں میں سے کوئی مخلوق کو پیدا کر کے فنا کر سکتا ہے تو کہہ کہ اللہ ہی اول مرتبہ پیدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۞ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ ؕ

اور پھر اسے فنا بھی کر دیتا ہے تو کہاں کو الٹے جا رہے ہو تو پوچھ کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے

قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا

کوئی حق کی راہنمائی کر سکتا ہے تو کہہ اللہ تو حق کی راہ دکھاتا ہے پھر جو کوئی سچی راہ دکھائے اس کی اتباع بہت مناسب ہے یا جو راہنمائی

يَهِدِّيْٓ اِلَّآ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۞ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ

نہ کر سکے بلکہ خود بھی بغیر راہنمائی کے ہدایت یاب نہ ہو سکے تمہیں کیا ہو گیا کیسی رائے لگاتے ہو اور بہت سے تو ان میں سے صرف اٹکل پچو

اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۞

باتوں پر چلتے ہیں حالانکہ یقینی امور کے موقع پر محض اٹکل اور وہمی باتیں کچھ بھی سود مند نہیں ہو سکتیں اللہ ان کی کرتوتوں سے خوب واقف ہے

یاد رکھو خدا سے ڈرو ورنہ اس کا قانون یہ بھی ہے کہ وہ ایسے بے پرواؤں کو اپنی جناب سے دھتکار بھی دیا کرتا ہے اے نبی اسی طرح تیرے رب کا حکم ان میں سے بدکاروں پر لگ چکا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے یعنی خدا کی طرف سے ان پر محرومی کا حکم ہو چکا ہے خدا پناہ دے تو ان سے پوچھ کہ تمہارے بنائے ہوئے ساجھیوں میں سے بھی کوئی مخلوق کو پیدا کر کے محض اپنے حکم سے فنا کر سکتا ہے تو ان کے حسب منشا خود ہی جواب میں کہہ کہ اللہ ہی مخلوق کو اول مرتبہ بے نمونہ پیدا کرتا ہے اور پھر اسے فنا بھی کر دیتا ہے تو اب بتلاؤ تم ایسے خدائے مالک الملک کو چھوڑ کر کہاں کو الٹے جا رہے ہو تو یہ بھی ان سے پوچھ کیا تمہارے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی حق کی راہ نمائی کر سکتا ہے کسی کو غیر توفیق خیر دے سکتا ہے؟ تو کہہ اللہ تو حق کی رائے دکھاتا ہے پھر بعد اس کے کہیو کہ جو کوئی سچی راہ دکھائے اس کی اتباع بہت مناسب ہے یا جو راہ نمائی نہ کر سکے بلکہ خود بھی اندھوں کی طرح بغیر دوسرے کی راہ نمائی کے ہدایت یاب نہ ہو سکے اس کی اتباع مناسب ہے؟ پھر ایسے واضح دلائل کے ہوتے ہوئے بھی تم کجروی کرتے ہو تمہیں کیا ہو گیا کیسی غلط رائے لگاتے ہو بدیہی اور یقینی امر کو چھوڑ کر اندھا دھند ایک دوسرے کے پیچھے چلے جا رہے ہیں اور بہت سے تو ان میں سے صرف اٹکل پچو باتوں پر جن کا کوئی ثبوت نہیں چلتے ہیں محض سنی سنائی گپیں بزرگوں کی نسبت بہتان لگائے ہوئے کہ فلاں پیر نے بارہ سال بعد ڈوبا ہوا بیڑا اسلامت نکال لیا تھا فلاں بزرگ نے اپنی نیاز دینے والی کی درخواست پر خدا کی مرضی کے خلاف سات بیٹے دیئے تھے معاذ اللہ یہ ایسے من گھڑت قصے جن کا کچھ ثبوت ہی نہیں بلکہ ان کی نقیض متحقق ہے حالانکہ یقینی امور کے موقع پر محض اٹکل اور وہمی باتیں کچھ بھی سود مند نہیں ہو سکتیں اللہ تعالیٰ ان کی کرتوتوں سے خوب واقف ہے' ایسے ایسے مضبوط دلائل سن کر بھی قرآن کو افترا اور مخلوق کی تصنیف کہتے ہیں۔

---

[1] نوٹ ﴿يُعِيْدُهٗ﴾ کا ترجمہ میں نے فنا کیا ہے دوبارہ زندہ کرنے کا نہیں کیا اس لیے کہ ایک تو دوسری آیت ﴿و فیھا نعید کم﴾ ان معنوں کی تائید کرتا ہے۔ دوم دلیل کفار کے مسلمات پر مبنی ہے حالانکہ مشرکین دوبارہ زندگی کے قائل نہ تھے پس دلیل کیسی؟ فافہم۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ

اور یہ قران اس قسم کی کتاب نہیں کہ اللہ کے سوا کسی مخلوق سے بنائی جائے بلکہ اپنے سے پہلے

بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ

واقعات کی تصدیق ہے اور کتاب کی تفصیل ہے اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے ہے کیا

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ

کہتے ہیں کہ اس نے قرآن بنا لیا ہے تو کہہ اس جیسی ایک سورة بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو اپنی حمایت کے لئے

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا

بلا لو اگر سچے ہو بلکہ انہوں نے ان باتوں کی تکذیب کی ہے جن پر ان کا علم نہیں پہنچا

يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور اس کی انتہا تو ہنوز آئی ہی نہیں اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی پھر تو غور کر کہ ظالموں کا انجام

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ

کیسا ہوا اور ان میں سے بعض ایسے ہیں اس قرآن کو مانتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو نہیں مانتے تیرا پروردگار

بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ

مفسدوں کو خوب جانتا ہے اور اگر تیری نہ مانیں تو تو کہہ دے میرے کام مجھ کو ہیں اور تمہارے تم کو ہیں تم میرے کام سے بے تعلق ہو

اور نہیں سمجھتے کہ یہ قرآن اس قسم کی کتاب نہیں کہ اللہ کے سوا کسی مخلوق سے بنائی جائے لیکن اپنے سے پہلے واقعات اور پیشگوئیوں کی تصدیق ہے اگر یہ نہ ہوتا تو ان پیش گوئیوں کا صدق ملتوی رہتا اور کتاب الٰہی یعنی ان الہامی مضامین کی جو خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے وقتاً فوقتاً نازل فرمایا کرتا ہے تفصیل ہے جو مسائل کتب سابقہ میں بالاجمال تھے ان کو اس میں بالاجمال تھے ان کو اس میں با[1] بیان کر دیا گیا ہے مختصر یہ کہ اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے کیا یہ سن کر بھی مشرک کہتے ہیں کہ اس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قرآن بنالیا اور اپنے پاس سے بنا کر خدا کی نسبت لگا دیا (ہے ان سے تو کہہ اس جیسی ایک سورت تو بنالاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو اپنی حمایت کے لیے بلا لو اگر) اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ قرآن بندے کی تصنیف ہے سنو! افترا نہیں بلکہ وہ حق ہے مگر انہوں نے ناحق جہالت سے ان باتوں کی تکذیب کی ہے جن پر ان کا علم نہیں پہنچا یعنی اس کے اسرار اور غوامض کی تہہ تک تو پہنچے نہیں اور اس کی آئندہ خبروں کی انتہا تو ہنوز آئی نہیں بلا دیکھے انجام کے تکذیب پر مصر ہو بیٹھے ہیں اسی طرح جلدی میں ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی پھر تو غور کر کہ ظالموں کا انجام کیا ہوا اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ دل سے تو اس قرآن کو مانتے ہیں گو ظاہر نہ کریں اور بعض ایسے بھی ہیں جو ضد میں آئے ہوئے ہیں کسی طرح نہیں مانتے تیرا کچھ حرج نہیں کیونکہ تیرا پروردگار مفسدوں کو خوب جانتا ہے اور اگر تیری نہ مانیں تو تو ان سے کہہ دے کہ جاؤ اپنا سر کھاؤ میرے کام مجھ کو ہیں اور تمہارے تم کو ہیں تم میرے کام سے بے تعلق ہو۔

[1] دیکھو تقابل ثلثہ توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ مصنف فقیر ۱۲۔

مِمَّآ اَعۡمَلُ وَاَنَا بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّسۡتَمِعُوۡنَ اِلَیۡكَ ؕ

میں تمہارے کام سے الگ ہوں ان میں سے بعض لوگ تیری طرف کان جھکاتے ہیں

اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ وَلَوۡ کَانُوۡا لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۲﴾ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّنۡظُرُ اِلَیۡكَ ؕ

کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے گو وہ عقل بھی نہ رکھتے ہوں اور بعض ان میں سے تیری طرف دیکھتے ہیں

اَفَاَنۡتَ تَهۡدِی الۡعُمۡیَ وَلَوۡ کَانُوۡا لَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظۡلِمُ النَّاسَ

تو کیا تو اندھوں کو راہنمائی کرنا چاہتا ہے گو وہ نہ دیکھیں اللہ رتی بھر مخلوق پر ظلم نہیں

شَیۡـًٔا وَّلٰکِنَّ النَّاسَ اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَیَوۡمَ یَحۡشُرُهُمۡ کَاَنۡ لَّمۡ یَلۡبَثُوۡۤا

کرتا لیکن لوگ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اور جس روز ان کو خدا اپنے حضور جمع کرے گا سمجھیں گے

اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ یَتَعَارَفُوۡنَ بَیۡنَهُمۡ ؕ قَدۡ خَسِرَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِلِقَآءِ اللّٰهِ

کہ گویا دنیا میں ایک گھڑی دن سے زائد نہیں ٹھہرے ایک دوسرے کو پہچانیں گے جنہوں نے اللہ کی ملاقات سے انکار کیا وہی لوگ نقصان والے ہیں

میں تمہارے کام سے الگ ہوں نہ تم کو میرے حال سے سوال نہ مجھ کو تمہارے حال سے پوچھ میرا کام صرف تبلیغ ہے سو میں کر چکا ہوں اور کرتا رہوں گا جب تک تم امن میں خلل انداز نہ[1] ہو گے میں تمہارے دنیاوی احکام سے بھی معترض نہ ہوں گا ان میں سے بعض لوگ تیری طرف بظاہر کان جھکاتے ہیں جس سے تو سمجھتا ہوگا کہ وہ سنتے ہیں اور تیرے پاکیزہ کلام سے متاثر ہوتے ہیں مگر ایسا نہیں بلکہ کسی خاص مطلب کے لیے کسی کے فرستادہ مجلس میں عیب جوئی کی نیت سے آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کو تیرے وعظ و نصیحت کا کچھ اثر نہیں ہوتا- کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے گو وہ کچھ عقل بھی نہ رکھتے ہوں بعض ان میں سے تیری طرف نظر پھاڑ پھاڑ کر حیرانی سے دیکھتے ہیں جس سے ان کی نیت صرف اظہار تعجب اور حقارت ہوتی ہے چنانچہ وہ کہہ بھی دیتے ہیں کہ یہی شخص[2] اس حیثیت کا آدمی ہمارے معبودوں کو کوسا کرتا ہے تو کیا تو اندھوں کو راہنمائی کرنا چاہتا ہے گو وہ دانستہ نہ دیکھیں خدا نے ان کی سمع اور بینائی چھین لی ہے لیکن اس چھیننے میں اس نے ان پر کسی طرح سے ظلم نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ رتی بھر بھی مخلوق پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں اس کی بتلائی ہوئی دوا سے جی چراتے ہیں مضرات پر جرأت کرتے ہیں تو وبال جان اٹھاتے ہیں اور ابھی تو ان کی اس دن عجیب حالت ہو گی جس روز ان کو خدا اپنے حضور جمع کرے گا عذاب کو دیکھ کر یہ ایسے مبہوت ہوں گے کہ دنیا کی ساری خرمستی اور عیش پرستی ان کو بھول جائے گی ایسا سمجھیں گے کہ گویا دنیا میں ایک گھڑی دن سے زائد نہیں ٹھہرے تکالیف شاقہ کو دیکھ کر دنیا کی اتنی مدت دراز ان کو ایک گھڑی معلوم ہو گی ایک دوسرے کو جو بدکاریوں میں شریک ہوئے تھے پہچانیں گے اور آپس میں ملامت بھی کریں گے کہ تو نے مجھ سے برے کام کرائے وہ کہے گا تو نے مجھے برانگیختہ کیا اگر تو نہ ہوتا تو میں کبھی بھی اس بلا میں شریک نہ ہوتا سن لو! کوئی بھی جنہوں نے اللہ کی ملاقات سے انکار کیا قولاً ہو یا فعلاً تو یہ کہ صاف کہیں کہ ہم نے مرکز خدا کے حضور حاضر نہیں ہونا عملاً یہ کہ دنیا میں ایسے مست ہوں کہ خدا کے حضور حاضر ہونے کا ان کو گویا خیال ہی نہیں وہی لوگ نقصان والے ہیں-

---

[1] ﴿لکم دین کم ولی دین﴾ کے غیر منسوخ ہونے کی طرف اشارہ ہے منہ-

[2] ﴿آھذا الذی یذکر الھتنا﴾ کی طرف اشارہ ہے گویا آیت حضرت ابراہیمؑ کے قصے میں ہے مگر کفار عموماً پیغمبروں سے ایسے کلام کیا کرتے تھے- ۱۲ منہ

وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۞ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ

اور کسی طرح سے ہدایت پر نہ آئے اور اگر ہم ان کو کسی قدر عذاب جس کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں پہنچائیں یا فوت کر لیں

فَاِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ۞ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ

پھر ہماری ہی طرف ان کو لوٹ کر آنا ہے اور اللہ ان کے کاموں پر مطلع ہے ہر ایک امت کے لیے رسول ہو

فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۞ وَيَقُوْلُوْنَ

گزرے ہیں پھر جب کبھی ان کے پاس رسول آتے تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا اور ان پر ظلم نہ ہوتا اور کہتے ہیں

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا

کہ یہ وعدہ کب ہے اگر تم سچے ہو تو کہہ میں تو اپنے نفع و نقصان کا بھی

نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اختیار نہیں رکھتا مگر جو خدا چاہے ہر ایک جماعت کے لیے وقت مقرر ہے جب ان کا وقت مقرر آ پہنچتا ہے ایک گھڑی

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۞

بھی نہ آگے ہو سکتے ہیں اور نہ پیچھے

جو دنیا کی ہستی پر نازل ہوئے اور کسی طرح سے ہدایت پر نہ آئے بھلا یہ جو تیرے مقابلہ پر اکڑتے ہوئے عذاب کے خواست گار ہوتے ہیں اور دیر لگنے پر تجھے سخت وسست سناتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ اگر ہم ان کو کسی قدر عذاب جس کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں دنیا ہی میں پہنچائیں یا اس سے پہلے تجھے فوت کریں تو دونوں صورتوں میں ان کو خاص فائدہ کیا ہوگا کیونکہ معاملہ ان کا تو ہمارے ساتھ ہے پھر ہماری طرف یعنی اللہ ہی کی جانب ان کو لوٹ کر آنا ہے اور اللہ تعالیٰ جس سے ان کا اصل معاملہ ہے وہ ان کے کاموں پر مطلع ہے تیرا تو اس امر میں تعلق اس سے زائد نہیں کہ تو پیغام رساں ہے تیری طرح ہر ایک امت کے لیے رسول ہو گزرے ہیں جن کے مفصل قصے تو اپنے موقع پر) مذکور ہیں مجمل یہ ہے کہ ان قوموں نے بھی رسولوں سے وہی معاملے کئے جو تیری قوم تیرے ساتھ کر رہی ہے پھر جب کبھی ان کے پاس رسول آتے اور وہ انکار پر ہی بضد ہوتے تو ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جاتا جس سزا کے وہ قابل ہوتے وہی ان کو دی جاتی اور ان پر کسی طرح سے ظلم نہ ہوتا کہ ناکردہ گناہ بھی ان کے سر دھوپے جائیں بلکہ جو کچھ انہوں نے کیا ہوتا وہی ان کی ہلاکت کو کافی ہوتا مگر یہ ظالم ایسے کہاں کہ پچھلے لوگوں کے قصوں سے نصیحت پائیں یہ تو الٹے اکڑتے اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ قیامت کا کب ہے اگر اس وعدے میں کہ قیامت آنے والی ہے تم مسلمان سچے ہو تو بتلاؤ تو سہی کہ کب ہو گی تو کہہ ایسی خبروں کا بتلانا تو علم غیب پر مبنی ہے جو مجھ میں نہیں میں تو اپنے نفع و نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو خدا چاہے وہ پہنچ کر ہی رہتا ہے جب مجھے اتنی بات کا بھی اختیار نہیں تو یہ میں کیسے بتلا سکتا ہوں کہ قیامت کب ہے اور تمہاری ہلاکت کب البتہ اتنا اجمالاً معلوم ہے کہ ہر ایک جماعت کی ہلاکت کے لیے وقت مقرر ہے جب ان کا وقت مقرر آپہنچتا ہے تو ایک گھڑی بھی نہ آگے ہو سکتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹ سکتے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ

تو کہہ بتلاؤ اگر اللہ کا عذاب تم پر رات کو یا دن کو آ جاوے تو مجرم کس چیز کے ذریعہ جلدی کر

الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ

جائیں گے کیا جب آ نازل ہو گا تو اس وقت ایمان لاؤ گے کہا جائے گا کہ اب ایمان لاتے ہو اور تم اس کو

تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ

جلدی مانگ رہے تھے پھر ظالموں سے کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو

تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝ وَيَسْتَنْۢبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِىْ وَ

اپنے ہی کئے کا بدلہ ملے گا تجھ سے پوچھتے ہیں کیا یہ سچ ہے تو کہہ ہاں

رَبِّىْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ

واللہ بے شک سچ ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے اور جس کسی نے بدکاری کی ہو گی اس کے

مَا فِى الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَ

اگر تمام زمین کا مال ہو گا تو وہ سارے کا سارا فدیہ میں دینے کو تیار ہو جائے گا اور جب عذاب دیکھیں گے تو پوشیدہ پوشیدہ ایک

قُضِىَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

دوسرے کو ملامت کریں گے اور ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر کسی طرح سے ظلم نہ ہو گا سنو! جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کچھ خدا ہی کی

اے نبی تو ان سے کہہ دے اگر اللہ کا عذاب تم پر رات کو یا دن کو آ جائے تو مجرم کس چیز کے ذریعہ سے جلدی کر جائیں گے یعنی عذاب الٰہی آنے پر تم کس چیز کے ذریعہ سے بچ سکتے ہو کوئی ذریعہ تمہارے پاس ہے؟ کہ تم عذاب کے آنے پر جلدی سے کہیں چل دو جب کوئی نہیں تو پھر کیوں نہیں عافیت مانگتے کیا جب عذاب آنازل ہو گا تو اس وقت ایمان لاؤ گے؟ ایسا کرو گے تو اس وقت تمہیں کہا جائے گا کہ اب ایمان لاتے ہو اور اس سے پہلے تو تم اس عذاب کو جلدی جلدی مانگ رہے تھے۔ غرض وہ عذاب کسی طرح دفع نہ ہو گا بلکہ بدکاروں کو تباہ کرے گا۔ پھر بعد موت ظالموں کو کہا جائے گا کہ ہمیشہ کا عذاب چکھو تم کو اپنے ہی کئے کا بدلہ ملے گا کسی طرح کی ظلم وزیادتی تم پر نہ ہو گی یہ سن کر بڑی حیرانی سے تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ جو تو کہتا ہے سچ ہے؟ تو کہہ ہاں واللہ وہ بیشک سچ ہے یقیناً ہو کر رہے گا اور تم اللہ کو اس کے کاموں میں عاجز نہیں کر سکتے جو کام وہ کرنا چاہے تم کو کیسا ہی ناپسند کیوں نہ ہو تمہاری ناپسندیدگی سے رک نہیں سکتا یہ تو بھلا ایک معمولی آدمی ہیں وہاں تو کوئی بھی چھوٹ نہیں سکتا خواہ کیسا ہی بلند قدر اور ذی عزت کیوں نہ ہو بلکہ جس کسی نے ظلم اور بدکاری کی ہو گی اس کے پاس اگر تمام زمین کا مال ہو گا تو وہ سارے کا سارا بھی فدیہ میں دے دینے کو تیار اور مستعد ہو جاوے گا مگر قبول نہیں ہو گا اور جب عذاب دیکھیں گے تو پوشیدہ پوشیدہ ایک دوسرے کو ملامت کریں گے اور ان میں انصاف سے فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر کسی طرح سے ظلم نہ ہو گا۔ یہ نہ سمجھو کہ کفار بڑے بڑے رئیس اور بادشاہ اور قوی ہیکل جوان مرد ہیں ایسے لوگوں کا پکڑنا آسان کام نہیں' سنو! جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کچھ تو خدا ہی کی ملک اور حکومت ہے......

اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ

ملک ہے یاد رکھو اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ وہی تو زندہ رکھتا اور مارتا ہے

وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

اور اسی کی طرف تو تم سب پھیرے جاؤ گے لوگو! تمہارے پاس خدا کی طرف سے وعظ اور سینوں کی

شِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ

بیماریوں کی شفا اور ہدایت اور ایمانداروں کے لئے رحمت پہنچ چکی ہے کہو یہ اللہ کے فضل

اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ قُلْ

اور اس کی رحمت سے ہے پس اسی سے خوشی منائیں وہ ان کے مال سے جو جمع کرتے ہیں کہیں بڑھ کر اچھا ہے تو کہہ

اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ

اللہ جو تمہارے لئے حلال رزق ہوا کرتا ہے پھر تم اس میں سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال تجویز کر لیتے ہو تو کہہ

آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى

کیا اللہ نے تم کو اس بات کا اذن دیا ہے یا تم اللہ پر افترا کرتے ہو جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں قیامت کے دن کی نسبت

اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

ان کا کیا خیال ہے

کسی کی مجال نہیں کہ کوئی اس کے سامنے چون و چرا کرے یا رکھو اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے وہی تو زندہ کرتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف تو تم سارے پھیرے جاؤ گے۔ لوگو! سنو! تمہارے پاس خدا کی طرف سے وعظ اور نصیحت اور سینوں کی بیماریوں۔ کفر۔ شرک۔ ہوائے نفس وغیرہ کی شفا اور ہدایت اور ایمانداروں کے لئے رحمت پہنچ چکی ہے یعنی قرآن شریف آ گیا پس اس پر عمل کر کے نجات پا جاؤ تو یہ بھی ان سے کہہ دے یہ کوئی میری کوشش اور سعی کا نتیجہ نہیں بلکہ محض اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہے پس اسی سے خوشی منائیں وہ قرآن اور حکمت ایمانیہ ان کے مال و اسباب سے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں کہیں بڑھ کر اچھا ہے تو ان سے کہہ تم مجھ سے ایسے بگڑتے کیوں ہو آخر جس جس مسئلہ میں ہمارا تمہارا اختلاف ہے کیا وہ ایسے ہی ہیں کہ ان کا سمجھنا محالات سے ہے؟ نہیں بلکہ دلیل کے ذریعہ آسانی سے تنازع نمٹ سکتا ہے اگر جہالت سے گفتگو نہیں کرتے ہو تو بتلاؤ اللہ جو تمہارے لئے حلال رزق پیدا کرتا ہے پھر تم اس میں سے بعض کو حرام از خود اللہ پر افترا کرتے ہو اگر کوئی دلیل ہے کہ خدا نے اذن دیا ہے تو لاؤ اور اگر اپنی من گھڑت باتوں سے افترا پردازی کرتے ہو تو بتلاؤ تعجب ہے کہ جو لوگ اللہ پر افترا کرتے ہیں جزا کے دن کی نسبت ان کا کیا خیال ہے وہ اس امر پر غور نہیں کرتے کہ اس بات میں ہمارا انجام کیا ہوگا

[1] مشرکین کئی ایک چیزوں کو محض اپنی ہی تجویز سے حرام ٹھہرا لیتے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲

إِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَمَا تَكُوْنُ
اللہ ان لوگوں کے حال پر بڑے فضل کی نگاہ رکھتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر گزاری نہیں کرتے۔ اور تو کسی

فِيْ شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا
کام میں ہو یا کوئی ایسی آیت قرآن سے پڑھے اور تم کوئی سا کام کرو ہم تمہارے

عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا إِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۚ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ
پاس حاضر ہوتے ہیں جب تم اسے ابھی شروع ہی کرتے ہو ذرا جتنی چیز بھی تیرے رب سے گم نہیں ہو سکتی

ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ
نہ زمین میں اور نہ آسمان میں نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی سب کی سب

مُّبِيْنٍ ۝ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ
کتاب مبین میں مندرج ہیں۔ سنو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے۔ جو لوگ

اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا
اللہ پر ایمان لاتے اور پرہیز کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے اللہ کے

تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
حکموں کی تبدیلی ممکن نہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

یہ تو ایسا بڑا گناہ ہے کہ دنیا ہی میں خدا اس پر عذاب نازل کرے مگر ایسا نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے حال پر بڑے فضل کی نگاہ رکھتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر گزاری نہیں کرتے حالانکہ وہ بندوں کے تمام کلی جزئی حالات سے بخوبی آگاہ ہے ایسا کہ کوئی کام ان کا اس سے مخفی نہیں رہ سکتا اور تو کسی کام میں ہو یا کوئی ایسی آیت قرآن سے پڑھ کر لوگوں کو سنائے اور تم بھی لوگو! کوئی سا کام کرو ہم (خدا) تمہارے پاس حاضر ہوتے ہیں اور اس وقت بھی جب تم اس کام کو ختم کر چکتے ہو اور جب اسے ابھی شروع ہی کرتے ہو سب کچھ جانتے ہیں ذرا جتنی چیز تیرے رب سے گم نہیں ہو سکتی نہ زمین میں اور نہ آسمان میں نہ اس سے چھوٹی نہ اس سے بڑی سب کی سب کتاب مبین یعنی علم الٰہی[1] میں مندرج ہیں وہ سب کے اعمال واطوار سے واقف ہے جو اس کے ہو رہتے ہیں ان کو بھی جانتا ہے اور جو اس سے الگ ہیں ان سے بھی واقف ہے دونوں فرقوں کے افعال کا نتیجہ بھی مختلف ہے سنو اللہ کے دوستوں اور اس سے نیاز مندانہ تعلق رکھنے والوں پر نہ تو خوف ہوگا اور نہ وہ کسی طرح غمگین ہوں گے مگر چونکہ خدا کی دوستی کا ہر ایک فریق دعوے دار ہے گو عمل کیسے ہی ہوں بقول شخصے

کُلٌّ یَدّعی وصلاً للیلٰے ولیلٰی لا تقرلھم بذاك

اس لئے ہم خود ہی ان کی تعریف اور ماہیت بتلاتے ہیں کہ جو لوگ اللہ پر کامل ایمان لاتے ہیں اور منہیات سے پرہیز کرتے ہیں یہی اللہ کے ولی ہیں انہیں کے لئے دنیا اور آخرت میں مژدہ اور خوش خبری ہے گو غریب ہوں یا امیر غریبوں سے امیر چھین نہیں سکتے کیوں کہ اللہ کے حکموں کی تبدیلی ممکن نہیں اگر ہوش ہو تو جانو کہ یہی بڑی کامیابی ہے۔

۱) کتاب مبین سے مراد علم الٰہی ہے کیونکہ وہی سب کا ام الکتاب ہے ۲) ہر ایک لیلیٰ کے وصل کا دعویدار ہے مگر لیلیٰ کسی کے حق میں اقرار نہیں کرتی

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۚ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۞ أَلَا إِنَّ

اور تو کافروں کی باتوں سے غمزدہ نہ ہو غلبہ سب اللہ ہی کے قبضہ میں ہے وہ سنتا اور جانتا ہے- سنو جو لوگ

لِلَّهِ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

آسمانوں اور زمینوں میں ہیں سب اللہ کے غلام ہیں- اور جو لوگ اس کے سوا

دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۞ هُوَ

شریکوں کو پکارتے ہیں وہ محض اپنی من گھڑت باتوں پر چلتے ہیں اور وہ نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں- وہی

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

خدا ہے جس نے تمہارے لئے رات پیدا کی تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن بنایا بیشک اس میں سننے والی قوم کے

لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۞ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ الْغَنِيُّ ۖ لَهُ مَا

لئے بہت سے نشان ہیں- کہتے ہیں خدا نے اولاد بنائی ہے سبحان اللہ وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے سب چیزیں جو

فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهَٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ

آسمانوں اور زمینوں میں ہیں سب اسی کی ہیں تمہارے پاس کوئی دلیل اس پر نہیں- کیا اللہ کی نسبت

عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۞

ایسی باتیں کہتے ہو جو تم خود بھی نہیں جانتے

جو کچھ ہم نے تجھے بتلایا ہے اس پر جم جا اور تو کافروں کی باتوں سے غمزدہ نہ ہو کیونکہ عزت اور غلبہ سب کا سب اللہ ہی کے قبضے میں ہے وہ سب کی سنتا اور سب کو جانتا ہے- سنو اس کا غلبہ کچھ معمولی سا نہیں بلکہ جو لوگ آسمانوں اور زمینوں میں ہیں سب اسی کے غلام ہیں کسی کی مجال نہیں کہ اس کی سلطنت اور شاہی اختیارات میں دخل دے یا دینے کا خیال بھی کرے جب ہی تو اسی کا ہو رہنے میں فائدہ ہے اور جو لوگ اس کے سوا اپنی طرف سے بنائے ہوئے شریکوں کو پکارتے ہیں وہ محض اپنی من گھڑت باتوں اور وہم پر چلتے ہیں اور ہوا پرستی میں وہ نری اٹکلیں دوڑاتے ہیں کوئی بھی دلیل ان کے پاس نہیں جس سے ان کا مدعا ثابت ہو سکے- سنو ہم ان کے رد کی دلیل سناتے ہیں وہی ایک خدا مالک الملک ہے جس نے تمہارے لئے رات پیدا کی تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن اور روشنی دینے والا بنایا تاکہ تم اس میں اپنے کاروبار کرو بیشک اس پیدائش میں دل لگا کر سننے والی قوم کے لئے بہت سے نشان اور دلائل ہیں لیکن جو اپنی عقل کے پیچھے لٹھ لئے پھریں ان کا کیا ٹھیک وہ تو کہتے ہیں خدا نے بھی ہماری طرح اولاد بنائی ہے سبحان اللہ وہ تو ان سب عبودیت اور عجز و نیاز سے 'جس کے لئے لوگ اولاد کے خواہشمند ہوتے ہیں پاک ہے وہ سب سے بے نیاز ہے اس کو کسی طرح کی حاجت نہیں سب چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اسی کی ملک ہیں تمہارے پاس کوئی بھی دلیل اس دعویٰ پر نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی نظام عالم میں اختیار رکھتا ہے کیا پھر اللہ کی نسبت جہالت کی باتیں کہتے ہو جنہیں خود بھی پوری طرح نہیں جانتے ہو-

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۝ مَتَاعٌ فِی

تو کہدے جو لوگ اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں کبھی خیر نہ پائیں گے۔ دنیا میں

الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا كَانُوْا

چند روزہ گزارہ ہے پھر ہماری طرف ان کو لوٹنا ہے پس ہم ان کے کفر کی شامت میں سخت عذاب چکھائیں

یَكْفُرُوْنَ ۝ وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ

گے۔ اور ان کو نوح علیہ السلام کی خبر سنا جب اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا اے میرے بھائیو

كَبُرَ عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْكِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا

اگر تم پر میرا رہنا اور اللہ کے حکموں کا وعظ سنانا گراں ہے تو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے پس تم اپنی ساری

اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ وَلَا

تدبیر سوچ لو اور ساجھیوں کو بھی شریک کرلو اور کسی طرح اپنے کام کو نہ بھولو پھر جو مجھ پر کرنا چاہو کرلو اور مجھے ذرہ

تُنْظِرُوْنِ ۝ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ

بھی ڈھیل نہ دو۔ سو اگر تم منہ پھیرتے ہو تو میں تم سے اجرت نہیں مانگتا میری مزدوری تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے

وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ

اور مجھے یہی حکم ہے کہ میں فرمانبرداروں سے بنوں۔ پھر لوگوں نے اس کی بات نہ مانی پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بیڑی کے ذریعہ بچالیا

تو کہہ دے یاد رکھو جو لوگ اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں کبھی خیر نہ پائیں گے ان کے لئے دنیا میں چند روزہ گزارا ہے جس طرح چاہیں یہ دن پورے کرلیں پھر آخر کار ہماری طرف ان کو لوٹ کر آنا ہے پس ہم ان کو ان کے کفر کی شامت میں سخت عذاب چکھادیں گے عقلی دلائل تو سن چکے ہو اور ایک نقلی دلیل بتلانے کی غرض سے ان کو حضرت نوح کی خبر سنا جب اس نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا اے میرے بھائیو۔ اگر محض میرا اس جگہ رہنا اور اللہ کے حکموں کا وعظ سنانا تم پر گراں اور ناپسند ہے تو جو کچھ چاہو کرلو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے پس تم اپنی ساری تدبیر سوچ لو اور اپنے بنائے ہوئے ساجھیوں کو بھی اس مجلس شوریٰ میں شریک کرلو غرض سب مل کر ایک جا کوشش کرو اور کسی طرح اپنے کام کو نہ بھولو پھر جو کچھ مجھ پر کرنا چاہو کرلو اور ذرہ بھی مجھے ڈھیل نہ دو میری طرف سے ایک ہی منتر تمہارے مقابلہ پر کافی ہے جو میں تمہیں بتلا بھی دیتا ہوں سنو

سپر دم باد مایہ خویش را
او داند حساب کم وبیش را

سو اگر تم میری تعلیم سے منہ پھیرتے ہو مجھے تو اس کا وبال نہیں کیوں کہ میں تم سے اس کی مزدوری نہیں مانگتا میری مزدوری تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور مجھے یہی حکم ہے کہ میں بجائے چون وچرا کرنے کے سیدھا اس کے فرمانبرداروں سے بنوں۔ پھر ایسے ملائم لفظوں میں سمجھانے پر بھی لوگوں نے اس کی بات نہ مانی پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بیڑی کے ذریعہ بچالیا۔

وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

اور انہیں کافروں کا جانشین بنایا اور جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی ہم نے انہیں غرق آب کردیا پس تو غور کر کہ ان

عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ

ڈرائے ہوؤں کا کیسا بدانجام ہوا- پھر ہم نے اس سے پیچھے کئی ایک رسول بھیجے پس وہ ان کے پاس دلائل

بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى

بینہ لائے مگر پھر بھی وہ جس چیز کو پہلے ایک دفعہ جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان نہ لائے اسی طرح حدود سے بڑھنے والوں کے دلوں پر

قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ

ہم مہر کردیا کرتے ہیں- پھر ہم نے اس سے پیچھے موسیٰ اور ہارون کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون

وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا پس وہ متکبر ہو بیٹھے اور بدکاروں کی قوم تھے- پھر جب ہمارے پاس سے

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ

ان کو حق پہنچا کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے- موسیٰ علیہ السلام نے کہا جب حق بات تمہارے پاس آئی تو

لَمَّا جَآءَكُمْ ۭ اَسِحْرٌ هٰذَا ۭ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ۝

اسے جادو کہتے ہو کیا یہ جادو ہے اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے-

اور انہیں کو کافروں کا جانشین بنایا یعنی جو کچھ ان کا مال واسباب تھا مسلمانوں کے قبضے میں آیا اور جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی ان کو غرق آب کردیا پس تو غور کر کہ ان ڈرائے ہوؤں کا کیسا انجام بد ہوا پھر ہم نے اس نوح سے پیچھے کئی ایک رسول قوموں کی طرف بھیجے پس وہ ان کے پاس دلائل بینہ لائے مگر پھر بھی وہ جس چیز کو پہلے ایک دفعہ جھٹلا چکے تھے اس پر ایمان نہ لائے اپنی ہی ضد پر اڑے رہے۔ یہاں تک کہ خدا کی طرف سے ان کو دھتکار ہوئی اسی طرح حدود عبودیت سے بڑھنے والوں کے دلوں پر ہم مہر کردیا کرتے ہیں۔ ان سے توفیق خیر بھی چھن جاتی ہے پھر بھی ہم نے لوگوں کو بے ہدایت نہ چھوڑا بلکہ ان سے پیچھے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا پس وہ بجائے ماننے اور ہدایت پانے کے الٹے متکبر ہو بیٹھے' لگے اپنی امیری کے گیت گانے نیکی وبدی امیری غریبی پر موقوف نہیں بلکہ بعض انسان اپنی خوخصلت میں ہی شریر اور بدذات ہوتے ہیں فرعونیوں میں دونوں ہی عیب تھے متکبر بھی اعلیٰ درجے کے تھے اور بدکاروں کی قوم بھی تھے پھر جب ہمارے پاس سے ان کو حق پہنچا تو اور تو کوئی جواب نہ دے سکے کہنے لگے یہ تو صریح جادو کی قسم ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا جب حق بات تمہارے پاس آئی تو اسے جادو کہتے ہو اندھے ہو دیکھتے نہیں کیا یہ جادو ہے جو مقابلہ میں دیکھ چکے ہو میں تو اس بات کو خدا کی نسبت کہہ کر کامیاب ہو گیا ہوں اور جادوگر تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ

بولے کیا تو ہمارے پاس اسی لیے آیا ہے کہ جس دین پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو عمل کرتے ہوئے پایا ہے اس دین سے ہم کو پھسلا دے

فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۞ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ

اور زمین میں تم دونوں بھائیوں کی بڑائی ہو اور ہم تمہاری بات نہ مانیں گے- فرعون بولا میرے پاس ہر جادو گر

سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۞ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ

کو لاؤ- پھر جب جادو گر آئے تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ جو کچھ تم ڈالنا چاہتے ہو

مُّلْقُوْنَ ۞ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ

ڈال لو- پھر جب وہ ڈال چکے تو موسیٰ نے کہا جو کچھ تم لائے ہو یہ جادو ہے بیشک خدا اس کو برباد کرے گا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۞ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ

اللہ مفسدوں کے عمل سنوارا نہیں کرتا- اور اللہ اپنے حکم سے سچی بات کو ظاہر کرے گا

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۞ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ

گو کافروں کو یہ برا ہی کیوں نہ لگے- پھر بھی فرعون کی قوم سے صرف چند آدمی موسیٰ پر ایمان لائے- سو یہی فرعون اور اس کی جماعت

مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ

سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں کسی بلا میں مبتلا نہ کردے اور فرعون زمین میں

سب کے سب عقل کے پتلے یوں بولے کیا تو اے موسیٰ ہمارے پاس اسی لئے رسول بن کر آیا ہے کہ جس دین پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو عمل کرتے ہوئے پایا ہے اس دین سے ہم کو پھسلا دے اور آپ ہمارا مقتدا بن کر جدھر کو چاہے چلا دے تاکہ زمین مصر میں تم دونوں بھائیوں کی بڑائی اور حکومت قائم ہو پس تم یاد رکھو کہ ہم تمہاری غرض سمجھ گئے ہیں اس لئے ہم تمہاری بات کبھی نہ مانیں گے۔ اور وہ بڈھا میاں فرعون بولا میرے پاس تو ہر ماہر فن جادوگر کو وظیفہ اور مال کثیر دے کر ملک کے ہر حصے سے لاؤ گو ہم ان کو یوں بھی تو مروا سکتے ہیں مگر ایسی جلدی بھی کیا ہے پہلے ان کے فن کا مقابلہ تو کرائیں حکم کی دیر تھی کہ سب حاضر ہوئے چنانچہ میدان مقرر ہوا فریقین کے حمایتی اور تماشبین لوگ سب جمع ہوئے پھر جب جادوگر حضرت موسیٰ کے سامنے آئے تو ان کے سوال کرنے پر موسیٰ نے محض خدا کا بھروسہ کر کے ان سے کہا کہ جو کچھ تم میرے مقابلہ پر ڈالنا چاہتے ہو تو ڈال لو تمہارے ارمان باقی نہ رہ جائیں پھر جب وہ اپنے ڈالنے کی قابل چیزیں ڈال چکے تو موسیٰ نے کہا بس تمہاری کائنات یہی ہے نادانو جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے بیشک خدا اس کو برباد اور ملیامیٹ کرے گا۔ کیوں کہ یہ اصلاح کے مقابلہ پر فساد ہے اور اللہ تعالیٰ مفسدوں کے عمل سنوارا نہیں کرتا انجام کار وہی فساد ان کی بربادی کا موجب ہوتا ہے اور اللہ اپنے حکم سے سچی بات کو ثابت کرے گا گو کافروں کو بری ہی کیوں نہ لگے اتنا سن کر پھر بھی فرعون کی قوم سے صرف چند آدمی حضرت موسیٰ پر ایمان لائے سو وہ بھی فرعون اور اس کی جماعت اور پولیس مینوں اور سپاہیوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں کسی بلا میں مبتلا نہ کردے اور اگر بظاہر دیکھا جائے تو ان کا خوف بھی بجا تھا کیوں کہ فرعون زمین مصر میں بڑا ہی متکبر اور مغرور تھا اور ساتھ ہی

إِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ يَٰقَوْمِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ

متکبر اور حد سے بڑھا ہوا تھا- اور موسیٰ نے کہا بھائیو! اگر اللہ پر ایمان لائے ہو

فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوٓا۟ إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ ۝ فَقَالُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا

تو اسی پر توکل کرو اگر تم فرماں بردار ہو- پس وہ بولے کہ ہم نے اللہ پر توکل کیا اے ہمارے مولا

لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ ٱلظَّٰلِمِينَ ۝ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ ٱلْقَوْمِ

ہمیں ظالموں کے لئے امتحانات مت بنا- اور اپنی مہربانی کے ساتھ کافروں کے عذاب سے ہمیں نجات

ٱلْكَٰفِرِينَ ۝ وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّءَا لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوتًا

بخش- اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) اور اس کے بھائی کو وحی کی کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ

وَٱجْعَلُوا۟ بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً وَأَقِيمُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ ۗ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَ

اور اپنے گھروں کو عبادت گاہیں بنالو اور نماز پڑھو اور ایمان داروں کو خوشخبری سناؤ- اور موسیٰ نے

مُوسَىٰ رَبَّنَآ إِنَّكَ ءَاتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُۥ زِينَةً وَأَمْوَٰلًا فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ۖ

کہا کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے فرعون اور اس کی جماعت کو دنیا میں زینت اور مال کثیر دیا ہے

رَبَّنَا لِيُضِلُّوا۟ عَن سَبِيلِكَ ۖ رَبَّنَا ٱطْمِسْ عَلَىٰٓ أَمْوَٰلِهِمْ وَٱشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

وہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کرتے ہیں پس اے ہمارے رب ان کے مالوں پر وبال ڈال اور ان کے دلوں کو سخت کر

اس کے وہ حد سے بھی بڑھا ہوا تھا۔ جب فرعون نے دیکھا کہ عام رائے حضرت موسیٰ کی طرف ہوتی جاتی ہے تو اس نے موسیٰ کے نام لیواؤں کو سخت شدت سے تکلیف پہنچانی شروع کی چنانچہ بنی اسرائیل سب کے سب حضرت موسیٰ کے پاس فریادی اور شاکی ہوئے اور موسیٰ نے ان کے جواب میں کہا بھائیو اگر اللہ پر ایمان لائے ہو تو ان تکلیفوں میں اسی پر توکل اور بھروسہ کرو اور اگر تم فرماں بردار ہو تو ایسا ہی کرو- پس یہ سنتے ہی بنی اسرائیل کو ایسا اثر ہوا کہ وہ سب بیک زبان بولے کہ ہم نے اللہ پر توکل کیا- دعا کرتے ہوئے کہنے لگے اے ہمارے مولیٰ ہمیں ظالموں کے لئے امتحان مت بنا کہ وہ ہمارے ساتھ آزمائے جائیں گو یہ ٹھیک ہے کہ "خانہ ظالم برباد" لیکن "بعد بربادی مظلوم" اور فرعونی کافروں کے عذاب سے ہمیں نجات بخش اور ہم (خدا) نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو وحی کی کہ خاص شہر مصر میں اپنی قوم کے لئے گھر بناؤ اور اپنے گھروں میں عبادت گاہیں بناؤ اور ان میں نماز پڑھو۔ کیوں کہ فرعون تم کو عبادت کرنے سے مانع ہے اور تکلیف پر صبر کرنے والے ایمانداروں کو خوشخبری سناؤ کہ ان کے لئے انجام بہتر اور فتح نمایاں ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت موسیٰ نے دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے ہمارے مولا تو نے فرعون کو اور اس کی جماعت کو دنیا میں زینت اور مال کثیر دیا ہے جسکا نتیجہ ان کے حق میں یہ ہے کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے گمراہ کرتے ہیں پس اے ہمارے مولیٰ انکے مالوں پر وبال ڈال اور ان کے دلوں کو سخت کر

فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا

پس وہ جب تک دکھ کی مار نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں- خدا نے کہا تمہاری دعا قبول ہوئی

فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ

پس تم دونوں بھائی مضبوط رہنا اور جاہلوں کی راہ پر نہ چلنا- اور ہم بنی اسرائیل کو جو دریا سے

اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓى اِذَآ

عبور کرانے کو تھے کہ فرعون اور اس کے لشکر نے ضد اور عداوت سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ

اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ

جب (فرعون) غرق ہونے کو ہوا تو بولا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل کو ایمان ہے

وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں- اب ایمان لاتا ہے؟ اس پہلے تو بے فرمانی کر چکا ہے اور تو بڑا مفسد تھا

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ

پس آج کے روز ہم تیرے جسم کو نجات دیں گے (باہر پھینکیں گے) تاکہ تو اپنے پچھلے لوگوں کے لیے نشان ہو اور بہت سے لوگ ہماری

النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ

نشانیوں سے غافل ہیں- اور بنی اسرائیل کو ہم نے سچے وعدہ گاہ پر پہنچایا اور

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ

ان کو پاکیزہ طعام کھانے کو دیے

پس وہ جب تک دکھ کی مار نہ دیکھیں ایمان نہ لائیں حضرت موسیٰ دعا کرتے تھے اور ہارون آمین کہتے تھے خدا نے کہا تمہاری دونوں بھائیوں کی دعا قبول ہوئی پس تم دونوں بھائی مضبوط رہو اور جاہلوں کی رائے پر نہ چلنا۔ کیوں کہ ایسی سختی کے موقع پر نادان لوگ عموماً بے دینوں سے مصالحت اور ملاپ کی رائے دیا کرتے ہیں تم ان کی بات اور مشورہ نہ سننا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ہم بنی اسرائیل کو دریا سے عبور کرانے کو تھے کہ فرعون اور اس کے لشکر نے ضد اور عداوت سے ان کا پیچھا کیا کہ راہ میں پکڑ کر ہلاک کریں چنانچہ اسی دھن میں دریا میں کود پڑے پس بجائے پکڑنے کے الٹے پکڑے گئے یہاں تک کہ فرعون جب غرق ہونے کو ہوا تو بولا میں ایمان لاتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل کو ایمان ہے اور میں خدا نہیں بلکہ اس کے فرماں برداروں سے ہوں۔ خدا کی طرف سے فرشتہ نے جواب دیا کہ اب ایمان لاتا ہے۔ اس سے پہلے تو تو مدت بدیر بے فرمانی کر چکا ہے اور تو بڑا مفسد تھا۔ پس آج کے روز ہم تیرا ایمان تو قبول نہ کریں گے البتہ تیرے جسم کو باہر پھینکیں گے تاکہ تو اپنے پچھلے لوگوں کے لئے جو تجھ جیسے نالائق محتاج کو خدا اور معبود سمجھتے تھے عبرت کا نشان ہو اور یہ ہم جانتے ہیں کہ بہت سے لوگ ہماری قدرت کی نشانیوں سے غافل ہیں- ہر چند فرعون تگ ودو کرتا رہا کہ میری حکومت کمزور نہ ہو گی مگر ہمارے ارادوں کے مقابلہ پر اس کی ایک نہ چلی آخر وہ ہلاک ہوا اور بنی اسرائیل کو ہم نے سچے وعدہ گاہ پر پہنچایا یعنی جس زمین (کنعان) کے دینے کا ان سے وعدہ تھا وہ ان کو دی اور ان کو پاکیزہ اور عمدہ عمدہ قسم کے طعام کھانے کو دیئے

فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

پھر وہ مختلف نہ ہوئے مگر جب کہ ان کو علم حاصل ہو گیا بیشک جن جن باتوں میں یہ اختلاف کر رہے ہیں تیرا رب قیامت کے روز

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۞ فَاِنْ كُنْتَ فِىْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ فَسْئَلِ

ان میں فیصلہ کرے گا- اور اگر تجھے ہمارے اتارے ہوئے کلام میں شک گزرے تو جو لوگ تجھ سے پہلی

الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

کتاب پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لے بیشک خدا کی طرف سے تجھے سچی بات پہنچی

فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۞ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

ہے پس تو ہرگز شک کرنے والوں سے مت ہوجیو- اور نہ ہی ان لوگوں سے ہونا جو اللہ کے حکموں کی تکذیب کرتے ہیں ورنہ

فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

تو بھی خسارہ پانے والوں میں ہو جائے گا جن لوگوں پر تیرے رب کا حکم لگ چکا وہ کبھی ایمان

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۞ فَلَوْ

نہ لائیں گے- اگرچہ ان کے پاس ہر قسم کے نشان آویں جب تک وہ دکھ کی مار نہ دیکھیں گے- تو

لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَاۤ اِيْمَانُهَاۤ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ؕ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا

کیوں نہ کوئی بستی ایمان لائی ہوتی جس کو ایمان سے نفع بھی ہوتا مگر یونس کی قوم جب وہ ایمان لاچکے تو

پھر وہ حسب وعدہ تورات[1] اس امر پر متفق رہے کہ موسیٰ کی مانند ایک نبی ضرور آئے اس امر میں وہ کبھی بھی مختلف نہ ہوئے مگر جب کہ ان کو قطعی علم اس کی تصدیق کا ہو گیا یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے مانند ہیں تشریف لے آئے بیشک جن جن باتوں میں اہل حق یہ اختلاف کر رہے ہیں تیرا رب یعنی خدا تعالیٰ قیامت کے روز ان میں بین فیصلہ کرے گا اور فرضاً اگر تجھے بھی ہمارے اتارے ہوئے کلام میں شک اور واہمہ گزرے یعنی اس خیال سے کہ یہ لوگ اہل کتاب جو اہل علم ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں تیرے جواب سے شدید مخالف ہو رہے ہیں اس پر بتقاضائے بشریت تجھے یہ خیال گزرے کہ مبادا میں ہی غلطی پر نہ ہوں تو جو لوگ تجھ سے پہلی کتاب سمجھ اور لیاقت و دیانت کے ساتھ معانی پر غور و فکر کر کے پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لے بیشک وہ تصدیق کریں گے کہ خدا کی طرف سے تجھے سچی بات پہنچی ہے- پس تو ہرگز شک کرنے والوں سے مت ہو جیو اور نہ ہی ان لوگوں سے ہونا جو اللہ کے حکموں کی تکذیب کرتے ہیں ورنہ تو بھی خسارہ پانے والوں میں ہو جائے گا- یہ خیال مت کر کہ یہ لوگ کیوں نہیں مانتے کیوں کہ جن لوگوں پر تیرے رب کے غضب کا حکم لگ چکا ہے جب تک وہ دکھ کی مار نہ دیکھیں گے کبھی مار نہ کھائیں گے اگرچہ ان کے پاس ہر قسم کے نشان بھی آویں ایسے لوگ نشان دیکھ کر ایمان لانے والے ہوتے تو کیوں نہ کوئی بستی یا قوم ایمان لائی ہوتی جس کو ایمان سے بوجہ صحیح الایمان ہونے کے خدا کے نزدیک نفع بھی ہوتا یعنی کوئی قوم ایسے وقت میں ایمان نہ لائی جو ایمان کے لانے کیلئے مقرر ہے ہاں مگر یونس کی قوم پر شاباش کہ وہ عذاب دیکھنے سے پہلے ہی صرف اس بات پر خوف کھا کر کہ حضرت یونس کشفی طور پر عذاب کے آثار دیکھ کر ان سے نکل گئے تھے ساری قوم تائب ہوئی اور خدا کی طرف جھکے پھر جب وہ پختہ ایمان لا چکے تو ہم نے

عَنۡهُمۡ عَذَابَ الۡخِزۡیِ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰی حِیۡنٍ ۝ وَلَوۡ

ہم نے بھی ذلت کا عذاب ان سے دنیا میں دور کر دیا اور ایک وقت تک ان کو آسودگی سے متمتع کیا اور اگر

شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ كُلُّهُمۡ جَمِیۡعًا ؕ اَفَاَنۡتَ تُكۡرِهُ النَّاسَ

تیرا رب چاہتا تو سب زمین کے باشندے ایماندار ہو جاتے کیا تو لوگوں پر جبر کر سکتا ہے

حَتّٰی یَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ اَنۡ تُؤۡمِنَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ

کہ وہ ایماندار بن جائیں- اور نہ کوئی شخص اللہ کے اذن کے سوا ایمان لا سکتا ہے

وَیَجۡعَلُ الرِّجۡسَ عَلَی الَّذِیۡنَ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ۝ قُلِ انۡظُرُوۡا مَاذَا فِی

اور ناپاکی انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو عقل سے کام نہیں لیتے- تو کہہ غور تو کرو کہ

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَمَا تُغۡنِی الۡاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنۡ قَوۡمٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝

آسمانوں اور زمینوں میں کیا کیا چیزیں ہیں اور (ایسے) بے ایمانوں کو نہ تو نشان اور نہ ڈرانے والے کچھ کام دے سکتے ہیں

فَهَلۡ یَنۡتَظِرُوۡنَ اِلَّا مِثۡلَ اَیَّامِ الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ قُلۡ فَانۡتَظِرُوۡۤا

پس یہ لوگ صرف اپنے سے پہلے لوگوں کے سے واقعات کے منتظر ہیں تو کہہ انتظار کر لو

بھی ذلت کا عذاب ان سے دنیا میں دور کر دیا اور ایک وقت یعنی مدت دراز تک ان کو آسودگی سے متمتع کیا اور ایک تسلی کی بات سن اگر تیرا رب چاہتا تو سب زمین کے باشندے ایماندار ہو جاتے کیا کسی کی مجال تھی کہ اس کے چاہے کو پھیر سکتا تو جو اتنا رنجیدہ خاطر ہوتا ہے کیا تو لوگوں کو جبر کر سکتا ہے کہ وہ ایماندار بن جائیں- سن رکھ تیرے جبر سے کچھ نہ ہو گا اور نہ ہی کوئی شخص اللہ کے اذن توفیق ازلی کے سوا ایمان لا سکتا ہے یعنی منظوری الٰہی ہو تو ایمان لائیں گے بغیر اس کے نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ سعی کرنے والوں کو توفیق خیر دے دیا کرتا ہے اور بدکاریوں کی ناپاکی انہی لوگوں پر ڈالتا ہے جو اس کی دی ہوئی عقل سے کام نہیں لیتے بھلا یہ بھی کوئی عقل سے کام لینا ہے کہ دنیا کے دھندوں میں تو ایسے پھنسے ہیں کہ مغرب سے مشرق کو اور مشرق سے مغرب کو مال تجارت پہنچا رہے ہیں اور روپیہ کمانے کے تمام نشیب و فراز سوچ رہے ہیں جہاز رانی کے لئے طرح طرح کے سامان ہوا اور موسم شناسی کے مہیا کر رکھے ہیں مگر اتنا خیال جی میں نہیں جم سکتا کہ اس کشتی کی طرح ایک روز ہمارا بھی کوچ ہے ہم کس جہاز پر بیٹھیں گے اور حسب حیثیت کس درجہ کا ٹکٹ ہم کو چاہیے ایسے لوگوں سے تو کہہ کہ غور تو کرو کہ آسمانوں اور زمینوں میں کیا کیا عجائبات چیزیں ہیں کس نے ایسے مضبوط ڈھانچ پر ان کو چلایا ہے بیشک جس نے ان کو چلایا ہے بہت ہی بڑی قدرت کا مالک ہے اسی کے ہو رہنے سے سب کچھ مل سکتا ہے اس سے علیحدہ ہونے میں ہر طرح کی ذلت ہے تم نے شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا

عزیز یکہ از در گہش سر بتافت　　بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اور یاد رکھو کہ اس کے حکموں سے سرتابی کرتے ہوئے ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ انسان سے توفیق خیر چھن جاتی ہے اور ایسے بے ایمانوں کو نہ تو اللہ کی قدرت کے نشان اور نہ اس کی طرف سے ڈرانے والے کچھ کام دے سکتے ہیں یعنی انکو نہ تو کسی نشانی سے ہدایت ہوتی ہے اور نہ کسی رسول اور واعظ کی تعلیم سے' پس یہ لوگ تیرے مخالف جواب ایمان نہیں لاتے تو گویا صرف اپنے سے پہلے لوگوں کے سے واقعات کے منتظر ہیں کہ جس طرح ان کو عذاب پہنچا انہیں بھی پہنچے گا تو یہ ایمان لائیں گے اے نبی تو ان سے کہہ کہ اچھا انتظار کر لو

إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ۝ ثُمَّ نُنَجِّي رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَٰلِكَ ۚ حَقًّا
میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کو بچالیا کرتے ہیں اسی طرح
عَلَيْنَا نُنجِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي
ایمانداروں کو بچانا ہمارے ذمہ ہے۔ تو کہہ کہ لوگو اگر تم میرے دین کی نسبت شک میں ہو تو
فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُمْ ۖ
خدا کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو میں تو ان کی عبادت نہ کرونگا ہاں میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہیں مار
وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَلَا
دیتا ہے اور مجھے یہی حکم ہے کہ میں ایمان رکھنے والوں سے بنوں۔ اور یہ کہ تو سچے دین پر یک طرفہ ہو کر اپنے کو قائم رکھ اور
تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ
مشرکوں میں نہ مل جائیو۔ اور اللہ کے سوا کسی چیز کو نہ پکارو جو نہ تجھے نفع دے سکے اور نہ ضرر
فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ
اگر پھر تو نے کیا تو فوراً تو بھی ظالموں میں شمار ہوگا۔ اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا
لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ
کوئی بھی اسے ہٹانے والا نہیں اور اگر وہ تیرے حق میں بہتری چاہے تو اس کے فضل کو کوئی تجھ سے پھیر نہیں سکتا

میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ہمارے ہاں یہ دستور ہے کہ کافر جب نبیوں کے مقابلہ میں بضد ہی رہتے ہیں تو ہم ان پر عام عذاب بھیجا کرتے ہیں۔ پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کو اس عذاب سے بچالیا کرتے ہیں بے شک ہم اسی طرح کرتے ہیں کیونکہ ایمانداروں کو بچانا ہمارے ذمہ ہے جب تک ایماندار اپنے ایمان پر پختہ رہیں گے ہم بھی اپنے وعدہ پر پختہ ہیں۔ تو اور ایک بات بھی ان سے کہہ کہ لوگو اگر تم کو میرے دین کی نسبت شک ہو تو خیر مجھے بھی اس کی پرواہ نہیں خدا کے سوا جن لوگوں کو پکارتے اور دعائیں مانگتے ہو میں تو ان کی عبادت اور ان سے دعا نہ کروں گا۔ ہاں میں اللہ کی عبادت بیشک کرتا ہوں جو تمہارے ظاہر کے علاوہ تمہارے باطنی حواس پر قبضہ تام رکھتا ہے ایسا کہ تمہیں وقت پر مار دیتا ہے اس وقت چاہے تم کیسی تدبیریں کرو ایک بھی پیش نہیں جاتی مجھے یہی حکم ہے کہ میں اس بات پر ایمان رکھنے والوں کی جماعت سے بنوں اور مجھے خدا نے یہ بھی حکم فرمایا ہے کہ اے محمد ﷺ تو سچے دین پر یک طرفہ ہو کر اپنے آپ کو قائم رکھ اور ادھر ادھر ڈانوا ڈول ہونے سے مشرکوں میں نہ مل جاؤ اور اللہ کے سوا کسی چیز کو نہ پکارو جو نہ تجھے نفع دے سکے اور نہ ضرر پھر یاد رکھ کہ اگر یہ کام تو نے کبھی کیا یعنی اللہ کے سوا کسی چیز کو بغرض استمداد یا بطور عبادت پکارا تو فوراً تو بھی ظالموں میں شمار ہوگا اور جو لوگ اللہ کے سوا غیروں کی عبادت یا دعائیں کرتے ہیں ان کی غرض تو آخر بھی یہی ہوتی ہے کہ کسی طرح سے ہماری تکلیف دفع ہو یا کسی قسم کا فائدہ پہنچے سو تو اس خام خیالی کو دل سے نکال رکھ اور یہ بات دل میں جما رکھ کہ اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی بھی اس کو ہٹانے والا نہیں اور اگر وہ تیرے حق میں بہتری چاہے تو اس کے فضل کو تجھ سے کوئی پھیر نہیں سکتا

يُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ يٰٓاَيُّهَا

اپنے بندوں سے جس پر چاہتا ہے اپنے فضل خاص سے حصہ پہنچا دیتا ہے اور وہ بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے۔ تو کہہ دے اے

النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ

لوگو! تمہارے پروردگار سے سچی تعلیم آچکی ہے پس جو کوئی ہدایت پائے گا وہ اپنے ہی نفس کے لئے ہدایت پائے گا

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۝ وَاتَّبِعْ مَا

اور جو گمراہی اختیار کرے گا وہ اپنے ہی پر وبال لے گا اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔ اور تو اس

يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ښ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۝

تعلیم کی جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے پیروی کر اور صبر کر جب تک اللہ تم میں فیصلہ کردے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے

سورۃ ھود

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۣ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝

میں ہوں اللہ دیکھنے والا۔ اس کتاب کے احکام محکم ہیں اور حکیم و خبیر کے ہاں سے مفصل بیان کی جا چکی ہیں

اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝

یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو کچھ شک نہیں کہ میں تم کو اس کی طرف سے ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں

اپنے بندوں سے جس پر چاہتا ہے اپنے فضل خاص سے حصہ پہنچا دیتا ہے اور وہ باوجود بندوں کی سرکشی اور ہوا پرستی کے بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے بیشک تو بلند آواز سے کہہ دے کہ اے لوگو ایسے خدائے رحیم کو چھوڑ کر تم کیوں ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہو اب کس امر کی دیر ہے تمہارے پروردگار سے سچی تعلیم آچکی ہے۔ پس سن رکھو کہ جو کوئی ہدایت پائے گا وہ اپنے ہی نفس کے لئے ہدایت پائے گا اور جو گمراہی اختیار کرے گا وہ اپنے ہی پر وبال لے گا اور میں تم پر نگہبان یا افسر نہیں ہوں کہ تمہارے کاموں سے مجھے سوال ہو یہ تو ان کو سنا دے اور خود تو بھی اس تعلیم کی' جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے پیروی کر اور اس پیروی کرنے اور لوگوں کو سنانے پر جو تکالیف شاقہ مخلوق کی طرف سے تجھے پہنچیں' ان پر صبر کر جب تک اللہ تم میں فیصلہ کر دے کیوں کہ اسے سب کچھ معلوم ہے اور وہ سب سے اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے۔

سورت ہود

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا ہی بخشنہار نہایت رحم والا ہے

میں ہوں اللہ سب کچھ دیکھنے والا۔ سچ سمجھو کہ اس کتاب قرآن شریف کے احکام مضبوط اور محکم ہیں اور خدائے حکیم و خبیر کے ہاں سے مفصل بیان کئے جا چکے ہیں۔ (تو کہہ کہ) سب سے اول حکم یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو کچھ شک نہیں کہ میں تم کو اس کی طرف سے بدکاریوں پر ڈرانے والا اور نیکیوں پر خوشخبری سنانے والا ہوں اور دوئم درجہ بعد ایمان اور توحید کے یہ حکم ہے

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگا کرو پھر اسی کی طرف جھکے رہو تو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک عمدہ گزارن دے گا

وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ۭ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

اور ہر ایک اہل فضل کو اس کی فضیلت دے گا اور اگر تم منہ پھیرو گے تو مجھے تم پر بڑے

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ۝ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

دن کے عذاب آنے کا خوف ہے۔ اللہ کی طرف تم سب نے پھرنا ہے اور وہ (خدا) سب چیزوں پر قادر ہے

اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ۭ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ

سنو یہ لوگ اپنے سینے پھیرتے ہیں تاکہ خدا سے چھپ جائیں آگاہ رہو جب یہ کپڑے اوڑھتے

ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں وہ جانتا ہے وہ سینوں کے اندر کے حالات سے بھی آگاہ ہے

کہ اپنے رب کے سامنے گناہوں کا اقرار کر کے اس سے گناہوں پر بخشش مانگا کرو پھر اسی کی طرف جھکے بھی رہو یہ نہیں کہ مطلب کے وقت تو اس کی منت سماجت کرو اور بعد مطلب براری کے منہ پھیر جاؤ تم اگر اس کے ہو رہو گے تو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک عمدہ گزران دے گا یہ تو عام بخشش ہو گی اور ہر ایک اہل فضل کو جس نے زیادہ محنت کی ہو گی اس کی فضیلت کا عوض بھی دے گا اور اگر تم منہ پھیرو گے اور میری راست تعلیم اور سچی ہمدردی نہ مانو گے تو مجھے تم پر بڑے دن کے عذاب آنے کا خوف ہے یعنی اس عذاب کا خوف ہے جس سے کفار کی ہلاکت ہوتی رہی ہے کیوں کہ اللہ کی طرف تم سب نے پھرنا ہے اگر اس سے تمہارا معاملہ اور نیاز مندگی کی نسبت درست نہ ہوئی تو پھر تمہاری کسی طرح خیر نہیں کیونکہ ہم بندے تو سب طرح سے عاجز ہیں اور وہ (خدا) سب چیزوں پر قادر اور توانا ہے باوجود اس نسبت قوت اور ضعف کے جو خدا اور بندوں میں ہے جس سے کوئی دانا انکار نہیں کر سکتا یہ لوگ اس سے ہٹے رہ کر زندگی گزارنا چاہتے ہیں سنو یہ لوگ قرآن سننے سے اپنے سینے پھیرتے ہیں اور متمردانہ زندگی میں چاہتے ہیں کہ خدا سے چھپ جائیں یعنی گناہ کے کام کرتے ہوئے چھپ جاتے ہیں کہ خدا ہم کو نہ دیکھے کیسی جہالت کی بات ہے آگاہ رہو خدا سے کسی طرح چھپ نہیں سکتے وہ تو مخلوق کے ذرہ ذرہ حال سے واقف ہے عام احوال تو بجائے خود رہے جب یہ رات کو سوتے وقت کپڑے اوڑھتے ہیں۔ اس وقت بھی لحافوں کے اندر جو دلوں میں چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں یعنی جو حرکات جسمانیہ کرتے ہیں۔ وہ سب کچھ جانتا ہے بلکہ وہ سینوں کے اندر کے حالات سے بھی آگاہ ہے خواہ وہ انکے سینوں میں ابھی تک آئے بھی نہ ہوں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ

اور جو جاندار دنیا میں ہیں سب کا رزق اللہ کے ذمہ ہے اور ان کا مستقل ٹھکانہ اور عارضی مقام دونوں وہ

مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

جانتا ہے یہ سب کچھ کتاب مبین میں ہے۔ وہی خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو

الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ

چھ دن میں پیدا کیا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم میں سے اچھے کام کرنے

عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ

والے کو ظاہر کرے اور اگر تو کہتا ہے کہ تم اٹھائے جاؤ گے تو کافر لوگ (فوراً) بول اٹھتے ہیں کہ یہ

كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ

تو صریح دیوانہ پن ہے۔ اور اگر ہم تھوڑی سی مدت تک عذاب کو ان سے ہٹائے

مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ

رکھتے ہیں تو کہتے ہیں کس چیز نے اس کو روک رکھا ہے سن رکھو جس روز وہ عذاب ان پر آنازل ہوا تو وہ ان سے پھرنے کا نہیں

وسعت علم کے علاوہ قدرت اور کمال یہ ہے کہ جو جاندار دنیا میں ہیں سب کا رزق اللہ کے ذمہ ہے وہی ان سب کے رزق کا متکفل ہے ان کے لئے رزق پیدا کرتا ہے اور ان کا مستقل ٹھکانہ اور عارضی مقام دونوں وہ جانتا ہے یہ سب کچھ کتاب مبین یعنی اس کے روشن علم میں آچکا ہے اور سنو وہی خدا ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن کی مدت میں پیدا کیا اور ان موجودہ آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے اس کا عرش پانی پر تھا یعنی آسمانوں اور زمینوں کے صورت پذیر ہونے سے پہلے پانی تھا اس پر بھی خدا ہی کی حکومت تھی اور اب بھی ہے پھر تم کو پیدا کیا تاکہ تم میں سے اچھے کام کرنے والوں کو ظاہر کرے اور بعد موت دوسری زندگی میں ان اعمال کا پھل بخشے مگر یہ تیرے مخالف ایسے گمراہ ہیں کہ کسی کی سنتے ہی نہیں اور اگر تو کہتا ہے کہ تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر لوگ فوراً بول اٹھتے ہیں کہ یہ تو صریح دیوانہ پن ہے گویا کسی نے اس نبی کو معاذ اللہ جادو کر دیا ہے اسی کے اثر سے ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے پھر طرفہ تر یہ کہ ایسی بے ہودہ گوئی کی سزا بھی دنیا میں فوراً چاہتے ہیں اور اگر ہم تھوڑی سی مدت تک عذاب کو ان سے ہٹائے رکھتے ہیں تو بجائے عافیت طلبی اور شکر گزاری کے کہتے ہیں کہ کسی چیز نے اس عذاب کو ہم سے روک رکھا ہے کیوں جلد نہیں آتا جس سے غرض ان کی یہ ہوتی ہے کہ اگر یہ نبی سچا ہوتا تو اس کی تکذیب پر خدا ہم سے مواخذہ کرتا؟ لیکن سن رکھو کہ جس روز وہ عذاب ان پر نازل ہوا تو وہ ان سے پھرنے کا نہیں ان کو پیس ڈالے گا

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا

اور جس امر کی ہنسی اڑا رہے ہیں وہ ان پر گھیرا ڈال لے گا اور اگر ہم انسان کو اپنی طرف سے مہربانی کا حصہ

رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ

دے کر پھر وہ نعمت چھین لیتے ہیں تو سخت ناامید ناشکرا ہو جاتا ہے اور اگر بعد تکلیف کے جو اس کو چمٹ

ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ۚ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ

رہی تھی کہ گویا اس کے گلے کا ہار ہو رہی تھی کسی قدر راحت بخشتے ہیں تو زوال نعمت سے بے فکر ہو کر کہتا ہے کہ سابقہ تکلیفات

صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ فَلَعَلَّكَ

مجھ سے چلی گئیں بیشک وہ اترانے والا شیخی بھگارنے والا ہے مگر جو لوگ صبر کرتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں انہی لوگوں کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے شاید تو

تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْلَآ

بعض احکام الہیہ جو تیری طرف نازل ہوئے ہیں چھوڑنے کو ہے اور اس وجہ سے تو دل میں تنگ ہوتا ہے کہتے ہیں کیوں نہیں

اور جس امر کی ہنسی اڑا رہے ہیں وہ ان پر گھیرا ڈال لے گا ایسا کہ کوئی بھی ان سے نہ بچ سکے گا انسان کی طبیعت ہی کچھ ایسی کمزور ہے کہ آرام ہو تو مغرور ہے اور اگر ہم نالائق انسان کو اپنی طرف سے مہربانی کا حصہ دے کر پھر اس سے وہ نعمت چھین لیتے ہیں تو بجائے اس کے کہ یہ خیال کرے کہ جس خدا نے پہلے مہربانی کی تھی اس سے اب بھی امید رکھنی چاہئے الٹا سخت ناامید ناشکر گزار ہو جاتا ہے اور گھبراہٹ میں واویلا کرنے لگ جاتا ہے اور اگر بعد تکلیف کے جو اس کو ایسی چمٹ رہی تھی کہ گویا اس کے گلے کا ہار ہو رہی تھی کسی قدر راحت بخشتے ہیں تو زوال نعمت سے بے فکر ہو کر کہتا ہے کہ سابقہ تکلیفات مجھ سے چلی گئیں گویا اب وہ خود مختار ہے کہ کوئی اس کی نعمتوں کو اس سے چھین نہیں سکتا اور تکلیف پہنچا نہیں سکتا بے شک وہ نالائق تھوڑی سی بات پر بڑا اترانے والا شیخی بھگارنے والا ہے گو یہ بدخصلت اس کی فطرت اور منت میں تو نہیں مگر بد صحبت کا اثر اس میں ایسا جاگیر ہو رہا ہے مگر جو لوگ اللہ کی دی ہوئی تمام تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ مالک الملک کے قبضے میں ہے تنگی میں گھبراتے نہیں فراخی میں اتراتے نہیں غرض ان کا خیال ہوتا ہے کہ ؎

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے
نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

انہی لوگوں کے لئے خدا کے ہاں سے بخشش اور بڑا اجر ہے یہی راہ راست ہے کوئی مانے یا نہ مانے تو کہنے سے مت رکا کر۔ یہ نہ مانیں گے تو تیرا کیا لیں گے تو جو ان سے دل تنگ ہوتا ہے کہ بعض احکام الٰہی جو تیری طرف نازل ہوئے ہیں ان کو بتلانے چھوڑنے کو ہے اور شاید اس وجہ سے دل میں تنگ ہوتا ہے کہ تجھ پر طعنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر یہ اللہ کا رسول ہے تو کیوں نہیں اس کو

أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اس کو خزانہ ملا یا اس کے ہمراہ فرشتہ کیوں نہیں آیا۔ تو تو صرف ڈرانے والا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا

وَكِيلٌ ﴿١٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَ

اختیار ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے پاس سے قرآن بنالیا ہے تو کہہ دس سورتیں اس قسم کی بنائی ہوئی لے آؤ اور

ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾ فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا

اللہ کے سوا جس کو بلا سکتے ہو بلالو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر وہ تمہارا

لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٤﴾

کہا نہ کر سکیں تو تم جان لو کہ یہ اللہ کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں پس کیا فرماں بردار نہ بنو گے

مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا

جو لوگ دنیا کی زندگی اور اسی کی زینت چاہتے ہیں ان کے کاموں کا بدلہ ہم ان کو اسی دنیا ہی میں دے دیا کرتے ہیں اور

يُبْخَسُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ

اس میں ان کو کسی طرح سے نقصان نہیں ہوتا البتہ آخرت میں ان کو بجز آگ کے کچھ نصیب نہ ہوگا

خدا کے ہاں سے خزانہ ملایا اس کے ہمراہ فرشتہ کیوں نہیں آیا جو بازاروں میں اس کے ساتھ چلتا ہوا اس کی تصدیق کرتا اور لوگوں کو کہتا پھرتا کہ یہ اللہ کا نبی ہے اس کو مان لو تو کیا تو ایسے واہی تباہی اعتراضوں کے سننے سے طول خاطر ہوتا ہے اور یہ نہیں جانتا "مہ نور می فشاند وسگ بانگ می زند" تجھے اس سے کیا تو تو صرف عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا اختیار ہے جو چاہے کر سکتا ہے خزانہ اور فرشتہ تو کیا ہے اس سے بڑے بڑے کاموں پر قدرت رکھتا ہے کیا اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس نے اپنے پاس سے قرآن بنالیا ہے تو ان کے جواب میں کہہ چونکہ تم بھی میرے ہم جنس اور ہم زبان ہو دس سورتیں جن میں سے ہر ایک سورت ایک جواب مضمون کے برابر ہو اس قسم کی بنائی ہوئیں لے آؤ اور اس کے بنانے میں اللہ کے سوا جس کو بلا سکو مدد کے لئے بلالو غرض سب مل جل کر بھی کوشش کر لو اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ یہ قرآن آدمی کا بنایا ہوا ہے پھر اگر وہ تمہارا کہا نہ کر سکیں یقین بھی یہی ہے کہ ہرگز نہ کر سکیں گے تو تم جان لو کہ یہ کتاب قرآن شریف اللہ کے علم سے اترا ہے یعنی اس میں اس کی معرفت اور علم مذکور ہے اور یہ بھی جان لو کہ اس اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔ جو اس کو سمجھ کر پڑھتے ہیں ان کو معرفت خداوندی سے وافر حصہ ملتا ہے پس کیا تم مشرکو فرمانبردار نہ بنو گے۔ اور کب تک دنیا میں ایک دوسرے کے منہ تاکتے رہو گے کہ فلاں شخص مسلمان ہو تو ہم بھی ہوں ورنہ دنیاوی نقصان کا خطرہ ہے سنو جو لوگ اس دنیا کی زندگی اور اسی کی زیب و زینت اور آسائش چاہتے ہیں اور اسی کے لئے تمام وقت صرف کر دیتے ہیں ان کے کاموں کا بدلہ ہم اسی دنیا ہی میں دے دیا کرتے ہیں اور اس میں ان کو کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا جس قسم کی کوشش کرتا ہے بی اے بننے کی 'ہو یا ایم اے کی' تجارت کی ہو یا وکالت کی سب کی کوششوں کو خدا مناسب طریق سے کامیاب کر دیتا ہے البتہ چونکہ دنیا ہی میں منہمک ہو کر آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں اس لئے اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ آخرت میں ان کو بجز دوزخ کی آگ کے کچھ نصیب نہ ہوگا۔

وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ

اور جو کچھ دنیا میں کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں سب اکارت اور ضائع ہونے کو ہے۔ کیا جو کوئی اپنے پروردگار کی

مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ

ہدایت پر ہو اور اس کے نفس سے ایک شاہد بھی ہو اور اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب جو امام اور رحمت تھی تائید

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا

کرتی ہو حقیقۃً قرآن پر انہی کو ایمان ہے اور جو کوئی ان گروہوں میں سے اس سے انکاری ہوگا آگ اسی کا ٹھکانہ ہے پس تو

تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾

اس امر سے شک میں نہ ہوجیو بیشک یہ قرآن حقانی تعلیم تیرے رب کے ہاں سے اتری ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں مانتے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ

اور جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھیں ان سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے۔ یہ لوگ خدا کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ

يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾

کہیں گے یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا سنو ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے

اور جو کچھ یہ دنیا میں کر چکے ہیں اور اس وقت کر رہے ہیں سب کا سب اکارت، ضائع اور باطل ہونے کو ہے کیونکر ضائع نہ ہو جبکہ یہ لوگ چلتے بھی الٹی چال ہیں کیا جو کوئی اپنے پروردگار کی اتاری ہوئی ہدایت پر کاربند ہو اور خود اس کے نفس سے اس ہدایت کی تقویت کو ایک شاہد بھی موید ہو، یعنی وہ طبیعت خداداد بھی سلیم رکھتا ہو اور اس موجودہ ہدایت سے پہلے اتری ہوئی حضرت موسیٰؑ کی کتاب توریت جو اپنے وقت میں امام اور رحمت تھی، بھی اس کی تائید کرتی ہو یعنی وہ بھی یہی مضمون بتلاتی ہے کہ خدا کی[1] رضا جوئی میں سب قسم کے فوائد اور سب نیکیوں کی بنا ہے کیا یہ اور مذکور الصدر دنیادار ایک سے ہیں ہرگز نہیں جن میں یہ اوصاف مذکورہ پائے جاتے ہیں حقیقۃً قرآن پر انہیں کو ایمان ہے ورنہ بہت سے لا الہ الا اللہ پڑھنے والے اور قرآن کی تلاوت کرنے والے ایسے بھی ہیں جن کی غفلت اور بے پرواہی کی وجہ سے خود قرآن ان پر لعنت کرتا ہے کیونکہ خدا کے ہاں صرف لفاظی کام نہیں آتی بلکہ عمل اور جو کوئی ان گروہوں میں سے اس سے انکاری ہوگا آگ اسی کا ٹھکانہ ہے پس تو اس امر سے شک میں نہ ہو جانا بے شک یہ قرآن حقانی تعلیم تیرے رب کے ہاں سے اتری ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں مانتے جہالت سے جھوٹی باتوں اور بہتان بازیوں کے پیچھے جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ باندھیں یعنی الہام یا وحی کے مدعی ہوں یا کوئی ایسی تعلیم خدا کے نام سے بیان کریں جس کا اس نے ارشاد نہ کیا ہو ان سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے یہ لوگ خدا کے سامنے برے حال سے پیش کیے جائیں گے اور اس وقت کے گواہ یعنی انبیاء علیہم السلام ان کو پہچان کر کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا اور اس جھوٹ کی بدولت خدا کے نزدیک ظالم بنے تھے پس سنو ان ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

---

۱) ان هذا لفی الصحف الا ولی صحف ابراهیم و موسی کی طرف اشارہ ہے

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

جو اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور اس میں کجی سوچتے رہتے تھے اور وہ آخرت سے منکر تھے۔ یہ لوگ خدا کو عاجز نہیں کر سکتے تھے اور اللہ کے سوا ان کا کوئی متولی نہ تھا۔ ان کو دوہرا عذاب ہوگا نہ سن سکتے تھے اور نہ دیکھ سکتے تھے۔ انہی لوگوں نے اپنا نقصان آپ کیا ہے اور جو کچھ افترا پردازیاں کرتے ہیں سب ان کو بھول جائیں گی۔ کچھ شک نہیں یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھائیں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور عمل بھی نیک کرتے رہے اور اپنے پروردگار کے ہو رہے یہی لوگ جنت والے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان دونوں فریقوں کی مثال اندھے بہرے اور سوانکھے۔ اور سننے والے کی سی ہے کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ پھر کیا تم سمجھتے نہیں ہو

جو جہالت میں اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے تھے اور اس راہ میں محض ضد اور عناد سے کجی سوچتے رہتے تھے اور آخرت یعنی اعمال کی جزاوسزا سے منکر تھے مگر چونکہ یہ لوگ دنیا میں خدا کو اجراء احکام میں عاجز نہیں کر سکتے تھے بلکہ خود اس کے آگے عاجز تھے اور اللہ کے سوا ان کا کوئی بھی متولی نہ تھا اس لئے کچھ بھی کامیاب نہ ہوئے بلکہ الٹے مصیبت میں مبتلا ہوئے کہ عام کفار سے ان کو دوہرا عذاب ہوگا کیونکہ وہ ایسے متکبر اور حق گوؤں کے دشمن تھے کہ نہ حق بات سن سکتے تھے اور نہ حق گوؤں کو دیکھ سکتے تھے اپنے ہی حسد میں جلے بھنے جاتے۔ انہی لوگوں نے اپنا نقصان آپ کیا ہے اور جو کچھ دنیا میں افترا پردازیاں کرتے ہیں سب کی سب ان کو بھول جائیں گی کچھ شک نہیں یہی لوگ آخرت کی منڈی میں نقصان اٹھائیں گے بخلاف اس کے جو لوگ ایماندار بنے اور عمل نیک یعنی ادائے حقوق خداوندی عبادت اور تادی حقوق العباد یعنی مخلوق سے نیک سلوک کرتے رہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے پروردگار کے ہو رہے ہر بات میں ان کا اصول یہ رہا کہ

سپردم بتو مایہ خویش را
تو دانی حساب کم وبیش را

یہی لوگ جنت والے ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ان دونوں فریقوں میں اللہ والوں اور دنیا داروں کی مثال اندھے بہرے اور سوانکھے اور سننے والے کی سی ہے کہ قسم اول ہر لذت سے جو دیکھنے سننے سے تعلق رکھتی ہے محروم ہے یعنی زندگی ان پر دوبھر ہے' بخلاف قسم ثانی کے کہ ہر طرح کے عیش وعشرت اور لذات سے متمتع ہیں کیا یہ دونوں اندھے اور سوانکھے برابر ہیں ہر گز نہیں پھر تمہیں کیا ہوا کہ تم سمجھتے نہیں ہو؟

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖۤ ۙ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا

اور نوح کو اس کی قوم کی طرف ہم نے بھیجا کہ میں تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ تم اللہ کے سوا کسی کی

اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

عبادت نہ کرو مجھے تمہاری نسبت دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔ پس اس کی قوم میں سے کافروں کی جماعت

مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ

نے کہا کہ ہم تجھے اپنے جیسا ایک آدمی جانتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے تیرے تابع ہوئے ہیں ہمارے رزیلے

اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ

ہیں سرسری سمجھ سے تیرے ساتھ ہو لئے اور ہم تیرے میں کوئی مزیت اپنے پر نہیں پاتے بلکہ ہم تجھے جھوٹا جانتے ہیں

كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ

نوح نے کہا بھائیو! بھلا بتلاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے پاس

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾

سے مجھے رحمت دی ہوئی ہو اور وہ رحمت تمہیں معلوم نہ ہو تو کیا ہم اسکو تمہارے گلے مڑھ سکتے ہیں حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو

کہ جو لوگ اعلیٰ حاکم کے دربار میں مقرب ہوں مجرموں کی ان کے برابر عزت کیوں کر ہو سکتی ہے اسی امر کے ذہن نشین کرنے کو ہم نے خاندان نبوت قائم کیا اور حضرت نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف ہم نے اسی غرض سے بھیجا کہ ان سے کہو کہ میں تم کو صاف صاف گناہوں کے کاموں پر ڈرانے والا ہوں سب سے اول حکم جس کی عدم تعمیل پر سخت گناہ ہے' یہ ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کیا کرو ورنہ مجھے تمہاری نسبت دردناک دن یعنی قیامت کے دن کا خوف ہے کہ مبادا تم اس میں گرفتار ہو جاؤ پس یہ سنتے ہی اس کی قوم میں سے کافروں کی جماعت نے کہا کہ تو جو خدا کا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے' تیرے میں کیا بڑائی ہے ہم تو تجھے اپنے جیسا آدمی جانتے ہیں یہ تو تیری اپنی حیثیت ہے اور اگر تیرے تابعداروں کی عزت کا خیال کریں تو وہ بھی کوئی معزز اور شریف نہیں' ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے تیرے تابع ہوئے ہیں عموماً سب کے سب ہمارے کمینے اور رذیلے ہیں کاش کہ وہ بھی کسی تحقیق سے تیرے ساتھ ہوتے بلکہ سرسری سمجھ سے تیرے ساتھ ہو لیے اور بڑی وجہ ہمارے نہ ماننے کی یہ ہے کہ ہم اپنے پر تیرے میں کوئی مزیت نہیں پاتے بلکہ ایسے ہی دعوے سے ہم تجھے جھوٹا جانتے ہیں پس مناسب ہے کہ تو اس خیال سے باز آ جا ورنہ تیری خیر نہیں۔ نوحؑ نے یہ نالائق اور غیر معقول جواب سن کر کہا کہ بھائیو بھلا بتلاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے پاس سے مجھے رحمت دی ہوئی ہو اور بوجہ تمہاری باطنی بینائی نہ ہونے کے' وہ رحمت تمہیں معلوم نہ ہو اور تم ظاہری فضیلت کے متلاشی بنو کیونکہ اس کے دیکھنے کو ظاہری آنکھیں کام نہیں آتیں بلکہ دل کی بینائی درکار ہے تو کیا ہم اس رحمت کو تمہارے گلے مڑھ سکتے ہیں؟ حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔

وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ

اے بھائیو میں تم سے اس پر مال نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ کے ہاں ہے اور نہ میں ایمان داروں کو' جنہیں تم حقیر سمجھتے

اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ

ہو دھتکار سکتا ہوں کیونکہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں ہاں میں دیکھتا ہوں کہ تم جہالت کرتے ہو- بھائیو اگر میں ان کو دھتکار دونگا

يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ

تو میری مدد کو اللہ کی طرف سے کون اٹھے گا کیا تم سمجھتے نہیں؟ اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے

خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ

پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ میرا دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو

اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣١﴾

لوگ تمہاری نظروں میں حقیر ہیں اللہ ان کو خیر نہ دے گا اللہ ان کے دلوں کے اخلاص کو جانتا ہے ورنہ میں فوراً ظالموں میں ہو جاؤں گا

یعنی نبوت اور نیابت نبوت روحانی فضیلت پر متفرع ہوتی ہے جو ظاہر بینوں کی نظر سے مخفی ہے کیونکہ ان کی نظروں میں بجز درہم ودینار کے کوئی چیز قابل وقعہ۔ نہیں ہوتی۔ حافظ شیرازی مرحوم نے کیا ہی ٹھیک کہا ہے

در کوئے ماشکستہ ولی محر ندوبس
بازار خود فروشی ازاں سوئے دیگرست

نوح علیہ السلام نے یہ معقول جواب دے کر ان کا ایک مخفی سوال بھی جو ابھی تک انہوں نے ظاہر نہ کیا تھا' دور کرنا چاہا اور کہا اے میرے قومی بھائیو تم سے اس تبلیغ پر مزدوری میں مال نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ کے ہاں ہے اور نہ میں ایمان داروں کو جنہیں تم حقیر اور ذلیل سمجھتے ہو تمہاری خاطر تمہارے آنے پر اپنی مجلس سے دھتکار سکتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں خدا کے حضور واصل ہیں ظاہری زیب وزینت اگر ان میں نہیں تو اس کی انہیں پرواہ بھی نہیں کیا تم جانتے نہیں کہ

چو بیٹو دگشت حافظ کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس دکے را

ہاں میں دیکھتا ہوں کہ تم جو میری مجلس میں ان کی موجود پر آنے سے عار اور نخوت کرتے ہو تم اس میں سراسر جہالت کرتے ہو تمہیں سمجھنا چاہیے کہ اللہ کے ہاں دل سالم منظور ہے نہ لباس فاخر مطلوب بھائیو! چونکہ اللہ والے ہیں خدا ان کی حمایت پر ہے اگر میں ان کو دھتکار دوں گا تو میری خیر نہیں' مدد کو کون اٹھے گا اگر میں ایسا کر گزروں کیا تم سمجھتے نہیں کہ یہ معاملہ تو میرے اختیار سے باہر ہے اور سنو اگر میری غریبی کی طرف جاتے ہو تو میں تم سے یہ کہتا نہیں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میرا دعویٰ ہے کہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں کہ تمہارے فال گنڈے ڈالا کروں اور من گھڑت باتیں سنا کر تم کو دام تزویر میں لاؤں اور نہ میرا دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ جو ایمان دار تمہاری نظروں میں حقیر اور ذلیل معلوم ہوتے ہیں وہ خدا کے نزدیک بھی ایسے ہی ذلیل ہیں کہ اللہ ان کو خیر سے کچھ حصہ نہ دے گا اللہ ان کے دلوں کا اخلاص جانتا ہے ورنہ میں ایسا کرنے پر فوراً خدا کے نزدیک ظالموں میں ہو جاؤنگا-

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ

بولے کہ اے نوح تو ہم سے جھگڑا شروع کر کے بہت ہی جھگڑ چکا پس جس عذاب کی دھمکی تو ہم کو سناتا ہے اگر تو

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ

سچا ہے تو ہم پر لے آ- نوح علیہ السلام نے کہا اللہ ہی اسے تم پر لائے گا اگر چاہے گا اور تم اس

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ

کو ہرا نہیں سکتے ہو- اگر میں تمہاری خیر خواہی کروں بھی تو میری خیر خواہی تمہیں کچھ کام نہیں آسکتی جبکہ خدا ہی

يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

تم کو گمراہ رکھنا چاہے وہی تمہارا پروردگار ہے اور اسکی طرف ہی تم پھیرے جاؤ گے- کیا (یہ لوگ) کہتے ہیں کہ اس (محمد ﷺ) نے قرآن کو

قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ

اپنے پاس سے بنالیا ہے تو کہہ اگر میں نے بنالیا ہے تو میرا گناہ میرے ذمہ ہے اور میں تمہارے جرموں سے جو تم کرتے ہو بری الذمہ ہوں

اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ

اور نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی گئی کہ جتنے لوگ تیری قوم سے ایمان لاچکے ہیں بس ان کے سوا (اب) کوئی ایمان نہ لائے گا

ایسی صاف اور پر از نور و ہدایت تقریر دل پزیر سن کر ظالم بجائے تسلیم کرنے کے بولے کہ اے نوح تو تو بڑا ہی بولنے والا اور جھگڑالو ہے تو ہم سے جھگڑا کر کے بہت ہی جھگڑ چکا جس کا جواب ہم تجھے دینا نہیں چاہتے کیونکہ تو ہمارا دماغ چاٹ جاتا ہے تیری زبان لوہے کی قینچی ہے کسی وقت اور کسی حال میں رکتی ہی نہیں' کسی کی مخالفت اور رعب تجھ پر اثر انہیں کرتا پس بہتر ہے کہ جس عذاب کی دھمکی تو ہم کو سناتا ہے اگر تو سچا ہے تو ہم پر لے آ- نوحؑ نے کہا جھگڑے کے متعلق جو تم نے کہا ہے وہ تو جو کچھ میں کہتا ہوں خدا کی تعلیم سے کہتا ہوں میری کج مج زبان میں بھلا اتنی گویائی کہاں کہ اتنی تقریر کر سکوں عذاب بھی اللہ ہی کے قبضے میں ہے وہی اسے تم پر لائے گا اگر چاہے گا اور تم اس کو کسی طرح ہرا نہیں سکتے ہو اگر میں تمہاری خیر خواہی کروں بھی تو میری خیر خواہی تمہیں کچھ کام نہیں آسکتی' جب کہ خدا ہی تمہاری بدعہدیوں اور حق سے ضد و عناد کرنے کی وجہ سے تم کو گمراہ رکھنا چاہے وہی تمہارا ہمارا سب کا پروردگار ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے یہی حال ان تیرے مخاطبوں کا ہے بات ٹھکانہ کی تو کوئی کہتے نہیں' بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ کیا یہ بات بھی کوئی قابل توجہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ نے قرآن کو اپنے پاس سے بنالیا ہے تو کہہ اگر میں نے بنالیا ہے تو میرا گناہ میرے ذمہ ہے اور میں تمہارے جرموں سے بری الذمہ ہوں تم اپنی بہتری سوچ لو ایسا نہ ہو کہ قرآن حقیقت میں خدا کی طرف سے ہو اور تم جلدی میں بے سوچے سمجھے اس کی تکذیب کرنے لگ جاؤ تو عذاب الٰہی میں تم کو مبتلا ہونا پڑے جیسا نوح علیہ السلام کی قوم کو ہونا پڑا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کیا اور نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی جتنے لوگ تیری قوم سے ایمان لاچکے ہیں ان کے سوا اب کوئی ایمان نہ لائے گا۔

فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا

پس تو ان کی بدکاریوں پر غمگین مت ہو جیو۔ اور ایک بیڑی ہمارے سامنے اور ہمارے الہام سے بنا۔

تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۣ وَكُلَّمَا

اور ظالموں کے حق میں مجھ سے دعا نہ کیجیو بے شک وہ غرق ہوں گے۔ اور نوح علیہ السلام بیڑی بناتے تھے اور اس کی

مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ

قوم سے جب کوئی جماعت اس پر گزرتی تو اس سے مسخری کرتے نوحؑ کہتے اگر تم ہم سے مسخری کرتے ہو تو جیسی تم ہم

مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ

سے مسخری کرتے ہو' ہم بھی تم سے کریں گے۔ پس تم جان لو گے کہ کس پر عذاب نازل ہو گا جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر

وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا

دائمی بلا نازل ہو گی۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا اور صبح روشن ہوئی تو ہم نے نوح علیہ السلام کو

احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

حکم دیا کہ ہر ایک قسم میں سے جوڑا جوڑا چڑھالے اور جس پر ہمارا حکم صادر ہو چکا ہے اسے چھوڑ کر اپنے گھر

وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾

والوں کو بھی' اور جو (تجھ پر) ایمان لائے ہیں ان سب کو اس بیڑی پر سوار کرلے اور نوح پر چند آدمی ہی ایمان لائے تھے

چونکہ یہ لوگ اپنی پاداش کو پانے والے ہیں پس تو ان کی بدکاریوں پر غمگین مت ہو۔ کرنا اور ایک بیڑی ہمارے سامنے اور ہمارے الہام سے بنا جس پر تم نے سوار ہونا ہو گا اور ان کی ہلاکت کے وقت رحم کھا کر ظالموں کے حق میں مجھ سے دعا نہ کرنا۔ کیونکہ وہ یقیناً غرق ہوں گے۔ ان کی ہلاکت اور تباہی کا وقت آگیا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جس حال میں نوحؑ بیڑی بناتا تھا اس کی قوم سے جب کوئی جماعت اس پر گزرتی تو اس سے مسخری کرتے کہ بڑے میاں بارش کا تو نام ونشان نہیں اور اگر ہوئی تو اتنی سی بیڑی میں کون کون بیٹھے گا اچھا بنالو وقت پر ہمارے ہی کام آوے گی آخر بڈھوں نے تو پہلے ہی مرنا ہے نوحؑ ان کے جواب میں کہتے اچھا اگر تم ہم سے مسخری کرتے ہو تو ایک وقت آنے والا ہے کہ جیسی تم ہم سے مسخری کرتے ہو ہم بھی تم سے کریں گے مگر ہماری مسخری صرف مسخری نہ ہو گی بلکہ تمہارے حال پر شماتت ہو گی بس تم جان لو گے کہ کس پر عذاب آئے گا جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر دائمی بلا نازل ہو گی غرض اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ ہمارا حکم آپہنچا اور صبح روشن ہوئی تو ہم نے نوح کو حکم دیا کہ ہر ایک قسم حیوانات میں سے جو تیرے اردگرد ہیں اور تیری ضروریات میں کام آنے والی ہیں' ان میں سے جوڑا جوڑا چڑھالے اور جس پر ہمارا حکم صادر ہو چکا ہے اسے چھوڑ کر باقی اپنے گھر والوں کو بھی اور جو تجھ پر ایمان لائے ہیں ان سب کو اس بیڑی پر سوار کرلے اور اصل بات یہ تھی کہ نوح پر چند ہی آدمی ایمان لائے تھے باقی عموماً مخالف تھے پس اس نے سب کو جو اس وقت موجود تھے سوار کر لیا۔

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

اور کہا کہ سوار ہو لو اللہ کے نام سے' چلے گی اور اسی کے نام سے ٹھہرے گی- بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰي نُوْحُۨ ابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ

اور وہ پانی کی لہروں میں جو پہاڑوں کی طرح تھیں ان کو لیے جاتی تھی' اور نوح نے اپنے بیٹے کو جو الگ ایک کنارہ پر

مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى

کھڑا تھا بلایا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ نہ رہ- وہ بولا میں پہاڑ پر چڑھ

جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَاۗءِ ۭ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ

جاؤں گا وہ مجھ کو پانی سے بچا لے گا- نوح نے کہا بیٹا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں جس پر وہ

رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ

رحم کریگا وہی بچے گا اور ان میں پانی کی ایک لہر حائل ہوگئی پس وہ غرق ہوگیا- اور زمین کو حکم دیا گیا کہ

ابْلَعِيْ مَاۗءَكِ وَيٰسَمَاۗءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَاۗءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ

اے زمین تو اپنا پانی پی لے اور اے آسمان تو تھم جا اور پانی بھی اتر گیا اور کام بھی تمام ہوچکا اور بیڑی جودی پہاڑ

عَلَي الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

پر آٹھہری اور پکارا گیا کہ ظالموں کی قوم دھتکاری گئی

اور کہا کہ سوار تو ہو لو لیکن اللہ ہی کے نام سے یہ چلے گی اور اسی کے نام سے ٹھہرے گی جہاں وہ چاہے گا ٹھہرا لے گا بیشک میرا رب بڑا بخشنے والا مہربان ہے اور وہ بیڑی پانی کی لہروں میں جو بلندی میں پہاڑوں کی طرح آتی تھیں ان کو لیے جاتی تھی۔ اور بارش بھی اپنا سماں دکھا رہی تھی۔ اتفاقاً نوح کو اپنا بیٹا نظر آیا۔ جس کی بابت شیخ سعدی مرحوم نے کہا ہے

پسر نوح بابدان بہ نشست خاندان بنوتش گم شد

شفقت پدری کے جوش میں نوح نے فوراً اپنے بیٹے کو جو الگ ایک کنارہ پر کھڑا تھا بلایا کہ بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جا تاکہ تو بچ رہے اور کافروں کے ساتھ نہ رہ' اسی پانی سے ان کی ہلاکت ہونے والی ہے وہ بولا کہ پانی کہاں تک برسے گا میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا وہ مجھ کو بارش کے پانی سے بچالے گا وہاں تو بوجہ بلندی کے پانی ٹھہرا نہ ہوگا۔ نوح نے کہا بیٹا آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہاں جس پر وہ رحم کرے گا وہی بچے گا اسی اثناء میں کہ وہ باتیں کر رہے تھے ان میں پانی کی ایک لہر حائل ہوگئی پس وہ غرق ہوگیا[1] اور زمین کو حکم دیا گیا کہ اے زمین تو اپنا پانی جو اس وقت تجھ پر ہے پی لے اور اے آسمان تو برسنے سے تھم جا اور پانی بھی اتر گیا اور اس قوم کا کام بھی تمام ہوگیا اور بیڑی تیرتی تیرتی جودی پہاڑ پر جو دجلہ اور فرات کے درمیان ہے آٹھہری اور پکارا گیا کہ ظالموں کی قوم جنھوں نے نوح کی تکذیب کی تھی خدا کے ہاں سے دھتکاری گئی

[1] طوفان نوح میں علماء کا اختلاف ہے کہ کل دنیا پر تھا یا صرف قوم نوح پر-راقم کے خیال ناقص میں پچھلا صحیح ہے کیونکہ قرآن شریف کے متعدد مواقع سے معلوم ہوتا ہے کہ جبتک کوئی قوم نبی کا مقابلہ نہیں کرتی اور سچی تقلید کی تکذیب پر مصر اور بضد نہیں ہوتی اس وقت تک وہ ہلاک نہیں ہوتی سو یہ کہنا کہ حضرت نوح کی تبلیغ سب کو پہنچ گئی اس زمانہ کے رسل رسائل سے عدم واقفیت پر مبنی ہے-

وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ
اور نوح نے اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہوئے کہا اے میرے مولا میرا بیٹا بھی میرے عیال سے ہے اور تیرا وعدہ بالکل

وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ
سچا ہے تو سب حاکموں کا حاکم ہے۔ خدا نے کہا اے نوح وہ تیرے عیال سے نہیں ہے کیونکہ

عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّیْۤ اَعِظُكَ
وہ نیک عمل نہیں، پس جس چیز کا تجھے قطعی علم نہ ہو اس کا سوال نہ کیا کر میں تجھے سمجھاتا ہوں

اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَیْسَ
کہ نادانوں کی سی حرکت نہ کیا کر۔ نوح بولے اے میرے مولا جس چیز کا مجھے علم نہ ہو اس کے سوال کرنے

لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْۤ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾ قِیْلَ یٰنُوْحُ
سے میں تیری پناہ لیتا ہوں اور اگر تو میرے گناہ نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو میں بالکل خسارہ پا جاؤں گا۔ نوحؑ کو کہا گیا

نوحؑ کے بیٹے کا ذکر جو اوپر مذکور ہوا بالا جمال ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ بیٹے کی روگردانی دیکھ کر نوح نے اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہوئے کہا اے میرے مولا میرا بیٹا بھی میرے عیال سے ہے اور تو نے میرے عیال کی بابت نجات کا وعدہ فرمایا ہے اور اس میں تو شک نہیں کہ تیرا وعدہ بالکل سچا ہے۔ اور تجھے اس کے پورا کرنے سے کوئی امر مانع نہیں۔ کیوں کہ تو سب حاکموں کا حاکم ہے خدا نے اس کے جواب میں کہا اے نوح وہ لڑکا تیرے عیال سے 'جس کی نجات کا تجھ سے وعدہ ہے' نہیں ہے کیونکہ تیرے عیال سے ہونے سے یہ مراد نہیں کہ فقط تیرے نطفہ سے ہو بلکہ یہ ضروری ہے کہ جیسا تو ہے وہ بھی نیک عمل ہو سو وہ نیک عمل نہیں اگر نیک عمل ہوتا اور تیرا کہا مانتا اور یہ تو قاعدہ مسلمہ ہے کہ

"میراث پدر خواہی علم پدر آموز"

پس جس چیز کی صحت کا تجھے قطعی علم نہ ہو اس کا مجھ سے سوال نہ کیا کر۔ یعنی ایسی چیز مجھ سے طلب مت کیا کر کہ میں نے اس کا طلب کر دینا منع کر دیا ہو جیسا کہ پہلے تجھے اطلاع دی گئی تھی کہ

لا تخاطبنی فی الذین ظلموا

میں تجھے سمجھاتا ہوں کہ ایسے موقع پر غلبہ محبت میں نادانوں کی سی حرکت نہ کیا کر۔ نوح نے جب یہ کڑا جواب سنا تو حقیقت حال دیکھتے ہوئے بولے اے میرے مولا میری کیا مجال ہے کہ میں خلاف مرضی سرکار کے کروں جس چیز کی صحت کا مجھے علم نہ ہو اس کا سوال کرنے سے تیری پناہ لیتا ہوں مجھے بچا لے کہ ایسے سوال نہ کروں میری توبہ ہے اور اگر تو میرا گناہ نہ بخشے گا اور نہ رحم کرے گا تو میں بالکل خسارہ پاؤں گا کیونکہ میری زندگی کی تجارت میں تیری رضا ہی نفع بلکہ اصل راس المال ہے اور بس اس کے جواب میں خدا کی طرف سے نوحؑ کو کہا گیا اے نوح تجھے معاف کیا گیا۔ اب تو

اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ

اے نوح تو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر اور تیرے ساتھ والے لوگوں پر ہیں کنارہ پر اتر آ اور بھی قومیں

ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ

ہیں ہم ان کو آسودگی دیں گے' پھر ہماری طرف سے ان کو دکھ کی مار ہو گی- یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تیری طرف بذریعہ وحی بھیجتے ہیں

اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛؕ فَاصْبِرْ ۛؕ

اس سے پہلے نہ تو اور نہ تیری قوم ان کو جانتی تھی پس تو صبر کر انجام کار پرہیزگاروں

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

ہی کے لئے ہے- اور عادیوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے بھائیو! اللہ

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ

ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں تم میرے خدا پر محض افترا کر رہے ہو- بھائیو! میں اس پر تم سے عوض نہیں

اَجْرًا ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ

چاہتا میری اجرت تو اللہ ہی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا- کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ اے بھائیو! خدا سے بخشش مانگو پھر اسی کی

تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۵۲﴾

طرف جھکے رہو وہ تم پر برستے بادل بھیجے گا اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا اور مجرمانہ انحراف نہ کرو

ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ 'جو تجھ پر اور تیرے ساتھ والے لوگوں پر ہیں کنارہ پر اتر آ- اور جو تمہارے سوا دنیا میں اور بھی قومیں بس رہی ہیں ان کے ساتھ بھی اسی طرح برتاؤ ہو گا کہ چند روز ہم انہیں آسودگی دیں گے پھر ان کی شامت اعمال سے ہماری طرف سے ان کو دکھ کی مار ہو گی 'اے نبی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تیری طرف بذریعہ وحی بھیجتے ہیں ورنہ اس سے پہلے نہ تو اور نہ تیری قوم ان کو جانتے تھے پس تو ان پر غور کر اور تکلیف پہنچے تو اسی طرح صبر کر کیونکہ انجام کار آخری میدان پرہیزگاروں ہی کے لیے ہے- اور بعد قوم نوح علیہ السلام کے عادیوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو نبی کر کے بھیجا اس نے کہا اے بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں یہ جو تم نے ادھر ادھر سے نام نہاد کوئی بت کوئی قبر کوئی تعزیہ سا معبود بنا رکھے ہیں اس میں تم نرے خدا پر افترا کر رہے ہو بھائیو میں اس تبلیغ پر تم سے عوض نہیں چاہتا میری اجرت تو اللہ ہی کے ذمہ ہے- جس نے مجھے پیدا کیا کیا تم سمجھتے نہیں ہو کہ بے غرض آدمی کی نصیحت مخلصانہ ہوتی ہے اے بھائیو گناہوں پر خدا سے بخشش مانگو پھر اسی کی طرف جھکے رہو وہ تم پر برستے بادل بھیجے گا اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا اور جو قحط سالی سے تم پر ضعف آ رہا ہے اس کو دور کر دے گا پس اس کی تعمیل کرو اور مجرمانہ انحراف اختیار نہ کرو-

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا

بولے اے ہود تو ہمارے پاس کوئی روشن دلیل تو لایا نہیں اور صرف تیرے کہنے سے تو ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑیں گے

نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ

اور نہ ہی ہم تیری مانیں گے- ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تجھے کچھ تکلیف پہنچائی ہے- ہود نے کہا

اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ

میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں تم بھی گواہ رہو کہ اللہ کے سوا جن چیزوں کو تم اس کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں- پس تم سب

جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ

میرے خلاف داؤ چلاؤ اور مجھے ڈھیل بھی نہ دو- میں نے اللہ ہی پر' جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے' بھروسہ کیا ہے جتنے جاندار ہیں- سب پر

اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ

اسی کا دست تصرف ہے میرا پروردگار تو سیدھی راہ پر ہے- اور اگر تم روگردان ہی رہے تو جن باتوں

اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا ؕ

سے میں مامور ہوا تھا وہ تو میں تمہیں پہنچا چکا اور میرا پروردگار تمہارے سوا کسی دوسری قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا تم اس کا

اس سے تمہاری ہی بہتری ہے مگر نالائق بجائے تسلیم اور اطاعت کے یوں بولے اے ہود علیہ السلام تو ہمارے پاس کوئی روشن دلیل تو لایا نہیں جس سے ہم اپنی رسوم اور سابقہ مذہب کو چھوڑ دیں صرف تیرے کہنے سے تو ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی ہم صرف تیرے کہنے سے تیری مانیں گے تعجب ہے کہ کل دنیا ایک طرف ہے اور تو اکیلا ایک طرف' یہ دیوانہ پن نہیں تو کیا ہے ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ تو جو ہمارے معبودوں کو برائی سے یاد کرتا ہے اور ان کی عبادت سے روکتا رہتا ہے ان میں سے کسی سریع الغضب نے تیرے دماغ پر تجھے کچھ تکلیف پہنچائی ہے جب ہی تو تو دیوانوں کی سی باتیں کرتا ہے ہود علیہ السلام نے کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں تم بھی گواہ رہو کہ اللہ کے سوا جن چیزوں کو تم اس کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں پس تم سب عابد و معبود مل کر میرے خلاف جس قسم کا داؤ چاہو چلالو اور تکلیف پہنچانے میں مجھے ڈھیل نہ دو- تمہارے مقابلے پر میرا ایک ہی منتر کافی ہے کہ میں نے اللہ ہی پر جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے بھروسہ کیا ہے میں اور تم کیا ہیں جتنے جاندار ہیں سب پر اسی کا دست تصرف ہے اس نے ہر ایک چیز کو قابو میں رکھا ہوا ہے سنو اگر تمہاری نیت خالص خدا کو راضی کرنے کی ہے تو وہ ایسے بے ہودہ طریقوں سے راضی نہ ہو گا کیوں کہ میرا پروردگار تو سیدھی راہ پر ملتا ہے یعنی جو اس کو ملنا اور راضی کرنا چاہے اسے[1] چاہیے کہ اس کے ساتھ شریک نہ کرے اور اسی کا ہو رہے اور اگر تم اس سیدھی اور سچی تعلیم سے روگردان ہی رہے تو میرا کیا حرج ہے جن باتوں سے میں مامور ہوا تھا وہ تو میں تمہیں پہنچا چکا ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے- بے فرمانی پر تم ہی ہلاک ہو گے اور میرا پروردگار تمہارے سوا کسی دوسری قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا۔ جو تمہارے مال واسباب کے تمہاری زندگی میں یا تمہارے مرنے کے بعد مالک ہو جائیں گے اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے

---

[1] ان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم کی طرف اشارہ ہے-

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۝ وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا ھُوْدًا وَّالَّذِیْنَ

کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے بیشک میرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔ اور جب ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور جو اس کے ساتھ

اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّیْنٰھُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ ۟ جَحَدُوْا

ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچا لیا اور سخت عذاب سے ان کو نجات دی۔ اور یہی قوم عاد ہے جو اپنے

بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِیْ

رب کے حکموں سے انکاری ہوئے اور اس کے رسولوں سے بے فرمان رہے اور گردن کشوں ضدیوں کے تابع رہے۔ اور دنیا اور آخرت

ھٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّھُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ

میں ان پر لعنت ہوئی۔ سنو قوم عاد اپنے رب کی منکر ہوئی، سنو عاد جو ہود کی قوم

قَوْمِ ھُوْدٍ ۝ وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ

تھے، دھتکارے گئے۔ اور ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا اس نے کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت کرو

مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ۭ ھُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِیْھَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ

اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اسی نے تم کو زمین سے پیدا کر کے اس میں آباد کیا پس تم اس سے بخشش مانگو پھر اسی کے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْهِ ۭ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ۝

ہو رہو میرا پروردگار قریب ہے قبول کرنے والا ہے

بے شک میرا پروردگار ہر چیز پر نگران ہے کوئی چیز اس کے قبضے اور نگرانی سے باہر نہیں چند سال تو ان کی ایسی ہی بنتی رہی آخر تباہ ہوئے اور جب ہمارا حکم ان کی ہلاکت کے متعلق آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے محض اپنی رحمت سے بچا لیا کسی معمولی بات اور تکلیف سے نہیں بلکہ سخت عذاب سے ان کو نجات دلائی کہ کوئی بھی ایسے عذاب سے بچا نہیں سکتا اور اگر تم نے ان کو دیکھا ہو تو یہی قوم عاد ہے جن کے مکانات سفر میں تمہاری نظروں سے گزرتے ہیں جو ایک زمانہ میں بڑے شاہ سوار اور گرانڈیل قوی ہیکل تھے اسی گھمنڈ میں وہ اپنے رب کے حکموں سے انکاری ہوئے اور اس کے رسولوں سے بے فرمان رہے اور حق سے گردن کشوں اور ضدیوں کے' جو ان میں رؤسا بنے ہوئے تھے' تابع رہے جس کے صلہ میں ان پر یہ تباہی آئی اور دنیا و آخرت میں ان پر لعنت ہوئی کیوں ہوئی؟ سنو اس لئے ہوئی کہ قوم عاد اپنے رب سے منکر ہوئی سنو عاد' جو ہود کی قوم تھے خدا کے ہاں سے دھتکارے گئے اب ان کو کہیں باعزاز جگہ نہ ملے گی کیونکہ

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اور سنو ہم نے ثمودیوں کی طرف ان کے بھائی صالح کو رسول کر کے بھیجا اس نے بھی یہی کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اسی نے تم کو زمین کی مٹی سے پیدا کر کے اس میں آباد کیا ہے پس تم اپنے گناہوں پر اس سے بخشش مانگو پھر اسی کے ہو رہو' وہ تم کو آسودگی عنایت کرے گا کیوں کہ میرا پروردگار اپنے بندوں کے قریب اور دعائیں قبول کرنے والا ہے۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا

وہ بولے اے صالح اس سے پہلے تو ہمیں تیرے سے بہت کچھ امید تھی' کیا جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آئے

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يٰقَوْمِ

ہیں ان کی عبادت سے تو ہم کو روکتا ہے اور جس امر کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمیں اس میں سخت تردد ہے۔ صالح نے کہا اے بھائیو

اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ

بتلاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے رحمت مرحمت کی ہو اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو اس

مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ ﴿۶۳﴾ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ

کے عذاب سے کون میری مدد کریگا تم تو نقصان کے سوا مجھے کچھ فائدہ نہیں دے سکتے ہو۔ بھائیو یہ اللہ کی اونٹنی جو تمہارے

اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ

لئے نشانی ہے پس اس کو چھوڑ دینا کہ اللہ کی زمین پر کھاتی پھرے اور اس کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ جلد ہی تم کو عذاب

عَذَابٌ قَرِيْبٌ ﴿۶۴﴾

دبا ڈالے گا

وہ نالائق بجائے تسلیم اور شکر گزاری کے بولے صالح تجھے کیا ہو گیا تو کیسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگ گیا ہے اس سے پہلے تو ہمیں تیرے سے بہت کچھ قومی بہبود کی امید تھی اب تو ایسا ہوا کہ ہماری ہی بیخ کنی کے درپے ہو گیا ہے کیا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے جو تو کرتا ہے کہ جن معبودوں کو ہمارے باپ دادا پوجتے اور عبادت کرتے چلے آئے ہیں ان کی عبادت سے تو ہم کو روکتا ہے اس لیے ہم تیری نہیں مانتے اور جس نئی بدعت کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمیں اس کے ماننے میں سخت تردد ہے یہ لفظ بھی تیرے لحاظ سے ہے ورنہ اصل یہ ہے کہ ہم تجھ کو اور تیری تعلیم کو بالکل افتراء سمجھتے ہیں صالح نے کہا اے بھائیو بتلاؤ اگر میں اپنے پروردگار کی دی ہوئی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے ہاں سے مجھے رحمت مرحمت کی ہو تو اس حال میں بھی اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں کہ تمہارے لحاظ سے یا دباؤ سے اس کی تعلیم تم کو نہ سناؤں، تو بھلا میری خیر کہاں میں خود بھلا پھنسوں تو اس کے عذاب سے کون میری مدد کرے گا تم تو اپنی دوستی میں نقصان کے سوا مجھے کچھ فائدہ نہیں دے سکتے ہو بھائیو اگر تم معجزہ اور نشان مانگتے ہو تو یہ اللہ کی اونٹنی[1] جو میری دعا سے پیدا ہوئی ہے تمہارے لیے نشانی ہے پس اس کو چھوڑ دینا کہ اللہ کی زمین پر جہاں چاہے کھاتی پھرے اور اس کو کسی طرح سے تکلیف نہ پہنچانا ورنہ جلد ہی تم کو عذاب دبا لے گا مگر وہ شریر ایسے کہاں تھے کہ اس کی مانتے بلکہ الٹے بگڑے اور مقابلہ پر آمادہ ہوئے

---

[1] اس اونٹنی کی بابت کسی آیت یا حدیث میں مذکور نہیں ہے کہ کس طرح پیدا ہوئی تھی؟ البتہ اتنا معلوم ہے کہ اس اونٹنی کو حضرت صالح کی نبوت سے کچھ تعلق ہے پس ضروری ہے کہ کسی ایسی طرح سے ہوئی ہو کہ اس سے حضرت صالح کی نبوت کا ثبوت ہوتا ہو اسی امر کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾

پس انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا تو صالح علیہ السلام نے کہا تین روز تک اپنے گھروں میں گزار لو یہ وعدہ خلاف نہیں۔ پس جب

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ

ہمارا حکم آپہنچا تو ہم نے صالح کو اور ان کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت کے ساتھ نجات بخشی اور اس دن کی ذلت

يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

سے بچایا بیشک تیرا پروردگار بڑا ہی زبردست اور غالب ہے۔ اور ظالموں کو کڑک نے آ دبایا پس وہ اپنے گھروں کے

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ

اندر اوندھے پڑے رہ گئے۔ گویا اس سرزمین پر وہ بسے ہی نہ تھے۔ سنو ثمودیوں نے اپنے پروردگار

اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ

سے انکار کیا آگاہ رہو ثمودی دھتکارے گئے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے

قَالَ سَلٰمٌ

سلام کہا' ابراہیم نے سلام کہا

پس انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا تو صالح نے کہا اب تو تمہاری خیر نہیں تین روز تک اپنے گھروں میں عافیت سے گزار لو بعد ازاں تم پر عذاب نازل ہوگا یہ وعدہ کسی طرح سے خلاف ہونے کا نہیں' مگر وہ ایسے بدذات اپنے غرور میں مست اور متکبر تھے کہ کسی بات نے ان پر اثر نہ کیا پس جب ہمارا حکم غضب آلود پہنچا تو ہم نے صالح کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے محض اپنی رحمت کے ساتھ نجات بخشی اور اس دن کی ذلت سے بچایا۔ جس دن کافروں پر ذلت آئی تھی۔ بے شک تیرا پروردگار بڑا ہی زبردست طاقت ور اور سب پر غالب ہے کسی کی مخالفت اس کے کاموں میں اثر نہیں کر سکتی خواہ کوئی کتنا ہی کیوں نہ ہو ان کو تو نجات ملی اور ظالموں کو بڑے زور کی کڑک نے آدبایا یعنی ایک آواز بڑے زور سے ان پر ایسی آئی کہ اس کی وحشت ان کا کام کر گئی پس وہ اتنے ہی سے اپنے گھروں کے اندر اوندھے پڑے رہ گئے ایسے کہ گویا اس سرزمین پر وہ بسے ہی نہ تھے نادان لوگ جانتے ہیں کہ ہم مقابلہ کس سے کرتے ہیں اس شہنشاہ مالک الملک سے جس کے سپاہیوں کو کہیں بھی روک نہیں ہمارے زنان خانہ تو بجائے خود رہے ہمارے رگ و ریشہ میں اس کی پولیس پہرہ دے رہی ہے اسی ہیبت اور حکومت عامہ کو کسی صاحب دل نے یوں ادا کیا ہے

ازیں بتان ہمہ در چشم تومی آئی
بہر کہ می نگرم صورت تومی بینم

سنو ثمودیوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا آگاہ رہو ثمود خدا کی جناب سے دھتکارے گئے اور سنو ایک دلچسپ قصہ تم کو سناتے ہیں جس سے تمہیں بھی ہدایت ہو اور تم جان لو کہ جو کام خدا کرنا چاہیے اسے کوئی نہیں روک سکتا وہ یہ ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے تو انہوں نے ابراہیم کو سلام کہا ابراہیم نے سلام کا جواب دیا۔

فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ

تھوڑی دیر میں وہ ایک بچھڑا بھنا ہوا لے آیا- پس جب ابراہیم نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کو نہیں بڑھتے

نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ

تو ان کو اوپرا سمجھا اور جی میں ان سے خوف زدہ ہوا- فرشتوں نے کہا کہ ابراہیم خوف نہ کر ہم لوط کی قوم کے لیے بھیجے

لُوْطٍ ﴿۷۰﴾ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ

گئے ہیں- ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کھڑی تھی ہنس پڑی اور ہم نے اسے اسحق کی خوشخبری دی اور اسحق کے بعد یعقوب

يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾

کی- وہ ہائے ہائے کرنے لگی کہ میں جنوں گی؟ حالانکہ میں بانجھ ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا یہ بیشک عجیب امر ہے

قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ

فرشتوں نے کہا تو خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہے اے ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں بیشک وہ بڑی تعریفوں

مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

والا بزرگی والا ہے- پس جب ابراہیم علیہ السلام کے دل سے خوف دور ہوا اور خوشخبری اسے آچکی تو ہمارے ساتھ لوطیوں کے حق میں جھگڑنے لگا

اور دل میں ان کو مہمان سمجھا پس تھوڑی دیر میں وہ یعنی ابراہیم اپنی معمولی دریادلی اور مہمان نوازی سے ایک بچھڑا جو سردست اس کے پاس موجود تھا ذبح کر کے اس کا بھنا ہوا گوشت ان کے کھانے کو لے آیا۔ وہ فرشتے تھے بھلا وہ کیسے کھاتے۔ وہ کھانے سے رکے رہے تو جب ابراہیم نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ بھی کھانے کو نہیں بڑھتے تو چونکہ غیب دان نہ تھا۔ ان کی اس حرکت کو مہمانوں کے خلافِ عادت اوپرا سمجھا اور جی میں ان سے خوف زدہ ہوا کہ مبادہ یہ کسی دشمنی اور گزند رسانی کی نیت سے آئے ہوں۔ فرشتوں نے قیافہ سے ابراہیم (علیہ السلام) کا خوف معلوم کر کے کہا کہ ابراہیم خوف نہ کر ہم لوط کی قوم کی ہلاکت کے لئے آئے ہیں۔ اس وقت ابراہیم کی بیوی سارہ کھڑی یہ باتیں سن رہی تھی بدذات لوطیوں کی خبر سن کر ہنس پڑی اور ہم نے فرشتوں کی معرفت اسے اسحاق کے تولد ہونے کی خوشخبری دی اور اسحاق سے بعد یعقوب کی وہ چونکہ بہت بوڑھی تھی سنتے ہی تعجب سے ہائے ہائے کرنے لگی کہ میں اس عمر میں کیوں کر جنوں گی؟ حالانکہ میں بوڑھی ہونے کے علاوہ بانجھ بھی ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا پیر فرتوت ہے۔ یوں تو دنیا میں توالدو تناسل کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر یہ ایسا جننا کہ بیوی بانجھ ہونے کے علاوہ منہ میں دانت نہیں اور میاں ایک سو بیس برس کا کمر پر ہاتھ رکھے بغیر اٹھ نہیں سکتا تو بیشک عجیب امر ہے۔ فرشتوں نے اس کے جواب میں کہا تو خدا کی قدرت سے تعجب کرتی ہے۔ اے ابراہیم کے گھر والو تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں تم بھی ایسا مایوسی کا خیال کرو گے تو اور لوگوں کا کیا حال بے شک وہ خدا بڑی تعریفوں والا اور بزرگی والا ہے۔ پس جب ابراہیم (علیہ السلام) کے دل سے خوف دور ہوا اور اولاد کی خوش خبری بھی اسے آچکی تو ہمارے فرشتوں کے ساتھ لوطیوں کے حق میں جھگڑنے لگا یعنی بڑی مضبوطی سے چاہتا تھا کہ لوط کی قوم ہلاک نہ ہو-

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۝ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ

ابراہیم بڑا بردبار نرم دل خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ دے تیرے رب کا قطعی حکم

جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا

آ چکا ہے یعنی ان پر عذاب اٹل آنے والا ہے۔ اور جب ہمارے فرستادہ

لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝ وَجَآءَهٗ

لوط کے پاس آئے تو ان کا آنا اسے برا معلوم ہوا اور جی میں گھبرایا اور کہا کہ یہ بڑی مصیبت کا دن ہے۔ اور اس کی

قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ۭ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۭ قَالَ يٰقَوْمِ

قوم کے لوگ اس کی طرف بھاگتے ہوئے آئے اور وہ اس سے پہلے بدکاریاں کیا کرتے تھے لوط نے کہا اے بھائیو

هٰٓؤُلَاۗءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ۭ

میری بیٹیاں موجود ہیں جو تمہارے لئے پاک ہیں پس تم اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں غم زدہ نہ کرو

کیونکہ ابراہیم بڑا بردبار بڑا نرم دل اور ہر بات میں خدا کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اصل میں ابراہیم کی نیت بھی نیک تھی کہ شاید ان میں کوئی نیک بھی ہو یا آئندہ کو پیدا ہو جائے لیکن چونکہ خدا کو سب کے حال سے پوری واقفی ہے اس لئے اسے کہا گیا اے ابراہیم اس خیال کو چھوڑ دے۔ تیرے کہنے سننے سے یہ حکم ٹل نہیں سکتا کیونکہ تیرے رب کا حکم قطعی آ چکا ہے یعنی ان پر عذاب اٹل آنے والا ہے ادھر تو یہ حال تھا جو تم سن چکے ہو اور ادھر لوط کی یہ کیفیت تھی کہ جب ہمارے فرستادہ ملائکہ لوط[1] کے پاس بشکل مرد آئے تو بوجہ عدم علم غیب کے ان کا آنا اسے برا معلوم ہوا اور جی میں گھبرایا کہ خدا جانے میری قوم کے بدذات لوگ ان کو کیا تکلیف پہنچائیں گے اور کس نالائق حرکت کے ساتھ ان سے پیش آئیں گے۔ اور کہا کہ یہ بڑی مصیبت کا دن ہے خدا خیر کرے ابھی وہ اس پریشانی میں مبتلا تھا کہ فرشتے اندر آ گئے اور اس کی قوم کے آوارہ لوگ ان کو دیکھ کر اس کے گھر کی طرف بھاگتے ہوئے آئے کیونکہ خوش شکل لڑکوں کی صورت میں تھے اور وہ لوگ اس واقعہ سے پہلے لواطت وغیرہ بدکاریاں کیا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر لوط نے ان کے سرکردوں سے کہا اے بھائیو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں جو تمہارے لئے بطریق شرعی[2] ہر طرح سے پاک اور صاف ہیں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور مہمانوں کے بارے میں مجھے خفیف نہ کرو

---

[1] سرسید نے اس کے متعلق جو تقریر کی ہے اور جہاں تک عرق ریزی کر کے قرآن شریف جیسی واضح کلام کو اندھوں کی کھیر بنایا ہے ہمارے خیال میں ان کے جواب میں خود ہی تقریر ہے اس لئے اس موقع پر ہم ان سے معترض نہیں ہوئے۔

[2] جہلا کہا کرتے ہیں کہ حضرت لوط نے اپنی لڑکیوں کو اس طرح کیوں پیش کیا اگر لواطت منع تھی تو زنا بھی تو حرام ہے ہم نے اس لفظ (بطریق شرع) میں اس سوال کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی حضرت لوط کا یہ مطلب نہ تھا کہ ان کو لے جا کر یونہی زناکاری کرنے لگ جاؤ۔ نہ ہر ایک سے خطاب تھا بلکہ ان کے خاص ایک دو سرگروہوں سے کہا تھا کہ میری لڑکیاں بیاہ لو مگر ایسی حرکت نہ کرو۔

اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ
کیا تم میں کوئی بھلا آدمی نہیں- بولے تو جانتا ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی مطلب نہیں اور

اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾
جو ہمارا ارادہ ہے وہ تجھے معلوم ہے- لوط علیہ السلام نے کہا اے کاش کہ آج مجھ کو قوت ہوتی یا کسی زبردست حمایتی کی پناہ میں ہوتا

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ
فرشتوں نے کہا اے لوط ہم تیرے پروردگار کے ایلچی ہیں یہ ہرگز تیرے پاس نہ پہنچ سکیں گے پس تو اپنے کنبے (کے لوگوں) کو لے کر

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ۭ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ اَصَابَهُمْ ۭ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ
رات کو کسی وقت نکل جا اور کوئی تم میں سے پھر کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی اس پر بھی وہی مصیبت آنے والی ہے جو ان پر آنے کو ہے

الصُّبْحُ ۭ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا
صبح کا وقت مقرر ہے کیا صبح قریب نہیں-؟ پس جب ہمارا حکم آپہنچا تو اس بستی کی اوپر کی جانب کو ہم نے پست

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾
کر دیا اور اس پر کنکروں کی پتھریاں جو خدا کے ہاں سے

آخر وہ کیا کہیں گے کہ ہم لوط کے گھر مہمان ہو کر آئے تو ہمارے ساتھ ایسی باتیں کی جا رہی ہیں کیا تم میں کوئی سمجھ دار بھلا آدمی نہیں؟ مگر وہ شہوت اور لواطت پر تلے ہوئے ایسے کہاں تھے کہ یہ بات ان پر اثر کرتی۔ یہ یک زبان بولے تو جانتا ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی مطلب نہیں۔ اور جو ہمارا ارادہ ہے وہ بھی تجھے معلوم ہے۔ ناحق تو تجاہل عارفانہ کر کے ہمیں ٹلانا چاہتا ہے لوط نے کہا کہ ہائے کاش آج مجھ کو اتنی قوت ہوتی کہ میں تن تنہا تمہارا مقابلہ کر سکتا یا کسی زبردست حمایتی کی پناہ میں آیا ہوتا جو تمہارے دفع کرنے پر قادر ہوتا۔ لوط علیہ السلام جب سب طرح کے حیلے کر چکا اور کوئی بھی کارگر نہ ہوا تو فرشتوں نے کہا اے لوط تو کس خیال میں ہے ہم تیرے پروردگار کے ایلچی ہیں تو ان کو چھوڑ دے۔ یہ ہرگز تیرے پاس تک نہ پہنچ سکیں گے پس تو اپنے کنبے کے لوگوں کو لے کر رات کے وقت اس شہر سے نکل جا اور کوئی تم میں سے پھر کر نہ دیکھے تاکہ کفار کی ہلاکت دیکھ کر مبادا تم کو بھی کوئی صدمہ پہنچ جائے مگر تیری بیوی ضرور دیکھے گی کیونکہ اس پر بھی وہی مصیبت آنے والی ہے جو ان پر آنے کو ہے۔ انکے عذاب کے لئے صبح کا وقت مقرر ہے۔ لوط نے کہا اس سے بھی جلدی ہونی چاہئیے تو فرشتوں نے کہا کیا صبح قریب نہیں پس جب ہمارا حکم ان کی ہلاکت کو آپہنچا تو اس بستی کی اوپر کی جانب کو ہم نے پست کر دیا یعنی جتنے مکان بلند تھے سب کو سطح زمین سے ملا دیا۔ جتنے آدمی ان کے نیچے تھے۔ سب کو ہلاک کیا۔ کچھ یوں مرے اور بعض کو جو اس وقت میدان میں پھر رہے تھے یوں ہلاک کیا کہ اس بستی کے بعض حصہ پر ہم نے پتھروں کی کنکریاں برسائیں

ع ۱۵

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۭ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝۸۳ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ

مقرر تھیں برسائیں اور وہ پتھریاں ظالموں سے کچھ دور نہیں۔ اور ہم نے مدین والوں کی

شُعَيْبًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ

طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا اس نے کہا بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ماپ تول میں کمی نہ کیا

وَالْمِيْزَانَ اِنِّىْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ۝۸۴ وَيٰقَوْمِ

کرو میں تم کو اچھی آسودگی میں دیکھتا ہوں اور تمہارے حال پر مجھے عام عذاب کے دن کا خوف ہے۔ اور اے

اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا

میرے بھائیو ماپ اور تول انصاف سے پورا کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ

فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۸۵ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ڬ وَمَآ

پھیلاتے پھرو۔ اللہ کا دیا ہوا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مانو اور میں

اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝۸۶ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

تم پر نگہبان نہیں ہوں۔ وہ کہنے لگے اے شعیب کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادوں کے

اٰبَاۗؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰۗؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ۝۸۷

معبودوں کی عبادت کر یا اپنے مالوں میں جس طرح سے چاہیں تصرف کرنا چھوڑ دیں بیشک تو ہی بڑا نرم اور نیک بخت ہے

جو خدا کے ہاں ایسے ہی ظالموں بدکاروں کے لئے مقرر تھیں اور وہ پتھریاں ظالموں سے کچھ دور نہیں یعنی یہ پتھروں کی سزا ایسے بدذاتوں کے لئے کوئی مستبعد امر اور خلاف انصاف نہ تھا بلکہ وہ اسی کے مستوجب تھے۔ اور سنو اسی طرح ہم نے شہر مدین والوں کی طرف ان کے بھائی حضرت شعیب علیہ السلام کو رسول کر کے بھیجا۔ سب سے پہلے انہوں نے یہ کہا بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ یہ حکم تو تم کو خدا کی عبادت کے متعلق ہے اس کے علاوہ باہمی تمدنی احکام میں سے یہ ضروری ہے کہ تم ایک دوسرے کی حق تلفی نہ کیا کرو اور ماپ تول میں کمی نہ کیا کرو یعنی بھاؤ کرنے میں تمہیں اختیار ہے لیکن جو مقرر کر لو اس سے کم نہ دو تم خدا کے فضل سے تجارت پیشہ ہو میں تم کو اچھی آسودگی میں دیکھتا ہوں اور اگر ماپ تول کم کرنا نہیں چھوڑو گے تو تمہارے حال پر مجھے عام عذاب کے دن کا خوف ہے جس دن تمہارے جیسے سب مجرموں کو ایک جا جمع کر کے سزا دی جائے گی اور اسی مطلب کے واضح کرنے کو اس نے پھر کہا اے میرے بھائیو ماپ اور تول انصاف سے پورا کیا کرو اور لوگوں کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو اللہ کا دیا ہوا نفع ہر حال میں تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم سچی بات مانو تو تمہارا بھلا ہو گا اور اگر نہ مانو گے تو میں تم پر نگہبان اور داروغہ نہیں ہوں کہ تمہارے کاموں سے مجھے سوال ہو گا۔ وہ نالائق بجائے تسلیم کرنے اور ایمان لانے کے مخول کرتے ہوئے کہنے لگے اے شعیب تو جو لمبی لمبی نمازیں پڑھتا ہے کیا تیری نماز تجھے حکم دیتی ہے کہ ہمیں یہی وعظ کیا کر کہ ہم اپنے باپ دادوں کے معبودوں کو ترک کر دیں یا اپنے مالوں میں جس طرح سے چاہیں تصرف کرنا چھوڑ دیں؟ واہ صاحب آج تک تو کوئی مصلح قوم اور ریفارمر ایسا قوم کا بہی خواہ پیدا ہوا نہیں جیسا تو پیدا ہوا ہے بیشک تو ہی بڑا نرم

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَرَزَقَنِىْ مِنْهُ رِزْقًا

شعیب علیہ السلام نے کہا بھائیو! بتلاؤ تو اگر میں اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہوں اور اس نے اپنے فضل سے مجھے حلال رزق دیا

حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ

ہو اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں انہیں خود کروں میرا ارادہ تو حسب طاقت اصلاح

مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِىْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۸۸ وَيٰقَوْمِ لَا

کرنے کا ہے اور مجھے توفیق اللہ ہی نے دی ہے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میں جھکتا ہوں۔ اے بھائیو میری

يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِىْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ

عداوت سے ایسے کام نہ کرنے لگو جن کی وجہ سے تم پر نوح اور ہود اور صالح علیہ السلام کی قوم جیسا عذاب نازل

قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ۝۸۹ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ ؕ

ہو اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں۔ اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگو پھر اسی کی طرف جھکے رہو

اور نیک بخت رہ گیا ہے۔ اور دنیا تو ساری کی ساری ڈوب گئی جو ایسا نہیں کرتے بہتر ہے جو ہوا سو ہوا اب آئندہ کو باز آ جا جس طرح تجارت کے اصول ہیں کہ زیادہ لینا اور کم دینا ہمارے ساتھ اسی طرح کیا کر شعیب علیہ السلام نے کہا بھائیو بتلاؤ تو اگر میں اپنے پروردگار کی دی ہوئی ہدایت پر ہوں اور اس نے محض اپنے فضل سے مجھے پاک اور حلال رزق عنایت کیا ہو اور مجھے حکم دیا ہو کہ میں تم کو سناؤں تو بھی میں خاموش رہوں اور تمہارے کہنے پر اپنے کہے کے مخالف چلوں حالانکہ نہ تو میں خاموشی کو پسند کرتا ہوں اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جن باتوں سے تمہیں منع کرتا ہوں۔ وہ خود کروں اور فرمان خداوندی

لِمَ تقولون ما لا تفعلون[1]

کا مصداق بنوں۔ یوں تو کہتا جاؤں کہ گاہکوں کو کم نہ دیا کرو اور آپ کم دینے لگوں۔ اس تمہاری نصیحت کو میں نہیں سن سکتا۔ کیونکہ میرا ارادہ تو حسب طاقت قوم کی صلاح کا ہے۔ اور سچے مصلحوں کا یہ کام نہیں کہ اپنے کہے کا آپ ہی خلاف کریں۔ ایسا کرنے والے ٹھگ ہوتے ہیں ایسوں ہی کے حق حافظ شیرازی نے کہا ہے ؎

واعظان کایں جلوے برمحراب ومنبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

اور اصل میں مجھے اس تبلیغ کے کام کرنے کی توفیق بھی اللہ ہی نے دی ہے۔ اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی کی طرف میں تکلیف کے وقت جھکتا ہوں۔ حضرت شعیب نے یہ بھی کہا اے میرے قومی بھائیو تمہیں مجھ سے کیا عداوت ہو گئی ہے۔ اگر ہے تو کچھ میرا نقصان کر لینا لیکن میری عداوت سے ایسے کام تو نہ کرنے لگو جن کی وجہ سے تم پر نوح اور ہود اور صالح علیہم السلام کی قوم جیسا عذاب ہو اور لوط کی قوم بھی تم سے دور نہیں۔ ان کے واقعات پر بھی غور کرو اور اپنے پروردگار سے گناہوں پر بخشش مانگو پھر اسی[2] کی طرف جھکے رہو۔

---

[1] کیوں اپنے کہے پر عمل نہیں کرتے ہو

[2] الامر الاستمرار

إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝ قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ

میرا پروردگار بڑا مہربان محبت کرنے والا ہے۔ وہ بولے اے شعیب تیری باتوں میں سے تو جو کہتا ہے اس میں بہت سی ہم نہیں سمجھ سکتے

فِينَا ضَعِيفًا ۖ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۝ قَالَ يَا قَوْمِ

ہم تجھے اپنی قوم میں بہت ہی کمزور سمجھتے ہیں اور اگر تیرے کنبے کے لوگ نہ ہوتے تو ہم نے مدت کا تجھے پتھروں سے مار دیا ہوتا اور تو

أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي بِمَا

ہمارے نزدیک ذی رعب نہیں ہے۔ شعیبؑ نے کہا بھائیو میرا کنبہ تمہارے نزدیک اللہ سے بڑھ کر معزز ہے؟ اور اللہ کو تم اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈال چکے ہو میرا

تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝ وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ

پروردگار تمہارے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔ بھائیو تم اپنے طریق پر عمل کرتے رہو میں بھی کر رہا ہوں جسے عذاب آکر ذلیل کرے گا

مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ۝

اور جو خدا کے نزدیک کاذب ہو گا تم خود اسے جان لو گے اور منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

نہ یہ کہ بقول شخصے ؎

عامل اندر زمان معزولی
شیخ شبلی و بایزید شوند

مطلب کے وقت اس کے بنو اور بعد مطلب کھسک جاؤ۔ تمہاری تھوڑی سی توجہ پر خدا تم پر مہربانی کرے گا کیونکہ میرا پروردگار بڑا مہربان بندوں سے بڑی محبت کرنے والا ہے۔ وہ نالائق بیک زبان بولے اے شعیب تیری باتوں سے جو تو کہتا ہے بہت سی ہم سمجھ نہیں سکتے۔ بھلا سمجھیں بھی کیا جو بدیہی بطلان ہوں ان باتوں پر فکر ہی کیا کریں ارے میاں یہ تو سیدھی بات ہے اور سب تاجروں کا مسلمہ اصول ہے کہ جس طرح سے ہو سکے گاہک کو راضی بھی کریں اور نفع بھی کمائیں وہ بجز اس کے کیونکر ممکن ہے کہ سیر کہہ کر بلا اطلاع پندرہ چھٹانک چیز دی جائے۔ اب تو بڈھے میاں جو صریح اصول سے منکر ہے تیری باتوں کو ہم کیا سمجھیں ہاں بعض دفعہ زبردست آدمیوں کے کہنے سے ہم اپنے مفید مطلب کام چھوڑ بھی دیا کرتے ہیں لیکن تجھ میں تو وہ بھی نہیں نہ تو خود جسمانی طاقت رکھتا ہے اور نہ کوئی فوج تیری تابع ہے۔ بلکہ ہم تجھے اپنی قوم میں بہت ہی کمزور سمجھتے ہیں اور اگر تیرے کنبے کے لوگ نہ ہوتے تو ہم نے مدت کا تجھے پتھروں سے مار دیا ہوتا اور تو کسی طرح ہمارے نزدیک باوقعت و بارعب نہیں ہے۔ لحاظ ہے تو تیرے کنبے کا ہے۔ شعیب علیہ السلام نے کہا بھائیو میرا کنبہ اللہ کے نزدیک تم سب سے بڑھ کر معزز ہے؟ جس کے خوف سے تم میرا لحاظ کرتے ہو اور اللہ کو ایسا سمجھ رکھا ہے کہ گویا تم اپنی پیٹھوں کے پیچھے اس کو ڈال چکے ہو۔ یعنی اس سے لاپرواہ ہو رہے ہو کہ گویا اس سے تمہارا کوئی مطلب ہی نہیں۔ سن رکھو کہ میرا پروردگار تمہارے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے تم چاہے کتنی ہی شوخیاں کرو اس کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں جا سکتے ہو۔ بھائیو ایک فیصلہ کی بات تم کو سناتا ہوں۔ جاؤ تم اپنے طریق پر عمل کرتے رہو میں بھی کرتا ہوں۔ چند روز کے اندر جسے عذاب آکر ذلیل کرے گا اور جو خدا کے نزدیک کاذب ہو گا تم خود اسے جان لو گے پس اب اسی پر کاربند رہو۔ اور منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ

اور جب ہمارا حکم پہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی مہربانی سے ان کو نجات دی اور ظالموں کو سخت

ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۗ اَلَا

آواز نے آ پکڑا پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ گویا کہ اس بستی میں کبھی بسے ہی نہ تھے

بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

سن رکھو کہ مدین والوں کی ہلاکت ہوئی جیسی ثمودیوں کی ہلاکت ہوئی تھی۔ اور ہم نے موسیٰ کو اپنے نشانوں کے اور ظاہر غلبہ کے ساتھ

مُّبِيْنٍ ۝ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ فِرْعَوْنَ ۚ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ

فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا پھر وہ فرعون ہی کی چال پر چلے حالانکہ فرعون کی چال درست

بِرَشِيْدٍ ۝ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۗ وَبِئْسَ الْوِرْدُ

نہ تھی۔ قیامت کے روز اپنی قوم کے آگے آگے ہوکر ان کو جہنم میں داخل کرے گا بہت ہی برا گھاٹ ہے وہ جس پر

الْمَوْرُوْدُ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ۝

اتریں گے۔ اور اس دنیا میں لعنت ان کے پیچھے لگائی گئی اور قیامت کے روز بھی بہت ہی برا عطیہ ہے جو ان کو دیا جائے گا

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ ۝ وَمَا

یہ بستیوں کی خبریں ہیں جو ہم تجھ کو سناتے ہیں ان میں سے بعض استادہ ہیں اور بعض ویران۔ اور ہم

ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ

(خدا) نے ان پر ظلم نہ کیا تھا لیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کر رہے تھے پس جب تیرے رب کا حکم آپہنچا

ایسا ہی ہوتا رہا اور جب ہمارا غضب آلود حکم پہنچا تو ہم نے شعیب کو اور جو اسکے ساتھ ایمان لائے تھے محض اپنی مہربانی سے ان کو نجات دی اور بے فرمان ظالموں کو سخت آواز نے آ پکڑا پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ ایسے "خس کم جہاں پاک" کے مصداق بنے کہ گویا اس بستی میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ لوگو سن رکھو کہ مدین والوں کو حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب پر خدا کے ہاں سے ایسی ہلاکت ہوئی جیسی ثمودیوں کی ہلاکت ہوئی تھی۔ اور سنو اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نشانوں اور ظاہر غلبہ کے ساتھ فرعون اور اس کی جماعت کی طرف بھیجا۔ پھر بھی وہ فرعون ہی کی چال چلے۔ حالانکہ فرعون کی چال درست نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے روز اپنی قوم کے آگے آگے ہو کر ان کو جہنم میں داخل کرے گا۔ بہت ہی برا گھاٹ ہوگا جس پر وہ اتریں گے اور اس دنیا میں انکے پیچھے لعنت لگائی گئی اور قیامت کے روز بھی اس کا ایسا اثر ہوگا کہ سب لوگ دیکھیں گے۔ بہت ہی برا عطیہ ہے جو ان کو دیا جائے گا۔ یہ کفار کی بستیوں کی خبریں ہیں جو ہم تم کو سناتے ہیں ان میں سے بعض کی چھتیں ہنوز استادہ ہیں اور بعض بالکل اجڑ بجڑ کر ایسی ویران ہوئی ہیں کہ "کسے اور اند اندونہ شارد" اور بغور دیکھو تو ہم (خدا) نے ان پر ظلم نہ کیا تھا لیکن وہ بے فرمانی سے اپنے اوپر آپ ظلم کر رہے تھے۔ خدا کے حکموں سے عدولی اور سرکشی ہی نے ان کو اس نوبت تک پہنچایا تھا۔ پس جب تیرے رب کا حکم ان کی ہلاکت کے لئے آ پہنچا

اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا

تو ان کے معبودوں نے جن کو سوائے خدا کے وہ پکارا کرتے تھے کچھ بھی

زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ ﴿۱۰۱﴾ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰی وَهِیَ ظَالِمَةٌ ؕ

کام نہ دیا سوائے تباہی کے ان کو کچھ بھی کام نہ دے سکے۔ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے

اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ

تو بیشک اس کا عذاب نہایت ہی دردناک بڑی شدت کا ہوتا ہے۔ بیشک اس میں دلیل ان لوگوں کے لئے ہے جو عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں

الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا

سب لوگ اس دن جمع کیے جائیں گے اور اس دن حاضر کیے جائیں گے۔ اور ہم اس کو ایک

نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾ یَوْمَ یَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ

مقررہ وقت تک ملتوی رکھتے ہیں۔ جس وقت وہ آگیا کوئی نفس بھی بغیر اذن الٰہی کے نہیں بول سکے گا

فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ

پھر بعض ان میں بدبخت ہونگے اور بعض نیک بخت۔ پس جو بدبخت ہوں گے وہ آگ میں پڑیں گے اور گدھے کی سی آوازیں

شَهِیْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ

نکالیں گے۔ جب تک آسمان و زمین رہیں گے ہمیشہ اسی میں ان کو رہنا ہوگا آئندہ تیرے پروردگار کو

رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۰۷﴾

اختیار ہے تیرا پروردگار جو چاہتا ہے فوراً کر گزرتا ہے

توان کے معبودوں نے جن کو خدا کے سوائے وہ پکارا کرتے تھے کچھ بھی کام نہ دیا بلکہ سوائے تباہی کے ان کو کچھ بھی کام نہ دے سکے۔ اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب وہ ظالم قوموں کی بستیوں کو پکڑتا ہے تو بیشک اس کا عذاب نہایت ہی دردناک بڑی شدت کا ہوتا ہے۔ کسی میں اسکی برداشت کی طاقت نہیں۔ بیشک اس سرگزشت میں عبرت کی دلیل ان لوگوں کے لئے ہے جو عذاب آخرت سے ڈرتے ہیں۔ وہ دن ایسا ہوگا کہ اس دن سب لوگ جمع کئے جائیں گے اور نیز اس دن سب لوگ ہمارے حضور حاضر کئے جائیں گے۔ ہم اس دن کو ایک مقرر وقت تک کسی مصلحت سے' جس کو ہم ہی جانتے ہیں ملتوی رکھتے ہیں۔ لیکن یادرہے کہ جس وقت وہ دن آگیا تو کوئی نفس بھی بغیر اذن الٰہی کے نہیں بول سکے گا۔ پھر اس دن سب کی کلی کھل جائے گی کہ بعض ان میں سے بدبخت ہونگے اور بعض نیک بخت' پس جو بدبخت ہوں گے وہ تو دوزخ کی آگ میں پڑیں گے۔ اور چیختے ہوئے گدھے کی سی آوازیں نکالیں گے۔ جب تک آسمان وزمین بعد تبدیل اس موجودہ تشکل کے قائم رہیں گے ہمیشہ تک اسی آگ میں ان کو رہنا ہوگا۔ آئندہ تیرے پروردگار کو اختیار ہے جسے چاہے نکالدے

کس نمے آرد کہ آں جادم زند

اس شرطیہ سے تعجب نہ کر تیرا پروردگار جو چاہتا ہے فوراً کر گزرتا ہے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ

اور جو نیک بخت ہوں گے وہ بہشتوں میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین رہیں گے آئندہ

وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ

تیرے پروردگار کو اختیار ہے یہ عطا بے انقطاع ہے۔ پس جن معبودوں کی یہ لوگ

مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ؕ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ وَاِنَّا

عبادت کرتے ہیں ان میں شک نہ کیجیو یہ تو ایسے عبادت کر رہے ہیں جیسی ان کے باپ دادا ان سے پہلے کرتے تھے۔ ہم

لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ

ان سب کو پورا پورا بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تو اس میں

فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾

بھی اختلاف ہوا اور اگر تیرے رب کا حکم نہ گذر چکا ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ اس سے سخت

وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾

انکاری ہیں اور تیرا پروردگار سب کے عملوں کا پورا بدلہ دے گا وہ تمہارے کاموں سے بخوبی آگاہ ہے

ع ۹ (۱۴)

کوئی چیز اسے مانع نہیں ہوسکتی اور ان کے مقابل جو لوگ نیک بخت ثابت ہوں گے وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ جب تک آسمان وزمین موجود رہیں گے یعنی ہمیشہ ہمیشہ جس کی کوئی انتہا نہیں آئندہ تیرے پروردگار کو اختیار ہے۔ کیونکہ اس پر کوئی حاکم نہیں جو اس سے کسی امر کا مطالبہ کرے لیکن وہ اپنے اختیارات کو اہل جنت کے خلاف برتے گا نہیں اس لئے کہ وہ اپنے وعدوں کو جو نیک اعمال پر اپنے بندوں سے اس نے کئے ہیں کبھی خلاف نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ جنت بھی ایک موعودہ عطا بے انقطاع ہے پس جبکہ دونوں فریقوں کے افعال کا نتیجہ تو سن چکا ہے کہ دینداروں اور موحدوں کا انجام اچھا ہے۔ اور بے دینوں اور مشرکوں کا انجام بد ہے تو جن معبودوں کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں۔ ان کی عبادت کے غلط اور جھوٹ ہونے میں بالکل شک نہ کیجئے یہ تو ایسی نادانی سے ان کی عبادت کررہے ہیں جیسی ان کے باپ دادا ان سے پہلے کررہے تھے ان کو بھلا کیا سمجھ کہ خدا کے ساتھ کسی کو پکارنے کی کیا دلیل ہے۔ ہم ان سب کو ان کے عملوں کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔ ایسے لوگ ابتداء سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تو اس میں بھی اختلاف ہوا۔ کہ بعض لوگ اس پر ایمان لائے اور بعض انکاری رہے اور اگر تیرے رب کا حکم نہ گزر چکا ہوتا کہ ان کے نیک و بد اعمال کی سزا بعد الموت ہے تو اسی دنیا ہی میں ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا۔ کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ اس فیصلے کے دن سے سخت انکاری ہیں اور تیرا پروردگار سب کے عملوں کا پورا بدلہ دے گا اسے کسی کے جتلانے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ تمہارے کاموں سے بخوبی آگاہ ہے

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

پس جیسا تجھے حکم ہوتا ہے تو اور تیرے تابعدار مضبوط رہنا اور کجی نہ کرنا وہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ

اور ظالموں کی طرف میل نہ کرنا ورنہ آگ میں مبتلا ہوگے اور خدا کے ساتھ تمہارا کوئی مددگار نہ

اَوْلِيَاۗءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ

ہوگا اور نہ تمہیں مدد پہنچے گی۔ اور دن کی دونوں طرفوں پر اور کچھ رات گئے نماز پڑھا کر

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّـيِّاٰتِ ۭ ذٰلِكَ ذِكْرٰي لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ

کیونکہ نیکیاں بدیوں کو دور کردیتی ہیں خدا کا ذکر کرنے والوں کے لئے یہ نصیحت ہے۔ اور صبر کیا کر کیونکہ

اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا

اللہ محسنوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔ پھر تم سے پہلے لوگوں میں ایسے دانا کیوں نہ ہوئے

بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ

کہ ملک میں فساد کرنے سے روکتے مگر تھوڑے سے تھے جن کو ہم نے ان میں سے نجات دی

پس جیسا تجھے حکم ہوتا ہے تو اور تیرے تابعدار بالکل سیدھے اور مضبوط رہنا اور کسی طرح سے بایجاد بدعات اس میں کجی نہ کرنا بلکہ دل میں کجی کا خیال تک بھی نہ لانا کیونکہ وہ اللہ جس سے تمام بندوں کا اصل معاملہ ہے تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اور ایک ضروری بات بھی سنو کہ ظالموں کی طرف ذرا بھی میلان نہ کرنا ان کی محبت کو دل میں جگہ نہ دینا ورنہ دوزخ کی آگ کے عذاب میں مبتلا ہوگے۔ اور خدا کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اور نہ تمہیں کسی طرح سے کسی کی مدد پہنچے گی۔ ظالموں کی طرف جھکنے کے دو پہلو ہیں ایک تو ان سے دلی محبت اور چاہت رکھنی۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ خود ان کی چال اختیار کر لینی اسی لئے تجھے کہا جاتا ہے کہ نہ تو ان سے دلی چاہت کیجو اور نہ ان کی طرح بد عملی اختیار کیجو بلکہ دن کی دونوں طرفوں پر صبح ظہر عصر مغرب کو اور کچھ رات گئے بھی عشاء کی نماز پڑھا کر کیونکہ نیکیاں بدیوں کو خدا کے حکم سے دور کر دیتی ہیں۔ خدا کا ذکر کرنے والوں کے لئے یہ نصیحت ہے وہ اسی کے مطابق اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اگر تکلیف پہنچے تو صبر کیا کر کیونکہ اللہ محسنوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔ یہ تعلیم کوئی نئی نہیں وہی پرانی نبیوں کی تعلیم ہے جو ابتدا سے بذریعہ الہام لوگوں کو سنائی جاتی رہی ہے۔ پھر اس پر یہ لوگ تعجب کیوں کیا کرتے ہیں؟ تعجب تو یہ ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایسے دانا کیوں نہ ہوئے کہ فسادیوں کو ملک میں فساد کرنے سے روکتے یعنی لوگوں کو سمجھاتے رہتے کہ خدا کی بے فرمانی اور اس کے حکموں کی خلاف ورزی نہ کرو۔ نام کو تو آج کل کی طرح ریفارمرانِ قوم اور مصلحانِ ملت تو بہت سے تھے مگر اصلی مصلح اور حقیقی ریفارمر جو نبوت کی چال پر چلنے والے ہوں تھوڑے سے تھے جن کو اخیر پر ہم نے ان دنیادار گمراہوں میں سے نجات دی وہی اصل اصلاح جو منظور الٰہی ہے کرتے تھے

وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَكَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ

اور ظالم لذتوں کے پیچھے پڑے رہے جو ان کو ملی تھیں اور وہ مجرم تھے- اور تیرا پروردگار

رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ

ظلم سے کسی بستی کو جب وہ صلاحیت پر ہوں ہلاک نہیں کیا کرتا- اور اگر تیرا پروردگار

لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور ہمیشہ اسی طرح مختلف رہیں گے- لیکن جن پر تیرے پروردگار

رَبُّكَ ؕ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ

نے رحم کیا اور اسی لئے انکو پیدا کیا ہے اور تیرے رب کا فرمان صادر ہوچکا ہے کہ میں جنوں اور

الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا

انسانوں سے جہنم کو بھروں گا- اور رسولوں کے قصوں سے وہ واقعات ہم تجھ کو سناتے ہیں جن کے

نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

ذریعے سے ہم تیرے دل کو مضبوط رکھیں اور تیرے پاس ان میں سچی ہدایت اور ایمانداروں کے لئے وعظ اور نصیحت کی بات پہنچ چکی ہے

اور باقی ظالم لوگ جو محض نفس کے بندے تھے وہ تو صرف انہی لذتوں اور نعمتوں کے پیچھے پڑے رہے جو ان کو ملی تھیں اور وہ انہی بدکاریوں سے خدا کے ہاں مجرم ٹھیرے ہوئے تھے۔ اسی لئے تو ان کی ہلاکت ہوئی اور تباہ ہوئے اور تیرا پروردگار ناحق ظلم سے تو کسی بستی کو جب وہ صلاحیت اور دیانت پر ہوں ہلاک اور تباہ نہیں کیا کرتا۔ مگر تو ان کی اس بدگوئی اور ہذیان سے خوف نہ کر اور یاد رکھ کہ تیرا پروردگار اگر چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا اور سب کو مسلمان کر دیتا مگر وہ احکام اختیاریہ میں کسی پر جبر نہیں کیا کرتا اسی لئے یہ ایسا کیا کرتے ہیں اور ہمیشہ اسی طرح مختلف رہیں گے اور حق سے ضد کرتے ہوئے ان کی زندگی گزرے گی لیکن جن پر تیرے پروردگار نے محض اپنے فضل سے رحم کیا اور اسی لئے ان کو پیدا کیا ہوگا یعنی توفیق خیر عطا کی اور اپنے علم ازلی میں ان سے ایسے کار خیر کا صدور جانا ہوگا' وہ ایسے امور کے مرتکب نہ ہوں گے اور تو سن رکھ کر تیرے رب کا فرمان قطعی صادر ہو چکا ہے کہ میں جنوں اور انسانوں سے خواہ کسی قوم کے ہوں اگر وہ حق کی مخالفت کریں گے تو ان سب سے جہنم کو بھروں گا یعنی سب کافروں اور ضدیوں کو دوزخ میں ڈالوں گا- تو ان کی پرواہ نہ کر نبیوں اور رسولوں کے قصوں اور خبروں میں سے وہ واقعات ہم تجھ کو سناتے ہیں جن کے ذریعہ سے ہم تیرے دل کو ایسی گھبراہٹوں سے مضبوط رکھیں اور تیرے پاس ان قصوں میں سچی ہدایت اور ایمانداروں کے لئے وعظ اور نصیحت کی بات پہنچ چکی ہے-

وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا ۚ

اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان سے کہہ کہ تم اپنے طریق پر عمل کیے جاؤ ہم بھی عمل کیے جائیں گے- اور منتظر رہو

اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ

ہم بھی منتظر ہیں- اور آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ باتیں اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور سب امور کا مرجع

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَیْهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

بھی خدا ہی کی طرف ہے پس تو اسی کی عبادت کیا کر اور اسی پر بھروسہ رکھ' جو کچھ تم کر رہے ہو خدا اس سے بے خبر نہیں

سورت یوسف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ﴿۱﴾

میں اللہ سب کو دیکھ رہا ہوں- یہ احکام کتاب مبین کے ہیں

پس تو ایسے موقعوں پر خدا کی مدد پر بھروسہ کیا کر اور جو لوگ خدا کے حکموں اور وعدوں پر ایمان نہیں رکھتے ان سے کہہ کہ اگر میری بات تم نہیں مانتے تو اچھا تم اپنے طریق پر عمل کئے جاؤ ہم بھی عمل کئے جائیں گے اور خدا کے حکموں کے منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں' نہ ہمیں اختیار ان کے لانے کا ہے نہ تم کو اختیار ان کے ٹلانے کا۔ ہم بندے سب کے سب عاجز ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی ظاہر اور پوشیدہ سب باتیں تو اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور جو کسی قدر ظہور پزیر بھی ہوں ان سب امور کا مرجع بھی خدا ہی کی طرف ہے۔ وہی سب کا مدار اور سب گاڑیوں کا گارڈ اور سب پرزوں کا انجن ہے۔ پس تو اسی کی عبادت کیا کر اور اسی پر بھروسہ رکھ' جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں۔ ہر ایک نیک و بد کاموں کا تم کو بدلہ دے گا-

سورت یوسف

میں اللہ سب کو دیکھ رہا ہوں- یہ احکام کتاب مبین کے ہیں جو ہمیشہ نبیوں کی معرفت خدا کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے آتی رہی ہے

شان نزول

(سورہ یوسف) یہودیوں نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ بنی اسرائیل اپنا وطن مالوف چھوڑ کر مصر میں کیوں آئے تھے انکے جواب میں نیز عقلمندوں کو ایک عبرتناک قصہ بتانے کو یہ سورت نازل ہوئی۔ راقم کہتا ہے جس نے قرآن شریف کا معجز نما بیان سننا یا قرآن کے مبلغ فداہ روحی کی پاک تعلیم کا نمونہ معلوم کرنا ہو وہ بائبل میں بھی حضرت یوسف کا قصہ پڑھے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ بائبل کے متکلم کو محض قصہ سے مطلب ہے اور قرآن کے متکلم کو نصیحت اور عبرت دلانے سے' دونوں کی طرز تحریر میں یوں بعد پائیگا۔ باقی نفس قصہ میں کسی قدر جزوی اختلاف اگر ہوگا تو بائبل کے مصنفوں کی غلطی سے جس کی تصحیح کرنے کو قرآن مُهَيْمِنًا ہو کر نازل ہوا ہے

إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ

ہم نے اس کو عربی میں اتارا ہے تاکہ تم سمجھو۔ ہم اپنی اس وحی کے ساتھ جس کے ذریعے

الْقَصَصِ بِمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْءَانَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِۦ لَمِنَ

ہم نے تجھے یہ قرآن الہام کیا ہے ایک عمدہ قصہ سناتے ہیں کچھ شک نہیں کہ اس سے پہلے تو بے خبر

الْغَٰفِلِينَ ۝ إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ إِنِّى رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا

تھا۔ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ ستارے اور سورج

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِى سَٰجِدِينَ ۝ قَالَ يَٰبُنَىَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ

اور چاند کو دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ (یعقوب علیہ السلام) نے کہا بیٹا یہ خواب اپنے بھائیوں

عَلَىٰٓ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا۟ لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَٰنَ لِلْإِنسَٰنِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝

سے نہ کہنا ورنہ وہ تیرے حق میں فریب بازی کریں گے کیونکہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔

وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُۥ

اور اسی طرح تیرا پروردگار تجھے چن لے گا اور باتوں کے انجام کا تجھے علم دے گا اور وہ تجھ پر اپنی

عَلَيْكَ وَعَلَىٰٓ ءَالِ يَعْقُوبَ كَمَآ أَتَمَّهَا عَلَىٰٓ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَٰهِيمَ وَ

نعمت اسی طرح پوری کرے گا جیسی کہ اس نے پہلے سے تیرے دادا پردادا ابراہیم اور اسحاق پر کی تھی بے شک تیرا

إِسْحَٰقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

پروردگار واقف بڑی حکمت والا ہے

چنانچہ اس پر آشوب زمانہ میں ہم نے اس کتاب کو عربی میں اتارا ہے کہ تم اہل عرب اس کتاب مبین کو سمجھو۔ غور سے سن ہم اپنی اس وحی کے ساتھ جس کے ذریعہ ہم نے تجھے یہ قرآن الہام کیا ہے ایک عمدہ اور پاک اور بالکل سچا قصہ سناتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ اس سے پہلے کہ ہم تجھے بتلادیں تو بے خبر تھا تجھے معلوم نہ تھا کہ یوسف کون ہے اور زلیخا کون اور ان کے واقعات کیا؟ اس وقت سے اس قصہ کی ابتداء ہے جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو خواب[ل] میں دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے بوجہ فراست اور نور ایمانی کے اس خواب کی تعبیر کو سمجھ لیا اور کہا بیٹا یہ خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ورنہ وہ اس خواب سے نتیجہ پاکر ضرور تیرے حق میں فریب بازی کرینگے کیونکہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ وہ ضرور ان کو بھڑکا دے گا اور حسد پر آمادہ کریگا اور جس طرح تو نے یہ خواب دیکھا ہے اسی طرح تیرا پروردگار تجھے چن لے گا اور چونکہ تجھے اس نے حکومت پر سرفراز کرنا ہے دینی دنیاوی باتوں اور واقعات کے انجام کا تجھے علم دیگا یعنی تو ہر ایک بات کی تہ تک خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی رموز مملکت سے ہو یا داور عیت کی، خواب کی ہو یا بیداری کی بلا تکلف پہنچ جایا کرے گا غرض یہ کہ تو بڑا ذہین اور طباع ہو گا اور وہ تیرے پر اپنی نعمت اسی طرح پوری کریگا جیسی کہ اس نے پہلے سے تیرے دادا پر دادا ابراہیم اور اسحٰق پر

ل اس مقام کا حاشیہ ۸ صفحات آگے دیکھئے

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ ۝ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ

کچھ شک نہیں کہ یوسف اور اس کے بھائیوں کے قصے میں دریافت کرنے والوں کیلئے بہت سے نشان ہیں۔ جب (یوسف کے بھائیوں

وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۚ إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ

نے) کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم ایک جماعت ہیں بیشک ہمارا باپ صریح

مُبِينٍ ۝ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ

غلطی پر ہے۔ یوسف کو مار ڈالو یا جنگل میں پھینک دو تو والد کی توجہ تمہاری ہی طرف

أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ

رہے گی اور اس سے پیچھے تم توبہ کرکے نیک بن جانا۔ ایک نے ان میں سے کہا

لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ

تم یوسف کو قتل نہ کرو اور اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی راہ

إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ

چلتا مسافر اس کو نکال لے گا۔ بولے بابا کیا وجہ کہ تو ہمارا

کی تھی بیشک تیرا پروردگار سب کے حال سے واقف اور بڑی حکمت والا ہے کچھ شک نہیں کہ یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائیوں کے قصے میں دریافت کرنے والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں کہ حاسدوں کے حسد سے محسود کا کچھ بگڑتا نہیں۔ ہر ایک موقع عبرت انگیز ہے۔ خصوصا وہ وقت جب یوسف کے بھائیوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت دیکھ کر بیک زبان کہا کہ یوسف اور اس کا مادری بھائی بنیامین باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم سب لائق اور ایک کامل جماعت ہیں بیشک ہمارا باپ اس امر میں صریح غلطی پر ہے کہ لائقوں کی قدر نہیں کرتا اور خورد سالوں سے محبت کرتا ہے۔ چونکہ وہ اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہوتا اور اس کے متنبہ ہونے کی امید بھی نہیں اور ہو بھی کیسے اس کی محبت اس حد تک بڑھ رہی ہے کہ

زوید نت نتوانم کہ دیدہ بربندم
وگر مقابلہ بینم کہ تیرے آید

اس لئے مناسب ہے کہ باپ سے تو کچھ نہ کہو یوسف کو مار ڈالو یا کسی دور دراز گھنے جنگل میں پھینک دو جب وہ سامنے سے غائب ہو جائے گا تو والد کی توجہ بالکل تمہاری ہی طرف رہے گی اور اگر بے گناہ کے قتل یا ایذا سے تمہیں گناہ کا خوف ہو تو اس سے پیچھے تم توبہ کر کے نیک اور صالح بن جانا۔ ایک بھائی نے ان میں سے رائے دیتے ہوئے یہ کہا کہ بے گناہ مار ڈالنے سے تو کلیجہ کانپتا ہے۔ علاوہ اسکے تمہارا مطلب کچھ اس کے قتل ہی سے وابستہ نہیں وہ تو صرف اس کی غیبوبت پر موقوف ہے۔ پس تم یوسف کو قتل نہ کرو اور اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس کو کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو کہ کوئی راہ چلتا مسافر اس کو نکال لے گا اور اپنے ساتھ لے جا کر کہیں بیچ دے گا۔ چنانچہ اس تجویز پر سب متفق ہو گئے مگر چونکہ یوسف کا باہر لے جانا بغیر اطلاع باپ کے ممکن نہ تھا باپ سے درخواست کرتے ہوئے بولے بابا کیا وجہ ہے کہ تو

لَا تَأْمَنَّا عَلٰی یُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَ

یوسف کے حق میں ہمارا اعتبار نہیں کرتا حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں- کل اس کو ہمارے ساتھ ذرا بھیج کہ کھائے پیئے

یَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَاَخَافُ

اور کھیلے کودے ہم اس کے محافظ ہیں- یعقوب علیہ السلام نے کہا تمہارا اس کو لے جانا مجھے شاق ہے اور میں ڈرتا

اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا لَىٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ

ہوں کہ تمہاری غفلت میں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے- وہ بولے جس حال میں ہم ایک جماعت ہیں اگر بھیڑیا اسے

عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَاَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ

کھا جائے تو پھر ہم سخت زیاں کار ٹھہرے- پس جب وہ اسے لے گئے اور اس امر پر متفق ہوگئے کہ اس کو اندھے

الْجُبِّ ۚ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَجَآءُوْ

کنوئیں میں پھینک دیں اور ہم (خدا) نے اسے سمجھا دیا کہ تو ان کو ان کے اس فعل سے اطلاع دیگا اور وہ بے خبر ہوں گے

اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ

اور روتے ہوئے رات کو باپ کے پاس آئے کہنے لگے بابا ہم (کبڈی) کھیلنے میں مشغول ہوئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس بٹھا

مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾

گئے تو اسے بھیڑیا کھا گیا اور آپ ہماری بات ماننے کے نہیں گو ہم سچے بھی کیوں نہ ہوں

یوسف کے حق میں ہمارا اعتبار نہیں کرتا کہ ہمارے ساتھ اسے بھی باہر جنگل کو نہیں بھیجتا حالانکہ ہم اس کے خیر خواہ ہیں کل اس کو ہمارے ساتھ ذرا بھیج کہ جنگل میں پھل پھول کھائے پیئے اور کھیلے کودے اور اگر درندوں سے خوف ہو تو ہم اس کے محافظ ہیں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا تمہارا اس کو لے جانا مجھے شاق ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ تمہاری غفلت میں اسے بھیڑیا نہ کھالے۔ وہ بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے بولے کہ بھلا جس حال میں ہم ایک جماعت ہیں اگر ہماری موجودگی میں بھی بھیڑیا اسے کھا جائے تو پھر ہم تو سخت زیاں کار اور نکمے ٹھہرے چنانچہ یعقوبؑ ان کی باتوں میں آگیا اور جانے کی اجازت دے دی۔ پس جب وہ اسے لے گئے اور اس امر پر متفق ہو گئے کہ اس کو اندھے کنوئیں میں پھینک دیں تو جو کچھ سوچ رہے تھے وہ کر گزرے یعنی اندھے کنوئیں میں یوسف کو انہوں نے پھینک دیا۔ ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے بچایا اور ہم (خدا) نے اسے سمجھایا کہ تو ان کو ان کے اس فعل سے اطلاع دے گا اور اس وقت بے خبر ہوں گے۔ تیری زندگی اور اس ترقی کا جس پر تو اس وقت ہو گا ان کو وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔ خیر جو کچھ انہوں نے کرنا تھا کر گزرے اور بہانہ جوئی کرنے کو روتے ہوئے رات کو باپ کے پاس آئے کہنے لگے بابا ہم (کبڈی) کھیلنے میں مشغول ہوئے اور یوسف کو اپنے اسباب کے پاس بٹھا گئے تو ہماری غیبوبت میں اسے بھیڑیا کھا گیا اور یہ تو ہمیں یقین ہے کہ تو ہماری بات ماننے کا نہیں گو ہم سچے بھی کیوں نہ ہوں

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ

اور اس کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون بھی لگا لائے یعقوب علیہ السلام نے کہا بلکہ تمہارے نفسوں نے یہ کام تمہاری نظروں میں مزین

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ

کر دکھایا ہے خیر صبر شکر اور اللہ مدد کرنے والا ہے اس کے خلاف جو تم بیان کر رہے ہو۔ اور ایک قافلہ آ نکلا تو انہوں نے

فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ؕ

اپنا سقہ بھیجا اس نے ڈول لٹکایا تو بولا آہا واہ جی! یہ تو لڑکا ہے اور بڑی قیمتی چیز بنا کر اسے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ

چھپا رکھا اور جو کچھ وہ کر رہے تھے اللہ کو خوب معلوم تھا۔ اور انہوں نے اسے بہت کم داموں یعنی چند درہموں پر

وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ

بیچ دیا اور وہ اس سے بے رغبت تھے۔ مصر میں جس نے اسے خریدا تھا اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس کو

اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ

اچھی طرح رکھنا

اور اپنی بات کا یقین دلانے کو اس کے کرتے پر جھوٹ موٹ بکری کا خون بھی لگا لائے یعقوب علیہ السلام نے خون کی رنگت کو دیکھ کر اور فراست سے ان کی چالاکی سمجھ کر کہا کہ بھیڑیئے نے تو کھایا نہیں بلکہ تمہارے شریر اور حاسد نفسوں نے یہ کام تمہاری نظروں میں مزین کر دکھایا۔ خیر اب میں یوسف کی جدائی پر صبر شکر کروں گا اور تمہارے بیان پر کہ بھیڑیا اسے کھا گیا اللہ سے مدد مطلوب ہے کہ وہ مجھے صبر عطا کرے۔ خدا کی قدرت ادھر تو انہوں نے یوسف کو ڈالا تھا اور ادھر حکیم مطلق کی حکمت سے سوداگروں کا ایک قافلہ آنکلا تو انہوں نے اسی کنوئیں پر اپنا سقہ پانی لینے کو بھیجا۔ اس نے ڈول اس کنوئیں میں لٹکایا تو یوسف نے اس ڈول کو پکڑ لیا۔ اس نے جھک کر بغور دیکھا تو ایک خوش شکل لڑکا اسے نظر آیا تو بولا آہا واہ جی یہ تو لڑکا ہے۔ آخر اس نے اپنے ہمراہیوں کو خبر دی تو انہوں نے مل کر اسے کنوئیں سے نکالا اور بڑی قیمتی چیز بنا کر اسے چھپا رکھا اور دل میں اس کے بیچنے کا مصمم ارادہ کر چکے لیکن جو کچھ وہ کر رہے تھے اللہ کو خوب معلوم تھا۔ آخر یہ ہوا کہ وہ اسے مصر میں لائے اور دل میں اس امر سے خائف تھے کہ شاید کوئی شہزادہ نہ ہو اسی ڈر کے مارے انہوں نے اسے بہت کم داموں یعنی چند درہموں آجکل کے حساب سے تقریباً دو ڈھائی روپیہ پر بیچ[ل] دیا اور وہ اس سے بے رغبت تھے کیونکہ اس کی ظاہری شکل و شباہت ان کو شبہ میں ڈال رہی تھی کہ مبادہ کوئی امیر زادہ ہو تو بجائے فائدہ کے الٹا ضرر ہوتا ہو۔ مصر میں جس وزیر مصر نے اسے خریدا تھا اس نے اپنی بیوی زلیخا سے کہا کہ یہ لڑکا شریف زادہ ہونہار معلوم ہوتا ہے اس کو اچھی طرح رکھنا

ل جن مفسروں کی رائے ہے کہ یہ بیچنے والے حضرت یوسف کے بھائی تھے صحیح نہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے ایک طرف بیچنے والوں کا ذکر کیا ہے تو ساتھ ہی خریدنے والوں کا قول نقل کیا ہے اور یہ تو یقینی امر ہے کہ مشتری مصری تھا۔ پس ضرور ہے کہ بیع مصر میں ہوئی ہوگی۔ نیز سیاق کلام میں یوسف کے بھائیوں کا ذکر بھی نہیں۔ فافہم۔

عَسٰۤی اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ز

امید ہے کہ ہمیں نفع دے گا یا ہم اس کو بیٹا بنالیں گے اور اسی طرح ہم نے یوسف کو مصر میں جگہ دی

وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

کہ اسے باتوں کا انجام سکھائیں اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں

النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی

جانتے۔ اور یوسف جب جوانی کو پہنچا تو ہم نے اسے حکم یعنی علم عطا کیا اور اسی طرح ہم

الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ

نیکوں کو عوض دیا کرتے ہیں۔ اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا اس نے اسے بہکانا شروع کیا اور دروازے بند کرکے

وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ

کہنے لگی میری طرف آ' یوسف نے کہا خدا کی پناہ میرے پروردگار نے مجھے نیک رتبہ بنایا' ظالموں کو کامیابی نہیں

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ

ہوا کرتی۔ وہ عورت اس سے ارادہ کر چکی تھی یوسف کو بھی اگر الٰہی برہان نہ سوجھتا تو وہ بھی

امید ہے کہ بے وفانہ ہو گا بلکہ ہمیں نفع دے گا یا ہم اس کو لے پالک بیٹا بنالیں گے۔ اسی طرح بتدریج ہم (خدا) نے یوسف کو ملک مصر میں جگہ دی کہ آزمودہ کار ہو اور چونکہ اس نے حکومت کے صیغہ پر پہنچنا تھا ہمیں منظور تھا کہ اسے گہری باتوں کا انجام اور رموز سلطنت کی تہ تک پہنچنا سکھائیں تاکہ وہ پاس ہو کر اس عہدہ کو عمدہ طور سے نباہ سکے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ وہ محض جہالت سے خدا کے ہوتے ہوئے غیروں سے بیم ورجا کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایسے ہی نادانوں کے سمجھانے کو کسی اہل دل نے کہا ہے ؎

بہت مدت کے سوتے اب تو جاگو
خدا کے ہوتے بندوں سے نہ مانگو

اور ایسا ہوا کہ یوسف جب نبوت کی کمال جوانی یعنی چالیس برس کو پہنچا تو ہم (خدا) نے اسے حکم شریعت یعنی علم نبوت عطا کیا اور اسی طرح ہم نیکوں کو عوض دیا کرتے ہیں۔ گو اب نبوت ختم ہے۔ لیکن آثار نبوت عموماً صلحا پر اب بھی وارد ہوتے رہتے ہیں۔ وہ تو اپنے تزکیہ نفس میں مشغول تھا اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتا تھا یعنی جس کے خاوند نے اسے خریدا تھا اس نے اسے بہکانا شروع کیا۔ ہمیشہ اسے اشاروں کنایوں سے کام لیتے ہوئے آخر ایک روز اسے ایک محفوظ مکان میں بلایا اور دروازے بند کر کے کہنے لگی میری طرف پلنگ پر آ یوسف نے کہا خدا کی پناہ میں ایسی ناجائز حرکت کا مرتکب بنوں میرے پروردگار نے مجھے نیک رتبہ بنایا خاندان نبوت میں پیدا کیا اور علم و فضل اور اپنی معرفت سے مالا مال فرمایا۔ کیا اس نعمت کا یہی شکریہ ہے کہ میں ناجائز حرکت کر کے ظالم بنوں کہ کچھ شک نہیں کہ ایسے ظالموں کو کبھی کامیابی نہیں ہوا کرتی مگر وہ عورت اس سے ارادہ بد کر ہی چکی تھی۔ یوسف کو بھی اگر الٰہی برہان نہ سوجھتا تو وہ بھی اس سے بد ارادہ کر لیتا۔ مگر خدا نے جو اسے علم اور سمجھ عطا کی ہوئی تھی وہ اس کے سامنے مثل ایک

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ وَ

اس سے ارادہ بد کرلیتا' ہم اسی طرح بچاتے رہے تاکہ برائی اور بے حیائی کو اس سے پھیرے رکھیں یقیناً وہ ہمارے خالص بندوں میں سے تھا

اسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ۭ

اور دونوں بھاگتے ہوئے دروازہ پر پہنچے اور زلیخا نے پیچھے سے اس کا کرتا پھاڑ دیا اور دروازہ پر زلیخا کا خاوند ان کو ملا

قَالَتْ مَا جَزَاۗءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْۗءًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

زلیخا بولی جو کوئی آپ کے حرم پر برائی کا خیال کرے اس کی سزا یہی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار دیا جائے

قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِيْ عَنْ نَّفْسِيْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ

یوسف نے کہا اسی نے مجھ سے بدخواہش کی ہے اور اس عورت کے کنبے میں سے ایک شخص نے یہ بات بتائی کہ اگر اس کا کرتا آگے

قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ

سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے اور وہ جھوٹا ہو گا- اور اگر اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ

دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ

جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے- پس جب اس کا کرتا ملاحظہ کیا تو وہ پیچھے سے پھٹا ہوا تھا

مرئی چیز کے ہو کر مانع ہوئی جس کو اس نے انه ربی احسن مثوای سے اظہار بھی کر دیا ہم اسی طرح سے اسے بچاتے رہے تاکہ برائی اور بے حیائی کو اس سے پھیرے رکھیں۔ کیونکہ وہ ہمارے خالص بندوں میں تھا۔ ہماری رحمت خاصہ کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ ہم اپنے مخلص بندوں کو جن کا اکثر حال چال اچھا ہو اور کبھی بہ تقاضائے بشریت غلطی کے مرتکب ہونے کو ہوں تو بچالیا کرتے ہیں یوسف اپنے انکار پر بضد رہا اور زلیخا اپنے تقاضا پر بضد رہی اور یوسف جان بچاتا ہوا اور زلیخا اسے پکڑتی ہوئی دونوں بھاگتے ہوئے دروازہ پر پہنچے اور زلیخا نے یوسف کو کھینچتے ہوئے پیچھے سے اس کا کرتا پھاڑ دیا اور اتفاق ایسا ہوا کہ دروازے پر زلیخا کا خاوند ان کو ملا۔ اسے دیکھتے ہی جھٹ سے بغرض الزام بولی کہ اس نے آپ کے حرم پر بد نظر کی تھی۔ جو کوئی آپ کے حرم پر برائی کا خیال کرے اس کی یہی سزا ہے کہ وہ قید کیا جائے یا دکھ کی مار دیا جائے۔ یوسف نے بھی برات کرنے کو کہا کہ اسی زلیخا نے مجھ سے بدخواہش کی ہے۔ میں نے اسے کچھ نہیں کہا اور شور و شر ہوتے ہوتے جب تمام خاندان میں یہ بات مشہور ہو گئی تو اس عورت کے کنبے میں سے ایک شخص نے قیافہ سے یہ بات بتائی کہ اگر اس یوسف کا کرتا آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا اپنے دعویٰ میں سچی ہے کہ یوسف نے اسے چھیڑا ہے اور وہ اس کے حملہ کو روکتی ہو گی اس دھکم دھکا میں اس کا کرتا پھٹ گیا ہو گا اور وہ اس صورت میں جھوٹا ہو گا اور اگر اس کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ جھوٹی ہے اور یوسف سچا ہے۔ ضرور اس عورت کی شرارت ہو گی سب خاندان کو مع عزیز مصر یہ بات پسند آئی۔ پس اسی کے مطابق جب اس کا کرتا اس نے ملاحظہ کیا تو وہ پیچھے سے پھٹا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر اس کے جی میں یقین ہو گیا کہ یہ سب زلیخا کی شرارت ہے

قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ۭ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ

عزیز بولا یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے کچھ شک نہیں تمہارے چرتر بڑے ہیں۔ اے یوسف تو اس (بات) کو جانے دے

وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ښ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ

اور اے عورت تو اپنے گناہ پر بخشش مانگ' بے شک تو ہی قصوروار ہے۔ اور شہر میں عورتوں نے یہ کہنا شروع کیا

امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۭ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ

کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو پھسلاتی ہے اور اس کی محبت میں بالکل فریفتہ ہوگئی ہے ہمارے نزدیک تو یہ عورت

مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً

صریح جہالت میں ہے۔ زلیخا نے جب ان کی بدگوئی سنی تو ان کی طرف پیغام بھیجا اور ان کے لئے محفل آراستہ کی اور ہر ایک

وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ

کے ہاتھ میں چھری دی اور کہا کہ ان کے سامنے نکل آ' پس جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اسے بہت بڑا عالی مرتبہ پایا انہوں نے

وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں سبحان اللہ یہ تو انسان نہیں یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ۭ وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ۭ

زلیخا بولی کہ بس یہی ہے جس کے حق میں تم نے مجھے ملامت کی تھی میں نے اسے پھسلایا تھا مگر یہ بچا رہا اور

وَلَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اگر اس نے میرا کہا نہ مانا تو ضرور قید کیا جائے گا اور بے عزت ہوگا

عزیز مصر بولا یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے کچھ شک نہیں تمہارے چوتر بڑے بڑے غضب کے ہوتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام سے مخاطب ہو کر بولا اے یوسف تو اس بات کو جانے دے۔ اس کی پرواہ نہ کر ہمیں تجھ پر ذرا بھی شبہ نہیں اور زلیخا سے کہا کہ اے عورت تو اپنے گناہ پر خدا سے بخشش مانگ بیشک تو ہی قصوروار ہے یہاں حرم عزیز میں تو یہ فیصلہ ہو کر بات ٹھنڈی پڑ گئی۔ مگر باہر شور مچ گیا اور شہر میں عورتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو ری عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام کو پھسلاتی ہے اور اس کی محبت میں بالکل فریفتہ ہو گئی ہے۔ ہمارے نزدیک تو یہ کام اس کا صریح جہالت ہے۔ منہ کالا کرنا ہی ہو تو ایسا کیا کہ غلاموں ہی سے کیا جائے جو بیچارے دست نگر ماتحت ہوتے ہیں۔ یہ بات شرافت سے بعید ہے۔ زلیخا نے جب انکی غیبت اور بدگوئی سنی تو ان کی طرف دعوت کا پیغام بھیجا اور ان کے لیے محفل آراستہ کی اور جب وہ آئیں تو ہر ایک کے ہاتھ میں چھری گوشت وغیرہ کاٹ کاٹ کھانے کو دی اور دستر خوان ان کے سامنے چن کر یوسف سے کہا کہ ان کے سامنے نکل آ۔ پس جب انہوں نے اسے دیکھا تو اسے بڑا عالی مرتبت بزرگ سمجھا اور اس کو دیکھتے دیکھتے بجائے گوشت کھانے کے انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں سبحان اللہ یہ تو انسان نہیں۔ ایسا نورانی شکل کوئی آدمی نہیں ہو سکتا یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ زلیخا اپنا الزام اتارنے اور جتلانے کو بولی کہ بس یہی ہے جس کے حق میں تم نے مجھے ملامت کی تھی دیکھا بتلاؤ میں معزور ہوں یا نہیں۔ میں سچ کہتی ہوں میں نے اسے پھسلایا تھا مگر یہ آج تک بچا رہا اور اس نے میرا کہا نہ مانا تو ضرور قید کیا جائے گا اور

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ

یوسف نے کہا اے میرے مولا جس چیز کی یہ مجھ سے خواہش کرتی ہیں قید اس سے کوئی درجہ بڑھ کر مجھے پسند ہے اور اگر تو

كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ

مجھ سے ان کا فریب نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف جھک جاؤں گا اور جاہل بن جاؤں گا۔ خدا نے اس کی دعا قبول کی

فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ

یعنی ان کا فریب اس سے پھیر دیا کیونکہ خدا سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر نشان دیکھنے کے

مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۳۵﴾ ع وَدَخَلَ مَعَهُ

بعد ان کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ تھوڑے دنوں تک اسے قید میں رکھیں۔ اور دو جوان آدمی

السِّجْنَ فَتَیٰنِ ؕ

اس کے ساتھ قید خانہ میں داخل ہوئے

زلیخا کا یہ کہنا تھا کہ ان عورتوں نے بھی دعوت کا حق ادا کرنے کو اس کی تائید کی تو یوسف نے دعا کرتے ہوئے انکی اس تائید کی طرف اشارہ کر کے کہا اے میرے مولا بڑی بات تو یہ ہے کہ بے فرمانی میں مجھے قید کی دھمکی دیتی ہیں سو جس چیز کی مجھ سے یہ خواہش کرتی ہیں اور مجھے اس کی طرف بلاتی ہیں یعنی بدکاری قید اس سے کئی درجہ بڑھ کر مجھے پسند ہے اور اگر تو مجھ سے ان کا فریب جو اس بارہ میں مجھ سے کر رہی ہیں نہ پھیرے گا تو میں بھی اپنے نفس کی خواہش میں ان کی طرف جھک جاؤں گا اور تیری بے فرمانی کر کے جاہل بن جاؤں گا۔ خدا کی شان وہ وقت اجابت کچھ ایسا تھا کہ خدا نے اس کی یہ آرزو اور دعا قبول کی یعنی ان کا مکر اور فریب اس سے پھیر دیا۔ وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکیں اور آخر کار کچھ مدت یوسف کو قید میں رہنا پڑا کہ وہ اس امر میں بھی تجربہ کار ہو جائے کیونکہ خدا سب کی سننے والا ہر ایک شے کو جاننے والا ہے۔ جو کام وہ کرتا ہے وہی حکمت ہوتے ہیں۔ اس سے بعد کچھ مدت یوسف انہی کے گھر میں رہتا رہا گو اس کی طرف سے بدستور انکار رہا لیکن زلیخا سے ہمیشہ مضطربانہ حرکات صادر ہوتیں اور حب الشی یعمی ویصم[1] اس پر پورا جلوہ نما تھا اور وہ ہر حال میں بزبانِ حال کہتی تھی

دیدار می نمائی و پرہیز میکنی
بازار خویش و آتش ماتیز میکنی

پھر اس کی مضطربانہ حرکات کے نشان دیکھنے کے بعد ان خاندان عزیزیہ کو یہ مناسب معلوم ہوا کہ گھر کی بیگم صاحبہ کو سزا دینے میں بدنامی ہوگی اور غلام کو قید کر دینے میں کوئی حرج نہیں پس تھوڑے دنوں تک اسے ہی قید رکھیں تاکہ ان کی جدائی ہو کر آتش عشق سرد پڑ جائے مگر انہیں کیا معلوم تھا کہ

دو گونہ رنج و عذابست جان مجنوں را بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ

پس وزیر صاحب نے بے قصور کو خانگی طور پر قید کا حکم سنا دیا اور اتفاق ایسا ہوا کہ دو جوان آدمی اور اس کے ساتھ قید خانہ میں بسزائے جرم داخل ہوئے۔ کچھ دنوں میں جب وہ یوسف علیہ السلام کی صحبت سے ☐

---

[1] جس چیز کی محبت ہو وہ اندھا بہرا بنا دیتی ہے۔

قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ

ایک نے کہا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ انگوروں سے شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے

رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ۭ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

سر پر روٹیاں اٹھائی ہوئی ہیں کہ ان میں سے پرندے کھا رہے ہیں تو ہمیں اس کی تعبیر سے خبر دے ہم تجھے نیک لوگوں سے سمجھتے ہیں

ہوئے اور انہوں نے اس کی صلاحیت کا اندازہ کیا تو اتفاقیہ ان دونوں نے ایک رات خواب دیکھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں بیان کرنے کو آئے ایک نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ انگوروں سے شراب نچوڑ تا ہوں دوسرے نے کہا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اپنے سر پر روٹیاں اٹھائی ہیں کہ ان میں سے پرندے کھا رہے ہیں تو ہمیں اس کی تعبیر سے خبر دے۔ کیونکہ ہم تجھے نیک اور بھلا آدمی سمجھتے ہیں۔

ل (انی رایت) اس حاشیہ میں ہم خواب کی کیفیت اور تعبیر خواب کے مختصر قواعد بتلائیں گے اور کسی قدر اپنے قدیمی مہربان سر سید کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ خواب کی کیفیت کے متعلق علمائے کرام اور صوفیائے عظام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے بہت کچھ لکھا ہے لہٰذا ہم اس جگہ انہی کے کلام کو نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے

وأ ماالرو یا فحقیقتها مطالعة النفس الناطقة في ذاتها الروحانية لمحة من صور الواقعات فانها عند ما تكون روحانية تكون طمورا الواقعات فيها موجودة بالفعل كما هو شان الذوات الروحانية كلها وتصير روحانية بان تتجرد عن المواد الجسمانية والمدارك البدنية وقد يقع لها ذلك لمحة بسبب النوم كما نذكر فتقتبس بها علم ماتنشوف اليه من الامور المستقبلة وتعود به الى مداركها فان كان ذلك الاقتباس ضعيفا وغير جلي بالمحاكاة والمثال والخيال لتخلطه فيحتاج من اجل هذه المحاكاة الى التعبير وقد يكون الاقتباس قويا يستغنى فيه عن المحاكاة فلا يحتاج الى تعبير لخلوصه من المثال والخيال والسبب في وقوع هذه اللمحة للنفس لانها ذات روحانية بالقوة استكملت بالبدن ومداركه حتى تصير ذاتها تعقلا محضا ويكمل وجودها بالفعل فتكون حينئذ ذات روحانية مدركة بغير شئي من الا لات البدنية الا ان نوعها في الروحانيات دون نوع الملائكة اهل الافق الاعلى الذين لم.

خواب ایک روحانی مطالعہ ہے۔ نفس کبھی کبھی روحانیات کی خواب میں جھلک دیکھتا ہے۔ اگر وہ پر تو ضعیف اور کمزور ہوتا ہے تو (مثل محسوس اشیاء کے) دوسری چیزوں سے مشتبہ رہتا ہے (جیسے کوئی ضعیف البصر دور سے کوئی چیز دیکھے تو اس چیز کی اصل شکل پورے طور سے ممتاز نہیں ہوتی) اس سبب سے تعبیر کی حاجت ہوتی ہے۔ کبھی دیکھنے والے کی بینائی قوی ہوتی ہے تو خواب کی رویت واضح ہونے کے سبب سے تعبیر کی بھی چنداں حاجت نہیں ہوتی ایسے خواب دیکھنے کا سبب یہ ہے کہ نفس ناطقہ چونکہ روحانی ہے بدن میں رہ کر بھی اس کی روحانی قوت موجود ہے وہ قوت مختلف ہے۔ ایک وہ جو اولیائے کرام کو ہوتی ہے۔ ایک وہ جو عام آدمیوں کو انبیاء علیہم السلام وباوجود تعلق جسمانی کے روحانیات میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں اور بسبب وحی کے آتے رہنے کے اس قوت کا ظہور ان میں ہوتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے خواب کو چھیالیسواں حصہ فرمایا ہے

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ

اور آخرت کی زندگی سے منکر ہیں- اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور

وَیَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ

یعقوب کے دین کا تابع ہوں ہم کو مناسب نہیں کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک بنائیں یہ بات

اور آخرت کی زندگی سے منکر ہیں اور میں اپنے باپ دادا ابراہیم اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے دین کا تابع ہوں ہم کو اور نیز تم کو مناسب نہیں کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک بنائیں یہ بات جو ہمارے ذہن میں جم گئی ہے۔ ہم پر اور ہمارے ذریعہ سے تمام لوگوں پر

مختصر یہ کہ خواب کی صحت و غلطی بلکہ یادداشت اور عدم یادداشت سب قوت مدرکہ کی صفائی اور عدم صفائی پر متفرع ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام کی صفائی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اس لئے ان کے خواب بھی اعلیٰ درجہ کے بلکہ مثل وحی کے ہوتے ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب ہی پر بنا کر کے بیٹے کو ذبح کرنے کی تیاری کر لی تھی جس کی تصدیق خدا نے بھی فرمائی قد صدقت الرؤیا چونکہ حضرات اولیائے کرام علیہم الرحمۃ و الرضوان کی صفائی اس درجہ کی نہیں ہوتی اس لئے ان کے خواب یا کشف بھی انبیاء کے خوابوں یا کشفوں سے مساوات نہیں رکھتے بلکہ ان کے خوابوں یا مکاشفوں کی صحت اسی پر موقوف ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے خوابوں یا مکاشفوں سے مطابق ہوں اور سر مو تفاوت یا مخالف نہ ہوں چنانچہ حضرت مجدد صاحب سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں

"علامت درستی علوم لدنیہ مطابقت ست باصریح علوم شرعیہ اگر سر مو متجاوز است از سکر ست والحق ماحقق علماء اهل السنة وماسوی ذلك زندقة والحادا وسکر" (مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۰)

اسی جلد کے مکتوب ۳۶ میں فرماتے ہیں

"شریعت راسہ جزواست، علم و عمل واخلاص تاایں ہر سہ جزو محقق نہ شوند شریعت محقق نشود چوں شریعت محقق شد رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ حاصل گشت کہ فوق جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ است و رضوان من اللہ اکبر پس شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ آمد و مطلبی نماند کہ درائے شریعت دراں مطلب احتیاج افتد و طریقت و حقیقت کہ صوفیہ بآں ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل جزو ثالث کہ اخلاص است پس مقصود از تحصیل آں ہر دو تکمیل شریعت ست نہ امرے دیگر ورائے شریعت"

مرزا جانجاناں صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"در عالم مثال مراتب قرب الٰہی بصورت قرب مکانی متمثل مے شوند و رویت عالم مثال کہ آں را صوفیہ بکشف تعبیر میکنند از قبیل رویا در منام است از آنجا رسول فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیا الصالحة جزء من ستة واربعین جزءا من النبوة واحیانا در مرتبہ خیال بسبب بعضے عوارض اشکال ارے شود لہذا در کشف غلط مے افتد وگاہے در فہم و تعبیر آں غلط مے افتد لہذا اولیاء اللہ گفتہ اند کہ آنچہ بکشف معلوم شود آں را بمعیار شرع باید سنجید اگر موافق شرعست قبول بائد کرد و آنچہ مخالف شرع باشد آں را رد بائد کرد و زندقہ بائد دانست و آنچہ شرع ازاں ساکت باشد آں را قبول باید کرد باحتمال غلط" (کلمات طیبات صفحہ ۱۴۳)

خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہنے کے یہی معنی ہیں کہ نبی کے الہام یا خواب کی نسبت ولی کے خواب میں چھیالیسواں حصہ

فَضۡلِ اللّٰہِ عَلَیۡنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ

ہم پر اور تمام لوگوں پر اللہ کے فضل سے ہے لیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے۔ یوسف نے کہا اے

السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ اَمِ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ ﴿۳۹﴾

میرے قید خانے کے ساتھیو بتلاؤ تو جدا جدا کئی ایک معبود اچھے ہیں یااللہ اکیلا جو سب پر زبردست ہے

جو اس پر کاربند ہوں اللہ کے فضل سے ہے ورنہ بہتیرے دانایان فرنگ ویورپ اس سے بے نصیب ہیں لیکن بہت سے لوگ اس کا شکر نہیں کرتے بلکہ یوں کہئے کہ اس کو نعمت ہی نہیں جانتے تو شکر کیسا؟ صرف ملاپن سمجھتے ہیں۔ نعمت تو اس علم کو سمجھتے ہیں جس سے دنیا کی کمائی ہو یوسف علیہ السلام نے اس تعلیم کو واضح کرنے کی غرض سے یہ بھی کہا اے میرے قید خانہ کے دوستو بھلا بتلاؤ تو جدا جدا کئی ایک معبود اچھے ہیں یااللہ اکیلا جو سب پر زبردست ہے

صفائی ہوتی ہے جس کی مثال محسوس میں ہم یوں دے سکتے ہیں کہ ایک ایسا لمپ ہو جس میں چھیالیس بتیوں کے برابر روشنی ہو اس کے مقابلے پر ایک ٹمٹماتے ہوئے دیئے کی روشنی کیا قدر رکھتی ہے۔ جیسی ان دونوں کی روشنی میں فرق ہو گا ویسا ہی نبی اور ولی کے خواب میں تفاوت ہے اسی لئے ولی کا الہام یا خواب نبی کے الہام یا خواب کے تابع ہونا چاہئے افسوس کہ "بعض خود ساختہ ملہم" اپنی مطلب براری کو نرالی چال چلتے ہیں کہ نبی بلکہ سید الانبیاء علیہم السلام کے الہاموں اور خوابوں کو اپنے مصنوعی الہاموں اور خوابوں کے تابع کرنا چاہتے ہیں بقول خود اپنے الہاموں کے معنی بحال رکھتے ہیں۔ مگر سید الانبیاء کے الہام اور حدیث میں تاویل یا تحریف کرتے ہیں۔ حالانکہ چاہئے تھا کہ نبی کے الہام کو مقدم کر کے اپنے الہام کو اس کا تابع سمجھتے جہاں پر اپنا الہام انبیاء علیہم السلام کے الہام سے مخالف پاتے اپنے الہام کی تاویل کرتے نہ کہ نبیوں کے الہام میں تاویل بلکہ تحریف کر کے "دمشق"[1] سے مراد "قادیان" لیتے ہیں۔ مگر وہ بھی کیا کریں- تبعیت تو جب ہوتی کہ اصلی ہوتے۔ مصنوعی میں یہ شرافت کہاں؟ فافہم وللتفصیل مقام آخر-

خواب کی کیفیت معلوم کرنے کے بعد خواب کے اقسام بھی معلوم ہونے ضروری ہیں۔ خواب کی کئی قسمیں ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

واما الرؤیا فھی علی خمسۃ اقسام بشری اللہ وتمثل نورانی للحمائد والرذائل المندرجۃ فی النفس علی وجہ ملکی وتخویف من الشیطان ومن حدیث نفس من قبل العادۃ التی اعتادھا النفس فی الیقظۃ تحفظھا المتخلیۃ فی الحس المشترك مااخترن فیھا وخیالات طبیعیۃ لغلبۃ الاخلاط وتنبہ النفس باذأھا فی البدن اما البشری من اللہ فحقیقتھا ان النفس الناطقۃ اذا انتھزت فرصۃ عن غواشی البدن باسباب خفیۃ لا یکاد یتفطن بھا الا بعد تامل واف استعدت لان یفیض علیھا من

خواب پانچ قسم پر ہیں۔ خدا کی طرف سے خوشخبری نیک وبد خصائل کی جو نفس میں مندرج ہوتی ہیں تمثیل ہوتی ہے۔ شیطانی ڈراؤ- روزمرہ کاروبار کی باتیں۔ انسان کے خیالات طبیعیہ جو اخلاط کے غلبہ سے ہوتے ہیں۔ جو اللہ کی خوشخبری ہوتی ہے اس کی اصلیت یہ ہے کہ نفس ناطقہ جب حجابات بدنیہ سے کسی قدر علیحدہ ہوتا ہے تو اس امر کے لئے اس میں استعداد آتی ہے کہ مبداء فیض سے کچھ اس پر فیضان ہو تو حسب استعداد اس کی کچھ اسے دیا جاتا ہے اس قسم کا خواب تعلیم الٰہی ہے- (اللھم ارزقنی) (اے اللہ توفیق عطا فرما کہ مجھے بھی ایسے خواب آئیں)

---

[1] دیکھو ازالہ اوہام مصنف مرزا قادیانی صفحہ نمبر ۶۶

مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ
تم لوگ اللہ کے سوا نرے مصنوعی ناموں کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کر رکھا ہے
اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ
اللہ نے اس پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں اس نے تو یہی حکم دیا ہے کہ اسی کی عبادت کیا کرو

اگر غور کرو تو تھوڑی سی فکر میں تمہیں یہ بات حل ہو سکتی ہے کہ تم لوگ اللہ کے سوا نرے مصنوعی ناموں ہی کی عبادت کرتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے تجویز کر رکھا ہے ورنہ دراصل اس طاقت کی کوئی چیز سوائے خدا کے دنیا میں نہیں ہے جس کی عبادت کی جائے۔ محض تمہارے من گھڑت ڈھکوسلے ہیں۔ اللہ نے اس امر پر کوئی دلیل نہیں نازل فرمائی اور ایسے مسائل میں جو ذات و صفات کے متعلق ہوں اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے کہ اسی کی عبادت کرو۔

منبع الخير والجود وكمال علمي فافيض عليه شئي على حسب استعداده ومادته العلوم المخزونة عنده وهذه الرؤيا تعليم الهي كالمعراج المنامي الذى راى النبى صلى الله عليه وسلم فيه ربه فى احسن صورة فعلمه الكفارات والدرجات وكالمعراج النامي الذى انكشف فيه عليه صلى الله عليه وسلم احوال الموتى بعدانفكاكهم عن الحيوة الدنيا كمارواه جابر بن سمرة رضى الله عنه وكعلم ماسيكون من الوقائع الاتية فى الدنيا واما الرؤيا الملكية فحقيقتها ان فى الانسان ملكات حسنة وملكات قبيحة ولكن لا يعرف حسنها وقبحها الا المجرد الى الصور الملكيته فمن تجرد اليها تظهر له حسناة وسياة فى صورة مثالية فصاحب هذا يرى الله تعالىٰ واصله الانقياد للبارى ويرى الرسول صلى الله عليه وسلم واصله الا نقياد للرسول المركوز فى صدره ويرى الانوار واصلها الطاعات المكتبة فى صورة قبيحة فى صدره وجوارحة تظهر فى صورة الانوار والطيبات كالعل والسمن واللبن فمن راى الله والرسول والملائكة فى صورة الغضب فليعرف ان فى اعتقاده خللا وضعفا وان نفسه لم تكمل وكذىث الانوار التى حصلت بسبب الطهارة تظهر فى صورة الشمس والقمر واما التخويف من الشيطان فوحشة وخوف من الحيوانات الملعونة كالقردو والغيل والكلاب والسودان من الناس فاذا راى ذلك فليتعوذ بالله وليتعل فلاثا من يساره وليتحول عن جنبه الذى كان عليه واما البشرى فلها تعبير والعمدة فيه معرفة الخيال اى شئى فطنة لاى معنى فقد ينتقل الذهن من المسمى لى الاسم كرويته النبى صلى الله عليه وسلم انه كان فى دار عقبته

جو خواب ملکیتہ ہوتے ہیں (جن میں نفس کے نیک وبد خصائل کا تمثل ہوتا ہے) تو اس کی اصل یہ ہے کہ انسان میں نیک وبد خصائل دونوں کی استعداد ہے لیکن انکا حسن وقبح معلوم نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ (ظاہری حواس سے) مجرد ہو کر صورت ملکتیہ کی طرف واصل نہ ہو۔ پس جو ایسا مجرد ہو گا اس کو کبھی کبھی اپنی نیکیاں اور بدیاں صورت مثالیہ میں معلوم ہو جایا کرتی ہیں۔ اس طرح کہ ایسا آدمی گاہے خواب میں اللہ کو دیکھتا ہے جس سے مراد ہوتی ہے کہ اللہ کا فرمانبردار ہے۔ اور رسول کو جس سے مراد اتباع سنت ہوتا ہے۔ علی ھذا القیاس نور دیکھتا ہے یا کھانے کی لذیذ چیزیں مثل شہد یا دودھ کے دیکھتا ہے پس جو کوئی اللہ یا رسول کو بدشکل یا ناراض دیکھے تو جانے کہ اسکے اعتقاد میں خلل ہے اور اس کا نفس ناقص ہے شیطانی ڈراؤوالا خواب وہ ہوتا ہے جس میں حیوانات موذیہ مثل کتے بندر وغیرہ

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ

یہی مضبوط مذہب ہے اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے جیل خانہ کے دوستو! تم دونوں

اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ

میں سے ایک اپنے آقا کو شراب پلائے گا

یہی مضبوط اور سیدھا دین ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ وہ محض اپنی جہالت سے غیروں کو پکارتے ہیں بندوں سے حاجات مانگتے ہیں اور نفع و نقصان کی امیدیں ان سے رکھتے ہیں گو ایسے لوگ بظاہر علم دار ہوں تاہم حقیقت میں جاہل ہیں۔ اے جیل خانہ کے دوستو یہ تو میں نے تمہیں حقانی تعلیم سکھائی ہے۔ اب سنو تمہارے خواب کی تعبیر بتلاتا ہوں۔ تم دونوں میں سے ایک یعنی جس نے خواب میں انگور نچوڑے ہیں وہ تو قید سے چھوٹ کر اپنے اصل عہدے پر جا کر اپنے آقا کو شراب پلائے گا۔

بن رافع فاتی برطب ابن طالب قال علیه الصلوة والسلام فاولت ان الرفعة لنافی الدنیا والعافیة فی الاخرة وان دیننا قد طاب وقد ینتقل الذهن الی الملابس الی مایلابسه کالسیف للقتال وقد ینتقل الذهن من الوصف الی جوهرمناسب له کمن غلب علیه حب المال راه النبی صلی الله علیه وسلم فی صورة سوار من ذهب وبالجملة فللانتقال من شئی الی شئی صور شتی وهذه الرؤیا شعبة من النبوة لانها ضرب من افاضة غیبة قد تدل من الحق الی الخلق وهو اصل النبوة واما سائر انواع الرؤیا فلا تعبیر لها (حجة الله البالغة ص ۱۸۰-۱۸۱)

سے آدمی ڈر جائے ایسی خواب دیکھنے پر بیدار ہو تو بائیں جانب تھوک دے اور جس پہلو پر لیٹا ہو اس سے پھر جائے۔ لیکن خوشخبری والا خواب سو اسی کی تعبیر ہوتی ہے اور یہ نبوت کے درخت کی گویا ایک شاخ ہے کیونکہ یہ مبدا فیض سے ایک قسم کا فیضان ہے۔ باقی اقسام کی تعبیر نہیں ہوتی (یعنے وہ اخبار مستقبلہ سے نہیں ہیں)

مختصر یہ کہ صحیح اور قابل تعبیر خواب جس میں اخبار مستقبلہ ہوتی ہیں صرف وہی ہے جو قوت مدرکہ سے حاصل ہو نہ کوئی اور وہی نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہونے کا حق رکھتا ہے کیونکہ وہ نبوت کے اتباع سے حاصل ہوتا ہے۔ جس قدر اور جس درجے کسی کی قوت مدرکہ تیز اور نبوت سے قریب ہو گی اسی قدر اس کے خواب سچے اور تعبیر طلب ہوں گے۔ البتہ بعض اوقات کفار اور فساق کے خواب بھی درست اور تعبیر طلب ہوتے ہیں سو یہ شاذ و نادر کسی حکمت الٰہیہ سے ایسا ہوتا ہے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں شاہ مصر اور قیدیوں کے خواب تھے کہ ان میں یہ حکمت تھی کہ یوسف علیہ السلام کی رہائی کے لئے وہی سبب ہوئے۔ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمة

سر سید احمد خان چونکہ اس کوچہ سے ناآشنا تھے اس لئے جیسے اور امور سے منکر ہیں خواب کی حقیقت اور کیفیت سے بھی انکاری ہیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں

”غرض کہ صوفیہ کرام اور علمائے اسلام اور فلاسفہ مشائین میں سے شیخ بو علی سینا اس بات کے قائل ہیں کہ بعض لوگوں کو جن کے نفس کامل ہیں یا زہد و مجاہدہ و ریاضات سے ان کے نفوس میں تجرد ہوتا ہے ان کو خواب میں ملاء اعلیٰ سے ایک قسم کے علم کا فیضان ہوتا ہے اور وہ فیضان ان کے صور خیالیہ میں سے کسی صورت میں جو اس فیضان علم کے مناسب ہے متمثل ہوتا ہے۔ اور وہ تمثل حس مشترک میں منقش ہو جاتا ہے“

وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ

اور دوسرا سولی دیا جائے گا تو جانور اس کے سر سے نوچ نوچ کر کھائیں گے جس امر سے تم سوال کرتے ہو

تَسْتَفْتِیٰنِ ﴿۴۱﴾ؕ وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا

ہو ہی چکا ہے۔ یوسف علیہ السلام کو جس کے چھوٹنے کا گمان ہوا تھا

حواس کا کام ہے یعنی بعد تحقیقات وہ بے جرم ثابت ہو گا اور دوسرا یعنی جس نے اپنے سر پر خواب میں ٹوکرا اٹھایا تھا وہ جرم کے ثبوت پر سولی دیا جائے گا سولی کے تختے پر ہی اسے چھوڑ دیں گے تو جانور اس کے سر سے نوچ نوچ کر کھائیں گے جس امر سے تم سوال کرتے ہو یقیناً جانو کہ وہ اللہ کے نزدیک ہو ہی چکا ہے۔ یعنی ان شاء اللہ اس میں سر مو تفاوت نہ ہو گا یہ سن کر ان میں سے ایک تو خوش ہوا دوسرا رنجیدہ ہو کر بیٹھ رہا۔ یوسف علیہ السلام کو جس کے چھوٹنے کا گمان ہوا تھا اسے کہنے لگا بھائی اگر خدا تم پر رحم کرے اور تو بحال ہو جائے تو اپنے

اور اس کے مطابق ان کو خواب دکھائی دیتا ہے شاہ ولی اللہ صاحب کہتے ہیں کہ یہی ایک خواب اس قابل ہوتا ہے کہ اس کی تعبیر دی جائے اور اس کے سوا کوئی خواب تعبیر کے لائق نہیں ہوتا ملاء اعلیٰ کے مفہوم کو متعدد لفظوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کبھی تو ایک عالم مثال قرار دیا جاتا ہے جس میں اس عالم کی تمام باتیں ما کان وما یکون بطور مثال کے موجود ہیں اور اس کا عکس مجملاً یا تفصیلاً خواب میں انسان کے نفس پر پڑتا ہے اور کبھی نفوس فلکی کو ما کان و ما یکون کا عالم سمجھا جاتا ہے اور اس سے نفس انسانی پر فیض پہنچانا مانا جاتا ہے اور کبھی عقول عشرہ مفروضہ حکماء کو عالم ما کان وما یکون قرار دے کر اس کے فیضان کو تسلیم کیا جاتا ہے اور کبھی اس سے ملائکہ مقصود ہوتے ہیں (مقصود سب سے ایک ہی ہے کہ ملاء اعلیٰ وہ مقام ہے جہاں سے انسان بذریعہ حواسِ خمسہ اور براہین عقلیہ علم حاصل نہ کر سکے بلکہ محض اندرونی صفائی اور فیض ربانی سے ہو جس پر آپ نے غور سے کام نہیں لیا جیسا آگے آتا ہے) اب ہمارا سوال یہ ہے کہ بلا شبہ عقل انسانی بلکہ مشاہدہ اور تجربہ اس بات کو ضرور ثابت کرتا ہے کہ ایک واجب الوجود یا علۃ العلل خالق جمیع کائنات موجود ہے ولا نعلم ماهية ولا حقيقة صفاته الا ان نقول عالم حي قادر خالق لا تاخذه سنة ولا نوم له مافي السموات ومافي الارض. هو على كل شئي قدير اور یہ تمام الفاظ صفاتی جو اس واجب الوجود کی نسبت منسوب کرتے ہیں صرف مجاز ہے لان حقیقۃ صفاتہ غیر معلومتہ پس مفہوم ملاء اعلیٰ کا جو صوفیہ کرام اور علماء اسلام اور فلاسفہ عالی مقام نے قرار دیا ہے یہ صرف خیال ہی خیال ہے اس کی صداقت اور واقعیت کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو کسی امر کو گو کہ وہ واقعات خواب ہی کیوں نہ ہوں اس پر مبنی کرنا نقش بر آب ہے۔ اما الاحاديث المروية وفي هذا الباب فكلها غير ثابت[1] فانما هي مقالات الصوفية ومن يشابههم وليس من كلام النبى محمد صلى الله عليه وسلم

اس تقریر سے سر سید کا مطلب صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز مشاہدہ میں نہ ہو اس کا وجود ان کے نزدیک مسلم نہیں۔ رہا یہ سوال کہ خدا بھی تو مشاہدہ میں نہیں تو اس کا جواب سید صاحب دیتے ہیں کہ مشاہدہ ہی اس کے ماننے پر مجبور

[1] وان كانت في صحيح البخاري الذي اعترفت بصحتة في ما تقدم والانكار بعد الاقرار تناقض صريح وتهانت قبيح

اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَأَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۝

اس سے کہا تو اپنے آقا کے پاس میرا بھی ذکر کیجو سو شیطان نے اسے آقا کو یاد دلانا بھلا دیا پس وہ قید خانہ میں کئی سال تک پڑا رہا

آقا کے پاس جو والی ملک ہے میرا بھی ذکر کیجو کہ ایک بے گناہ مظلوم جیل خانہ میں پھنسا ہوا ہے۔ سو شیطان نے اس آقا کو یاد دلانا بھلا دیا۔ چونکہ یوسف علیہ السلام کا یہ سوال حسب شان نہ تھا گو شرعاً جائز تھا۔ مگر عرف خاص میں جن کا طریق یہ ہو کہ

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

یہ امر پسندیدہ نہیں تھا۔ اس وجہ سے وہ قید خانہ میں کئی سال تک کس مپرسی کی حالت میں پڑا رہا

کرتا ہے۔ مگر ملأاعلیٰ کا وجود ماننے پر مشاہدہ مجبور نہیں کرتا۔ لیکن جن لوگوں نے ملاء اعلی کا بھی مشاہدہ کیا ہے ان کے جواب میں سید صاحب فرماتے ہیں کہ

"ہاں کہا جاتا ہے کہ بعد سلوک طریقت اور اختیار کرنے زہد وریاضت کے (یہی تو مشکل ہے) یہ راز کھلتا ہے اور حجابات اٹھ جاتے ہیں اور حقیقت نفس وماہیت ملاء اعلی ومافیہا منکشف ہو جاتی ہے۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ کچھ منکشف نہ ہوتا ہو گا (کاش کہ "ہو گا" کی بجائے "ہے" کہا ہوتا) مگر ہم کس طرح تمیز کریں کہ جو کچھ منکشف ہوتا ہے وہ حقیقت ہے یا وہی خیالات ہیں جو متمثل ہو گئے ہیں جس طرح کہ اور خیالات متمثل ہو جاتے ہیں

سید صاحب! وہ علم "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کا مصداق ہے مگر جو اس کوچہ ہی سے ناآشنا ہو اسے کون سمجھائے جیسا عنین مادر زاد کو جماع کی لذت کا یقین کرنا یا کسی دوسرے کا اس کو باور کرا دینا مشکل ہے ویسا ہی آپ کا اور آپ کے ہمراہیوں کا اس امر کی حقیقت سے آگاہ ہونا یا کسی کا ان کو قائل کرنا اس سے بھی زیادہ مشکل ہے

ایکہ آگاہ نئی عالم درویشاں را توچہ دانی کہ چہ سودائے سراست ایشانزا

پس بطور نتیجہ فرماتے ہیں

"پس ہمارے نزدیک بجز ان قوی کے جو نفس انسانی میں مخلوق ہیں اور کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں"

بیشک ہم بھی مانتے ہیں کہ جو قوی خدا نے انسان میں مخلوق کئے ہیں ان کے سوائے کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں۔ مگر ہم پہلے کئی دفعہ لکھ آئے ہیں کہ قوانین قدرت اسی میں محدود نہیں جو ہمارے مشاہدہ اور حس میں آچکا ہے بلکہ ایسا کہنا خدا کی شان میں ایک قسم کی بے ادبی ہے جس پر آپ نے بھی بڑی خوشی سے دستخط کئے ہوئے ہیں جہاں فرماتے ہیں کہ "یہ بات سچ ہے کہ تمام قوانین قدرت ہم کو معلوم نہیں ہیں اور جو معلوم ہیں وہ نہایت قلیل ہیں اور ان کا علم پورا نہیں بلکہ ناقص ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب کوئی عجیب واقعہ ہو اور اس کے وقوع کے علم کا کافی ثبوت موجود بھی ہو اور اس کا وقوعہ معلومہ قانون قدرت کے مطابق بھی نہ ہو سکتا ہو اور یہ تسلیم کر لیا جائے کہ بغیر دھوکہ وفریب کے فی الواقع ہوا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بلاشبہ اس کے وقوع کے لئے کوئی قانون قدرت ہے مگر ہم کو اس کا علم نہیں" (تفسیر احمدی جلد دوم صفحہ ۴۴)

لیکن اس کا کیا علاج ہو کہ آپ اپنے کہے پر خود ہی عمل نہ کر کے لِمَ تقولون مالا تفعلون کے مخاطب بنیں۔ پھر حسب مذاق خود یوسف علیہ السلام کے خواب کی وجہ بتلاتے ہیں

"اب یوسف علیہ السلام کے خوابوں کو دیکھو۔ پہلا خواب ان کا یہ ہے کہ انہوں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو اپنے تئیں سجدہ کرتے دیکھا۔ حضرت یوسف کے ان کے سوا گیارہ بھائی اور تھے اور ماں اور باپ تھے۔ باپ اور ماں کا تقدس اور عظم وشان اور قدر ومنزلت ان کے دل میں منقش تھے۔ بھائیوں کو اپنے باپ کی ذریات جانتے تھے۔ مگر وہ اس سبب

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّىٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ

اور بادشاہ نے کہا کہ میں نے خواب میں سات موٹی موٹی گائیں دیکھی ہیں جن کو سات دبلی سی (گائیں) کھائے جاتی ہیں

وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ

اور سات بالیں سبز دیکھی ہیں اور کئی ایک خشک

آخر خدا کی جناب میں دعا قبول ہوئی تو اس نے خود ہی اس بلا سے نجات دلائی۔ اور اس کی ظاہری تدبیر یہ بنائی کہ بادشاہ کو ایک خواب دکھایا جو اس نے اپنی کچہری میں بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے خواب میں سات موٹی موٹی گائیں دیکھی ہیں۔ جن کو سات دبلی سی گائیں کھائے جاتی ہیں۔ اور ساتھ بالیں سبز دیکھی ہیں اور کئی ایک خشک

سے کہ ان کے باپ ان کو سب سے زیادہ چاہتے تھے اور خود ان کے باپ وماں اور ان کے سبب سے ان کے بھائی ان کی تابعداری بسبب چاؤ و محبت کے کرتے تھے (بیشک کرتے تھے عیاں راچہ بیان) اور اس لئے ان کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ ماں باپ اور بھائی سب میرے تابع و فرمان بردار اور میری منزلت وقدر کرنے والے ہیں۔ یہ کیفیت جو انکے دماغ میں منقش تھی اس کو متخیلہ نے سورج اور چاند اور ستاروں کی شکل میں جن کو وہ ہمیشہ دیکھتے تھے اور ان کا تفاوت درجات بھی ان کے خیال میں متمکن تھا متمثل کیا اور انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھ کو سجدہ کرتے ہیں۔ پس ان کی تعبیر حالت موجودہ میں یہ تھی کہ ماں باپ بھائی سب ان کے فرمانبردار ہیں"

مطلب یہ کہ جو کچھ حضرت یوسف نے دیکھا تھا اس کا منشا خارج میں موجود تھا یعنی ماں باپ بھائیوں کی تابعداری نہ کہ کوئی ملاء اعلیٰ سے تعلق تھا۔ ماں باپ کی تابعداری یا دوسرے لفظوں میں شفقت پدری تو بجا ہے مگر بھائیوں کی اور خاص کر یوسف کے بھائیوں کی (جن کی مہربانیاں معلوم ہیں) اطاعت اور فرمانبرداری کس نے سنی ہو گی؟ جنہوں نے زندہ کو اندھے کنوئیں میں ڈال دیا گو باپ کی غیبوبت ہی میں ڈالا تاہم یہ قرینہ ان کی چاؤ و محبت کا ہے جس سے وہ یوسف کی فرماں برداری کرتے تھے۔ البتہ سید صاحب اگر یوں کہتے کہ ماں باپ کے لحاظ سے منافقانہ فرماں برداری کرتے تھے تو تو بھی ایک بات تھی۔ مگر اس صورت میں یہ سوال ہوتا کہ ایسے منافقوں اور لحاظی محبوں کا حال محبوب سے مخفی نہیں رہا کرتا۔ غالباً اگر وہ باپ کے سامنے یوسف کو چومتے ہوں گے تو پیچھے کاٹتے ہوں گے پس ایسے "فرمانبرداروں" کو تابعدار جاننا نہ صرف دھوکہ خوری ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کی نادانی علاوہ اس کے اس عبارت کے معنی بھی ہماری سمجھ سے باہر ہیں کہ "اس کی تعبیر حالت موجودہ میں یہ تھی کہ ماں باپ بھائی سب ان کے فرمانبردار ہیں" حالانکہ یوسف علیہ السلام نے جو خود اپنے خواب کی تعبیر کی تھی وہ بالکل سید صاحب کی تقریر کے خلاف ہے کیونکہ ایک تو وہ خواب کے وقت کے لحاظ سے مستقبل تھی اور سید صاحب کی تقریر سے "حال" معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ سید صاحب اسے "ہیں" سے تعبیر کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک یوسفی خواب کی تعبیر بس یہی تھی کہ ان کے بھائی وغیرہ ان کی اس حالت میں تابعداری کرتے تھے مگر حضرت یوسف نے جب مصر میں ماں باپ اور بھائیوں کو اپنی تعظیم کرتے دیکھا جس کا بیان آیت مندرجہ حاشیہ میں ہے

ورفع ابویہ علی العرش وخروالہ سجدا وقال یابت ھذا تاویل رءیای من قبل قد جعلھا ربی حقا (یوسف)

تو اس حالت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ کیفیت میرے خواب کی تعبیر ہے

اس کا جواب سید صاحب یہ دیتے ہیں کہ

اس واقعہ کے ایک مدت بعد یوسف علیہ السلام کے ماں باپ بھائیوں کا مصر میں جانا اور موافق آداب سلطنت کے آداب بجالانا اور یوسف علیہ السلام کا فرمانا کہ **ھذا تاویل رءیای من قبل قد جعلھا ربی حقا**

يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْيَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ

اے درباریو اگر تمہیں علم تعبیر ہے تو اس خواب کی تعبیر کرو۔ سب نے کہا کہ یہ تو بیہودہ پریشان

اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا

خواب و خیال ہیں اور ہم ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ اور جو ان دو قیدیوں میں سے بری ہوا تھا

اس خواب سے میں سخت پریشان ہوں اے درباریو اگر تمہیں علم تعبیر ہے تو اس خواب کی تعبیر کرو۔ سب نے بیک زبان کہا کہ یہ تو بیہودہ اور پریشان خواب وخیال ہیں اور ہم ایسے پریشان خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ اس لئے کہ ہر ایک خواب قابل تعبیر نہیں ہوتا بلکہ وہی ہوتا ہے جو القاء ربانی سے ہو ورنہ دن کے خیالات ذہن میں بیٹھے ہوئے رات کو قوت متخیلہ میں متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہیں مگر بادشاہ کو ان کے اس جواب سے تشفی نہ ہوئی وہ اس کی تعبیر کا جویاں رہا۔ آخر تدبیر الٰہی غالب آئی اور جو ان دو قیدیوں میں سے بری ہوا تھا

ایک امر اتفاقی تھا کیونکہ یہ بات قرآن مجید سے نہیں پائی جاتی کہ یعقوب علیہ السلام جو نبی تھے اس خواب سے یہ سمجھے تھے کہ حضرت یوسف ایسی منزلت میں پہنچیں گے کہ ماں باپ اور بھائی جا کر ان کو سجدہ کریں گے۔ اگر قرآن مجید سے اس خواب کی تعبیر پائی جاتی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ حضرت یعقوب نے حضرت یوسف سے کہا کہ خدا تجھ کو حوادث عالم کا مآل تعلیم کرے گا اور اپنی نعمت تجھ پر اور یعقوب کی اولاد پر اسی طرح پوری کرے گا جس طرح کہ اس نے ابراہیم اور اسحاق علیہما السلام پر پوری کی ہے اور یہ تعبیر ایک عام تعبیر ہے جو ایک جوان صالح کے عمدہ خواب (سید صاحب عمدگی کیسی ؟ یہی کہ قوت واہمہ سے بھائیوں کی فرمانبرداری سمجھی جس کو قوت متخیلہ نے سورج اور چاند ستارے کر دکھایا) کی تعبیر میں بیان ہو سکتی ہے۔ چاند سورج ستاروں کے سجدہ کرنے سے حوادث عالم کے علم کو تعبیر کرنا نہایت پر لطف قیاس تھا" کون پوچھے کہ لطف کا بیان کیا ہے جس نے یہودیوں کا مقلد بنتا ہو وہ پوچھے ہماری تو مجال نہیں۔ مطلب سید صاحب کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف کا یہ سمجھنا کہ میرے خواب کی یہ تعبیر ہے دلیل نہیں ہو سکتا ہاں حضرت یعقوب نے جو نبی تھے اور اگر ایسا سمجھا ہوتا تو دلیل ہو سکتا تھا حالانکہ حضرت یعقوب نے اس خواب سے یوسف علیہ السلام کی کوئی قدر و منزلت نہیں سمجھی۔ بلکہ جو کچھ کہا وہ بھی عام تعبیر یا نیک فال کے طور پر کہہ دیا کہ یہ ہو گا وہ ہو گا مگر بے ادبی معاف قرآن سے بے خبری جس قدر اس مضمون میں آپ سے ظاہر ہوئی ہے کسی مضمون میں نہیں ہوئی۔ سید صاحب و آلہ بغور سنئے حضرت یعقوب نے حضرت یوسف (علیہما السلام) کا خواب سنتے ہی کہا یا بنی لا تقصص رء یاك علی اخوتك فیكیدوا لك كیدا ان الشیطان للانسان عدو مبین اس آیت کا ترجمہ ہم سید صاحب ہی کے لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ "یوسف کے باپ یعنی یعقوب علیہما السلام نے کہا کہ اے میرے بچے تو نہ بیان کرنا قصہ اپنے خواب کا اپنے بھائیوں پر پھر وہ مکر کریں گے تیرے لئے کسی طرح کا مکر بیشک شیطان انسان کے لئے دشمن ہے علانیہ۔ (جلد ۴ صفحہ ۷۱)

فرمایئے یہ کیوں کہا اس سے کیا سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت یعقوب نے یوسف کے خواب سے ترقی مدارج سمجھی تھی بلکہ ایسی سمجھی تھی کہ وہ اس سمجھ کو بدیہی اور ہر ایک کے قابل فہم جانتے تھے۔ جب ہی تو انہوں نے اس خوف سے کہ یوسف کے بھائی بھی یہی تعبیر سمجھ کر کہ یوسف اعلیٰ مدارج پر پہنچے گا حسد نہ کرنے لگیں یوسف کو اپنے خواب بتلانے سے منع کر دیا تھا کہیے یہ مضمون صاف ہے یا نہیں؟ اسی فہم و انصاف پر سید صاحب مرحوم ہمیشہ مفسرین کو قرآن سے نا سمجھ اور یہودیوں کے مقلد بنایا کرتے تھے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ مفسرین کا یہ قصور ہے اور واقعی بہت بڑا قصور ہے کہ وہ کم

وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ

اور اسے بعد مدت یاد آیا اس نے کہا کہ میں اس کی تعبیر تمہیں بتا سکتا ہوں پس مجھے بھیجو- اے یوسف صدیق تو ہمیں اس خواب

اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ

کی تعبیر بتلا کہ سات موٹی موٹی گائیں ہیں جن کو دوسری دبلی پتلی سات گائیں کھائے جاتی ہیں

وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ

اور سات بالیں سبز اور کئی ایک خشک ہیں بتا کہ میں لوگوں کے پاس جاؤں تاکہ انہیں بھی معلوم ہو- یوسف علیہ السلام نے کہا کہ سات سال تو

سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ

بدستور پے در پے کاشتکاری کرتے رہنا پھر جس قدر ورد کرو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا

اور اسے بعد مدت مدیر اور عرصہ بعید کے خواب کا قصہ سن کر اپنا خواب یاد آیا تو اس نے وزراء سے کہا کہ میں اس کی تعبیر تمہیں بتلا سکتا ہوں پس مجھے بھیجوں کہ میں جیل کے ایک قیدی سے جس نے مجھے تعبیر بتلائی تھی پوچھ آؤں چنانچہ اسے اجازت ہوئی اور اس نے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے یوسف صدیق راست باز میں تیرے اس احسان کا بدلہ ادا نہیں کر سکتا جو تو نے خواب کی سچی تعبیر بتلا کر میری تسلی کی تھی۔ اب ایک اور اسی قسم کی ضرورت در پیش ہے پس تو ہمیں اس خواب کی تعبیر بتلا کہ سات موٹی موٹی گائیں ہیں جن کو دوسری دبلی سات گائیں کھائے جاتی ہیں اور سات بالیں سبز اور کئی ایک خشک ہیں۔ یہ تو مجھے بتا کہ میں درباری لوگوں کے پاس جو اس کے منتظر ہیں جاؤں اور ان کو تیری تعبیر سناؤں تاکہ انہیں بھی معلوم ہو جس سے شاید تیری مراد بھی بر آئے جس کی بابت تو نے مجھے کہا تھا یوسف نے کہا تعبیر تو کیا اس بلائے بے درمان کی تدبیر بھی تم کو بتلاؤں گا۔ یہ ایک سخت آفت تم پر آنے والی ہے کہ سات سال تک تو تم پر ہر طرح سے ارزانی اور فارغ البالی رہے گی۔ مگر بعد ازاں سات سال سخت قحط ہو گا۔ سو تم ایسا کرنا کہ سات سال تو بدستور پے در پے کاشتکاری کرتے رہنا۔ پھر جس قدر فصل ورد کرو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا

علم اپنی رائے کو قرآن کی تابع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ افسوس ان کم ہمتوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ قرآن کو جو بقول[1] حضرت علی رضی اللہ عنہ بالکل بے زبان ہے اپنی رائے کے تابع کر لیں۔ کیا یہ کوئی برا کام ہے سچ ہے

مجھ میں اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں — تم میں دو وصف ہیں بدخو بھی ہو خود کام بھی ہو

علاوہ اس کے اگر حضرت یعقوب کی سمجھ پر مدار اس لئے ہے کہ وہ نبی تھے چنانچہ سید صاحب کی عبارت سے متبادر مفہوم ہے تو حضرت یوسف کی سمجھ جو وہ بھی نبی تھے اپنی خواب کے متعلق کیوں کافی نہیں؟ جبکہ وہ صریح لفظوں میں هذا تاويل رءياى فرما رہے ہیں۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ سید صاحب نے جس بیان کو یوسف کے خواب کی تعبیر بتلایا ہے وہ الگ سبب ہے چنانچہ ان آیتوں میں و كذلك يجتبيك ربك ويعلمك من تاويل الاحاديث ويتم نعمته عليك وعلى ال يعقوب- الاية یہ کلام "واؤ" عطف سے پہلے کلام پر معطوف ہے تعبیر کی طرف تو یعقوبؑ نے پہلے

[1] حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی جنگ صفین کے دنوں میں معاویہؓ نے قرآن شریف نیزوں پر کھڑے کر کے پکار دیا تھا کہ یہ قرآن ہمارا منصف ہے۔ حضرت علی کی فوج نے قرآن دیکھ کر ہتھیار چھوڑ دیئے کہ جب یہ قرآن کا فیصلہ مانتے ہیں تو ہم ان سے کیوں لڑیں۔ حضرت علی نے معاویہ کی تدبیر سمجھ کر فرمایا یہ قرآن جو نیزوں پر ہے خاموش ہے اور میں بولنے والا قرآن یعنی قرآن کا مفسر ہوں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ

مگر تھوڑا سا کھانے کے قدر (صاف کر لینا) پھر اس سے پیچھے سات سال سخت آئیں گے

مگر تھوڑا سا کھانے کے قدر (صاف کر لینا) پھر اس سے پیچھے سات سال سخت قحط کے آئیں گے

کلام لا تقصص رءیاك علی اخوتك میں اشارہ کر دیا ہے جس کو سید صاحب نے حرف غلط کی طرح بالکل محو کر دیا ہے اور اس کا ذکر تک نہیں کیا اور معطوف کو جو الگ کلام تھا تعبیر سمجھ گئے بالکل سچ ہے

گر تو قرآن بریں نمط خوانی ـ بہ بری رونق مسلمانی

باقی تین خوابوں کے متعلق بھی سید صاحب نے اسی طرح ہاتھ پاؤں مارے ہیں گو وہ اس قابل نہیں کہ ان کا جواب دیا جائے اور نہ ہی ہم سے ایسی باتوں کا جواب ہو سکتا ہے۔ مگر تاہم قوم کی آگاہی کے لئے سید صاحب کی تقریر کو نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"دوسرا اور تیسرا خواب ان دو جوانوں کا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانہ میں تھے ان میں سے ایک نے دیکھا تھا کہ میں شراب چھان رہا ہوں۔ دوسرے نے دیکھا تھا کہ اس کے سر پر روٹی ہے اور پرند اس کو کھا رہے ہیں۔ یہ دونوں شخص کسی جرم کے متہم ہو کر قید ہوئے تھے۔ پہلا شخص جو غالباً ساقی تھا در حقیقت وہ بے گناہ تھا اور اس کے دل کو یقین تھا کہ وہ بے گناہ قرار پا کر چھوٹ جائے گا (ایسے انصاف کی امید ایسی حکومت سے ہے جس میں حضرت یوسف جیسے بے گناہ کئی سال یونہی کسمپرسی کی حالت میں پڑے رہے ایں خیالست و محال است و جنون) وہی خیال اس کا سوتے میں شراب تیار کرنے سے جو اس کا کام تھا منتقل ہو کر خواب میں دکھائی دیا۔ دوسرا شخص جو غالباً باورچی خانہ سے متعلق تھا در حقیقت مجرم تھا اور اس کے دل میں یقین تھا کہ وہ سولی پر چڑھایا جائے گا اور جانور اس کا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ تو یہی خیال اس کا سوتے میں روٹی سر پر رکھ کر لے جانے سے جو اس کا کام تھا اور پرندوں کا روٹی کو کھانے سے متمثل ہو کر خواب میں دکھائی دیا (کیا وجہ کہ پہلے کے ذہن میں رہائی کا تصور متمثل ہوا اور دوسرے کو سولی کا تصور نہ ہوا بلکہ بقول آپ کے اپنے ہی کام کا خیال آیا کہ میں روٹی سر پر رکھ ہوئے جاتا ہوں) حضرت یوسف علیہ السلام اس مناسبت طبعی کو جو ان دونوں خوابوں میں تھی سمجھے اور اس کے مطابق دونوں کی تعبیر اور مطابق واقع کے ہوئے

غرض کہ سید صاحب کے نزدیک علم تعبیر رویا بالکل اس قصے کے مشابہ ہے جو کسی حکیم صاحب اور ان کے شاگرد رشید کا مشہور ہے۔ حکیم صاحب ایک دفعہ بہ ہمراہی شاگرد رشید جو ابھی نیم حکیم تھے کسی بیمار کو دیکھنے کے لئے گئے۔ حکیم صاحب نے تو اپنے تجربہ سے معلوم کیا کہ بیمار نے بد پرہیزی کی ہے بلکہ کہہ بھی دیا کہ اس نے تربوز کھایا ہے جو اس کو مضر تھا۔ تیمارداروں نے اس امر کا اقرار کیا۔ اتفاقاً بیمار کی چارپائی کے نیچے تربوز کے چھلکے اور بیج بھی پڑے تھے۔ نیم حکیم صاحب نے یہ اصول سمجھا کہ جس چیز کا نشان مریض کی چارپائی کے نیچے ہو اس کے متعلق بد پرہیزی کا الزام بیمار پر لگا دینا چاہئے۔ اتفاق سے دوسرے ہی روز حکیم صاحب مطب سے غیر حاضر تھے۔ نیم حکیم بیمار مذکور کو دیکھنے تشریف لے گئے تو جاتے ہی انہوں نے بیمار کی چارپائی کے نیچے نمدا پڑا ہوا ملاحظہ کر کے جھٹ سے فرما دیا کہ آج تو بیمار نے بڑی سخت بد پرہیزی کی ہے۔ تیمارداروں نے عرض کیا کہ جنابِ عالی آج تو قسمیہ کسی قسم کی بد پرہیزی نہیں ہوئی مگر نیم حکیم صاحب نے بڑے قوی قرائن سے معلوم کیا ہوا تھا۔ وہ بضد ہوئے کہ نہیں بیمار نے واقعی سخت بد پرہیزی کی ہے۔ آخر تیمارداروں نے التماس کی کہ مہربانی کر کے آپ ہی بتلا دیں کہ کیا بد پرہیزی ہوئی ہے۔ آئندہ کو اس کا بھی لحاظ رہے گا۔ نیم حکیم صاحب نے در افشانی کی کہ "بیمار نے نمدہ کھایا ہے"

یہ سنتے ہیں تیمارداروں نے نیم حکیم صاحب کی جو خاطر کی ہو گی اسکا تو ہم ذکر نہیں کرتے البتہ سید صاحب ان دنوں زندہ ہوتے تو شیخ سعدیؒ کی طرح

يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾

کہ جو کچھ تم نے ان کے لئے بچا رکھا ہوگا سب کا سب چاٹ جائیں گے مگر تھوڑا سا حصہ جو تم بچا رکھو گے

کہ جو کچھ تم نے ان کے لئے بچار کھا ہو گا سب کا سب چاٹ جائیں گے۔ یعنی تم سب کھا جاؤ گے لیکن بہت کم تھوڑا حصہ جو تم بیج وغیرہ کی ضرورتوں کے لئے بچار کھو گے

ہم بھی ان کے ہاتھوں پر بوسہ دیتے۔اور گزشتہ گناہوں سے اقرار کر کے توبہ یا ان کے ہاتھ پر بیعت تلمذ کرتے کیونکہ ان کی وجہ سے ہمیں علم تعبیر رویا جس کے حاصل کرنے کو بڑے بڑے امام ترستے گئے ہیں اور ان کو اس کے متعلق کوئی قاعدہ کلیہ نہ ملا سید صاحب کی طفیل ہم کو نہایت آسان قاعدہ مل گیا جس کا ذکر اوپر ہوا۔ اس سے آگے بادشاہ مصر کے خواب کے متعلق فرماتے ہیں۔

"چوتھا خواب وہ ہے جس کو بادشاہ نے دیکھا تھا کہ سات موٹی تازہ گائیں ہیں ان کو سات دبلی کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری ہیں اور سوکھی۔ملک مصر ایک ایسا ملک ہے جس میں مینہ بہت ہی کم برستا ہے۔ دریائے نیل کے چڑھاؤ پر کھیتی ہونے یا قحط پڑنے کا مدار ہے۔ چڑھاؤ کے موسم میں اکثر بائیس فیٹ چڑھ جائے تو فصل اچھی ہوتی ہے اور چوبیس فیٹ چڑھائی ہو تو غرقی ہو جاتی ہے اور اگر صرف اٹھارہ یا ساڑھے اٹھارہ فیٹ چڑھاؤ ہو تو قحط ہو جاتا ہے۔ قدیم مصریوں نے دریائے نیل کے چڑھاؤ کے جس پر اچھی فصل یا قحط کا ہونا منحصر تھا متعدد جگہ اور متعدد طرح سے پیمانے تیار کئے تھے اور ان کو بہت زیادہ اچھی فصل ہونے یا قحط ہونے کا خیال اور ہمیشہ اسی کا چرچا رہتا تھا۔ مصر میں قحط ہونے کا یہ سبب بھی ہوتا ہے کہ دریائے نیل کی طغیانی کے چڑھاؤ کے بہاؤ کا رخ اس طرح پر پڑ جائے کہ زراعت کی زمین پانی کے رو سے محروم رہ جائیں۔ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں اور اس سے پہلے بھی دریائے نیل بے اعتدالی کے طور تھا یعنی ملک مصر میں اس کے مناسب اور یکساں بہنے کے لئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ اس زمانہ میں بھی جب کسی طرح سے اس کا رخ بدلتا معلوم ہوتا ہے تو لوگ اندازہ کرتے ہیں اور آپس میں چرچا کرتے ہیں کہ اتنے دنوں میں دریا اس کنارہ سے لگے گا اور فلاں طرف کی زمینیں چھوٹ جائیں گی۔ اسی طرح غالباً اس زمانہ میں مصر کی نسبت اور قحط پڑنے کی نسبت چرچے ہوتے ہوں گے اور بادشاہ مصر کو اس کا بہت خیال ہوتا ہوگا اور وہی خیال پیداوار کے زمانہ کا موٹی موٹی گائیوں اور ہری ہری بالوں سے اور قحط کے زمانہ کا دبلی گائیوں اور سوکھی بالوں سے متمثل ہو کر فرعون (بادشاہ مصر) کو خواب میں دکھائی دیا (گرانی یا ارزانی کا تصور تو بھلا ہر ایک کو موسم برسات پر ہوتا ہے۔ سات عدد کا تصور بھی ہوتا ہے جو بادشاہ مصر کو ہوا" ؟ کما قال الفارابی ان التعبیر هو حدس من المعبر یستخرج به الاصل الخ (تفسیر احمدی جلد پنجم ص ۸۳)

ان خوابوں کی تعبیر دینے کے بعد سید صاحب ایک سوال کے جواب دینے پر متوجہ ہوئے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں

"خوابوں کی نسبت اب صرف ایک بحث باقی ہے کہ اگر وہی چیزیں خواب میں دکھائی دیتی ہیں جو دماغ میں اور خیال میں جمع ہیں۔ تو یہ کیوں ہوتا ہے کہ بعض دفعہ یا اکثر دفعہ وہی امر واقع ہوتا ہے جو خواب میں دیکھا گیا ہے۔ مگر اس باب میں خواب کی حالت اور بیداری کی حالت برابر ہے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بیداری کی حالت میں آدمی باتیں سوچتا ہے اور اپنے دل میں قرار دیتا ہے کہ یہ ہوگا اور وہی ہوتا ہے یا کسی شخص کو یاد کرتا ہے اور وہ شخص آجاتا ہے۔ اور بہت دفعہ اس کے مطابق نہیں ہوتا۔ پس اس کی بیداری کے خیال کے مطابق واقع کا ہونا ایک امر اتفاقی ہوتا ہے۔ اسی طرح خواب میں بھی جو باتیں وہ دیکھتا ہے اور وہ وہی ہوتی ہیں جو اس کے دماغ اور خیال میں جمی ہوئی ہوتی ہیں۔ پس کبھی انکے مطابق بھی کوئی واقع اسی طرح واقع ہوتا ہے۔ جس طرح کہ بیداری

ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

پھر اس سے بعد ایک سال آئے گا کہ اس میں لوگوں کی فریاد سنی جائے گی اور وہ اس میں خوب انگور نچوڑیں گے

پھر اس سے بعد ایک ایسا خوشحالی کا دور آئے گا کہ اس میں لوگوں کی فریاد سنی جائے گی۔ سب قسم کی ☐ جو پے در پے قحط سالیوں سے ان پر آرہی ہیں دفع ہو جائیں گی۔ اور وہ اس سال میں خوب انگور نچوڑیں گے

کی حالت میں خیالات کے مطابق واقع ہوتا ہے۔ ہاں اس میں شبہ نہیں کہ انبیاء اور صلحاء کے خواب بسبب اس کے کہ ان کے نفس کو تجرد فطری و خلقی یا اکتسابی حاصل ہوتا ہے ان کے خواب بالکل سچے اور اصلی (اصلی کے کیا معنے جب کہ خواب کی اصلیت ہی اتنی ہے کہ دن کے خیالات جورات کو سوجھتے ہیں تو اس میں نبی ولی وغیرہ میں کیا فرق ہے اور اصلی اور غیر اصلی کے کیا معنی مصور اگر کسی خوش شکل کی تصویر اتارے تو تو وہ اصلی ہوگی اور کسی بدشکل کی اتارے غیر اصلی ؟ نہیں بلکہ دونوں اصلی ہیں۔ پس نبی ولی یا فاسق فاجر وغیرہ سب کے خواب اصلی ہونے چاہئیں چاہے وہ کچھ ہی دیکھیں) اور مطابق ان کی حالت کے نظر آتے ہیں (یہ ٹھیک ہے لیکن اگر آپ کی اصطلاح میں خاص ان کو اصلی کہنا ٹھیک نہیں) اور ان سے ان کے نفس کا تقدس اور متبرک ہونا ثابت ہوتا ہے بہت ٹھیک كل اناء يترشح بما فيه (جلد پنجم صفحہ ۷۹ تا ۸۵)

مختصر یہ کہ سید صاحب کے نزدیک خواب صرف دماغی خیالات سے ہوتا ہے (اور بس کہ کوئی تعلق ملاء اعلیٰ سے نہیں اور نہ ہی خواب کوئی ذریعہ علم ہے چاہے کسی کا بھی کیوں نہ ہو۔ پس ہمارے ناظرین اس مسئلہ میں خود سوچ لیں کہ ان کو ہمیشہ وہی خواب آتے ہیں جن کا خیال ان کے دماغوں میں ہوتا ہے۔ یا کبھی ایسے خواب بھی دیکھتے ہیں جن کا سان وگمان بھی نہ ہو۔ اگر شق اول ہے تو سید صاحب کا مذہب ثابت ہے اور اگر صورت ثانیہ ہے تو علماء اسلام بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا قول صحیح ہے فتفکروا یا اولی الباب!

اسی بحث کا تتمہ یعقوب علیہ السلام کا مصر سے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھنے کا ہے جو حقیقۃً کوئی جداگانہ بحث نہیں ہے بلکہ اسی اصل کی فرع ہے جس کی بابت ہم نے ایک شعر لکھا تھا ؎

اے کہ آگاہ نئی عالم درویشاں را
وچہ دانی کہ سودائے سراست ایشاں را

سید صاحب لکھتے ہیں :

بلا شبہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے مصر میں بھی تلاش کی ہوگی مگر وہ عزیز مصر کے ہاتھ بیچے گئے تھے اور محلوں میں داخل تھے اور ایک مدت تک قید رہے۔ ان کا پتہ نہیں لگ سکتا ہوگا (کیا مصر میں جاتے ہی قید ہوگئے تھے ؟) مگر جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی مصر میں گئے اور حضرت یوسف بھی اس زمانہ میں عروج کی حالت میں تھے اور رعایت اور سلوک انہوں نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا۔ اور پھر اپنے حقیقی بھائی کے لانے کی بھی تاکید کی تھی اور کچھ حالات بھی ان کے سنے ہوں گے تو ان کے بھائیوں اور باپ کے دل میں شبہ پیدا ہو گیا ہوگا کہ کہیں یہ یوسف ہی نہ ہو۔ مگر جس درجہ شاہی پر (سید صاحب کیا کہہ رہے ہیں کیا حضرت یوسف مصر کے بادشاہ ہوگئے تھے کیا علماء کو مطعون کرتے کرتے آپ بھی بے ثبوت کہنے لگ گئے) اس وقت حضرت یوسف تھے یہ شبہ پختہ نہ ہوتا ہوگا۔ اور دل سے نکل جاتا ہوگا۔ پس جب کہ حضرت یعقوب کا شبہ اس قدر قوی ہو گیا تھا اور جو مہربانی یوسف نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کی تھی اس کو سن کر ان کو گمان غالب ہو گیا تھا کہ وہ بنیامین کا بھائی یوسف ہے تو ان کو یقین کامل ہوا کہ اب کے جو قافلہ واپس آئے گا تو ٹھیک یوسف کی خبر لائے گا۔ جبکہ تیسری دفعہ یہ لوگ مصر میں گئے تو حضرت یوسف نے مصر میں سب کے سامنے ...

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ

اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ پس جب یوسف کے پاس ایلچی آیا تو یوسف نے اسے کہا تو اپنے آقا کے پاس لوٹ جا

غرض عیش وعشرت کے سب سامان ان کو مہیا ہو جائیں گے۔ بادشاہ کو جب ایلچی نے یہ سارا قصہ تعبیر اور تدبیر کا سنایا تو بادشاہ کے دل میں اس تعبیر سے یوسف کی ایسی عظمت بیٹھ گئی کہ کسی کے ٹلانے سے نہ ٹلی۔ کیونکر ٹل سکتی خدائی تدبیر پر کون غالب ہو سکتا ہے

ہو گیا کہ دشمن اگر سارا جہاں ہو جائیگا
جبکہ وہ بامہر ہم پر مہربان ہو جائیگا

غرض یوسف کے بھلے دن آئے اور بادشاہ نے کہا جس نے یہ تعبیر اور تدبیر بتلائی ہے۔ اسے میرے پاس لاؤ وہ اس قابل ہے کہ اسکی عزت وتوقیر ہو نہ کہ قید میں رکھا جائے۔ پس اردلی حکم سنتے ہی دوڑے جب یوسف کے ایلچی بلانے کو آیا تو یوسف نے اسے کہا مناسب ہے کہ تو اپنے آقا کے پاس جس نے تجھے بھیجا ہے لوٹ جا

دیا تھا کہ میں یوسف ہوں اور حضرت یعقوب کو مع تمام کنبہ کے بلانے کو کہا تھا اور ان کے لئے بہت سا سامان مہیا کرنے کو حکم دیا (ثبوت کیا؟) جس کے لئے کچھ عرصہ لگا ہو گا اس عرصہ میں حضرت یوسف کے مصر میں موجود ہونے کی خبر افواہا حضرت یعقوب کو پھر پہنچ گئی ہو گی۔ اس افواہ پر انہیں یقین ہوا اور انہوں نے فرمایا کہ انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون یعنی میں پاتا ہوں خوشبو یوسف کی اگر تم مجھ کو بہکا ہوا نہ کہنے لگو (جلد ۵ صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸)

فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾

اور اس سے دریافت کر کہ ان عورتوں کا کیا حال ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے میرا پروردگار ان کی چالبازیوں سے آگاہ ہے

اور اس سے دریافت کر کہ ان عورتوں کی کیا کیفیت ہے جنہوں نے زلیخا کی دعوت میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ میں یہ تحقیق صرف اس لئے کیا چاہتا ہوں کہ آئندہ بدگمانوں کو موقع نہ ملے ورنہ میرا پروردگار تو ان کی چال بازیوں سے آگاہ ہے

بھکا ہوا کیوں کہتے جس افواہ کی بنیاد پر حضرت یعقوب کو یقین ہوا تھا وہ افواہ انہوں نے نہ سنی تھی؟ اگر نہیں سنی تھی تو حضرت یعقوب نے اس افواہ کو ان کے سامنے کیوں نہ پیش کیا۔ اگر یعقوب کی روایت کا ان کو اعتبار نہ ہوتا (جو بلحاظ ان کے تقدس کے بعید ہے) تو انہی لوگوں کو جن کے ذریعہ حضرت یعقوب (علیہ السلام) کو افواہ پہنچی تھی ان کے سامنے پیش کر دیتے۔ علاوہ اس کے افواہ کے کیا معنی؟ اگر ان دنوں کوئی آدمی مصر سے آیا ہو گا تو اس نے تو یقینی خبر بتلائی ہو گی۔ پھر افواہ سے اس کو کیوں تعبیر کیا گیا ہے کاش کہ سید صاحب علم مسمریزم ہی سے جس کے اکثر حوالے کر دیا کرتے ہیں عملی طور پر واقف ہوتے تو ان کو یہ دشواری پیش نہ آتی جو آئی۔ علامہ ابن خلدون نے حقیقت نبوت پر ایک طویل بحث لکھی ہے جو ان سب شبہات کے ازالہ کے لئے کافی ہے۔ بہتر ہے کہ اس مقام پر ہم اسی کو مع مختصر ترجمہ نقل کر دیں۔ لکھتے ہیں کہ

والنفوس البشرية على ثلاثة اصناف صنف عاجز بالطبع عن الوصول الى ادرك الروحانى فينقطع بالحركة الى الجهة السفلى نحوالدارك الحسية والخيالية وتركيب المعانى من الحافظة والواهة على قوانين محصورة وترتيب خاص يستفيدون به العلوم التصورية والتصديقة التى للكفر فى البدن وكلها خيالى منحصر نطاقه اذهو من جهة مبدئة ينتهى الى الا وليات ولا يتجاوزها وان فسدما بعد ها وهذا هو فى الاغلب نطاق الا دراك البشرى الجسمانى واليه تنتهى مدارك العلماء وفيه ترسخ اقدامهم وصنف متوجه بتلاك الحركة الفكرية نحوا لعقل الروحانى والا دراك الذى لا تفتقرا الى الا لات البدنية بما جعل فيه من الا ستعداد لذالك فيتسع نطاق ادراكه عن الا وليات التى هى نطاق الادرك الاول البشرى ويسرح فى فضاء الشاهدات الباطنية وهى وجدان كلها لا نطاق لها من مبدئها ولا من منتها ها وهذه مدارك العلماء الاولياء اهل العلوم الدينية والمعارف الربانية وهى العاحصلة بعد الموت لاهل السعادة فى البرزخ وصنف مفتور على الانسلاخ من البشرية جملة جسمانيتها و روحانيتها الى الملائكة من الافق الاعلى ليصير فى لمحة من اللمحات ملكا بالفعل و يحصل الا لهى فى تلك اللمحة و هؤلاء الانبياء صلوات الله و سلامه عليهم جعل الله لهم الا نسلاخ من البشرية فى تلك اللمحة وهى حالة الوحى فطر فطرهم الله عليها وجبلة صورهم فيها ونزهم عن موانع البدن وعوائقة مادا مواملا بسين لها بالبشرية بماركب فى غرائزهم من القصدوا لا استقامة التى يجاذون بهاتلك الوجهة وركز فى طبائعهم رغبته فى العبادة تكشف بهاتلك الوجهته وتسيغ نحوها نهم يتوجهون الى ذالك الافق ،ذلك النوع من الانسلاخ متى شاء وابتلك الفطرة التى فطروا عليها لا بالا كتساب ولا مناعة فلذا توجهوا وانسلخوا عن بشريتهم وتلقوا فى ذلك الملاء الاعلى ما يتلقونه عاجوابه على المدرك البشرية منزلا فى قواها لحكمة التبليغ للعبادة فتارة يمع دو ياكانه

رمز من الکلام یا خذمنه معنی الذی القی الیه فلا ینقضی الدری الا وقدوعاه وفهم وتارة یتمثل له الملك الذی یلقی الیه رجلا فیکلمه ویعی ما یقوله والتلقی من الملك والرجوع الی المدارك البشریته وفهم ما القی علیه کله کانه فی الحظة واحدة بل اقرب من لمح البصر لانه لیس فی زمان بل کلها تقع جمیعا فیظهر کانها سریعة ولذالك سمیت وحیا کان الوحی فی اللغة الاسراع۔

نفوس بشریہ تین قسم پر ہیں۔ ایک قسم پر بالطبع روحانیات تک پہنچنے سے عاجز ہیں وہ صرف قوانین عقلیہ کے مطابق ترکیب اور ترتیب معانی سے علوم تصوریہ اور تصدیقیہ حاصل کرتے ہیں اس قسم کا دائرہ ادراک بہت ہی تنگ ہے۔ کیونکہ یہ اولیات تک پہنچ کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ عموماً اور اکات بشریہ کا یہی طریقہ ہے۔ اور علماء ظاہر کا مدار بھی یہی ہے اور اسی میں ان کے قدم جم جاتے ہیں۔ ایک قسم نفوس بشریہ کی عقل روحانی کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو آلات بدنیہ کی محتاج نہیں۔ پس اس کا دائرہ اولیات سے بڑھ کر مشاہدات باطنیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ علماء علوم الدنیہ اور معارف الیہہ والوں کا یہ طریق ہے اور اہل سعادت کو بعد موت حاصل ہوتا ہے۔ ایک قسم نفوس بشریہ ہیں کہ وہ پیدائش ہی سے ظلمات بشریہ سے الگ ہوتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک لمحہ میں ملائکہ سے مل جاتے ہیں۔ اور ملاء اعلی اپنے مقام پر ان کو مشہود اور محسوس ہوتا اور خطاب نفسانی اور خطاب الٰہی ان کو مسموع ہونے لگ جاتا ہے۔ ایسے لوگ انبیاء علیہ السلام ہیں۔ نزدل وحی کے وقت خدا ان کو ظلمات بشریہ سے پاک کر لیا کرتا ہے اسی فطرت پر ان کو پیدا کیا ہوا ہے کیونکہ ان کی طبیعتوں میں میانہ روی اور استقامت خدا نے گھڑی ہوتی ہے اور ان کی طبائع میں شوق عبادت رکھا ہوتا ہے۔ پس وہ جب چاہیں اسی فطری صفائی سے جو فطرتاً بلاکسب ان کو حاصل ہے ملاء اعلی کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔ پھر کبھی تو ان کو ایک آواز گنگناہٹ سی سنائی دیتی ہے جسے وہی سمجھتے ہیں اور بعد ختم ہونے کے اس کا مطلب بخوبی ان کو یاد ہو جاتا ہے

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ

بادشاہ نے کہا کہ جس وقت تم یوسف کو مائل کرتی تھیں تمہیں اس کی بابت کیا کچھ معلوم ہے۔ بولیں سبحان اللہ

مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ز

ہم نے تو یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی عزیز مصر کی عورت نے کہا اب تو سچی بات کا اظہار ہو گیا

بہتر ہے کہ شاہ بھی مطلع ہو جائے تاکہ سرکاری طور پر ہمیشہ کو میری برات ہو۔ بادشاہ نے یہ سوال سن کر کیفیت طلب کی۔ ان عورتوں کو بلا کر کہا کہ جس وقت تم یوسف کو ناجائز کام پر مائل کرتی تھیں۔ تمہیں اس کی بابت کیا کچھ معلوم ہے کہ وہ کیسا آدمی ہے بدنیت ہے یا نیک نیت؟ سب کی سب بیک زبان بولیں سبحان اللہ ہم نے تو یوسف میں کوئی برائی نہیں پائی۔ وہ ایسا نیک پسندیدہ مقال تھا کہ اس جیسا کوئی آدمی ہم نے نہیں دیکھا غرض

اس میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہے وہ

عزیز مصر کی عورت زلیخا نے عورتوں کی شہادت سن کر کہا اب تو شاہی مجلس میں بھی سچی بات کا اظہار فاش ہو گیا

اور اگر کبھی ان کے سامنے فرشتہ کلام کرتا ہے تو ان کو یاد ہو جاتا ہے

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس مضمون کے متعلق بہت بڑی طویل تقریر کی ہے جو بعینہ مع مختصر ترجمے کے نقل کی جاتی ہے امام موصوف فرماتے ہیں کہ

اعلم ان من انکشف له شئی ولو الشئی الیسیر بطریق الالهام والوقوع فی القلب من حیث لا یدری فقد صارعا رفا لصحة الطریق ومن لم یدرك ذلك من نفسه قط فینبغی ان یومن به فان درجة المعرفة فیه عزیزة جدا ویشهد لذلك شواهد الشرع والتجارب والحکایات اما الشواهد قوله تبارك وتعالی والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا فکل حکمة تظهر من القلب بالمواظبة علی العبادة من غیر تعلم فهو بطریق الکشف والالهام وقال صلی الله علیه وسلم من عمل بما علم ورثه الله علم مالم یعلم ووفقه فی ما یعمل حتی یستو جب الجنة و من لم یعمل بما یعلمه اتاه فیما یعله ولم یوفق فیما یعمل حتی یستو جب النار وقال الله تبارك وتعالی ومن یتق الله یجعل له مخرجا من الاشکالات والشبه ویرزقه من حیث لا یحتسب یعلمه علما من غیر تعلم و یفطنه من غیر تجربة وقال الله تبارك وتعالی یا ایها الذین امنو ان تتقو الله یعجل لکم فرقانا قیل نورا یفرق به بین الحق والباطل ویخرج به من الشبهات والذالك کان صلی الله علیه وسلم یکثر فی دعائه من سوال النور فقال علیه الصلو والسلام اللهم اعطنی نورا اوزدنی نورا واجعل لی فی قلبی نور اوفی قبری وفی سمعی نورا وفی بصری نورا وحتی قال فی شعری وفی بشری وفی مخی ودمی وعظامی وسئل صلی الله علیه وسلم عن قول الله تعالیٰ افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه هذا الشرح فقال هوا التوسعة ان النور اذا اقذن به فی القلب اتسع له الصدور انشرح وقال صلی الله علیه وسلم لابن عباس اللهم

اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ

بیشک میں نے ہی اسے پھسلایا اور وہ راست گو ہے یہ (تحقیق) اس لئے تھی کہ میرا آقا معلوم کرلے

بیشک میں نے ہی اسے پھسلایا تھا اور وہ راست گو ہے۔ غرض ہر طرح سے خاطر خواہ جب فیصلہ ہوا اور چوبدار نے یوسف علیہ السلام کو تمام قصہ سنایا تو یوسف نے کہا یہ تحقیق کسی اور غرض کے لئے نہ تھی۔ صرف اس لئے تھی کہ میرا آقا معلوم کرلے

فقهه فی الدین وعلمه التاویل وقال علی رضی الله عنه ما عندنا شئی اسره النبی صلی الله علیه وسلم الینا الا ان یوتی الله تعالیٰ عبدا فهما فی کتابه ولیس هذا بالتعلم وقیل فی تفسیر قوله تعالیٰ یوتی الحکمته من یشاء انه الفهم فی کتاب الله تعالےٰ وقال الله تعالیٰ ففهمناها سلیمن خص ماانکشف له باسم الفهم وکان ابوالدرداء رضی الله عنه یقول المئومن ینظر بنور الله من وراء استر رفیق والله انه للحق یقذفه الله فی قلوبهم ویجریه علی السنتهم وقال بعض السلف ظن المئومن کهانة وقال صلی الله علیه وسلم اتقوا فراسته المئومن فانه ینظر بنور الله تعالیٰ والیه بشیر قوله تعالیٰ ان فی ذالك لایات للمتوسمین وقوله تعالیٰ قد بینا الایات لقوم یوقنون وروی الحسن عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال العلم علمان فعلم باطن فی القلب فذالك هوالعلم النافع وسئل بعض العلماء عن العلم الباطن ماهو فقال هو سرمن اسرار الله تعالیٰ یقذفه الله تعالیٰ فی قلوب احبابه لم یطلع علیه ملکا ولا بشر اوقد قال صلی الله علیه وسلم ان من امتی

جس کو کوئی چیز بذریعہ الہام منکشف ہو تو وہ عارف ہے اور جس کو نہ ہو وہ اس کے امکان پر ایمان رکھے کیونکہ اس پر شواہد شرعی اور تجربات اور حکایات سب گواہی دے رہے ہیں شواہد شرعی سے تو ایک فرمان خداوند والذین جاهدو افینا الایته ہے۔ پس جو حکمت انسان کو بہ شغل وعبادت دل پر حاصل ہو وہ کشف اور الہام سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے علم پر عمل کرے تو اللہ اس کو ایک ایسا علم سکھائے گا جو وہ نہیں جانتا ہوگا اور اس کو نیک عمل کی توفیق دے گا اور خدا نے فرمایا ہے یا ایها الذین امنوا یعنی مومنو اللہ سے ڈرتے رہو تو تمہارے لئے فیصلہ کر دے گا یعنی نور دے گا کہ اس کے ساتھ حق باطل میں فیصلہ کیا جائے گا اور شبہات ظلمانیہ سے نکل جائیگا اس لئے انحضرت اکثر اوقات دعا کرتے ہوئے خدا سے نور مانگا کرتے تھے۔ اور حضور سے اس آیت افمن شرح الله کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ وسعت صدر ہے۔ نور جب دل میں ڈالا جاتا ہے تو سینہ اس کے لئے فراخ ہو جاتا ہے۔ حضرت نے ابن عباس کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ یا اللہ اس کو دین کی سمجھ دے اور تاویل سکھا حضرت علیؓ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک کوئی چیز نہیں جو آنحضرت ﷺ نے الگ بتلائی ہو۔ مگر فہم وفراست ہے جو خدا کسی بندے کو بغیر تعلیم وتعلم کے عنایت کرتا ہے۔ ابوالدرداء کہا کرتے تھے کہ مومن اللہ کے نور سے باریک سے پردے سے پیچھے دیکھتا ہے خدا کی قسم اللہ اپنے بندوں کے دلوں پر حقانیت ڈال دیتا ہے اور ان کی زبانوں پر جاری کرا دیتا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اسی طرف خدا کا قول اشارہ کرتا ہے ان فی ذالك لایات للمتوسمین حضرت حسن نے آنحضرت ﷺ سے روایت کیا ہے کہ علم دو قسم پر ہے ایک علم دل پر ہے اور وہی نافع ہے اور ایک علم زبان پر ہے جو اللہ کی طرف سے (اتمام حجت ہے) اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت میں بعض لوگ مکالمات الٰہیہ

اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ۝

کہ میں نے اس کی غیوبت میں خیانت نہیں کی اور یہ کہ اللہ خائنوں کی تدبیریں باور نہیں کیا کرتا

اور اسے کسی طرح کا واہمہ نہ رہے کہ میں نے اس کی غیوبیت میں خیانت نہیں کی۔ اور وہ یہ بھی جان لے کہ اللہ تعالیٰ خانیوں کی تدبیریں باور نہیں کیا کرتا۔ گو وہ اپنی خیانت کو کیسی ہی اعلیٰ سے اعلیٰ تدبیر اور حیلہ سازی سے دبانا اور مخفی رکھنا چاہیں آخر ایک نہ ایک روز اس کا ظہور ہو کر ہی رہتا ہے۔ اگر میں نے بھی کوئی خیانت کی ہوتی تو کبھی نہ چھپتی

محدثین ومعلمین الملهمین وان عمرمنهم وفدا ابن عباس رضی الله عنهما وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث یعنی الصدیقین والمحدث هو الملهم والملهم هوالذی انکشف له فی باطن قلبه من جهة الداخل لامن جهة المحسوسات الخارجته والقران مصرح ان القتوی مفتاح الهدایة والکشف وذالك علم من غیر تعلم وقال الله تعالیٰ وما خلق الله فی السموات والارض لاٰیٰت لقوم یتقون خصصها بهم وقال تعالیٰ هذا بیان للناس وهدی وموعظة للمتقین وکان ابویزید وغیره یقول لیس العالم الذی یحفظ من کتاب فاذا نسی ماحفظه صارجا هلا انما العالم الذی یاخذ علمه من ربه ای وقت شاء بلا حفظ ولادرس وهذا هوالعلم الربانی والیه الاشارة بقوله تعالیٰ وعلمنا من لدنا علما مع ان کل علم من لدنه ولکن بعضها بوسائط تعلیم الخلق فلا سمی ذلك علما الدنیا بل الذی ینفتح فی سرا القلب من غیر سبب مالوف من خارج فهذه شواهد ولوجمع کل ماورد فیه من الایات والاخبار والاثار یخرج عن الحصر۔

سے مشرف ہوں گے اور عمر ابن خطابؓ ان میں سے ہے اور ملہم شخص وہ ہے جس کے باطن میں سوائے محسوسات کے علم روشن ہو اور قرآن میں تصریح اس امر کی ہے کہ تقوی ہدایت اور کشف کی کنجی ہے جو بغیر سیکھنے کے (ریاضت سے) حاصل ہوتا ہے۔ ابویزید کہا کرتے تھے عالم تو بس وہی شخص ہے جو بلاواسطہ اپنے رب سے علم حاصل کرے اسی طرف اشارہ ہے وعلمنا من لدنا علما اگر تمام آیات اور احادیث اس بارے میں جمع کی جائیں تو گنی نہ جائیں انتہی

غرض یہ کہ کوئی کام خداوند تعالیٰ کا بے قاعدہ اور خلاف نیچر نہیں ہے۔ مگر سید صاحب کی غلطی ہے کہ نیچر کی تحدید کرتے ہوئے بانی نیچر کی اجازت نہیں لیتے بلکہ اپنے ہی من گھڑت سے نیچر کو تنگ کر دیتے ہیں پھر جب کوئی مسئلہ ان کے مزعومہ نیچر کے خلاف آتا ہے اسے ناحق نیم جان کرنے کی کوشش کرتے ہیں غرض سید صاحب صرف نیچر کو تو مانتے ہیں مگر نصف سے منکر ہیں۔ انہی معنی کی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہے یا ایها الذین امنو ادخلو فی السلم کافة (مسلمانو تمام دینی باتوں کو مانو) نہ کہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بنا کر نصف نیچر کو مانو اور باقی سے انکاری ہو جاؤ

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِىۡ‌ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوۡۤءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىۡ‌ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ

اور میں تو اپنے نفس کو پاک نہیں کہہ سکتا کیونکہ نفس تو ہر آن برائیوں پر ابھارتا ہے مگر جتنا وقت خدا کا رحم ہو۔ بیشک میرا پروردگار بڑا ہی

غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ‏ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الۡمَلِكُ ائۡتُوۡنِىۡ بِهٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡهُ لِنَفۡسِىۡ‌ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ

بخشنے والا مہربان ہے اور بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنا مخلص مقرب بناؤں پس جب بادشاہ سے

قَالَ اِنَّكَ الۡيَوۡمَ لَدَيۡنَا مَكِيۡنٌ اَمِيۡنٌ‏ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجۡعَلۡنِىۡ عَلٰى خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ‌ۚ

اس نے گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا کہ اب تو ہمارے نزدیک معزز و معتبر ہے یوسف نے کہا مجھے زمین کی پیدوار پر مقرر کردیجئے میں

اِنِّىۡ حَفِيۡظٌ عَلِيۡمٌ‏ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوۡسُفَ فِى الۡاَرۡضِ‌ۚ يَتَبَوَّاُ مِنۡهَا حَيۡثُ

اس کی حفاظت کر سکتا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں۔ اور اسی طرح یوسف کو ہم نے تمام زمین پر اختیار دیا جہاں چاہتا ڈیرا لگا سکتا ہم

يَشَآءُ‌ ؕ نُصِيۡبُ بِرَحۡمَتِنَا مَنۡ نَّشَآءُ‌ وَلَا نُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ‏ ﴿۵۶﴾ وَلَاَجۡرُ

اپنی رحمت سے جس کو چاہیں حصہ دیتے ہیں اور بھلے آدمیوں کا بدلہ ضائع نہیں کیا کرتے اور آخرت کا عوض

الۡاٰخِرَةِ خَيۡرٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ‏ ﴿۵۷﴾

مومنوں اور متقیوں کے لئے بہت ہی عمدہ ہے

اور اصل پوچھو تو یہ سب کچھ خدا کی مہربانی سے ہے ورنہ میں تو اپنے نفس کو پاک نہیں کہہ سکتا کیونکہ نفس انسانی تو ہر آن برائیوں پر ہی ابھارتا ہے مگر جس قدر اور جتنا وقت خدا کا رحم شامل حال ہو بے شک میرا پروردگار بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے جو لوگ اس کے ہو رہتے ہیں وہ ان کو بھولتا نہیں بلکہ اپنی طرف راہ دیتا ہے اتنی گفتگو کرتے کراتے قید خانہ میں دیر لگی اور قاصد واپس نہ پہنچا تو بادشاہ نے کہا جلدی باعزاز و اکرام اسے میرے پاس لاؤ کہ میں اسے اپنا مخلص مقرب بناؤں پس جب یوسف علیہ السلام آیا اور بادشاہ سے اس نے گفتگو کی تو بادشاہ نے اس کی لیاقت و دیانت کا اندازہ کر لیا۔ اور کہا کہ پیچھے جو گزرا سو گزرا اب تو ہمارے نزدیک معزز و معتبر ہے مناسب ہے کہ کوئی سرکاری خدمت قبول کر' تاکہ تیری ذات سے لوگوں کو فائدہ پہنچے یوسف نے اس کے جواب میں کہا کہ حضور اگر مجھ پر اعتبار کرتے ہیں تو مجھے زمین کی پیداوار پر فنانشل کمشنر مقرر کر دیجئے کہ میں پیداوار کا مناسب انتظام کر سکوں تاکہ آئندہ کی تکلیف سے مخلوق خدا کو کسی قدر آرام رہے کیونکہ میں اس کام کی حفاظت بھی کر سکتا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں اصل میں تو یہ سب کام ہمارا ہی تھا اور ہم (خدا) ہی کر رہے تھے اسی طرح جیسا کہ یوسف کو دربار شاہی میں ہم نے پہنچایا تمام زمین مصر پر اس کو اختیار دیا اور عام طور پر اس کی ہر دل عزیزی لوگوں کے دلوں میں ڈالی جہاں چاہتا ڈیرہ لگا سکتا غرض کل ملک جو بادشاہ کے زیر فرمان تھا یوسف کے زیر قلم ہو گیا ہم اپنی رحمت خاصہ سے جس کو چاہیں حصہ دیتے ہیں کوئی ہمارا مزاحم نہیں ہو سکتا اور ہم بھلے آدمیوں کا بدلہ ضائع نہیں کیا کرتے یہ تو دنیاوی احسان ہے اور آخرت کا عوض مومنوں اور متقیوں کے لئے بہت ہی عمدہ ہے۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَمَّا

اور یوسف کے بھائی آئے اس نے تو انہیں پہچان لیا مگر انہوں نے اسے نہ پہچانا۔ اور جب یوسف نے

جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي

ان کا سامان بندھوانے کا حکم دیا تو کہا اپنے بھائی کو بھی باپ سے لیتے آنا تم دیکھتے ہو کہ میں ہر ایک آدمی

الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَ

کا پورا ماپ کر دیتا ہوں اور میں عمدہ طرح سے مہمان نوازی کرتا ہوں اور اگر تم اس کو نہ لائے تو پھر تم کو غلہ نہ ملے گا پھر تم میرے نزدیک

لَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ

بھی نہ آنا بولے کہ ہم والد کو اس کے متعلق نرم کریں گے اور ہم ایسے کام کر سکتے ہیں۔ اور یوسف نے اپنے ماتحتوں سے کہا کہ ان کی

اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمْ

بوریوں میں ان کی قیمت بھی چھپا دینا تاکہ وہ گھر پہنچ کر اس کو پہچانیں تو شاید واپس

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾

پھر آئیں

حاصل کلام یوسف نے اپنے کام کا پورا انتظام کیا اور حسب خواب تعبیر قحط سالی بھی شروع ہو گئی یوسف علیہ السلام نے تمام اطراف وجوانب میں منادی کرادی کہ سرکاری مودی خانہ سے مساوی قیمت پر غلہ ملے گا جس نے خریدنا ہو لے جایا کرے چنانچہ دور دراز اطراف سے جوق در جوق لوگ حتی کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی قحط زدہ ہو کر اس کے پاس غلہ لینے کو آئے اس نے تو انہیں پہچان لیا مگر انہوں نے اس کو نہ پہچانا ان کو کیا خبر تھی کہ پردہ غیب سے کیا ظہور میں آیا ہوا ہے

مادرچہ خیالیم وفلک درچہ خیال کاریکہ خدا کند فلک راچہ مجال

خیر یوسف نے بھی ان کو کچھ نہ جتلایا اجنبی طور پر صرف اتنا دریافت کیا کہ تم کون ہو کس کی اولاد ہو تمہارے باپ کا کیا نام ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے تمہارا کوئی بھائی بھی ہے انہوں نے سب باتوں کے جواب دیے ایک بھائی کے ہونے کا اقرار بھی کیا اور اس کے حصہ کا غلہ بھی طلب کیا مگر اس کا حصہ نہ ملا کیونکہ غائبوں کا حصہ ملنے کا دستور نہ تھا اور جب یوسف نے ان کا سامان بندھوانے کا حکم دیا تو اتنا ان سے کہہ دیا کہ دوسری دفعہ آؤ تو اپنے بھائی کو بھی باپ کے پاس سے لیتے آنا تم دیکھتے ہو کہ میں ہر ایک آدمی کو پورا گزارہ ماپ کر دیتا ہوں اور میں عمدہ طرح سے مہمانوں کی مہمان نوازی کرتا ہوں مگر شاہی قانون کے خلاف نہیں کر سکتا جب تک تم اپنے بھائی کو نہ لاؤ اس کا حصہ میں تم کو نہیں دے سکتا بہتر ہے کہ اس کو تم لے آؤ تاکہ اس کے گزارہ کی صورت بھی ہو جائے اور اگر تم میرے کہنے پر بھی اس کو نہ لائے تو یاد رکھنا پھر تم کو غلہ نہ ملے گا بلکہ میں تم سے سخت ناراض ہونگا کیونکہ اس کے نہ آنے سے تمہارا کذب ثابت ہو گا جس سے تم پر دروغ گوئی کا الزام لگایا جاوے گا پھر تم نے میرے نزدیک بھی نہ آنا یوسف کے بھائی بولے کہ ہم جاتے ہی والد کو اس کے بھیجنے کے متعلق نرم کریں گے اور ہم ایسے کام کر سکتے ہیں یوسف یہ سن کر بھی خاموش رہا اور اپنے ماتحتوں سے خفیہ کہا کہ ان کی بوریوں میں غلہ ڈالتے ہوئے ان کی قیمت بھی چھپا دینا تاکہ وہ گھر پہنچ کر اس قیمت کو پہچانیں تو شاید واپس پھر آویں مبادا قیمت میسر نہ ہونے کی وجہ سے نہ آسکیں اس خیال میں رہیں کہ بغیر قیمت تو غلہ ملتا نہیں

فَلَمَّا رَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْهِمْ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَاَرْسِلْ

پس جب اپنے باپ کے پاس پہنچے تو بولے بابا ہمیں سرکار سے غلہ کی ممانعت کر دی گئی ہے پس تو

مَعَنَآ اَخَانَا نَكْتَلْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَآ

ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج کہ ہم غلہ لائیں اور ہم اس کے محافظ ہوں گے۔ یعقوب نے کہا جیسا اس سے پہلے میں نے یوسف کے بارے

اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ ۭ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا ۠ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

میں تمہارا اعتبار کیا تھا ویسا ہی اس کے حق میں کرتا ہوں تو خدا ہی اچھا محافظ ہے اور وہ سب سے زیادہ مہربان ہے

وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَيْهِمْ ۭ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا

اور جب اسباب کو انہوں نے کھولا تو ان کی پونجی ان کو واپس ملی تو کہنے لگا بابا ہمیں اور کیا

نَبْغِيْ ۭ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَيْنَا ۚ وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَنَزْدَادُ

چاہئے یہ قیمت ہماری بھی ہمیں لوٹا دی گئی ہے اور ہم اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور

كَيْلَ بَعِيْرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ

ایک اونٹ جتنا غلہ زیادہ لائیں گے یہ غلہ بہت ہی تھوڑا ہے یعقوب نے کہا میں اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم مجھے خدا کے نام

مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ

سے مضبوط عہد نہ دو گے ضرور اسے میرے پاس لیتے آنا مگر جس صورت میں تم گھر جاؤ

خیر خدا خدا کر کے وہ مصر سے رخصت ہوئے جب اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آتے ہی اپنا کل ماجرا بیان کرتے ہوئے بولے بابا ہم کیا کریں آئندہ کو ہمیں ایک حکم کی عدم تعمیل پر سرکار سے غلہ ملنے کی ممانعت کر دی گئی ہے اس حکم کی تعمیل تیرے ہاتھ میں ہے عزیز مصر نے ہمارے بھائی کو طلب کیا ہے پس تو ہمارے بھائی بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج کہ ہم غلہ لائیں اور ہم اس کے محافظ بھی ہوں گے۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا جیسا اس سے پہلے میں نے یوسف کے بارے میں تمہارا اعتبار کیا تھا ویسا ہی اس کے حق میں کرتا ہوں تمہاری حفاظت تو معلوم آزمودہ را آزمودن خطاست البتہ اگر اس کا جانا ہی ضروری ہے نہ جانے میں اندیشہ نقصان ہے تو خدا ہی سب سے اچھا محافظ ہے اور وہ سب سے زیادہ مہربان بھی ہے تمہاری حفاظت پر کیا اعتبار حضرت یعقوب کے اتنے جواب سے وہ کس قدر تو مطمئن ہو کر اسباب اتارنا اور رکھنا شروع ہوئے جب اسباب کو انہوں نے کھولا تو ان کی پونجی جو غلہ کی قیمت میں یوسف کو دے آئے تھے واپس ان کو ملی تو بڑی خوشی خوشی باپ سے کہنے لگے بابا ہمیں اور کیا چاہیے دیکھ تو عزیز مصر ایسا رحیم و شفیق اور ہمارے خاندان کا معتقد ہے کہ ہماری خاطر تواضع کرتا رہا غلہ بھی دیا اور یہ قیمت ہماری بھی ہمیں لوٹا دی گئی جس کے ساتھ ہم اپنی حاجات چلائیں گے اور اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لاویں گے اور بھائی کی حفاظت کریں گے اور اس کے حصہ ایک اونٹ جتنا غلہ زیادہ لاویں گے اور یہ غلہ جو ہم لائے ہیں بہت ہی تھوڑا ہے کنبہ کو تمام سال کافی نہ ہو گا یعقوب علیہ السلام نے کہا میں اس کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک کہ تم مجھے خدا کے نام سے مضبوط عہد نہ دو گے کہ ضرور اسے میرے پاس زندہ اور سلامت لیتے آنا مگر جس صورت میں تم کسی بلا میں گھر جاؤ اور واقعی مجبور ہو جاؤ تو میرے نزدیک بھی معذور ہو گے ورنہ نہیں چونکہ اس معاملہ میں ان کی نیت بھی صاف تھی اس لئے ان کو اس امر کی تسلیم میں چون و چرا کی ضرورت نہ تھی۔

فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ يٰبَنِيَّ

پس جب وہ باپ کو عہد دے چکے تو اس نے کہا جو ہم کہہ رہے ہیں اللہ اس پر شاہد ہے اور یعقوب نے کہا میرے بیٹو

لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَآ اُغْنِيْ

ایک ہی دروازہ سے داخل نہ ہونا مختلف دروازوں سے جانا اور میں خدا کا حکم تم سے ذرا بھی نہیں

عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ

ٹال سکتا۔ حکم تو اللہ ہی کا ہے میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے سب بھروسہ کرنے

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ

والوں کو چاہیے کہ اسی پر بھروسہ کریں۔ اور جب وہ باپ کے فرمودہ کے مطابق جہاں سے اس نے داخل ہونے کو کہا تھا

يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ

داخل ہوئے یہ داخلہ اللہ کے حکم سے کچھ بھی کام نہ دے سکتا تھا البتہ یعقوب کے جی کا خیال تھا جو اس نے پورا کرلیا کیونکہ وہ

لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾ ع

ہماری تعلیم کی وجہ سے بڑا صاحب علم تھا لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے

پس وہ باپ کو عہد دے چکے تو اس نے کہا جو ہم اس وقت قول و قرار کے متعلق کہہ رہے ہیں اللہ اس پر شاہد ہے دیکھنا اس پر کاربند نہ ہوگے تو خدا تم سے سوال کرے گا اور پدری شفقت میں یعقوب نے یہ بھی کہا میرے بیٹو مصر میں داخل ہوتے وقت ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا چشم بدور کہیں نظر بد تم کو نہ لگ جائے مختلف دروازوں سے جانا اور یہ یاد رکھنا کہ میں جو تم سے کہہ رہا ہوں محض ایک تدبیر ہے ورنہ میں خدا کا حکم تم سے ذرا بھی نہیں ٹال سکتا کیونکہ کل کائنات پر حکم تو اللہ ہی کا ہے میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے میری ہی اس میں کیا خصوصیت ہے سب بھروسہ کرنے والوں کو چاہیے کہ اسی پر بھروسہ کریں وہی سب کا مالک ہے مربی ہے داتا ہے غرض

ہست سلطانی مسلم مراد را نیست کس راز ہرۂ چون وچرا

اور جب وہ باپ کے فرمودہ کے مطابق جہاں سے اس نے داخل ہونے کو کہا تھا داخل ہوئے تو بخیر و عافیت پہنچ گئے لیکن یہ اس طرح کا داخلہ اللہ کے حکم سے بچا نہ سکتا تھا اگر وہ تکلیف پہنچانی چاہتا تو کچھ بھی کام نہ دے سکتا البتہ یعقوب کے جی کا خیال تھا جو اس نے پورا کرلیا اور بتلا بھی دیا کہ اصل باگ سب امور کی اللہ کے ہاتھ ہے کیونکہ وہ یعقوب ہماری روحانی تعلیم کی وجہ سے بڑا صاحب علم تھا لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے کہ کسی بزرگ کو اگر کوئی بات کسی وقت خدا کی طرف سے معلوم ہو جائے تو وہ محض خداداد ہے نہ یہ کہ وہ غیب[1] دان ہو گیا ایسے لوگوں کی مثال بالکل ویسی ہے جیسے کوئی تار بابو کو تار خبر دیتے ہوئے جو اسے دور دراز ملکوں سے پہنچی ہو سن کر جہالت سے اپنے اہل و عیال کا حال دریافت کرنے لگ جائے اور یہ نہ سمجھے کہ اس نے جو خبر بتلائی ہے وہ تو کسی کے بتلانے سے بتلائی ہے ورنہ اسے کیا معلوم کہ دیوار کے

[1] فقہا نے ایسے لوگوں کے حق میں جو انبیاء اور اولیاء کی نسبت غیب دانی کا اعتقاد کریں کفر کا حکم دیا ہے واعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ماعلمهم الله تعالیٰ احیانا وذکر الحنفیة تصریحابا لتکفیر باعتقاد ان النبی علیه السلام یعلم الغیب معارضة قوله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله الخ کذا فی المسائر شرح فقه اکبر

وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْٓ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا
اور یوسف کے بھائی جب یوسف کے پاس آئے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور کہہ دیا کہ میں تیرا بھائی ہوں پس تو ان
تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ
کے کاموں سے رنجیدہ مت ہو- پھر جب ان کی بوریاں بندھوانے کا حکم دیا تو اپنے بھائی کی بوری میں کٹورا رکھوا
فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۞ قَالُوْا
دیا- پھر ایک پکارنے والے نے پکار دی کہ اے قافلہ والو تم چور ہو یوسف کے بھائیوں نے پھر
وَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۞ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ
کر پوچھا تمہارا کیا کھویا گیا ہے ؟ سپاہیوں نے کہا سرکاری کٹورا ہمیں نہیں ملتا اور جو کوئی اسے لائے اسکو
جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّاَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ۞ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ
اونٹ کے بوجھ جتنا غلہ ملے گا اور میں اس کا ضامن ہوں- یوسف کے بھائی بولے کہ واللہ تم جانتے ہو کہ ہم اس ملک
مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ۞ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗٓ
میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہم چور ہیں سپاہیوں نے کہا اگر تم جھوٹے نکلے تو اس
اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ۞
کی کیا سزا ہے

پیچھے کیا ہے۔ شیخ سعدی مرحوم نے اسی کے متعلق کیا ہی اچھا کہا ہے

کسے پرسید زاں گم کردہ فرزند — کہ اے روشن گہر پیر خرد مند
زمصرش بوئے پراہن شنیدی — چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال مابرق جہانست — دمے پیدا و دیگروم نہانست!
گہے برطارم اعلی نشینم؟ — گہے برپشت پائے خود نہ بینم

خیر تو یہ توجو ہوا سو ہوا یوسف علیہ السلام کے بھائی جب یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو اس نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس جگہ دی اور چپکے سے کہہ دیا کہ میں تیرا بھائی یوسف ہوں پس تو ان کاموں سے جو تیرے ساتھ بے التفاتی کرتے آئے ہیں رنجیدہ مت ہو پھر جب حسب دستوران کی بورئیں بند ہونے کا حکم دیا تو اپنے بھائی کی بوری میں کٹورا رکھوادیا پھر چپکے سے انسپکٹر پولیس کو اس کی تلاش کا حکم دیا تو ایک پکارنے والے نے پولیس کی طرح مقدمہ بنانے کا پکارا کہ اے قافلے والو تم چور ہو یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے پھر کر پوچھا کہ تمہارا کیا کھویا گیا ہے ؟ سپاہیوں نے کہا کہ سرکاری برتن کٹورا پانی پینے کا ہمیں نہیں ملتا اور سرکار کا اشتہار ہو چکا ہے کہ جو کوئی اسے لائے اس کو اونٹ کے بوجھ جتنا غلہ ملے گا اور میں جمعدار پولیس اس کا ضامن ہوں کہ دلادوں گا یوسف کے بھائی یہ سن کر بولے کہ واللہ تم جانتے ہو کہ ہم اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے اور نہ ہی چور ہیں بلکہ شریف خاندانی ہیں سپاہیوں نے کہا اگر تم نے جھوٹے نکلے تو اس (چور) کی کیا سزا ہے-

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝

بولے جس کے اسباب وہ نکلے وہی اس کی سزا ہے۔ ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ

تو یوسف نے اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے ان کے تھیلوں کو کھلوایا پھر اپنے بھائی کے تھیلے سے نکال لیا۔ اسی

كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ

طرح ہم نے یوسف کو ڈھب سکھایا تھا ورنہ بادشاہ کے قانون کے مطابق وہ اپنے بھائی کو نہ رکھ سکتا تھا مگر جو خدا چاہتا۔

نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝ قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ

ہم جس کو چاہتے ہیں بلند رتبہ کر دیتے ہیں۔ اور ہر ایک علم دار سے بڑھ کر دوسرا علم دار ہے بولے کہ اگر اس نے چوری

فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ

کی ہے تو پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ یوسف نے اس کلمہ کو بھی چھپا رکھا اور ان کے سامنے اس کو نہ دہرایا

قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝

کہا کہ تم بڑے نالائق ہو تمہارا بیان اللہ کو خوب معلوم ہے

بولے جس کے اسباب سے وہ نکلے وہی اس کی سزا ہے یعنی اسے ہی تم رکھ لیناوہ تمہارا ہمیشہ کا غلام ہوا ہم ظالموں چوروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ یہ بات بھی صرف من گھڑت انہوں نے کہی تھی ورنہ شریعت میں یہ سزا نہ تھی جب یہ قرار داد یوسف کے بھائیوں میں اور سرکاری آدمیوں میں ہو چکی تو یوسف نے اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے ان کے تھیلوں اور بوروں کو کھلوایا پھر جب ان سے کچھ نہ نکلا تو تلاش کرتے کرتے اپنے بھائی کے تھیلے سے نکال لیا۔ اسی طرح ہم نے یوسف کو ڈھب سکھایا کہ بھائیوں سے اقرار لے کر بنیامین کو رکھ سکے ورنہ بادشاہ کے قانون متعلقہ چوری کے مطابق وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس نہ رکھ سکتا تھا مگر جو خدا چاہتا تو اس قانون ہی میں ترمیم ہو جاتی ہم نے جس طرح یوسف علیہ السلام کو عزت دی اسی طرح جس کو چاہیں علم اور دانش کے ذریعہ سے بلند رتبہ کر دیتے ہیں۔ یہ ترقی مراتب کچھ اسی زمانہ سے خاص نہ تھی اب بھی ہر ایک امر میں پائی جاتی ہے کہ ایک سے دوسرا برتر ہے اور ہر ایک دانا سے بڑھ کر دوسرا دانا ہے غرض کوئی شخص اپنے علم اور لیاقت پہ نازاں ہو کہ مجھ جیسا کوئی نہیں تو اس کی فاش غلطی ہے خیر مختصر یہ کہ کٹورا جب بنیامین کے تھیلے سے نکلا اور وہ نادم ہوئے تو بولے کہ اگر اس بنیامین نے سرکاری برتن کی چوری کی تو تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس سے پہلے اس کے بھائی یوسف نے بھی ایک دفعہ چوری کی تھی دراصل ان کی ماں کا جو خمیر ایک ہے اسی کی خرابی ہے مگر یہ بھی ان کا محض افترا ہی افترا تھا۔ ورنہ نہ تو یوسف نے کبھی چوری[1] کی تھی نہ کچھ اور بات تھی۔ یوسف نے اس کلمہ کو بھی چھپا رکھا اور ان کے سامنے اس کو نہ دہرایا ایسا کہ گویا سنا بھی نہیں اتنا کہا کہ تم بڑے نالائق ہو ہرگز اس قابل نہیں کہ تمہاری عزت کی جائے تمہارا بیان کہ اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی۔ اللہ کو خوب معلوم ہے۔

[1] جن لوگوں نے اس چوری کے بتانے میں مصنوعی حکایتیں لکھی ہیں محض تکلف ہیں ایسے راستبازوں کی بابت جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے ایسے تکلفات کے مرتکب ہونا بلا ضرورت ہے

قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ

کہنے لگے اے عزیز اس کا باپ نہایت بوڑھا ہے پس تو ہم میں سے کسی کو اس کے عوض رکھ لے۔ ہم تجھے محسن

مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا

جانتے ہیں یوسف نے کہا خدا پناہ دے کہ ہم اس شخص کو چھوڑ کر جس کے پاس ہمیں اپنی چیز

عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۗ قَالَ كَبِيْرُهُمْ

ملی ہے کسی دوسرے کو لیں تو فورا ہم ظالم ٹھہریں گے۔ پھر جب اس سے ناامید ہوئے تو الگ ہو بیٹھے ان میں بڑے بھائی نے کہا

اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ

کیا تمہیں معلوم نہیں تمہارے باپ نے تم سے اللہ کے نام کا مضبوط عہد لیا ہوا ہے اور اس سے پہلے جو یوسف کے بارے

فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ

میں تم نے قصور کیا ہوا ہے پس میں تو اس زمین کو نہ چھوڑوں گا جب تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے یا خدا میرا فیصلہ نہ کرے وہی

هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِيْكُمْ فَقُوْلُوْا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ

سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے تم باپ کے پاس جاؤ اسے کہو کہ بابا تیرے بیٹے نے چوری کی ہے اور ہم

وَمَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾

تو اسی بات کی گواہی دیتے ہیں جو ہمیں معلوم ہے اور ہم غیب نہیں جانتے

خیر اس سے فارغ ہو کر عرض کرتے ہوئے کہنے لگے اے عزیز اس کا باپ نہایت بوڑھا ہے اور اس سے اسے بہت ہی محبت ہے پس تو ہم میں سے کسی کو اس کے عوض میں رکھ لے ہم تجھے محسن جانتے ہیں مخلوق کے حال پر تجھے بڑا رحم آتا ہے جب ہی تو اتنا کچھ غلہ وغیرہ کا انتظام کر رکھا ہے اس بوڑھے پر بھی اگر احسان کرے تو طبع فیاض سے بعید نہیں یوسف نے کہا **معاذ الله لا حول ولا قوۃ الا بالله** خدا پناہ دے کہ ہم اس شخص کو چھوڑ کر جس کے پاس ہمیں اپنی چیز ملی ہے کسی دوسرے کو لیں فوجداری مقدمات کی سزا اٹھانے میں مجرم کا کوئی وکیل نہیں ہوا کرتا تمہاری ایسی عقل پر پتھر۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو فورا ہم ظالم ٹھہریں گے جس نے جرم کیا ہوا سے تو چھوڑ دیں اور غیر مجرم کو پکڑ لیں پھر جب اس سے ناامید ہوئے تو اس بارے میں مشورے کرنے کو الگ ہو بیٹھے ان میں بڑے بھائی نے کہا جو تم بنیامین کو چھوڑ کر جانا چاہتے ہو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تمہارے باپ نے تم سے اللہ کے نام کا مضبوط عہد لیا ہوا ہے اور اس سے پہلے جو یوسف کے بارے میں تم نے قصور کیا ہوا ہے وہ بھی تم کو معلوم ہے۔ میری غیرت تو اجازت نہیں دیتی کہ یہاں سے جاؤں پس میں تو ہرگز اس زمین مصر کو نہ چھوڑوں گا جب تک میرا باپ مجھے اجازت نہ دے یا خداوند تعالیٰ میرا فیصلہ نہ کرے کہ بنیامین مجھے مل جائے وہی سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ تم سب باپ کے پاس جاؤ۔ اور صحیح صحیح واقعہ بیان کرو اسے کہو کہ بابا تیرے بیٹے بنیامین نے چوری کی ہے اور وہ اس جرم میں ماخوذ ہے اصل حقیقت تو خدا کو معلوم ہے ہم تو اسی بات کی گواہی دیتے ہیں جو ہمیں معلوم ہے **الغیب عند الله** ہم غیب تو جانتے نہیں خدا معلوم اس امر کی تہہ میں کیا راز ہے کیونکہ بنیامین کی نسبت ہمارا ابھی یہ گمان نہیں۔

وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٨٢﴾

اور تو اس بستی کے لوگوں سے پوچھ لے، جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے دریافت کرلے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں اور ہم سچے

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَنِي

ہیں باپ نے کہا بلکہ یہ بات تمہیں بھلی معلوم ہوئی میرا کام تو صبر و شکر ہے۔ امید ہے کہ اللہ ان سب کو میرے پاس

بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلَّى عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَى عَلَى

لائے گا بیشک وہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور ان سے روگردانی کرکے کہنے لگا ہائے یوسف کے حال پر

يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ

اور اس کی آنکھیں مارے غم کے سفید ہوگئی تھیں اور وہ غصہ دبایا کرتا تھا۔ بولے اللہ کی قسم تو ہمیشہ یوسف کو ہی

يُوسُفَ حَتَّى تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ﴿٨٥﴾ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي

یاد کرتا رہے گا حتی کہ قریب الموت ہو جائے بلکہ مر ہی جائے۔ یعقوب نے کہا میں اپنی تکلیف اور غم کا

وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ يَا بَنِيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَ

اظہار خدا ہی کے سامنے کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے کئی ایک ایسی باتیں بھی معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں۔ اے میرے بیٹو جاؤ اور یوسف اور

أَخِيهِ وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٧﴾

اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی بے امید نہیں ہوتا

اور اگر تو ہماری تصدیق چاہتا ہے تو بے شک اس بستی (مصر) کے لوگوں سے پوچھ لے جس میں ہم تھے اور اس قافلے سے دریافت کرلے جس کے ساتھ ہم آئے ہیں اور ہم سے پوچھے تو ہم قسمیہ کہتے ہیں کہ ہم سچے ہیں۔ غرض اسی رائے پر سب متفق ہوگئے اور مصر سے چل کر کنعان اپنے وطن میں آئے اور باپ سے اسی طرح عرض کیا جیسا کہ بڑے بھائی نے کہا تھا باپ نے سنتے ہی کہا کہ بنیامین کی چوری کا تو تمہیں بھی اعتبار نہیں اور نہ ہی واقع میں ہوگی البتہ تم دل میں اس کی جدائی سے رنجیدہ نہیں بلکہ خوش ہو کیونکہ یہ بات تمہیں بھلی معلوم ہوئی ہے اور مدت کی تمہاری تمنا بر آئی کہ تمہارا ایک محسود مفقود الخبر ہوا اور دوسرا ملزم ٹھیرا۔ میرا کام تو صبر و شکر ہے میں اللہ سے بے امید نہیں امید ہے کہ اللہ ان سب کو یعنی یوسف بنیامین اور ان کے بڑے بھائی کو جو مصر میں ندامت کے بارے میں بیٹھ رہا ہے میرے پاس لاوے گا اور میری ان سے ملاقات ہوگی۔۔ بے شک وہی سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔ یہ جواب دیا اور ان سے روگردانی کر کے کہنے لگا ہائے یوسف کے حال پر اور اس قدر یوسف کے فراق میں روتا تھا کہ اس کی آنکھیں مارے غم کے سفید بے نور ہوگئی تھیں اور وہ جی ہی جی میں غصہ دبایا کرتا تھا گھر والوں نے جب اتنے سال بعد بھی یوسف کا نام سنا تو بولے کہ اللہ کی قسم تو ہمیشہ یوسف ہی کو یاد کرتا رہے گا حتی کہ قریب الموت ہو جائے بلکہ مر ہی جائے بھلا آج تک اتنے سالہا سال کے عرصہ میں تیرہ آہ و بکا کا کیا نتیجہ ہوا ہے۔ جواب ہوگا مانا کہ بیٹے کا صدمہ بڑا ہوتا ہے مگر آخر اسکی کوئی حد بھی ہے یعقوب نے کہا میں اپنی تکلیف اور غم کا اظہار خدا ہی کے سامنے کرتا ہوں تمہیں تو نہیں سناتا کہ تم اس سے تنگ آرہے ہو اور مجھے اللہ کی طرف سے کئی ایک ایسی باتیں بھی معلوم ہیں جو تم کو معلوم نہیں مجھے اسکے خواب سے پختہ یقین ہے کہ وہ سرفراز ہوگا یا ہوا ہوگا پس اے میرے بیٹو اگر میرے فرمانبردار ہو تو ایک دفعہ میرے کہنے پر بھی جاؤ اور یوسف اور اسکے بھائی کی تلاش کرو اور پتہ لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو کیونکہ اللہ کی رحمت سے سوائے کافروں کے کوئی بے امید نہیں ہوتا

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا

پس جب یوسف کے پاس حاضر ہوئے تو بولے اے عزیز ہم کو اور ہمارے اہل و عیال کو سخت مصیبت پہنچی ہے اور ہم کو

بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي

کچھ تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں پس آپ ہم کو ہمارا غلہ دلوادیجئے اور ہمیں خیرات دیجئے اللہ خیرات دینے والوں کو نیک

الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ

بدلہ دیا کرتا ہے یوسف نے کہا جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی سے جہالت میں کیا تھا تمہیں کچھ

اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَاۤ

معلوم ہے؟ بولے کیا تو ہی یوسف ہے؟ اس نے کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا

اَخِيْ ؗ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

بھائی ہے خدا نے ہم پر احسان کیا جو کوئی اس سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ ایسے بھلے آدمیوں کا اجر

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِــِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

ضائع نہیں کیا کرتا۔ بولے واللہ خدا نے تجھے ہم پر برتری دی ہے اور ہم قصوروار ہیں

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ؗ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾

یوسف نے کہا آج تم پر کسی طرح کا الزام نہیں، خدا تمہیں بخشے وہی سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

یعنی خدا کی رحمت سے ناامید ہونا شعار کفار ہے خیر خدا خدا کر کے وطن سے چلے اور مصر میں پہنچے اور یوسف نے اطلاع پاکر ان کو بلایا پس جب یوسف کے پاس حاضر ہوئے تو گزشتہ سب باتیں بھول گئے اور اپنی ہی رام کہانی کہنے کو بولے اے عزیز ہم کو اور ہمارے اہل و عیال کو سخت مصیبت پہنچی ہے اور ہم کچھ تھوڑی سی پونجی لے کر آئے ہیں تو اپنی مہربانی سے "برما منگر بر کرم خویش نگر" پس آپ مثل سابق ہم کو پورا غلہ دلوا دیجئے اور جس قدر قیمت ہماری کم ہے اس قدر خدا کے نام کی ہمیں خیرات دیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ خیرات دینے والوں کو نیک بدلہ دیا کرتا ہے خدا کی شان یہی یوسف ہے اور یہی یوسف کے بھائی، جنہوں نے اس کو کنوئیں میں ڈالا تھا۔ شیخ سعدی مرحوم نے کیا ہی سچ کہا ہے

مہا زور مندی مکن بر کہاں؟ کہ بریک نمط می نماند جہاں

خیر یوسف نے بھائیوں کے الحاح اور گھر کی تباہی کا حال جب سنا تو اس سے ضبط نہ ہو سکا تو نہایت نرم لفظوں میں ان سے کہا کہ جو کچھ تم نے یوسف اور اس کے بھائی سے جہالت میں کیا تھا تمہیں کچھ معلوم ہے ان کو پہلے سے باپ کے کہنے سے کچھ شبہ تو تھا ہی جھٹ سے بولے کیا تو ہی یوسف نہیں۔ اس نے کہا میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے خدا نے ہم پر بڑا ہی احسان کیا کہ جو کوئی اس سے ڈرتا اور مصیبت کے وقت صبر کرتا ہے تو اللہ ایسے بھلے آدمیوں کا اجر ضائع نہیں کیا کرتا۔ بولے واللہ خدا نے تجھے ہم پر برتری دی ہے اور ہم قصوروار ہیں تو ہمارے قصور معاف کر۔ یوسف نے کہا اگر میں تم سے بدلہ لینے کو ہوتا تو اس سے پہلے تم کئی دفعہ آئے اسی وقت لے لیتا آج تم پر کسی طرح کا الزام نہیں کیونکہ جو کچھ تم نے کیا بحکم

گرچہ تیراز کمان ہے گزرو از کمان دارو اند اہل خرو

سب اس احکم الحاکمین کی طرف سے جانتا ہوں پس خدا تمہیں بخشے وہی سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ

یہ میرا کرتا لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے پر اسے ڈال دو وہ سوانکھا ہو جائے گا اور اپنے تمام اہل و عیال

بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ

کو میرے پاس یہاں لے آؤ۔ اور جب قافلہ چلا تو ان کے باپ نے کہا اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ کہو تو مجھے یوسف

يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿٩٤﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿٩٥﴾

کی مہک آرہی ہے۔ گھر والوں نے کہا اللہ کی قسم تو اسی اپنی قدیمی غلطی میں ہے

فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ

پھر جب خوشخبری دینے والا یعقوب کے پاس آیا آتے ہی کرتا کو اس کے چہرہ پر ڈالا تو وہ سوانکھا ہوگیا اس نے کہا میں نے تم

لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٦﴾ قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا

سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ سے وہ باتیں بھی جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ وہ بولے اے بابا ہمارے لیے بخشش مانگ

ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ﴿٩٧﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ

بیشک ہم بڑے گناہ گار ہیں یعقوب نے کہا میں تمہارے لئے خدا سے بخشش مانگوں گا وہی بڑا بخشنے

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٩٨﴾

والا مہرباں ہے

یہ تو میرا کرتا لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے پر اسے ڈال دو انشاء اللہ تعالیٰ وہ سوانکھا ہو جائے گا اور اپنے تمام اہل عیال کو میرے پاس یہاں لے آؤ کیا ضرورت ہے کہ بار بار غلہ ڈھونے کی تکلیف کرو یہاں پر خدا کے فضل سے سب کچھ میسر ہے خیر صلح صفائی سے فارغ ہو کر حسب الحکم یوسف کے چلے اور جب قافلہ ان کا مصر سے چلا تو ان کے باپ یعقوب علیہ السلام نے بوجہ صفائی قوت دراکہ کے گھر والوں سے کہا اگر تم مجھے بہکا ہوا نہ کہو تو میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے یوسف کی مہک آرہی ہے گھر والوں نے کہا اللہ کی قسم تو اسی اپنی قدیمی غلطی میں ہے بھلا اتنے سال یوسف کو مرے ہو گئے ایک ایک ہڈی اس کی کا کہیں پتہ نہ ہو گا آج تجھے یوسف کی مہک آتی ہے سبحان اللہ۔ ”این چہ بوالعجبی است“ پھر جب حسب الحکم یوسف کے بھائی مصر سے چل کر قریب کنعان پہنچے اور خوشخبری دینے والا ان سے پہلے تھوڑی مدت یعقوب علیہ السلام کے پاس آیا اور آتے ہی اس یوسف کے کرتے کو اس کے چہرے پر ڈال دیا تو وہ اسی وقت سنوا کھا ہو گیا فوراً اس کے آنسو سوکھ گئے اور آنکھیں روشن ہو گئیں تو اس نے کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں اللہ کے بتلانے سے وہ باتیں بھی جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے وہ بولے اے بابا ہمارے لیے خدا سے ☐ مانگ بے شک ہم بڑے گنہگار ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا میں تہجد کے وقت تمہارے لئے خدا سے ☐ مانگوں گا وہ وقت قبولیت کا ہے امید ہے کہ خدا قبول کرے گا کیونکہ وہی بڑا بخشنے والا مہربان ہے اس کے بعد یوسف کا پیغام باپ کو سنایا چونکہ وہ پہلے ہی مشتاق تھا اس نے فوراً تیاری کا حکم دیا پس وہ سب کے سب تیار ہو کر چل پڑے اور مصر کے قریب پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے باپ کے آنے کی خبر سن کر شہر سے باہر بغرض استقبال خیمے لگا دیئے۔

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ

پس جب یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ امن و امان سے شہر میں

شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ

داخل ہو چلو ان شاء اللہ- اور ماں باپ کو اس نے تخت پر بٹھایا اور بھائی اس کے سامنے آداب مجری بجا لائے اور

قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَ

یوسف نے کہا بابا یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا میرے پروردگار نے اسے سچا کیا اور مجھ

قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْ بَعْدِ

پر احسان کیا کہ قید خانہ سے مجھے نکالا اور بعد اس سے کہ شیطان نے مجھ میں

اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

اور میرے بھائیوں میں کدورت ڈال دی تھی وطن سے تم سب کو میرے پاس لایا- کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار جو چاہے آسانی سے کر سکتا ہے

الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۰﴾ رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ

بیشک وہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے- اے میرے پروردگار تو نے مجھے حکومت بخشی اور مجھے باتوں کی سمجھ عنایت کی اے

الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قف

آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے

جب یوسف کے پاس پہنچے تو اس نے ماں باپ کو تو اپنے پاس جگہ دی اور بھائیوں کو کسی قدر فاصلہ سے بٹھایا اور سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ امن و امان سے شہر میں داخل ہو چلو ان شاء اللہ تمہیں کسی طرح کی تکلیف نہ ہو گی اور شہر میں پہنچ کر اس نے ایک جلسہ کیا جس میں ماں باپ کو اس نے اونچے سے تخت پر جو خاص اسی غرض سے بنایا تھا بٹھایا اور بھائی اس کے سامنے آداب مجری بجالائے اور یوسف نے باپ سے کہا باباجان میرے خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے دیکھا تھا کہ گیارہ ستارے اور چاند سورج مجھے سجدہ کرتے ہیں گو اس وقت چاند اور سورج سے مراد آپ دونوں صاحب ہیں اور آپ تخت پر ہیں مگر چونکہ میرے ہی حکم سے آئے ہیں اور یہاں پر بیٹھے ہیں اس لئے گویا آپ بھی بوجہ زیر فرمان ظاہری ہونے کے مجھے سجدہ ہی کر رہے ہیں الحمد للہ کہ میرے پروردگار نے اسے سچا کیا اور مجھ پر بڑا ہی احسان کیا کہ ایسی سخت کس مپرسی کی حالت میں قید خانہ سے مجھے نکالا اور مخلوق کی خیر خواہی کا کام بھی میرے سپرد کیا اور بعد اس سے کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں کدورت ڈال دی تھی وطن سے تم سب کو میرے پاس لایا یہ کتنا بڑا اس کا احسان ہے کہ میرے بھائیوں نے ذرا سی بات پر مجھ سے حسد کیا تو خدا نے اس عزت اور حشمت پر مجھے پہنچایا کہ ان کو خواب و خیال بھی نہ تھا کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار جو چاہے آسانی سے کر سکتا ہے بیشک وہ بڑے ہی علم والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے یہ کہہ کر خدا کی طرف جس سے یہ سب کچھ اسے ملا تھا متوجہ ہو کر دعا کرنے لگا کہ اے پروردگار تو نے مجھے اپنی مہربانی سے حکومت بخشی حکومت بھی ایسی کہ ہر فرد معتبر کی گویا زندگی کا سہارا ہے رزق کا انتظام میرے ہاتھ دیدیا اور مجھ کو اسرار اور رموز کی باتوں کی سمجھ عنایت کی اے میرے مولا آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنیوالے

أَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكَ

دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے مجھے فرمانبرداری کی حالت میں ماریو اور نیک بندوں سے ملائیو- یہ قصہ

مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوْا أَمْرَهُمْ

غیبی باتوں سے ہے جو ہم تیری طرف الہام کرتے ہیں ورنہ تو ان کے پاس نہ تھا جب وہ فریب کرتے ہوئے

وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿١٠٢﴾ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ وَمَا تَسْئَلُهُمْ

متفق ہوئے تھے- اور اکثر لوگ نہ مانیں گے گو تو ان کے ایمان کی حرص بھی کرے اور تو ان سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَكَأَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

کوئی بدلہ نہیں مانگتا وہ قرآن تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے- اور بہت سی نشانیاں آسمانوں اور زمینوں میں

وَالْأَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿١٠٥﴾ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ

ہیں جن پر یہ لوگ گذرتے ہیں اور ان کی پروا تک نہیں کرتے اور ان میں اکثر خدا کو مان کر بھی شرک

بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾ أَفَأَمِنُوْا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ

کرتے رہتے ہیں تو کیا یہ اس سے بے خوف ہیں کہ اللہ کے عذاب سے کوئی آفت

ع ۱۱ ۵

دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا متولی اور کارساز ہے دنیا میں تو تو نے بہت کچھ دیا آخرت کے لئے آرزو ہے کہ مجھے اخیر تک اپنا فرمان بردار رکھیو اور فرمانبرداری کی حالت میں ماریو اور اپنے نیک بندوں سے ملائیو- خدا نے یوسف کی دعا قبول کی یہ ہے مختصر قصہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام کا اس پر غور کریں تو ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی اس میں بہت سا نتیجہ پا سکتا ہے بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ غیب کی باتیں سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا اور یہ کہ خدا اگر کسی پر احسان کرنا چاہے تو اس سے کوئی مانع نہیں ہو سکتا اور یہ کہ خدا کی بھیجی ہوئی تکلیف کو کوئی ہٹا نہیں سکتا خواہ کتنا ہی بلند رتبہ اور عالی قدر بھی کیوں نہ ہو- یہ قصہ غیبی باتوں سے ہے جو ہم تیری طرف الہام کرتے رہے ہیں ورنہ تو ان کے پاس نہ تھا جب وہ باپ سے فریب کرتے ہوئے اپنے کام پر متفق ہوئے تھے کہ یوسف کو ضرور ہی کنویں میں ڈال دینا چاہیے- مگر خدا کی بتلائی ہوئی وحی سے تو بتلاتا ہے لیکن یہ جاہل کہاں سنتے ہیں اور اکثر ان لوگوں میں کے کبھی نہ مانیں گے گو تو ان کے ایمان کی خواہش اور حرص بھی کرے اور لطف یہ ہے کہ تو ان سے کوئی بدلہ بھی نہیں مانگتا کہ میری تعلیم پر عمل کرنے والے اور مجھ سے فائدہ اٹھانے والے مجھے کچھ مشاہرہ دیا کریں مگر وہ قرآن جو تو تعلیم دیتا ہے تمام جہان والوں کے لئے نصیحت ہے اسی پر بس نہیں ان کی شرارت اور غفلت کا کیا ٹھیک ہے- بہت سی نشانیاں آسمانوں اور زمینوں میں ہیں- جن پر یہ لوگ گزرتے ہیں اور ان کی پرواہ تک نہیں کرتے اور جو کوئی ان میں خدا کے قائل بھی ہیں ان میں بھی اکثر ایسے ہی کہ خدا کو مان کر شرک بھی اس کے ساتھ کرتے رہتے ہیں خدا سے بھی دعائیں مانگتے ہیں اور بزرگوں سے بھی- کسی صاحب دل نے کیا اچھا کہا ہے ؎

خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا!

یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا!

تو کیا یہ جو ایسے غافل ہیں اور بے پروائی میں زندگی گزار رہے ہیں یہ اس سے بے خوف ہیں کہ مبادا اللہ کے عذاب سے کوئی آفت ان پر آ پڑے

اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا

ان پر آپڑے یا ان کی بے خبری ہی موت کی گھڑی ان پر آجائے۔ تو کہہ کہ یہ میرا طریق ہے کہ میں اور میرے

اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۸﴾

تابعدار دلیل سے اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا

ہم نے جتنے رسول تجھ سے پہلے بھیجے ہیں سب بستیوں میں رہنے والے لوگوں میں سے مرد ہی تھے۔ کیا انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی

فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ

کہ دیکھتے جو ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا۔ اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت کا گھر سب سے

خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا اسْتَیْـَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا

اچھا ہے کیا تم عقل نہیں کرتے؟ یہاں تک کہ رسولوں کو جب ناامیدی ہوئی اور ان

اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا

کو جھوٹ کا گمان گزرا

یا ان کی بے خبری ہی میں ان کی موت کی گھڑی ان پر آجائے اور سانس لینا بھی نصیب نہ ہو پھر تو مرتے ہی داخل ابدی عذاب ہوں گے گو یہ ضد پر ہیں تو بھی تو محض ان کی بہتری کی غرض سے ان سے کہہ کہ یہ میرا طریق ہے کہ میں اور میرے تابعدار دلیل سے نہ کہ کورانہ آبائی تقلید سے اللہ کے دین کی طرف بلاتے ہیں اور بلند آواز سے خدا کی پاکی بتلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ سب عیبوں اور نقصانوں سے پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں ہوں۔ اور ان کی جہالت سنو کہ ان کے دل میں یہ بات جم رہی ہے کہ اللہ کا رسول آدمی نہیں ہو سکتا بلکہ فرشتہ ہونا چاہیئے۔ حالانکہ ہم نے جتنے رسول تجھ سے پہلے بھیجے ہیں سب بستیوں میں رہنے والے لوگوں میں سے مرد ہی تھے کبھی کوئی فرشتہ نہ تھا ان کو نہ تو زمانہ کی تاریخ سے خبر ہے نہ جغرافیہ سے واقفیت ہے یونہی جو جی میں آیا دیوانہ کی سے بڑ ہانک دی کیا انہوں نے ملک میں بغور سیر نہیں کی کہ دیکھتے کہ جو مشرک اور خدا کے حکموں کے مقابلہ پر ضد کرنے والے ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا کہ باوجود اس طاقت اور شاد زوری کے آج ان کا نام لیوا بھی کوئی نہیں اور پرہیزگاروں کے لئے آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے کیا تم عقل نہیں کرتے کہ اتنی بات بھی سوچ سکو کہ دنیا کا عیش خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو کبھی عیش و عشرت مصفا نہیں ہو سکتا ہمیشہ مکدر رہتا ہے اول تو کوئی نہ کوئی تکلیف خواہ موسمی ہو یا بدنی۔ بیرونی ہو یا اندرونی ضرور ہی لاحق رہتی ہے اور اگر فرض کریں کہ کوئی بھی تکلیف نہیں جو فرض صرف فرض ہے تو بھی دنیا کی نعمت کا زوال تو سامنے نظر آتا ہے اور اس بات کا یقین دلاتا ہے ؎

عمر برف ست و آفتاب تموز اند کے ندو خواجہ غرہ ہنوز

اسی طرح پہلے لوگ بھی تکذیب ہی پر بضد رہے یہاں تک کہ رسولوں کو ان سے ناامیدی ہوئی اور ایسی تکلیفوں اور گھبراہٹ میں پڑے کہ اپنے امینوں سے بھی ان کو جھوٹ کا گمان گزرا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ بھی جو ہم سے اظہار ایمان کرتے ہیں

لہ من مات فقد قامت قیامنه الحدیث" منه

جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

تو ہماری مدد آپہنچی- پھر جس کو ہم نے چاہا وہ بچالیا گیا اور ہمارا عذاب بدکاروں سے ٹلا نہیں کرتا

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى

ان لوگوں کے قصوں میں عقل والوں کے لئے بڑی عبرت ہے- یہ قران بناوٹی بات نہیں

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ

بلکہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر امر کی تفصیل اور ایماندار قوم کے لئے ہدایت

رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

اور رحمت ہے

سورت الرعد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ

میں ہوں اللہ سب کچھ جانتا اور دیکھتا- یہ سورت کتاب کے احکام ہیں- اور جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کے ہاں سے اترا ہے

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾

سچ ہے لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے-

ان تکلیفوں کی وجہ سے کفار سے، نہ مل جائیں اور بے ایمان ہو کر ان کی طرح ان کا بھی خاتمہ خراب نہ ہو تو فوراً ہماری مدد آپہنچی پھر جس کو ہم نے چاہا وہ بچایا گیا اور ظالموں کو برباد کیا گیا کیونکہ ہمارا عذاب جب آپہنچے تو بدکاروں سے ٹلا نہیں کرتا پس ان کو چاہیے کہ اس امر سے نصیحت پادیں اور سمجھیں کیونکہ ان لوگوں کے قصوں میں عقل والوں کیلئے بہت بڑی عبرت ہے یاد رکھو کہ یہ قرآن بناوٹی بات نہیں بلکہ اپنے سے پہلی کتابوں کے سچے واقعات اور صحیح مضمون کی تصدیق ہے اور ہر ایک ضروری مذہبی امر کی تفصیل اور ایماندار قوم کے لئے ہدایت اور رحمت ہے-اللھم ارحمنی

سورت رعد

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

میں ہوں اللہ سب کچھ جانتا اور دیکھتا یہ سورت آسمانی کتاب کے احکام ہیں اور یاد رکھ کہ جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کے ہاں سے اترا ہے یعنی قرآن وہ بالکل سچ اور حق ہے لیکن بہت سے لوگ اس پر ایمان نہیں لاتے یعنی اس کتاب کی تعلیم کے مطابق خدائے واحد سے تعلق نہیں کرتے بلکہ عاجز بندوں سے وہ امور چاہتے ہیں جو مالک المختار سے چاہنے چاہئیں

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کر رکھا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ پھر تخت پر بیٹھا اور

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ

سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے ہر ایک مقررہ وقت تک چل رہے ہیں تمام احکام وہی جاری کرتا ہے اور

الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ

نشان مفصل بتلاتا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین کرو۔ اور وہی خدا جس نے زمین کو پھیلایا ہے اور اس پر

فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی

پہاڑ اور دریا پیدا کیے اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو قسم کے بنائے۔ وہی رات کو دن پر پردہ

الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳ وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ

کردیتا ہے۔ بیشک فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سے دلائل ہیں۔ زمین میں مختلف ٹکڑے قریب قریب

مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ

ہیں اور انگوروں کے باغ اور کھیتی اور کھجوروں کے درخت بعض ایک تنا کے بعض الگ الگ ایک ہی پانی سے

اس لئے انہیں متنبہ کرنے کو کہہ کہ اللہ یعنی حقیقی معبود تو وہ مالک ہے جس نے آسمانوں کو جو اپنی وسعت کے لحاظ سے جواب نہیں رکھتے بے ستون بلند کر رکھا ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور آج تک کوئی ستون تمہاری نظر سے نہیں گزرا پھر بعد پیدا کرنے آسمان اور زمین کے، تخت حکومت پر بیٹھا یعنی سب اشیاء پر مناسب حکمرانی شروع کی اور سورج اور چاند کو اسی نے مخلوق کے کام لگا رکھا ہے ہر ایک سورج چاند سیارے ایک مقررہ وقت تک چل رہے ہیں ممکن نہیں کہ جو وقت ان کے لئے بلحاظ موسم مقرر ہو اس سے آگے پیچھے ہو سکیں نظام عالم میں تمام احکام وہی جاری کرتا ہے اور اپنی قدرت کے نشان مفصل بتلاتا ہے تاکہ تم بنی آدم اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین کرو اور سنو وہی خدا قابل عبادت و پرستش ہے جس نے زمین کو اتنی وسعت پر پھیلایا ہے اور اس پر پہاڑ اور دریا پیدا کئے اور زمین پر ہر [illegible]ل دو دو قسم کے بنائے اور ایک تو اعلیٰ درجہ کے جن کو امیر لوگ کھائیں گے اور گراں ملیں اور ایک ادنیٰ درجہ کے جو عام طور پر سب کو مل سکیں۔ وہی رات کے اندھیروں کو دن کے چاندنے پر پردہ کر دیتا ہے یعنی رات اور دن بھی کے اسی کے قبضے میں ہیں بے شک فکر کرنے والوں کے لئے اس بیان میں بہت سے دلائل مل سکتے ہیں۔ اور سنو اس کی قدرت کے نشان دیکھنے کو یہی بیان بس نہیں نظام ارضی پر غور کرو کہ زمین میں مختلف ٹکڑے قریب قریب ہیں کسی میں ایک دانا بونے سے سو بلکہ کئی سو دانے بن جاتے ہیں اور کسی میں وہ بھی ضائع جاتا ہے اور انگوروں کے باغ اور کھیتی اور کھجوروں کے درخت بعض ایک تنا کے بعض الگ الگ یعنی بعض کھجوریں ایک ہی تنا سے دو شاخہ پیدا ہوتی ہیں اور بعض [illegible] ہی شاخ والی

يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ

ان کو سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر مزہ میں برتری دیتے ہیں- بیشک اس میں عقلمند قوم

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا

کے لئے بہت سے نشان ہیں- اور اگر تو ان کی باتوں سے متعجب ہے تو ان کی باتیں ہی عجیب ہیں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم

ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ

مر کر مٹی ہو جائیں گے تو ہم ایک نئی پیدائش میں ہوں گے- ایسے ہی لوگ اپنے پروردگار سے منکر ہیں انہی کی گردنوں میں

فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

طوق ہوں گے- اور یہی جہنم میں جائیں گے اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے- اور بھلائی سے پہلے تجھ سے

بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ

برائی کی درخواست کرتے ہیں- ان سے پہلے کئی ایک مثالیں گزر چکی ہیں- تیرا پروردگار باوجود لوگوں

مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

کے ظلم کے لوگوں پر بڑا ہی بخشنے والا ہے اور تیرے پروردگار کا عذاب بھی بہت سخت ہے

حالانکہ ایک ہی پانی سے اس کو سیراب کیا جاتا ہے اور وہ بعد پکنے کے ذائقوں اور حلاوتوں میں مختلف ہوتے ہیں کیونکہ ہم (خدا) ایک کو دوسرے پر کھانے اور مزے میں برتری دیتے ہیں- اگر مادہ ہی سب کچھ ہوتا جیسا کہ دہریوں کا خیال ہے تو پھر اس کا اثر بھی یکساں کیوں نہ ہوتا- بے شک اس بیان میں عقلمند قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں جو ہر ایک بات کی تہ تک پہنچا کرتے ہیں- کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب کوئی فعل اور حادث بغیر فاعل اور محدث کے پیدا نہیں ہو سکتا تو یہ اتنا بڑا تفاوت عظیم اور باوجود اتحاد مادہ کیونکر ہوا اور جو جاہل اور عقل خداداد سے کام نہ لینے والے ہیں وہ چاہے کچھ ہی کہیں ان کا کون منہ بند کر سکتا ہے سو اگر تو ان کی باتوں سے متعجب ہے تو تیرا تعجب بھی بے محل نہیں کیونکہ ان کی باتیں ہی عجیب تعجب انگیز ہیں دیکھو تو ان کو کیسے کیسے شبہات ہو رہے ہیں- کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو اس سے بعد ہم ایک نئی پیدائش میں ہوں گے؟ ایسے ہی لوگ اپنے پروردگار کی قدرت سے منکر ہیں انہی کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی جہنم میں جائیں گے اور ہمیشہ اسی میں رہیں گے- جب کوئی حجت ان کی چلنے نہیں پاتی تو بے ہودہ گوئی پر آجاتے ہیں اور بھلائی سے پہلے تجھ سے برائی کی درخواست کرتے ہیں یعنی آرزو کرتے ہیں کہ اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب لے آ' یہ نہیں کہتے کہ ہمیں ہدایت ہو حالانکہ ان سے پہلے ان جیسی کئی ایک مثالیں گزر چکی ہیں جو انہی کی طرح شوخیاں کیا کرتے تھے اور انبیاء کے ساتھ بضد پیش آتے تھے آخر ان کی جو گت ہوئی وہ سب کو معلوم ہے لیکن خدا کی پکڑ میں جلدی نہیں اور اس کی لاٹھی میں آواز نہیں کیونکہ تیرا پروردگار خداوند عالم باوجود لوگوں کے ظلم و زیادتی کے لوگوں کے حال پر بڑا ہی بخشنے والا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ خداوند عالم یعنی تیرے پروردگار کا عذاب بھی بہت ہی سخت ہے اس کی برداشت کی طاقت کسی میں نہیں مگر اس کا حلم اور رحم اس کے غضب پر غالب ہے اس کے رحم ہی کا تقاضا ہے کہ وہ لوگوں کی ہدایت کے لئے رسول بھیجتا ہے

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ ۖ وَ

اور کافر کہتے ہیں کہ کیوں اس رسول پر خدا کی طرف سے کوئی نشان نہیں اترا تو تو صرف ڈرانے والا ہے اور ہر

لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿٧﴾ اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ

ایک قوم کے لئے ہادی گذرے ہیں۔ خدا ہر ایک مادہ کے حمل کو جانتا ہے اور جس قدر رحم سکڑتے ہیں اور جس قدر بڑھتے ہیں

وَمَا تَزْدَادُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ ﴿٨﴾ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ

سب کو جانتا ہے ہر ایک چیز اس کے نزدیک اندازہ سے ہے۔ وہ غائب اور حاضر کو جاننے والا بڑا ہی

الْمُتَعَالِ ﴿٩﴾ سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ

عالیشان ہے۔ تم میں سے کوئی آہستہ بات کرے یا چلا کر کرے اور جو رات کے اندھیروں میں چھپ

بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ﴿١٠﴾ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ

کر رہے یا دن دہاڑے راہ چلے سب برابر ہیں۔ ہر انسان کے لئے خدا کی طرف سے آگے پیچھے آنے والے مقرر ہیں جو خدا کے

يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۗ

حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں

تاکہ لوگ ہدایت یاب ہو کر اس کے غضب سے امن پاویں مگر لوگ الٹے مقابلہ پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور کافر تو روزمرہ نشان دیکھ دیکھ کر بھی کہتے ہیں کہ کیوں اس رسول پر خدا کی طرف سے کوئی نشان نہیں اترا حالانکہ اگر نشان یعنی معجزہ نہ بھی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ تو تو برے کاموں پر صرف ڈرانے والا ہے اور ہر ایک قوم کے لئے ہادی اور رہنما ہو گزرے ہیں جو اپنے اپنے وقت پر ان کو راہ راست دکھاتے اور سمجھاتے رہے پر یہ نہیں جانتے کہ ہمارا اصل معاملہ تو خدا سے ہے جس نے بھلے برے کاموں کا ہم کو اجر دینا ہے جس سے ہماری کوئی بات کوئی حرکت کوئی سکون چھپ نہیں سکتی کیونکہ خدا کا علم ایسا وسیع ہے کہ ظاہری اشیاء کے علم کے علاوہ وہ ہر ایک مادہ خواہ انسان ہو یا عام حیوان کے حمل کو جسے وہ اٹھاتی ہے جانتا ہے اور بعد وضع جس قدر رحم سکڑتے اور ایام حمل میں جس قدر بڑھتے ہیں سب کو جانتا ہے ہر ایک چیز اس کے نزدیک اندازہ سے ہے۔ مجال نہیں کہ اس کے مقررہ اندازہ سے بڑھ جائے وہ غائب اور حاضر کو یکساں جاننے والا بڑا ہی عالیشان ہے اس کے علم کی یہ وسعت ہے کہ تم میں سے کوئی آہستہ بات کرے یا چلا کر کرے اور جو رات کے اندھیروں میں چھپ رہے یا دن دہاڑے راہ چلے اس کے پاس سب برابر ہیں گو انسان اپنی سرکشی میں اسکی نعمتوں اور احسانوں کا قائل نہ ہو لیکن خدا نے تو آخر اسے پیدا کیا ہے اسے تو اس کی حاجتوں کا پورا علم ہے اس لیے ہر انسان کے لئے خدا کی طرف سے آگے پیچھے آنے والے (فرشتے) مقرر ہیں جو خدا کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اگر خدا اپنی حفاظت مخلوق سے اٹھالے تو ایک دم کے لئے بھی زیست محال ہو جائے یہ بھی کیا کم مہربانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی نیک حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت خود نہ بدلیں۔ ان لیاقتوں کو جن پر وہ نعمت مرتب ہوئی تھی ضائع نہ کریں جس کی زندہ مثال ہندوستان کے شاہان مغلیہ ہیں۔

وَإِذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

اور جب خدا کسی قوم کے حق میں برائی چاہتا ہے تو وہ کسی طرح نہیں ٹلتی اور نہ ہی خدا کے سوا ان کا کوئی والی ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَ

اللہ وہی ہے جو ڈر سے اور طمع سے تم کو بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔ اور

يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

گرج اس کی پاکی سے تعریف کرتی ہے اور فرشتے اس کے خوف سے تسبیح پڑھتے ہیں وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر

فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

جس پر چاہتا ہے انہیں گراتا ہے۔ وہ خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ اس کے داؤ بڑے مضبوط ہیں

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۭ

اسی کی پکار سچی ہے۔

اور جب خدا کسی قوم کے حق میں برائی چاہتا ہے تو وہ کسی طرح نہیں ٹلتی کیونکہ کوئی اس کو ٹلانے والا نہیں اور نہ ہی خدا کے سوا ان کا کوئی والی وارث ہوتا ہے جو ان کی حمایت کو کھڑا ہو اور سننا چاہو تو سنو کہ اللہ وہی ذات پاک ہے جو عذاب کے ڈر سے اور بارش کے طمع سے تم کو بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے اس کی ہیبت کی یہ کیفیت ہے کہ آسمان و زمین والے تمام اس کے نام سے تھراتے ہیں اور بادلوں کی گرج اور آسمانوں کے فرشتے بھی اس سے خوف کھاتے ہوئے اس کی تعریف کے ساتھ اسے پاکی سے یاد کرتے ہیں وہی بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے انہیں گراتا ہے وہ کافر تو خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں کوئی تو مطلقاً ہی انکاری ہے کوئی اقراری ہے تو اس جیسا اوروں کو بھی مانتا ہے اسی قسم کی کئی ایک کج بحثیاں کرتے ہیں حالانکہ اس کی گرفت کے داؤ مضبوط ہیں وہ اگر کسی بلا میں انہیں پھنسانا چاہے گا تو کچھ نہیں کر سکیں گے اسی کی پکار سچی ہے یعنی جو لوگ اسے پکارتے ہیں اور اسی سے دعائیں مانگتے ہیں ان کا فعل تو مثمر ہے اور فائدہ مند

شان نزول

(وهم يجادلون) عرب کے مشرکوں بے دینوں کی بدذاتی کی بھی کوئی حد نہ تھی ایک شخص کے سمجھانے کو آنحضرت ﷺ نے چند ایک صحابہ کو بھیجا جب انہوں نے اسے وعظ کہا تو وہ شخص نہایت سرکشی اور تکبر سے بولا کہ جس خدا کی طرف تم مجھے بلاتے ہو وہ کس چیز سے بنا ہوا ہے چاندی سے یا سونے سے۔ صحابہ کو یہ لفظ اس کا نہایت ہی ناگوار گزرا چنانچہ وہ وہاں سے واپس آئے اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسی طرح اسے سمجھاؤ وہ بدذات پھر اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سرکشی سے پیش آیا تیسری دفعہ پھر آپ نے بھیجا نالائق نے پھر وہی کلمات کہے اتنے میں ابھی صحابہ کرام اسکے مکان پر ہی بیٹھے تھے کہ بادل آیا اور گرجا اور بجلی اس پر گری جس سے وہ جل کر خاکستر ہو گیا اور صحابہ جو اسکے مکان پر گئے تھے بڑی خوشی سے ظالم کی ہلاکت کی خوشخبری حضرت کی خدمت میں پہنچانے کو آئے آگے سے ان کو دیگر چند صحابہ ملے اور بتلایا کہ تمہارا دشمن ہلاک ہو گیا انہوں نے جو اس کے مکان پر سے آرہے تھے پوچھا کہ تم کو کس نے بتلایا انہوں نے بتلایا کہ حضرت پر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے ہمیں بتلایا ہے۔ (معالم) سچ ہے ؎

موت نے کردیا لاچار و گرنہ انسان تھا وہ کافر کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ
اور جو لوگ اس کے سوا اوروں سے دعائیں کرتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کو ذرہ بھر بھی قبول نہیں کر سکتے۔ بالکل اس کی طرح جو پانی کی

اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۭ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾
طرف ہاتھ پھیلاتے ہیں کہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے وہ نہ پہنچے گا۔ اور کافروں کی دعائیں سراسر گمراہی میں ہیں

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ
اور خدا کی فرمانبرداری تمام آسمان والے اور زمین والے خوشی اور ناخوشی سے کر رہے ہیں اور ان کے سایہ بھی صبح و

وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ
شام اطاعت کرتے ہیں۔ تو پوچھ کہ آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار کون ہے۔ تو کہہ اللہ ہی ہے۔ تو کہہ کیا پھر بھی تم نے

مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ
اللہ کے سوا ایسے کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنے لیے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔

اور جو لوگ اس کے سوا اوروں سے دعائیں کرتے ہیں ان کی پکار بالکل رائگاں ہے کیونکہ وہ ان کی دعاؤں کو ذرہ بھر بھی قبول نہیں کر سکتے ان کی مثال بالکل اس بے عقل آدمی کی طرح ہے جو شدت پیاس کے وقت پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے کہ کسی طرح وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے وہ تو پہنچ چکا اور اس کا کام ہو چکا وہ نہ پہنچے گا اور نہ اس کا کام بنے گا یہی وجہ ہے کہ کافروں کا انجام بخیر نہیں اور کافروں کی دعائیں جو خدا کے سوا اس کی مخلوق سے مانگتے ہیں اور ان کو پکارتے ہیں سراسر گمراہی اور بے راہی میں ہیں دیکھو تو کیسی گمراہی اور جہالت ہے کہ ایسے خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے استمداد کرتے ہیں جس کی فرمانبرداری تمام آسمانوں والے اور زمینوں والے بعض نیک دل خوشی سے اور بعض بد بخت شقی القلب کراہت اور ناخوشی سے کر رہے ہیں یعنی ایماندار تو اس کی اطاعت بخوشی برداشت کرتے ہیں اور بے ایمان آڑے وقت اس کی اطاعت کا دم بھرتے ہیں اور بالکل اس شعر کے مصداق بنتے ہیں

عامل اندر زمان معزولی
شیخ شبلی و بایزید شوند!

اور اگر بغور دیکھیں تو ان کے سایہ بھی صبح و شام خدا کی اطاعت کر رہے ہیں اور سربسجود ہیں یعنی ان کے سایہ جو ادھر ادھر سورج کے مقابلہ پر گھومتے رہتے ہیں وہ بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ ہم اور ہماری اصل کسی دوسری سے متاثر اور منفعل ہیں نہ کہ واجب الوجود اور مستقل بالذات' یہی ان کا سجدہ ہے پس تو کھلے لفظوں میں ان سے پوچھ کہ تم جو غیروں سے استمداد اور استعانت کرتے ہو یہ تو بتلاؤ کہ آسمانوں اور زمینوں کے باشندوں کا پروردگار کون ہے تو خود ہی کہہ اور یہ لوگ بھی تیرے ساتھ زبانی متفق ہوں گے کہ سب چیزوں کا پروردگار اللہ ہی ہے جب یہ اس جواب کو غلط نہیں جانتے تو تو ان سے ایک اور بات کہہ جو اسی پر متفرع ہے کہ کیا پھر بھی تم نے اللہ کے سوا ایسے کارساز بنائے ہیں جو تمہیں کچھ فائدہ پہنچانا تو در کنار اپنے لیے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ اے نبی تو یہ بھی ان سے کہہ کہ یہ کام جو تم کر رہے ہو کہ خدائے مالک الملک کارساز کے ہوتے ہوئے عاجز بندوں کو اپنا کارساز سمجھتے ہو' صریح اندھا پن ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۙ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ أَمْ

تو پوچھ اندھا اور سوانکھا برابر ہیں یا اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں- جن لوگوں کو

جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ

انہوں نے اللہ کا ساجھی بنا رکھا ہے کیا انہوں نے بھی خدا جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے کہ مخلوقات ان پر مشتبہ ہو گئی ہیں تو کہہ کہ

كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ

اللہ ہی سب چیزوں کا خالق ہے اور وہی اکیلا سب پر ضابط ہے- وہی اوپر سے پانی اتارتا ہے جس سے ندی نالے اپنی اپنی قدر موافق

بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ

بہتے ہیں پھر بہتا ہوا پانی جھاگ کو اوپر اٹھا لیتا ہے اور کھٹالیوں میں لوگ زیور یا سامان بنانے کے لئے آگ جلایا کرتے ہیں

ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ

اس میں سے بھی اسی طرح جھاگ آ جایا کرتا ہے- اسی طرح اللہ سچ اور جھوٹ بتلاتا ہے پھر جھاگ تو

فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ

بالکل ضائع ہو جاتا ہے اور پانی جو لوگوں کو نفع دیتا ہے وہ زمین پر ٹھہرا رہتا ہے-

كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿١٧﴾

اسی طرح اللہ لوگوں کے سمجھانے کو مثالیں بتلاتا ہے-

پس تو پوچھ کہ بھلا اندھا اور سوانکھا برابر ہیں یا کہیں اندھیرے اور روشنی برابر ہوتے ہیں خدا کی توحید اور اس سے نیاز مندی کا تعلق یہ تو نور اور بینائی ہے اور اس سے الگ ہو رہنا اور اسی اکیلے کو اپنا کارساز اور متولی امور نہ جاننا صریح اندھاپن اور ظلمت ہے جن لوگوں کو انہوں نے اللہ کا ساجھی بنا رکھا ہے کیا انہوں نے بھی خدا جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے کہ مخلوقات ان پر مشتبہ ہو گئی ہیں کہ کس کو کس کی کہیں کچھ نہیں کیا صرف ان کے توہمات ہیں پس تو کہہ کہ اللہ ہی سب چیزوں کا خالق ہے اور وہی اکیلا سب پر ضابط ہے- مجال نہیں کہ کوئی چیز اس کے احاطہ قدرت سے باہر ہو سکے وہی ہمیشہ اوپر سے پانی اتارتا ہے جس سے ندی نالے اپنی اپنی قدر موافق بہتے ہیں پھر بہتا ہوا پانی جھاگ کو اوپر اٹھا لیتا ہے اور نیز کٹھالیوں میں جن کے تلے زیور یا کسی قسم کا سامان بنانے کو لوگ آگ جلایا کرتے ہیں اسی بہنے والے پانی کی طرح جھاگ آجایا کرتا ہے غرض یہ کہ ہمیشہ صفائی کے منہ پر کدورت غالب ہوتی ہے ایسی کہ صفائی کو بالکل دبا لیتی ہے اسی طرح اللہ سچ اور جھوٹ کی تمثیل بتلاتا ہے بظاہر تھوڑا سا وقت تو پانی جھاگ سے دب جاتا ہے مگر پھر آخر تا کجے آخر کار جھاگ تو بالکل ضائع ہو جاتا ہے ذرا اسی حرارت پہنچی اور وہ اڑا اور پانی جو لوگوں کو نفع دیتا ہے- وہ زمین پر صاف ہو کر ٹھہرا رہتا ہے اسی طرح اللہ لوگوں کے سمجھانے کو مثالیں اور کہاوتیں بتلاتا ہے یعنی جس طرح صاف شفاف پانی پر جھاگ آجاتا ہے اسی طرح خدا کی سچی تعلیم کو لوگ اپنی جہالت سے دبانا چاہتے ہیں اور اہل حق کو جو اس تعلیم کی اشاعت میں ہمہ تن مصروف ہوتے ہیں ایذائیں اور تکلیفیں پہنچاتے ہیں ایسی ایذا اور تکلیف

لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ

جو لوگ اپنے پروردگار کا کہا مانتے ہیں انہیں کے لئے بہتری ہے اور جو لوگ اس کا کہا نہیں مانتے اگر دنیا کا تمام مال اور اسی

مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ

جتنا اور ان کو میسر ہوسکے تو بدلے میں دے دینا منظور کریں گے انہیں کے لئے برا حساب ہوگا اور

وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ

ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت بری جگہ ہے۔ کیا پھر جو لوگ تیری طرف نازل شدہ کلام کو حق جانتے ہیں وہ

الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۹﴾ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ

اندھوں کی طرح ہیں؟ اور عقلمند لوگ ہی نصیحت پاتے ہیں۔ جو اللہ کے وعدوں کو پورا کرتے

اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ﴿۲۰﴾ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ

ہیں اور عہد شکنی نہیں کرتے۔ اور خدا نے جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہوا ہے ان کو ملاتے ہیں۔

کے وقت میں جو لوگ اپنے پروردگار کا کہا مانتے ہیں انہیں کے لئے بہتری اور انجام بخیر ہے اور جو لوگ اس اپنے پروردگار کا کہا نہیں مانتے ان کی ایسی بری گت ہوگی کہ اگر دنیا کا تمام مال اور اسی جتنا اور ان کو میسر ہو سکے تو اس تکلیف اور مصیبت سے چھوٹنے کو وہ سارے کا سارا بدلے میں دے دینا منظور کریں گے۔ مگر کیا وہ قبول بھی ہوگا؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں انہیں کے لیے برا حساب ہوگا۔ اور ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے کیونکہ وہ دنیا میں دانستہ اندھے بنے تو کیا پھر جو لوگ تیری طرف نازل شدہ کلام یعنی قرآن کو حق جانتے ہیں وہ ان اندھوں کی طرح ہیں جنہوں نے اپنی عمر کو یونہی رائگاں ضائع کیا اور دانستہ آنکھوں پر پٹی باندھ کر اندھوں میں جا ملے پس اس پاکیزہ کلام (قرآن) سے عقلمند لوگ ہی نصیحت پاتے ہیں یوں تو ہر کوئی عقلمندی کا دعویدار ہے۔ شیخ سعدی مرحوم نے کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

گر از بساط زمین عقل منعدم گردد　　بخود گمان نبرد ہیچ کس کہ ناداںم!

اگر محض کسی کے دعویٰ کرنے سے کوئی دانا ہو سکتا ہے نہیں بلکہ دانا کی تعریف جامع مانع صرف دو حرفہ کے ہے کہ

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

یعنی آئندہ کی صلاحیت اور ہر کام میں انجام بخیر ہونے کا جن کو خیال ہو۔ پس اس اصول اور تعریف کے مطابق دانا وہ لوگ ہیں جو اللہ کے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔ یعنی جو قول واقرار عبودیت بزبان قال یا بزبان حال خدا سے انہوں نے کیے ہوئے ہیں ان کا ایفاء کرتے ہیں کیونکہ اسی میں انجام بخیر ہے کہ ماتحت اپنے افسر سے اور خادم اپنے آقا سے بگاڑ نہ کرے ورنہ بقول

ہر کہ بافولاد بازو پنجہ کرد　　ساعد سیمین خود را رنجہ کرد!

اس کا نتیجہ انکے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ پس ایک اصول کلیہ سب امور کو جامع ہے مگر تفصیل سے بھی سنو کہ وہ اللہ سے عہد نباہتے ہیں اور مخلوق سے بھی عہد شکنی نہیں کرتے اور خدا نے جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم دیا ہے ان کو ملاتے ہیں۔ یعنی بنی آدم کے باہمی حقوق اور ایک دوسرے سے قدرتی اور تمدنی تعلقات جو قدرت نے بنا رکھے ہیں۔ جیسا کہ شیخ سعدی مرحوم نے کہا ہے

بنی آدم اعضاء یک دیگر اند　　کہ در آفرینش زیک جوہر اند

وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ

اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور وہ حساب کی خرابی سے خائف رہتے ہیں- اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کی رضا جوئی کے لئے

وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّ

صبر کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچتے

يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ

رہتے ہیں اور برائی کے بجائے نیکی کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے انجام بخیر ہے- ہمیشہ کے باغ میں وہ

يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

داخل ہوں گے جن میں وہ اور جو ان کے بزرگوں اور بیوی بچوں میں سے صالح ہوں گے

یہ تو ایک عام تعلقات ہیں اس سے بعد خاص مذہبی اور قومی اور جیرانی ہمسائیگی رشتہ وغیرہ کے تعلقات[1] اور ہیں غرض وہ سب کو باحسن وجوہ جیسی شرع میں ان کی بابت ہدایت آئی ہوئی ہے نباہتے ہیں گو ان کے حاسد ان سے رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہوں مگر وہ اپنی طرز معاشرت میں مرنجاں مرنج کے اصول کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے ہیں اور داناؤں کی نشانی یہ بھی ہے کہ باوجود یکہ وہ احکام الٰہی کے دل سے مطیع ہوتے ہیں تاہم اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں کہ مبادا کسی طرح سے ناراض نہ ہو جائے اور وہ اپنی آخری حساب کی خرابی سے ہمیشہ خائف رہتے ہیں ان کو ہمیشہ یہی فکر دامن گیر رہتی ہے کہ ہم جو دنیا میں اپنے آقا کے فرستادہ ہو کر آئے اور اس نے ہم کو سب ضروری سامان جسمانی وروحانی صحت وعافیت کے بخشے ہیں مبادا کہیں وقت حساب ہم خسارہ میں رہیں چنانچہ اسی فکر میں اگر ان سے کوئی قصور بھی ہو جاتا ہے تو فوراً اس کی تلافی کرنے کو توبہ کرتے ہیں اور خدا کے حضور گڑ گڑاتے ہیں اور دانا وہ لوگ ہیں جو تکلیف پر بے چینی اور گھبراہٹ کرنے کی بجائے اپنے پروردگار کی رضا جوئی کیلئے صبر کرتے ہیں اور اپنی تمام زندگی میں عموماً اور تکلیف کے وقت خصوصاً نماز پڑھتے ہیں خدا کے آگے دعائیں مانگتے ہیں ناک رگڑتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کسی قدر پوشیدہ اور ظاہر مگر اخلاص سے خدا کی راہ میں خرچتے رہتے ہیں اور بڑی بات یہ ہے کہ حسب موقع مخلوق کی برائی کی بجائے ان سے نیکی کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اسا

مگر نہ ہر جگہ اور ہر ایک شریف وشریر سے برابر نہیں کیوں بعض دفعہ

نکوئی بابدان کردن چنانست ! کہ بد کردن بجائے نیک مردان

یعنی جہاں ایسے آدمیوں سے برائی پہنچے کہ ان سے اسکے مقابلہ پر نیکی کی جائے تو وہ اپنی شرافت کی وجہ سے خود ہی نادم ہو کر آئندہ کو باز آجائیں تو ایسے لوگوں سے اس اصول کو برتنا چاہیے اور جن شریروں کی شرارت اور کمینہ پن یہاں تک بڑھ رہا ہو کہ وہ مخالف کی نیکی پا کر الٹے اور شرارت پر کمربستہ ہوں دوسرے طریق کو عمل میں لانا مناسب ہے۔ مطلب قیام امن سے ہے جو آدمی جس قابل ہو اس سے ویسا ہی طریق برتا جائے مختصر یہ کہ' یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے خالق سے اور اس کی مخلوق سے کماحقہ نباہ کرتے ہیں اور ان کا یہ طریق ہوتا ہے کہ ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو آنچنان زی کہ وقت مردن تو
ہمہ خندان بدندو تو گریان ہمہ گریان بودند و تو خندان

[1] سب تعلقات کے احکام کتاب تقابل مکتہ میں دیکھو

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ

اور فرشتے ان پر ہر دروازے سے داخل ہوں گے۔ ہمیشہ تک تم پر سلامتی ہے کیونکہ دنیا میں تم

عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ

نے صبر کیا پس انجام بخیر ہوا۔ اور جو لوگ خدا کے ساتھ مضبوط عہد کیے پیچھے بھی وعدہ خلافی کرتے ہیں اور جن تعلقات کو خدا

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ

نے جوڑنے کا حکم دیا ہے' ان کو توڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں پر لعنت ہے۔

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ

اور انہی کو انجام بد ہے۔ خدا جس کے حق میں چاہتا ہے رزق فراخ کردیتا ہے اور جسکے حق میں چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے اور

الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ

دنیا کی زندگی سے خوش ہو رہے ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ پر محض بے حقیقت شے ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ کیوں اس کے پروردگار

اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ

کی طرف سے اس پر کوئی نشان نہیں اترتا۔

ایسے ہی لوگوں کے لئے انجام بخیر ہے یعنی ہمیشہ کے باغ جس میں وہ داخل ہوں گے اور جو ان کے بزرگوں باپ دادا وغیرہ اور بیوی بچوں میں سے صالح اور نیک ہوں گے وہ بھی ان کے ساتھ ہی وہاں موجود ہوں گے اور فرشتے ان پر ہر دروازہ سے داخل ہوں گے اور کہیں گے کہ آج سے ہمیشہ تک تم پر سلامتی ہے کیونکہ دنیا میں تم نے تکلیفوں پر صبر کیے پس تمہارا انجام بخیر ہوا اور ان لوگوں کے مقابل یعنی جو لوگ خدا کے ساتھ مضبوط عہد کئے پیچھے بھی وعدہ خلافی کرتے ہیں یعنی عام طور پر زبان حال اور خاص مصیبت کے وقت بزبان قال عبودیت کے عہد و پیمان خدا سے کرتے ہیں مگر پھر نباہتے نہیں بلکہ جب مطلب پورا ہوا فرار ہوئے اور جن تعلقات کو خدا نے جوڑنے کا حکم دیا ہے ان کو توڑتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد کرتے ہیں بے وجہ لوگوں کو ستاتے ہیں ایسے ہی لوگوں پر لعنت ہے اور انہی کا انجام بد ہے۔ یہ بدکار عہد شکن اس گھمنڈ میں ہوں گے کہ ہم مالدار ہیں جو چاہیں سو کریں ہمارے سب کام خدا کو منظور اور پسند ہی ہیں تو ہم کو فراخی اور آسائش دے رکھی ہے۔ حاشا وکلا ہرگز یہ بات نہیں بلکہ خدا جس کے حق میں چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے یہ اس کی حکمتیں ہیں جن کو وہی جانتا ہے یہ کوئی رضا الٰہی کا ثبوت نہیں مگر یہ بد دماغ اپنی غلطی سے ایسا سمجھے بیٹھے ہیں اور دنیا کی زندگی کے عیش و عشرت سے بڑے خوش ہو رہے ہیں آخرت اور دوسری زندگی کی وقعت تو ان کے دلوں میں ذرہ بھر نہیں۔ حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ پر محض بے حقیقت شے ہے جس کا ذکر ہی مناسب اور موزوں نہیں کیونکہ دنیا بتمامہا دار محن وبلا ہے کوئی کیسا ہی بڑا کیوں نہ ہو کسی نہ کسی مصیبت میں اپنی حیثیت کے مطابق پھنسا ہوتا ہے۔ اور جو کچھ لطف بھی دنیا میں ہے وہ بھی چندروزہ ہے بلکہ ایسا کہ ایک دم آئے بعد دوسرے کا یقین نہیں پھر غلط آسائش اس حقیقی آسائش سے کیونکر مقابل اور راجح ہو سکتی ہے جس میں کسی طرح سے تکلیف نہیں اور ساتھ ہی اس کے دائمی ہے۔ مگر نالائقوں کو کوئی بات اثر نہیں کرتی وہ تو الٹی اپنی متمردانہ چال ہی چلتے ہیں اور بدستور حق سے ہنسی اڑاتے رہتے ہیں چنانچہ یہ کافر مکہ والے بار بار معجزات دیکھ دیکھ کر بھی یہی کہتے ہیں کہ کیوں اس کے پروردگار کی طرف سے اس پر کوئی نشانی نہیں اترتی جو ہم چاہتے ہیں وہ کیوں ہم کو نہیں دکھاتا۔

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

تو کہہ خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جو اس کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو ہدایت کرتا ہے- ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں

تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے تسلی پاتے ہیں سن رکھو کہ دل اللہ کے ذکر سے تسلی پایا ہی کرتے ہیں- جو لوگ ایمان لائے اور

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ

نیک عمل کیے ان کے لئے خوشحالی اور عمدہ ٹھکانہ ہے- اس لئے ہم نے تجھے اس قوم میں رسول

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ

کرکے بھیجا ہے جس سے پہلے کئی پشتیں ان کی گذر گئی ہیں تاکہ جو تیری طرف ہم نے وحی کیا ہے تو ان کو پڑھ کر سنائے اور وہ رحمٰن سے

بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

انکاری ہیں- تو کہہ وہ میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں میرا بھروسہ اسی پر ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ

اور اگر قرآن سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہلائے جائیں یا زمین چیری جائے یا مردے بلائے جائیں

توان سے کہہ اصل بات یہ ہے کہ خدا جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اس کو سمجھ ہی نہیں آتا کہ میں کیا کر رہا ہوں حق سے مخالفت کا نتیجہ میرے ہی حق میں برا ہوگا اور جو اس کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو ہدایت کرتا ہے اور ہمیشہ توفیق خیر دیتا ہے- یعنی ان لوگوں کو توفیق خیر ملتی ہے جو خدائے واحد پر ایمان لائے ہیں نہ صرف زبانی بلکہ ایسے کہ اس کے حکموں پر چلتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے تسلی پاتے ہیں یعنی ذکر الٰہی بڑی تسلی اور چین سے کرتے ہیں نہ گھبراہٹ سے سن رکھو کہ جو دل سلیم ہوتے ہیں وہ اللہ کے ذکر سے تسلی پایا ہی کرتے ہیں بیمار دلوں کو البتہ بے چینی ہوتی ہے سو ان کا علاج یہ ہے کہ ابتدا میں وہ کسی قدر اپنے نفس پر بیماروں کی طرح جبر کریں تو با آہستگی درست ہو جائیں گے بقول سعدی مرحوم

تحمل چو زہرست نماید نخست ولے شہد باشد چو در طبع رست

پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لئے اصلی وطن یعنی آخرت میں خوشحال اور عمدہ ٹھکانہ[1] ہے اسی لیے ہم نے تجھے اس قوم میں رسول کر کے بھیجا ہے جس سے پہلے کئی پشتیں ان کی بے رسول ہی گزر گئی ہیں تاکہ جو کلام تیری طرف ہم نے وحی اور الہام کیا ہے تو ان کو پڑھ کر سنائے اور وہ لوگ مالک الملک سے جس کا نام رحمٰن ہے' انکاری ہیں۔ اس کی توحید خالص نہیں مانتے بلکہ تیرے منہ سے سن کر تو اور بھی نفرت کر جاتے ہیں تو ان سے کہہ وہ رحمٰن میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں میرا بھروسہ اسی پر ہے اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے یہ کہہ کر ان کی پرواہ نہ کر' مانیں یا نہ مانیں بھلا یہ کیا مانیں گے جو ہر روز نئی حجت بازی کرتے ہیں اور اگر قرآن کی برکت سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہلا دیئے جائیں یا زمین چیری جائے یا مردے بلائے جائیں تو ایسے صاف معجزات اور بین نشانات دیکھ کر بھی یہ لوگ نہ مانیں گے لیکن کیا اس مخالفت سے کوئی نقصان پہنچا سکیں گے ؟ ہرگز نہیں ان کا اختیار ہی کیا ہے

---

[1] (المکاف قد نجیئی بمعنی التعلیل)

بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى

بلکہ اختیار سب کاموں کا اللہ ہی کو ہے تو کیا ابھی مسلمانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت

النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ

کردیتا اور جو لوگ منکر ہیں ان کی کرتوتوں کے عوض ان کو ہمیشہ تکلیف پہنچتی رہے گی یا ان کی

تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾

بستیوں سے قریب قریب نازل ہوتی رہے گی جب تک کہ اللہ کا وعدہ آپہنچے گا خدا وعدہ خلافی کبھی نہیں کرے گا-

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫

تجھ سے پہلے کئی ایک رسولوں سے ہنسی اڑائی گئی پھر میں (خدا) نے کافروں کو مہلت دی پس میں نے ان کو خوب پکڑا

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَجَعَلُوْا

پھر میرا عذاب کیسا ہوا؟ کیا جو خدا ہر نفس کے اعمال پر قادر ہے اور انہوں نے اللہ کے ساجھی ٹھہرا رکھے

لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ

ہیں تو کہہ ان کا نام تو متعین کرو کیا خدا کو ایسے امور سے اطلاع دینا چاہتے ہو جن کو وہ زمین میں نہیں

مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ

جانتا یا نری بے اصل باتیں بنا رہے ہو بلکہ کافروں کو اپنی چالاکیاں بھلی معلوم ہوں اور وہ راہ سے رکے ہوئے ہوں-

بلکہ اختیار تو سب کاموں کا اللہ ہی کو ہے تو کیا ابھی مسلمانوں کو بھی یہ معلوم نہیں ہوا اور اس بات پر ان کے دل مطمئن نہیں ہوئے کہ اگر اللہ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کر دیتا کوئی ہے کہ اس کے چاہے کو پھیر سکے؟ مگر اس کی حکمت ہے کہ امور اختیاریہ میں جبر نہیں کیا کرتا اس لئے جو لوگ منکر ہیں ان کی کرتوتوں کے عوض ان کو ہمیشہ تکلیف پہنچتی رہے گی- خود ان میں اور ان کی قوم میں یا ان کی بستیوں سے قریب قریب نازل ہوتی رہے گی جس سے وہ بھی ہر وقت سہمگیں رہیں گے جب تک کہ اللہ کا وعدہ آپہنچے جو اس نے اپنے نیک بندوں سے فتح و نصرت کے متعلق کیا ہوا ہے خدا وعدہ خلافی کبھی نہ کرے گا- یہ بگاڑ کفار کا کچھ تجھ ہی سے نہیں بلکہ تجھ سے پہلے کئی ایک رسولوں سے ہنسی اڑائی گئی پھر میں (خدا) نے کافروں کو مہلت دی کہ اتنے وقت میں جو چاہیں کر لیں مگر وہ باز نہ آئے پس میں نے ان کو خوب پکڑا پھر میرا عذاب کیسا ہوا؟ کیا جو خدا ہر نفس کے اعمال کا بدلہ دینے پر قادر ہے اور ہر آن ان کی حفاظت کرتا ہے اور ہر دم اسی کے فیض جود سے وہ موجود ہیں' اسے چھوڑ بیٹھے ہیں اور انہوں نے اللہ کے ساجھی ٹھہرا رکھے ہیں- تو کہہ بھلا ان کا نام تو معین کرو ان کی کیفیت تو بتلاؤ کہ معلوم ہو کہ وہ واقع میں کچھ ہیں بھی- اگر ان کی کیفیت اور حقیقت نہیں بتلا سکتے تو کیا خدا کو ایسے امور کی اطلاع دینا چاہتے ہو جن کو وہ زمینوں میں نہیں جانتا یا ہنسی سے نری بے اصلی باتیں بنا رہے ہو- اگر سچ پوچھو تو کوئی بات ٹھکانہ کی نہیں بلکہ اصل یہ ہے کہ کافروں کو اپنی چالاکیاں' حیلہ سازیاں اور بے جا تاویلیں اپنے مذہب کی حمایت میں بھلی معلوم ہوں اور وہ حق کی راہ سے رکے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ راہ راست پر نہیں آتے اور آئیں بھی کیسے

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اور جس کو خدا گمراہ کردے تو اس کے لئے کوئی بھی ہادی نہیں ہوسکتا ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ مَثَلُ الْجَنَّةِ

عذاب تو بہت ہی سخت ہے اور نہ کوئی اللہ کے عذاب سے ان کا نگہبان ہوگا- اس جنت کا نقشہ جس کا

الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ

پرہیزگاروں کو وعدہ دیا گیا ہے، یہ ہے کہ اس کے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں ان کے پھل اور بہار دائمی ہے

تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ڰ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ

یہ انجام تو پرہیزگاروں کا ہو گا- اور کافروں کا انجام جہنم کی آگ ہے- اور جن لوگوں کو ہم نے

الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ۭ قُلْ

کتاب دی ہے وہ تیری طرف اتاری ہوئی کتاب سے خوش ہوتے ہیں اور بعض ان گروہوں میں اس کے بعض حصہ سے انکاری بھی ہیں- تو کہہ

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ۭ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۝

مجھے تو بس یہی حکم ہے کہ اللہ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں اسی کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ

اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے اور اسی لے ہم نے اس کو عربی حکم اتارا ہے-

جس کو خدا ہی گمراہ کردے اور اس کی بے پروائی کی سزا میں اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دے تو اس کے لئے کوئی بھی ہادی نہیں ہو سکتا ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے کیونکہ اس عذاب کے دفعیہ کا ان کے پاس کوئی انتظام نہیں- نہ خود طاقت رکھتے ہوں گے اور نہ کوئی اللہ کے عذاب سے ان کا نگہبان ہو گا۔ لیکن جن لوگوں نے یہ بدراہی اختیار نہ کی ہو گی کہ خدا کو چھوڑ کر اس کے بندوں سے فریادیں کرتے پھریں اور مخلوق سے خالق کے کام چاہیں وہ جنت میں ہوں گے اس جنت کا نقشہ جس کا خدا کی طرف سے پرہیز گاروں کو وعدہ دیا گیا ہے یہ ہے کہ اس کے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں اس کے پھل اور بہار دائمی ہے۔ یہ انجام تو پرہیز گاروں کا ہو گا اور کافروں کا انجام جہنم کی آگ ہے- پس جس گروہ سے کوئی چاہے ہو کسی کا کیا حرج ہے اگر تیری نہیں مانتے تو تیرا کیا نقصان ہے اور جن لوگوں کو ہم نے آسمانی کتاب کی سمجھ دی ہے یعنی اہل کتاب میں سے علماء راسخین وہ تیری طرف اتاری ہوئی کتاب قرآن شریف کے سننے سے خوش ہوتے ہیں اور بعض ان گروہوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اس کے بعض حصہ سے جو شرک کفر بت پرستی قبر پرستی وغیرہ بداعمال سے متعلق ہے انکاری ہیں تو ان سے کہہ میں اس تمہارے انکار سے گھبراتا نہیں مجھے تو بس یہی حکم ہے کہ اللہ اکیلے کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤں اسی کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے اور اگر غور کرو تو اسی لیے ہم نے اس قرآن کو عربی حکم کی شکل میں اتارا ہے تاکہ یہ عرب کے باشندے اس پر غور کر سکیں اور نتیجہ پاویں۔ مگر یہ نالائق ایسے ہوا کے گھوڑے پر سوار ہیں کہ کسی کی سنتے ہی نہیں بلکہ تجھے بھی اپنا تابع کرنے پر لاحاصل سعی کرتے ہیں-

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ

اور اگر فرضاً بعد حصول علم تو ان کی خواہشوں پر چلا تو اللہ کے سوا نہ تیرا کوئی دوست ہوگا نہ بچانے

وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ

والا- اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی ایک رسول بھیجے ہیں اور ان کو بیویاں بھی دیں اور اولاد بھی- اور کسی

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝

رسول کی شان نہیں کہ خدا کے حکم کے سوا کوئی نشان دکھلا سکے- ہر کام کے لئے وقت لکھا ہوا ہے- خدا

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ

ہی جس امر کو چاہتا ہے فنا کردیتا ہے اور جس امر کو چاہتا ہے موجود رکھتا ہے- اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے اور

الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝

اگر ہم بعض امور جن کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں تجھے بھی دکھادیں یا تجھے فوت کرلیں تو تیرے ذمہ صرف تبلیغ ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے

اور اے نبی اگر فرضاً بعد حصول علم اور سچے الہام پانے کے بھی تو ان کی خواہشوں پر چلا تو تیری بھی خیر نہ ہوگی ایسے بلا میں تو پھنسے گا کہ اللہ کے سوا نہ تیرا کوئی دوست ہوگا اور نہ بچانے والا' جو اس بلا سے تجھے بچا سکے- ان کے تو جتنے اعتراض ہیں سب فضول اور لایعنی ہیں کبھی کہتے ہیں کہ یہ رسول کھاتا پیتا کیوں ہے کبھی کہتے ہیں اس کے بیوی بچے کیوں ہیں کبھی کہتے ہیں یہ ہمارے منہ مانگے معجزے کیوں نہیں لاتا غرض آئے دن ان کے نئی قسم کے اعتراض ہوتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے تجھ سے پہلے کئی ایک رسول بھیجے ہیں اور ان کو بیویاں بھی دیں اور اولاد بھی- یہ باتیں رسالت سے کچھ منافی نہیں رسالت کی علامت تو صلاحیت اور تبتل الی اللہ ہے اور بس نہ یہ کہ رسول انسانی خصلتوں سے پاک وصاف ہو جایا کرتے ہیں اور انسانیت سے اوپر کسی درجہ پر پہنچ کر جو چاہتے ہیں دکھادیا کرتے ہیں- ہرگز نہیں کسی رسول اور نبی کی شان اور طاقت نہیں کہ خدا کے حکم کے سوا کوئی نشان دکھا سکے ہر ایک چیز کا اختیار اسی ذات واحد کو ہے اور ہر ایک کام کے لیے ایک نہ ایک وقت مقرر ہے اور ہر ایک وقت کی اللہ کے ہاں لکھت ہے ممکن نہیں کہ اس کے پہلے کوئی ان کو ایجاد کرسکے پھر بعد ایجاد خدا ہی جس امر کو چاہتا ہے فنا کر دیتا ہے اور جس امر کو چاہتا ہے مدت دراز تک ثابت اور موجود رکھتا ہے اور وہ اس کرنے میں بھولتا نہیں کیونکہ اصل کتاب جس سے تمام کتابیں حاصل ہوئی ہیں اور علم الٰہی جو اس کی صفت خاصہ ہے' اسی کے پاس ہے اس پر کوئی مطلع نہیں۔ یہ لوگ جو تجھ سے ہر بات میں جلدی چاہتے ہیں اور تقاضا کرتے ہیں کہ جن باتوں کا تو ہم کو ڈر سناتا ہے ابھی سب کچھ دکھادے یہ نہیں جانتے کہ اگر ہم بعض امور جن کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں تجھے بھی دکھاویں یعنی تیری زندگی ہی میں ان کا وقوع ہو جیسے عرب کی فتح اور شیوع اسلام یا تجھے ان کے ظہور سے پہلے ہی فوت کرلیں جیسے دیگر ممالک کی فتح تو بہر حال تیری اس میں ذمہ داری نہیں کیونکہ تیرے ذمہ تو صرف تبلیغ ہی ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے۔ ہم خود ان سے پوچھ لیں گے کہ تم نے کن وجوہ سے حقانی تعلیم کا مقابلہ کیا-

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا

کیا یہ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو چاروں طرف سے دبائے چلے آتے ہیں۔ اور اللہ حکم کرتا ہے اس کے حکم کی

مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ

اپیل سننے والا کوئی نہیں اور وہ جلد بدلہ دے سکتا ہے۔ اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی داؤ بازیاں کی تھیں

مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ

کیونکہ تمام تدبیریں خدا کے قبضے میں ہیں وہ ہر ایک جاندار کے کاموں کو جانتا ہے اور کافروں کو معلوم

الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى

ہو جائے گا کہ انجام بخیر کس کا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ اے محمدؐ تو رسول نہیں ہے۔ تو کہہ میرے اور

بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾ ع

تمہارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے۔ اور جن لوگوں کے پاس کتاب کا علم ہے

کیا یہ مکہ والے جو ضد کرتے ہیں ان کو معلوم نہیں اور دیکھتے نہیں کہ ہم ان کی زمین کو جس پر یہ اکڑے بیٹھے ہیں چاروں طرف سے اشاعت اسلام سے دبائے چلے آتے ہیں۔ جس سے ایک روز ان کا قافیہ ایسا تنگ کریں گے کہ دیکھنے والے کہیں گے کہ یہی مکہ ہے جس میں مسلمانوں کو سر چھپانے کی جگہ نہ تھی اس کو دن دہاڑے اسلامی لشکر نے بلا مزاحم فتح کر لیا۔ یاد رکھیں اب ان کے شمار کے دن آگئے ہیں اور اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے جس کو چاہے فتح دیتا ہے جس کو چاہے شکست۔ اس کے حکم کی اپیل سننے والا اور رد کرنے والا کوئی نہیں اور وہ بہت جلد بدلہ دے سکتا ہے۔ اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی پیغمبروں کے مقابلہ پر داؤ بازیاں کی تھیں مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکے کیونکہ تمام تدبیریں خدا کے قبضے میں ہیں وہی سب کا مالک ہے جب تک وہ کسی کام کی انجام دہی نہ چاہے ممکن نہیں کہ ہو سکے گو اس نے انسانوں کو امور اختیاریہ میں اختیار دے رکھا ہے مگر تاہم ان کا اتمام اسی کے قبضے میں ہے۔ کسی بزرگ نے کیا ہی سچ ہے **عرفت ربی بفسخ العزائم**[1] وہ خدا ہر ایک جاندار کے کاموں کو جانتا ہے اس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ظاہر کریں یا چھپ کر۔ کسی کے بتلانے کی اسے حاجت نہیں اور ان کافروں کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ انجام بخیر کس کا ہے اور اس وقت تو کافر کہتے ہیں کہ اے محمد ﷺ تو اللہ کا رسول نہیں مگر جب رسالت کا ظہور پورے طور پر ہوا تو ان کو معلوم ہو جائے گا تو ان سے کہہ دے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے وہ ایسی طرح میری سچائی کا اظہار کرے گا کہ سب لوگ جان لیں گے کہ یہ کام طاقت انسانی سے بالا ہیں بلکہ ع

"کوئی محبوب ہے اس پردہ نگاری میں"

اور جن لوگوں کے پاس آسمانی کتاب کا علم ہے وہ بھی میرے دعویٰ کے گواہ ہیں ان سے بھی دریافت کر لو وہ باوجود میری مخالفت کے تم سے صاف صاف کہہ دیں گے اور اگر نہ کہیں گے تو زمانہ کی رفتار ان سے خود کہلوا لے گی۔ ان سے پوچھ لو کہ استثناء کے ۱۸ باب کا مصداق اور یوحنا کے ۱۔ باب ۱۹۔ والا اور نیز ۱۴ باب کی ۱۵ وغیرہ والا کون[2] ہے

[1] میں نے اپنے ارادوں میں ناکام رہنے سے اپنے رب کو پہچانا ہے

[2] مفصل جلد اول سورت اعراف کی آیت یجدونہ مکتوبا عندھم حاشیہ ۲ میں ملاحظہ ہو

سورت ابراہیم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ ۙ بِاِذۡنِ

میں ہوں اللہ دیکھتا- اس کتاب کو ہم نے اس لئے اتارا ہے کہ تو خدا کے حکم سے لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے چلے

رَبِّهِمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۙ‏ ﴿۱﴾ اللّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا

اللہ غالب، تعریف کے مستحق کی راہ کی طرف- جس کی حکومت آسمان و زمین کی تمام چیزوں پر ہے اور

فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَوَيۡلٌ لِّـلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡ عَذَابٍ شَدِيۡدِ ۙ‏ ﴿۲﴾ اۨلَّذِيۡنَ

کافروں کے لئے سخت عذاب سے افسوس ہے- جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح

يَسۡتَحِبُّوۡنَ الۡحَيٰوةَ الدُّنۡيَا عَلَى الۡاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ

دیتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس میں کجی سوچتے رہتے ہیں- یہی لوگ دور کی

يَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰۤـئِكَ فِىۡ ضَلٰلٍۢ بَعِيۡدٍ‏ ﴿۳﴾ وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ

گمراہی میں ہیں- اور ہم نے جو رسول بھیجا اس کی قوم کے محاورہ پر بھیجا ہے تاکہ وہ ان

قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ

کو واضح بیان سنائے پھر جس کو خدا چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے- اور وہ

سورت ابراہیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے

میں ہوں اللہ سب کو دیکھتا- اس کتاب (قرآن) کو ہم (خدا) نے اس لئے اتارا ہے کہ تو اے نبی خدا کے حکم سے لوگوں کو بے دینی کے اندھیروں سے دینداروں کے نور کی طرف نکال کر لے چلے یعنی اللہ غالب اور بڑی تعریف کے مستحق کی راہ کی طرف جس کی حکومت آسمان وزمین کی تمام چیزوں پر ہے اسی سے نیاز عبودیت کرنے میں ان کا بھلا ہے اور اس سے منکروں اور کافروں کے لئے سخت عذاب سے افسوس ہے جو دنیا کی زندگی کی آسائش کو آخرت کی نعمتوں پر ترجیح دیتے ہیں اور یہی باتیں کہہ کہہ کر لوگوں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اس سیدھی راہ میں کجی سوچتے رہتے ہیں خواہ مخواہ بے ہودہ[1] اعتراضات کر کے احمقوں میں عزت اور داناؤں میں ذلت پاتے ہیں- سچ پوچھو تو یہی لوگ ہدایت سے دور کی گمراہی میں ہیں اور ان یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ سوال بھی ازاں قبیل ہے کہ اگر محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوتا تو مثل دیگر انبیاء کے اس کی کتاب بھی عبرانی زبان میں ہوتی یا بقول آریہ سماج سنسکرت میں ہوتی- عربی میں کیوں آئی اس سے پر میشور پر پکش پاتی ہونے کا دھبہ آتا ہے حالانکہ ہم نے جو رسول بھیجا اس کی قوم کے محاورہ پر بھیجا ہے تاکہ وہ ان کو واضح بیان کر کے سنائے پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا رہا کہ جس کو خدا چاہتا ہدایت کرتا اور جسکو چاہتا گمراہ کرتا اور اس کرنے میں وہ کسی طرح ظلم نہیں کرتا تھا بلکہ بعض کی شرارتوں اور بعض کے اخلاص ہی کا نتیجہ تھا غرض وہ

[1] اس امر کی تفصیل دیکھنی ہو تو ہماری الہامی کتاب بجواب دیانند سرسوتی ملاحظہ ہو- ۱۳

الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ

غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اور ہم نے موسیٰ کو نشان دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف لے چل

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللَّهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

اور ان کو اللہ کے واقعات یاد دلائیو ان واقعات میں ہر ایک صبار اور شکرگزار کے لئے بڑی بڑی نشانیاں

شَكُورٍ ﴿٥﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ أَنجَاكُم

ہیں۔ (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی مہربانی کو یاد رکھو جب اس نے تم کو فرعون کی قوم کے

مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ

عذاب سے نجات دی جو تم کو بری طرح عذاب دیتے تھے اور تمہاری نرینہ اولاد کو ذبح کر ڈالتے اور تمہاری

نِسَاءَكُمْ ۚ وَفِي ذَٰلِكُم بَلَاءٌ مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿٦﴾ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن

لڑکیوں کو زندہ رکھتے تھے اور اس میں خدا کی تم پر بہت بڑی مہربانی ہے اور جب تمہارے پروردگار نے جتا دیا تھا کہ اگر

شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿٧﴾ وَقَالَ

شکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت ہی سخت ہے اور موسیٰ نے کہا تھا

مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٨﴾

کہ اگر تم اور تمام دنیا کے لوگ ناشکری کریں تو اللہ بے نیاز ستودہ صفات ہے

ع ۱۴

خدا سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے کوئی کیسا ہی کیوں نہ اس کی حکمت کو پا نہیں سکتا اور اس کے غلبہ کو مٹا نہیں سکتا اور اگر ان کو تیری رسالت سے تعجب اور انکار ہے تو پہلے نبیوں میں کیا خصوصیت تھی کہ ان کو مانتے ہیں ہم ہی نے تو موسیٰ علیہ السلام کو نشان دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف لے چل اور فرعون سے رہائی دلانے کے بعد ان کو اللہ کی نعمتیں یاد دلائیو جو ان پر تکلیف کے دنوں میں ہوئی ہوں گی کیونکہ ان واقعات میں ہر ایک صبار اور شکر گزار کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہوں گی وہ ان پر غور کریں گے تو اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہ ہو گا کہ

ہوگا کیا دشمن اگر سارا جہان ہو جائے گا جبکہ وہ با مہر ہم پر مہربان ہو جائے گا

پس تم اس پر غور کرو اور اس وقت کو (یاد کرو) جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اے بھائیو اللہ کی مہربانی کو یاد رکھو جب اس نے تم کو فرعون کی قوم کے عذاب سے نجات دی جو تم کو بری طرح تکلیف اور عذاب دیتے تھے اور تمہاری نرینہ اولاد کو ذبح کر ڈالتے کہ مبادا بنی اسرائیل کی کثرت ہو جائے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ سلامت رکھتے تھے تاکہ ان سے خدمت لیں اور اگر تم غور کرو تو اس نجات دینے میں خدا کی تم پر بہت مہربانی ہے۔ اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے جتا دیا تھا کہ اگر میری نعمتوں پر شکر کرو گے تو میں تم کو اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو تمہاری خیر نہیں اپنا ہی کچھ کرو گے کیونکہ میرا عذاب بہت ہی سخت ہے خدا کو تو تمہارے شکر یا ناشکری کی پرواہ نہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم اور تمہارے ساتھ تمام دنیا کے لوگ اللہ کی مہربانیوں کی ناشکری کریں تو بھی خدائے تعالیٰ کا کچھ نہیں بگڑے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے بے نیاز اپنی ذات میں ستودہ صفات ہے۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ؕ وَالَّذِيْنَ

کیا تمہیں ان لوگوں کے واقعات نہیں پہنچے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں یعنی نوحؑ کی قوم اور عاد اور ثمود کی قوم اور جو ان سے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۬ؕ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا

پیچھے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ان کے رسول انکے پاس معجزات لے کر آئے تو انہوں نے اپنے

اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا

ہاتھ منہ میں ڈال لیے اور بولے کہ جن حکموں کے ساتھ تم بھیجے گئے ہم ان سب سے انکاری ہیں اور جس

تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝۹ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ

امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہمیں اس میں سخت تردد ہے- رسولوں نے کہا کیا اللہ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمینوں کو

الْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

پیدا کرنے والا ہے- تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ معاف کرے اور اجل مقررہ تک تم کو مہلت دے وہ بولے تم صرف ہماری

قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

طرح کے آدمی ہو تم ہم کو ان معبودوں کی عبادت سے روکنا چاہتے ہو جن کی عبادت تمہارے بزرگان قوم

فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

کرتے آئے ہیں پس تم کوئی واضح دلیل لاؤ- رسولوں نے کہا کہ ہم تمہاری ہی طرح آدمی ہیں-

اس نے یہ بھی کہا کہ کیا تمہیں ان لوگوں کے واقعات نہیں پہنچے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں یعنی نوح کی قوم اور عاد اور ثمود علیہم السلام کی قوم اور جو ان سے پیچھے ہوئے ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ان کا مجمل بیان یہ ہے کہ ان کے رسول جو خدا کی طرف سے ہدایت کرنے کو ان کے پاس معجزات اور واضح احکام لے کر آئے تو انہوں نے ان کی تعلیم کو نہایت استعجاب سے سنا اور حیرانی سے اپنے ہاتھ منہ میں ڈالے اور سخت غصے میں چبانے لگے اور بولے کہ جن حکموں کے ساتھ تم اپنے گمان میں خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہو ہم ان سب سے انکاری ہیں اور جس امر کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ہمیں اس کی صحت میں سخت تردد ہے بلکہ کذب کا یقین ہے- رسولوں نے کہا ہم تو تمہیں صرف اتنا کہتے ہیں کہ تم اللہ مالک الملک کے بندے بن جاؤ- اس کے سوا کسی سے نیاز بندگی نہ جانو تو کیا پھر اللہ کے بارے میں تمہیں شک اور تردد ہے جو آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والا ہے- محض اپنی مہربانی سے تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے کہ اس اطاعت کی برکت سے تمہارے گناہ معاف کرے اور اجل مقررہ تک تم کو باآسائش مہلت دے مگر تم ایسے عقل کے پتلے ہو کہ ناحق اپنے ناصح مشفق سے بگڑتے ہو- وہ بولے ہم ایسے چکنی چپڑی باتوں میں تو آنے کے نہیں ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تم صرف ہماری طرح آدمی ہو تمہاری غرض صرف یہ ہے کہ تم ہم کو ان معبودوں کی عبادت سے روکنا چاہتے ہو جن کی عبادت ہمارے تمام بزرگان قوم کرتے آئے ہیں- بھلا کیا وہ تم سے دانائی اور سمجھ ولیاقت میں کسی طرح کم تھے؟ ہم تو تمہارے عذاب وغیرہ کی گیدڑ بھبکیوں سے بھی ڈرنے کے نہیں پس تم کوئی صاف اور واضح دلیل بطور معجزہ کے لاؤ تو ہم مانیں گے ورنہ نہیں رسولوں نے جواب میں ان سے کہا کہ یہ تو تم نے ٹھیک کہا کہ ہم تمہاری ہی طرح آدمی ہیں لیکن آدمی ہونا رسالت کے منافی اور مختلف نہیں ہے-

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ

لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔ اور نہ بدوں حکم الٰہی ہم کوئی معجزہ لاسکتے ہیں

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ

اور مسلمانوں کو چاہئے کہ اللہ پر بھروسہ کریں۔ اور ہمارا اس میں عذر ہی کیا ہے کہ ہم خدا پر

عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ۭ وَعَلَى اللّٰهِ

بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہم کو اپنی راہوں کی ہدایت کی ہے اور ہم تیری ایذرا رسانی پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ

کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔ اور کافروں نے رسولوں سے کہا کہ ہم تم کو اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تم

اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ

خود ہی ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے۔ تو خدا نے ان کو کیا الہام کیا کہ ہم ظالموں کو تباہ کریں گے۔ اور

لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝

ان سے پیچھے اس ملک میں ہم تم کو آباد کریں گے یہ انعام انہی لوگوں کو ہوگا جن کو میرے حضور حاضر ہونے کا اور میرے عذاب کا ڈر

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝

ہوگا اور انہوں نے فتح طلب کی اور ہر ایک ہینکڑی ضدی ذلیل ہوا۔

اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے اور رسالت کے معزز عہدے پر ممتاز فرماتا ہے البتہ یہ بات صحیح ہے کہ ہمیں خدائی کاموں میں اختیار نہیں اور نہ بدوں حکم الٰہی کوئی معجزہ یا دلیل لاسکتے ہیں اور اللہ پر ہی ہمارا بھروسہ ہے پس مسلمانوں اور ایمانداروں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں جس حال میں وہ چاہے رکھے

سپر دم بادمایہ خویش را　　اودانند حساب کم وبیش را

اور ہمارا اس میں عذر ہی کیا ہے کہ ہم خدا پر بھروسہ نہ کریں حالانکہ اس نے ہم کو اپنی راہوں کی ہدایت کی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہم اسی کے ہو رہیں اور اگر ہمارے اس خیال اور عقیدے پر تم ناراض ہو کر ہمیں ایذا رسانی کرو گے تو ہم تمہاری ایذا رسانی پر صبر کریں گے اور اللہ ہی پر بھروسہ کریں گے کیونکہ وہی اپنے بندوں کا کارساز ہے۔ پس بھروسہ کرنے والے کو چاہیے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں مخلوق پر تو کسی حال میں بھروسہ ٹھیک نہیں کیونکہ

جو خود محتاج ہو دوسروں کا　　بھلا اس سے مدد مانگنا کیا

اور کافروں نے رسولوں سے یہ معقول جواب سن کر کہا کہ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تم کو سخت تکلیفیں دے کر اپنے ملک سے نکال دیں گے یا ہماری تکلیفوں سے تنگ آ کر تم خود ہی ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے۔ یہ سن کر رسولوں اور ان کے مخلصوں کو بمقتضائے طبعیت انسانی کسی قدر گھبراہٹ ہوئی تو خدا نے ان کو الہام کیا کہ تم تسلی رکھو ہم ظالموں کو ایسا تباہ کریں گے کہ ان کا نام لیوا بھی کوئی نہ ہوگا اور ان سے پیچھے اس ملک میں ہم تم کو آباد کریں گے مگر یہ انعام اکرام انہی لوگوں پر ہوگا جن کو میرے حضور حاضر ہونے کا اور میرے عذاب کا ڈر ہوگا یعنی پختہ مومن ہوں گے یہ سن کر ان کی تسلی ہوئی اور انہوں نے فتح طلب کی تو خدا نے ان کی دعا کو سنا اور قبول کیا اور ہر ایک ہینکڑی ضدی متعصب ذلیل وخوار ہوا یہ تو ان پر دنیا کا عذاب تھا۔

مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ

اس سے آگے جہنم ہے اور پیپ جیسا پانی ان کو پلایا جائے گا۔ جس کو گھونٹ بھر بھر کر پئیں گے اور پی نہ سکیں گے

وَيَأْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

اور ان کی موت ہر طرف سے آئے گی اور وہ مریں گے نہیں۔ اور اس سے علاوہ سخت عذاب اور بھی ہوگا۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ

جو لوگ اپنے رب سے انکاری ہیں ان کے نیک اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جس کو سخت گرمی کے دن میں

عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾

تیز ہوا لے اڑی ہو۔ یہ لوگ اپنی کمائی میں سے کچھ نہ پائیں گے یہی تو دور کی گمراہی ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ

کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو سچے قانون سے پیدا کیا ہے۔ اگر چاہے تو تم کو ہلاک کردے اور

بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ

نئی ایک مخلوق لا بسائے۔ اور یہ کام اللہ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں اور اللہ کے روبرو سب آکھڑے ہوں گے تو

الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ

ضعیف لوگ متکبر لوگوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے تابع تھے کیا اللہ کا عذاب دفع کرنے میں یہاں تم ہمارے

اور ابھی تو اس سے آگے جہنم کا عذاب ہے جس میں خدا کی پناہ ان کی کیا کچھ گت ہو گی اور وہاں شدید پیاس پر پیپ جیسا پانی ان کو پلایا جائے گا جس کو چسکیاں اور گھونٹ بھر بھر کر پئیں گے اور اس کی تلخی اور بدمزگی کی وجہ سے پی نہ سکیں گے اور ان کو موت کی سی تکلیف ہر طرف سے آئے گی اور وہ مریں گے نہیں بلکہ سخت تکلیف میں گزاریں گے کیونکہ حکم الٰہی ان کو موت کے متعلق نہ ہو گا اور اس سے علاوہ ایک قسم کا سخت عذاب اور بھی ہو گا یہ مت سمجھو کہ بعض کافر نیک کام بھی کرتے ہیں۔ دان پن دیتے ہیں خیرات کرتے ہیں ان کا اجر ان کو نہ ملے گا سنو جو لوگ اپنے رب سے منہ پھیر کر اور غیروں سے نیاز عبودیت کر کے خدا سے انکاری ہیں ان کے نیک اعمال کی مثال اس راکھ کے ڈھیر کی سی ہے جس کو سخت گرمی کے دن میں تیز آندھی لے اڑی ہو۔ جس طرح اس راکھ کا کہیں پتہ نہیں ملتا اسی طرح ان کے نیک عمل ان کے کفر و شرک کے مقابلہ پر راکھ کی طرح اڑ جاتے ہیں پس یہ لوگ اپنی کمائی میں سے کچھ نہ پاویں گے یہی تو دور کی گمراہی کا نتیجہ ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو سچے اور مضبوط نتیجہ خیز قانون سے پیدا کیا ہے پھر جو لوگ خدا کے سوا دوسروں سے استمداد کرتے ہیں یا اس سے سرے سے انکاری ہیں وہ گویا خدا کو ایک عبث کھیلنے والا سمجھتے ہیں حالانکہ خدائے تعالیٰ تم لوگوں پر بعد پیدائش بھی اتنا قابو رکھتا ہے کہ اگر چاہے تو تم سب کو ہلاک کردے اور تمہاری جگہ نئی ایک مخلوق لا بسائے اور یہ کام اللہ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں۔ خیر یہ تو دنیا میں اس کی حکومت ہے اور جس روز اللہ کے روبرو سب آکھڑے ہوں گے تو اس کی حکومت اور ہیبت کا رعب داب دیکھ کر ایک دوسرے کو الزام دیتے ہوئے ضعیف یعنی ماتحت لوگ بڑے متکبر لوگوں سے کہیں گے کہ دنیا میں ہم تمہارے تابع تھے کیا اللہ کا عذاب دفع کرنے میں یہاں تم ہمارے

اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَیْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ
کچھ کام آ سکتے ہو؟ وہ کہیں گے اگر خدا ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے ہم گھبراہٹ کریں تو اور صبر کریں تو دونوں ہم پر برابر ہیں۔ ہم

صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ﴿۲۱﴾ وَ قَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ
کو چھٹکارا نہیں ہوگا۔ اور فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ خدا نے تم سے سچا وعدہ

وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَ مَا كَانَ لِیَ عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ
کیا تھا۔ اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ میں نے پورا نہ کیا اور میرا تم پر کوئی زور نہ تھا البتہ اتنا

دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَ لُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَاۤ
کہ میں نے تم کو بلایا تم نے میری بات کو قبول کر لیا پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ اپنے آپ کو ملزم ٹھہراؤ۔ میں تمہارا فریادرس نہیں، تم میرے

اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ؕ اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ
نہیں، میں تو اس امر سے بھی منکر ہوں کہ تم دنیا میں میرے سبب سے شرک کرتے تھے۔ ظالموں کے لئے دکھ کی مار

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۲﴾ وَ اُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ
ہے اور جو لوگ خدا پر کامل ایمان لائے تھے اور نیک عمل بھی انہوں نے کیے تھے وہ بہشتوں میں داخل

کچھ کام آ سکتے ہو وہ کہیں گے دنیا کی اتباع کا جو تم نے ذکر کر کے ہم پر الزام لگایا ہے سو اس کا جواب تو یہ ہے کہ اگر خدا ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے جب اس نے ہمیں گمراہ رکھا تو ہم کیا کرتے مگر اس بات میں وہ بالکل جھوٹ بولیں گے۔ بدمعاش دنیا میں تو ایسے مست ہو رہے تھے کہ نبیوں کی تعلیم کی طرف دھیان کرنا ان کے خیال میں بھی نہ آتا تھا اور اگر کوئی ان کو یاد دلاتا تو نہایت ہی حقارت سے اسے رد کر دیتے۔ خدا کی ہدایت اور کیا ہوتی ہے یہی کہ وہ اپنی طرف سے پاک تعلیم بھیجتا ہے جس میں سب لوگوں کا حصہ برابر ہوتا ہے جو لوگ اس پر عمل کرتے ہیں نیک نتیجہ پاتے ہیں اور جو نہیں کرتے وہ برائیوں میں پھنسے رہتے ہیں اس جواب کے بعد اصل سوال کا جواب وہ یہ دیں گے کہ بھائیو یہ عذاب ٹلنے کا نہیں ہم گھبراہٹ کریں تو اور صبر کریں تو۔ دونوں حالتیں ہم پر برابر ہیں کسی طرح ہم کو چھٹکارا نہیں ہو گا جب ادھر سے فارغ ہوں گے اور مخلوق میں فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان سے استدعا کریں گے تو وہ کہے گا سنو اصل بات یہ ہے کہ خدا نے جو تم سے سچا وعدہ کیا تھا اس نے تو پورا کیا کہ تم کو جہنم میں ڈال دے گا اور میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا یعنی تمہارے دل میں برے کاموں کے نتائج نیک ڈالا کرتا تھا وہ میں نے پورا نہ کیا۔ پورا کرتا بھی کیسے جبکہ مجھ میں طاقت ہی نہیں کہ تمہارے آڑے وقت کام آ سکوں اور اگر سچ کہلانا چاہو تو میں آج صاف صاف کہہ دوں گا کہ قصور سراسر تمہارا ہی ہے میرا تم پر کوئی زور نہ تھا میں تمہیں جبراً پکڑ کر بری مجلسوں میں نہ لے جاتا تھا البتہ اتنا تھا کہ تمہارے دل میں برے خیال ڈال کر تم کو بلایا تم نے میری بات کو قبول کر لیا اس میں میرا کیا قصور ہے پس تم مجھے الزام نہ لگاؤ بلکہ اپنے آپ کو ملزم ٹھہراؤ۔ میں تمہارا فریادرس نہیں، تم میرے نہیں، میں تو اس امر سے بھی منکر ہوں اور ہرگز نہیں مانتا کہ دنیا میں تم میرے سبب سے شرک کرتے تھے بلکہ تم خود شریر اور شریروں کے یار اور ہم نشین تھے نیک مجلسوں میں جانے سے جی چراتے تھے۔ پس آج فرمان خداوندی کان کھول کر سنو کہ ظالموں بے فرمانوں کے لئے دکھ کی مار ہے اور دیکھو کہ جو لوگ خدا پر کامل ایمان لائے تھے اور نیک عمل بھی انہوں نے کیے تھے وہ بہشتوں میں داخل کیے گئے اور تم تاکتے کے تاکتے رہ گئے حالانکہ تمہیں مال و دولت کا بہت کچھ گھمنڈ تھا دیکھو وہ کیسے مزے میں ہیں

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ
کیے گئے ان کے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں وہ اپنے پروردگار کے حکم سے انہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں ان کا تحفہ سلام ہوگا۔ کیا تو

تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی
نہیں جانتا کہ اللہ نے کلمہ صالحہ کی مثال اس پاکیزہ درخت سے دی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور چوٹی نہایت بلندی

السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِیْۤ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
پر ہے۔ وہ ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل لاتا ہے خدا لوگوں کے لئے تمثیلات بتاتا ہے تاکہ وہ

یَتَذَکَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ مَثَلُ کَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ کَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةِ ۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ
سمجھیں۔ اور ناپاک کلمات کی تمثیل گندے درخت کی سی ہے جو زمین کے اوپر سے اکھڑا ہوا ہے جس کو کچھ

الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی
بھی قیام نہیں۔ اللہ ایمانداروں کو دنیا و آخرت میں ثابت قدم

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ یُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِیْنَ ۙ۫ وَ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ﴿۲۷﴾ ع
رکھتا ہے اور ظالموں کو بھلا دیتا ہے اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

ان بہشتوں کے درختوں کے تلے نہریں جاری ہیں وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ان میں ہمیشہ ہی رہیں گے اور خدا ان سے ہمیشہ راضی رہے گا بلکہ ان باغوں میں خدا کی طرف سے ان کا تحفہ سلام علیکم ہوگا۔ یہ سب نتیجے اسی عمدہ بیج کے پھل ہیں جو دنیا میں انہوں نے بویا تھا یعنی کلمات صالحہ "کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ صالحہ کی مثال اس پاکیزہ درخت سے دی ہے جس کی جڑ مضبوط ہے اور چوٹی نہایت بلندی پر پہنچی ہوئی ہے وہ ہمیشہ ہر وقت اپنے پروردگار کے حکم سے پھل لاتا ہے خدا لوگوں کے لئے تمثیلات بتلاتا ہے تاکہ وہ سمجھیں یعنی جس طرح ایسا درخت ہر وقت تاابد پھل لاتا ہے اور مضبوطی میں ایسا ہے کہ دوسری کوئی چیز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسی طرح کلمات طیبات پاکیزہ خصائل انسان کو دنیا و آخرت دونوں جگہوں میں نیک نتیجہ دیتے ہیں جس میں کبھی تخلف نہیں ہوتا۔ ایسے پاکیزہ خصائل لوگوں کا سونا اور جاگنا سب کا سب عبادت میں داخل ہوتا ہے یہی ان کلمات طیبات کا پھل ہے جو ہر وقت ان کو حاصل ہوتا ہے خواہ بیمار ہوں خواہ تندرست۔ اور ناپاک کلمات اور بد خصائل کی تمثیل کچلے جیسے گندے اور بدمزہ درخت کی سی ہے جو ایسا کمزور ہے کہ زمین کے اوپر سے گویا اکھڑا ہوا ہے جس کو کچھ بھی قیام نہیں چونکہ ان دونوں قسم کے درختوں کی اصل اور بنیاد میں تفاوت ہے اس لئے ان کے آثار بھی مختلف ہیں اسی مضبوط قول یعنی کلمات طیبات اور نیکو خصائل کے سبب سے اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو دنیا و آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں اور بدکاروں بدزبانوں بیہودہ گوئی سے تضیع اوقات کرنے والوں کو اصل مطلب سے بھلا دیتا ہے' ان کو کچھ نہیں سوجھتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں آخر بیہودہ گوئی اور خیالات واہیہ کا نتیجہ کس کے حق میں برا ہوگا۔ ایسے لوگوں کو گمراہ کرنے میں خدا پر کسی طرح سے بے انصافی کا الزام نہیں آسکتا کیونکہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کا چاہنا اس کے قانون کا نام ہے۔ پس جو لوگ اس کے راضی کرنے میں سعی کرتے ہیں اور اسی فکر میں رہتے ہیں ان کو مزید ہدایت دیتا ہے اور جو اس سے الگ ہو کر متکبرانہ زندگی گزارنا چاہتے ہیں ان کو توفیق خیر نہیں ملتی غرض اس کے ہاں جو قانون ہیں ان کے اجراء میں اسے کوئی امر مانع اور مزاحم نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی اس کے حکموں سے سرتابی کرے تو اس کی خیر نہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کی نعمت کی ناشکری کی اور اپنی قوم کو تباہی کی جگہ جہنم میں لے جا اتارا

يَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ قُلْ

وہ سب اس میں داخل ہونگے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے- اور انہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے تاکہ لوگوں کو اس کی راہ سے گمراہ کریں تو

تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

کہہ مزے اڑا لو پھر آخر تمہارا کوچ دوزخ ہی کو ہے- تو میرے بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہدے کہ نماز پڑھتے رہیں

وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کسی قدر پوشیدہ اور ظاہر' اس دن کے آنے سے پہلے' خرچ کرلیں جس میں نہ خرید و

خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ

فروخت ہوگی نہ دوستی -اللہ ہی وہ ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کئے ہیں اور وہی بادلوں سے بارش اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ

بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ

تمہاری رزق رسانی کو پھل پیدا کرتا ہے اور اسی نے بیڑے تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلتے ہیں اور دریا

لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾

بھی تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں اور سورج چاند کو بھی تمہارے تابع کر رکھا ہے دونوں گھومتے ہیں اور رات اور دن بھی تمہارے کام میں

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کی نعمت محمد رسول[1] اللہ کی تعلیم اور صحبت کی ناشکری اختیار کی ان کی کیسی گت ہوئی کہ ان کا نام لیوا بھی دنیا میں نہیں رہا اور انہوں نے اپنی قوم کو تباہی کی جگہ یعنی جہنم میں لے جا اتارا وہ سب اس میں ایک ساتھ داخل ہوں گے اور بہت ہی تکلیف اٹھائیں گے کیونکہ وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے- اس لئے کہ وہ رسول ان کو توحید خالص سکھاتا تھا اور انہوں نے اللہ کے شریک اور ساجھی ٹھہرائے تاکہ خود گمراہ ہوں اور لوگوں کو بھی اس اللہ کی راہ سے گمراہ کریں تو ایسے نالائقوں سے کہہ کہ چند روزہ آرام کرلو اور مزے اڑالو پھر آخر تو تمہارا کوچ دوزخ ہی کو ہے۔ چونکہ خدا کے حضور کسی کا گھمنڈ نہیں چل سکتا بلکہ ہر ایک کو کئے کی مزدوری ملے گی اس لئے اے نبیؐ تو میرے بندوں سے جو مجھ پر کامل ایمان لائے ہیں کہہ دے کہ نماز پڑھتے رہیں اور جو کچھ ہم نے بھی ان کو دیا ہے اس میں سے کسی قدر پوشیدہ اور ظاہر مگر اخلاص نیت سے فی سبیل اللہ خرچ کرتے رہیں۔ آج کل کرتے ہوئے وقت نہ کھوئیں کیونکہ موت کا وقت کسی کو معلوم نہیں پس اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرلیں۔ جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی نہ کسی کی دوستی کام آوے گی۔ یعنی جن جن ذرائع سے دنیا میں فائدے پہنچ سکتے ہیں وہاں کوئی ذریعہ نہ ہو گا مگر جن لوگوں نے خدا سے نیاز عبودیت نباہا ہو گا وہی کامیاب ہوں گے کیونکہ اللہ ہی وہ ذات پاک ہے جس نے آسمان وزمین پیدا کیے ہیں اور وہی ہمیشہ بادلوں سے بارش اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ تمہاری رزق رسانی کو پھل پیدا کرتا ہے اور اسی نے بڑے بڑے بیڑے جہاز اور گنبوٹ تمہارے کام میں لگا رکھے ہیں اور سورج اور چاند کو بھی تمہارے ہی تابع کر رکھا ہے کہ دونوں گھومتے ہوئے اپنا اپنا چکر کاٹتے ہیں اور رات اور دن بھی تمہارے ہی کام میں لگائے ہوئے ہیں-

[1] لقد من الله على المومنين اذ بعث فيهم رسولا کی طرف اشارہ ہے-

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ

لگائے ہوئے ہیں اور جس جس چیز کے تم محتاج ہو اس نے تم کو دی ہے اور اگر اللہ نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو کبھی شمار نہ لاسکو گے کچھ شک نہیں

الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۟ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ

کہ انسان بڑا ہی ظالم ناشکر گزار ہے- اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے دعا کی اے میرے مولا اس شہر کو امن والا بنائیو اور مجھے اور میری اولاد

اجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۟ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ

کو بت پرستی سے بچائیو- بہت سے لوگوں کو انہوں نے گمراہ کیا- پس

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۟ رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ

جو میرے پیچھے چلے گا وہی میری جماعت سے ہوگا اور جو میری بے فرمانی کرے گا تو بڑا ہی بخشنہار مہرباں ہے- ہمارے مولا میں نے اپنی اولاد

مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

کو تیرے بیت الحرم کے پاس بے سبزہ جنگل لا بسایا ہے ہمارے مولا غرض یہ ہے کہ نماز پڑھتے رہیں- پس

فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۟

تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کیجیو اور پھلوں کی پیداوار سے ان کو روزی دیجیو کہ وہ شکر گزاری کریں-

ان کی پیدائش میں تمہارا ہی فائدہ متصور ہے کئی ایک کام تم رات کو کرتے ہو اور کئی ایک دن کو انجام دیتے ہو اور جس چیز کے تم محتاج ہو اسی نے تم کو دی ہے۔ غرضیکہ

ابرو بادومہ وخورشید فلک در کارند تا تونانے بکف آری و بغفلت نخوری
این ہمہ بحر تو سر گشتہ وفرمانبردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

اور ابھی تو کیا اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو کبھی شمار میں نہ لاسکو گے باین ہمہ جو شخص ایسے مالک الملک سے نیاز عبودیت نہیں نباہتا کچھ شک نہیں کہ ایسا انسان بڑا ہی ظالم ناشکر گزار ہے۔ سنو تمام انبیاء کی یہی توحید کی تعلیم تھی خصوصاً تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے میرے مولا اس شہر مکہ کو امن والا بنادے۔ کہ اس کے رہنے والے قتل وغارت سے محفوظ و مصئون ہوں اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی یعنی غیر خدا کی پرستش سے بچائیو میرے مولا یہ ایسی بلا ہیں کہ بہت سے لوگوں کو انہوں نے گمراہ کیا وجہ یہ کہ لوگوں میں بھیڑ چال ہے ایک کے پیچھے دوسرا چپکے سے چلا جاتا ہے پس جو میرے پیچھے چلے گا وہی میری جماعت سے ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا تو میں کچھ نہیں کہتا بے شک تو بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے ہمارے مولا میں نے اپنی اولاد اسمعیل کو مع اس کی والدہ ہاجرہ کے تیرے بیت الحرم کعبہ شریف کے پاس بے سبزہ ویران جنگل میں لا بسایا ہے ہمارے مولا تیرے بیت الحرم کے پاس بسانے سے غرض یہ ہے کہ یہ نماز پڑھتے رہیں یعنی خود ہی تیری عبادت میں لگے رہیں اور لوگوں کو بھی راہنمائی کریں پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کیجیو کہ وہ ان کی صحبت میں مستفید اور ہدایت یاب ہوں اور پھلوں کی پیداوار سے ان کو روزی دیجیو۔ اور ان کی توفیق خیر دیجیو کہ وہ شکر گزاری کریں

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعۡلَمُ مَا نُخۡفِىۡ وَمَا نُعۡلِنُ‌ؕ وَمَا يَخۡفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ فِى الۡاَرۡضِ

ہمارے مولا جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں تو سب کو جانتا ہے اللہ سے کوئی بات بھی زمین و آسمان میں پوشیدہ

وَلَا فِى السَّمَآءِ ۞ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ وَهَبَ لِىۡ عَلَى الۡكِبَرِ اِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ‌ ؕ

نہیں رہ سکتی۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق عنایت کیے بیشک

اِنَّ رَبِّىۡ لَسَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ۞ رَبِّ اجۡعَلۡنِىۡ مُقِيۡمَ الصَّلٰوةِ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِىۡ‌ ۖ

میرا پروردگار دعائیں قبول کرتا ہے۔ میرے مولا مجھے اور میری اولاد کو نماز پر قائم رکھیو ہمارے مولا

رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ ۞ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِـوَالِدَىَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ

میری دعا قبول فرمائیو اے ہمارے مولا مجھے اور میرے ماں باپ کو اور تمام ایمانداروں کو حساب ہونے کے دن

الۡحِسَابُ ۞ وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعۡمَلُ الظّٰلِمُوۡنَ ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمۡ

بخش دیجو۔ اور تو ظالموں کے اعمال سے خدا کو ہرگز غافل مت جان وہ ان کو اس دن تک مہلت

لِيَوۡمٍ تَشۡخَصُ فِيۡهِ الۡاَبۡصَارُ ۞ مُهۡطِعِيۡنَ مُقۡنِعِىۡ رُءُوۡسِهِمۡ لَا يَرۡتَدُّ اِلَيۡهِمۡ

دیتا ہے جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ سر اوپر کو اٹھائے ہوئے بھاگے چلے جائیں گے ان کی نظر ان کی طرف

طَرۡفُهُمۡ‌ ۚ وَاَفۡـِٕدَتُهُمۡ هَوَآءٌ ۞ وَاَنۡذِرِ النَّاسَ يَوۡمَ يَاۡتِيۡهِمُ الۡعَذَابُ فَيَقُوۡلُ

نہ پھرے گی اور ان کے دل خالی خول ہوں گے۔ پس تو لوگوں کو اس دن سے ڈرا جس دن عذاب الٰہی ان پر آئے گا تو ظالم کہیں گے

الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا رَبَّنَاۤ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيۡبٍۙ نُّجِبۡ دَعۡوَتَكَ وَنَـتَّبِعِ الرُّسُلَ‌ ؕ

اے ہمارے مولا ہم کو تھوڑی سی مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور رسولوں کی پیروی کریں

ہمارے مولا جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں تو سب کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے جو حقیقت میں معبود ہے کوئی بات بھی زمین و آسمان میں پوشیدہ نہیں رہ سکتی پس تو ہمارے دلوں کو درست کر اور کجی سے محفوظ رکھ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے کی عمر میں اسماعیل اور اسحاق عنایت کیے ہیں یقین رکھتا ہوں کہ بے شک میرا پروردگار دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہے پس میری دعا ہے کہ میرے مولا مجھے اور میری اولاد کو نماز پر قائم رکھیو ہمارے مولا میری دعا قبول فرمائیو اے ہمارے مولا مجھے اور میرے ماں باپ کو اور تمام ایمانداروں کو حساب ہونے کے دن بخش دیجو۔ یہ ہے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا مذہب جو لوگ اس کے خلاف پر ہیں وہ سخت ظالم ہیں اور تو ظالموں کے اعمال سے خدا کو ہرگز غافل نہ جان اور یہ مت سمجھ کہ خدا کو ان کی خبر نہیں۔ سب خبر ہے وہ ان کو اس دن تک مہلت دیتا ہے جس میں مارے دہشت کے ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔ خوف کے مارے سر اوپر کو اٹھائے ہوئے بھاگے چلے جائیں گے ایسے کہ ان کی نظر ان کی طرف نہ پھرے گی اور ان کے دل ہر طرف سے خالی خالی ہوں گے کسی چیز کا ان کو خیال نہ ہو گا بجز اس کے کہ اس بلا سے کسی طرح نجات ہو۔ دنیا کی سب طمطراقیاں بھول جائیں گی پس تو لوگوں کو اس دن کے عذاب سے ڈرا جس دن عذاب الٰہی ان پر آئے گا تو ظالم کہیں گے اے ہمارے مولا ہم کو تھوڑی سی مہلت دے کہ ہم تیری دعوت قبول کریں اور تیرے رسولوں کی پیروی کریں مگر ایسے اوقات میں یہ درخواست کچھ مفید نہ ہو گی۔

اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ

کیا پہلے تم قسمیں نہ کھا چکے تھے کہ تم نے دنیا کو چھوڑنا ہی نہیں اور جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیے تھے تم ان کے

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ۝ وَقَدْ

مکانوں میں رہ چکے تھے اور جو کچھ ہم نے ان سے کیا تھا وہ بھی تمہیں معلوم ہو چکا تھا اور ہم نے تمہارے سمجھانے کو کئی ایک تمثیلات

مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۭ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ

بھی بتلائی تھیں اور وہ سب قسم کی چالیں چل چکے تھے اور ان کی سب چالیں اللہ کی نظر میں تھیں- اور ان کی چالیں ایسی نہ تھیں کہ ان سے پہاڑ ہل جاتے-

الْجِبَالُ ۝ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

پس تو اللہ کو رسولوں سے وعدہ خلاف کرنے والا مت سمجھو- اللہ تو بڑا زبردست بدلہ لینے والا

ذُو انْتِقَامٍ ۝ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ

ہے- جس روز زمین و آسمان بدل کر دوسری طرح کے کیے جائیں گے اور سب لوگ اللہ واحد اور طاقتور کے سامنے

الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝

آموجود ہوں گے- اور تو مجرموں کو اس دن زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھے گا

اس لئے ان کو جواب ملے گا کہ آج تو تم دنیا کی طرف رجوع جاتے ہو کیا پہلے دنیا میں جا کر تم قسمیں نہ کھا چکے تھے کہ ہم نے دنیا کو چھوڑنا ہی نہیں یعنی جو کام تم کرتے تھے ایسی پختگی سے کرتے تھے کہ گویا تم کو دنیا میں دائمی قیام ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تمہارے جیسوں کے حق میں کیا ٹھیک فرمایا تھا

[1] یظن المرء فی الدنیا خلودا   خلود المرء فی الدنیا محال

اور اگر تم غور کرتے تو تمہاری ہدایت کے لئے بہت سے اسباب مہیا تھے خود تمہاری ہی اندرونی شہادت اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جن لوگوں نے خدا کی بے فرمانیاں کر کے اپنے جانوں پر ظلم کیے تھے تم ان کے مکانوں اور ڈیروں میں رہ چکے تھے جس سے اگر تم سمجھتے تو یہ بات با آسانی تم کو سمجھ میں آسکتی تھی کہ جس طرح یہ لوگ گزر گئے اور سب کچھ یہاں ہی چھوڑ گئے تھے اسی طرح ہم نے بھی گزر جانا ہے جیسا کسی بزرگ نے کہا ہے [2] یکفیك قول الناس فیما ملکته   قد کان ھذا مرۃ لفلان اور علاوہ اس کے اس بے فرمانی پر جو کچھ ہم نے ان سے کیا تھا وہ بھی تمہیں معلوم ہو چکا تھا اور ہم نے تمہارے سمجھانے کو کوئی ایک تمثیلات بھی بتلائی تھیں کبھی دنیا کی ہستی کو کھیتی سے تمثیل دی کبھی شرک اور بت پرستی کو تار عنکبوت سے مثال بتلائی مگر نادانوں کو کسی بات نے اثر نہ کیا۔ اور تم نے یہ بھی نہ سمجھا کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ سب قسم کی چالیں چل چکے تھے اور ان کی سب چالیں اللہ کی نظر میں تھیں تاہم وہ اپنی چالوں میں ناکام رہے اور ذلیل ہوئے کیونکہ ان کی چالیں ایسی نہ تھیں کہ ان سے پہاڑ جیسے مضبوط دل والے ایماندار اپنی جگہ سے ہل جاتے- کیونکہ ان کی مضبوطی اللہ کے وعدوں پر اعتماد اور اعتبار ہونے کی وجہ سے تھی پس تو بھی اللہ کو اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرنے والا مت سمجھیو- وہ کبھی خلاف نہ کرے گا خلاف تو وہ کرے جو ایفا پر قادر نہ ہو اللہ تعالیٰ تو بڑا زبردست اور برائیوں کا بدلہ لینے والا ہے اصل بدلہ تو اسکا اس روز ہوگا جس روز زمین و آسمان بدل کر دوسری طرف کئے جائیں گے اور سب لوگ اللہ واحد اور طاقتور کے سامنے آموجود ہوں گے اور تو مجرموں کو اس دن زنجیروں میں جکڑے

[1] انسان سمجھتا ہے کہ میں دنیا میں ہمیشہ رہوں گا حالانکہ دنیا میں ہمیشہ رہنا محال ہے

[2] جن چیزوں کا تو مالک ہے ان کی نسبت لوگوں کا یہ کہنا کہ یہ فلانے کی تھیں اتنا ہی تیری ہدایت کے لئے کافی ہے

سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ

کرتے ان کے گندھک سے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ پہنچی ہو گی- تاکہ اللہ ہر نفس کو اس کی کمائی کا عوض

مَّا كَسَبَتْ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ

دے بیشک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے- یہ لوگوں کے لئے تبلیغ ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ ڈرائے جائیں

وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

اور جان لیں کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی معبود نہیں اور عقل والے نصیحت پائیں-

ع ۱۱ ۱۹

سورت الحجر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓرٰ ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ ﴿١﴾

میں ہوں اللہ سب کچھ دیکھتا- یہ آسمانی کتاب اور قرآن مبین کی آیتیں ہیں-

ہوئے دیکھے گا ایسے حال میں کہ کرتے ان کے بدبودار گندھک کے سے ہوں گے اور ان کے چہروں پر آگ پہنچی ہو گی تاکہ اللہ ہر بدکار نفس کو اس کی کمائی کا پورا عرض دے بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لے سکتا ہے- پس اس کے حساب کے لئے ہر وقت مستعد رہو- اسی لیے یہ قرآن لوگوں کی تبلیغ ہے کہ وہ اس سے ہدایت پائیں اور اس کے ساتھ برے کاموں پر ڈرائے جاویں اور جان لیں کہ اللہ اکیلے کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور یہ فائدہ بھی ہو کہ عقل والے نصیحت پائیں-

فاعتبروا یا اولی الباب

سورت حجر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

میں ہوں اللہ سب کچھ دیکھتا- یہ باتیں جو اس سورت میں تمہیں بتائی جاتی ہیں آسمانی کتاب اور قرآن مبین یعنی احکام الٰہی کو اظہار کرنے والے کی آیتیں اور احکام ہیں- سب سے پہلا حکم اس کتاب کا یہ ہے کہ خدا پر کامل ایمان رکھو ورنہ پھر خیر نہیں-

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَ

بعض دفعہ کافر چاہیں گے کہ کاش ہم مسلمان ہوتے- ان کو چھوڑ دے کھائیں اور مزے اڑائیں

يُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ۝

اور دنیا کی امیدوں میں بھولے رہیں پھر جان لیں گے- اور جس کسی بستی کو ہم نے ہلاک کیا اس کے لئے پہلے سے وقت مقرر ہوتا

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ

تھا کوئی قوم اپنے وقت نہ آگے ہوسکتی تھی اور نہ پیچھے- اور کہتے ہیں اے آدمی جس پر قرآن نازل ہوا ہے

الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

کچھ شک نہیں کہ تو دیوانہ ہے- اگر تو سچا ہے تو فرشتے کیوں نہیں لے آتا-

مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا إِذًا مُنْظَرِينَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا

ہم فرشتوں کو فیصلہ کے لئے ہی اتارا کرتے ہیں جن کے نازل ہونے پر کافروں کو مہلت نہیں ملا کرتی- ہم ہی

لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ

نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں- اور ہم نے تجھ سے پہلے لوگوں میں بھی رسول بھیجے تھے- اور جب کبھی ان کے پاس

رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝

رسول آتا اس سے مخول کرتے- اسی طرح ہم منکروں کے دلوں میں انکار داخل کرتے رہتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ مرنے کے بعد بعض دفعہ کافر چاہیں گے کہ کاش ہم مسلمان خدا کے فرمانبردار ہوتے- لیکن اس وقت دنیا کے عیش عشرت میں مست ہیں پس ان کو اسی حال پر چھوڑ دے کہ چند روز کھائیں اور مزے اڑائیں اور دنیا کی امیدوں اور خواہشوں میں بھولے رہیں- پھر اس کا انجام آخر کار جان لیں گے- کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ ایسے ہو کر گزرے ہیں آخر ان کا انجام ہلاکت ہوا جس کسی بستی یا قوم کو ہم (خدا) نے ہلاک اور تباہ کیا اس کے لئے پہلے سے وقت مقرر ہوتا تھا پھر کوئی قوم اپنے وقت سے نہ آگے ہو سکتی تھی اور نہ پیچھے- مگر ان مکہ کے مشرکوں کو اتنی بات بھی سمجھ نہ آتی کہ تیرے حالات پر غور کریں اور نتیجہ پاویں کہ انسانی عقل اور صاحب اثر ہم سے کیوں مخالف ہے نادان بجائے غور کرنے کے الٹے کج روی کرتے ہیں اور رسول اللہ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے آدمی جس پر قرآن نازل ہوا ہے یعنی جو اپنے گمان میں سمجھتا ہے کہ مجھ پر قرآن نازل ہوا ہے کچھ شک نہیں کہ تو دیوانہ ہے اس سے بڑھ کر دیوانگی کیا ہوگی کہ تو جہان کا خلاف کرتا ہے اگر اپنے دعویٰ میں تو سچا ہے تو ہماری ہلاکت کو فرشتے کیوں نہیں لے آتا حالانکہ ہم (خدا) فرشتوں کو ضروری فیصلہ کے لئے اتارا کرتے ہیں جن کے نازل ہونے پر کافروں کو مہلت نہیں ملا کرتی تو ابھی ان کا وقت نہیں آیا- رہی یہ بات کہ اگر یہ لوگ نہ مانیں گے تو قرآن کی اشاعت اور حفاظت نہ ہوگی بالکل غلط ہے کیونکہ ہم نے قرآن کو لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کیا ہے- اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں- مجال نہیں کہ کوئی ذرہ بھر بھی اس میں ہیر پھیر کر سکے اور اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے لوگوں میں بھی رسول بھیجے تھے وہ ان کو بدستور سمجھاتے رہے مگر ان نالائقوں نے ان کی ایک نہ سنی جب کبھی ان کے پاس رسول آتا اس سے ہنسی مخول کرتے- اس طرح یہ ہنسی مخول کرنے والے منکروں کے دلوں میں جب انکار ہی پر اصرار کرتے ہیں ہم انکار ڈال دیا کرتے ہیں-

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ

اس پر ایمان نہ لائیں گے اور پہلے لوگوں کی رسوم گزر چکی ہیں۔ ہم اگر ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں پھر یہ

فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾

اس میں سے چڑھ جائیں۔ تو بھی کہیں گے کہ صرف ہماری آنکھوں میں نشہ آگیا بلکہ ہمیں جادو کیا گیا ہے

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾

ہم نے آسمانوں میں (سیاروں کے لئے) منزلیں بنائیں ہیں اور ہم نے دیکھنے کے لئے آسمان کو مزین کیا اور ہم نے اس کو ہر شیطان مردود سے محفوظ بنایا

اس لئے کبھی اس قرآن پر ایمان نہ لاویں گے اور ان سے پہلے لوگوں کی رسوم گزر چکی ہیں جس طرح وہ اپنی عادت قبیحہ سے ہلاک ہوئے اسی طرح ان کی بھی گت ہوگی۔ یہ تو فرشتوں کی درخواست کرتے ہیں ہم اگر ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں پھر یہ سب کے سامنے دن دہاڑے اس دروازے میں سے آسمان پر چڑھ جائیں تو بھی نہ مانیں گے بلکہ یہی کہیں گے کہ صرف ہماری آنکھوں میں کسی طرح کا نشہ آگیا اور ہم بیہوش ہو رہے ہیں کہ اس نشہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم اوپر کو چڑھے جاتے ہیں ورنہ حقیقت میں کوئی شے نہیں بلکہ ہمیں جادو کیا گیا ہے کہ ہوش ہی سنبھالنے نہیں دیتا۔ یہ نادان اگر ہماری قدرت پر غور کریں تو ان کو کسی دلیل اور معجزہ کی حاجت نہ ہو دیکھیں کہ ہم نے آسمانوں میں چاند سورج وغیرہ (سیاروں کے لئے) منزلیں بنائی ہیں جن میں وہ گھومتے گھومتے انسانوں کی نظروں میں دور نزدیک نظر آتے ہیں۔ اور ہم نے دیکھنے والوں کے لئے آسمانوں کو مزین کیا۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ کیسا سجا سجایا ہے کہ گویا رنگین چھیٹ ہے۔ اور ہم نے اس آسمان کو ہر شیطان مردود سے محفوظ بنایا کہ اس کی جماعت کا وہاں کوئی تصرف نہیں ہو سکتا

ل وحفظنها من کل شیطن الرجیم یہ مضمون خداوند تعالیٰ نے کئی ایک آیتوں میں بیان فرمایا ہے۔ سورہ صافات میں فرمایا ہے

انا زینا السماء الدنیا بزینته الکواکب وحفظا من کل شیطن مارده لا یسمعون الی الملاء الاعلی ویقذفون من کل جانب دحورا ولهم عذاب واصب الامن خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب (صافات ع ۱)

ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا اور ہر شیطان سرکش سے محفوظ کیا وہ شیطاطین اعلیٰ جماعت کی بات نہیں سن سکتے اور ہر طرف سے دھتکارے جاتے ہیں اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے جو کوئی ان سے کوئی بات ادھر ادھر سے کچھ سنے تو چمکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے

سورہ حم السجدہ میں فرمایا ہے

وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظا ذلك تقدیر العزیز العلیم (حم السجدة ع ۲)

ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں سے مزین اور محفوظ بنایا یہ اندازہ ایک غالب علم والے کا ہے۔

سورہ ملک میں فرمایا

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلنها رجوما للشیاطین واعتدنا لهم عذاب السعیر (ملك ع ۱)

ہم نے پہلے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا اور ان کو شیاطین کے لئے رجوم بنایا اور ان کے لئے جہنم کا عذاب تیار کیا ہے

اِلَّا مَنِ اسۡتَرَقَ السَّمۡعَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۸﴾ وَالۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا وَاَلۡقَيۡنَا فِيۡهَا

ہاں جو چوری چوری بات سنے تو چمکتا شعلہ اسے دباتا ہے اور ہم نے زمین کو بچھایا ہے اور اس پر

رَوَاسِىَ وَاَنۡۢبَتۡنَا فِيۡهَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ مَّوۡزُوۡنٍ ﴿۱۹﴾ وَجَعَلۡنَا لَـكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ وَمَنۡ لَّسۡتُمۡ

پہاڑ گاڑ دیے ہیں اس میں ہر قسم کی موزوں چیزیں پیدا کی ہیں- اور ہم نے اسی میں تمہارے اور جن کے تم رازق نہیں ہو

لَهٗ بِرٰزِقِيۡنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۲۱﴾

گزارے کے اسباب پیدا کیے ہیں- اور جو جو چیزیں موجود ہیں ہمارے پاس ان کے کئی کئی خزانے ہیں اور ہم اندازہ سے پیدا کرتے ہیں

ہاں دور سے جو شیطان چوری چوری بات سنے تو فوراً چمکتا ہوا شعلہ اسے جا دباتا ہے اور ہم نے زمین کو پانی پر بچھایا ہے اور اس پر بڑے بڑے اٹل پہاڑ گاڑ دیئے ہیں اور اس زمین میں ہر قسم کی موزوں چیزیں کھانے پینے کی پیدا کی ہیں اور دیکھو کہ ہم نے تمہیں پیدا کر کے یوں ہی نہیں چھوڑ دیا بلکہ تمہاری پرورش بھی کرتے ہیں- کہ اسی زمین میں تمہارے اور تمہارے ماتحتوں کے جن کے تم حاکم تو ہو مگر رازق نہیں ہو گزارے کے اسباب پیدا کئے ہیں اور یہ نہ سمجھو کہ ہماری قدرت کی انتہا یہیں تک ہے- نہیں بلکہ دنیا میں جو چیزیں موجود ہیں ہمارے پاس ان کے کئی کئی خزانے ہیں اور ہم ہمیشہ اندازہ سے پیدا کیا کرتے ہیں جس قدر وجود میں آتی ہیں وہ سب ہمارے حساب میں ہیں

ان سب آیتوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ خدا فرماتا ہے ہم نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ستاروں سے ان کو سجایا۔ کوئی شیطان اوپر کی باتیں نہیں سن سکتا۔ اگر کوئی زیادہ ہی کوشش سے بعجلت و بسرعت سننا چاہے تو ستاروں سے اس کی سرکوبی کی جاتی ہے جو اسی کام کے لئے بنائے گئے ہیں یہ ہے مختصر مطلب ان آیات کا لیکن اس میں کئی طرح سے بحث ہے اول یہ کہ شیطان کس طرح آسمانوں کی یا ملاء اعلیٰ کی باتیں سنتے ہیں۔ دوئم یہ کہ ستاروں کو ان کی سرکوبی کے لئے رجوم بنانے کے کیا معنی ہیں سوئم یہ کہ شہاب مبین یا شہاب ثاقب کیا ہے آیا یہ وہی ہے جو رات کو تارا ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہے یا کوئی اور چیز ہے امر اول کی بابت ہم مقدمہ ابن خلدون سے کہانت (یعنی جوگی پنہ) کا مضمون نقل کرتے ہیں جس میں علامہ موصوف نے نبوت اور کہانت اور خواب وغیرہ پر بحث کی ہے نبوت اور خواب کا مضمون تو حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب والے حاشیہ میں نقل کر آئے ہیں اس جگہ صرف کہانت سے ہمارا مطلب ہو گا جس سے ہمارے ناظرین کو آیت کے معنی سمجھنے میں بہت ہی مدد ملے گی- وھو ھذا

واما الكهانته فهو ايضا من خواص النفس الانسانية وذالك انه قد تقدم لنا فی جميع مامر ان النفس الانسانية استعدادا للانسلاخ من البشرية الى الروحانى التى فوقها وانه يحصل من ذلك لمحته للبشر فی صنف الانبياء بما فطروا عليه من ذلك وتقرر انه يحصل لهم من غير الكتساب ولا استعانة بشئی من المدارك ولا من التصورات ولا من الافعال البدنية كلا ما اوحركته ولا باموامن الامور انما هو انسلاخ من البشرية الى الملكية الفطر فی لخطة هو اقرب من لمح البصر واذا كان كذلك الاستعداد موجود فی الطبيعة البشرية فيعطی التقسيم العقلی ان هنا صنفا اخر من البشرنا فصاعن رتبة الصنف الاول نقصان الضد عن ضده الكامل لان عدم الاستعانة فی ذالك الادراك ضدالا استعانة فيه وشتان ما بينهما فاذا اعطی تقسيم الوجود ان هنا صنفا اخر من البشر مفطورا علی ان تتحرك قوته العقلية حركتها الفكرية بالارادة عندما ببعثها النزوع لذلك وهی ناقصة عنه بالجبلة فيكون لها بالجبلة عند ما يعوقها العجز عن ذلك تشبثيا بامور جزية محسوسة اومتخيلة كا لاجسام الشفافة وعظام الخيوانات وسجع الكلام وما سخ من طيرا وحيوان فيستديم ذلك الاحساس اوالتخيل مستعينا به فی ذلك الانسلاخ الذی يقصده ويكون

وَأَرْسَلْنَا الرِّيحَ لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ ۚ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ

اور ہم ہی پانی سے بھرے ہوئے بادل بھیجتے ہیں پھر بادلوں سے پانی اتار کر تم کو پلاتے ہیں۔ اور تم تو اس کو

بِخَازِنِينَ ﴿۲۲﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ﴿۲۳﴾

جمع نہیں رکھ سکتے۔ ہم ہی تم کو زندہ رکھتے ہیں اور ہم ہی تم کو مارتے ہیں اور ہم ہی مالک ہیں

اور دیکھو کہ تمہاری زندگی کے سامان کیسے بنائے ہیں کہ ہم ہی پانی سے بھرے ہوئے بوجھل بوجھل بادل بھیجتے ہیں۔ پھر آسمان کی طرف سے بادلوں سے پانی اتار کر تم کو پلاتے ہیں اور تم ایسے عاجز ہو کہ اس کو اپنے پاس جمع نہیں رکھ سکتے برسا تو اپنی حاجت روائی کی اور باقی دھوپ سے خشک ہو تا گیا۔ اور سنو ہم ہی تم کو زندہ رکھتے ہیں اور ہم ہی تم کو مارتے ہیں اور ہم ہی سب چیزوں کے حقیقی مالک ہیں۔ جس قدر کسی کو کسی چیز کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں وہ برت سکتا ہے اس سے بعد فوراً چھن جاتی ہے جن لوگوں نے یہ گر سمجھا ہے ان کا یہ قول ہے ؎

پناہ بلندی و پستی توئی ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

وہ مالک ہے سب آگے اس کے لاچار نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

كالمشيع له وهذه القوة التي فيهم مبرا لذلك الادراك هي الكهانة ولنكون هذه النفوس مفطورة على النقص والقصور عن الكمال كان ادراكها في الجزئيات اكثر من الكليات ولذلك تكون المخيلة فيهم في غايته القوة لانها الة الجزئيات فتنفد فيها نفودا تا مافي نووا ويقظة وتكون عندها حاضرة عتيدة تحضرها المخيلة وتكون لها كالمراة تعظر فيها دائما ولا يقوى الكاهن على الكمال في ادراك المعقولات لان وحيه من وحى الشيطان وارفع احوال هذه الصنف ان يستعين بالكلام الذى فيه السجع والموازنة ليشتغل به عن الحواس ويقوى بعض الشئى على ذالك الاتصال النا قص فيهجس في قلبه عن تلك الحركة والذى يشيعها من ذلك الاجنبى ما يقذفه على لسانه فربما صدق ودافق الحق وبما كذب لانه يتم نقصه بامرا جنبى عن ذاة المدركة ومبائن لها غير ملايم فيعرض له الصدق والكذب جميعا ولا يكون موثو قابه وربما يفزع الى الظنون والتخينات حرصا على الظفر بالادراك بزعم وتمويها على السائلين واصحاب هذا السجع هم الخصوصون باسم الكهان لانهم ارفع سائرا صنانهم وقد قال صلى الله عليه وسلم في مثل هذا من سجع الكهان فجعل السجع مختصابهم بمقتضى الاضافة وقد قال لابن صياد حين ساله كاشفا عنه حاله بالا ختيار كيف ياتيك هذا الامر قال ياتينى صادق وكاذب فقال غلط عليك الامر يعنى ان النبوة خاصتها الصدق فلا يعتريها الكذب بحال لانها اتصال من ذات النبى بالملاء الاعلى من غير شيع ولا استعانة باجنبى والكهانة لما احتاج صاجها بسيب عجزه الى الاستعانة بالتصورات الاجنبية كانت داخلته في ادراك والمتبست بالا دراك لذى توجه اليه فصار مختلطا بهم وطرقة الكذب من هذه الجهة فامتنع ان تكون نبوة وانما قلنا اف ارفع مراتب الكهانته حاته السجع لان معنى السجع اخف من سائر المغيبات من المرئيات والمسموعات وتدل خفة المعنى على قرب ذلك الاتصال والادراك والبعد فيه عن العجز بعض الشئى و قد زعم بعض الناس ان هذه الكهانته قد انقطعت منذز من النبوة بما وقع من شان رجم الشياطين بالشهب بين يدى البعثة وان ذلك كان لنعهم من اخبار السماء كما وقع في القران والكهان انما يتعرفون اخبار السماء من الشياطين فبطلت الكهانة من يومئذ ولا يقوم من ذلك دليل لان علوم

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝

اور ہم تم سے پہلے گزرے ہوؤں کو اور پیچھے رہے ہوؤں' سب کو جانتے ہیں۔ اور تیرا پروردگار ان سب کو جمع کرے گا بیشک وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے۔ اور ہم ہی نے انسان کو سڑی کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا۔ اور اس سے پہلے جنوں کو تیز آگ سے بنایا تھا۔

اور سنو اس کمال قدرت کے علاوہ ہمارا علم بھی ایسا وسیع ہے کہ ہم تم میں سے پہلے گزرے ہوئے ہوؤں کو اور پیچھے رہے رہوؤں سب کو جانتے ہیں اور محمدؐ تیرا پروردگار اسکو جو گزر چکے ہیں یا موجود ہیں ایک دن جمع کریگا بیشک وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے اور سنو ہم (خدا) ہی نے انسان یعنی آدم کو سڑے کیچڑ کی کنکھناتی مٹی سے پیدا کیا اور اس سے پہلے جنوں کے باپ کو

الکھان کما تکون من الشیاطین تکون من نفوسھم ایضا کما قررناہ وایضافا لایۃ انما دلت علی منع الشیاطین من نوع واحدہ من اخبار السماء وھو ما یتعلق بخبر البعثۃ ولم یتعوا مما سوی ذلک وایضا فانما کان ذلک الانقطاع بین یدی لنبوۃ فقط ولعلھا عادت بعد ذلک الی ماکانت علیہ وھذا ھو الظاھر لان ھذہ المدارک کلھا تخمدفی زمن النبوۃ کما تخمد الکواکب والسرج عند وجود الشمس لان النبوۃ ھی النورا لاعظم الذی یخفی معہ کل نورویذھب وقد ذھب بعض الحکماء انھا انما توجد بین یدی النبوۃ ثم تنقطع وھذا مع کل نبوۃ وقعت لان وجود النبوۃ لا بدلہ من وضع فلکی یقتضیہ وفی تمام ذلک الوضع تمام تلک النبوۃ التی دل علیھا ونقص ذلک الوضع عن التمام یقتضی وجود طبیعۃ من ذلک النوع الذی یقتضیہ ناقصۃ وھو معنی الکاھن علی ما قررناہ بقبل ان یتم ذلک الوضع الکامل یقع الوضع الناقص و یقتضی وجود الکاھن اما واحدا اومتعدد فاذا ثم ذلک الوضع ثم وجونہ النبی بکمالہ وانقضت الاوضاع الدالۃ علی مثل تلک لطبیعۃ فلا یوجدا منھا شئی بعد وھذا بناء علی ان بعض الوضع الفلکی یقتضی بعض اثرہ وھو غیر مسلم فلعل الوضع انما یقتضی ذلک الاثر بھیئتہ الخالص ولو لقص بعض اجزاتھا فلا یقتضی شیاء لا انہ یقتضی ذلک الاثرنا قصا کما قالوہ ثم ان ھئولا الکھان اذا عاصرو ازمن النبوۃ فانھم عارفون بصدق النبی ودلالۃ معجزتہ لان لھم بعض الوجدان من امر النبوۃ کما لکل انسان من امرالیوم ومعقولیۃ تلک النسبۃ موجودۃ للکاھن باشد مما للنائم و لا یصدھم عن ذلک ویوقعھم فی التکذیب الاقوۃ الطامع فی انھا نبوۃ لھم فیقعون فی العناد کما وقع لامیۃ بن ابی الصلت فانہ کان یطمع ان یتنباء وکذا وقع لابن صیاد ولمسلیمۃ ولغیرھم فاذا غلب الایمان انقطعت تلک الامافی امنوا احسن ایمان کما وقع لطلیحۃ الاسدی وسواد بن قارب وکان لھما فی الفتوحات الاسلامیۃ من الاثار الشاھدۃ بحسن الایمان ص ۸۴ تا ۸۶

خلاصہ ☆ تحریر مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ انسانی قویٰ میں بعض قویٰ خلقی یا کبھی ایسی بھی ہیں کہ امور غیر محسوسہ بالحواس الظاہرہ کو دریافت کر سکتی ہیں۔ یہی وہ قویٰ ہیں جن کی بابت خدا فرماتا ہے الا من استرق السمع ای الکلام المسموع ای الذی من شانہ ان یسمع فاتبعہ شھاب مبین یعنی جب ان قویٰ والے جن یا انسان امور غیر مدرکہ کی طرف توجہ کرتے ہیں کہ دریافت کر کے بضم ضمیمہ لوگوں میں پھیلادیں تو آسمان کے ستارے ان کی

وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ خَالِـقٌۢ بَشَرًا مِّنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ۝۲۸

اور جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک آدمی کو سڑی مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں

فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِىۡ فَقَعُوۡا لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ۝۲۹

پھر جب میں اس کو دوست بناچکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم نے تعظیما سلام کرنا

تیز آگ سے بنایا تھا اور تم بنی آدم کو اس وقت کو یاد کر کے فخر کرنا چاہیئے۔ جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک آدمی کو سڑی مٹی سے پیدا کرنے کو ہوں پس جب اس کو درست بنا چکوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم نے تعظیما اسے جھک کر سلام کرنا۔

سرکوبی کو شہاب ثاقب کا کام دیتے ہیں یعنی ان کی تاثیرات شیاطین کو مطلب براری میں مزاحم ہوتی ہیں۔ ان کی قویٰ ذکیہ اور آلات رصدیہ کچھ کام نہیں آتے۔ اگر کوئی کلمہ یا مضمون ان کے ذہن بامداد قویٰ ذکیہ اور آلات رصدیہ دریافت بھی کر لیتے ہیں تو ستاروں کی تاثیر سے ان کو اس میں خبط ہو جاتا ہے غرضیکہ وہ صحیح حالات اور اصلی واقعات دریافت نہیں کر سکتے۔ اس مضمون کی تصدیق ہم عموماً رمالوں اور جوگیوں میں پاتے ہیں۔ اس تقریر سے ظاہر ہے کہ رجوم اور شہاب مبین یا شہاب ثاقب یہ شعلے نہیں ہیں جو آسمان میں بسبب حرارت انجرات کے جلتے ہوئے نظر آتے ہیں کیونکہ یہ تو اسباب طبعیہ سے پیدا ہوتے ہیں اور اسباب طبعیہ سے جل جاتے ہیں اور اگست وستمبر کے مہینوں میں جو برسات اور متصل برسات کا موسم ہے۔ بہ نسبت دوسرے دنوں کے بکثرت گرتے ہیں اور ان کی تشبیہ کی وجہ سے خدا نے آسمانی ستاروں کو جو منجمین اور شیاطین کے مزاحم حال ہوتے ہیں شہاب کہا ہے۔ اس امر کا ثبوت خود قرآن شریف میں موجود ہے کیونکہ ایک جگہ خدا تعالیٰ نے رجوم فرمایا ہے۔ دوسرے موقع پر انہیں شہاب ثاقب کہا ہے جو صاف دلالت کرتا ہے کہ رجوم اور شہاب ثاقب کا مصداق ایک ہی ہے۔ اور سورت جن میں اس سے بھی صاف مضمون ہے جہاں ارشاد ہے۔

وانا لمسنا السماء فوجدناها ملئت حرسا شديدا وشهباه وانا كنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن يستمع الان يجدله شهابا رصداه (الجن رکوع ۱)

جن کہتے ہیں ہم نے آسمان کو چھوا تو اس کو چوکیداروں اور شعلوں سے سخت محفوظ پایا اور ہم اس سے پہلے اس کے بعض مقامات پر سننے کو بیٹھا کرتے تھے لیکن اب جو سننا چاہے تو دیکھتا ہے کہ ایک آگ شعلہ سا اس کی محافظت کر رہا ہے

پس صاف مضمون ہے کہ جن کو خدائے تعالیٰ نے شہاب فرمایا ہے وہ آسمان سے قریب بلکہ متصل ہیں اور یہ تو بدیہی ہے کہ جو شعلہ جو سما میں پھرتے ہوئے نظر آتے ہیں وہ تو زمین سے بہت ہی قریب ہیں میل دو میل نہایت تین چار میل کے فاصلہ تک ہوتے ہیں اور یہ وہ ستارے بھی نہیں جن کو آسمان پر مرکوز مانا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی شخص اگست اور ستمبر کے مہینوں میں آسمان کی طرف بغور دیکھے تو ایک آتشبازی کا سماں نظر آتا ہے جو ناگہاں ایک جگہ سے فوراً پیدا ہو کر چند گز کے فاصلے تک جا کر بجھ جاتا ہے۔ البتہ عام لوگ ان کو رجوم سمجھتے ہیں مگر قرآن شریف رجوم اور شہاب ان ستاروں کو کہتا ہے جو آسمان میں گڑے ہوئے ہیں ان نیازک (شعلوں) کو نہیں۔ رہا یہ سوال کہ شیاطین کی روک ہمیشہ سے ہے جیسا کہ قرآن شریف کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے یا خاص آنحضرت ﷺ کی بعثت کے زمانہ سے جیسا کہ سورہ جن کی آیت مرقومہ سے مفہوم ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیشہ سے بندش ہے مگر ہر نبی کے زمانہ نبوت میں خاص اہتمام بندش کا کیا جاتا ہے چنانچہ سورت جن کی ایک آیت اس مضمون کو بوضاحت بتلاتی ہے جہاں ارشاد ہے۔

فلا يظهر على غيبه احداة الامن ارتضى من رسول فانه يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا ليعلم ان قد ابلغوا

خدا غیب کی باتیں کسی کو نہیں بتلایا کرتا ہاں رسولوں کو جنہیں اس نے برگزیدہ کیا ہوتا ہے بتلاتا ہے اور ان کے آگے پیچھے بطور حفاظت

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝

پس سب فرشتوں نے اسے جھک کر سلام کیا۔ لیکن ابلیس نے تعظیم کرنے والوں کے ساتھ ہونے سے انکار کیا۔

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ

خدا نے کہا تجھے کیا مانع پیش آیا کہ تو تعظیم کرنے والا ہوں شامل نہیں ہوا۔ شیطان بولا کہ میں تو ایسے آدمی کی تعظیم

لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

کبھی نہ کروں جس کو تو نے سڑی مٹی سے پیدا کیا۔

پس اس حکم کی تعمیل میں سب فرشتوں نے اسے جھک کر سلام کیا لیکن ابلیس نے تعظیم کرنے والوں میں ملنے سے انکار کیا تو خدا نے کہا تجھے کیا مانع پیش آیا کہ تعظیم کرنے والوں کی جماعت میں شامل نہیں ہوا۔ شیطان بولا کہ میں تو ایسے آدمی کی تعظیم کبھی نہ کروں جس کو تو نے سڑی مٹی سے پیدا کیا بھلا اعلیٰ ادنیٰ کو جھک کر نہایت انکساری سے کیونکر اسلام کرے

رسلت ربهم واحاط بما لديهم واحصى كل شئى عددا (الجن ع ۲)

(فرشتوں کو) نگہبان بھیجتا ہے تاکہ بات قطعی طور پر اس امر کا اظہار کرے کہ رسولوں نے اپنے پروردگار کی رسالت پہنچا دی ہے اور جو کچھ ان رسولوں کے پاس واقعات ہیں ان سب کو خدا نے گھیرا ہوا ہے اور ہر چیز کو گن رکھا ہوا ہے۔

اس مضمون کو ذرا تفصیل سے سمجھنے کے لئے بہت کچھ ریاضت کی ضرورت ہے۔ اگر ریاضت نہ ہو سکے تو احیاء العلوم کا ربع ثالث مطالعہ کرنا چاہئے۔ ہمارے مہربان سر سید احمد مرحوم نے بھی اس آیت پر توجہ فرمائی ہے خلاصہ ان کی توجہ کا یہ ہے

> کہ ستاروں کو رجوم بنانے سے یہ مراد ہے کہ خدا نے ان کو منجموں کے لئے انکل پچو باتیں کہنے کا ذریعہ بنایا ہے یعنی منجمین ستاروں کے نام رجماً بالغیب پیش گوئیاں کر دیتے ہیں جن میں سے کوئی صحیح ہوتی ہے اور کوئی غلط۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ شیاطین نہ تو کوئی بات سنتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں **الامن خطف الخطفة** یا **من استرق السمع** جو فرمایا ہے جس سے بظاہر شیاطین کا ملاء اعلیٰ سے کلام کا کسی قدر سننا مفہوم ہے اس کی مثال میں آپ فرماتے ہیں اس کو یوں سمجھنا چاہئے مثلاً کسی کی نسبت لوگ کہیں فلاں شخص بادشاہ کے دربار کی باتیں سن کر لوگوں کو بتادیا کرتا ہے اس کے جواب میں کہا جاوے کہ نہیں وہ بادشاہ کے دربار تک پہنچ کب سکتا ہے اور بادشاہ کے دربار کی باتیں کب سن سکتا ہے یوں ہی ادھر ادھر سے کوئی بات اڑا لیتا ہے یا سن لیتا ہے تو اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ شخص در حقیقت دربار کی باتیں سن لیتا ہے اسی طرح ان دونوں آیتوں میں الفاظ **خطف الخطفة** اور **استراق السمع** کے واقع ہوئے ہیں جو کسی طرح واقعی سننے پر دلالت نہیں کرتے (جلد پنجم صفحہ ۱۶۰)

اور شہاب مبین کے معنی کرتے ہیں کہ شیاطین الانس کے اعتقاد کی ناکامی کو ان کے کسی شگون بد سے تعبیر کرنے کے لئے خدا نے فرمایا کہ **فاتبعهم شهاب ثاقب** جو نہایت فصیح استعارہ ہے منجمین کے وبال کے بیان کرنے کو اور جس کا مقصود یہ ہے کہ **فاتبعهم الشوم والخسران والحرمان فيما املوا** (ص ۱۶۳)

مختصر یہ کہ سید صاحب کے نزدیک ان آیتوں میں اس واقعہ کی اصلیت کا ذکر نہیں بلکہ نجومیوں کی محض نامرادی اور ناکامی سے استعارہ ہے لیکن سوال یہ ہے کہ استعارہ تو کسی مشہور وصف میں ہوتا ہے جیسے کسی بہادر کو شیر یا نادان کو گدھا اور سخی کو حاتم اور خوبرو کو یوسف کہا جائے کیونکہ شیر بہادری میں اور گدھا حماقت میں اور حاتم سخاوت میں اور یوسف خوبروئی میں شہرہ آفاق۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳۵﴾

خدا نے کہا تو اس جماعت سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے- اور قیامت تک تجھ پر لعنت رہے گی

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۳۷﴾

اس نے عرض کیا کہ میرے پروردگار بندوں کے اٹھنے کے دن تک مجھے مہلت عنایت ہو- خدا نے کہا اچھا تجھے وقت معین تک

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي

مہلت ہے- شیطان نے کہا میرے پروردگار بوجہ اس کے کہ تو نے مجھے گمراہی کا ملزم ٹھہرایا ہے میں برے کام ان کی

الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ قَالَ

نظروں میں مزین کروں گا اور ان سب کو گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا- مگر جو تیرے برگزیدہ بندے ہوں گے- خدا نے

هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا

کہا یہ بات مجھے بھی ملحوظ ہے- کہ میرے[1] نیک بندوں پر تیرا زور اور قابو نہ ہوگا مگر

مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَهَا

انہی پر ہوگا جو تیرے تابع ہوں گے- اور ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اس کے سات

سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ۭ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿۴۴﴾

دروازے ہوں گے ان میں سے ہر ایک فرقے کے لئے ایک دروازہ مقرر ہوگا-

ع ۳ (۱۹)

خدا نے کہا تو اس جماعت سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور قیامت تک تیرے پر لعنت رہے گی۔ اس نے عرض کیا کہ میرے پروردگار جو ہوا سو ہوا' بندوں کے حساب کے لئے اٹھنے کے دن تک مجھے مہلت عنایت ہو خدا نے کہا اچھا تجھے وقت معین یعنی قیامت تک مہلت ہے شیطان نے کہا میرے پروردگار بوجہ اس کے کہ تو نے مجھے اس آدم کے سبب گمراہی کا ملزم ٹھہرایا میں بھی اس کی اولاد سے پورے پورے بدلے لوں گا کہ برے کام ان کی نظروں میں مزین اور خوبصورت کروں گا اور جس طرح سے بن پڑے گی۔ ان سب کو گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا مگر جو تیرے برگزیدہ بندے ہوں گے۔ ان پر میرا کچھ زور نہ چلے گا۔ خدا نے یہ بات مجھے بھی ملحوظ ہے اور میں ہمیشہ اس بات کا لحاظ رکھوں گا کہ میرے نیک بندوں پر تیرا زور اور قابو نہ ہوگا۔ مگر انہیں پر ہوگا جو تیرے تابع ہوں گے یا ہونے کو پسند کریں گے اور تجھے اور تیری جماعت کو اطلاع ہے کہ آخر کار ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اس جہنم کے سات دروازے ہوں گے ان میں سے ہر ایک فرقے کے لئے ایک دروازہ مقرر ہوگا۔ مشرکین کے لئے الگ اور متبدعین کے لئے الگ' اسی طرح بے نمازوں کے لئے الگ اور حرام خوروں کے لئے

ہیں استعاروں کی بناوصف کی شہرت پر ہے یہ نہ ہوگا کہ بوجھ اٹھانے میں گدھے کے ساتھ اور قحط کا انتظام کرنے میں یوسف کیساتھ تشبیہ دی جائے کیونکہ یہ دونوں وصف ان دونوں کے ایسے نہیں کہ ان سے تبادر کر کے اصل مطلب پر پہنچ سکے-پس جب یہ اصول صحیح ہے تو شہاب ثاقب کو محض ناکامی سے استعارہ قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جب تک کہ کوئی شہاب ثاقب کی طرح چمکتا ہوا نور انکو دریافت کرنے میں مانع نہ ہو۔ کیونکہ شہاب ثاقب میں ناکامی کا وصف اس درجہ مشہور نہیں جیسی شیر کی بہادری اور گدھے کی حماقت- باقی ناظرین کی رائے پر چھوڑا جاتا ہے

[1] هذا ای طریق حق علی ان اراعیه وهو ان لا یکون لك سلطان علی عبادی الخ (کشاف)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۵﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَنَزَعْنَا مَا

بے شک متقی لوگ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ کہا جائے گا کہ سلامتی سے با امن ان باغوں میں داخل ہو چلو اور ہم نے ان کے

فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا

سینوں سے رنجش نکال دی ہو گی بھائی بھائی ہو کر ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھا کریں گے۔ اس (جنت) میں ان کو کوئی تکلیف نہ ہو گی

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿۴۸﴾ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۹﴾

اور نہ ہی وہ ان سے نکالے جائیں گے۔ تو میرے بندوں کو اطلاع دے کہ میں بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہوں

وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ﴿۵۰﴾ وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۵۱﴾ اِذْ

اور میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے۔ اور ان کو ابراہیم کے مہمانوں کا حال سنا کہ

دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا

جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کیا ابراہیم نے کہا ہمیں تم سے خوف لگتا ہے۔ انہوں نے کہا ابراہیم خوف مت کر ہم خدا کی

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۵۳﴾ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ﴿۵۴﴾

طرف سے تجھے ایک بڑے ذی علم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں ابراہیم بولا کیا تم مجھے بڑھاپے میں بیٹے کی خوشخبری سناتے ہو پس تم مجھے کس چیز کی خوشخبری دیتے ہو

الگ مگر متقی لوگ یعنی پرہیز گار خدا کے خوف والے باغوں اور چشموں میں ہوں گے ان سے باعزاز واکرام کہا جائیگا کہ سلامتی سے باامن ان باغوں میں داخل ہو چلو اور ان کو آئندہ کی باہمی رنجش کا بھی خوف نہ ہو گا کیونکہ ہم نے ان کے سینوں سے رنجش اور کدورت کا مادہ ہی نکال دیا ہو گا۔ بھائی بھائی ہو کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھا کریں گے کسی طرح کی جنت میں ان کو تکلیف نہ ہو گی اور نہ ہی وہ ان باغوں سے نکالے جائیں گے۔ یہ سب کچھ محض خدا کے فضل سے ہو گا پس اے نبی ﷺ تو میرے بندوں کو اطلاع دے کہ میں بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہوں اور یہ بھی بتلادے کہ میری مہربانی سے بہرہ مند ہونا چاہو تو میرے خوف کو دل میں جگہ دو کیونکہ میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے۔ اور ان کو یہ بھی سنا کہ میرے بندوں میں سے کوئی بھی اس رتبہ تک نہیں پہنچ سکتا کہ مخلوق کے نیک و بد کا اختیار اسے ملا ہو اور نہ ہی آئندہ کی خبر سے بن بلائے اسے اطلاع ہو سکتی ہے اس امر کی تصدیق کے لئے ان کو ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا جو دراصل فرشتے تھے اور انسان کی صورت میں بشکل مہمان اس کے پاس پہنچے تھے کا حال سنا کہ جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے حسب دستور سلام کیا ابراہیم علیہ السلام نے ان کو جواب دیا اور بیٹھا کر ان کے لئے کھانا منگایا مگر انہوں نے کھانے کو ہاتھ نہ بڑھائے تو ابراہیم نے کہا ہمیں تم سے خوف لگتا ہے کیا تم کسی مخفی عداوت کے لئے تو نہیں آئے کہ کھانا نہیں کھاتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ابراہیم خوف مت کر اور اپنی کیفیت اور ارادہ ظاہر کیا مگر قبل از اظہار ابراہیم کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا کیونکہ وہ غیب دان نہ تھا۔ فرشتوں نے بعد تسلی دینے کو ابراہیم علیہ السلام سے یہ بھی کہا کہ خدا کی طرف سے تجھے ایک بڑے ذی علم لڑکے اسحاق کی خوشخبری دیتے ہیں کہ خدا تجھے ایک بچہ عنایت کرے گا۔ ابراہیم مارے خوشی کے جاموں میں نہ سمایا بولا ہیں کیا تم مجھے اس بڑھاپے میں بیٹے کی خوشخبری سناتے ہو؟ یہ تو بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے۔

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ

وہ بولے ہم نے تجھے سچی خوشخبری سنائی ہے پس تو بے امید مت ہو- ابراہیم بولا پروردگار کی رحمت سے بجز گمراہ لوگوں

رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴿۵۶﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى

کے کوئی بھی بے امید نہیں ہوتا- ابراہیم نے کہا اے خدا کے رسولو تمہارا دنیا پر کیا کام ہے- وہ بولے ہم بدکار قوم کی طرف

قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا

بھیجے گئے ہیں مگر لوط کے اتباع سب کو ہم بچالیں گے- البتہ اس کی عورت ہے جسے عذاب میں پیچھے

لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا جَاۗءَ اٰلَ لُوْطِۨ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۶۲﴾

رہنے والوں میں ہم نے تاک رکھا ہے- پھر جب خدا کے بھیجے ہوئے لوط کے خاندان کے پاس پہنچے تو لوط نے کہا تم تو اجنبی قوم ہو

قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۶۴﴾

انہوں نے کہا ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں تیری قوم کو شک ہے یعنی ہم تیرے پاس سچا حکم لے کر آئے ہیں اور ہم بالکل سچے ہیں پس

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا

تو رات ہی سے اپنے اہل کو لے کر نکل جائیو اور تو خود ان سے پیچھے چلیو اور تم میں سے کوئی بھی پھر کر نہ دیکھے اور جہاں کا تم کو

پس تم ذرا تفصیل سے کہو کہ کس چیز کی مجھے خوشخبری دیتے ہو وہ بولے ابراہیم علیہ السلام ہم ادائے مطلب میں نہیں بھولے ہم نے تجھے سچی خوشخبری سنائی ہے۔ بس تو خدا سے بے امید مت ہو خدا تجھے ضرور لڑکا دے گا۔ اس کے آگے یہ امر محال نہیں یہ سن کر ابراہیم کے دل پر ایک چوٹ لگی اور خدا کی قدرت اور عظمت نے اس کے دل پر احاطہ کر لیا تو بولا پروردگار کی رحمت سے بجز گمراہ لوگوں کے کوئی بھی بے امید نہیں ہوتا۔ یعنی خدا کی رحمت سے بے امید ہونا سراسر گمراہی اور جہالت ہے۔ میں اس کی رحمت سے ناامید نہیں وہ چاہے تو ایک نہیں ایک سو دیدے مجھے تو صرف اپنے حال پر نظر ہے کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں کہ ہل سکوں اور میری عورت بھی بانجھ ہے بہتر اگر یہ بشارت خدا کی طرف سے ہے تو مجھے اس کے کرید سے کیا مطلب- جب اس نے خوشخبری دی ہے تو اسباب بھی پیدا کر دے گا کیونکہ

کار ساز مابفکر کارما　　　فکر مادر کارما آزار ما

خیر اس گفتگو کے بعد ابراہیمؑ نے کہا اے خدا کے رسولو تمہارا دنیا پر کیا کام ہے کہ تم غیر معمولی طور سے آج جمع ہو کر آئے ہو وہ بولے ہم تو اس بدکار قوم یعنی لوطیوں کی طرف بھیجے گئے ہیں کہ اسے تباہ کریں مگر لوط کے اتباع جتنے ہونگے سب کو ہم بچالیں گے۔ البتہ اس کی عورت ہے جسے عذاب میں پیچھے رہنے والوں میں ہم نے تاک رکھا ہے یعنی خدا کی طرف سے ہمیں اس امر کی اطلاع ملی ہوئی ہے کہ اس کی عورت ضرور اس ہدایت کی جو لوط کو اس بارے میں کی جاوے گی مخالفت کرے گی۔ پھر جب خدا کے بھیجے ہوئے فرشتے جوان لڑکوں کی صورت میں لوط اور لوط کے خاندان کے پاس پہنچے تو بوجہ عدم تعارف اور ناعلمی کے لوط نے کہا تم تو اجنبی قوم کے ہو میں نے اس سے پہلے تو تم کو نہیں دیکھا انہوں نے کہا ہم تیرے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں تیری قوم کو شک اور انکار ہے یعنی ہم تیرے پاس سچا حکم جو ٹلنے والا نہیں' لے کر آئے ہیں اور ہم اس دعوے اور خبر دینے میں بالکل سچے ہیں پس تو رات ہی سے اپنے اہل و عیال اور اتباع کو لے کر نکل جائیو اور تو خود ان سے پیچھے انکی نگرانی کرتے ہوئے چلیو اور تم میں سے کوئی بھی پھر کر نہ دیکھے کہ کفار سے کیا معاملہ پیش آیا اور نہ دہشت سے تم کو بھی تکلیف ہو گی اور جہاں کا تم کو حکم ہوتا ہے چلے جانا

حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۶۶﴾

حکم ہوتا ہے چلے جانا اور ہم (خدا) نے لوط کو اس امر سے اطلاع دی کہ صبح ہوتے ہی ان کی جڑ بنیاد کاٹ دی جائے گی

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ﴿۶۸﴾ وَ

اور شہر والے خوشی کرتے ہوئے آموجود ہوئے- لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں پس تم مجھے ذلیل نہ کرو

اتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ﴿۶۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو- بولے کہ ہم نے تمام دنیا سے تجھے منع نہیں کیا ہوا- کہا یہ میری لڑکیاں موجود ہیں

اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۷۱﴾ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۲﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

اگر تم نے کچھ کرنا ہی ہے- تیری جان کی قسم وہ تو اپنی مستی میں جھوم رہے تھے- پس صبح ہوتے ہی ایک زور دار

مُشْرِقِيْنَ ﴿۷۳﴾ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۷۴﴾

چیخ نے ان کو ہلاک کر دیا- پھر ہم نے اس بستی کی اوپر کی طرف نیچے کردی اور ان پر کھنگروں کی قسم کے پتھر برسائے

اور ہم (خدا) نے لوط کو اس امر سے اطلاع دی کہ صبح ہوتے ہی ان کی جڑ بنیاد کاٹ دی جائے گی یہ ہے خلاصہ اور اجمال لوط کی قوم کے قصے کا۔ مفصل ان کی شرارت اور بدذاتی سننی چاہو تو سنو کہ فرشتے تو لوط کے گھر بچوں کی شکل میں داخل ہوئے اور شہر والے جن کو اس بدکاری (بچہ بازی) کی عادت قبیحہ تھی خوشی کرتے ہوئے لوط کے پاس آموجود ہوئے اور ہنسی مخول اڑانے لگے اور لوط سے درخواست کی کہ یہ لڑکے ہم کو دے دیجئے۔ لوط نے کہا کم بختو یہ میرے مہمان ہیں مہمان کی عزت کرنا خدا کا حکم ہے تمہیں شرم نہیں آتی کہ مجھ سے ایسی درخواست کرتے ہو جس میں خدا کی بے فرمانی کے علاوہ دنیاوی ذلت بھی ہے- پس تم اپنی درخواست سے مجھے ذلیل نہ کرو اور اللہ سے ڈرو اور مجھے رسوانہ کرو مگر وہ اپنی مستی میں منہمک تھے حضرت لوط کی نصیحت کا انکو کوئی اثر نہ ہوا بڑی تیزی سے بولے کہ ہم نے تمام دنیا کے لوگوں کی دعوتوں اور مہمانیوں سے تجھے منع نہیں کیا ہوا کہ اس بہانے سے تو ہمارا شکار کھو دیتا ہے اور عموماً مسافر جن کے ساتھ خوش شکل لڑکے ہوتے ہیں تیری پناہ میں آجاتے ہیں اور تو ان کو فوراً اپنے گھر میں جگہ دے دیتا ہے اس لئے اس سے پہلے بھی کئی دفعہ تجھ کو اس حرکت سے منع کیا تھا مگر چونکہ تو باز نہیں آتا اس کا علاج یہی ہے کہ آج ہم تیرا لحاظ بھی بالائے طاق رکھیں گے اور اپنا شکار لے جائیں گے لوط نے جب ان کا سخت اصرار دیکھا تو نہایت عاجزانہ لہجہ میں بدمعاشوں کے لیڈروں اور سرداروں سے کہا اگر تم نے کچھ کرنا ہی ہے یعنی بغیر شہوت نکالنے تم نہیں رہ سکتے تو یہ میری لڑکیاں موجود ہیں اگر تم کرنا ہی چاہتے ہو تو ان سے باقاعدہ عقد کر لو' میں ابھی تمہارے حوالے کر دیتا ہوں مگر وہ کہاں مانتے تھے تیری جان کی قسم وہ تو اپنی مستی میں جھوم رہے تھے وہ کسی کی کب سنتے تھے گو وہ خدا کی پکڑ سے غافل تھے مگر خدا تو ان کے اعمال سے بے خبر نہ تھا۔ فرشتوں نے جب لوط کو مجبور دیکھا کہ اس کی کوئی تدبیر بھی کارگر نہیں ہوئی تو آخر راز ظاہر کر دیا کہ لوط ہٹ جا دروازہ چھوڑ دے یہ کبھی بھی تیرے تک نہ پہنچ سکیں گے۔ پس صبح کی روشنی ہوتے ہی ایک زوردار چیخ نے ان کو ہلاک کر دیا کہ اس آواز سے ان کے دماغ اور جگر پھٹ گئے پھر ہم نے اس بستی کی اوپر کی طرف نیچے کر دی یعنی جتنے مکان تھے اور ان کے نیچے لوگ سوتے تھے سب گرا دیئے اور جو جنگلوں میں سوتے تھے ان پر کھنگروں کی قسم کے پتھر برسائے غرض سب کے سب ہلاک کر دیئے-

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ ۝ وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

بیشک اس قصے میں سمجھداروں کے بہت سی نشانیاں ہیں- اور تحقیق لوطیوں کی بستی ان عربیوں کی سیدھی راہ میں نظر آتی ہے- بیشک اس میں

لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ۝ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ

ایمانداروں کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں اور بن والے بیشک ظالم تھے- پس ہم نے ان سے انتقام لیا اور یہ دونوں قومیں شارع

مُبِينٍ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا

عام پر پڑی ہیں اور حجر والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو کئی ایک احکام دیے پھر بھی وہ

مُعْرِضِينَ ۝ وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا آمِنِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

ان سے روگردان ہی رہے اور پہاڑوں کو تراش کر بے خوف ہوکر گھر بنا لیتے تھے پس صبح ہوتے ہی ان کو ایک آواز نے

مُصْبِحِينَ ۝ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

تباہ کردیا پھر ان کی کمائی نے ان کا کچھ کام نہ دیا- اور ہم نے آسمانوں اور زمینوں کو سچے نتیجے پر

وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ ۗ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ ۖ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيلَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ

پیدا کیا ہے- اور کچھ شک نہیں کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے پس تو وضع داری سے طرح دے دیا کر- تیرا پروردگار بڑا ہی

الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝

پیدا کرنے والا بہت بڑے علم والا ہے ہم نے تجھے سات آیتیں مثانی کی یعنی قرآن عظیم دیا ہے

بیشک اس قصہ میں سمجھداروں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں کہ وہ اس سے اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

اور تحقیق لوطیوں کی بستی ان عربیوں کے سفر شام کی سیدھی راہ میں نظر آتی ہے بیشک اس میں اب بھی ایمانداروں کیلئے کئی ایک ہدایت کے نشان ہیں اور شعیب کی قوم بن دانی جن کا گزر اوقات عموماً جنگلوں میں تھا بیشک وہ بھی نبیوں کی تکذیب کرنے سے خدا کے نزدیک ظالم تھے پس ہم نے ان سے بھی انتقام لیا کہ آخر کار ان کو تباہ کیا اور یہ دونوں قومیں یعنی ان کے کھنڈرات شارع عام پر پڑے ہیں اور ثمود کی قوم حجر والوں نے بھی رسول کو جھٹلایا تھا اور ہم نے ان کو کئی ایک احکام دیئے لیکن پھر بھی وہ ان سے روگردان ہی رہے اور وہ دنیا کے کاروبار میں تو ایسے دانا تھا کہ پہاڑوں کو تراش کر بے خوف وہراس گھر بنا لیتے تھے یعنی ان کو پہاڑوں کے تراشنے میں ذرہ بھی خطرہ نہ ہوتا تھا کہ کہیں ہم پر گر نہ پڑیں مگر پھر بھی یہ دانائی ان کے کچھ کام نہ آئی پس صبح ہوتے ہی غضب الٰہی کی ایک آواز نے ان کو تباہ کردیا- پھر ان کو ایسی حالت میں بھی ان کی کمائی نے کچھ کام نہ دیا- نہ تو پہاڑی مکان اور نہ ان کی شاہ زوری ان کو فائدہ دے سکی اس لئے کہ وہ منشاء الٰہی کے خلاف کام کرتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ انکے درمیان ہے حق اور سچے نتیجے پر پیدا کیا- کچھ شک نہیں کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے پس تو ان کی شرارتوں کی پرواہ نہ کر' بلکہ عمدگی اور وضعداری سے طرح دے دیا کر کیوں کہ تیرا پروردگار بڑا ہی پیدا کرنے والا بہت بڑے وسیع علم والا ہے وہ اپنی کامل قدرت سے تیری امداد کریگا کہ لوگ دیکھیں گے یہ ہمارا افضل کیا تجھ پر تھوڑا ہے کہ ہم نے تجھے سات آیتیں مثانی کی جو بار بار پڑھنے کے قابل ہیں یعنی قرآن کا حصہ عظیم رتبہ والا دیا ہے جسکا نام سورت فاتحہ ہے جسمیں تمام قرآن کے مضامین کا بالا جمال

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ

جس قدر ہم نے لوگوں میں سے مختلف قسموں کو بہرہ مندہ کیا ہوا ہے تو ان کی طرف مطلقاً نظر نہ ڈالیو اور ان کے حال پر تاسف نہ کیا

اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا

کر اور مسلمانوں کے ساتھ خاطر سے ملا کر- اور تو کہہ دے کہ میں تو واضح کر کے ڈرانے والا ہوں جیسے ان پر جنہوں نے

عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ

خدا کی کتاب بانٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہم نے کتابیں اتاری ہیں- پس تیرے پروردگار کی قسم ضرور

اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾

ان کے اعمال سے ان کو سوال کریں گے- پس جس کام کا تجھے حکم ہوتا ہے تو اسکی دھن میں لگا رہ اور مشرکوں سے منہ پھیر

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ

ٹھٹھے بازوں کو جو اللہ کے ساتھ اور معبود بناتے ہیں- ہم تیری طرف سے کافی ہیں پس وہ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾

جان لیں گے اور ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے جو کہتے ہیں تو دل تنگ ہوتا ہے

بیان ہے اس لئے اس کا نام قرآن عظیم ہے پس اس کا اثر اور نتیجہ تجھ پر یہ ہونا چاہئے کہ جس قدر ہم نے دنیا کے لوگوں میں سے مختلف قسموں کو آسودگی اور عیش و عشرت کے سامان سے بہرہ مند کیا ہوا ہے تو ان کی طرف مطلقاً نظر نہ ڈالیو اور حسرت سے مت دیکھیو کہ ہائے مجھے بھی یہ ہوتا بلکہ یہ سمجھ رکھ کہ[1]

رضینا قسمۃ الجبار فینا لنا علم وللجھال مال

اور ان کفار بد کردار کے حال پر تاسف نہ کیا کر کہ ہائے یہ ایمان کیوں نہیں لاتے اس لئے کہ تیرے تاسف سے ان کو فائدہ نہ ہوگا- پھر ناحق تیرے مغموم ہونے سے کیا فائدہ اور مسلمانوں کے ساتھ کو کسی طبقہ اور قوم کے ہوں خاطر سے ملا کر- کیوں کہ ہمارے ہاں دل مقبول ہے لباس ظاہری منظور نہیں اور تو کفار کو مخاطب کر کے کہہ دے کہ میں تو صرف واضح کر کے برے کاموں پر تم کو ڈرانے والا ہوں- بھلا تیری نبوت اور کتاب کے ملنے سے ان کو تعجب اور انکار کیوں ہے تجھے کتاب کا ملنا بالکل اسی طرح ہے جیسے ان یہودیوں اور عیسائیوں پر' جنہوں نے خدا کی کتاب کو اپنے خیال کے مطابق بانٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جو مضمون اپنی ہوا و ہوس کے مطابق پایا اس پر تو عمل کیا اور جو خلاف سمجھا اسے پس پشت پھینک دیا بلکہ اس کے سنانے والوں سے بگڑ بیٹھے ہیں' ہم نے کتابیں اتاری ہیں ٹھیک اسی طرح تجھے بھی اس وقت کے لوگوں کی ہدایت کے لئے کتاب دی ہے جو حسب مقتضائے زمانہ عین وقت پر پہنچی ہے- پس تیرے پروردگار یعنی ہمیں اپنی ذات کی قسم ضرور ان کے اعمال سے ہم ان کو سوال کریں گے پس جس کام کا تجھے حکم ہوتا ہے تو اسی کی دھن میں لگا رہ اور مشرکوں سے منہ پھیر ان کی مخالفت کی کچھ بھی پرواہ نہ کر۔ ٹھٹھے بازوں مخولیوں کو جو محض حماقت سے اللہ کے ساتھ اور معبود بناتے ہیں ہم تیری طرف سے کافی ہیں پس وہ جان لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور یہ تو ہمیں معلوم ہیں کہ بتقاضائے بشریت ان کی واہیات باتوں سے جو طعنے کے طور پر تجھے کہتے ہیں تو تنگ دل ہوتا ہے مگر اس کا علاج یہ تو نہیں کہ تو آزردہ خاطر ہو

---

[1] اس کی بانٹ پر ہم راضی ہیں کہ ہمیں تو علم دیا اور جاہلوں کو مال [2] یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا شعر ہے

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

پس تو اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کیا کر اور سجدہ کیا کر۔ اور مرنے تک اپنے پروردگار کی عبادت میں لگا رہ۔

سورت النحل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَتٰٓى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰۗئِكَةَ

خدا کا حکم آیا چاہتا ہے پس تو اس کی جلدی نہ چاہو خدا ان کے شرک سے پاک ہے اور بلند ہے۔ خدا اپنے بندوں میں

بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا

سے جس پر چاہے اپنا حکم دے کر فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ اطلاع کردو میرے سوا کوئی معبود نہیں

فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾

پس تم مجھ ہی سے ڈرو۔ اسی نے آسمان و زمین سچے نتیجے سے پیدا کیے وہ ان کے شرک کرنے سے پاک ہے

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾

اس نے انسان کو منی کے قطرے سے پیدا کیا تو وہ کھلم کھلا جھگڑا لو بن بیٹھا ہے

بلکہ اس کی طرف توجہ کر جس کے قبضے میں سب کچھ ہے پس تو اپنے پروردگار کی حمد و ثنا اور پاکی بیان کیا کر اور اس کے آگے سجدہ کیا۔ اور مرنے تک اپنے پروردگار کی عبادت میں لگا رہ۔ غرض اپنا اصول ہی یہ مقرر کر رکھ کہ

دست از طلب ندارم تاکام من برآید ۔۔۔ یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید

سورت نحل

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

خدا کا حکم آیا چاہتا ہے پس تم اس کی جلدی نہ چاہو کیونکہ اس کی جلدی چاہنے میں مجرموں کو فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے فائدہ ان کا تو نیک اعمال کرنے اور بدافعال چھوڑنے میں ہے سو شرک کو چھوڑ توحید اختیار کریں کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے بیہودہ خیالات اور شرک سے پاک اور بلند ہے اس میں بھی ان کی ضد بے جا ہے جو کہتے ہیں کہ یہ شخص باوجود کم و سعتی کے اللہ کا رسول کس طرح ہو گیا خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنا حکم دے کر فرشتوں کو بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بھی اطلاع کردو اور نہ ماننے کو ڈرادو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم قدرتی امور میں مجھ سے ڈرو اس میں کسی مخلوق کا کیا اختیار۔ نہ وہ کسی سے مشورہ طلب کرتا ہے نہ کسی سے رائے کا اظہار چاہتا ہے اس خدا نے آسمان و زمین سچے نتیجے سے پیدا کئے ہیں تو کیا کسی سے امداد یا مشورہ لیا تھا؟ ہرگز نہیں وہ ان کے شرک کرنے اور بیہودہ گوئی سے پاک ہے کیسی تعجب کی بات ہے کہ اس نے انسان کو منی کے ناچیز قطرہ سے پیدا کیا، تو پیدا ہوتے ہی وہ کھلم کھلا خدا کے بارے میں جھگڑالو بن بیٹھا ہے

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ

اسی نے تمہارے لئے چارپائے پیدا کئے ہیں جن میں تمہارے لیے جاڑے کے کپڑے اور کئی ایک فوائد ہیں اور انہی میں سے تم کھاتے بھی ہو اور ان کو

تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا

جب تم دن ڈھلے گھروں کو واپس لاتے ہو اور جب تم ان کو باہر لیجاتے ہو وہ تمہارے لئے سجاوٹ ہوتے ہیں اور وہ ایسے مقاموں تک تمہارے بوجھ اٹھا

بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا

کر لے جاتے ہیں جہاں پر بغیر سخت مشقت کے تم نہ پہنچا سکو- بیشک تمہارا پروردگار تمہارے حال پر بڑا ہی مہربان ہے- اسی نے گھوڑے خچریں اور گدھے

وَزِيْنَةً ؕ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ

پیدا کیے کہ تم ان پر سواری کرو اور نیز وہ تمہاری زینت ہیں اور ایسی چیزیں بھی پیدا کرے گا جن کو تم نہیں جانتے- سب مذاہب کا رخ خدا ہی کی طرف ہے بعض ان

شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ

میں ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کر دیتا- وہی ہے جو بادلوں سے تمہارے لیے پانی اتارتا ہے اس میں تمہارے پینے کے قابل ہے اور

وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝

اسی سے درخت ہیں جنہیں تم چراتے ہو

اسی نے تمہارے لئے چارپائے پیدا کئے ہیں جن میں تمہارے لئے جاڑے کے کپڑے اور کئی اور قسم کے فوائد ہیں اور انہی میں سے تم بھی کھاتے ہو اور ان چارپاؤں کو قطار کی قطار جب تم دن ڈھلے گھروں کو واپس لاتے ہو اور دوپہر سے پہلے جب تم ان کو باہر لے جاتے ہو اور ان دونوں وقتوں میں وہ تمہارے لئے باعث سجاوٹ ہوتے ہیں کیوں کہ ان کی آمدورفت ایسی بھلی معلوم ہوتی ہے کہ دیکھنے سے تعلق ہے نیز جس کے گھر سے وہ قطار بن کر نکلتے ہیں اس گھر والوں کی ایک عزت لوگوں کے دلوں میں سمجھی جاتی ہے اور وہ چارپائے ایسے مقاموں تک تمہارے بوجھ اٹھا کر جاتے ہیں جہان پر بغیر سخت مشقت کے تم نہ پہنچا سکو- پس تم اس سے نتیجہ پاؤ کہ بیشک تمہارا پروردگار تمہارے حال پر بڑا ہی مہربان ہے ایسے مہربان سے بگاڑ کرنا اپنا ہی کچھ کھونا ہے اس نے گھوڑے خچر اور گدھے تمہاری حاجت روائی کو پیدا کئے ہیں تا کہ تم ان پر سواری کرو اور نیز وہ تمہاری زینت اور موجب عزت ہیں کہ آسودہ آدمی بلا ضرورت بھی رکھا کرتے ہیں- اور اس کے علاوہ وہ ابھی آئندہ کو ایسی چیزیں بھی پیدا کرے گا جن کو تم اس وقت نہیں جانتے وہ بذریعہ ریل اور آگنبوٹ وغیرہ تم کو سفر کرائے گا- پھر ایسے مالک سے بگاڑ کر کیا فائدہ پا سکتے ہو ہاں اس میں شک نہیں کہ سب مذاہب کا رخ اپنے اپنے زعم میں خدا ہی کی طرف ہے کیونکہ سب اہل مذاہب اسی لئے جو کچھ کرتے ہیں خدا کے راضی کرنے کو کرتے ہیں مگر چونکہ حقیقت میں بعض ان میں ٹیڑھے بھی ہیں اس لئے کامیاب نہیں ہوتے اور نہ ہوں گے گو راستی کے سب مدعی ہیں مگر نرا دعویٰ ان کا بالکل اس کے مشابہ ہے کل یدعی وصلا للیلی ولیلی لا تقر بھم بذا[1] اور اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کر دیتا کسی کی مجال ہے کہ اس کے چاہے کو روک سکے- لیکن وہ افعال اختیاریہ میں جبر نہیں کیا کرتا- وہی خدا تو معبود برحق ہے جو بادلوں سے تمہارے لئے پانی اتارتا ہے اس میں تمہارے پینے کے قابل ہے اور اسی سے تمہارے درخت پرورش پاتے ہیں جنہیں تم اپنے مویشیوں کو چراتے

[1] اس شعر کا ترجمہ گزر چکا ہے

يُنۡۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُوۡنَ وَالنَّخِيۡلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ

اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے بیشک

فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ

اس میں فکر کرنے والی قوم کے لئے بہت بڑی نشانی ہے- اسی نے تمہارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند کو

وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۙ ﴿۱۲﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمۡ فِى

کام میں لگا رکھا ہے اور تمام ستارے بھی اسی کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں بیشک عقلمند قوم کے لئے اس میں بہت بڑی نشانیاں ہیں- اور دنیا میں

الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّذَّكَّرُوۡنَ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ سَخَّرَ

جن جن مختلف رنگ چیزوں کو خدا نے پیدا کیا ہے ان میں نصیحت پانے والے لوگوں کے لئے بڑی نشانی ہے- اور وہی معبود ہے جس نے سمندر کو

الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ وَتَرَى

تمہارے کام میں لگا رکھا ہے کہ تم اس میں سے تر و تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیور نکالتے ہو جنہیں تم پہنتے ہو اور تو جہازوں کو دیکھتا ہے

الۡـفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۴﴾ وَاَلۡقٰى فِى الۡاَرۡضِ رَوَاسِىَ

کہ پانی کو چیرتے ہوئے اس میں چلے جا رہے ہیں اور تاکہ تم اس کا فضل پاؤ اور شکر مناؤ- اور اس نے زمین پر پہاڑ قائم کر دیئے ہیں

اَنۡ تَمِيۡدَ بِكُمۡ وَاَنۡهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ۙ ﴿۱۵﴾ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجۡمِ هُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۶﴾

کہ تمہیں لے نہ گرے اور دریا اور راستے بنائے تاکہ تم راہ پاؤ اور کئی ایک نشان پیدا کئے ہیں اور یہ لوگ ستاروں کی چال سے راہ پاتے ہیں

اسی پانی سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے پھل پھول پیدا کرتا ہے بیشک اس میں فکر کرنے والی قوم کے لئے بہت نشانی ہے اس نے تمہارے لئے رات اور دن سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے اور تمام ستارے بھی اسی کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ غرض کوئی چیز بھی دنیا کی مستقل بالذات نہیں بیشک عقل مند قوم کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں وہ ادنیٰ توجہ سے سمجھ جاتے ہیں کہ موجود بالغیر بغیر کسی موجود بالذات کے ہو ہی نہیں سکتا اور دنیا میں جن جن مختلف رنگ چیزوں کو اللہ نے پیدا کیا ہے ان سب میں نصیحت پانے والے لوگوں کے لئے بہت بڑی نشانی ہے۔ یعنی جو لوگ نیک دل ہوں اور جی میں کسی بھی علمی اصول یا سچی تعلیم کے ماننے کو مستعد ہوں ان کے لئے نظام عالم کے واقعات میں بہت سے ہدایت کے دلائل ہیں وہ ادنیٰ توجہ سے جان جاتے ہیں کہ جبکہ کوئی فعل بغیر فاعل کے نہیں تو اس اتنے بڑے ڈھانچ کا بھی کوئی کا. ساز ہے اور سنو! وہی حقیقی معبود ہے جس نے سمندر کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے کہ تم! اس میں سے تر و تازہ مچھلیوں کا گوشت کھاتے ہو اور زیور موتی جواہرات کے اقسام نکالتے ہو جنہیں تم پہنتے ہو یہ سب اسی کی پیدائش ہے اور تو اے دیکھنے والے بڑے بڑے جہازوں کو دیکھتا ہے کہ پانی کو چیرتے ہوئے اس دریا میں چلے جا رہے ہیں۔ پانی کو یہ قوت دی ہے کہ لکڑی کو اٹھالے اور لکڑی کو یہ حکم ہے کہ پانی کے نیچے نہ بیٹھے۔ غرض دونوں کو اس تدبیر سے بنایا ہے کہ تمہارا کام چلے اور تاکہ بذریعہ تجارت تم اس کا فضل پاؤ اور شکر مناؤ اور سنو! اس نے زمین پر بڑے بڑے پہاڑ قائم کر دیئے ہیں۔ کہ زمین پانی کی کثرت سے کہیں تمہیں نہ لے گرے اور خود رو دریا اور پہاڑوں اور جنگلوں میں قدرتی راستے بنائے تاکہ تم جنگلوں میں راہ پاؤ اور اس کے علاوہ کئی ایک ہدایت کے نشان پیدا کئے ہیں اور یہ صریح امر ہے کہ یہ لوگ ستاروں کی چال سے دریاؤں میں راہ پاتے ہیں۔

اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۱۷ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ

تو کیا پھر خالق غیر خالق جیسا ہے کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ اور اگر خدا کی نعمتیں گنی چاہو تو کبھی پوری نہ کر سکو گے

اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱۸ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝۱۹ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ

بیشک خدا بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے- اور جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اللہ کو سب کچھ معلوم ہے اور اللہ کے سوا جن لوگوں کو

دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝۲۰ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۙ

یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں- محل موت ہیں نہ دائم الحیات اور ان کو خبر نہیں

اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝۲۱ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ

کہ کب اٹھائے جائیں گے- تمہارا معبود ایک ہے جن لوگوں کو آخرت کی زندگی پر ایمان نہیں ان کے دل منکر ہیں اور وہ

وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۲۲ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ

متکبر ہیں- یقینی بات ہے کہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں سب اللہ کو معلوم ہے کچھ شک نہیں کہ خدا

الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ۝۲۳ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝۲۴

متکبروں سے محبت نہیں کرتا اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اللہ نے کیا کچھ بھیجا ہے تو کہتے ہیں وہ تو محض پہلے لوگوں کے من گھڑت قصے ہیں

اتنے آثار قدرت کاملہ دیکھ کر بھی اسے چھوڑ کر اوروں کی طرف جھکتے ہیں اور استمداد کرتے ہیں تو کیا پھر یہی بات ہے کہ ان کے نزدیک خالق غیر خالق جیسا ہے افسوس کیا تم اس رائے کی غلطی سمجھتے نہیں ہو؟ ایسی عقل پر پتھر جو اتنی بات بھی نہ بتلا سکے کہ وجود عدم سے ہمیشہ اشرف ہوتا ہے یہ تو بہت تھوڑی سی نعمتیں تم کو بتلائی ہیں اور اگر ساری کی ساری خدا کی نعمتیں گنی چاہو تو کبھی پوری نہ کر سکو گے کوئی دم اور کوئی آن ایسی نہیں کہ اس کی نعمتوں کا ورود تم پر نہ ہو- باوجود اس قدر نعمتوں کے پھر بھی جو تم اس کے بندوں کو اس کے برابر کر کے اس ناراض کرتے ہو اور وہ تمہیں جلد مواخذہ نہیں کرتا تو یقین جانو کہ بیشک خدائے تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے اور سنو تم اس بات سے بھی غافل نہ رہنا کہ ہم چھپ کر جو چاہیں کر لیا کریں خدا کو کیا معلوم- خبردار جو کچھ تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو اللہ کو سب کچھ معلوم ہے اور اللہ کے سوا جن لوگوں کو یہ مشرک لوگ پکارتے ہیں ان کی قدرت کی یہ حد ہے کہ وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں- محل موت ہیں نہ دائم الحیات اور علم کی یہ قلت ہے کہ ان کو اتنی بھی خبر نہیں کہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے- لوگو یقین جانو کہ تمہارا معبود ایک ہے سو جن لوگوں کو آخرت کی زندگی پر ایمان نہیں ان کے دل اس خالص توحید سے منکر ہیں اور وہ اس انکار میں متکبر ہیں محض ضد اور ہٹ دھرمی سے انکاری ہیں ورنہ دلائل ایسے واضح اور صریح ہیں کہ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے- چنانچہ یہی ایک دلیل کافی ہے کہ

ام نجعل المتقین كالفجار

یعنی خدا فرماتا ہے کہ اگر بعد مرنے کے اعمال کی جزا سزا نہیں تو پھر کیا نیک بخت اور بد بخت دونوں یکساں ہو جائیں گے جو خدائی انصاف سے صریح دور ہے پس یقینی بات ہے کہ لوگ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں سب اللہ کو معلوم ہے کچھ شک نہیں کہ خدا متکبروں سے محبت نہیں کرتا یہی تو تکبر ہے کہ حق بات کو قبول نہ کرنا جو یہ لوگ کر رہے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ اللہ نے کیا کچھ بھیجا ہے یعنی قرآن کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے؟ تو کہتے ہیں میاں کیا پوچھتے ہو خدا نے تو کچھ بھیجا نہیں وہ تو محض پہلے لوگوں کے من گھڑت قصے ہیں

لِيَحْمِلُوٓا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ

قیامت کے روز اپنے گناہ اور جن لوگوں کو جہالت سے گمراہ کرتے ہیں ان کے گناہ پورے اٹھائیں گے دیکھو

أَلَا سَآءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٢٥﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُم مِّنَ الْقَوَاعِدِ

تو کیسا برا بوجھ اٹھائیں گے- ان سے پہلے لوگوں نے بھی منصوبے کیے تھے سو اللہ نے ان کی جڑ بنیاد اکھاڑ دی کہ ان کی چھتیں

فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ وَأَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ان پر آپڑیں اور جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا ان پر عذاب آیا- پھر

يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تُشَآقُّونَ فِيهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا

قیامت کے دن ان کو خدا رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے شریک جن کی بابت تم بضد ہوا کرتے تھے آج کہاں ہیں علمدار لوگ

الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوٓءَ عَلَى الْكٰفِرِينَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

کہیں گے آج کے روز ذلت اور رسوائی کافروں پر ہے- وہ لوگ جو مرنے تک اپنے

ظَالِمِيٓ أَنفُسِهِمْ ۖ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِن سُوٓءٍ ۚ بَلٰٓى إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌۢ بِمَا كُنتُمْ

نفسوں پر ظلم کرتے رہے پھر اطاعت کی التماس کرنے لگیں گے کہ ہم تو برے کام نہ کرتے تھے ہاں خدا کرتوتوں سے جو تم کرتے تھے مطلع ہے

ان کے اس قول کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قیامت کے روز اپنے گناہ اور جن ماتحت بے سمجھ لوگوں کو جہالت سے گمراہ کرتے ہیں۔ ان کے گمراہ کرنے کے گناہ پورے کے پورے اٹھائیں گے ذرہ بھر کمی نہ کی جائے گی-دیکھو تو کیسا برا اور سخت بوجھ اٹھائیں گے جس سے ان کی کمریں ٹوٹ جائیں گی اس کی برداشت کی ان کو طاقت نہ ہو گی۔ یہ سمجھتے ہیں کہ اس داؤ بازی میں کامیاب ہوں گے مگر ان کو خبر نہیں کہ ان سے پہلے بھی اسی طرح حق کے مٹانے میں تدبیریں اور منصوبے کئے تھے سو اللہ نے ان کی جڑ بنیاد اکھاڑ دی ایسی کہ ان کی چھتیں ان پر آپڑیں اور جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا' ان پر عذاب آیا پھر قیامت کے روز بھی ان کو خدا رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے شریک جن کی بابت تم بضد ہوا کرتے تھے آج کہاں ہیں۔ اس وقت وہ تو خاموش سر جھکائے ہوئے نادم و پریشان ہوں گے مگر علم دار اور سمجھ والے لوگ' جو دنیا میں ان اوہام باطلہ سے بچے ہوں گے سنتے ہی کہیں گے آج کے روز ذلت اور رسوائی اس سوال کے جواب کے نہ دینے سے جو کافروں پر پڑی ہے وہ کسی دوسرے پر کیوں پڑنے لگی۔ کون کافر وہ لوگ جو مرنے تک یعنی جس وقت فرشتے ان کی جانیں نکالتے تھے' کفر شرک کرنے سے اپنے نفسوں پر ظلم و ستم کرتے رہے یعنی مرتے دم تک کافر رہے۔ پس یہ سنکر ان کے حواس باختہ ہو جائیں گے پھر اور تو ان کو کچھ نہ سوجھے گی اطاعت کی التماس کرنے لگیں گے اور نہایت نرمی سے بولیں گے کہ ہم تو برے کام نہ کرتے تھے اس سے غرض ان کی یہ ہو گی کہ جس طرح دنیا میں حکام مجازی کی عدالت میں انکار پر بسا اوقات مجرم کو فائدہ ہو جایا کرتا ہے۔ اسی طرح شاید یہاں بھی ہو اس کے جواب میں ان سے کہا جائے گا۔ کہ ہاں صاحب ٹھیک آپ نے کبھی برا کام کیا ہی نہیں- تمہارے انکار و اقرار کی حاجت ہی نہیں خدا تمہاری کرتوتوں سے جو تم دنیا میں کرتے تھے مطلع ہے پس اب چلئے باتیں نہ بنائیے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَقِیْلَ

پس اب جہنم کے دروازوں میں گھسئے جہاں تم کو ہمیشہ رہنا ہوگا متکبروں کا بہت ہی برا ٹھکانہ ہے- اور پرہیزگاروں

لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَیْرًا ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا

سے جب سوال ہوتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا کچھ نازل کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بہت اچھا کلام نازل کیا ہے جن لوگوں نے اس دنیا میں بھلائی

حَسَنَةٌ ؕ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ؕ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا

کی ہے انہی کے لئے بھلائی ہے اور آخرت کا گھر سب سے عمدہ ہے اور پرہیزگاروں کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے- ہمیشہ کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۱﴾

گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے لئے مہیا ہوگا اللہ اسی طرح پرہیزگاروں کو بدلہ دے گا-

الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ طَیِّبِیْنَ ۙ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ

جو مرنے کے وقت پاک ہوتے ہیں فرشتے ان سے السلام علیکم کہتے ہیں اپنے نیک عملوں کے عوض جنت میں داخل

تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَوْ یَاْتِیَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ

ہو جائیں- یہ صرف اس بات کی انتظار میں ہیں کہ ان کے پاس فرشتے یا تیرے پروردگار کا حکم آئے اسی طرح

فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۳۳﴾

ان سے پہلے لوگوں کیا تھا اور خدا نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے

جہنم کے دروازوں میں گھسئے جہاں تم کو ہمیشہ رہنا ہوگا۔ کیونکہ متکبروں کا بہت ہی بڑا ٹھکانہ ہے تکبر بھی ایسا کہ بقول شخصے

"بازی بازی بار لیش بابا بازی"

آپس میں ایک دوسرے سے ضد کرتے کرتے خدا سے بھی تکبر کرنے لگے تو ایسوں کا برا ٹھکانہ کیوں نہ ہو اور پرہیزگاروں سے جب قرآن کی بابت سوال ہوتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا کچھ نازل کیا ہے تو وہ بلا تامل کہتے ہیں کہ بہت عمدہ اور سب سے اچھا بابرکت کلام نازل کیا ہے نہ صرف منہ سے اس کے قائل ہوتے ہیں بلکہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں- اصل تو یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ہے انہی کے لئے آخرت میں بھلائی ہے اور اگر سمجھیں تو آخرت کا گھر ہی سب سے عمدہ ہے اور پرہیزگاروں کا گھر تو بہت ہی اچھا ہے ایسا دین میں کسی شہنشاہ کو بھی نصیب نہیں۔ کیسا گھر ہمیشہ کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے لئے مہیا ہوگا اللہ تعالیٰ اسی طرح پرہیزگاروں کو بدلہ دے گا- کون پرہیزگار جو مرنے کے وقت یعنی جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں تو وہ شرک کفر بد اخلاقیوں نیز خصائل رذیلہ سے پاک وصاف ہوتے ہیں فرشتے ان سے بوقت قبض ارواح باادب السلام علیکم کرتے کہتے ہیں کہ تشریف لائے اپنے نیک عملوں کے عوض جنت میں داخل ہو جایئے۔ پس جو نیک دل ہیں ان کو صرف اتنا ہی کافی ہے اور وہ اس پر غور کرنے سے نتیجہ پا سکتے ہیں کہ کرنے والے اور نہ کرنے والے برابر نہیں ہوتے خصوصاً منصف عادل حاکم کے سامنے اور جو عادت بد خصلت ہیں جیسے یہ تیرے مخاطب یہ تو اب صرف اس بات کی انتظاری میں ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آویں یا تیرے پروردگار کے عذاب کا حکم آوے یعنی تباہ کئے جائیں اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے کیا تھا چنانچہ وہ تباہ کئے گئے اور خدا نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنے نفس پر ظلم کرتے تھے پس انجام انکے ظلم کا

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

پس ان کے اعمال کی برائیاں ان کو پہنچیں اور جس کی ہنسی اڑاتے تھے وہی ان پر آ نازل ہوا۔ مشرک کہتے ہیں

اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ

کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے بزرگ اس کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو اس کے حکم کے

دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

سوا سمجھتے۔ اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے کیا تھا رسولوں کے ذمہ صرف یہی فرض ہے کہ واضح

الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ

لفظوں میں پہنچا دیں۔ ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجے تھے کہ اللہ کی عبادت کرو اور ماسوا اللہ کی عبادت سے بچو

فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۭ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

پھر ان میں سے بعض کو تو اللہ نے ہدایت کی اور بعض کو گمراہی چمٹ گئی۔ پس تم زمین میں پھر کر

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾

دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا

یہ ہوا کہ انکے اعمال کی برائیاں ان کو پہنچیں اور نبیوں سے سن کر جس عذاب الٰہی کی ہنسی اڑاتے تھے وہی ان پر آنازل ہوا۔ اسی طرح ان سے ہو گا بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے جو کہتے ہیں سنو مشرک کہتے ہیں اگر خدا چاہتا تو نہ تو ہم اور نہ ہمارے بزرگ اس کے سوا کسی چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہم کسی چیز کو اس کے حکم کے سوا حرام سمجھتے۔ غرض ان کی اس دلیل سے یہ ہے کہ خدا ہمارے افعال سے خوش ہے تو ہم کرتے ہیں بھلا اگر وہ ناراض ہوتا تو کیا ہم کر سکتے تھے؟ ہرگز نہیں پھر تو کیوں ہم کو ان کاموں پر وعید سناتا ہے مگر حقیقت میں ان کو سمجھ نہیں۔ خدائی مشیت اور رضا میں فرق نہیں جانتے بیشک جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مشیت سے ہو رہا ہے مجال نہیں کہ اس کی مشیت کے سوا کوئی کام ہو سکے کیونکہ مشیت اس کے قانون کا نام ہے۔ جب تک کسی کام کو حسب قانون فطرت نہ کرو گے کبھی کامیاب نہ ہو گے جب تک گرمی حاصل کرنے کے لئے آگ نہ جلاؤ گے پانی سے وہ کام نہیں نکل سکے گا جو کام فطرت نے پانی سے متعلق کیا ہے وہ آگ سے نہ ہو گا یہی تلوار جس کا کام سر اتار دینا ہے جہاں اس کو چلاؤ گے اپنا اثر دکھا دے گی خواہ کسی مظلوم پر ہو یا ظالم پر چنانچہ ہر روز دنیا میں ناحق خون بھی ہوتے ہیں لیکن ان سب کاموں پر رضا الٰہی لازمی نہیں بلکہ رضا اسی صورت میں ہو گی کہ ان سب اشیاء کو حسب ہدایت شریعت استعمال کرو گے۔ بس یہ بے سمجھی نہیں تو اور کیا ہے کہ مشیت اور رضا میں فرق نہیں کرتے اور اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے کیا تھا۔ بیہودہ واہی تباہی عذرات رکھ کر گھڑتے ہیں تاکہ ان کو گناہ کرتے ہوئے شرم دامن گیر نہ ہو۔ رسولوں پر تو ان کی ایسی بیہودہ گوئی کا کوئی اثر نہیں کیونکہ رسولوں کے ذمہ صرف یہی فرض ہے کہ خدا کے احکام واضح لفظوں میں پہنچا دیں اور بس اسی اصول سے ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجے تھے کہ لوگوں سے کہو اللہ کی عبادت کرو اور ماسوا اللہ کی عبادت سے بچو پھر ان میں سے بعض کو تو اللہ نے ہدایت کی یعنی توفیق خیر عنایت کی کہ وہ تابع فرمان ہو گئے اور بعض کو گمراہی چمٹ گئی۔ کیوں چمٹ گئی اس لئے کہ وہ حق سے بضد پیش آتے تھے۔ پس تم زمین پر پھر کر دیکھو۔ کہ نبیوں کے جھٹلانے والوں کا انجام کیسا بد ہوا۔ اصل یہ ہے کہ جب آدمی ضد پر ہو بیٹھے تو کوئی بات اس کو فائدہ نہیں پہنچا سکتی یہی وجہ ہے۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

اگر تو ان کی ہدایت کی خواہش بھی کرے تو اللہ جس کو گمراہ کر چکے اس کو ہدایت نہیں کیا کرتا اور ان کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوتا-

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ يَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

اور سخت قسمیں اللہ کے نام کی کھا چکے ہیں کہ اللہ مرے ہوؤں کو کبھی نہ اٹھائے گا کیوں نہیں اس بات کا اس نے سچا وعدہ

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِيْ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ

کیا ہوا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے ہیں- تاکہ جن باتوں میں لوگ مختلف ہیں ان کو بیان کر کے بتلادے اور تاکہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ

کافروں کو یقین ہو جائے کہ بیشک وہ جھوٹے تھے- ہم جب کسی کام کو کرنا چاہیں تو بس ہمارا اتنا ہی کہنا ہوتا ہے کہ ہو جا

كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ ع وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي

پس وہ ہو جاتا ہے- جو لوگ مظلوم ہونے کے بعد اپنے وطن چھوڑ دیتے ہیں ہم ان کو دنیا میں اچھی جگہ

الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾

دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی بڑا ہے کاش کہ ان کو کچھ بھی خبر ہوتی-

کہ اگر تو ان کی ہدایت کی خواہش بھی کرے تو بھی ہدایت پر نہ آویں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو گمراہ کر چکے۔ یعنی جس کی ضد اور شرارت کی وجہ سے اس کو زندہ درگاہ کر دے اس کو ہدایت نہیں کیا کرتا اور ان کے لئے کوئی مددگار بھی نہیں ہوتا اس سے زیادہ شرارت اور ضد کیا ہو گی کہ بلاوجہ بے سوچ کلام الٰہی کا انکار کرتے ہیں اور سخت سخت قسمیں اللہ کے نام کی کھا چکے ہیں کہ اللہ مرے ہوؤں کو کبھی نہ اٹھائے گا اور نہ ہی کسی نیک و بد پر جزا سزا ملے گی- کیوں نہیں ضرور اٹھائے گا اس بات کا اس نے سچا وعدہ کیا ہوا ہے کہ میں نیک و بد کاموں پر جزا و سزا ضرور دوں گا لیکن بہت سے لوگ جہالت کرتے ہیں اور سمجھتے نہیں کہ خدا کی جناب میں یہ بے انصافی کیونکر ہو سکتی ہے کہ نیک و بد مر کر سب یکساں ہو جائیں پس یقیناً جانو کہ وہ ضرور اٹھائے گا تاکہ جن شرعی باتوں میں لوگ مختلف ہیں ان کو بیان کر کے بتلادے یعنی ایمانداروں کو نیک عوض دے اور کافروں کو سزا- تاکہ کافروں کو یقین ہو جائے کہ بے شک وہ جھوٹے تھے۔ کیونکہ زبانی سمجھانے سے تو کچھ نہ ہوتا عملی ثبوت جب تک نہ ہو علم یقینی حاصل نہیں ہوا کرتا اور ان کو جو یہ شبہات ہو رہے ہیں کہ مر کر کسی طرح زندہ ہوں گے یہ تو سب فضول ہیں ہم جب کسی کام کو کرنا چاہیں تو بس ہمارا اتنا ہی کہنا اس کے لئے کافی ہوتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے- مجال نہیں کہ تخلف کرے جن لوگوں نے اس امر پر غور کی ہے اور خدا کی قدرت اور عظمت کا اثر اپنے دل پر جمایا ہے وہ تو فوراً مان جاتے ہیں چاہے مخلوق سے ان کو کتنے ہی صدمات پہنچیں۔ مگر وہ اپنی بات پر جمے رہتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ ٹل جائیں ایسوں کی خدا بھی مدد کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ظالموں سے تنگ آکر مظلوم ہونے کے بعد محض دین کی حفاظت کو اپنے وطن مالوف چھوڑ دیتے ہیں ہم (خدا) ان کو دنیا میں اچھی جگہ[1] دینگے اور آخرت کا اجر اور ثواب تو بہت ہی بڑا ہے کاش کہ انکو کچھ بھی خبر ہوتی

---

[1] جیسے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دی فافھم واعن من الغافلین تفصیل مقام آخر

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا

جو لوگ تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے مردوں ہی کو رسول کر کے بھیجا ہے

نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ۭ وَ

جن کو ہم وحی کیا کرتے تھے تمہیں اگر علم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لو۔ کھلے کھلے نشان اور واضح مسائل لے کر آتے

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ

رہے اور ہم نے تیری طرف نصیحت کی بات اس لئے اتاری ہے تاکہ جو کچھ لوگوں کے لئے خدا کے ہاں سے اترا ہے تو اس کو واضح کر کے بیان کرے

الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

کہ وہ اس میں فکر کریں۔ کیا بدکار لوگ اس امر سے بے خوف ہیں کہ خدا ان کو زمین میں دھنسا دے یا ایسی جگہ سے ان پر عذاب آئے کہ ان کو

حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى

خبر بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے پکڑ لے یا ان کو ڈرا ڈرا کر پکڑے' یہ لوگ اس کو کسی امر میں عاجز نہیں کر سکتے۔

کون وطن کو چھوڑتے ہیں؟ جو تکلیفوں پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں نہ کسی اور پر' اسی سے مانگتے ہیں اسی سے لیتے ہیں سچ پوچھو تو یہی لوگ "خلاصہ البریۃ" ہیں یہی مایہ نازو دنیا ہیں۔ ان ہی سے دنیا کی بقا ہے ان کے سوا باقی لوگ تو سب کے سب فضول[1] ہیں ایسے فضول لوگوں کی پہچان ہمیشہ فضول گوئی ہے جیسے یہ تیرے مخاطب کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول آدمی نہیں ہونے چاہئیں یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جس کی نہ تو دلیل عقلی ساعدت کرتی ہے اور نہ واقعات گزشتہ کی تاریخ۔ کیونکہ ہم نے تجھ سے پہلے نبی آدم میں سے مردوں ہی کو رسول کر کے بھیجا ہے جن کو ہم وحی کیا کرتے تھے۔ مکہ والو تمہیں اگر یہ واقعات بھول گئے ہوں یا علم نہ ہو تو ان واقعات کو یاد رکھنے والے عملداروں یہودیوں اور عیسائیوں سے پوچھ لو جو ہمیشہ پیغمبروں کے حالات جس قدر ان کے پاس ہیں پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں وہ باوجود ہماری مخالفت کے تم سے صاف کہہ دیں گے کہ بے شک اللہ کے نبی ہمیشہ سے آدمی ہی ہوتے چلے آئے ہیں۔ ہمیشہ رسول کھلے کھلے نشان اور واضح مسائل لے کر آتے رہے جیسا تو آیا ہے۔ اور ہم نے تیری طرف نصیحت کی بات قرآن کی تعلیم بھی اسی لئے اتاری ہے تاکہ جو کچھ لوگوں کے لئے خدا کے ہاں سے اترا ہے تو اس واضح کر کے بیان کر دے کہ وہ بعد بیان ہو جانے کے اس میں فکر کریں۔ اور نتیجہ پاویں کیوں کہ تو قرآن کا صرف مبلغ ہی نہیں بلکہ شارح اور مفسر بھی ہے کیا پھر قرآن سن کر بھی بدکار لوگ اس امر سے بے خوف ہیں کہ خدا ان کو زمین میں دھنسا دے یا ایسی جگہ سے ان پر عذاب آئے کہ ان کو خبر بھی نہ ہو یا ان کو چلتے پھرتے صحیح سلامت پکڑ لے یا ان کو ڈرا ڈرا کر پکڑے کہ پہلے کچھ تھوڑی سی تکلیف پہنچائی پھر اس سے زیادہ۔ غرض وہ سب کر سکتا ہے۔

[1] یہ اہل حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں حضور نے فرمایا ہے کہ دنیا میں آدمی عالم یا متعلم ہیں۔ باقی سب فضول

تَخَوُّفٍ ؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٤٧﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ

تمہارا پروردگار بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے- کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے؟

يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ

کہ ان کے سائے دائیں اور بائیں طرف کو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے جھکتے ہیں اور وہ خود ذلیل ہوتی ہیں- اور جو چیزیں

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٩﴾

آسمان اور زمین میں ہیں اور فرشتے سب اللہ کی اطاعت کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے-

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ السجدۃ وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا

اپنے رب سے جو ان پر حاکم ہے ڈرتے ہیں اور جس بات کا ان کو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں- اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ متعدد

اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿٥١﴾ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

معبود نہ بناؤ حقیقی معبود بس ایک ہی ہے پس مجھ (خدا) ہی سے ڈرو- جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں

وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿٥٢﴾

ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی بندگی دائمی ہے تو کیا پھر تم اللہ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو؟

یہ لوگ اس کو کسی امر میں عاجز نہیں کر سکتے اور نہ کسی تھکا سکتے ہیں- پھر جو باوجود قدرت کاملہ کے دنیا میں ان سے مواخذہ نہیں کرتا تو اس لئے نہیں کرتا کہ تمہارا پروردگار بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے اس کے رحم کی کوئی حد نہیں جس پر وہ رحم کرنا چاہے کوئی اسے روک نہیں سکتا اصل میں اس کی مہربانی اور رحم کا نتیجہ ہے کہ بقول

"کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ"

ان کی شرارتیں اور گستاخیاں اسی وجہ سے ہیں کہ وہ ان کو جلدی پکڑتا نہیں ورنہ کیا یہ لوگ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے؟ کہ ان کے سائے کبھی دائیں اور کبھی بائیں طرف کو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے جھکتے ہیں اور خود بخود فرمان الٰہی کے آگے ذلیل اور فرمانبردار ہوتی ہیں۔ مجال نہیں کہ قہری فرمان الٰہی کو کوئی روک سکے کیسی ہی سخت اور بیجان چیز کیوں نہ ہو جب خدائی حکم اس کو پہنچتا ہے فوراً اس کے لئے مستعد ہو جاتی ہے اور نہیں دیکھتے کہ جو چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں وہ اور فرشتے سب کے سب اللہ کی اطاعت کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور اس کی اطاعت کرنے میں وہ کسی طرح کا تکبر نہیں کرتے- اپنے رب سے جو ان پر حاکم ہے ڈرتے ہیں اور جس بات کا ان کو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ اس لئے تو خدا ان سے راضی ہے تم بھی اگر اللہ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو اس کی فرمانبرداری کرو پس سنو اللہ نے حکم دے رکھا ہے کہ متعدد معبود نہ بنائیو کیونکہ حقیقی معبود بس ایک ہی ہے پس مجھ (خدا) ہی سے ڈرو تاکہ تمہارا بھلا ہو اور تم کامیاب ہو۔ تم نہ سمجھو کہ تمہاری اطاعت اور فرمانبرداری سے کچھ اس کا فائدہ ہے۔ نہیں اس لئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کا ہے اسی نے ان کو پیدا کیا ہے اور وہی فنا کر دیتا ہے اور کر دے گا اور اسی کی بندگی دائمی ہے۔ اس کے سوا جن لوگوں نے خدائی کا ڈنکہ بجایا چند ہی روز بعد لوگوں کو بلکہ خود ان کو بھی اپنی غلطی معلوم ہو گئی آخر جب خدا کی پکڑ میں آئے تو لگے خدا خدا پکارنے پس جب آخر کار اسی سے مطلب ہے تو کیا پھر اب صحت اور سلامتی کے وقت تم اللہ کے سوا دوسروں سے ڈرتے ہو کہ ہائے اگر ان کے نام کی نذر نیاز نہ لگے تو وہ نقصان نہ پہنچاویں گے یا کوئی نعمت ہم سے چھین لیں گے

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ۝٥٣ ثُمَّ

جتنی کچھ نعمتیں تمہارے پاس ہیں سب اللہ کے ہاں سے ہیں اور جب تم کو کوئی سخت تکلیف پہنچتی ہے تو پھر بھی اسی کی طرف بلبلاتے ہوئے آتے ہو۔

اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝٥٤ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ

پھر جب وہ اس تکلیف کو تم سے دور کر دیتا ہے تو کچھ لوگ تو تم میں سے اسی دم اپنے پروردگار سے شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔ تاکہ ہماری دی ہوئی نعمت کی

اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝٥٥ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا

ناشکری کریں پس زندگی گزار لو آخر جان لو گے۔ اور جن چیزوں کو نہیں جانتے ان کے لئے ہمارے دیے میں

رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝٥٦ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ

سے حصے مقرر کرتے ہیں اللہ کی قسم اس بہتان بندی کا تم سے ضرور سوال ہوگا۔ اور اللہ کی بیٹیاں ٹھہراتے ہیں وہ

سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝٥٧ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا

پاک ہیں اور ان کے لئے جو چاہیں گے۔ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے تولد ہونے کی خبر ملتی ہے تو رنج سے منہ تو اس کا کالا

وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝٥٨ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي

ہو جاتا ہے۔ اور غصہ سے زہر کے گھونٹ پیتا ہے بیٹی کے رنج کے مارے برادری سے چھپا چھپا پھرتا ہے کہ آیا باوجود اس ذلت کے

هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝٥٩

زندہ رکھ لوں یا زندہ درگور کردوں۔ دیکھو تو ان لوگوں کی کیا ہی بری سمجھ ہے

سنو جتنی کچھ نعمتیں تمہارے پاس ہیں سب کی سب اللہ کے ہاں سے ہیں اور جب تم کو کوئی سخت تکلیف پہنچتی ہے تو پھر بھی اسی کی طرف چلاتے ہو اور بلبلاتے ہوئے آتے ہو اور کہتے ہو ہاں مولا ہماری یہ تکلیف دور کر دے پھر جب وہ اپنی مہربانی سے اس تکلیف کو تم سے دور کر دیتا ہے تو کچھ لوگ تو تم میں سے اسی دم اپنے پروردگار سے شرک کرنے لگ جاتے ہیں خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو غیروں کی طرف نسبت کرتے ہیں خدا اگر اولاد دیتا ہے تو اس کا نام ایسا رکھتے ہیں جس سے شرک مفہوم ہے جیسے میراں بخش۔ پیر بخش۔ نبی بخش۔ مدار بخش۔ پیراں دتا۔ دیوی دتا۔ وغیرہ مطلب یہ کہ کسی طرح ہماری دی ہوئی نعمت کی ناشکری کریں اچھا تو پس چندروزہ زندگی گزار لو۔ آخر جان لو گے بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی اور ان کی جہالت سنو کہ جن چیزوں کی ماہیت کو بھی نہیں جانتے' انکے لئے ہمارے دیئے میں سے حصے مقرر کرتے ہیں مثلاً کھیتی ہم پیدا کرتے ہیں اور یہ نادان اسی میں سے اپنے باطل معبودوں کے حصے مقرر کر لیتے ہیں کہ اتنا حصہ فلاں بت کا اور اتنا فلاں قبر والے کا سو اللہ کی قسم اس بہتان بندی کا تم سے ضرور سوال ہوگا اور ان کی بیہودہ گوئی سنو کہ اللہ کی بیٹیاں ٹھہراتے ہیں وہ ان کی بیہودہ گوئی سے پاک ہے کیا خدا کی بیٹیاں اور ان کے لئے وہ جو چاہیں ؟ من مانے بیٹے حالانکہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی کے تولد ہونے کی خبر ملتی ہے تو رنج سے منہ تو اس کا کالا ہو جاتا ہے اور غصہ سے زہر کے گھونٹ پیتا ہے بیٹی کی خبر کے رنج کے مارے برادری سے چھپتا چھپتا پھرتا ہے اور دل میں منصوبے بناتا ہے اور سوچا کرتا ہے کہ آیا باوجود اس ذلت اور خواری کے جو اس لڑکی ہونے سے مجھ پر آئی ہے اس کو زندہ رکھ لوں یا زمین میں زندہ درگور کردوں۔ سنتے ہو لڑکی کو ایسا برا جانتے ہیں پھر اور لڑکیاں خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں دیکھو تو ان لوگوں کی کیا ہی بری سمجھ ہے جس سمجھ سے یہ امر تجویز کرتے ہیں۔ پھر ایسی عقل پر جو آدمی اتنا بھی نہ سوچے کہ خداوند تعالیٰ جو میرا مالک ہے میں اسکی نسبت کیا عقیدہ اور خیال رکھتا ہوں۔

لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۖ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ

آخرت کے منکروں کی بہت ہی بری تمثیل ہے اور اللہ کی تمثیل تو سب سے بلند اور اعلیٰ ہے اور وہ غالب بڑی

الْحَكِيمُ ﴿۶۰﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَٰكِنْ

حکمت والا ہے۔ اگر اللہ لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے پکڑتا تو دنیا پر کسی جاندار کو نہ چھوڑتا لیکن ایک مقرر وقت تک ان کو

يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا

مہلت دیتا ہے پس جب ان کی اجل آپہنچے گی تو نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکیں گے اور نہ

يَسْتَقْدِمُونَ ﴿۶۱﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ

آگے بڑھ سکیں گے۔ اور خدا کے حق میں ایسی چیزیں نسبت کرتے ہیں جن کو اپنے لیے مکروہ جانتے ہیں اور اپنی زبان سے

أَنَّ لَهُمُ الْحُسْنَىٰ ۖ لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُفْرَطُونَ ﴿۶۲﴾ تَاللَّهِ لَقَدْ

جھوٹ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے بھلائی ہے کچھ شک نہیں آخرت میں ان کے لئے آگ ہے اور ان کو زیادہ عذاب کیا جائے گا۔ واللہ ہم نے تجھ سے

أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ

پہلے کئی ایک قوموں کی طرف رسول بھیجے پھر شیطان نے ان کے اعمال ان کی نظروں میں اچھے کر دکھائے

سچ ہے کہ آخرت کے منکروں کی بہت ہی بری کہاوت اور تمثیل ہے واقع میں گدھوں اور کتوں سے بھی بدتر ہیں اور اللہ کی تمثیل تو سب سے بلند اور اعلیٰ ہے اور وہ سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ سچ جانو اگر اللہ لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے پکڑتا تو دنیا پر کسی جاندار کو نہ چھوڑتا۔ بنی آدم کو تو اس لیے کہ وہ خود بدکار تھے' حیوانات کو اس لئے کہ ان کی زندگی انسانوں کی زندگی سے وابستہ ہے لیکن ایسا نہیں کرتا بلکہ باوجود ان کی شرارتوں کے ایک وقت مقرر تک ان کو مہلت دیتا ہے پس جب ان کو اجل آپہنچے گی تو نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے یعنی نہ تو اجل آئے زندہ رہ سکتے ہیں اور نہ بغیر آئے مر سکتے ہیں اور سنو خدا کے حق میں ایسی چیزیں نسبت کرتے ہیں جن کو اپنے لئے مکروہ جانتے ہیں بایں ہمہ نجات[1] کی امید رکھتے ہیں اور اپنی زبان سے جھوٹ کہتے ہیں کہ آخرت میں ہمارے لئے بھلائی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ آخرت میں ان کے لئے آگ کا عذاب ہے اور یقین جانو کہ دوزخ میں ان کو اوروں سے زیادہ عذاب کیا جاوے گا کیونکہ انہوں نے سید الانبیاء کو پایا تاہم انکاری رہے۔ واللہ یعنی ہم (خدا) کو اپنی ذات ستودہ صفات کی قسم ہے ہم نے تجھ سے پہلے کئی ایک قوموں کی طرف رسول بھیجے کہ لوگوں کو راہ راست پر لائیں اور بھولے ہوئے بندوں کو مالک کے دروازہ پر لا جھکاویں مگر پھر بھی شیطان نے ان کے بداعمال جو وہ رسولوں کے آنے سے پہلے کرتے تھے۔ وہی ان کی نظروں میں اچھے کر دکھائے یہ نہ سمجھو کہ شیطان خدا کی تدبیر اور خواہش پر غالب آگیا کہ خدا نے تو ان کی ہدایت چاہی مگر شیطان نے ان کو گمراہ ہی رکھا۔ ایسا نہیں خدا کا چاہنا کئی طرح سے ہے اختیاری اور قہری۔ قہری یعنی جس کام کے متعلق اس کا یہ ارادہ ہو کہ ہونا چاہئے وہ تو ضروری ہو کر رہے گا۔ مجال نہیں کہ اس میں تخلف ہو اور جو کام اختیاری اور بندوں کے اختیار پر چھوڑے ایسے کاموں کو بندے اگر کریں تو اجر پاتے ہیں اور اگر نہ کریں تو مستوجب سزا ہوتے ہیں۔

[1] عرب میں مختلف اقوام تھیں بعض آخرت کی منکر اور بعض قائل تھیں۔

فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۶۳﴾ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ إِلَّا

پس وہی اس دن ان کا قریبی ہوگا اور ان کو دکھ کی مار ہوگی۔ ہم نے تجھ پر یہ کتاب اسی لیے اتاری ہے کہ تو

لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَاللّٰهُ

لوگوں کے اختلافی امور کا بیان واضح طور سے کردے اور ایمانداروں کے لئے رحمت اور ہدایت ہے۔ اور اللہ

أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً

بادلوں سے پانی اتارتا ہے پھر اس سے زمین کو بعد خشک ہو جانے کے تازہ کردیتا ہے جو لوگ سنتے ہیں ان کے لئے اس میں

لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِي بُطُوْنِهِ

دلیل ہے۔ اور چارپاؤں میں تمہارے نصیحت ہے کہ ہم ان کے پیٹ سے

مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾

گوبر اور خون کے درمیان سے تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جس کو پینے والے نہایت آسانی سے پی جاتے ہیں

جیسے قتل وغارت چوری زنا جھوٹ وغیرہ بدکاری کرنے سے خدا تعالیٰ منع کرتا ہے۔ لیکن ایسا منع نہیں جیسا افعال قہر پر منع کرتا ہے۔ بلکہ اختیاری طور سے یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اکثر ایسے افعال شنیعہ لوگ کر رہے ہیں ٹھیک اسی طرح شیطان نے ان پر غلبہ پایا تھا پس وہی اس دن یعنی قیامت کے روز ان کا قریبی ہوگا اور ان کو دکھ کی مار ہوگی ہم نے تجھ پر یہ کتاب اس لئے اتاری ہے کہ مذہبی امور میں تو لوگوں کے اختلافی امور کا بیان واضح طور سے کردے۔ یعنی دنیا کی قومیں جو نجات کے مسئلہ میں باہمی مختلف ہیں ان کو ایک سیدھی شاہراہ پر لا اور بتلادے کہ بغیر لا الہ الا اللہ یعنی سچی توحید اور نیک اعمال کے نجات نہ ہوگی نہ کوئی کسی کا کفارہ ہوگا نہ بغیر مواخذہ کوئی چھوٹ سکے گا۔ اور یہ کتاب ایمانداروں کے لئے جو اس کی ہدایت کے مطابق نیک اخلاق و نیک اعمال کرتے ہیں رحمت اور ہدایت ہے۔ اس کتاب کے نزول سے اہل عرب حیران کیوں ہوتے ہیں اور تعجب کیوں کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ بادلوں سے پانی اتارتا ہے پھر اس سے زمین کو خشک ہو جانے کے بعد تازہ کردیتا ہے۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ کی حکمت کاملہ کا تقاضا ہے کہ جب روحانیت لوگوں میں کمزور ہو جاتی ہے تو اس کے تازہ کرنے کو اللہ اپنے کامل بندے کو پیدا کردیتا ہے۔ پھر جس درجے کمزوری ہوتی ہے اسی درجہ وہ مامور بندہ قوت پاکر آتا ہے۔ اس زمانہ (نزول قرآن کے وقت) چونکہ حد سے زیادہ خشکی اور کمزوری ہو رہی ہے۔ ایسی کہ جن لوگوں میں پہلے الہام کی تازگی تھی وہ خود ہی نیم مردہ بلکہ مردہ پرستی اور تثلیثی ایمان سے بالکل مردہ ہو چکے ہیں۔ اس لیے تیرے جیسا شاہ زور رسول بلکہ سید الرسل علیہم السلام کا اور قرآن جیسی پاک کتاب کا جو تمام مذاہب کے بیہودہ خیالات کو اصلاح پر شامل ہے۔ اس کام کے لئے آنا ضروری تھا جو لوگ دل کے کان لگا کر سنتے ہیں۔ ان کے لئے اس مذکور میں دلیل مل جاتی ہے۔ کہ وہ ظاہر نظام عالم پر غور کر کے نصیحت پا جاتے ہیں اور سنو اگر تم نصیحت چاہو تو ہر چیز سے تم کو نصیحت مل سکتی ہے۔ دیکھو چارپاؤں میں تمہارے لئے کیسی نصیحت ہے کہ ہم ان کے پیٹ کی چیزوں سے گوبر اور خون کے درمیان سے تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جس کو پینے والے نہایت آسانی سے پی جاتے ہیں کسی طرح کی تکلیف یا بدمزگی نہیں ہوتی۔

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ

اور کھجوروں اور انگوروں سے تم شراب بناتے ہو اور عمدہ غذا جو لوگ

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ

عقل رکھتے ہیں ان کے لئے اس میں ہدایت کی دلیل ہے- اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ہوا ہے کہ پہاڑوں

الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِىْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِىْ

اور درختوں اور لوگوں کے مکانوں کی چھتوں پر رہنے کو گھر بنا لیا کر- پھر ہر قسم کے پھلوں سے کھالیا کر اور اپنے

سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ

پروردگار کے راستوں پر جو آسان کیے گئے ہیں چلا کر اس کے پیٹ سے شہد نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے

اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ وَمِنْكُمْ مَّنْ

کچھ شک نہیں کہ فکر کرنے والے لوگوں کے لئے اس میں دلیل ہے- اور اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے پھر وہی تم کو فوت کرتا ہے بعض تم میں سے

يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَىْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَاللّٰهُ

نکمی عمر تک پہنچتے ہیں کہ جاننے کے بعد کچھ نہیں جانتے- اللہ ہی دائم علم والا بڑا صاحب قدرت ہے اور اللہ ہی نے

فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ

تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی ہے

اور کھجوروں اور انگوروں سے تم شراب بناتے ہو تو اس کے بنانے پر خدا راضی نہیں خصوصاً اس کے پینے کی تو تم کو کسی حال میں بھی اجازت نہیں تاہم اس میں تو شک نہیں کہ یہ بھی اس کی دی ہوئی نعمت ہے جس کو تم لوگ بگاڑ کر اس کی مرضی کے خلاف برتتے ہو اور اس کے علاوہ عمدہ قسم کی غذا بنا کر بھی اسے کھاتے ہو۔ جو لوگ رکھتے ہیں نہ صرف رکھتے ہیں بلکہ عقل سے کام لیتے ہیں ان کے لئے اس میں ایک بہت بڑی ہدایت کی دلیل ہے اور سنو تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کو الہام کیا ہوا ہے کہ پہاڑوں اور درختوں اور لوگوں کے مکانوں کی چھتوں پر رہنے کو گھر بنالیا کرے پھر پیچھے تجھے اجازت ہے کہ ہر قسم کے پھلوں سے اپنا حصہ کھالیا کر اور اپنے پروردگار کے راستوں پر جو تیرے لئے ہر طرح سے آسان کئے گئے ہیں بلا مزاحم چلا کر چنانچہ وہ اس پر عمل کرتی ہے تو اس کے پیٹ سے پینے کے قابل شہد نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہیں کوئی تو نہایت سرخ کوئی نہایت سفید۔ اس میں لوگوں کی بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ فکر کرنے والے لوگوں کے لئے اس مذکورہ میں بہت بڑی ہدایت کی دلیل ہے اور سننا چاہو تو سنو کہ اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ پھر وہی تم کو فوت کرتا ہے بعض تم میں سے انتہائی بڑھاپے تک پہنچتے ہیں۔ ایسے کہ جاننے کے بعد کچھ نہیں جانتے ایک زمانہ ان پر وہ ہوتا ہے کہ قسم قسم کے علوم اور باریک سے باریک مسائل ان کو نوک زبان ہوتے ہیں پھر ایک وقت وہ ہوتا ہے کہ ادھر سے سنی ہوئی ادھر نہیں کہہ سکتے' حالانکہ وہی ان کا مادہ وہی ان کی روح بلکہ اس سے بھی عمدہ ان کی غذا ہو تو بھی یہ حالت ہو جاتی ہے تو بتلاؤ کیوں ہوتی ہے۔ اسی لئے کہ وہ مخلوق ہے جس کو دائم بقا ممکن نہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی دائم علم والا بڑا صاحب قدرت ہے اور سنو اللہ ہی نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری دی ہے ایک آقا ہے تو دوسرا نوکر ہے ایک مالک ہے تو دوسرا اغلام ہے-

فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ

پھر جن کو برتری ملی ہے وہ اپنے غلاموں کو اپنا مال دے کر اختیار میں ان سے برابر نہیں ہو جاتے تو کیا

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ

پھر خدا کی نعمت کی بے قدری کرتے ہو اور اللہ ہی نے تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری

لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ

بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تم کو پاکیزہ رزق دیا- تو کیا بے ثبوت بات کو

يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت سے انکار کرتے ہیں- اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو عبادت کرتے ہیں جن کو ان کے

يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا

لئے اوپر سے اور زمین سے دینے کی کچھ بھی قدرت نہیں اور نہ ہی قدرت پاسکتے ہیں- پس تم

تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا

اللہ کے حق میں تمثیلات نہ گھڑا کرو اللہ کو تو سب کچھ معلوم ہے اور تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں- اللہ خود ایک غلام مملوک کی مثال

عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا

بتلاتا ہے جس کو کسی امر پر قدرت نہیں اور جس کو ہم (خدا) نے محض اپنے فضل سے عمدہ روزی دے رکھی ہے

جن کو برتری ملی ہے وہ اپنے غلاموں کو اپنا مال دے کر اختیار میں ان سے برابر نہیں ہو جاتے ہیں۔ جب مخلوق کا یہ حال ہے کہ ماتحت کو اپنے مساوی دیکھنا اس کی غیرت تقاضا نہیں کرتی تو کیا پھر خدا کے بندوں کو اس کے مساوی الاختیار جان کر اس کی نعمت کی' جو اس نے تمہارے کل اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھے تھے اور کسی مخلوق کے سپرد نہیں کئے تھے کہ بات بات پر بگڑ کر تم کو تنگ کرتا' بے قدری کرتے ہو۔ بجائے شکر کے ناشکر ہوتے ہو کہ اس کے بندوں سے وہ حاجات مانگتے ہو جو اس سے مانگنی چاہئے تھیں اور سنو اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا ہے اور تمہاری جنس سے تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تم کو پاکیزہ اور لذیذ طعاموں سے رزق دیا پھر جو لوگ ایسے مالک الملک' سب کچھ دینے والے کو چھوڑ کر اس کے عاجز بندوں کی طرف جھکتے ہیں تو کیا ہے ؟ بے ثبوت بات کو مانتے ہیں اور اللہ کی نعمت سے انکار کرتے ہیں ان کی جہالت صرف یہی تو نہیں اور سنو اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کو ان کے لئے اوپر سے بذریعہ بارش اور زمین سے بذریعہ رزق دینے کی کچھ بھی قدرت نہیں اور نہ ہی قدرت پاسکتے ہیں یعنی ممکن نہیں اور دائرہ امکان سے خارج ہے کہ مخلوق کو خالق کے سے اختیارات حاصل ہو جائیں پس تم اللہ کے حق میں تمثیلات نہ گھڑا کرو کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں نے اپنا کاروبار اپنے ماتحتوں میں بانٹا ہوتا ہے اسی طرح خدا نے بھی اپنے بندوں کو تھوڑا تھوڑا سا اختیار دنیا کے انتظام کو دے رکھا ہے۔ حقیقتاً یہ خیال کرنا خدا کی عدم معرفت پر مبنی ہے۔ خدا کی ذات اور صفات کے متعلق جو کچھ تمہیں بتلایا جاوے وہی خیال رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تو سب کچھ معلوم ہے اور تمہیں کچھ بھی معلوم نہیں- پھر اس جہالت سے خدا کی ذات اور صفات کے متعلق کچھ غلط خیال جما بیٹھو گے تو اسکا وبال اٹھاؤ گے -اگر ٹھیک اور سچی مثال سنی چاہو تو سنو اللہ خود تمہارے سمجھانے کو ایک غلام مملوک کی مثال بتاتا ہے جسکو کسی امر پر قدرت نہیں اور ایک ایسا ہے جس کو ہم (خدا) نے محض اپنے فضل سے عمدہ با فراغت روزی بھی دے رکھی ہے

فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

پس وہ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا ہے کیا یہ دونوں قسم برابر ہیں؟ سب تعریفیں خدا ہی سے مخصوص ہیں لیکن بہت سے لوگ جہالت کرتے ہیں۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ

اور اللہ آدمیوں کی تمثیل بتلاتا ہے ایک تو ان میں سے گونگا ہے کسی بات کی اسے قدرت نہیں اور وہ اپنے مالک کے حق میں

اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ

بار خاطر ہو رہا ہے جہاں کہیں بھی اسے بھیجتا ہے خیر سے واپس نہیں آتا کیا یہ اور جو شخص عدل کی راہ بتلاتا ہے اور وہ خود بھی سیدھے راہ پر ہے

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ

یہ دونوں برابر ہیں؟ اور آسمانوں اور زمینوں کی چھپی باتیں سب اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور قیامت کی حقیقت ایک آنکھ کی جھمک جیسی ہے بلکہ

اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ

اس سے بھی خفیف اللہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے۔ اور اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے

اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ

نکالا ہے کہ تم کچھ نہ جانتے تھے اور اسی نے تم میں کان اور آنکھیں اور دل بنائے ہیں تاکہ تم

پس وہ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتا ہے۔ کیا یہ دونوں قسم (غلام اور بااختیار مالک) حیثیت میں برابر ہیں؟ کبھی نہیں پس یقیناً جانو کہ سب تعریفیں خدا ہی سے مخصوص ہیں۔ اس کے سوا اس کی مخلوق میں سے کسی کو نیک و بد کا اختیار نہیں ہے۔ اصل بات تو یہ ہے لیکن بہت سے لوگ جہالت کرتے ہیں سمجھتے نہیں بلکہ سمجھانے والوں سے بگڑ بیٹھتے ہیں اور سنو جس طرح یہ مثال خدا کی کمال قدرت اور بندوں کی کمال عجز کی تم نے سنی ہے اسی طرح اللہ تمہارے سمجھانے کو، نیک و بد کی تمیز بتلانے کو دو آدمیوں کی تمثیل بتلاتا ہے ایک تو ان میں سے گونگا ہے کسی بات کے انجام دینے کی اسے قدرت نہیں اور وہ ایسا نالائق ہے کہ اپنے مالک کے حق میں بار خاطر ہو رہا ہے جہاں کہیں بھی اسے بھیجتا ہے خیر اور فائدے سے واپس نہیں آتا تو کیا یہ نالائق اور جو شخص لوگوں کو عدل وانصاف کی راہ بتلاتا ہے اور خود بھی سیدھی راہ پر ہے یعنی اپنے کہے پر کاربند ہے یہ دونوں عزت اور شرف میں برابر ہیں پس یہ مثال اللہ کے نیک بندوں موحدوں کی اور بدکاروں مشرکوں فساق و فجار کی ہے۔ لیکن جس طرح ان دونوں کی قدر و منزلت مالک کے نزدیک یکساں نہیں اسی طرح اللہ کے نزدیک نیک اور بد بندوں کی ایک سی عزت نہیں۔ مگر دنیا کے لوگ تو صرف ظاہر بین ہوتے ہیں جس کی ظاہری سج سجاوٹ دیکھتے ہیں اسی کی تعریف کرنے لگ جاتے ہیں اور اللہ تو پوشیدہ اسرار اور دلی اخلاص پر مطلع ہے کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کی چھپی باتیں سب اللہ ہی کے قبضے میں ہیں۔ وہی ان کو جانتا ہے جس قدر مخلوق کو وہ بتلاتا ہے اسی قدر وہ جان سکتے ہیں اور اس کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں قیامت یعنی حشر اجساد جس کا تصور کرنے ہی سے یہ لوگ گھبراتے اور سٹپٹاتے ہیں اس کی حقیقت اس کے نزدیک اس سے زائد نہیں کہ وہ صرف ایک آنکھ کی جھمک جیسی ہے بلکہ اس سے بھی خفیف تر۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے جو کام کرنا چاہے کوئی امر اسے مانع نہیں ہو سکتا اور سنو اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے ایسے حال میں نکالا ہے کہ تم اس حال میں کچھ نہ جانتے تھے اور اسی نے تم میں کان اور آنکھیں اور دل بنائے تاکہ تم ان

تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۸﴾ اَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ مُسَخَّرٰتٍ فِىۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

شکر کرو- کیا یہ پرندوں کو آسمان کی فضا میں گھرے ہوئے نہیں دیکھتے بغیر خدا کے انہیں کوئی نہیں روک سکتا

اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۹﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡۢ بُيُوۡتِكُمۡ سَكَنًا وَّ

کچھ شک نہیں کہ ایمانداروں کے لئے اس میں کئی ایک نشان ہیں- اور تمہارے گھروں کو آرام کی جگہ بنایا اور

جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ بُيُوۡتًا تَسۡتَخِفُّوۡنَهَا يَوۡمَ ظَعۡنِكُمۡ وَيَوۡمَ اِقَامَتِكُمۡ ۙ

چارپاؤں کے چمڑوں سے تمہارے لیے گھر بنائے جو کوچ اور اقامت کے وقت تم کو ہلکے معلوم ہوتے ہیں

وَمِنۡ اَصۡوَافِهَا وَاَوۡبَارِهَا وَاَشۡعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيۡنٍ ﴿۸۰﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ

اور چارپاؤں کی اون اور روؤں اور بالوں سے تمہارے لئے سامان اور ایک وقت تک تمہارے گزارے کی صورت بنادی ہے- اور اللہ ہی نے

لَكُمۡ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡجِبَالِ اَكۡنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمۡ سَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمُ

تمہارے لیے اپنی مخلوق سے سایہ دار چیزیں بنائی ہیں اور اسی نے تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ بنائی ہے اور اسی نے تمہارے لیے لباس

الۡحَرَّ وَسَرَابِيۡلَ تَقِيۡكُمۡ بَاۡسَكُمۡ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعۡمَتَهٗ عَلَيۡكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۱﴾

پیدا کیا ہے جو تم کو گرمی سے بچاتا ہے اور ایک دوسری قسم کا لباس جو تم کو لڑائی سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرے گا تاکہ تم فرمانبردار بنے رہو

ذرائع سے خدا کی نعمتوں کو پاؤ اور شکر کرو کیا یہ نالائق نظام عالم پر غور نہیں کرتے اور پرندوں کو آسمان کی فضا میں گھرے ہوئے نہیں دیکھتے جو اس نتیجہ پر پہنچیں کہ بغیر خدا کے اس طرح ان کو کوئی نہیں روک سکتا- کچھ شک نہیں کہ ایمان داروں کے لئے اس مذکور میں کئی ایک نشان مل سکتے ہیں وہ اس بات کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ

"کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں"

اور سنو تمہارے گھروں کو آرام کی جگہ بنایا کیونکہ اس کے پیدا کردہ اسباب سے بناتے ہو بلکہ غور کرو تو ڈھب بھی تم کو اسی نے سکھایا ہے جب کہ تمہاری پیدائش بے علمی کی حالت میں ہوتی ہے تو آخر یہ علم تم کو یا تمہارے بڑوں کو کہاں سے آیا- اور چارپایوں کے چمڑے سے تمہارے لئے ایسے گھر یعنی خیمے بنائے ہیں جو سفر میں کوچ اور اقامت کے وقت تم کو ہلکے معلوم ہوتے ہیں اور تم نہایت آسانی سے ان کو اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر لے جاتے ہو اور چارپایوں کی اون اور روؤں اور لمبے لمبے بالوں سے تمہارے لئے بہت سے سامان اور بذریعہ تجارت ایک وقت میں یعنی دنیا کی انتہا تک تمہارے گزارہ کی صورت بنادی ہے اور سنو) اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی مخلوق سے سایہ دار چیزیں بنائی ہیں جن کے سائے کے تلے تم بوقت ضرورت آرام پاتے ہو اور اسی نے تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہ یعنی غاریں بنائی ہیں اور اسی نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا ہے۔ جو تم کو گرمی اور سردی کی تکلیف سے بچاتا ہے اور ایک دوسری قسم کا لباس یعنی لوہے کی زرہیں اور خود وغیرہ جو تم کو لڑائی میں ضربات سے محفوظ رکھتا ہے یعنی یہ ظاہری انعام واکرام تم پر اسی نے کئے ہوئے ہیں اسی طرح باطنی طور پر بھی وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرے گا کہ تم اس کے پورے پورے فرمانبردار بنے رہو یہ تعلیم اور احسان خداوندی کا ذکر' ان کو صاف صاف اور کھلے لفظوں میں سنادے-

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا

پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تیرے ذمہ صرف واضح کر کے پہنچا دینا ہے۔ اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر انکار کر جاتے ہیں

وَاَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ

اور اکثر تو ان میں صریح کافر ہیں۔ اور جس دن ہم ایک جماعت سے ایک ایک کو گواہ قائم کریں گے پھر کافروں کو اجازت نہ ہوگی

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا

اور نہ ان کی تکلیف رفع کی جائے گی۔ اور ظالم جب دیکھیں گے تو ان کے

يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا

عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ان کو مہلت ملے گی۔ اور مشرک جب اپنے شریکوں کو دیکھیں تو کہیں گے

رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ

اے ہمارے مولا یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے تو وہ لوگ ان کو جواب دیں گے کہ کچھ شک نہیں

لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

کہ تم جھوٹے تھے۔ مشرک خدا کے آگے اس دن اظہار اخلاص کریں گے اور جو کچھ دنیا میں بہتان باندھتے تھے وہ ان کو سب بھول جائیں گے۔

پھر اگر وہ اس سے منہ پھیریں تو تیرا کوئی حرج نہیں کیونکہ تیرے ذمہ صرف واضح کر کے پہنچا دینا ہے اور بس یہ تو ایسے نالائق ہیں کہ اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں و قتاً فو قتاً اقرار بھی کرتے ہیں پھر باوجود اقرار کے انکار کر جاتے ہیں یعنی ان ہی نعمتوں کو غیر خدا کی طرف نسبت کر دیتے ہیں اور اکثر تو ان میں صریح کافر ہیں۔ ایسے کہ اپنے کفر اور انکار کا خم ٹھوک کر اقرار کرتے ہیں۔ اس انکار کا وبال اس دنیا میں بھی اٹھائیں گے اور جس دن ہم ہر ایک جماعت سے ایک ایک گواہ یعنی اس امت کا نبی اور ہر[1] زمانہ اور شہر یا محلے کے علماء و صلحا جو لوگوں کا حال بچشم خود ملاحظہ کرتے ہوں گے' قائم کریں گے پھر کافروں کو معذرت کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ان کی تکلیف رفع کی جائے گی۔ مختصر یہ کہ ان میں حق حق فیصلہ کیا جاوے گا اور ظالم جب عذاب کو سامنے دیکھیں گے تو سخت گھبرائیں گے مگر ان کی گھبراہٹ سے ان کے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی اور نہ ان کی مہلت ملے گی بلکہ فوراً پکڑے جاویں گے اور مشرک جب اپنے مصنوعی شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے مولا! یہ ہمارے بنائے ہوئے شریک ہیں جن کو ہم حاجت بر آری کے لئے تیرے سوا پکارا کرتے تھے۔ جو کچھ تجھ سے مانگنا چاہیئے تھا ان سے ہم مانگتے تھے گو تیری الوہیت کے بھی قائل تھے مگر ان کو بھی حاجت روا جانتے تھے ان کے نام کے دہائی دیتے تھے۔ ان کے نام پر خیرات کرتے تھے۔ اپنی اولاد کو ان سے منسوب کرتے تھے گویا انہوں نے دی ہے جیسے پیراں دتہ۔ دیوی دتہ۔ وغیرہ۔ غرض یہ کہ معمولی روزمرہ کی حاجتیں ہم انہی سے طلب کرتے تھے۔ تو وہ لوگ جن کی طرف مشرک اشارہ کریں گے۔ چونکہ ان بزرگوں نے ان مشرکوں کو یہ تعلیم نہیں کی ہوئی فوراً ان کو جواب دیں گے کہ کچھ شک نہیں تم اس امر میں سراسر جھوٹے تھے۔ کیوں مخلوق کو خالق سے برابر کرتے تھے۔ مشرک یہ معقول جواب سن کر فوراً خدا کے آگے اس دن اظہار اخلاص کریں گے کہ ہم تو تیرے ہی بندے ہیں تو جو چاہے ہم سے کر۔ تیرے سوا ہمارے کوئی نہیں جس سے ہم فریاد کریں اور جو کچھ دنیا میں بہتان باندھتے تھے وہ ان کو سب بھول جائیں گے۔

[1] وجبنی بالنبین والشھدا کی طرف اشارہ ہے

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ زِدْنٰھُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا

جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور اللہ کی راہ سے روکا ہوگا ان کے فساد کی وجہ سے ہم ان کو عذاب پر عذاب بڑھاتے

کَانُوْا یُفْسِدُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیْدًا عَلَیْہِمْ مِّنْ اَنْفُسِہِمْ

جائیں گے- اور جس روز ہم ہر ایک جماعت میں سے ایک ایک گواہ کھڑا کر دیں گے اور تجھ کو بھی ان

وَجِئْنَا بِکَ شَہِیْدًا عَلٰی ہٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّہُدًی

مشرکوں پر گواہ بناکر لائیں گے- اور ہم (خدا) نے تجھ پر کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کا بیان کرتی ہے اور

وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ ﴿۸۹﴾ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی

مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے- اللہ تم کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور احسان کرنے کا اور قرابت داروں کو

الْقُرْبٰی وَیَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۚ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ﴿۹۰﴾ وَاَوْفُوْا

دینے کا اور بے حیائی اور ناجائز حرکات اور ظلم کرنے سے منع کرتا ہے تم کو وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ- اور

بِعَہْدِ اللّٰہِ اِذَا عٰہَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِہَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ

اللہ کے نام سے جب تم عہد و پیمان کرو تو پورے کیا کرو اور قسموں کو بعد تاکید مزید کرنے کے نہ توڑا کرو حالانکہ اللہ کو تم نے اپنا ضامن ٹھہرایا ہوتا

پس نتیجہ یہ ہوگا کہ جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکا ہوگا جیسے آج کل ہمارے زمانہ کے پادری اور پنڈت ان کے فساد اور بدکاریوں کی وجہ سے ہم ان کو عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے پس تو ان کو یہ خبر سنا اور اس روز کے واقعات بھی سنا جس روز ہم ایک جماعت میں سے ایک سے ایک گواہ ان کے مخالف کھڑا کریں گے اور تجھ کو بھی ان مشرکوں پر گواہ بنا کر لاویں گے جس قسم کی گواہی تو ان کے حق میں دے گا وہ معتبر ہوگی کیونکہ تو اللہ کا رسول ہے اور ہم (خدا) نے تجھ پر اپنی کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز ضروری کا بیان کرتی ہے اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے جو کوئی اس کی ہدایتوں پر عمل کرے گا وہ فلاح پاوے گا اور جو اس سے انکار کرے گا اپنا ہی کچھ کھوئے گا۔ اس تعلیم کا قصور نہیں تعلیم کا خلاصہ تو یہ ہے کہ اللہ تم کو ہر ایک امر میں انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اپنا معاملہ ہو یا بیگانہ خدا کی نسبت کوئی خیال یا عقیدہ ہو یا مخلوق کے ساتھ کاروبار غرض ہر ایک امر میں عدل کرو عدل کے معنی بھی سن کو کہ وضع الشئی فی محلہ یعنی ہر ایک شئے کو اصل ٹھکانہ پر رکھنے کا نام عدل ہے جو کچھ کسی کے حق حقوق ہیں ان کو پورا پورا ادا کرنا عدل ہے پس وہ عدل کا اور ہر ایک کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور قرابت داروں کو حسب مقدور دینے کا یعنی اگر کسی کے قریبی رشتہ دار تنگ ہوں اور وہ آسودہ ہو تو ان سے حسب حیثیت سلوک کرے - اور بے حیائی یعنی زنا اور متعلقات زنا اور ناجائز حرکات سے اور ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنے سے منع کرتا ہے۔ اس امر کا تم کو ایسی نیک باتیں سنا کر گویا وعظ کرتا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ اور اگر صاف لفظوں میں سننا چاہو تو سنو کہ اللہ کے نام سے جب تم عہد و پیمان کرو تو پورا کیا کرو اور قسموں کو کسی حال میں خصوصاً بعد تاکید مزید کرنے کے تو بالکل نہ توڑا کرو- کیسی شرم کی بات ہے کہ مضبوط عہد باندھ کر بھی توڑ دیتے ہو حالانکہ اللہ کو تم نے اپنا ضامن ٹھہرا ہوتا ہے کہ ہم ہرگز ہرگز اس کے خلاف نہ کریں گے۔ اس عہد شکنی میں گو تم تو ایک دوسرے پر الزام لگاتے ہو اور ہر ایک اپنے آپ کو اس الزام سے بری کرتا ہے مگر خدا کے نزدیک کوئی امر

كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٩١﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا

ہے اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔ اور اس عورت کی طرح نہ بنو جو کاتے پیچھے اپنا سوت

مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَن تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ

ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔ تم اپنی قسموں کو فریب بازی کا ذریعہ بناتے ہیں اس لئے کہ کوئی قوم دوسروں سے

أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنتُمْ

مال و دولت میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے خدا تم کو اس امر کا حکم دیتا ہے اور جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن تم

فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٩٢﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُضِلُّ مَن يَشَاءُ

کو بتلا دے گا۔ اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو ایک ہی جماعت بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے

وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ

اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو تم کو اس سے سوال ہوگا۔ اور اپنی قسموں کو آپس میں فریب کرنے کا

دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا

بہانہ نہ بنایا کرو ورنہ مضبوط ہونے کے بعد قدم اکھڑ جائیں گے

مخفی نہیں کیونکہ اللہ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں پس اس امر کا لحاظ رکھو اور اس دیوانی عورت کی طرح نہ بنو جو بڑی محنت سے تمام دن سوت کات کر شام کو کاتے پیچھے اپنا سوت[1] ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے یعنی ذرا سی بات پر مدتوں کی دوستی اور عہد و پیمان نہ بھول جایا کرو بقول کدو کی دوستی یکدم میں توری کیا تم اس مطلب کے لئے اپنی قسموں کو آپس میں فریب بازی کا ذریعہ بناتے ہو اس لئے کہ کوئی قوم دوسروں سے مال و دولت میں بڑھی ہوئی ہوتی ہے تو تم اس سے عہد و پیمان کر کے ان کے حلیف بن جاتے ہو اور جب گردش زمانہ سے انکے عروج میں فرق آجاتا ہے تو جھٹ سے تم دوسروں سے خواہ ان کے دشمن ہی ہوں دوستی کے عہد و پیمان کر لیتے ہو۔ سنو اور دل لگا کر سنو خدا تم کو اس امر کا حکم دیتا ہے کہ اپنے معاہدوں کو پورا کرو اور جن باتوں میں اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن تم کو بتلا دے گا۔ اے نبی تو ان کی اس جہالت سے مضطرب نہ ہو اور سن کہ اگر خدا چاہتا تو تم سب لوگوں کو ایک ہی جماعت بنا دیتا کیا ممکن تھا کہ اس کے چاہے کو کوئی رد کر سکتا۔ لیکن وہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ لیکن اس کا چاہنا ظالمانہ نہیں بلکہ اس کا چاہنا اس کے قانون کا نام ہے پس جو لوگ اس کے انتظام اور قانون فطرت کے مطابق نیک راہ کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کو ہدایت میسر ہو جاتی ہے اور جو بدراہی پر جاتے ہیں ان کو گمراہی نصیب ہوتی ہے چنانچہ پہلے بھی کئی دفعہ بتلایا جا چکا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے تم کو سوال ہو گا کہ کیوں ایسا کام کیا اور کیوں ایسا نہ کیا پس بہتر ہے کہ تم بدکاریوں کو ابھی سے چھوڑ دو اور اپنی قسموں کو آپس میں فریب کرنے کا بہانہ نہ بنایا کرو ورنہ مضبوط ہونے کے بعد قدم اکھڑ جائیں گے یعنی جن لوگوں سے تم نے عہد مضبوط کیا ہو گا جب وہ تمہاری اس قسم کی بددیانتی سنیں گے تو وہ بھی پھسل جائیں گے

---

[1] یہ ایک عربی مثل ہے

وَتَذُوقُوا السُّوٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٩٤﴾

اور بوجہ اس کے کہ تم نے اللہ کی راہ سے روکا تم کو تکلیف پہنچے گی اور آخرت میں بھی تم کو بڑا عذاب ہوگا

وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ إِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

اور دنیا کے تھوڑے سے مال کے بدلے اللہ کے نام سے وعدہ کیا ہوا نہ بدلا کرو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ سب سے اچھا ہے اگر تم کو کچھ

تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ

علم ہے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تو ضائع ہونے کو ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے اور ہم صبر کرنے والوں کو

صَبَرُوٓا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ

ان کے کاموں کا بہت اچھا بدلہ دیں گے۔ جو کوئی ایماندار ہو کر نیک عمل کرے

ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ

مرد ہو یا عورت تو ہم ان کو پاکیزہ زندگی دیں گے اور ہم ان کو ان کے کاموں سے

بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾

بھی اچھا بدلہ دیں گے۔

اور بوجہ اس کے کہ تم نے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا تم کو دنیا ہی میں تکلیف پہنچے گی کہ تمہارا کوئی حمایتی نہ رہے گا اور آخرت میں بھی تم کو بڑا عذاب ہوگا یعنی تم جو مسلمان ہو کر کوئی برا کام بدیانتی یا شرارت کر گزرو گے تو جن لوگوں کو اسلام کی اصل تعلیم اور مسلمانوں کے ذاتی افعال میں تمیز نہیں تمہارے برے کاموں کو دین ہی سمجھیں گے اور ایسی بدعہدی کی وجہ سے اسلام سے نفرت کر جائیں گے اس کا وبال بھی تم پر ہوگا۔ پس تم ایسے کاموں سے جن سے عوام میں اسلام نفرت پھیلنے یا پھیلنے کا احتمال ہو پرہیز[1] کیا کرو اور دنیا کے تھوڑے سے مال کے بدلے اللہ کے نام سے وعدہ کیا ہوا نہ بدلا کرو اور یہ سمجھ لو کہ جو کچھ اللہ کے پاس تمہارا نیک اجر ہے۔ وہ سب سے بہتر اور اچھا ہے اگر تم کو کچھ علم ہے تو اس پر غور کرو۔ کیونکہ جو کچھ تمہارے پاس حلال یا حرام ہے وہ تو ضائع ہونے کو ہے اور جو نیک کاموں کا بدلہ اللہ کے پاس ہے وہ باقی ہے کبھی فنا نہ ہوگا۔ پس فانی کے پیچھے پڑ کر باقی کو ترک کر دینا کیا عقل کی بات ہے۔ پس تم عقل سے کام لو اور دل سے جان رکھو کہ ہم ثابت قدمی سے صبر کرنے والوں کو ان کے کاموں کا بہت اچھا بدلہ دیں گے کیوں کہ ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ جو کوئی ایماندار ہو کر نیک عمل کرے۔ محض دنیاوی لحاظ و ملاحظہ سے نہیں بلکہ خالص ایمانداری سے نیک عمل کرے پھر وہ خواہ وہ مرد ہو یا عورت' کسی قوم کا ہو تو ہم ان کو پاکیزہ زندگی دیں گے جس میں وہ کسی کدورت سے مکدر اور کسی تکلیف اور بلا میں مبتلا نہ ہونگے غرض بہمہ وجوہ عافیت سے رہیں گے اور ہم ان کو محض اپنے فضل سے ان کے کاموں سے بھی اچھا بدلہ دیں گے

---

[1] چنانچہ محرم کے عشرہ میں اس قسم کی بدعات کا ارتکاب ہوتا ہے۔ کہ جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں مثلاً باجے گاجے ذوالجناح کا مکانی اور سینہ کو مارنا جاہل عوام اسے بھی عین اسلام سمجھتے ہیں اور علمائے ربانی ہمیشہ اس قسم کی رسومات کا رد کرتے رہتے ہیں

اللھم تقل مساعیھم واحسن اجرھم

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۹۸﴾ اِنَّهٗ لَيْسَ

پس تو جب قرآن پڑھنا چاہے تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ لیا کر۔ یہ جو لوگ خدا پر

لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى

کامل ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر اس کا کسی طرح سے زور نہیں چل سکتا۔

الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ

اس کا زور تو بس انہی لوگوں پر ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور جو اس کے سبب سے شرک کرتے ہیں۔ اور جب ہم کوئی حکم کسی حکم

اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

کے قائم مقام نازل کرتے ہیں اور خدا جو کچھ نازل کرتا ہے اسے تو خوب معلوم ہے یہ کہنے لگتے ہیں بس تو تو مفتری ہے بلکہ بہت سے ان میں سے جانتے نہیں

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى

تو کہہ کہ اس کو تو جبرئیل نے خدا کے حکم سے سچی تعلیم کے ساتھ بھرپور اتارا ہے تاکہ ایمانداروں کو ثابت قدم کرے اور مسلمانوں کے

وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ

لئے ہدایت اور بشارت ہے۔ ہم (خدا) جانتے ہیں جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کو ایک آدمی سکھاتا ہے

باوجود اس انعام اور اکرام کے دنیا کے لوگ جو اس طرف نہیں جھکتے ظاہری سبب اس تو یہ ہے کہ کم عقل لوگ غائب از آنکھ کی قدر نہیں کرتے مگر باطنی وجہ اس کی یہ ہے کہ شیطان کا ان لوگوں پر غلبہ ہے جب تک اس کا دفعیہ نہ ہو اصلاح مشکل ہے اس کے دفعیہ کی ایک تجویز یہ بھی ہے۔ کہ جب برا خیال آئے تو اعوذ باللّٰہ یا **لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ** پڑھنا چاہیئے پس تو بھی جب قرآن پڑھنا چاہے تو شیطان مردود کے وسوسوں سے خدا کی پناہ لیا کر۔ کیونکہ جو لوگ خدا پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ اور توکل کرتے ہیں ان پر اس کا کس طرح سے زور نہیں چل سکتا۔ اس کا زور تو بس ان ہی لوگوں پر ہے جو اس سے تعلق رکھتے ہیں اور جو اس کی تعلیم کے سبب سے شرک کرتے ہیں۔ شیطانی غلبہ کے کئی ایک آثار ہیں جہالت سے اہل حق کے ساتھ مباحثہ کرنا سچی تعلیم پا کر عناد سے اس کا مقابلہ کرنا چنانچہ یہ لوگ کرتے ہیں کیسی جہالت کی بات ہے کہ بغیر کسی دلیل کے قرآن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ اور جب ہم کوئی حکم کسی حکم کے قائم مقام نازل کرتے ہیں یعنی جس حکم کی برداشت لوگ بوجہ موانع نہ کر سکتے ہوں تو اس کا عارضی قائم مقام ان کو بتلایا جاتا ہے جیسے بیماری کی وجہ سے وضو نہ کرنے والوں کو تیمّم کا حکم دیا جاتا ہے اور خدا جو کچھ نازل کرتا ہے اسے تو خوب معلوم ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے اور بندوں کی حاجتیں بھی اسے معلوم ہیں ان ہی کے مطابق وہ حکم بھیجتا ہے مگر یہ لوگ نادانی یا عناد سے کہنے لگتے ہیں کہ بس تو مفتری ہے من گھڑت جو چاہتا ہے کہہ دیتا ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ بہت سے ان میں سے اسرار شریعت اور رموز طریقت کو جانتے نہیں تو ان سے کہہ کہ اس قرآن کو تو جبرئیل جیسے شاہ زور اور پاک باطن فرشتے نے خدا کے حکم سے سچی تعلیم سے بھرپور اتارا ہے تاکہ ایمانداروں کو ایمان پر ثابت قدم کرے اور یہ مسلمانوں کے لئے جو اس کی تعلیم پر عمل کریں ہدایت اور بشارت ہے ہم (خدا) جانتے ہیں جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس رسول کو ایک آدمی قرآن سکھاتا ہے جھک مارتے ہیں اتنا بھی نہیں سوچتے

لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۰۳﴾

جس شخص کی نسبت ان کو بدگمانی ہے اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ تو صاف عربی زبان ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۰۴﴾

جو لوگ اللہ کے حکموں پر ایمان نہیں رکھتے خدا ان کو ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

جھوٹ کا افترا تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو اللہ کے حکموں پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی جھوٹے ہیں۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِیْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ وَ

جو لوگ ایمان سے پیچھے کفر کریں گے ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا ہاں جو مجبور کیا

لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۰۶﴾

جائے مگر دل اس کا ایمان پر مضبوط ہو تو اس سے مواخذہ نہ ہوگا لیکن جو جی کھول کر کفر کرتے ہیں انہی پر اللہ کا غضب ہے اور انہی کو دکھ کی مار ہوگی۔

کہ جس شخص کی نسبت ان کو بدگمانی ہے اس کی زبان تو عجمی[1] ہے اور عربی اسے صاف آتی نہیں اور یہ قرآن تو صاف عربی زبان ہے۔ اصل یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے حکموں پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اپنی ہواؤ ہوس کے تابع ہو رہتے ہیں خدا بھی ان کو کسی نیک کام کی ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔ کفار تجھے مفتری کہتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ جھوٹ کا افترا تو وہی لوگ کیا کرتے ہیں جو اللہ کے حکموں پر ایمان نہیں رکھتے۔ لیکن جن کو خدائے مالک الملک پر ایمان ہے ان سے کیوں کر ہو سکتا ہے کہ اللہ پر افترا کریں کیوں کہ ان کا ایمان ان کو اس جرات کی اجازت نہیں دیتا لیکن جو بے ایمان ہیں خدا پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ محض اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔ وہی اللہ پر افترا کرتے ہیں اور وہی جھوٹے ہیں۔ پس یاد رکھو جو لوگ ایمان کی بات پہنچنے سے پیچھے اللہ کے حکموں سے جی کھول کر کفر کریں گے ان پر اللہ کا غضب ہے۔ اور نیز ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا ہاں جو کسی زبردست طاقت ور کے ہاتھ کفر بکنے پر مجبور کیا جاوے مگر دل اس کا ایمان پر مضبوط ہو اس میں بالکل کفر کی ہوا نہ پہنچی ہو تو اس شخص سے مواخذہ نہ ہوگا۔ لیکن جو دانستہ اپنے اختیار سے جی کھول کر کفر کرتے ہیں ان ہی پر اللہ کا غضب ہے اور ان ہی کو دکھ کی مار ہے۔

---

[1] رسول کریم ﷺ کبھی کبھار ایک عیسائی غلام کے پاس بیٹھ جایا کرتے اور دوران مجلس تھوڑی بہت گفتگو بھی ہو جاتی تھی تو اس پر مخالفین نے یہ ہوا اڑادی کہ محمد ﷺ کو فلاں نامی غلام سکھاتا پڑھاتا ہے۔ چنانچہ آیت مذکورہ میں اسی بات کا رد ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي
یہ اس لئے کہ وہ دنیا کو آخرت سے زیادہ پسند کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ کافروں کی قوم کو

الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَ
ہدایت نہیں کیا کرتا- انہی لوگوں کے دلوں پر اور کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ نے

اَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ
مہر کر دی ہوئی ہے اور یہی لوگ غافل ہیں- کچھ شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے

الْخٰسِرُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ
والے ہیں- اور جن لوگوں نے کافروں سے دکھ اٹھانے کے بعد اپنے وطن چھوڑے اور

جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ
جہاد کیے اور صبر کرتے رہے کچھ شک نہیں کہ تیرا پروردگار ایسے واقعات کے بعد بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے- جس روز ہر ذی نفس

نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝
اپنے ہی لیے جھگڑے گا اور جو کچھ کسی نے کمایا ہوگا اس کو پورا بدلہ ملے گا اور کسی ان پر ظلم نہ ہو گا-

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ
خدا ایک شہر کا حال بطور مثال بیان کرتا ہے وہ شہر امن چین میں تھا ہر ایک مقامات سے اس کو رزق پہنچتا تھا پھر

یہ عذاب اس لئے ہے کہ دنیا کو آخرت سے زیادہ پسند کرتے ہیں اور اگر زیادہ پسند نہ کرتے ہوتے اور خدا کا خوف ان کے دل میں ہوتا تو کیوں ایسی بیہودہ گوئی اور لغو حرکات کے مرتکب ہوتے کیوں صرف چند روپے ماہوار کی تنخواہ پر اسلام کو خیر باد کہتے ہیں جیسے آج کل کے مرتد عیسائی اور پادری اور یہ بھی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کیا کرتا جو لوگ دانستہ خدا کے حکموں سے بے پرواہی اور استغنا کرتے ہیں خدا بھی ان سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ ان ہی لوگوں کے دلوں پر اور کانوں اور اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کی ہوئی ہے۔ ان کے ان ذرائع کو خیر سے بالکل مسدود کر دیا ہے۔ اور یہی لوگ۔ آخرت کی بھلائی سے غافل ہیں- کچھ شک نہیں یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں- اور جن لوگوں نے کافروں سے دکھ اٹھانے کے بعد اپنے وطن چھوڑے اور اللہ کی راہ میں بوقت ضرورت مناسب جہاد کئے اور تکلیفوں پر بڑی متانت سے صبر کئے رہے کچھ شک نہیں کہ تیرا پروردگار ایسے واقعات کے بعد ان کو بالکل معاف کر دے گا۔ کیوں کہ وہ بڑا ہی بخشنے والا نہایت مہربان ہے- کس روز بخشے گا؟ جس روز ہر ذی نفس کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوں گے وہ اپنے ہی لئے جھگڑے گا دوسرے کی اسے کوئی فکر نہ ہو گی اور جو کچھ کسی نے کمایا ہو گا اس کو پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اور کسی طرح اُن پر ظلم نہ ہو گا کہ ان کے نیک کاموں کو کم کیا جاوے اور بدیوں کو زیادہ اور ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ کیوں کہ یہ خدا کی شان الوہیت کے خلاف ہے اور سنو خدا ایک شہر یعنی مکہ شریف کا حال لوگوں کی ہدایت کے لیے بطور شامل بیان کرتا ہے تا کہ لوگ سمجھیں کہ خدا کے احسانوں اور انعاموں پر شکر نہ کرنے سے تباہیاں آیا کرتی ہیں وہ شہر یعنی مکہ تم کو معلوم ہے کیسا امن چین میں گزر اوقات کر رکھا تھا کہ ہر ایک دور دراز مقامات سے اُس کو رزق پہنچتا تھا؟

كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ

اس نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی تو خدا نے ان کے اعمال پر ان کو بھوک اور خوف کا

بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ

مزہ چکھایا- اور اللہ کی طرف سے انہیں میں سے ایک رسول ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے بھی

الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ

جھٹلایا پھر عذاب الٰہی نے ایسے حال میں آپکڑا کہ وہ ظالم تھے- پس جو کچھ خدا نے تم کو حلال طیب رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور

اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ

اللہ کی نعمت کا شکر کرتے رہو اگر تم اسی کے پرستار ہو- اس نے تم پر صرف مردار اور خون

وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ

اور خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے اور جو چیز اللہ کے سوا کسی کے نام پر نامزد کی جائے پھر جو شخص مجبور ہو ایسے حال میں کہ سرکش

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا

اور حد سے متجاوز نہ ہو تو اللہ بڑا بخشنے والا مہرباں ہے- اور اپنی زبانوں کے جھوٹے بیان سے نہ کہا کرو کہ یہ

پھر جب اس شہر والوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی بجائے شکران کے کفران کرنے لگے تو خدا نے ان کے برے اعمال پر ان کو بھوک اور خوف اعداء کا مزہ چکھایا خدا کی نعمتوں کی ناشکری تو کرتے ہی تھے خدا کے احکام پہنچانے والوں سے بھی بگڑ جاتے اور جب اللہ کی طرف سے ان ہی کی برادری اور قوم میں سے ایک رسول محمد رسول اللہ ﷺ ان کے پاس خاص انہی کی ہدایت کو آیا تو بجائے تسلیم اور اطاعت کرنے کے انہوں نے اسے بھی جھٹلایا- لگے بے ہودہ طرح طرح کی چہ گوئیاں کرنے' پھر تو کیا تھا آخر ایک مدت بعد جو خدا کے نزدیک ان کی مہلت دینے کو مقرر تھی عذاب الٰہی نے ایسے حال میں ان کو پکڑا کہ وہ انہی بدکاریوں کی وجہ سے ظالم تھے آخر بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی' ایک دن تو قانون شکنجہ میں انہوں نے پھنسنا ہی تھا- پس اس قصے سے تم سب حاضرین اور ناظرین عبرت پاؤ اور جو کچھ خدا سے تعالیٰ نے تم کو حلال طیب رزق دیا ہے- اس میں سے خوب مزے سے کھاؤ اور اللہ کی دی ہوئی نعمت کا شکریہ کرتے رہو- اگر تم اسی کے پرستار ہو تو یہی کام کرو اور بس اپنی ایجاد اور خیال سے نئی نئی چیزیں حرام نہ کر لیا کرو بلکہ جس چیز کی اس نے اجازت دی ہو اسے کھا لیا کرو اور جو حرام کی ہو اسے چھوڑ دو- اس اللہ نے تم پر صرف خود مردہ مردار اور ذبح کے وقت بہتا ہوا خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے اور ان کے علاوہ جو چیز اللہ کے سوا کسی کا نام پر نامزد کی جاوے بکری ہو تو- روٹی ہو تو- جان دار ہو تو بے جان ہو تو- غرض جو چیز کسی مخلوق کے تقرب اور اس سے امید اور ڈر کرتے ہوئے اس کے نام پر مقرر کی جائے وہ حرام ہے کیونکہ یہ بنیاد شرک ہے پھر بھی جو شخص بھوک کی وجہ سے مجبور ہو اور اسے حلال چیز کھانے کو نہ ملے لیکن ایسے حال میں کہ خدا کے حکموں سے سرکش اور زیادہ کھا کر حد سے متجاوز نہ ہو اور بقدر سدرمق کھالے تو اسے گناہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے- اس کی بخشش دو طرح سے ہے کبھی تو گناہ کے ظہور پزید ہونے پر معافی سے' کبھی کسی فعل پر سرے سے گناہ کا وصف سلب کر دینے سے- اس صورت میں یہ آخری شق ہے کہ خدا نے اس فعل کو جو اور وقتوں میں گناہ تھا مجبوری کے وقت میں گناہ قرار نہیں دیا- پس تم اللہ ہی کے فرمانبردار بنے رہو اور بے سوچے سمجھے اپنی زبانوں کے جھوٹے بیان کی بیچ سے کسی چیز کی نسبت نہ کہا کرو-

حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى

حلال ہے اور یہ حرام کہ تم اللہ پر جھوٹ کے بہتان باندھنے لگو جو اللہ پر جھوٹے افترا کرتے

اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ؕ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ۪ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَ عَلَى

ہیں ہرگز بامراد نہ ہوں گے۔ ان کے لئے تھوڑا سا گذارہ ہے اور ان کے لئے دکھ والا عذاب ہے۔ اور

الَّذِیْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ

یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کی تھیں جو پہلے ہم بیان کر آئے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہ کیا تھا لیکن وہ

كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ

خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ پھر بھی جو لوگ غلطی سے برے کام کرکے اس سے پیچھے توبہ کریں اور

تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۱۹﴾ اِنَّ

صالح بن جائیں تو تیرا پروردگار اس کے بعد ان کے حق میں بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ کچھ شک نہیں کہ

اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا ؕ وَ لَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ؕ

ابراہیم پیشوا اور خدا کا یکسو فرمانبردار بندہ تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ خدا کی نعمتوں کا شکرگزار تھا

اِجْتَبٰىهُ وَ هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَ اٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ؕ وَ اِنَّهٗ فِی

خدا ہی نے اس کو برگزیدہ کیا تھا اور سیدھی راہ دکھائی تھی۔ اور ہم (خدا) نے دنیا میں بھی اسے عزت دی تھی اور آخرت میں بھی

الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ؕ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ

وہ نیکوکاروں میں سے ہوگا اور تیری طرف بھی ہم (خدا) نے یہی حکم بھیجا ہے کہ تو ابراہیم کے طریق پر چل

ع ۱۵ / ۲۱

کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام جس کا نتیجہ تمہارے حق میں یہ ہو کہ تم اللہ پر جھوٹ کے بہتان باندھنے لگو جو چیز اللہ نے حرام نہیں کی اسے حرام کہو سنو جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا کرتے ہیں۔ ہرگز بامراد نہ ہوں گے۔ بلکہ ہمیشہ نامراد ہی رہیں گے دنیا میں انکے لئے تھوڑا سا گزارہ ہے اور آخرت میں ان کے لئے دکھ والا عذاب ہے تم پر یہ چیزیں حرام کی ہیں اور یہودیوں پر ہم نے وہ چیزیں حرام کی تھیں جو پہلے ہم سورت انعام رکوع ۱۸ میں بیان کر آئے ہیں **وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر الایتہ** دراصل یہ ان کی سرکشی کی سزا تھی اور ہم نے ان پر کسی طرح سے ظلم نہ کیا تھا۔ لیکن وہ خود اپنی جانوں پر بدکاریوں کی وجہ سے ظلم کرتے تھے۔ پھر بھی باوجود ان شرارتوں کہ جو لوگ غلطی سے برے کام کر کے اسی سے پیچھے توبہ کرلیں اور صالح بن جائیں تو تیرا پروردگار اس توبہ کے بعد ان کے حق میں بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے۔ تعجب ہے۔ کہ تم عرب کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تو ایسے معتقد ہو کہ ہر ایک کام میں ان کی سند پیش کرتے ہو۔ مگر صرف زبانی جیسے ہند پنجاب اور کشمیر کے لوگ حضرت پیر عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی صرف زبانی علیم وتکریم کرتے ہیں ورنہ اگر ان کی کتاب سے ان کو کچھ بتا کر کہا جائے کہ ان کی تعلیم پر عمل کرو تو منہ پھیر جاتے ہیں اسی طرح تم ہو سنو اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت ابراہیم بے شک مستند آدمی تھا مگر کیوں تھا؟ اس لئے کہ وہ ایمان داروں کا پیشوا اور خدا کا یکسو فرمانبردار بندہ تھا اور بڑی بات یہ ہے کہ وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کسی طرح کا شرک ہو، جلی یا خفی اس کے پاس تک نہ آسکتا تھا خدائی نعمتوں کا شکرگزار تھا خدا ہی نے اس کو برگزیدہ کیا تھا اور سیدھی راہ دکھائی تھی اور ہم (خدا) نے دنیا میں بھی اسے عزت اور آبرو دی تھی اور آخرت میں بھی وہ نیکوکاروں سے ہوگا جو کچھ ہم نے اس سے برتاؤ کیا اسکی دیانتداری کی وجہ سے کیا اور تیری طرف بھی جو سید الانبیاء ہے ہم (خدا) نے یہی حکم بھیجا ہے

حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٢٣﴾ إِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ ۚ

جو یکسو فرمانبردار تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا- سبت صرف انہی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو اس میں مختلف

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٢٤﴾ ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ

ہو رہے ہیں- اور تیرا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی امور میں بین فیصلہ کرے گا- اپنے پروردگار کی راہ کی طرف

رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ۖ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

دانائی اور عمدہ عمدہ نصائح سے لوگوں کو بلا تا رہ اور نہایت ہی عمدہ طریق سے ان کے ساتھ مباحثہ کیا کر تیرا پروردگار ان لوگوں کو

بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١٢٥﴾ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم

بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت والوں سے بھی خوب واقف ہے- اور اگر زیادتی کا بدلہ لینا چاہو تو اسی قدر لیا کرو جس قدر

بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ﴿١٢٦﴾ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہو اور اگر صبر کرو تو صبر کرنا صابروں کے حق میں بہتر ہے- اور صبر کیا کر اور تیرا صبر اللہ ہی کی مدد سے ہے اور ان کے حال پر غم نہ

وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ﴿١٢٨﴾ ع

کر اور نہ ان کی فریب بازیوں سے دل تنگ ہو بے شک اللہ پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے

کہ تو ابراہیم کے طریق پر چل' جو خدا کا یکسو فرمانبردار بندہ تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا مگر افسوس ہے کہ تیرے مخالف دیانتداری کے پاس بھی نہیں پھٹکتے اور بیہودہ باتیں اور سوال وجواب کر کے ناحق وقت ضائع کرتے ہیں دیکھو تو یہودی جو اپنے آپ کو اہل علم سمجھتے ہیں کیسا احمقانہ سوال کرتے ہیں کہ تم سبت ہفتہ کے روز کی تعظیم کیوں نہیں کرتے- حالانکہ سبت کی تعظیم اور اس میں بالکل عبادت ہی میں لگے رہنا صرف ان ہی لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو اس وقت اس میں مختلف ہیں یعنی یہودی اور عیسائی- عیسائیوں نے بجائے ہفتہ کے اتوار بنالیا- تورات سے یہ امر ثابت نہیں ہوتا کہ سبت تمام قوموں کے لئے تھا اور تیرا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی امور میں فیصلہ کرے گا مگر اپنی دھن میں لگا رہ- اپنے پروردگار کی راہ کی طرف دانائی اور عمدہ عمدہ نصائح سے لوگوں کو بلاتا رہ اور حسب ضرورت مباحثہ کی نوبت آئے تو نہایت ہی عمدہ طریق سے جس میں کسی کی دل آزاری نہ ہو' مخاطب کے بزرگوں اور معبودوں کی بے ادبی نہ ہو' ان کے ساتھ مباحثہ کیا کر- بے شک تیرا پروردگار ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت والوں سے بھی خوب واقف ہے اور اگر مباحثہ میں فریق مخالف کی زیادتی کا جو دوران مباحثہ یا میدان جنگ میں ان سے سرزد ہوئی ہو بدلہ لینا چاہو تو اس قدر لیا کرو جتنی تم کو تکلیف پہنچائی گئی ہو مگر اس میں بھی یہ اصول مدنظر رہا کرے کہ ان کے بزرگوں اور معبودوں کی ہتک نہ ہو ورنہ پھر معاملہ بڑھ جائے گا اور اگر صبر کرو اور اصل مضمون ہی کی طرف توجہ کر کے ان کی بیہودہ گوئی کی پرواہ نہ کرو اور اصل مطلب ہی کا جواب دیتے رہو تو صبر کرنا صابروں کے حق میں سب سے بہتر ہے- پس تو یہی خصلت اختیار کر اور صبر ہی کیا کر و واقعی بات یہ ہے کہ جیسی تجھ کو تکلیف مخالفین کی طرف سے ہو رہی ہیں ایسی تکلیف میں صبر کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور دراصل تیرا صبر بھی محض اللہ کی مدد سے ہے ورنہ کسی انسان کا کام نہیں کہ ایسی مصیبت اور تکلیف میں صبر کرے یا تو وہ کام چھوڑ دیگا یا طبیعت کو بے چین کر کے بدحواس ہو جائے گا مگر تو ایسی باتوں کا خیال بھی نہ لا اور ان بے دینوں کے حال پر غم نہ کرو اور نہ انکی فریب بازیوں سے دل تنگ ہو بیشک اللہ تعالیٰ کی مدد پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے انجام کار انہی کا ہے یہ بھی دیکھ لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے چنانچہ سب نے دیکھ لیا- فالحمد للہ

سورت بنی اسرائیل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ

پاک ہے جس نے اپنے بندے کو راتوں رات کعبہ شریف سے بیت المقدس

الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ①

تک جس کے ارد گرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں سیر کرائی تاکہ ہم اس کو بعض نشان دکھلا دیں بے شک وہ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے

سورت بنی اسرائیل

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

خدا تعالیٰ سب عیوب سے پاک ہے جس نے اپنے بندے پیغمبر علیہ السلام کو راتوں رات کعبہ شریف سے بیت القدس تک جس کے ارد گرد ہم نے روحانی اور جسمانی برکتیں کر رکھی ہیں سیر کرائی تاکہ ہم یعنی خدا اس کو اپنی قدرت کاملہ کے بعض نشان دکھلا دیں ایسے کہ مخالف دیکھ کر اور سن کر دنگ رہ جائیں۔ اور عاجز آجاویں۔ بیشک وہ خدا بڑا ہی سننے والا اور بڑا دیکھنے والا ہے ہر ایک سے وہی واقف ہے کوئی اور نہیں یہ ترقی اور مہربانی گو بہت بڑی ہے

معراج

واقعی معراج کی تفصیل اور کیفیت میں جس قدر اختلاف ہے شاید ہی کسی واقع اور کسی مسئلہ کے متعلق اختلاف کی مختصر فہرست یہ ہے۔ ۱۔ اسراء اور معراج ایک ہیں یا دو ہیں۔ ۲۔ دونوں جاگتے ہوئے ہیں یا سوتے ہیں ۳۔ ایک جاگتے میں ہوا ایک سوتے میں ۴۔ بیت القدس تک جاگتے میں ہوا ہے اس سے آگے آسمانی سیر سوتے میں وغیرہ ان سب مذاہب کا بیان اور ان کے دلائل کا ذکر شروح حدیث فتح الباری وغیرہ میں ملتا ہے علیٰ ہذا القیاس اور بھی جزئی جزئی اختلاف کئی ہیں۔ مگر ہم ان میں اس بات کی ترجیح دیتے ہیں کہ اسراء اور معراج دو الگ الگ واقع ہیں اور دونوں بیداری میں جسدہ الشریف ہوئے ہیں۔ یہ دعویٰ ہم نے ایجاد نہیں کیا بلکہ بعض متاخرین علماء بلکہ بقول ابن حیہ امام بخاری کا بھی یہی خیال ہے (دیکھو فتح الباری چھاپہ دہلی پارہ ۱۵ صفحہ ۴۵۱)

بعض احادیث سے بھی اس دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان لیلتہ اسری بی واصبحت بمکتہ مربی عد واللہ ابو جھل فقال ھل کان من شئی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اسری بی اللیلتہ الی بیت المقدس قال ثم اصبحت بین اظھرنا قال نعم (الحدیث' فتح الباری بروایۃ احمد و بزار)

کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جس رات مجھ کو اسراء کرایا گیا یعنی میں بیت القدس تک گیا اور صبح کے وقت مکہ میں تھا تو ابو جہل میرے پاس گزرا اور بطور طنز کے کہنے لگا کہا آج کیا نیا واقعہ بھی ہوا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ ہاں آج رات میں بیت المقدس تک گیا۔ اس نے کہا صبح پھر ہمارے میں تھا۔ آنحضرت نے فرمایا ہاں (فتح الباری)

وَاٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡـكِتٰبَ وَجَعَلۡنٰهُ هُدًى لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَلَّا تَتَّخِذُوۡا

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہم نے ہدایت نامہ بنایا یہ کہ اے نوح کے

مِنۡ دُوۡنِىۡ وَكِيۡلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبۡدًا شَكُوۡرًا ۝

ساتھیوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا میرے سوا کسی کو اپنا متولی نہ بنائیو بیشک وہ بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا

مگر ہماری مہربانیاں مختلف انواع کی ہیں۔ ہم نے بنی اسرائیل پر جو عربیوں کے بھائی بند ہیں کئی ایک قسم کے ان گنت احسان کئے تھے اور حضرت موسیٰؑ کو کتاب تورات دی اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہم نے ہدایت نامہ بنایا۔ پہلا[1] حکم اس میں یہ تھا کہ اے نوح کے ساتھیوں کی اولاد اسرائیلیو جن کو ہم نے نوح کے ساتھ بیڑے پر سوار کیا تھا اور غرق ہونے سے بچایا تھا۔ میرے یعنی خدا کے سوا کسی کو اپنا متولی اور کارساز بنائیو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ تم کس کے ساتھی ہو تم نوح کے ساتھی ہو۔ بے شک وہ بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔

[1] دیکھو تورات۔ استثناء ۴ باب کی ۱۶ ا منہ

عن ابی سلمة قال افتتن ناس كثير يعنى عقب الاسراء فجاء ناس الى ابى بكر فذكروا له فقال اشهد انه صادق فقالوا او تصدقه بانه اتى الشام فى ليلة واحدة ثم رجع الى مكة قال نعم انى اصدقه بابعد من ذلك اصدقه بخبر السماء قال فسمى بذالك الصدق (فتح البارى بروايته بيهقى پاره ۱۵ باب حديث الاسراء)

حضرت ابو سلمہ کہتے ہیں کہ آنحضرت کے اسراء کے بعد بہت لوگ پریشان ہو کر حضرت ابو بکر کے پاس آئے اور ان کے پاس یہ ذکر کیا (کہ تیرا نبی کہتا ہے) کہ میں آج شب کو بیت المقدس تک گیا ہوں۔ حضرت ابو بکر نے کہا میں تصدیق کرتا ہوں کہ وہ سچا ہے وہ بولے میں تو اس بات کی بھی تصدیق کرتا ہوں کہ وہ ایک ہی شب میں ملک شام تک جا کر پھر مکہ شریف میں آ گیا۔ ابو بکر نے کہا اس سے بھی زیادہ دور کی بات میں اس کی تصدیق کرتا ہوں میں آسمانوں کی خبروں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں راوی نے کہا اسی لئے ابو بکر کا نام صدیق ہوا۔

ان دونوں حدیثوں میں صرف بیت المقدس تک جانے کا ذکر ہے خود پیغمبر خدا ﷺ نے ابو جہل کے سامنے اور کفار مکہ نے ابو بکر کے روبرو صرف بیت المقدس ہی کا نام لیا اس سے زیادہ نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس رات کا یہ واقع ہے اس رات صرف بیت المقدس تک ہی سیر ہوئی تھی۔ قرآن شریف میں بھی اسی لئے مسجد اقصیٰ تک آیا ہے اس سے آگے نہیں۔ حالانکہ اگر ہوتا تو موقع بیان کیا تھا۔ مگر نہیں۔ ہاں احادیث صحیحہ میں آنحضرت ﷺ کا آسمانوں پر جانا بھی آیا ہے اسی لئے باتباع علماء متاخرین ہم نے بھی ان واقعات کو متعدد مانا ہے۔ واضح ہو کہ اسرائیے مراد وہ سیر ہے جو مکہ شریف سے بیت المقدس تک ہوئی تھی اور معراج سے وہ سیر مراد ہے جو مکہ شریف سے فلک اور افلاک تک ہوئی۔

دعویٰ اول یعنی آنحضرت کا اسراء

مکہ شریف میں سے بیت المقدس تک جسمانی ہوا ہے اس کا نقلی ثبوت۔

نقلی ثبوت سے ہماری مراد قرآن و حدیث ہے پس ہم پہلے قرآن و حدیث سے اس بات کا ثبوت دیتے ہیں قرآن شریف کی آیۃ صاف ہے۔

سبحن الذى اسرى بعبده ليلا من المجسد الحرام الى المسجد الاقصى

کہ خدا پاک ہے جو اپنے بندے کو رات کے وقت مکہ شریف سے بیت المقدس تک لے گیا

وَ قَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو اطلاع کردی تھی کہ تم دو دفعہ ملک میں فساد کرو گے

وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴﴾ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ

اور بہت ہی سر اٹھاؤ گے پھر جب پہلی دفعہ آئے گی تو ہم اپنے بندوں کو

اور ہم نے اسی کتاب میں بنی اسرائیل کو اطلاع کر دی تھی کہ تم دو دفعہ شریعت کی مخالفت سے ملک میں فساد کرو گے اور بہت ہی سر اٹھاؤ گے پھر جب پہلی دفعہ تمہاری گت ہونے کو آوے گی تو ہم اپنے بندوں میں سے ایک قوم کو۔

اس آیت سے علماء نے کئی ایک طرح سے اس دعویٰ پر کہ آنحضرت ﷺ کو اسراء جسدی ہوا تھا استدلال کیا ہے۔

(۱) اول عبد کا لفظ جسم اور روح دونوں کے مرکب پر بولا جاتا ہے نہ صرف روح پر۔ چنانچہ آیت تحدی میں ہے ان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله یہاں پر عبدنا جس ذات والا صفات کو کہا گیا ہے وہی اس آیت فاسرى بعبده میں مراد ہے۔

(۲) دوم یہ کہ سبحان موقع تعجب پر بولا جاتا ہے اگر اسراء روحانی ہوتا تو کیا تعجب تھا یہ تو اب بھی ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ اسراء جسدی ہی ہوا ہے اور یہی محل تعجب ہے۔

(۳) تیسری دلیل اسی آیت میں اسریٰ کا لفظ ہے جس کے معنی کو لے جانے کے ہیں۔

اسرى سير عامته واسرى واسترى وسرى به واسراه ديه واسرى بعبده ليلا وتاكيدا ومعنا سيره (قاموس لفظ سرى)

قاموس میں ہے کہ سرائے رات کے عام حصہ کی سیر کو کہتے ہیں چونکہ رات خود اس کے معنی میں داخل ہے اس لئے اسری بعبده میں لیلا کی قید تاکید کے لئے ہے۔

السرى سير اليل يقال سرى واسرى قال فاسر باهلك۔ اسرى بعبده (مفردات راغب لفظ سرى)

ایسا ہی مشہور لغات قرآن مفردات راغب اصفہانی میں ہے کہ سرائے رات کی سیر کو کہتے ہیں اور اسری بعبده اسی سے ہے۔

علاوہ ان لغوی شہادتوں کے خود قرآن مجید میں یہ لفظ کئی ایک جگہ آیا ہے۔ لطف یہ ہے کہ جہاں کہیں آیا ہے اسی محاورہ میں آیا ہے بالکل فرق نہیں ہوا۔ مقامات ذیل بغور ملاحظہ ہوں

فاسر باهلك بقطع من الليل (پ ۱۲ ع ۱' وپ ۱۴ ع ۵) ترجمہ فارسی اپس ببر کسان خود را بپارہ از شب' ترجمہ اردو' سو لے نکل اپنے گھر والوں کو کچھ رات سے۔ ولقد اوحينا الى موسىٰ ان اسر بعبادى (پ ۱۶ ع ۱۳) ترجمہ فارسی' وحی فرستادیم بسوئے موسیٰ کہ وقت شب ببر بندگان مرا' ترجمہ اردو' اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کو کہ لے نکل میرے بندوں کو رات سے۔ واوحينا الى موسىٰ ان اسر بعبادى انكم متبعون (پ ۱۹ ع ۸) ترجمہ فارسی' وحی فرستادیم بسوئے موسیٰ کہ بوقت شب رواں کن بندگان مرا ہر آئینہ شما تعاقب کردہ شوید' ترجمہ اردو' حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو رات کو لے کر نکل میرے بندوں کو البتہ تمہارے پیچھے لگیں گے۔

ان حوالہ جات میں پچھلے حوالہ میں اسرى بعبادى کے ساتھ ليلا کا لفظ نہیں آیا اور اس کے سوا اوروں میں آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو صاحب قاموس نے کہا ہے کہ ليلا کا لفظ اسراء کی تاکید ہے یہ ٹھیک ہے۔ پس ان حوالہ جات سے جو ثابت ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط' حضرت موسیٰ وغیرہ علیہم السلام کو اپنے اتباع کے لئے جانے کا حکم دیا ہے جس سے مراد ان کو بیداری میں لے جانا ہے اسی طرح اس آیت (اسراء بعبده) میں مراد ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ کا حالت بیداری میں جانا کیوں کہ یہ دونوں لفظ ایک ہیں۔ حوالہ جات میں صیغہ امر کا ہے اور آیت اسراء میں صیغہ ماضی کا مگر مصدر دونوں کا ایک ہی (اسراء) ہے۔ پھر معنی کے اتحاد میں کیا شک ہے۔

۴۔ چوتھی دلیل اسراء جسمانی کی یہ ہے کہ مشرکین عرب نے اسراء کا حال سن کر تعجب کیا اور منکرانہ سوالات پیش کئے چنانچہ حدیث بخاری (باب المعراج) میں ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ جب قریش نے میری تکذیب کی اور بیت المقدس کے مقامات مخصوصہ سے سوالات کئے تو میں بہت

عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا

جو سخت لڑاکے ہوں گے تم پر بھیجیں گے پس وہ تمہارے ملک میں پھیل جائیں گے یہ وعدہ کیا جاچکا ہے

مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ

ایک دفعہ ہم پھر تم کو ان پر فتح دیں گے اور تم کو مال

جو سخت لڑاکے ہوں گے تم پر بھیجیں گے پس وہ تمہارے ملک میں پھیل جائیں گے اور سمجھ رکھو کہ یہ وعدہ کیا جاچکا ہے۔اس میں ذرا بھی تخلف اور قصور نہ ہو گا ایک دفعہ ہم تم کو ان پر فتح دیں گے اور تم کو مال

حیران ہوا کیونکہ اس طرح کی تفصیل جو ان کی مراد تھی مجھے یاد نہ تھی آخر کار خدا تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے ظاہر کر دیا یعنی روحانی تجلی ہو گئی۔پس میں اس کو دیکھ کر بتلاتا گیا۔اس حدیث اور اس جیسی اور کئی ایک حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرکین عرب نے آنحضرت کے اسراء سے انکار کیا اور سخت معترض ہوئے۔پس آپ کا اسراء اگر جسمانی نہ ہوتا بلکہ خواب ہوتا تو یہ انکار کیوں ہوتا۔کیا مشرکین عرب خود کبھی خواب میں کہیں کے کہیں نہ چلے جاتے تھے کہ ان کو حیرانی پیش آئی۔ان کی حیرانی کو اگر ان کا غلط گمانی کہا جائے تو پیغمبر خدا ﷺ نے ان کو کیوں نہ سمجھا دیا کہ میرا اسراء تو خواب کی قسم سے ہے جو سب لوگوں کو حسب مراتب ہوتے رہتے ہیں پھر تمہارا انکار کیوں ہے۔یہ ہیں بالاختصار چار دلیلیں جو اسراء کے جسمانی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔اب منکرین کی طرف سے ان کے جواب دیئے گئے ہیں ان کا نقل کرنا بھی ضروری ہے تاکہ بات محقق ہو کر ذہن نشین ہو۔

سرسید احمد خان مرحوم علی گڑھ جو اسراء اور معراج دونوں کے جسمانی ہونے سے منکر ہیں اپنی تفسیر جلد ششم میں لکھتے ہیں۔

سرسید احمد خان کا انکار اور ان کا جواب

پہلی دلیل کہ لفظ عبد میں دونوں جسم و روح شامل ہیں اور اس لئے اسراء و معراج بجسدہ ہوئی تھی ایسی بے معنی ہے کہ اس پر نہایت تعجب ہوتا ہے اگر خدا یوں فرماتا کہ اسریت بعبدی فی المنام من الكعبته الی المدينته يا اسريت عبدی فی لمنام كذاو كذا تو کیا اس وقت بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ عبد میں روح اور جسم دونوں شامل ہیں اور اسی اس لئے خواب میں مع جسم جانا ثابت ہوتا ہے۔

جو شخص خواب دیکھتا ہے وہ ہمیشہ متکلم کا صیغہ استعمال کرتا ہے اور اگر کوئی شخص اس بات پر قادر ہو کہ دوسرے کو بھی خواب دکھا سکے تو ہمیشہ اس کو مخاطب کرے گا خواہ نام لے کر یا اس کی کسی صفت کو بجائے نام قرار دے کر اور اس پر اس طرح استدلال نہیں ہو سکتا جیسا کہ ان صاحبوں نے عبد کے لفظ سے استدلال چاہا ہے۔

قرآن شریف میں حضرت یوسف نے اپنے خواب کی نسبت کہا یا ابت انی رایت احد عشر کوکباً اور قیدیوں نے اپنا خواب اس طرح بیان کیا کہ ایک نے کہا انی ارنی اعصر خمراً دوسرے نے کہا انی ارانی احمل فوق راسی خیزاً حالانکہ یہ سب خواب تھے پھر لفظ انی پر یہ بحث کہ اس میں جسم و روح دونوں داخل ہیں اور خواب میں جو فعل کیا فی الواقع وہ جسمانی فعل ہی تھا کیسی لغو بیہودہ بات ہے۔خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے خواب بیان کئے ہیں اور دوسروں نے بھی اپنے خواب آنحضرتؐ کے سامنے بیان کئے ہیں جن میں متکلم کے صیغے رائیت استعمال ہوئے ہیں اور ان اشیاء اور اشخاص کا ذکر آیا ہے۔جن کو خواب میں دیکھا۔پس کیا اس پر خواب میں ان اشیاء اور اشخاص کے فی الواقع بجسدہا موجود ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے؟

اور یہ قول کہ اگر معراج کا واقعہ خواب ہوتا تو خدا فرماتا اسری بروح عبدہ ایسا ہی بیہودہ ہے جیسا کہ عبد کے لفظ سے جسمانی معراج پر استدلال کرنا۔اس قول کے لیے ضروری تھا کہ کوئی سند کلام عرب کی پیش کی جاتی کہ خواب کے واقعہ پر فعل بروحہ کذا و کذا بولنا عرب کا محاورہ ہے پس صاف ظاہر ہے کہ جو دلیل پیش کی ہے وہ محض لغو بیہودہ ہے اور اس سے مطلب ثابت نہیں ہوتا(تفسیر احمدی۔سورہ بنی اسرائیل صفحہ ۸۱)

وَّ بَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ

اور اولاد سے مدد کریں گے اور بہت بڑے جتھے والے بنائیں گے- اگر تم نے نیک کام کئے تو اپنے لئے کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو اس کا بھی

وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا

تم ہی پر وبال ہوگا- پھر جب دوسری دفعہ کا وقت آئے گا تو ہم پھر تمہارے دشمنوں کو تم پر غلبہ دیں گے تاکہ وہ مار مار کر تمہارے منہ بگاڑیں دیں اور مسجد

الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ

میں گھس آئیں گے جیسے وہ پہلی مرتبہ اس میں گھس آئے تھے اور جس چیز پر قابو پائیں گے توڑ پھوڑ دیں گے امید ہے

اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝

کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے گا اور اگر تم نے پھر وہی کام کئے تو ہم بھی وہی سزا دیں گے اور ہم نے کافروں کے لئے جہنم گھیرنے والی بنائی ہے

اولاد سے مدد کریں گے اور بہت بڑے جتھے والے بنائیں گے کہ تمہاری تعداد دگنی ہو جائے گی- غرض تمہارے دن بھلے آویں گے اور تم بھی دنیا میں ایک زندہ قوم سمجھے جاؤ گے لیکن یہ یاد رکھنا تاکہ اگر تم نے نیک کام کئے تو اپنے لئے کرو گے اور اگر برائی کرو گے تو وہ بھی تم ہی پر وبال ہوگا پھر جب دوسری دفعہ کا وقت آوے گا یعنی جب تم بہ دستور خرمستی کرنے لگو گے تو ہم پھر تمہارے دشمنوں کو تم پر غلبہ دیں گے تاکہ وہ مار مار کر تمہارا منہ بگاڑ دیں اور مسجد بیت المقدس میں برباد کرنے کو گھس آویں گے جیسے وہ پہلی مرتبہ اس میں گھس آئے تھے اور جس چیز پر قابو پاویں گے توڑ پھوڑ دیں گے غرض جہاں تک ان سے ہو سکے گا عام بربادی کریں گے اس پر بھی امید ہے کہ اگر تم شرارت سے باز آئے تو تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے گا اور اگر تم بے دینی کی طرف ہی پھر پھرے تو ہم (خدا) بھی تمہارے ساتھ وہی معاملہ کریں گے جو پہلے کیا تھا اور ابھی اس دنیاوی سزا کے علاوہ ہم نے کافروں کے لیے جہنم گھیرنے والی بنائی ہے جو کوئی اس میں داخل ہوا بس اس کی

جواب اگر اسرایت بعبدی فی المنام ہوتا تو بیشک خواب سمجھتے کیونکہ اس کلام کا ترجمہ صاف ہوتا کہ میں اپنے بندے کو نیند کی حالت میں لے گیا نیند کا لفظ اس مجاز کے لئے قرینہ ہوتا ہے کہ یہاں عبد سے مراد روح العبد ہے نہ کہ کامل عبد- اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی لڑکے کو ھذا ابنی (یہ میرا بیٹا ہے) کہے تو کچھ شک نہیں کہ اس کلام سے اس لڑکے کی ابنیت پر استدلال ہو سکتا ہے- لیکن اگر یوں کہے (ھذا ابنی فی التلمذ) یہ میرا بیٹا شاگردی کا ہے- یعنی شاگرد ہے- تو اس سے لڑکے کی ابنیت پر استدلال نہ ہوگا- لیکن اس سے یہ لازم نہ آئے گا کہ پہلا استدلال بھی غلط ہے بلکہ وہ بھی صحیح ہے اور یہ بھی صحیح کیونکہ وہ بلا قرینہ حقیقت پر محمول ہے بحکم علامتہ الحقیقتہ التبادر اور دوسری مثال میں قرینہ مجاز موجود ہے- حیرانی ہے سید صاحب جیسا محقق اور ایسی حرکت مذبوحی؟ اینچہ بوالعجمی است ؎

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا پر تیرے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

ایسا ہی حضرت یوسف علیہ السلام کی گفتگو میں بھی رویت عین ہی مراد ہوتی مگر ان کے باپ نے جب جواب میں کہا- لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ علی اخوتك (اے میرے بیٹے اپنا خواب بھائیوں کو مت سنائیو) تو قرینہ مجاز پایا گیا- چنانچہ آپ نے بھی صفحہ ۹۹ پر اس لفظ کو قرینہ مجاز تسلیم کیا ہے جس کی پوری عبارت آگے صفحہ ۱۴۰ پر آتی ہے- پس رویت عین نہ رہی بلکہ (خواب) ہو گیا اسی طرح قیدیوں کے بیان میں جب یہ لفظ پایا گیا- نبئنا بتاویلہ (اے یوسف ہم کو اس کی تعبیر بتلا) تو معلوم ہوا کہ یہ رویت عین نہیں بلکہ رویاء منام (خواب) ہے غرض جہاں کہیں رائیت خواب کے معنی میں آئے گا وہاں پر کوئی نہ کوئی قرینہ ضرور ہوگا-

اس سے تعجب تر یہ کہ آپ یہ بھی فرماتے ہیں اور یہ قول کہ معراج کا واقعہ اگر خواب ہوتا تو خدا فرماتا- اسری بروح منہ ایسا ہی بیہودہ ہے جیسا کہ عبد کے لفظ سے جسمانی معراج پر استدلال کرنا- اس قول کے لئے ضرور تھا کہ کوئی سند کلام عرب کی پیش کی جاتی کہ خواب کے واقعہ پر فعل بروحہ

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ

کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے مضبوط ہے اور ایمانداروں کو جو نیک عمل

يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝

کرتے ہیں خوش خبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے

اس کی خبر نہیں پھر وہ کہیں سے باہر نہیں جاسکے گا- یہ احکام تو ہم نے بنی اسرائیل کو بتائے تھے اب تم مکہ والوں سے خطاب ہے- سنو کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن شریف وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے عمدہ اور مضبوط ہے کسی دلیل عقلی یا نقلی سے غلط نہیں ہو سکتا اور ایمانداروں کو جو ایمان لاکر اخلاص کامل سے نیک عمل بھی کرتے ہیں قرآن شریف ان کو جنت کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بہت بڑا اجر اور ثواب ہے اور یہ خبر بھی بتلاتا ہے-

کذا و کذا بولنا عرب کا محاورہ ہے پس صاف ظاہر ہے کہ جو دلیل پیش کی ہے وہ لغو اور بیہودہ ہے اور اس سے مطلب ثابت نہیں ہوتا صفحہ ۸۱

جواب : یہ کون کہتا ہے کہ روح کا لفظ ہونا ضروری ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ایسا قرینہ کوئی ضرور ہو جس سے ثابت ہو کہ یہاں خواب مراد ہے ورنہ جب تک کوئی قرینہ ایسا نہ ہوگا عبد کے لفظ سے جسم اور روح کا مرکب ہی سمجھا جاوے گا- پس آیت زیر بحث میں قرینہ صارفہ بتلانا آپ کا کام ہے نہ کہ آپ کے فریق مخالف کا- دوسری دلیل کے متعلق سر سید مرحوم فرماتے ہیں

دوسری دلیل کی نسبت ہم خوشی سے اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ سبحان کا لفظ تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہے- مگر اس کو اسراء سے خواہ وہ خواب میں ہوئی ہو یا حالت بیداری میں اور جسدہ ہوئی ہو یا بروحہ کچھ تعلق نہیں ہے- بلکہ اس کو اس سے تعلق جو مقصد اعظم اس اسراء سے تھا اور وہ مقصد اعظم خود خدا نے فرمایا ہے- لنریہ من ایاتنا انہ ھوا السمیع البصیر اور اسی لئے خدا نے ابتداء میں فرمایا سبحان الذی (صفحہ ۸۱)

جواب : اس مقصد میں بھی عظمت اور عظمیت جب ہی آئے گی کہ اس رویت سے بھی رویت عین ہی مراد لیں یعنی یہ کہیں کہ لنریہ کے معنی ہیں ہم اس نبی کو آنکھوں سے اپنے نشان دکھائیں گے ورنہ اگر وہ رویت بھی خواب ہی میں ہو تو اعظمت تو کیا نہ کوئی عظمت ہو گی نہ کوئی تعجب ہمیشہ ہر ایک شخص خواب میں کچھ نہ کچھ دیکھا کرتا ہے ہندی میں مثل مشہور ہے

"سپنے اندر راجہ بھیو جاگت بھیو کنگال"

پس سبحان کے استعمال کا محل بھی اسی صورت میں موزوں ہوگا کہ اسراء جسدہ مراد لیا جائے ورنہ کوہ کندن وکاہ کندن کی مثل صادق- تیسری دلیل کا جواب سر سید نے یہ دیا ہے کہ

وہ دلیل اس امر پر مبنی ہے کہ اگر آنحضرت بیت المقدس میں جانا خواب کی حالت میں بیان کرتے تو قریش اس سے انکار نہ کرتے اور جھگڑے کے لئے مستعد نہ ہوتے ان کا جھگڑا صرف اسی لئے تھا کہ آنحضرت کا بیت المقدس جسدہ جانا خیال کیا گیا تھا- اس دلیل کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قریش کی مخالفت رسول خدا ﷺ سے اس وجہ سے تھی کہ آنحضرت نے دعویٰ نبوت ورسالت کیا تھا- اور واقعات معراج جو کچھ ہوئے وہ نبوت اور رسالت کے شعبوں میں سے تھے اور اس لئے ضرور تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان واقعات کا سوتے میں دیکھنا فرمایا ہو یا جاگنے کی حالت میں قریش اس سے انکار کرتے اور نعوذ باللہ آنحضرت کو جھٹلاتے

کے موقع پر اصول عامہ بھول جاتے ہیں علماء کا عام اصول ہے- تاویل الکلام بما لا یرضی بہ قائلہ باطل یعنی متکلم کے خلاف منشاء کلام کے معنی کرنے جائز نہیں- مشرکین عرب تو صاف اس واقعہ (اسراء) سے انکاری ہیں اور آپ فرماتے ہیں- کہ چونکہ یہ شعبہ نبوت تھا- اس لئے انکاری تھے- شعبہ نبوت کیا تھا خواب ہی تو تھا جس کی نسبت آپ خود سورہ یوسف میں فرماتے ہیں-

ہمارے نزدیک بجز ان قویٰ کے جو نفس انسانی میں مخلوق ہیں اور کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں ہے اور یوسف علیہ السلام کی خواب جن کا

وَّاَنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۰﴾ وَیَدْعُ

اور یہ کہ جو لوگ دوسری زندگی پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دکھ کی مار تیار کی ہے اور

الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾

انسان اپنے حق میں برائی کی دعا ایسی کرتا ہے جیسی بھلائی کی کیا کرتا ہے اور انسان جلد باز ہے

کہ جو لوگ دوسری زندگی یعنی قیامت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے لئے ہم نے دکھ کی مار تیار کی ہے لیکن یہ سب کچھ سن سنا کر بھی نالائق لوگ پرواہ نہیں کرتے اور خواہ مخواہ سرکشی کرتے ہیں اصل یہ ہے کہ انسان کی خوخصلت ہی ایسی ہے دیکھو تو اس کی جہالت کہ یہ نالائق انسان بسا اوقات اپنے حق میں برائی کی دعا ایسی کرتا ہے جیسی نیکی کی کرتا ہے- غصے میں جلدی سے اپنی اولاد کے حق میں بھی بد دعا کرنے لگ جاتا ہے کہ خدا تم کو ہلاک کرے تم کو یہ کرے وہ کرے میں ہلاک ہو جاؤں وغیرہ وغیرہ چونکہ اس وقت جہالت کا اس پر غلبہ ہوتا ہے اس لئے اپنا نفع نقصان نہیں سمجھتا اور اصل میں انسان جلد باز بھی ہے ہر بات میں جلدی چاہتا ہے-

---

نفس نہایت متبرک اور پاک تھا اور ان دو جوانوں کے خواب جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ قید خانہ میں تھے اور کفر وضلالت میں مبتلا تھے اور ان کے نفوس بسبب آلائش کفر پاک نہ تھے اور اسی طرح فرعون کا خواب جو خود اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا اور اس کا نفس مبدء فیاض سے کچھ مناسب نہ رکھتا تھا اور بایں ہمہ سب کے خواب یکساں مطابق واقعہ کے اسی ایک قسم کے تھے اور اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ بجز قواتے نفس انسانی کے اور کوئی قوت خوابوں کے دیکھنے میں مؤثر نہیں ہے گو کہ وہ خواب کیسی ہو مطابق واقعہ کے ہوں- (جلد ۵ صفحہ ۸۱)

بتلایئے ایسے خواب جو بقول آپ کے قوائے انسانی پر متفرع ہوں شعبہ نبوت ہونے میں کیا مزیت رکھتے ہیں علاوہ اس کے مانا کہ قریش کو اصل انکار نبوت سے تھا مگر یہ کیا معنی کہ جس کسی بات سے بھی انکار کریں تو اس بات کو ماہیت اور کیفیت کی طرف خیال نہ کریں جھٹ سے اصل نبوت ہی کو پیش کر دیں- حالانکہ وہ صاف لفظوں میں واقعہ اسراء سے انکار کرتے ہیں بلکہ اس وقت نبوت سے بھی اس لئے انکار کرتے ہیں کہ وہ ایک ایسا بعید الفہم واقع بیان کرتی ہے مگر سید صاحب ان کی توجیہ کرتے ہیں کہ چونکہ وہ سرے سے نبوت کے منکر تھے اس لئے اسراء سے بھی منکر تھے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں تک صحیح ہے یہ تو ویسی ہی بات ہے-

"ملاں آں باشد کہ چپ نشود"

قریش مکہ تو واقع اسراء کو مستبعد جان کر منکر ہوتے ہیں جس سے اسراء کا بجسدہ ہونا مفہوم ہوتا ہے لیکن آپ نہیں مانتے تو اس کا کیا جواب

آن کس کہ بقرآن کہ خبر زد نہ رہی　　انیست جوابش کہ جوابش نہ رہی

بہت خوب آگے چلئے- سر سید فرماتے ہیں

اصل یہ ہے کہ آنخضرتؐ نے معراج کی بہت سی باتیں جو خواب میں دیکھی ہوں گی لوگوں سے بیان کی ہوں گی منجملہ ان کا بیت المقدس میں جانا اور اس کو دیکھنا بھی بیان فرمایا ہوگا قریش سوائے بیت المقدس کے اور کسی حال سے واقف نہیں اس لئے انہوں نے امتحاناً آنخضرت سے بیت المقدس کے حالات دریافت کئے چونکہ انبیاء کے خواب صحیح اور سچے ہوتے ہیں آنخضرت نے جو کچھ بیت المقدس کا حال خواب میں دیکھا تھا- بیان کیا جس کو راویوں نے فجلی الله لی بیت الله فرفعه الله لی انظر الیه کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے پس اس مخاصمت سے جو قریش نے کی آنخضرت کا بجسدہ اور بیداری کی حالت میں بیت القدس جانا ثابت نہیں ہو سکتا- (جلد ۶ صفحہ ۹۲)

جواب: گو آپ نے اس تقریر میں واقعات سے نظر اٹھا کر "ہو گی اور ہو گا" اسے بہت کچھ کام لیا ہے تاہم اس سے یہی ثابت ہوا یہ کہ اگر قریش مکہ کو صرف دریافت کرنا مطلوب ہوتا تو دریافت کرتے نہ کہ شروع ہی سے در پئے تکذیب ہو جاتے اور اسراء ہی کو مستبعد جان کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے کہ دیکھ تیرا دوست آج کیا کہتا ہے کہ میں شب کو وہاں گیا وہاں سے آیا- یہ ہوا وہ ہوا جیسے کوئی بڑی گھبراہٹ سے تگ ودو کرتا پھرتا ہے حالانکہ بات کچھ بھی نہ تھی بقول آپ کے صرف خواب تھا- جو ہر ایک نیک وبد کو حسب مراتب آیا کرتا ہے پھر لطف یہ کہ حضرت

وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

اور ہم نے دن اور رات کو دو نشان بنائے ہیں پھر ہم رات کا نشان مٹا کر دن کے نشان کو ظاہر کرتے ہیں

لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ط

تاکہ تم اپنے پروردگار کا فضل تلاش کرو اور برسوں کی گنتی اور حساب بھی معلوم کر سکو

یہاں تک کہ قدرتی مصنوعات میں ردوبدل چاہتا ہے- اور نہیں سمجھتا کہ ہم نے دنیا میں مختلف قسم کی پیدائش بنائی گئی ہے- ہر ایک میں کوئی نہ کوئی فائدہ متصور ہے دیکھو تو ہم نے دن اور رات کو اپنی قدرت کے دو نشان بنائے ہیں کہ ایک میں تو اعلیٰ درجہ کی روشنی ہوتی ہے ایسی کہ اس کی نظیر نہیں مل سکتی دوسرے کے ہوتے ہوئے سخت اندھیرا ہوتا ہے ایسا کہ بعض اوقات آدمی کو اپنا ہاتھ بھی دکھائی نہیں دیتا- پھر ہم رات کا نشان ہٹا کر دن کو واضح اور روشن کرتے ہیں تاکہ تم بذریعہ کسب اور ہنر کے دن کے وقت میں اپنے پروردگار کا فضل یعنی رزق تلاش کرو اور مہینوں اور برسوں کی گنتی اور روزانہ حساب بھی معلوم کر سکو اور اس سے علاوہ اور کئی قسم کے فوائد ہیں جن کو تم نہیں سمجھ سکتے-

---

صدیق نے بھی یہ جواب نہ دیا کہ بے وقوف کس بات پر بھنا رہے ہو کیا تمہیں خواب نہیں آیا کرتے اگر ہمارے رسولؐ کو خواب آگیا تو کیا تعجب ہے بلکہ جواب بھی دیا تو یہ کہ

فجاء ناس الی ابی بکر فذکروا له فقال اشهد انه صادق فقالوا او تصدقه بانه اتی الشام فی لیل واحد ثم رجع الی مك قال نعم انی اصدقه بابعد من ذلك اصدقه بخبر السماء قال فسمی بذلك الصدیق (فتح الباری بروایة البیهقی)

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ (نبیؐ) سچا ہے قریش نے کہا کہ تو اس بات میں اس کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ ایک ہی رات میں ملک شام تک جا کر پھر مکہ تک واپس آگیا ابوبکر نے کہا ہاں میں تو اس سے بھی زیادہ دوری میں اس کی تصدیق کرتا ہوں میں آسمانی خبروں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں- راوی کہتا ہے اسی وجہ سے ابوبکر کا نام صدیق ہو گیا-

فرمایئے اس سوال و جواب سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ یہ کہ قریش اس واقع اسراء کو خواب سمجھتے تھے یا جسمانی سیر؟ پھر یہ کیونکر قابل پذیرائی ہو سکتا ہے کہ قریش اسی وجہ سے انکاری تھے کہ اس کو بھی شعبہ نبوت جانتے تھے نہ اس وجہ سے کہ یہ سیر جسمانی ہے- ہاں آپ نے خوب فرمایا ہے یہ قریش خواب کو بھی شعبہ نبوت سمجھتے تھے اور جو خواب کے ان کے مقصد کے برخلاف ہوتا تھا- اس سے گھبراہٹ اور ناراضگی ان میں پیدا ہوتی تھی- اس کی مثال میں عاتکہ بنت عبدالمطلب کا ایک لمبا چوڑا خواب ہے-

عاتکہ نے جو عبدالطلب کی بیٹی تھی ضمضم کے مکہ میں آنے سے تین دن پہلے ایک ہولناک خواب دیکھا اور اس کو اپنے بھائی عباس سے بیان کیا اور چاہا کہ وہ اس کو پوشیدہ رکھیں- عاتکہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک شتر سوار دیکھا جو وادی بطحا میں کھڑا ہے اس نے بلند آواز سے کہا کہ اے مکارو اپنے مقتل کی طرف تین دن میں بھاگو- عاتکہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور وہ مسجد میں داخل ہوا اور کعبہ کے سامنے اپنا اونٹ کھڑا کیا پھر اسی طرح چلایا پھر کوہ ابوقبیس کی چوٹی پر اپنے اونٹ کو کھڑا کیا پھر اسی طرح چلایا پھر پتھر کی ایک بڑی چٹان لیکر ہاتھ سے چھوڑی چونکہ مکہ وادی کے نشیب میں بسا ہوا تھا چٹان کے ٹکڑے بکھر گئے اور کوئی مکان مکہ کا نہیں بچا جس میں پتھر کا ٹکڑا نہ گرا ہو- اس خواب کو سن کر عباس نکلے اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا اور اس خواب کا اس سے ذکر کیا اور اس سے اس خواب کو چھپانے کی خواہش کی ولید نے اپنے باپ عتبہ سے اس خواب کو بیان کیا اور چرچا پھیل گیا- پھر ابوجہل کی ملاقات عباس سے ہوئی اس نے ان سے کہا اے ابوالفضل میرے پاس آؤ- عباس کہتے ہیں کہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہو کر میں اس کے پاس گیا- اس نے کہا تم میں یہ پیغمبرنی کہاں سے پیدا ہو گئی اور اس نے عاتکہ کے خواب کا ذکر کیا- پھر کہا اس سے تمہاری تسلی نہیں ہوئی کہ تمہارے مردوں نے نبوت کا دعوے کیا یہاں تک کہ تمہاری عورتیں بھی پیغمبری کا دعوے کرنے لگیں- (جلد ۶ صفحہ ۹۲)

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَٰهُ تَفْصِيلًا ﴿١٢﴾ وَكُلَّ إِنسَٰنٍ أَلْزَمْنَٰهُ طَٰٓئِرَهُۥ فِى عُنُقِهِۦ ۖ

اور ہم نے ہر ایک چیز کو مفصل جانا ہے اور ہم نے ہر ایک انسان کے اعمال اس کے گلے کے ہار بنا دیتے ہیں

وَنُخْرِجُ لَهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ كِتَٰبًا يَلْقَىٰهُ مَنشُورًا ﴿١٣﴾

اور قیامت کے روز ہم اس کی کتاب نکالیں گے وہ اس کو کھلا پائے گا

مگر ہم نے ہر ایک چیز کو مفصل جانا ہوا ہے کیا مجال کہ کوئی چیز ہمارے علم سے باہر ہو سکے مگر نالائق انسان ہر طرح سے شوخی اور گستاخی کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ ہم نے ہر ایک انسان کے اعمال نیک ہوں یا بد اس کے گلے کے ہار بنا دیئے ہیں مجال نہیں کہ کوئی کام خواہ کسی وقت کتنے ہی پردوں میں کیا ہو ضائع یا گم ہو سکے اور قیامت کے روز ہم اسکی کتاب اعمال کی نکالیں گے اور وہ اس کو اپنے سامنے کھلا پاوے گا

جواب: اس خواب کے واقعہ سے اس لئے نہ گھبرائے تھے کہ کسی کی نبوت کا شعبہ تھا بلکہ اس لئے گھبرائے اور انکاری ہوئے تھے کہ ہولناک خواب تھا۔ پس اس خواب پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ بحالیکہ اسراء میں انہوں نے یہ وجہ بیان نہیں کی بلکہ وہ صاف لفظوں میں کہہ رہے ہیں انه اتى الشام فى ليلته واحد ثم رجع الى مكته یعنی ملک شام تک جا کر مکہ میں ایک ہی رات میں واپس آیا؟ یہ امر باعث انکار تھا نہ کہ کوئی ہولناک خبر فانی هذا من ذالك خیر بہر حال ان تینوں دلیلوں کا جواب سرسید سے ہو سکا یہی تھا جو قارئین دیکھ چکے۔ چونکہ یہ تین دلیلیں تفسیر کبیر وغیرہ میں مذکور ہیں۔ اس لئے ان کے جوابات تو سید صاحب نے ایسے دیئے مگر چوتھی دلیل چونکہ ہماری ایجاد ہے اس لئے اس کا جواب سرسید نے نہیں دیا اور نہ دے سکتے تھے کیونکہ ان کے کان اس سے آشنا نہ تھے۔ ہاں۔ یہ ممکن ہے کہ ان کا کوئی معتقد یا ہم خیال توجہ کرے۔ مگر اتنا خیال رکھیں کہ جس طرح ہم نے بشواہد قرآنیہ اس دلیل کو مکمل کیا ہے جواب بھی ہو تو ایسا ہی ہو

اولئك ابائى فجئنى بمثلهم اذا جمعتنا يا جرير المجامع

ان دلائل کے جوابات سے فارغ ہو کر سرسید مرحوم نے اپنے خیال کے دلائل لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں دلالت النص یعنی خدا کا یہ فرمانا کہ سبحن الذى اسرى بعبده ليلا یعنی رات کو خدا اپنے بندہ کو لے گیا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خواب میں یہ امور واقع ہوئے تھے جو وقت عام طور پر انسانوں کے سونے کا ہے ورنہ لیلا کی قید لگانے کی ضرورت نہ تھی اور ہم اس کی مثالیں بیان کریں گے کہ خواب کے واقعات بلا بیان اس بات کے کہ وہ خواب ہے بیان ہوئے ہیں۔ کیونکہ خود وہ واقعات دلیل اس بات کی ہوتے ہیں کہ خواب کا وہ بیان ہے ص ۹۵ اس اجمال کی تفصیل آپ ان لفظوں میں کرتے ہیں۔

اب ہم پہلی دلیل کی تصریح کرتے ہیں۔ یہ جان لینا چاہیئے کہ قرآن مجید اور نیز احادیث میں جب کوئی امر خواب کا بیان کیا جاتا ہے تو یہ لازم نہیں ہے کہ اس سے پہلے یہ بھی بیان کیا جائے کہ یہ خواب ہے کیونکہ قرینہ اور سیاق کلام اور نیز وہ بیان خود اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ وہ بیان خواب کا تھا۔ مثلاً حضرت یوسف نے اپنے باپ سے اپنا خواب بیان کرتے وقت بغیر اس بات کے کہنے کے کہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ يابت انى رايت احد عشر كوكبا والشمس والقمر رايتهم لى سجدين لیکن قرینہ اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ وہ خواب ہے اس لئے ان کے باپ نے کہا يا بنى لا تقصص رويا‌ك على اخوتك فيكيدوا لك كيدا پس معراج کے واقعات خود اس بات پر دلالت کرتے تھے کہ وہ خواب ہے ضرور نہیں تھا بلکہ صرف یہ کہنا کہ رات کو اپنے بندہ کو لے گیا صاف قرینہ ہے کہ وہ سب کچھ خواب میں ہوا تھا (صفحہ ۹۹)

جواب: بہت خوب چشم ما روشن دل ماشاد مگر معراج کے واقعات کا خواب پر دلالت کرنا تو پہلے مذکور ہو چکا ہے کہ آیت سبحان الذى اسرى بعبده کے الفاظ سے تین دلائل اور ایک بیرونی دلیل مجموعہ اربعہ تو ہم بھی لکھ آئے ہیں جن پر آپ نے بھی جو کچھ فرمایا ہے ناظرین کو سنا آئے پس یہ تو ختم ہے۔ اب آگے چلئے

دوسری دلیل سید صاحب نے آیت ما جعلنا الرويا الايته سے لی ہے اس کی تشریح و تصریح آپ ہی کے الفاظ میں یوں ہے فرماتے ہیں

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾

اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا حساب کرنے کو آپ خود ہی کافی ہے جو کوئی ہدایت پاتا ہے صرف اپنے ہی لئے پاتا ہے اور جو گمراہ ہے اس کا وبال بھی اسی پر ہو گا کوئی نفس کسی نفس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور ہم (خدا) عذاب نہیں کیا کرتے جب تک رسول نہ بھیجیں

ایسا کہ کوئی کام اس کا ایسا نہ ہو گا جو اس کتاب میں نہ ہو اس کو حکم ہو گا کہ اپنی کتاب اعمال پڑھ لے تو آج اپنا حساب کرنے کو آپ خود ہی کافی ہے پس سنو کہ جو کوئی اس روز کے ڈر سے ہدایت پاتا ہے اور عمل نیک کرتا ہے وہ صرف اپنے ہی لئے ہدایت پاتا ہے اسی کو اس کا فائدہ ہے اور کسی کو نہیں اور جو گمراہ ہوا اس کا وبال بھی اسی پر ہو گا اور کسی پر کیا ہوتا- کیونکہ خدا تعالیٰ کے ہاں تو یہ قاعدہ مقرر ہے کہ کوئی نفس کسی نفس کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا اور اگر یہ خیال ہو کہ خدا یوں ہی کسی کو ہلاک اور تباہ کرتا ہے- تو سنو ہم کسی قوم کو عذاب اور مواخذہ نہیں کیا کرتے جب تک ان کی طرف رسول نہ بھیجیں- پھر وہ لوگ اس رسول کے ساتھ مخالفت اور عناد و شقاق سے پیش آتے ہیں تو غضب الٰہی کا حکم ان پر لگ جاتا ہے-

اس دلیل میں جو ہم نے لکھا ہے وما جعلنا الرويا التي اريناك الا فتنته للناس یہ آیت متعلق ہے معراج سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ معراج سے متعلق نہیں ہے مگر ادنیٰ تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ آیت خاص اسی صورت میں ہے جس میں معراج کا ذکر ہے تو اس کو معراج سے متعلق نہ سمجھنے کی کوئی وجہ معقول نہیں ہے- خصوصاً ایسی صورت میں کہ خود ابن عباس نے اس آیت کو اسراء سے متعلق سمجھا ہے-

سورت بنی اسرائیل کی پہلی آیت بطور اظہار شکر یہ اس نعمت کے ہے جو خدا تعالیٰ نے معراج کے سبب قلب مبارک آنحضرت ﷺ پر انکشاف فرمائی تھی اس کے بعد بنی اسرائیل کا اور ان قوموں کا ذکر ہے جن کے لئے بطور امتحان واطاعت فرمان باری تعالیٰ کچھ نشانیاں مقرر کی گئی تھیں اور باوصف اس کے انہوں نے رسولوں سے انکار کیا اور خدا کی نافرمانی کی- اس موقع پر خدا نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ ہم نے جو خواب تجھ کو دکھلایا ہے وہ بھی لوگوں کے امتحان کے لئے ہے کیونکہ وہ بھی نبوت کے شعبہ میں سے ہے- تاکہ امتحان ہو کہ کون اس سے انکار کرتا ہے اور کون اس کو تسلیم کرتا ہے کیونکہ اس سے انکار کرنا بمنزلہ انکار رسالت اور تسلیم کرنا بمنزلہ تسلیم رسالت کے ہے

پس سیاق قرآن مجید پر نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلی آیت اور وہ دوسری آیت متصل اور پیوستہ ہیں یعنی خدا نے یوں فرمایا ہے

سبحن الذی اسریٰ بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذى باركنا حوله لنريه من اياتنا انه هو السميع البصير وما جعلنا الرويا التى اريناك الى فتنته للناس	پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندہ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تاکہ دکھائیں ہم اس کو کچھ اپنی نشانیاں بیشک وہ سننے والا ہے اور دیکھنے والا اور نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو دکھایا تجھ کو مگر آزمائش واسطے لوگوں کے (جلد ۶ صفحہ ۱۰۰)

جواب: سید صاحب نے بڑی کوشش سے آیت موصوفہ کو اسراء سے متعلق کیا ہے ہم اس میں آپ سے منازعات نہیں کرتے بلکہ مان لیتے ہیں اور جمہور مفسرین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آیت ماجعلنا الرویا کے ساتھ تعلق رکھتی ہے- مگر گزارش ہے کہ رویا کے معنے میں علماء لغت کے متعدد اقوال ہیں چنانچہ آپ نے بھی کئی ایک نقل کئے ہیں- (دیکھو صفحہ ۲۳ پر عبارت مندرجہ ذیل)

علامہ خفاجی درالغواص کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

وَ اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾

اور جب کسی بستی کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کے امیروں کو اور زیادہ بڑھاتے ہیں پھر وہ اس میں بدکاریاں کرتے ہیں پس ان پر حکم لگ جاتا ہے پھر ہم ایک ہی دفعہ سب کو تباہ کر دیتے ہیں

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًاۢ بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

نوح سے پیچھے کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کی ہیں اور تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے پورا خبردار اور دیکھنے والا ہے

اور سنو جب کسی بستی کی بداعمالیوں اور شامت اعمال پر ان کو تباہ اور ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس بستی کے امیروں اور آسودہ لوگوں کو اور زیادہ بڑھاتے ہیں- ایسے کہ پھر وہ اس بستی میں جی کھول کر بدکاریاں کرتے ہیں پس ان پر عذاب کا حکم لگ جاتا ہے- پھر ایک ہی دفعہ ہم سب کو تباہ کر دیتے ہیں ایسے کہ ان کا نام لیوا بھی کسی کو نہیں چھوڑتے- اس کی نظیر سنو حضرت نوح علیہ السلام سے پیچھے کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کی ہیں یہ نہیں کہ بے گناہ ہی تباہ کر دیں بلکہ ان کی شرارتوں کی وجہ سے گو لوگ بوجہ نادانی اور بے خبری کے ان کو بے گناہ جانیں مگر تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے پورا باخبر اور دیکھنے والا ہے- اسے تو کسی کے بتلانے کی حاجت نہیں ہمارے (یعنی خدا کے) ہاں یہ بھی قاعدہ ہے-

---

وفیه ثلثة اقوال لا هل اللغة احدها ما ذکره المصنف والثانی انهما بمعنی فیکونان یقظته اومنا ما والثالث ان ان لرویته عامته والرویا مختص لما یکون فی اللیل ولو یقظته (شرح در الغواص ص ۱۴۲)

رؤیا کے معنی میں اہل لغت کے تین قول ہیں ایک تو وہ جس کا ذکر مصنف نے کیا ہے دوسرا یہ کہ دونوں لفظوں (رویت اور رؤیا) کے ایک ہی معنی ہیں جاگنے کی حالت میں بولے جائیں یا سونے پر تیسرا قول یہ ہے کہ رویت عام ہے اور روایات کے دیکھنے سے اگرچہ حالت بیداری میں ہو مخصوص ہے

پس اس لغوی شہادت کے بعد ہم نے اول المفسرین ابن عباسؓ کا قول دیکھا تو صحیح بخاری میں ان کا قول رویا عین ملتا ہے یعنی آنکھوں سے دیکھنا پس آیت کے معنی یہ ہوئے خدا فرماتا ہے اے نبی ہم نے جو تجھے دکھایا تھا اس سے لوگوں کیلئے فتنہ پیدا ہوا ان معنی سے آیت موصوفہ اسراء جسمانی کے مثبت ثابت ہوئی- مگر سر سید مرحوم ابن عباس کی تفسیر پر اعتراض کرتے ہیں-

اس میں شک نہیں کہ سلف سے علماء اور صحابہ کو اس میں اختلاف ہے کہ واقعات معراج بحالت بیداری ہوئے تھے یا خواب میں اگر قید لفظ عین کی جو ابن عباس کی حدیث میں ہے ایسی صاف ہوئی جس سے روئت[۱] فی الیقظہ سمجھی جاتی تو علماء میں اختلاف نہ ہوتا- اس سے ظاہر ہے کہ قید لفظ عین سے رویت فی الیقظہ کا سمجھنا ایسا صاف نہیں ہے جیسا کہ بعض نے سمجھا (صفحہ ۱۰۶)

جواب: تعجب ہے سید صاحب کیسی حرکت مذبوئی کے مرتکب ہو رہے ہیں فرماتے ہیں اگر ابن عباس کا قول صاف ہوتا تو علماء میں اختلاف کیوں ہوتا حالانکہ وہ اس کے متصل ہی صفحہ ۱۰۷ پر لکھتے ہیں

اگر ہماری یہ رائے صحیح نہ ہو اور ابن عباس نے عین کا لفظ رویا کے ساتھ اس مقصد سے بولا ہو کہ رویا سے روایت بالعین فی الیقظہ مراد ہے تو وہ بھی منجملہ اس گروہ کے ہوں گے جو معراج فی الیقظہ کے قائل ہوئے ہیں مگر ہم اس گروہ میں ہیں جو واقعہ معراج کو حالت خواب میں تسلیم کرتے اور ہمارے نزدیک خواب ہی میں ماننا لازم ہے

---

[۱] فی الیقظہ کے معنی ہیں بیداری میں-

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا

جو کوئی جلدی کا طالب ہوتا ہے تو اس کو دنیا ہی میں جلدی دے دیتے ہیں جس کو ہم چاہتے ہیں دنیا میں دے دیتے ہیں پھر اس کے لئے

لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾

جہنم مقرر کردیتے ہیں جس میں وہ ذلیل و خوار ہوکر داخل ہو گا

کہ جو کوئی اپنے کردار اور اعمال سے دنیا میں جلدی بدلہ کا طالب ہوتا ہے۔ یعنی صرف وہی کام کرتا ہے جو اس دنیا ہی میں نافع اور مفید ہوں اور دین کی طرف اس کو ذرہ بھی پرواہ نہیں ہوتی اور نہ وہ چاہتا ہے بلکہ ایسی باتوں کو ملاؤں کی سی باتیں کہہ کر نہایت حقارت سے ٹال دیتا ہے تو ایسے نالائقوں میں سے جس کو ہم چاہتے ہیں ہم بھی اسی دنیا میں کچھ دے دیتے ہیں اور کئی ایک دنیاوی کوششوں میں بھی ناکام رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ امر مشاہدہ میں بھی ایسا ثابت ہے لیکن ایسے کوتہ اندیش کو جو صرف دنیا ہی کا طالب ہو اور دین اور آخرت کا راغب نہ ہو تھوڑا سا اس دنیا میں ہم دے دلا کر آخرت کی دائمی نعمتوں سے اس کو محروم کردیتے ہیں۔ پھر اس کے لئے جہنم مقرر کردیتے ہیں جس میں وہ ذلیل خوار ہو کر داخل ہو گا۔

اس عبارت کا مضمون صاف ہے کہ باوجود صحیح ہونے تفسیر ابن عباس کے آپ (بقول خود) ان سے مخالفت کے مجاز ہیں تو کیا وہ علماء جو آپ سے پہلے اور ابن عباس کے ہم عصر و ہم مرتبہ تھے ان کا حق نہ تھا کہ ان کی رائے سے مخالفت کر سکیں دوسرا جواب سید صاحب نے ابن عباس کے قول کے لئے یہ سوچا ہے کہ عین کے معنی لغت میں حقیقۃ الشئے کے ہیں۔ لسان العرب میں لکھا ہے

العین عند العرب حقیقته الشئی یقال جاء بالامر من عین صافیته ای من خصه وحقیقته جاء بالحق بعینه ای خالصا واضحا (لسان العرب ج۷ ص۱۸)

اہل عرب کے نزدیک عین کسی چیز کی حقیقت پر بولا جاتا ہے کہتے ہیں کہ وہ اس کام کو عین صافی سے لایا یعنی اس کام کی اصلیت اور حقیقت سے اور حق کو بعینہ لایا یعنی خالص اور روشن حق لایا

پس حضرت ابن عباس کا یہ فرمانا کہ رویا عین۔ اس کے معنی ہیں **رویا حقیقته لان رویاُ الانبیاء وحق ووحی** اور اسی لیے ہمارے نزدیک ابن عباس کی حدیث میں رویا کے ساتھ جو عین کے لفظ کی قید لگائی ہے اس سے رویا کے معنوں کو تبدیل کرنا اور لفظ رویا کو جو قرآن مجید میں آیا ہے بلا کسی قرینہ کے جو قرآن مجید میں موجود نہیں ہے۔ مجازی معنوں میں لینا مقصود نہیں ہے بلکہ اس سے رویا کے صحیح اور واقعی حق ہونے کی تاکید مراد ہے۔ یعنی آنحضرت ﷺ کا یہ خواب وہم خیال یا اضغاث احلام میں سے نہیں ہے بلکہ درحقیقت خواب میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا وہ سچ اور حق ہے کیونکہ انبیاء کے تمام خواب حق اور سچ ہوتے ہیں۔ پس لفظ عین کی قید سے لازم نہیں آتا کہ حالت بیداری میں دیکھا ہو جلد ۶ صفحہ ۱۰۶)

جواب: افسوس سید صاحب کے حق میں عربی مثل ثابت آئی **حبك الشئی یعمی ویصم** یعنی جب کسی چیز کی محبت غالب آتی ہے تو انسان کو اندھا بہرا بنا دیتی ہے۔ سر سید نے لسان العرب سے تو عین کے معنی تلاش کئے مگر قاموس میں نہ دیکھے **العین باصرۃ** یعنی عین کے معنی آنکھ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے **العین وکلمالسہ** آنکھ بند ہونے یعنی نیند میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ قرآن شریف میں دیکھئے عین کن معنوں میں آیا ہے۔ غور سے سنئے **لاتعدعیناك عنهم** (تیری دو آنکھیں ان سے نہ گزر جائیں عینا تثنیہ ہے عین کا)۔ **لو نشاء لطمسنا علی اعینهم فاستبقوا الصراط فانی یبصرون (سورہ یسین)** اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کے بے نور کر دیتے پھر راستہ تلاش کرتے مگر کہاں دیکھ سکتے۔ اس آیت میں اعین عین کی جمع ہے اور آنکھ کے معنی میں ہے۔ لسان العرب کی عبارت کے معنی بھی بجائے خود صحیح ہے مگر اس کے استعمال کا محل اور ہے۔ لفظ عین کے معنی کئی ایک ہیں لیکن جب رویت یا رؤیا اس کی طرف مضاف ہوں تو اس کے معنی آنکھ ہی کے ہوتے ہیں۔ نہ اور۔ اور اگر خواب یا رویت کی سچائی اور واقعیت بتلائی ہو تو اس وقت اس کا مضاف الیہ حق لایا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک صحابیؓ نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے ایک شخص خواب میں یہ کلمات سکھا گیا۔ (جو اذان میں پڑے جاتے ہیں) تو حضور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا انہا لرویا حق (یہ خواب سچا ہے) مشکوٰۃ باب الاذان یہ کبھی نہ ہو گا کہ رؤیا یا رویت کی اضافت عین کی طرف ہو تو اس وقت بھی اس سے مراد حق اور سچ ہو۔ نہیں بلکہ آنکھوں سے دیکھنا مراد ہو گا۔ نہ کچھ اور قرآنی دلائل تو سید صاحب کے پاس بھی دو تھے جن کا ذکر معہ جواب اوپر ہو چکا ان کے علاوہ دو تین دلائل آپ نے احادیث کے اختلاف سے پیدا کئے ہیں سو چونکہ وہ ان سے بھی پیچھے ہیں اس لئے ناظرین کو اتنی اطلاع کرتے ہیں کہ ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾

اور جو آخرت کا ارادہ کرے اور اس کی مناسب کوشش کرے اور ایمان دار بھی ہو پس ان لوگوں کی سعی خدا کے ہاں مقبول ہو گی

اور جو آخرت کا ارادہ کرے مگر نہ صرف ارادہ ہی ارادہ ہو کہ ابھی جنت میں چلا جاؤں اور کرے کرائے کچھ بھی نہیں بقول شخصے ۔

جی عبادت سے چرانا اور جنت کی ہوس کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی ہوس

بلکہ اسی دھن میں رہے اور اس کے مناسب کوشش کرے اور ایماندار بھی ہو یعنی جو کچھ کرے وہ محض خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے کرے نہ کہ کسی کے دکھاوے کو پس ان لوگوں کی محنت اور سعی خدا کے ہاں مقبول ہو گی۔

جن احادیث میں سر سید مرحوم نے کسی قدر لفظی اختلاف پا کر اپنا مطلب سیدھا کرنا چاہا ہے ان میں علماء محدثین نے تطبیق دی ہوئی ہے۔ فتح الباری وغیرہ ملاحظہ ہو۔

معراج: پہلے ہم بتلا آئے ہیں کہ معراج سے مراد وہ سیر ہے جو مکہ شریف سے فلک الافلاک تک ہوئی تھی۔ اس کے متعلق بھی گو بہت بڑا اختلاف ہے مگر اس جگہ ہم دو بزرگوں کا کلام نقل کرتے ہیں۔ جو بمنزلہ دو شاہدین عادلین کے ہیں۔ ان دو بزرگوں میں سے پہلے بزرگ حافظ ابن قیم رحمتہ اللہ ہیں جو فرماتے ہیں۔

وقد نقل ابن اسحق عن عائشة ومعاوية انهما قالا انما كان الاسراء بروحه ولم يفقد جسده ونقل عن الحسن البصرى نحو ذلك ولكن ينبغى ان يعلم الفرق بين ان يقال كان الاسراء مناما وبين ان يقال كان بروحه دون جسده وبينهما فرق عظيم وعائشة ومعاويه لم يقولا كان مناما وانما قالا اسرى بروحه ولم يفقد جسده وفرق بين الامرين فان مايراه النائم قد يكون امثالا مضروبته للمعلوم فى الصور المحسوسته فيرى كانه قدعرج به الى السماء وذهب به الى مكته واقطار الارض وروحه لم تصعد ولم تذهب وانما ملك الرئويا ضرب له المثال و الذين قالو اعرج برسول الله صلى الله عليه وسلم طائفتان طائفته قالت عرج بروحه وبدنه وطائفته قالت عرج بروحه ولم يفقد بدنه وهنو لاء لم يريد وان المعراج كان مناما وانما اراد وا ان الروح ذاتها اسرى بها وعرج بها حقيقته وباشرت من جنس ما تباشر بعد المفارقته وكان حالها فى ذلك كحالها بعد المفارقته فى صعودها الى السموات سماء سماء حتى ينتهى بها الى السماء السابعته فتقف بين يدى الله

ابن اسحاق نے حضرت عائشہ اور معاویہ کا مذہب یہ بتلایا ہے کہ معراج میں آنحضرت کی روح گئی تھی اور جسم غائب نہیں ہوا اور حسن بصری کا مذہب بھی یہی بتلایا ہے لیکن اس قول میں کہ اسراء خواب میں ہوئی تھی اور اس قول میں کہ اسراء روح کے ساتھ ہوئی تھی نہ جسم کے ساتھ فرق جاننا چاہئے اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ حضرت عائشہؓ اور معاویہؓ نے یہ نہیں کہا کہ اسراء خواب میں بھی ہوئی تھی بلکہ انہوں نے کہا کہ اسراروح کے ساتھ ہوئی تھی اور رسول خدا کا جسم اسراء میں نہیں گیا اور دونوں میں فرق ہے کیونکہ سونے والا جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقت میں ایک معلوم چیز کی مثالیں ہیں جو محسوس شکلوں میں اس کو دکھائی دیتی ہیں وہ دیکھتا ہے کہ گویا آسمان پر چڑھ گیا اور مکہ اور دنیا کے اور اطراف میں چلا گیا ہے حالانکہ اس کی روح نہ چڑھی نہ کہیں گئی بلکہ خواب کے غلبہ نے اسکی نظر میں ایک صورت بنا دی ہے۔ جو لوگ رسول خدا کے معراج کے قائل ہیں ان کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ رسول خدا ﷺ کی روح اور بدن دونوں کو معراج ہوئی۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ معراج میں ان کی روح گئی تھی۔ بدن نہیں گیا اور اس سے ان کی یہ مراد نہیں ہے کہ معراج خواب ہوئی ہے بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ خود آنحضرت کی روح اسراء میں گئی اور حقیقت میں اسی کو معراج ہوئی اور اس نے وہی کام کیا جو بدن سے جدا ہونے کے بعد روح کرتی ہے اور اس واقعہ میں اس کا حال ویسا ہوا جیسا کہ بدن سے جدا ہونے کے بعد روح ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر جاتی ہے۔ یہاں

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

ہم ہر ایک کو اپنی مہربانی سے مدد دیتے ہیں یہ ہوں یا وہ ہوں تیرے پروردگار کی عطا کسی سے بند نہیں

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ

دیکھو تو ہم نے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دی ہے اور آخرت اپنے درجوں اور فضیلتوں میں

وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾

کہیں بڑھ چڑھ کر ہے

یوں تو ہم ان میں سے ہر ایک کو دنیا کا طالب ہو یا آخرت کا اپنی مہربانی اور عامہ تربیت سے مدد دیتے ہیں- یہ ہوں یا وہ ہوں کسے باشد ربوبیت کے حقوق میں سب برابر ہیں- ان ہی معنے سے تو تیرے پروردگار کی عطا اور تربیت کسی سے بند نہیں- کیا تم نے شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا؟

چناں پہن خوان کرم گسترد که سیمرغ در قاف قسمت خورد

دیکھو تو ہم نے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دی ہے مگر افسوس ان لوگوں کی سمجھ پر جو اس دنیاوی فضیلت اور ظاہری اعزاز اور وجاہت پر غرہ ہو جاتے ہیں اور فرعون بے سامان بن کر اہل دین پر غراتے ہیں اور مسخریاں کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ آخرت اپنے درجوں اور فضیلتوں میں کہیں بڑھ چڑھ کر ہے دنیا کا اس سے مقابلہ ہی کیا؟ مقابلہ کے نام سے شرم چاہیئے

عزوجل فيامر فيها بما يشاء ثم تنزل الى الارض فالذى كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم ليلته الاسراء اكمل مما يحصل للروح عند المفارقته ومعلوم ان هذا امر فوق مايراه النائم لكن لما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى مقام خرق المعوائد حتى شق بطنه وهو حى لا يتالم بذالك عرج بذات روحه القدسته حقيقته من غيرا ماتته ومن سواه لاينال بذات روحه الصعود الى السماء الابعد الموت والمفارقته فالا نبياء انما استقرت ارواحهم هناك بعد مفارقته الابدان وروح رسول الله صلى الله عليه وسلم صعدت الى هناك فى حال الحيا ثم عادت وبعد وفاته استقرت فى الرفيق الاعلى مع ارواح الانبياء ومع هذا فلها اشراف على البدن واشراف وتعلق به بحيث يرد السلام على من سلم عليه وبهذا التعلق راى موسىٰ قيا ما يصلى فى قبره دراه فى السماء السادسته ومعلوم انه لم يعرج بموسىٰ من قبره ثم ردالیه وانما ذلك مقام روحه واستقرارها وقبره مقام بون واستقراره الى يوم معاد الروح الى اجسادها فراه يصلى

تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچتی اور خدا کے سامنے ٹھہر جاتی ہے پھر خدا جو چاہتا ہے- اس کا حکم کرتا ہے پھر زمین پر اترتی ہے پس جو حال رسول اللہ کا معراج میں ہوا وہ اس سے زیادہ کامل تھا جو روح کو بدن چھوڑنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حال اس کیفیت سے جو سونے والا خواب میں دیکھتا ہے بالاتر ہے- لیکن چونکہ رسول خدا نے اپنے (بلند) مرتبہ کے سبب بہت سے فطرت کے قاعدوں کو توڑا یہاں تک کہ زندگی میں ان کا پیٹ چاک کیا گیا اور ان کو تکلیف نہ ہوئی- اس لئے حقیقت میں بدوں مرنے کے خود ان کی روح مقدس کو معراج ہوئی اور جو ان کے سوا ہیں ان میں سے کسی کی روح بدون مرنے کے اور بدن چھوڑنے کے آسمان پر صعود نہیں کرتی- انبیاء کی روحیں اس مکان پر بدن سے جدا ہونے کے بعد پہنچتی ہیں- اور رسول خدا کی روح زندگی ہی میں اس مقام تک گئی اور واپس آ گئی- اور بعد وفات کے دیگر انبیاء کی روحوں کے ساتھ مقام رفیق اعلیٰ میں ہے اور باوجود اس کے بدن پر اس کا پرتو اور اس کی اطلاع اور اس کے ساتھ ایسا تعلق ہے کہ رسول خدا ہر ایک کے سلام کا جواب دیتے ہیں- اور اسی تعلق کے سبب ہے رسول خدا نے موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر ان کو چھٹے آسمان پر بھی دیکھا اور یہ سب کو معلوم ہے کہ نہ موسیٰ نے قبر سے صعود کیا نہ واپس آئے- بلکہ وہ ان کی روح کا مقام اور اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہے- اور قبر ان کے بدن کا مقام اور

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝۲۲ وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا

تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود مت بنائیو ورنہ تو ذلیل اور خوار ہو کر بیٹھے گا- اور تیرے پروردگار نے حکم دے

تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ

رکھا ہے کہ میرے سوا کسی کی عبادت مت کریو اور اپنے ماں باپ سے سلوک کیا کریو اگر ان میں ایک یا دونوں تمہاری موجودگی میں بڑھاپے تک

اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝۲۳

پہنچیں تو تم ان کو اف تک بھی نہ کہیو اور نہ ان کو جھڑکیو اور ان کو عزت سے مخاطب کیا کرو-

پس اے مخاطب اگر تو آخرت کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود مت بنائیو- ورنہ تو ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں بیٹھے گا- سنو یہ کوئی معمولی حکم نہیں بلکہ ایسا یقینی اور قطعی ہے کہ تیرے پروردگار نے یقینی حکم دے رکھا ہے کہ میرے سوا کسی کی عبادت مت کریو اور اسی سے دوسرے درجہ پر یہ حکم ہے کہ اپنے ماں باپ سے سلوک کریو اگر ان میں ایک یا دونوں تیری موجودگی میں بڑھاپے کو پہنچیں اور تجھ سے خدمت کے خواستگار ہوں تو تو ان کی خدمت کرتا ہوا اف ہائے تک بھی نہ کہیو اور نہ ان کو جھڑکیو اور ان کو عزت سے مخاطب کیا کرنا ورنہ ان کی ذرہ سی بھی دل شکنی ہوئی تو تیری خیر نہیں-

---

فی قبره وره فی السماء السادته کما انه صلی الله علیه وسلم فی ارفع مکان فی الرفیق الاعلی مستقراهناك ویدنه فی صریحه غیر مفقود را ذا سلم علیه المسلم ردالله علیه روحه حتی یرد علیه السلام ولم یفارق الملاء الاعلی ومن کثف ادراکه هذا فلینظر الی الشمس فی علو محلها وتعلقها وتاثیرها الی الارض وحیات النبات والحیوان بها هذا و غلت طباعه عن ادراك وشان الروح فوق هذا فلها شان وللابدان شان وهذا النار تکون فی محلها ورتها تنوثر فی الجسم البعید عنها مع ان الارتباط والتعلق الذی بین الروح والبدن اقوی واکمل من ذلك واتم فشان الروح اعلی من ذلك والطف۔

فقل للیعون الرمد ایاك ان تریسئا الشمس استغنی ظلام اللیالیا (زاد المعاد ابن القیم ص ۳۰۱'۳۰۲'ج ۱)

اس کے ٹھہرنے کی جگہ ہے- جب تک کہ روحیں دوبارہ بدنوں میں آئیں گی اسی لئے رسول خدا نے ان کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اور پھر چھٹے آسمان پر دیکھا- جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ کی روح رفیق اعلیٰ میں ایک بلند مقام پر ہے اور ان کا بدن قبر میں موجود ہے اور جب کوئی مسلمان ان پر درود سلام بھیجتا ہے- خدا ان کی روح کو بدن میں واپس بھیجتا ہے تاکہ اس کے سلام کا جواب دیں حالانکہ پھر بھی رسول خدا کی روح ملا اعلیٰ سے جدا نہیں ہوتی- اور جس شخص کی عقل تاریک اور طبیعت اس بات کے سمجھنے سے عاجز ہے- وہ دیکھے کہ آفتاب بہت بلندی پر ہے اور اس کا تعلق اور تاثیر زمین میں اور نباتات اور حیوان کی زندگی میں ہے اور روح کا حال تو اس سے بالاتر ہے- کیونکہ روح کا حال اور ہے اور اجسام کا حال اور- یہی آگ اپنی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کی گرمی اس جسم میں سرایت کرتی ہے جو اس سے دور ہے حالانکہ جو ربط اور تعلق روح اور بدن کے درمیان ہے وہ اس سے زیادہ لطیف اور بالاتر ہے۔

درد بھری آنکھوں سے کہدے کہ آفتاب کی روشنی کو دیکھنے سے بچیں- ورنہ راتوں کا اندھیرا چھا جائے گا

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا

اور محبت سے ان کے آگے جھک جایا کرو اور کہا کرنا کہ اے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ

رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۚ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ

انہوں نے مجھے لڑکپن میں پرورش کیا- تمہارا پروردگار تمہارے دلوں کے راز خوب جانتا ہے اگر تم نیک ہو گے

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾

تو وہ بھی نیک بختوں کے لئے بخشنہار ہے

اور محبت سے ان کے آگے جھک جایا کرنا اور اسی پر بس نہیں کہ دنیا ہی میں ان کی خاطر تواضع پر بس کر جانا- بلکہ آخرت کے متعلق بھی ان کے لئے دعا کرتے ہوا کہا کرنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے لڑکپن میں پرورش کیا- ایسا کہ میری ذرہ سی تکلیف پر اپنا آرام بھول جاتے تھے- تمام رات بھی گزر جائے تو مجھے کندھوں پر اٹھائے پھرتے تھے- میرے آرام پر آرام قربان کرتے تھے- پس اے میرے پروردگار تو بھی ان پر ایسی ہی مہربانی کر- بعض لوگ صرف دکھاوے کو لوگوں سے شرماتے ہوئے ماں باپ سے ظاہر داری کیا کرتے ہیں مگر دل سے ان کی تعظیم اور محبت نہیں کرتے- سو یاد رکھو تمہارا پروردگار تمہارے دلوں کے راز خوب جانتا ہے- اگر تم واقعی نیک اور صالح ہو گئے اور دل سے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آو گے تو وہ پروردگار تمہارا بھی نیک بختوں کے لئے بخشنہار ہے- وہ ان کی لغزشوں اور بھول چوک کو معاف کر دیگا-

گو حافظ ممدوح کا اپنا مذہب یہ نہیں- بلکہ قائلین کی طرف سے یہ توجیہ نقل کی ہے مگر اس مذہب کو حافظ موصوف نے رد بھی نہیں کیا- بلکہ حمایت کی ہے

دوسرے رکن اس نصاب کے حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ ہیں جو فرماتے ہیں- کہ

واسری به الی المسجد الا قصی ثم الی سدر المنتهی والی ماشاء الله وکل ذلك لجسده صلی الله علیه وسلم فی لیقظته ولکن ذلك فی موطن هو برزخ بین المثال والشهاد جامع لاحکامهما فظهر علی الجسد احکام الروح وتمثل الروح وامعانی الروحیته اجساداو کذلك بان لکل واقعته من تلك الوقائع تعبیروقد ظهر لحز قیل وموسیٰ وغیر هما علیهم السلام نحو من تلك الوقائع وکذلك لا ولیاء الامته لیکون علو درجاتهم کحالهم فی الرویا– والله اعلم (حجته الله ص ۱۹۰' ج۲' باب الاسراء)

آنحضرت کو مسجد اقصی تک لے گیا- پھر سدرۃ المنتہی تک اور جہاں تک خدا نے چاہا اور یہ سب واقعات جسمانی تھے- بیداری میں- لیکن یہ ایک ایسے موقع پر تھا کہ مثال اور شہادت کے درمیان واسطہ اور دونوں کے احکام کو جامع تھا پس جسم پر روح کے احکام ظاہر ہوئے- روح اور کیفیات روحانیہ جسم کی شکل میں متشکل ہوئیں اسی لئے ہر ایک واقع کی تعبیر اور بیان ظاہر ہوا- حضرت حزقیل اور موسیٰ وغیرہ علیہم السلام کے لئے اس طرح کے واقعات ظاہر ہوئے تھے- اسی طرح اولیاء امت کے لئے واقعات پیش آئے ہیں- تاکہ ان کے درجوں کی بلندی اللہ کے نزدیک ظاہر میں ایسی ہو جیسی خواب میں ان کی حالت ہوتی ہے-

سرسید مرحوم نے غلطی کھائی ہے جو اس کلام کو حافظ ابن قیم کا مذہب جانا ہے- چنانچہ لکھتے ہیں کہ اس طرح ابن قیم نے زاد المعاد میں بیان کیا ہے کہ صرف روح رسول خدا کی معراج میں گئی تھی اور جسد نہیں گیا- اس کا نتیجہ بھی یہ ہے کہ حالانکہ حافظ ابن قیم بھی بجسدہ معراج کا قائل نہیں ہے- (تفسیر احمدی جلد ۵ صفحہ ۶) ابن قیم نے ایک ہی صفحہ پہلے اپنے مذہب کو تصریح کر دی ہے کہ آنحضرت کو معراج بجسدہ ہوا ہے- چنانچہ لکھتے ہیں ثم اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجسدہ علی الصحیح (زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۰) یعنی صحیح مذہب یہ ہے کہ آنحضرت کو معراج بجسدہ ہوا اس سے ظاہر ہے کہ ابن قیم کو معراج جسدی سے انکار نہیں- پس حافظ ممدوح کی طرف انکار کو نسبت کرنا سید صاحب کی غلط فہمی یا مطلب بر آری ہے منہ پس ان بزرگوں کے کلام سے جو امر ثابت ہوتا ہے خاکسار بھی اسی کو مانتا ہے- مختصر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو دو دفعہ سیر کرائی گئی ایک دفعہ تو مکہ شریف سے بیت المقدس تک جسمانی- دوسری دفعہ مکہ شریف سے فلک الافلاک تک اس کیفیت سے جو ان دو بزرگوں کے کلام سے ثابت ہوتا ہے

وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾

اور ناتے والوں اور مسکینوں اور مسافروں کے حقوق ادا کیا کرو اور فضول خرچی مت کیا کرو۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾

کچھ شک نہیں کہ فضول خرچ شیطان کے ساتھی ہیں اور شیطان تو اپنے پروردگار کا بالکل ناشکرا ہے

وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾

اور اگر تم اپنے پروردگار کی مہربانی کے انتظار میں ان سے منہ پھیرو جس کی تم امید رکھتے ہو تو ان کو نرم بات

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾

کہا کرو اور نہ اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ رکھا کرو اور نہ ہی بالکل کھلا۔ چھوڑ دیا کرو نہیں تو تم شرمندہ اور عاجز ہو کر بیٹھ رہو گے

اور تیسرے درجہ پر یہ حکم ہے کہ ناتے والوں اور مسکینوں اور غریب عاجز مسافروں کے حقوق ادا کیا کرو یعنی ان سے بھی حسن سلوک سے پیش آیا کرو اور فضول خرچی میں مال و دولت ضائع مت کیا کرو جس جگہ خرچ کرنے کی شریعت اجازت نہ دے اس جگہ ایک کوڑی بھی خرچ کرو گے تو فضول خرچ بن جاؤ گے اور جس جگہ شریعت کی اجازت ہو وہاں پر تمام مال کے خرچ کرنے سے فضول خرچی کا الزام عائد نہ ہو گا کیا تم نے شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا؎

نہ بے حکم شرح آب وخوردن خطاست اگر خون بفتوی بریزی رواست

کچھ شک نہیں کہ فضول خرچ شیطانوں جیسے بیفرمانوں کے ساتھی ہیں اور شیطان تو اپنے پروردگار کا بالکل ناشکرا ہے پس اس کا ساتھی بننا گویا خدا اس کے ناشکروں میں داخل ہونا ہے۔ پس تم ایسا مت کرنا اور اگر کوئی وقت ایسا آپڑے کہ تم اپنے قریبیوں اور حقداروں کے حقوق ادا نہ کر سکو بلکہ اپنے پروردگار کی مہربانی سے انتظار میں ان سے روگردان رہو۔ یعنی ایسا موقع آپڑے کہ تمہارے پاس کچھ موجود نہ ہو مگر کہیں سے رقم تم کو پہنچنے والی ہو جس کی تم امید رکھتے ہو تو ایسے وقت میں ان کو نرم بات کہا کرو اور سمجھا دیا کرو کہ بھائیو آج کل ہمارا ہاتھ ذرا تنگ ہے تھوڑے دنوں تک ہم انشاء اللہ تم سے سلوک کریں گے۔ ہاں یہ بھی خیال رہے کہ نہ تو بالکل اپنے ہاتھوں کو گردن سے باندھ رکھا کرو کہ کسی کو پھوٹی کوڑی بھی نہ دو۔ اور نہ ہی بالکل چھوڑ دیا کرو۔ کہ جو کچھ ہاتھ آیا بین آیا بجھوائے۔

قرار در کف آزادگان نگیرد مال   نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

سب کچھ اڑا دیا نہیں تو تم شرمندہ اور ضرورت کے وقت عاجز ہو کر بیٹھ رہو گے

غالباً اس رائے کو اختیار کرنے کی وجوہات میں یہ بھی ایک وجہ ان بزرگوں کو پیش آئی ہو گی کہ آسمانی سیر کی حدیثوں میں یہ ذکر آتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے آنحضرت ﷺ کی ملاقات ہوئی پھر اگر آپ اسی جسم مطہر کے ساتھ تھے تو وہ بھی ایسے ہی ہوں گے۔ حالانکہ ان کا اس جسم خاکی کو چھوڑ دینا شہادت تواتر کے علاوہ قرآن و حدیث سے بھی ثابت ہے۔ فافهم ولا تعجل

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝۳۰ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝۳۱

تمہارا پروردگار ہی جس کو چاہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگ کر دیتا ہے- وہ اپنے بندوں کے حال سے خوب خبردار اور دیکھتا ہے- اور اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل مت کیا کرو ہم (خدا) ہی تو ان کو اور تم کو رزق دیتے ہیں ان کا قتل بہت ہی بڑا گناہ ہے

سنو اپنے مال و دولت پر ناز نہ کیا کرو بلکہ اصل بات یہ دل میں جما رکھو کہ تمہارا پروردگار ہی جس کو چاہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگ کر دیتا ہے- سب چیزوں پر اسی کا قبضہ و تصرف ہے ایسے ویسے خیالات اور بیہودہ پخت و پز کرنے والوں کو وہ دوسری طرح سیدھا کر دیا کرتا ہے- اسے کسی کے بتلانے اور سمجھانے کی بھی حاجت نہیں کیونکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے خوب خبردار اور دیکھتا ہے پس اس کے حکموں کی اطاعت کرو اور اسی کے ہو کر رہو اور سنو اپنی اولاد (لڑکیوں) کو اپنے افلاس کے خوف سے مت قتل کیا کرو کہ ہائے ہم کہاں سے اتنا لائیں گے کہ ان کی شادیوں میں داج دہیج دیں گے- ہم (خدا) ہی تو ان کو اور تم کو رزق دیتے ہیں- کیا تم اپنے آپ کو ان کا رزاق سمجھتے ہو- بڑی غلط رائے ہے یاد رکھو کہ ان کا قتل بہت ہی بڑا گناہ ہے-

ع ۸

شان نزول

عرب کے لوگ لڑکیوں کے پیدا ہونے پر سخت کبیدہ خاطر ہوتے تھے یہاں تک کہ اگر موقع ملتا تو قتل بھی کر دیتے تھے- ان کے حق میں یہ کہنا بہت ٹھیک ہے ؎

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھیں خالی   جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

ان کے سمجھانے کو اور ان کو اس فعل قبیح کے روکنے کو آیت نازل ہوئی منہ ۱۲

بیرونی مباحث

اندرونی ثبوت یعنی بعد بیان قرآن و حدیث کے بیرونی حملات کی مدافعت بھی ضروری ہے- چونکہ ہم نے اس بحث کے دو حصے کر دیئے ہیں- اس لئے اعتراضات میں بھی کمی آگئی- بڑا اعتراض تو آسمانی سیر جسمانی پر تھا جس کا حل شاہ ولی اللہ صاحب اور حافظ ابن قیم رحمت اللہ علیہما نے کر دیا- کیوں کہ ان حضرات کی تقریرات سے ثابت ہوتا ہے کہ عنصری جسم مطہر آنحضرت کا آسمان پر نہیں آگیا- اب اگر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے تو اس پر ہو سکتا ہے کہ مکہ شریف سے بیت المقدس تک سیر جسمانی تھوڑے سے عرصہ میں کیونکر ہوئی بحالیکہ تخمیناً دو ہزار میل کا فاصلہ ہے- اس سوال کا جواب گو پہلے بھی علماء کرام نے دیا ہے مگر آج کل تو اور بھی سہل ہو گیا ہے- غور سے سنئے ایک زمانہ تھا کہ امرتسر سے دہلی تک اوسطاً ایک ماہ یا کم بیش لگتا تھا- اب دس گھنٹوں میں ڈاک جاتی ہے- لیکن ٹھہرتی ہوئی اگر راستہ میں نہ ٹھیرے تو اسی رفتار سے چھ سات گھنٹوں میں پہنچ سکتی ہے- پچھلے دنوں خبر آئی تھی کہ گاڑیوں کے پہیوں پر بجلی لگا دی جاوے گی تو امرتسر سے دہلی تک چار گھنٹوں میں سفر طے ہو گا- لیکن سوال یہ ہے کیا اس ترقی کی اب حد ہو چکی ہے یا آئندہ کو ابھی اسرار قدرت اور بھی ظاہر ہونے کی توقع ہے؟ کچھ شک نہیں کہ اس کے سوال کا جواب اثبات میں ہو گا یعنی بیشک آئندہ کو بھی اسرار قدرت کا اظہار اور بھی ہو گا- اس کے علاوہ سائنس دان اور موجد با آواز بلند کہتے ہیں کہ ہم کسی چیز میں اثر پیدا نہیں کر سکتے بلکہ اثر وہی ہے- جو قدرت نے پیدا کر رکھا ہے- سائنسدان صرف اس کا ادراک اظہار کرتے ہیں- مثلاً جن دواؤں سے آجکل برف سازی ہوتی ہے ان داؤں یا ان کی تاثیرات کو ان موجدوں نے پیدا نہیں کیا- بلکہ ان دواؤں کی تاثیرات معلوم کی ہیں جو بعد معلوم کرنے کے استعمال میں لا رہے ہیں- علی ہذا القیاس نت نئی ایجادات جو ہو رہی ہے ان سب میں یہی قانون ہے کہ کوئی موجد ان میں تاثیر پیدا نہیں کر سکتا- بلکہ عطیہ الٰہی کو معلوم کر کے استعمال کرتا ہے

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ

اور زنا کے نزدیک بھی نہ جایا کرو کیونکہ یہ بے حیائی ہے اور بہت برا طریق ہے اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ

الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ

نے حرام کیا بے وجہ مت مارا کرو- جو کوئی مظلوم مارا جائے ہم اس کے وارثوں کے حق میں غلبہ کا حکم

سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝

دیں گے- پس وہ قتل میں جلدی نہ کرے اس میں شک نہیں کہ وہ مدد کا حقدار ہے-

اور سنو زنا اور بدکاری یعنی لواطت وغیرہ سے تو ایسے دور رہو کہ اس کے نزدیک بھی نہ جایا کرو- کیوں کہ یہ بے حیائی ہے اور بہت برا طریق ہے- اس زناکاری سے بہت فساد پھیلتے ہیں- اولاد حرامزادی ہوتی ہے اور بازاری عورتوں سے اکثر اوباشوں کو آتشک بھی ہو جاتا ہے جس سے تمام عمر بھی تکلیف میں رہتے ہیں- بلکہ آئندہ کو ان کا تخم جل کر اولاد کے قابل نہیں رہتا- پس تم ایسا مت کرنا اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے بے وجہ شرعی کے مت مارا کرو- جو کوئی مظلوم اور بے گناہ مارا جائے گا ہم نے اس کے وارثوں کے حق میں غلبہ یعنی ڈگری کا حکم دیا ہے یعنی وہ اس مظلوم کا تین طرح سے عوض لے سکتا ہے- مال سے 'خون سے 'معافی سے- پس چونکہ اسے تین باتوں کا اختیار ہے اس لئے وہ قتل پر جلدی اور زیادتی نہ کرے شاید اس کا جوش کسی وجہ سے اتارا جائے اور معاف کر دے یا عوض لے کر چھوڑ دے تو ایک خون تو ہوا ہے دوسرا ابھی کیوں ہو- ہاں اسمیں شک نہیں کہ سرکار کی طرف سے وہ مدد کا حقدار ہے- یہ نہیں کہ اس کی حق تلفی ہو گی یا بغیر اس کی رضا کے کوئی کام ہو سکے گا-

---

پس ممکن ہے کہ جس سواری پر آنحضرت ﷺ نے مکہ شریف سے بیت المقدس تک سفر کیا تھا- اس میں کوئی ایسی قدرتی تاثیر ہو کہ چند گھڑیوں میں بیت المقدس تک پہنچ گئے ہوں پھر وہاں سے واپس مکہ شریف میں صبح ہونے سے پہلے ہی تشریف لے آئے ہوں- سائنس کی کونسی دلیل اس سرعت حرکت سے مانع ہے- حالانکہ حرکت کی سرعت یومافیوماترقی پر ہے- یورپ اور امریکہ کے فلاسفر اور موجد سخت بیتاب ہیں کہ حرکت کی انتہا معلوم کر کے اس کو کمال سرعت کے درجہ پر پہنچایا جائے- ہمارے خیال میں جب تک مدعیان کی طرف سے کوئی قطعی دلیل اس امر پر قائم نہ ہو لے کہ سرعت حرکت کی حد بس یہی ہے کہ جو آج تک دریافت ہوئی ہے تب تک ان کا حق نہیں کہ ہم سے کوئی دلیل اسراء جسمانی پر طلب کریں- کیا وہ کوئی دلیل لا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں علاوہ اس کے واضح دلیل واقع معراج کی صحت پر یہ ہے کہ سائنس مانتی ہے کہ جو حرکت ایک قوت سے ایک گھنٹے میں ہوتی ہے وہ حرکت اس قوت سے مضاعف (دوگنی) قوت کے ساتھ نصف گھنٹے میں حاصل ہو سکتی ہے- علےٰ ہذاالقیاس اس سے دگنی قوت سے اس نصف وقت میں- ایسا ہی اس سے دگنی قوت اس سے نصف وقت میں- غرض جس قدر قوت محرکہ قوی ہو گئی اسی قدر حرکت کم وقت میں ہو گی- جب ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی قوت سب سے اقوی ہے تو کچھ شک نہیں رہتا کہ خدائی کام اور حرکات سب حرکتوں سے کم وقت میں ہو سکتے ہیں- فافہم وتدبر منہ

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۪ وَاَوْفُوْا

اور یتیم کے مال کے پاس نہ جائیو- لیکن جو طریق بہتر ہو- جب تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور وعدے

بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا

پورے کیا کرو کچھ شک نہیں کہ وعدے سے سوال ہوگا- اور جب تم ماپ کر لینے دینے لگو تو پورا دیا کرو اور سیدھی

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾

ترازو سے وزن کیا کرو یہ بہت خوب ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے-

اور سنو یتیم کی ہر طرح خیر خواہی کیا کرو ایسی کہ اس کے مال کو کھا جانا تو بجائے خود اس کے پاس بھی نہ جاؤ- یعنی کسی ایسی ویسی دعوت میں بھی شریک نہ ہوا کرو جس میں شبہ ہو کہ یتیم کے مال سے کچھ خرچ کیا ہوگا- لیکن جو طریق یتیم کے حق میں بہتر اور مفید ہو یعنی اس کے مال کو تجارت پر لگا کر بڑھاؤ- جس سے اس کو فائدہ ہو اور تم کو بھی- اگر غریب ہو تو اس میں اس سے اپنا حق الخدمت لے لیا کرو زیادہ نہیں- یہ روک جب تک ہے کہ وہ یتیم اپنی قوت اور جوانی کو پہنچ جائے- یعنی ہوش سنبھال کر بالغ ہو جائے تو پھر اس کے پاس دوستانہ برادرانہ برتاؤ سے تحفہ تحائف دو اور لو تو جائز ہے- مگر اس سے پہلے نہیں- اس کے علاوہ ایک اور ضروری اور اعلےٰ اخلاقی حکم سنو وہ یہ ہے کہ وعدے پورے کیا کرو- جس کسی سے عہد کرو پورا کرو مگر جو عہد خلاف شرع ہو اس کی پرواہ نہ کرو مثلاً کسی بدمعاش سے تم نے وعدہ کر لیا کہ آج مل کر شراب پئیں گے- اب وہ ایفائے عہد تم سے چاہتا ہے تو ایسے وعدے کی پرواہ نہ کرو اور شراب خواری سے اپنی خواری مت کراؤ- کچھ شک نہیں- کہ خدا کے ہاں وعدے سے تم کو سوال ہوگا کہ پورا کیوں نہ کیا مگر جو وعدہ جائز ہوگا اسی سے سوال ہوگا ناجائز سے نہیں اور سنو تمدن میں بڑا ضروری کام یہ ہے کہ جب تم ماپ کر کوئی چیز دینے لگو تو پوری دیا کرو اور جب وزن کر کے دینے لگو تو سیدھی ترازو سے وزن کیا کرو یہ طریق تمہارے حق میں بہت خوب ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے کہ دوکان کی نیک نامی دنیا میں بھی نفع ہے اور عقبیٰ میں تو بہت بڑا فائدہ ہوگا-

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ

اور ایسی باتوں کے پیچھے مت پڑا کرو جن کا یقین علم نہ ہو کان آنکھ اور دل ہر ایک سے

كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔـوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ

سوال ہوگا اور زمین پر متکبرانہ وضع سے نہ چلا کرو تم زمین کو نہ پھاڑ سکو گے

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝

اور طول میں پہاڑ کے برابر نہ ہو جاؤ گے ان سب کی برائی تمہارے پروردگار کو ناپسند ہے

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ

یہ باتیں عقل و حکمت کی ہیں جو تیرا پروردگار تیری طرف بذریعہ وحی بھیجتا ہے اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بناؤ ورنہ

فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ

شرمندہ اور ذلیل ہوکر تو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ کیا تمہارے پروردگار نے تم کو بیٹوں کے لئے منتخب کیا ہے اور خود اپنے لئے فرشتوں

مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝

میں سے بیٹیاں بنائی ہیں اس میں شک نہیں کہ تم بہت ہی بڑی بات کہتے ہو۔

اور سنو معمولی بازاریوں کی طرح اناپ شناپ کرتے ہوئے ایسی باتوں کے پیچھے مت پڑا کرو جن کا تم کو یقینی علم نہ ہو یوں ہی سن لیا کرو فلاں شخص بد عقیدہ ہے بس وہی دل میں جما لیا۔ سن لیا فلاں شخص تم سے عداوت رکھتا ہے بس اسی پر جم گئے۔ یہ بالکل فضول باتیں ہیں۔ ایسی باتوں کو بالکل کانوں میں مت ڈالا کرو۔ سنو کان۔ آنکھ اور دل وغیرہ ہر ایک عضو سے سوال ہوگا کہ اس کو کہاں کہاں تم نے استعمال کیا تھا؟ بس اس بات کا خیال رکھا کرو۔ اور سنو زمین پر اکڑ اکڑ کر متکبرانہ وضع سے نہ چلا کرو ایسے کہ دوسروں کو تم حقیر سمجھو اور وہ تم کو بے وقوف اور مغرور جانیں۔ بھلا غور کرو ایسی متکبرانہ روش سے تم کہیں زمین کو تو نہ پھاڑ سکو گے اور لمبائی میں پہاڑ پر نہ چڑھ جاؤ گے پھر آخر کرو گے کیا؟ گردن بلند کر کے چلو گے تو کیا کرو گے کئی ایک درخت ایسے ہوں گے جو تم سے ہر طرح قد و قامت میں سربلند ہیں۔ کئی ایک حیوان تم سے اونچے ملیں گے بہت سی دیواریں تم سے لمبائی میں بڑی ہوں گی۔ پہاڑ تو خیر بہت ہی بلندی پر ہیں۔ پھر ایسا کرنے سے کیا فائدہ۔ سنو ایسے ناشائستہ کام چھوڑ دو۔ ان سب کی برائی تمہارے پروردگار کو ناپسند ہے۔ اے رسول یہ باتیں عقل و حکمت کی ہیں جو تیرا پروردگار تیری طرف بذریعہ الہام اور وحی کے بھیجتا ہے پس تو بھی ان پر عمل کیا کر اور خدا کے ساتھ اور کوئی معبود نہ بنائیو۔ ورنہ شرمندہ اور ذلیل ہو کر تو جہنم میں ڈالا جاوے گا۔ یاد رکھو صرف یہی ایک شرک نہیں کہ خدا جیسا اوروں کو سمجھا جائے بلکہ یہ بھی شرک ہے کہ خدا کی اولاد قرار دی جائے۔ بیٹے اور بیٹیاں اس کے بنائے جائیں جیسے تم (عرب کے) لوگ کہتے ہو۔ کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں۔ کیا تمہارے پروردگار نے تم کو بیٹوں کے لئے منتخب کیا ہے اور خود اپنے لئے فرشتوں میں سے بیٹیاں بنائی ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ اعلیٰ قسم تو تم کو دے اور ادنیٰ درجہ خود اختیار کرے سنو یہ بالکل واہیات بات ہے اور اس میں ذرہ شک نہیں کہ تم ایک بہت ہی بڑی سخت بات کہتے ہو' ایسی کہ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِیَذَّكَّرُوْا ؕ وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ

اور قرآن میں ہر ایک ہدایت کی بات کو کھول کھول کر ہم نے بتلایا تاکہ یہ سمجھیں۔ مگر ان کو نفرت ہی زیادہ ہوئی ہے۔ تو کہہ

لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾

اگر خدا کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے جیسے یہ کہتے ہیں تو فوراً خدائے مالک الملک کی طرف چڑھنے کی راہ نکالتے

سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ

وہ پاک ہے اور ان کی بے ہودگی سے بہت بلند ہے۔ ساتوں آسمان اور زمین جو ان میں رہتے

الْاَرْضُ وَ مَنْ فِیْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا

ہیں اس کو پاکی سے یاد کرتے ہیں دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب اس کی تعریف کے گیت گاتی ہیں مگر تم ان کی تسبیح

تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا

نہیں سمجھ سکتے۔ وہ بڑا ہی بردبار اور بخشنے والا ہے۔ اور جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم

بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾

تیرے درمیان . اور آخرت کے منکروں کے درمیان ایک مخفی پردہ کر دیتے ہیں

اس پر خدا کا غضب نازل ہو تو آسمان وزمین گر پڑیں اور سب لوگ تباہ ہو جائیں تو بجا ہے۔ ہر چند ان بیوقوفوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی گئی اور قرآن شریف میں ہر ایک ہدایت کی بات کو کھول کھول کر ہم (خدا) نے بتلایا کہ یہ کسی طرح سمجھیں مگر ان کو کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ ان کو دین حق سے نفرت ہی زیادہ ہوتی ہے۔ کیوں ہوئی اس لئے کہ انکے دلوں میں کفر و شرک کی بنیاد مضبوط جگہ پکڑ چکی ہے۔ اور قرآن شریف ان واہیات خیالات کا رد کرتا ہے پس یہی وجہ نفرت کی ہے۔ اے نبیؐ بطور نصیحت تو ان سے کہہ کہ اگر خدا کے ساتھ یعنی اس کے ہوتے ہوئے اور معبود بھی ہوتے جیسے کہ یہ مشرک کہتے ہیں تو فوراً خدائے مالک الملک ذوالجلال والاکرام کی طرف چڑھنے کی راہ نکالتے کہ کسی طرح اس پر غالب ہوں کیوں کہ الہ یا خدا کی ماہیت اور حقیقت اس سے عار کرتی ہے کہ کسی کے ماتحت رہ سکے خدا اور معبود کیا اور ماتحتی کیا؟ کیونکہ ماتحتی عجز کی علامت ہے اور عجز الوہیت کی صریح نقیض ہے۔ پس اگر کوئی شخص معبود کہلا کر کسی کا ماتحت ہے تو عاجز معبود نہیں۔ پس اگر چند معبود دنیا میں ہوتے تو ضرور فساد ہو جاتا آپس میں کٹ مرتے اور مخلوق تباہ ہو چکتی سنو وہ اللہ ایسے حالات سے پاک ہے اور ان کی بیہودہ گوئی سے جو یہ کہتے ہیں بہت بلند ہے اس کے دامن قدس تک اس کا غبار بھی نہیں پہنچ سکتا وہ تو ایسی ذات ستودہ صفات ہے کہ تمام ساتوں آسمان اور زمینیں اور جو ان میں رہتے ہیں اس کو پاکی سے یاد کرتے ہیں۔ بنی آدم ہی پر حصر نہیں دنیا میں جتنی چیزیں ہیں سب اس کی تعریف کے گیت گاتی ہیں۔ مگر تم بوجہ اس کے کہ ان کے محاوروں سے واقف نہیں ہو ان کی تسبیح نہیں سمجھ سکتے۔ ہاں اس امر پر یقین کرو کہ وہ خدا بڑا ہی بردبار اور بخشنے والا ہے جو کوئی اس کا ہو رہے اس پر وہ بھی مہربان ہے اور جو اس سے ہٹے اس کی اسے بھی پرواہ نہیں یہی وجہ ہے کہ کافر فاسق بدمعاش اور آوارہ گرد قرآن سے مستفید نہیں ہو سکتے۔ اور جب تو اے رسولؐ قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور آخرت کے منکروں کے درمیان ایک مخفی پردہ کر دیتے ہیں۔ جو لوگوں کی آنکھوں سے مستور ہوتا ہے۔ یعنی ان کی عبادت اور جہالت اور حق سے عناد سب مل کر ان کو فہم مطالب سے مانع ہوتے ہیں

وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِذَا ذَكَرْتَ
اور ہم ان کے دلوں پر غلاف اور کانوں میں ایک قسم کا بوجھ ڈال دیتے ہیں تاکہ وہ قرآن کو نہ سمجھیں اور جب تو قرآن میں
رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا
اپنے واحد پروردگار کو یاد کرتا ہے تو وہ نفرت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں جس نیت سے وہ
يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ
کلام سنتے ہیں جس وقت یہ تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جس وقت یہ مشورے کرتے ہیں یعنی جس وقت ظالم کہتے ہیں
اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا
کہ تم تو مخبوط الحواس آدمی کے پیچھے چلتے ہو۔ دیکھ تو کس طرح کی تیرے حق میں مثالیں دیتے ہیں۔ پس یہ ایسے گمراہ
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۴۸﴾
ہوئے ہیں کہ راہ حق نہیں پاسکیں گے

اور ہم (خدا) ان کے دلوں پر غلاف اور کانوں میں ایک قسم کا بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ مگر وہی جو دیکھنے میں نہیں آتا۔ تاکہ وہ قرآن کو نہ سمجھیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ سب کچھ جو ان نالائقوں سے کیا جاتا ہے۔ اپنے اپنے سبب سے وجود پذیر ہوتا ہے یعنی بے پرواہی سے جہالت اور جہالت سے حق کی عداوت اور عداوت سے دل کی غفلت۔ مگر چونکہ ان سب اسباب کا مسبب اور علۃ العلل ذات باری جل شانہ ہے اس لئے کہ وہ ان سب حوادثات کو اپنی طرف نسبت کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم ایسا کرتے ہیں۔ ورنہ ان لوگوں کی بے ایمانی خود ان کی اس سزا کی مقتضی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ یہ لوگ کیسے کیسے افعال شنیعہ کرتے ہیں۔ خدا کے سوا اس کی مخلوق کو پوجتے ہیں۔ بڑی بھاری وجہ ان کی اس گمراہی کی یہ ہے کہ خدا کی پاک توحید سے منکر ہیں۔ اور جب تو قرآن میں اکیلے پروردگار کو بغیر کسی ساجھی اور شریک کے یاد کرتا ہے تو نفرت سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں مگر یاد رکھ جو کچھ یہ کرتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں۔ جس نیت سے تیرے پاس آکر کلام سنتے ہیں۔ جس وقت یہ تیری طرف کان لگاتے ہیں۔ اور جس وقت یہ مشورے اور سرگوشیاں کرتے ہیں یعنی جس وقت ظالم اور بدمعاش بے ادب گستاخ لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ میاں تم تو معاذ اللہ ایک مخبوط الحواس آدمی (محمد علیہ السلام) کے پیچھے چل رہے ہو۔ ان سب واقعات اور ان کی ہر ایک قسم کی باتوں کو ہم خوب جانتے ہیں۔ اسی کے موافق ان کو نتیجہ ملے گا۔ دیکھ تو کسی طرح کی تیرے حق میں بیہودہ مثالیں دیتے ہیں۔ چونکہ ان کی شرارت حد سے بڑھ گئی ہے پس یہ ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ راہ حق نہیں پاسکیں گے۔ تیرے حق میں تو یہ بکواس کرتے ہی تھے خدا کی قدرت میں یوں شک کرتے ہیں کہ اس کے جزا و سزا کے وعدوں کو نہیں مانتے۔

ے مسحور سے مراد مخبوط الحواس ہے نہ کہ جادو شدہ کیونکہ دوسری آیت میں امر بہ جنۃ کفار کا قول ہے یعنی آنحضرت کی طرف جنون کو منسوب کیا ہے۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ مسحور سے مراد مخبوط الحواس ہے۔ پس جس حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جادو کیا گیا تھا۔ وہ اس آیت کے برخلاف نہیں۔ ۱۲۰

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ

اور کہتے ہیں کیا جب مرکر ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے ہو جائیں گے تو ہم پھر کسی نئی پیدائش میں اٹھائے جائیں گے تو کہہ

كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ

تم چاہے پتھر بن جاؤ یا لوہا- یا کوئی اور چیز جو تمہارے خیال میں بہت بڑی ہو پس کہیں گے بھلا کون

مَنْ يُّعِيْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ

دوبارہ ہم کو زندہ کریگا- تو کہو وہی اللہ جس نے تم کو پہلی دفعہ پیدا کیا پھر تیری طرف

رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ﴿۵۱﴾ يَوْمَ

سر جھکا کر کہیں گے وہ دن کب ہوگا تو کہو کہ کیا عجیب کہ قریب ہی ہو- جس دن وہ

يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ وَقُلْ

(خدا) تمہیں بلاویگا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کرو گے اور تم سمجھو گے کہ بہت تھوڑی مدت تک ٹھہرے تھے اور میرے

ع ۵ / ۱۲ / ۵

لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

نیک بندوں کو کہہ کہ بہت ہی نیک بات کہا کریں کیونکہ شیطان ان میں فساد ڈلوادے گا اس لئے کہ شیطان

كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾

انسان کا صریح دشمن ہے

اور کہتے ہیں کہ جب مر کر ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے ہو جائیں گے تو اس کے بعد ہم پھر کسی نئی پیدائش میں اٹھائے جائیں گے؟ بھلا ایسا کبھی ہو سکتا ہے؟ تو ان نادانوں سے کہہ خدا ضرور ایسا کرے گا تم چاہے پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور چیز جو تمہارے خیال میں بہت بڑی ہو تب بھی وہ تم کو دوبارہ زندہ کر ہی لے گا- پس یہ سنکر کہیں گے بھلا کون دوبارہ ہم کو زندہ کرے گا- تو کہیو وہی اللہ مالک الملک جس کے قبضہ قدرت میں تمام جہان کی حکومت ہے اور جس نے تم کو پہلی دفعہ ماں کے پیٹ سے پیدا کیا ہے- پھر یہ سن کر جواب تو کچھ نہ دے سکیں گے مگر تیری طرف سر جھکا کر کہیں گے بھلا وہ دن کب ہو گا- تو کہیو کیا عجیب کہ قریب ہی ہو- مجھے اس کی تاریخ تو معلوم نہیں البتہ اتنا بتلاتا ہوں کہ جس دن وہ (خدا) تمہیں زندہ کرنے کو بلاوے گا تو تم اس کی تعریف کرتے ہوئے تعمیل ارشاد کرو گے اور تم اس وقت سمجھو گے کہ دنیا میں بہت تھوڑی مدت ٹھیرے تھے- پس اے نبیؐ ان سے تو اتنی ہی بات پر بس کر اور میرے (یعنی خدا کے) نیک بندوں کو کہہ کہ مخالفوں سے بات چیت اور بحث و مباحثہ کرتے ہوئے بہت ہی نیک اور درست بات کہا کریں کیوں کہ ایسی ویسی سخت گوئی کرنے سے شیطان ان میں فساد ڈلوادے گا پھر جو فائدہ مباحثات اور مناظرات سے مد نظر ہوتا ہے وہ ہاتھ سے جاتا رہے گا- اس لئے کہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے سخت گوئی سے تمہارے مخاطبوں کو طیش ہو گا جس کے باعث وہ ہدایت سے رک جاویں گے اور تم بھی اس گناہ میں مبتلا ہو گے کہ تمہاری وجہ سے لوگ ہدایت سے رکے پس تم ہرگز ہرگز سخت کلامی نہ کیا کرو-

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ۖ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۖ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

تمہارا پروردگار تم کو خوب جانتا ہے وہ اگر چاہے تو تم پر رحم فرمادے اور اگر چاہے تو تم کو عذاب میں مبتلا کرے اور ہم نے تجھ کو ان پر

عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۞ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا

ذمہ دار کر کے نہیں بھیجا اور تمہارا پروردگار تمام آسمان والوں اور زمین والوں کو خوب جانتا ہے اور ہم نے بعض نبیوں

بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۞ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ

کو بعض پر بزرگی دی ہے اور داؤد کو زبور عطا کی تو کہہ کہ اللہ کے سوا جن لوگوں کو

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۞ اُولٰٓئِكَ

تم اختیار والے سمجھتے ہو ان کو پکارو پھر وہ تم سے تکلیف دور نہ کر سکیں گے اور نہ پھیر سکیں گے- جن لوگوں کو

الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ

یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار کا قرب چاہتے تھے کہ کون زیادہ مقرب ہے اور اسی کی رحمت کی امید

وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۞

رکھتے تھے اور اس کے عذاب سے ڈرتے تھے- تیرے پروردگار کا عذاب واقعی ڈرنے کی چیز ہے-

تمہارا پروردگار تم کو خوب جانتا ہے وہ اگر چاہے تو تم سب پر رحم فرمادے اور اگر چاہے تو تم کو عذاب میں مبتلا کرے مگر وہ زور سے کسی پر ناحق ظلم نہیں کیا کرتا بلکہ جو جس لائق اور قابل ہوتا ہے اس کو دیتا ہے- اور ہم نے تجھ کو (اے رسولؐ) ان پر ذمہ دار کر کے تو بھیجا نہیں کہ خواہ مخواہ مسلمان ہی بنا بلکہ صرف پہنچا دینا تیرا کام ہے پڑے جھک ماریں اپنا سر کھائیں نہ مانیں تیرا کیا لیں گے ؟ تمہارا پروردگار تمام آسمان والوں اور زمین والوں کو خوب جانتا ہے- گو ہم نے بہت سے نبی بھیجے اور ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر بزرگی اور فضیلت بھی دی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور عطا کی مگر ان میں بھی کوئی اس درجہ پر نہ تھا کہ بندوں کی حاجت روائی میں دخیل ہو سکتا تو ان سے کہہ کہ اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم اختیار والے جانتے ہو ان کو پکارو اور ان سے دعائیں مانگو پھر دیکھیں کہ وہ تمہیں کیا دیتے ہیں- یاد رکھو پکارنا تو کیا چلاؤ بھی تو وہ تم سے تکلیف دور نہ کر سکیں گے اور نہ پھیر سکیں گے چاہے ان میں کتنے کتنے اعلیٰ درجے والے بزرگ لوگ بھی ہیں- حضرت مسیحؑ اور عزیزؑ اور شیخ عبد القادر جیلانی جیسے صالح لوگ بھی تو یہ نہیں کر سکتے بلکہ جن لوگوں کو یہ لوگ (مشرکین اور یہود و نصاریٰ) اپنی اپنی حاجات کے لئے پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے پروردگار کی عبادت کرنے سے اس کے پاس قرب چاہتے تھے اور اسی فکر میں رہتے تھے کہ کون بہت نیک کام کر کے اپنے پروردگار کا زیادہ مقرب ہے اور اسی (پروردگار) کی رحمت کی امید رکھتے تھے- اور اس کے عذاب سے ڈرتے تھے کیوں کہ تیرے پروردگار کا عذاب واقعی ڈرنے کی چیز ہے اور اگر یہ لوگ اسی شرارت اور بد معاشی پر جمے رہے تو ایک نہ ایک دن تباہ کئے جاویں گے-

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا

اور جو بستی ہے اس کو ہم ضرور قیامت سے پہلے پہلے تباہ یا سخت عذاب میں مبتلا

عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۞ وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ

کرنے والے ہیں یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ اور ہمیں معجزات بھیجنے

نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ

سے کوئی امر مانع نہیں بجز اس کے کہ پہلے لوگوں نے ان کو نہ مانا تھا اور ہم نے ثمود کی قوم کی اونٹنی کا کھلا

مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۞ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ

نشان دیا پھر بھی انہوں نے اس سے انکار ہی کیا اور ہم نشان صرف ڈرانے کو بھیجا کرتے ہیں۔ اور جب ہم نے تجھ سے کہا تھا

اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

کہ ہم نے لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور تیرے چشم دید واقعہ کو ان لوگوں کے حق میں ہم نے موجب ضلالت

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْاٰنِ ؕ

بنایا اور ناپسندیدہ درخت جو قرآن میں مذکور ہے ان کے حق میں موجب لغزش ہی ثابت ہوا

کیونکہ دنیا میں جو کوئی بستی یا قوم ہے اس کو ہم ضرور بالضرور قیامت سے پہلے پہلے تباہ یا سخت عذاب میں مبتلا کرنے والے ہیں۔ جیسے جیسے ان کے اعمال ہوں گے ویسا ان سے برتاؤ کیا جائے گا یہ حکم کتاب الٰہی میں لکھا ہوا ہے اور اس کے علم میں ایسا ہی آچکا ہے پس ان کو چاہیئے کہ ہوش سنبھال لیں اور بار بار شرارت کے سوال نہ کیا کریں۔ یہ جو بار بار باوجود معجزات دیکھنے کے بھی معجزے مانگتے ہیں۔ اور طرح طرح کے سوال کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ تو آسمان پر چڑھ جا۔ کبھی کہتے ہیں تو صفا مروہ دو پہاڑوں کو سونے کا بنادے، ہمیں اس قسم کے معجزات بھیجنے سے کوئی امر مانع نہیں بجز اس کے کہ پہلے لوگوں نے ان جیسے فرمائشی معجزات کو نہ مانا تھا۔ جس پر ان کی ہلاکت ہوئی مگر چونکہ ان موجودہ لوگوں سے یا ان کی نسل سے ہم نے اسلام کی خدمت ابھی لینی ہے اس لئے ہم ایسے فرمائشی معجزے اور نشان نہیں بھیجتے ورنہ پہلے نبیوں کو ہم نے کئی ایک معجزے دیئے اور ہم نے ثمود کی قوم کو حضرت صالح کی معرفت ایک اونٹنی کا کھلا نشان دیا جو کسی خاص صورت میں اس کی دعا سے[1] پیدا ہوئی تھی۔ مگر پھر بھی انہوں نے اس سے انکار ہی کیا پس ہلاک ہو گئے اور ہم ہلاکت سے پہلے واضح نشان صرف ڈرانے ہی کو بھیجا کرتے ہیں۔ جیسے فرعون کی ہلاکت سے پہلے حضرت موسیٰ سے کئی ایک معجزات ظاہر ہوئے تھے جن پر وہ ڈر کر وعدہ کرتا تھا کہ اگر یہ تکلیف ہٹا دے گا تو ہم تیری بات مان لیں گے لیکن جب ہٹ جاتی تو سب کچھ بھول جاتا۔ مگر ابھی تک ان کو تو صرف واقعات ہی سے ڈرایا جاتا ہے کیونکہ ان سے یا ان کی نسل سے اسلام کی خدمت اور دین کی اشاعت کا کام لینا ہے۔ تجھے یاد نہیں۔ جب ہم نے تجھ سے کہا تھا کہ تیرے پروردگار نے تمام لوگوں کو گھیر رکھا ہے ایک بھی تو اس کے احاطہ قدرت سے باہر نہیں ہو سکتا تو تسلی رکھ آخر کار تیری ہی جے ہو گی اور تیرے چشم دید واقعہ کو جب شب معراج تجھے دکھایا گیا ان لوگوں کے حق میں ہم نے موجب ضلالت بنایا۔ دراصل تھا وہ موجب ہدایت مگر یہ لوگ چونکہ اس سے معاندانہ پیش آئے اسلئے گمراہ ہوئے اور ناپسندیدہ اور کریہہ تھوہر کا درخت جو قرآن میں مذکور ہے وہ بھی انکے حق میں موجب لغزش ہی ثابت ہوا۔

[1] حضرت صالح کی اونٹنی کو کھلا نشان تو کہا گیا ہے مگر یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ اس کی پیدائش کس طریق سے ہوئی تھی جن لوگوں نے کہا ہے کہ پتھر سے نکلی تھی یہ ان کا محض اپنا خیال ہے کوئی آیت یا حدیث اس دعوے کی سند نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس اونٹنی کی پیدائش کسی ایسے طریق سے تھی جو نبوت کے لئے واضح دلیل ہو سکے۔ منہ

وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ

اور ہم ان کو ڈراتے ہیں مگر وہ ان کو گمراہی اور سرکشی ہی زیادہ کرتا ہے۔ جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا

اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ

کہ آدم کو سجدہ کرو پس ان سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا بولا کیا میں ایسے کو سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟

طِينًا ۝ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۖ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ

کہا دیکھئے یہی (آدم) جس کو آپ نے مجھ پر فضیلت دی ہے واللہ اگر مجھے قیامت تک زندگی دو تو

الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ

میں باستثناء چند اس کی تمام اولاد کو برباد کردوں۔ خدا نے فرمایا بھلا جا تو پس جو ان میں سے تیرا تابع ہوگا

فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ۝

تو تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو تمہاری کافی وافی سزا ہوگی

قرآن میں تو اس کا ذکر عبرت کے لئے تھا مگر یہ لوگ جو اس پر ہنسی اور مخول کرنے لگے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جہنم کی آگ میں درخت بھی ہوں بجائے اس کے کہ اس سے عبرت حاصل کرتے اور ڈرتے الٹے اس پر مخول کرنے لگے۔ اس لئے وہ ان کے حق میں موجب مزید ضلالت ہی ثابت ہوا۔ ہر چند تو بھی ان کی ہدایت دل سے چاہتا ہے اور ہم بھی ان کو کبھی عذاب سے کبھی واقعات کے سنانے سے ڈراتے ہیں مگر وہ ہمارا ڈرانا ان کی گمراہی اور سرکشی ہی زیادہ کرتا ہے سو ان کی بدبختی بقول ؎

ہر چہ ہست از قامت ناساز و بد انجام ماست ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

تیرا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے اگر عداوت کریں گے تو کچھ نہیں کرسکتے حسد کریں گے تو کچھ نہیں۔ سنو تمہیں حاسد اور محسود کا ایک قصہ سناتے ہیں جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو تعظیمی سجدہ یعنی سلام کرو بس ان سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس شیطان نے تکبر سے انکار کیا جو کچھ اس نے کیا محض حسد سے کیا۔ کیا آدم کا بھی کچھ بگاڑا؟ ہرگز نہیں کمبخت نے بہانہ کیا کیا۔ بولا کہ میں ایسے کو سجدہ اور سلام کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا ہے؟ حالانکہ میری پیدائش آگ سے ہے اور آگ بوجہ روشن ہونے کے مٹی سے ہر طرح اچھی اور افضل ہے۔ یہ بھی اس نے کہا دیکھئے یہی آدم جس کو آپ نے مجھ پر فضیلت اور برتری دی ہے واللہ اگر مجھے قیامت تک زندگی دو تو میں باستثناء چند اس کی تمام اولاد کی نسل کاٹ دوں یعنی گمراہ کروں کیونکہ میں ان کی نبض سے واقف ہوں ان میں قوائے شہوانیہ اور اغراض نفسانیہ ہونے کی وجہ سے ایک سے ایک الگ ہوں گے۔ ہر ایک کی خواہش جدا ہوگی۔ ایک سے ایک کا میل نہ ہوگا پس ایسے بے پریٹروں کو قابو کرنا کیا مشکل ہے۔ خدا نے فرمایا بھلا جا تو اپنا تمام زور لگالے پس میں انہیں اطلاع کردوں گا جو ان میں سے تیرا تابع ہوگا تو تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو تمہاری کافی وافی سزا ہوگی۔ جو تیرا زور ہے لگالے۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ
اور ان میں سے جس پر تیرا زور چلے اپنی آواز سے بہکالے اور سوار اور پیادے ان پر دوڑالے

وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا
اور ان کے مالوں اور اولاد میں شریک ہولے اور ان کو وعدے سنائیو اور شیطان جو لوگوں کو وعدے دیتا ہے

غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ﴿۶۵﴾
سراسر دھوکہ ہے- میرے نیک بندوں پر تیرا زور ہرگز نہ ہوسکے گا تمہارا پروردگار کارساز کافی ہے-

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ
تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے لئے سمندر میں بیڑے چلاتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو کچھ شک نہیں کہ وہ

بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۶۶﴾ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا
تمہارے حال پر بڑا مہربان ہے- اور جب تم کو سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس اللہ کے سوا جن معبودوں کو پکارتے ہو سب کو بھول

نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾
جاتے ہو پھر جب وہ تم کو خشکی پر لے آتا ہے تو تم منہ پھیر کر رو گردان ہو جاتے ہیں اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے-

اور ان میں سے جس پر تیرا زور چلے چلالے' اپنی آواز سے بہکالے اور اپنے سوار اور پیادے ان پر دوڑالے اور ان کے مالوں اور اولاد میں بھی شریک ہولے یعنی مال وجان کی بھلائی برائی دوسروں کی طرف نسبت کرالے اور یہ کہوالے کہ یہ فائدہ ہم کو فلاں بزرگ نے دیا ہے اور یہ لڑکا فلاں شخص نے بخشا ہے اور ایسے برے کاموں پر ان کو بڑے بڑے فراخی رزق اور صحت جسمانی کے وعدے سنائیو ہم بھی نبیوں کی معرفت ان کو اطلاع کر دیں گے کہ شیطان جو لوگوں کو وعدے دیتا ہے سراسر دھوکہ ہے یعنی جو کہتا ہے کہ فلاں بت- قبر یا تعزیہ وغیرہ پر نذر چڑھاؤ گے تو تمہارے اڑے کام سنور جائیں گے- حقیقت میں سب غلط ہے- اڑے کاموں کے سنوارنے میں ان لوگوں کو کوئی دخل نہیں- یہ بھی سن رکھ کہ عام طور پر لوگ اپنی جہالت اور کوتہ اندیشی سے تیرے دام میں پھنس جائیں گے مگر میرے نیک بندوں جو اپنے دلوں پر میری جبروت اور عظمت کا سکہ جمائے ہوں گے تیرا زور ہرگز نہ ہوسکے گا- لوگو سنو اس مردود کی باتوں میں ہرگز نہ آنا اس کے داؤ سے بچنے کی تدبیر یہ ایک ہی کافی ہے کہ تم دل میں یہ خیال بڑی پختگی سے جما رکھو کہ تمہارا پروردگار بندوں کی حاجات کو کارساز کافی ہے- سنو عبادت کے لائق تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمہارے فائدے کے لئے دریا اور سمندر میں بیڑے اور جہاز چلاتا ہے تاکہ تم بذریعہ تجارت اس کا فضل تلاش کرو یعنی بذریعہ بحری سفر کے تجارت میں منافع حاصل کرو اور زندگی آسودہ حالت میں گزارو- دیکھو تو اس کی قدرت کہ اس نے دنیا کی پیداوار ہی ایسی بنائی ہے کہ جو اس ملک میں ہے اس ملک میں نہیں اور جو اس میں ہے اس میں نہیں تاکہ ادھر ادھر لے جاکر کمائیں اور ادھر والے ادھر لاکر فوائد حاصل کریں- کچھ شک نہیں کہ وہ یعنی تمہارا پروردگار تمہارے حال پر بڑا مہربان ہے باوجودیکہ وہ تمہاری شرارتوں سے واقف ہے- تاہم تم کو رزق' عافیت' صحت اور تندرستی دیتا ہے- اور جب تم کو دریا یا سمندر میں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس اللہ کے سوا جن مصنوعی معبودوں کو تم پکارتے ہو سب کو بھول جاتے ہو پھر جب وہ تم کو خشکی پر لے آتا ہو تو تم منہ پھیر کر روگردان ہو جاتے ہو اور ناشکری کرنے لگ جاتے ہو اگر سچ پوچھو تو انسان بڑا ہی ناشکرا ہے گو اسی نوع انسان میں صلحاء بھی ہیں- نبی بھی ہیں ولی بھی ہیں مگر بعض بلکہ اکثر

أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ

کیا تم بے خوف ہو جاتے ہو کہ تم کو خشکی کے کنارہ پر دھنسائے یا تیز ہوا تم

لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۝ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ

پر چلائے- پھر تم اپنے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے- یا کیا تم اس بات سے بھی خاطر جمع ہو جاتے ہو کہ ایک دفعہ تم کو پھر اسی میں لے

فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا

جائے تو تم پر ایک تیز ہوا جھکڑ بھیج کر تمہاری- ناشکری کے بدلے میں تم کو غرق کر دے پھر تم اپنے لئے ہمارے پر

لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ۝ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي

کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ گے- اور ہم (خدا) نے آدم زاد کو بڑی عزت دی ہے اور ہم ان کو برو بحر میں

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ

اٹھالے جاتے ہیں اور ان کو پاکیزہ نعمتوں سے رزق دیتے ہیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر ہم نے ان کو

خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝

فضیلت بخشی-

ان میں شریر بھی ہیں- تم مکہ کے رہنے والے آجکل عموماً پچھلی قسم سے ہو- کیا تم خشکی پر پہنچ کر اس بات سے بے خوف ہو جاتے ہو کہ تم کو اسی خشکی کے کسی کنارے زمین میں دھنسا دے یا مثل آندھی کے تیز ہوا تم پر چلا دے پھر تم اپنے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے- کیا تم اس بات سے بھی خاطر جمع اور بے خوف ہو جاتے ہو کہ ایک دفعہ تم کو پھر اسی دریا میں لے جائے یعنی مثل سابق کسی ضرورت کو پھر کبھی تم اسی دریا میں جاؤ تو تم پر ایک تیز ہوا جھکڑ سی بھیج کر تمہاری ناشکری اور کفران نعمت کے بدلے میں تم کو غرق کر دے پھر تم اپنے لئے ہم پر کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ گے مگر جس قدر نرمی اور حلم کیا جاتا ہے اسی قدر بقول ؎

"کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ"

لوگ شرارت کرتے ہیں اور اپنی عزت اور قدر و منزلت کھوتے ہیں- ہم (خدا) نے تو آدم زاد انسان کو بڑی عزت دی ہے دنیا کی تمام چیزوں پر ان کو حکومت بخشی ہر ایک جاندار بے جان کے استعمال کا ان کو اختیار ہے اور ہم ان کو برو بحر یعنی خشکی اور تری میں اٹھالے جاتے ہیں- خشکی میں بذریعہ اونٹ- گھوڑے- ہاتھی خچر- اور ریل وغیرہ کے اور دریا اور سمندر میں بذریعہ کشتی جہاز اور آبدوز وغیرہ کے- اور ہم ان کو لذیذ اور پاکیزہ نعمتوں سے رزق دیتے ہیں ایسی ایسی نعمتیں کہ حیوانات ان کا فضلہ بھی بصد خوشی کھاتے ہیں اور اپنی بہت سی مخلوق پر ہم نے ان کو فضیلت بخشی کہ جس کو چاہیں اپنے استعمال میں لائیں اور جو کام جس سے چاہیں لیں- یہ سب کچھ کریں مگر اپنے آپ کو ہمارا فرمان بردار بنائیں تاکہ ان کی بنی بنائی عزت دنیا میں بھی محفوظ رہے-

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ
جس دن ہم تمام انسانوں کو ان کے پیشواؤں کے نام کے ساتھ بلائیں گے پھر جن لوگوں کو نامہ اعمال

يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿٧١﴾ وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ
دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ اپنا نامہ اعمال پڑھیں گے اور ان پر ذرہ بھی ظلم نہ ہوگا- اور جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا ہوگا پس وہ

فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٧٢﴾ وَإِن كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي
آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بہت دور راہ بھٹکا ہوا- اور تجھے اس حکم سے جو ہم نے بذریعہ وحی تیری طرف بھیجا ہے

أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَّاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿٧٣﴾ وَلَوْلَا
بچلانے لگے تھے تاکہ تو ہم پر کسی اور حکم کا افترا کرے پھر یہ فورا تجھ کو اپنا دوست بنالیتے اور اگر ہم

أَن ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ﴿٧٤﴾
(خدا) تجھ کو مضبوط نہ رکھتے تو تو کسی قدر تھوڑا بہت ان کی طرف جھک جاتا-

اور جس دن ہم تمام انسانوں کو ان کے پیشواؤں کے نام کے ساتھ بلائیں گے اس دن بھی عزت پاویں- کیونکہ اس روز یعنی قیامت کے دن ہر ایک قوم اپنے اپنے پیشوا کے نام پر بلائی جاوے گی مثلاً یہودیوں عیسائیوں- محمدیوں کو یوں کہا جاوے گا- کہ اے موسائیو' عیسائیو' مسلمان محمدیو- اسی طرح کافروں کو بھی ان کے پیشواؤں کے ناموں سے پکارا جاوے گا مثلاً آریو اور سکھوں کو کہا جاوے گا- اے دیانندیو اے نانک کے سکھو- پس یہ لوگ سنتے ہی خود بخود جمع ہو جائیں گے اور آپ اقرار اور اعتراف کر لیں گے کہ ہم فلاں شخص کے تابع دار[1] تھے پھر اگر وہ شخص ان کا واقعی متبوع اور سچا پیشوا ہوا تو ان کو نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں ملے گا نہیں تو بائیں میں- نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ جن لوگوں کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ خوشی خوشی اپنا نامہ اعمال پڑھیں گے اور آپ سے آپ ہی خوش و خرم ہوں گے اور ان پر کسی طرح سے ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا اور جو کوئی اس دنیا میں بداعمالی کی وجہ سے اندھا رہا ہوگا- ایسا کہ بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملنے کا مستحق ہو پس وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بہت دور راہ بھٹکا ہوا- پس ان کو یہ صاف صاف باتیں سنا دے اور سمجھا دے کہ ابھی سے اپنا نفع نقصان سوچ لو ایسا نہ ہو کہ وقت پر تم کو تکلیف ہو گو ان کی شرارت اور ضدیت کی یہ حد ہے کہ اپنی ہٹ پر ایسے جمے ہیں کہ وہ خود تو ان واہیات خیالات کو کیا ہی چھوڑیں گے الٹے تجھ سے الجھتے ہیں کہ تو ہی ہم کو یہ تعلیم دینی چھوڑ دے یہاں تک کہ تجھے ہمارے اتارے ہوئے اس حکم سے جو ہم نے بذریعہ وحی تیری طرف بھیجا ہے بچلانے لگے تھے اور کامل کوشش سے تیرے دل کو اپنی طرف پھیر لیتے اور اپنے مطلب کی کہلا لیتے تاکہ تو ہم پر کسی اور مضمون کا' جو ہم نے نہیں کہا' افترا کرے گا یہ خیال تجھ سے عالیشان نبی سے بہت ہی دور ہے مگر ان کی کوشش میں تو شک نہیں- پھر یہ فورا تجھ کو اپنا دوست بنا لیتے اور اگر ہم (خدا) تجھ کو تیرے نور نبوت سے مضبوط اور قابو نہ رکھتے تو عجب نہ تھا کہ بتقاضائے بشریت تو کسی قدر تھوڑا بہت ان کی طرف جھک جاتا جس سے تمہاری صلح اور دوستی تیرے کچھ کام بھی آتی- ہرگز نہیں

---

[1] بعض مسلمان جو اس آیت سے تقلید شخصی کا ثبوت نکالا کرتے ہیں ان کی یہ کوشش ناکام ہے کیونکہ اس آیت میں تو ہر ایک انسان کو بلائے جانے کا ذکر ہے- پھر اگر وہ امام برحق ہے یعنی ایسا ہے کہ خدا نے اس کو واجب الاتباع بنایا ہے جیسے حضرات انبیاء علیہم السلام تو تو اس کے ساتھ والوں کے نجات اور رستگاری ہوگی اور اگر وہ امام خود ساختہ ہے تو الٹا یہ سوال ہوگا کہ کیوں اس کو واجب الاتباع بنایا تھا پس ظاہر ہے کہ آیت موصوفہ کو تقلید شخصی سے کوئی بھی تعلق نہیں بلکہ رد ہے- آیت کی طرف اشارہ ہے

إِذًا لَّأَذَقْنَٰكَ ضِعْفَ ٱلْحَيَوٰةِ وَضِعْفَ ٱلْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ﴿٧٥﴾

ہم اسی وقت تجھ کو زندگی اور موت کا دگنا عذاب کریں پھر تو ہمارے سامنے کسی کو مددگار نہ پاتا۔

وَإِن كَادُوا۟ لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ ٱلْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَّا يَلْبَثُونَ خِلَٰفَكَ

یہ لوگ اس تگ و دو میں ہیں کہ کسی طرح تجھے اس زمین سے اچاٹ کرکے اس سے نکال دیں یہ لوگ بھی تیرے بعد

إِلَّا قَلِيلًا ﴿٧٦﴾ سُنَّةَ مَن قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِن رُّسُلِنَا ۖ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا

بہت ہی تھوڑی مدت ٹھہریں گے۔ جن رسولوں کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا ہے ان کا طریق یاد کر اور تو ہمارے برتاؤ کا رد و بدل

تَحْوِيلًا ﴿٧٧﴾ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ ٱلشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ ٱلَّيْلِ وَقُرْءَانَ ٱلْفَجْرِ ۖ

کبھی نہ پائے گا۔ تو سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک چند نمازیں پڑھا کر اور صبح کو قرآن پڑھا کر

إِنَّ قُرْءَانَ ٱلْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ﴿٧٨﴾ وَمِنَ ٱلَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِۦ نَافِلَةً لَّكَ

کیونکہ صبح کے قرآن پڑھنے پر دلجمعی ہوتی ہے اور رات کے ایک حصے میں قرآن کے ساتھ نماز تہجد پڑھا کر یہ حکم تیرے حق

عَسَىٰٓ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ﴿٧٩﴾

میں زیادہ ہے امید ہے تیرا رب تجھ کو پسندیدہ مقام پر کھڑا کریگا

ہم اسی وقت تجھ کو زندگی اور موت کا دگنا عذاب کرتے۔ پھر تو ہمارے مقابلہ پر کسی کو مددگار نہ پاتا کسی کو جرات نہ ہوتی کہ ہمارے سامنے بات بھی کر سکے ان کی کوشش کی تو یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ یہ لوگ اس تگ و دو میں ہیں کہ جس طرح ہو تجھے اس مکہ کی سرزمین سے اوچاٹ کرکے اس سے نکال دیں پھر من مانی گپیں ہانکتے پھریں مگر یاد رکھیں کہ مکہ سے تیرے نکلنے کی دیر ہے کہ پھر فوراً ہی یہ لوگ بھی تیرے بعد بہت ہی تھوڑی مدت ٹھہریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آنحضرت کی ہجرت کے بعد ساتویں سال مکہ فتح ہوا جو لوگ اسلام لائے وہ تو سعادت پا گئے اور جو انکار پر مصر رہے وہ ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ کیونکہ جن رسولوں کو ہم (خدا) نے تجھ سے پہلے بھیجا ہے ان کا دستور یاد کر کہ ان کے نکلنے پر قوم کی خیر نہ ہوئی تھی۔ اور تو یاد رکھ ہمارے ٹھہرائے ہوئے برتاؤ کا ردوبدل کبھی نہ پاوے گا لیکن اس تائید ایزدی پانے کے لئے ضروری ہے کہ تو اے نبی اللہ ۔ احکام کی پوری پوری اطاعت کیا کر جیسا کہ ہمیشہ سے کرتا رہا ہے پس تو سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک چند نمازیں پڑھا کر یعنی ظہر' عصر' مغرب عشا اور صبح کو بھی نماز میں قرآن پڑھا کر کیوں کہ صبح کے قرآن پڑھنے پر دلجمعی ہوتی ہے۔ اگر کوئی دل لگا کر مطلب سمجھ کر صبح کے وقت قرآن شریف پڑھے تو نہایت ہی حظ اٹھائے اور رات کے ایک حصے میں نیند سے اٹھ کر قرآن کے ساتھ نماز تہجد پڑھا کر یعنی نماز تہجد میں بھی قرآن ہی پڑھا کر۔ چونکہ تو امت کے لئے ایک نمونہ ہے اور نقشہ ہے تیری اطاعت ان پر واجب ہے اسلئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ تہجد کی نماز کا حکم تجھ کو جو ہوا تو سب امت پر تہجد کی نماز فرض ہو گئی۔ نہیں بلکہ یہ حکم تیرے حق میں اوروں سے زیادہ ہے۔ تیرے پر فرض ہے اوروں پر فرض نہیں۔ امید ہے اس کی برکت سے تیرا رب تجھ کو پسندیدہ اور قابل تعریف مقام پر امت کی شفاعت کے لئے قائم کرے گا جس پر تو امت کے حق میں شفاعت کریگا چونکہ اب تیرے حق میں کفار کی شرارت حد کو

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ
اور دعا کیا کر کہ اے میرے پروردگار مجھے اچھی جگہ پہنچا اور اچھی طرح حفاظت کے ساتھ نکال کر چل اور مجھے

لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ
فتحیابی کا غلبہ دیجو اور تو کہہ کہ حق آچکا ہے اور جھوٹ نیست و نابود ہو چکا کیونکہ

الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ
باطل نابود ہونے والا ہے اور ہم (خدا) قرآن کو ایمانداروں کی شفا اور رحمت نازل کرتے ہیں

وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ
اور ظالم اس سے سراسر نقصان ہی اٹھاتے ہیں ہم جب کبھی انسان کو کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیر جاتا ہے اور پہلو

بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ یَـُٔوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ
اکڑاتا ہوا چلتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل بے امید ہو جاتا ہے تو کہہ کہ ہر ایک اپنے اپنے طریق پر عمل کرتا ہے

فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِیْلًا ﴿۸۴﴾ ع
پس تیرا پروردگار سیدھی راہ والوں کو خوب جانتا ہے

پہنچ چکی ہے اور علم الٰہی میں جو وقت تیرے نکلنے کا مقرر ہے وہ بھی قریب ہے پس تو ان حکموں پر عمل کیا کر کہ اور دعا کیا کر کہ اے میرے پروردگار مجھے اچھی جگہ پہنچا اور اچھی طرح حفاظت کے ساتھ نکال کرلے چل اور مجھے صحت یابی کا غلبہ دیجیو اور تو ان سے کہہ کہ یاد رکھو تمہاری شرارت کسی کام نہ آئے گی- خدا کی طرف سے حق آچکا ہے اور جھوٹ اور فریب نیست و نابود ہو چکا- کیونکہ باطل اور فریب نابود ہی ہونے والا ہے- پس تم ایک بات سن رکھو اور یاد رکھو کہ ایک نہ ایک روز قرآن کی سلطنت ہو جائے گی کیوں کہ ہم (خدا) قرآن کو ایمانداروں اور مسلمانوں کی قلبی بیماریوں کی شفا اور رحمت نازل کرتے ہیں- کیوں کہ وہ اس پر عمل کرتے ہیں اور اپنی بیماریوں سے نجات پاتے ہیں اور ظالم جو اس کی ہدایتوں پر عمل نہیں کرتے اس کے ارشاد کے مطابق برائیوں سے پرہیز نہیں کرتے وہ اس سے سراسر نقصان ہی اٹھاتے ہیں کیوں کہ اس کی ہدایت کے خلاف کرتے ہیں- اس کے لانے والے کو برا بھلا کہتے ہیں- اس کے بھیجنے والے کی بے ادبی کرتے ہیں- پھر ان کے نقصان اور خسارے میں کیا شک ہے اصل پوچھو تو اس کا بھی ایک سبب ہے- وہ یہ ہے کہ ہم جب کبھی مغرور انسان کو کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ ہم سے منہ پھیر جاتا ہے اور پہلو اکڑاتا ہوا چلتا ہے اور خدا کے حکموں کو ٹلاتا ہے- بلکہ تحقیر کرتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل بے امید ہو جاتا ہے ایسا گھبراتا ہے کہ خدا کی رحمت سے کسی طرح اس کو امید نہیں رہتی- تو ان سے کہہ کہ دنیا میں انسانوں کی طبائع مختلف ہیں کوئی نیکی میں مستغرق ہے تو کوئی برائی میں منہمک- کوئی توحید الٰہی کا عاشق ہے تو کوئی شرک و کفر کا شیدا- ہر ایک اپنے اپنے طریق پر عمل کرتا ہے پس اس کی جزا بھی پاوے گا- نیک اپنی نیکی کا بدلہ پاویں گے- بدکار اپنی بدی کا مزہ چکھیں گے ممکن نہیں کہ کسی کی نیکی یا بدی مخلوط ہو جاوے- کیونکہ تیرا پروردگار سیدھی راہ والوں کو خوب جانتا ہے یہ بھی بھلا کوئی ہدایت کی بات ہے جو ان کا طریق ہے کہ سچی اور حقانی تعلیم کو تو قبول نہیں کرتے الٹے مقابلہ میں اکڑتے ہیں-

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ۭ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ

اور روح کی بابت تجھ کو سوال کرتے ہیں- تو کہہ کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے اور تمہیں تو بہت ہی تھوڑا

اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا

علم ہے اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تیری طرف وحی بھیجی ہے تیرے دل سے اٹھالیں پھر تو ہمارے

تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ۙ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ

مقابلہ پر اپنے لئے کسی کو حمایتی نہ پاسکے- مگر تیرے پروردگار کی رحمت کچھ شک نہیں کہ

كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝

تجھ پر اس کا فضل بہت بڑا ہے-

اور روح یعنی قرآن کی بابت تجھ کو سوال کرتے ہیں کہ اس کی ماہیت کیا ہے اور اس کے نزول کی کیفیت کیا ہے- یعنی کس طرح تیرے دل پر اس کا نزول ہوتا ہے؟ بھلا یہ بھی کوئی سوال ہے اس کو یہ کیا سمجھ سکتے ہیں جیسا مادر زاد عنین جماع کی لذت معلوم نہیں کر سکتا اسی طرح یہ لوگ بھی اس کیفیت کے ادراک سے معزور ہیں- ان کو کیا معلوم؟ پس تو ان کے مبلغ علم کے مطابق ان سے کہہ کہ روح یعنی قرآن جو انسانوں کی روحانی زندگی کا سبب ہے میرے پروردگار کے حکم سے ہے جس پر اس کا حکم ہوتا ہے وحی الہام نازل ہوتا ہے- باقی اس الہام کی کیفیت اور ماہیت اس کے سوا بیان میں نہیں آسکتی اور تمہیں تو بالخصوص بہت ہی تھوڑا علم ملا ہے تم تو اس کی ادراک کی کیفیت سے بالکل عاجز ہو- ہم (خدا) ہی نے تو وہ روح یعنی قرآن تیری طرف بھیجا ہے اور اگر ہم چاہیں تو جو کچھ ہم نے تیری طرف بھیجی ہے اس کو تیرے دل سے محو کر کے اٹھالیں پھر تو ہمارے مقابلہ پر اپنے لئے کسی کو حمایتی اور وکیل نہ پاسکے- اس لئے کہ کسی بندے کا اس پر زور اور حق نہیں مگر تیرے پروردگار کی رحمت ہے کہ اس نے تجھے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے- کچھ شک نہیں کہ تجھ پر اس کا فضل بہت بڑا ہے کہ ایسی بے مثل کتاب اس نے تجھے عنایت کی کہ جس کی نظیر نہیں ہو سکتی-

---

(عن الروح) اس آیت میں روح سے مراد ہم نے قرآن لیا ہے یہ قول کوئی نیا نہیں تفسیر معالم وغیرہ میں سلف سے یہی مراد ہے غالباً صحیح بھی ہے کیونکہ اس آیت سے پہلے بھی قرآن شریف کا ذکر ہے' وتنزل من القران ما هو شفاء' اور اس کے ساتھ بھی یہی مذکور ہے' ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحينا اليك' ان قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں الروح سے مراد قرآن شریف ہے کیونکہ نظم قرآنی کا سیاق اسی مضمون میں ہے اب یہ دیکھنا باقی ہے کہ روح کے معنی قرآن کے بھی ہیں-؟ قرآن مجید میں کئی ایک جگہ آیا ہے

وکذالك اوحينا اليك روحا من امرنا (شوری) ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے روح (قرآن) نازل کیا ہے

يلقى الروح من امره على من يشاء (مومن اللہ اپنے حکم سے جس پر چاہتا ہے روح (الہام) نازل کرتا ہے

اسی قسم کی کئی ایک آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ خدائی الہام اور قرآن مجید بھی روح ہے کیونکہ روح بدنی باعث حیات جسمانی ہے تو یہ روح بھی باعث حیات روحانی ہے-

بخاری کی روایت میں ہے کہ یہودیوں نے آنحضرت سے سوال کیا کہ روح کیا ہے تو ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی ہماری تفسیر اس روایت کے خلاف نہیں- کیونکہ یہودیوں کا مطلب بھی یہی تھا کہ وحی کی کیفیت کیا ہے- اس لئے یہی ایک سوال ہے جو مذہبی رنگ میں ہو سکتا ہے جسمانی روح کا سوال مذہبی رنگ نہیں رکھتا- فافهم

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

تو کہہ تمام جن اور انسان بھی جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل کوئی کلام لائیں تو اس کی مثل کبھی نہ لا

لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

سکیں گے گو ایک دوسرے کے مددگار بھی ہو جائیں اور ہم نے قرآن

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں۔ تو بھی اکثر لوگ انکار ہی پر مصر

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ

رہے اور کہتے ہیں کہ تیری بات تو ہم کبھی نہ مانیں گے جب تک تو ہمارے لئے زمین سے چشمے نہ جاری کردے یا کھجوروں

لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ

اور انگوروں کے تیرے باغ ہوں پھر تو ان کے درمیان نہریں چیر چیر کر جاری کردے یا جیسا تو کہتا ہے

السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ يَكُوْنَ

آسمان ہم پر گرادے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاکر کھڑا کردے یا تیرا

لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۭ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى

گھر سونے کا بن جائے یا تو آسمان پر چڑھ جائے ہم تیرے اوپر چڑھنے کو بھی باور نہ کریں گے جب تک

تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۭ

تو اوپر سے ایک کتاب ہمارے پاس نہ لائے جس کو ہم پڑھیں۔

ان بے اعتباروں کو تو کہہ لوگو سنو تمام جن اور انسان بھی جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثل کوئی کلام لاویں تو اس کی مثل کبھی نہ لا سکیں گے گو ایک دوسرے کے مددگار بھی ہو جائیں ہم نے تو ہر طریق سے ان کی ہدایت کے سامان مہیا کئے اور ہم نے قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں کہیں گزشتہ لوگوں کے حالات بتلائے ہیں کہیں آئندہ کے واقعات سنائے ہیں کہیں مصنوعی معبودوں کی کمزوری بتلانے کو ان کو مکڑی اور مکھیوں سے تشبیہ دی ہے تو بھی اکثر لوگ انکار ہی پر مصر رہے کسی طرح ہدایت پر نہ آئے بلکہ طرح طرح کی بیہودہ گوئی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیری بات تو ہم کبھی نہ مانیں گے جب تک تو ہمارے لئے زمین سے چشمے نہ جاری کردے یا کھجوروں اور انگوروں کے تیرے باغ ہوں یعنی ہمارے سامنے ابھی بنادے پھر تو ان کے درمیان نہریں چیر چیر کے جاری کردے یا جیسا تو کہتا ہے کہ کفر و شرک کرنے سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ ایسا کہ آسمان تم پر گرے پڑے آسمان ہم پر گرادے یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاکر کھڑا کردے یا تو ایسا امیر اور دولتمند ہو کہ تیرا رہنے کا گھر سونے کا بن جائے یا تو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جائے۔ مگر صرف تیرے چڑھنے سے ہم تیرے اوپر چڑھنے کو بھی باور نہ کریں گے جب تک تو اوپر سے بنی بنائی ایک کتاب ہمارے پاس نہ لاوے جسکو ہم بچشم خود پڑھیں۔

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ

تو کہہ کہ میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف بندہ اور رسول ہوں اور لوگوں کو ہدائت

اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾

پہنچنے کے بعد ایمان سے روک ہوتی ہے تو یہی کہتے ہیں کیا خدا نے آدمی کو رسول بنایا؟

قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ

تو کہہ کہ اگر زمین پر فرشتے آرام سے چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو

مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ

رسول بنا کر بھیجتے- تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے-

اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ

وہ اپنے بندوں کے حالات سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے جس کو وہ ہدایت کرے وہی ہدایت یاب ہے اور

يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى

جس کو گمراہ کرے تو ہرگز اس کے سوا کوئی حمائتی نہ پاوے- اور ہم ان کو قیامت کے روز اندھے گونگے

وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾

اور بہرے کر کے منہ کے بل اٹھائیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جب کبھی سرد ہونے کو ہوگی ہم ان پر اور تیز کر دیں گے-

اس میں تیری رسالت کی تصدیق ہو (اے رسول) تو ان کے جواب میں کہہ کہ میرا پروردگار پاک ہے وہ تو سب کچھ کر سکتا ہے' باغ بھی بنا سکتا ہے' مجھے اوپر لے جا سکتا ہے اور آسمان بھی گرا سکتا ہے مگر میں تو صرف بندہ اور رسول ہوں رسالت کے عہدے سے بڑھ کر میرا دعویٰ نہیں- پس اگر وہ چاہے گا تو تمہارے سوال پورے کر دے گا مگر عموماً لوگ رسول کی پہچان میں بے راہ چلتے ہیں- ان کو یہی شبہ ہوتا ہے کہ آدمی ہو کر خدا کا رسول کیوں کر ہو سکتا ہے اور ایسے لوگوں کو ہدایت پہنچنے کے بعد ایمان سے روک ہوتی ہے تو یہی کہتے ہیں کہ خدا آدمی کو رسول بناتا ہے کیوں وہ فرشتوں کو رسول بنا کر نہیں بھیجتا تو ان سے کہہ اور سمجھا کہ اگر زمین پر فرشتے آرام سے چلتے پھرتے تو ہم (خدا) ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے مگر چونکہ آدمی آباد ہیں اس لئے کہ تجھ آدمی کو رسول کر کے بھیجا ہے- تو کہہ اگر تم کو میری رسالت میں شک ہے تو میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے وہ اپنے بندوں کے حالات سے خبردار ہے اور سب کو دیکھتا ہے وہ ایسا مالک الملک شہنشاہ ہے کہ جس کو وہ ہدایت کرے وہی ہدایت یاب ہے اور جس کو گمراہ کرے تو ہرگز اس کے سوا اس کا کوئی حمایتی نہ پاوے گا اور ہم (خدا) ان گمراہوں کو جو عناداً نبوت سے منکر ہیں قیامت کے روز اندھے گونگے اور بہرے کر کے منہ کے بل اٹھائیں گے یہ ان کی ابتدائی حالت ہو گی- بعد ازاں حسب موقع ان کی بینائی وغیرہ مل جائے گی- ان کا ٹھکانہ جہنم ہو گا وہ ایسی بلا کی آگ ہے کہ جب کبھی سرد ہونے کو ہو گی ہم ان پر تیزی کر دیں گے اصل بات تو یہ ہے کہ

ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا

یہ سخت سزا ان کو اس لئے ملے گی کہ انہوں نے ہمارے حکموں سے انکار کیا تھا اور کہتے تھے کہ کیا جب مر کر ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے ہو

ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

جائیں گے تو کیا ہم ازسر نو پیدا ہونگے؟ کیا انہوں نے سوچا کہ جس اللہ نے آسمان اور زمین

وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ

پیدا کئے ہیں وہ اس بات پر قادر ہے کہ ان جیسے دوبارہ پیدا کر دے۔ اور اسی نے ان کے لئے میعاد مقرر کی ہے خیر کوئی شک نہیں

فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ

پھر بھی ظالم انکار ہی پر مصر ہیں تو کہہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے

اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا

تو خرچ ہونے کے خوف سے تم انکو روک رکھتے۔ انسان عموماً تنگدل ہے اور ہم نے موسیٰ کو کھلے

مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ

کھلے نو نشان دیئے پس تم بنی اسرائیل سے پوچھ لو جب موسیٰ ان کے پاس آئے تو فرعون

فِرْعَوْنُ اِنِّىْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا ﴿۱۰۱﴾

نے کہا اے موسیٰ میں تجھ کو دیوانہ سمجھتا ہوں۔

یہ سخت سزا ان کو اس لئے ملے گی کہ انہوں نے دنیا میں ہمارے حکموں سے انکار کیا تھا بلکہ ہماری قدرت سے بھی انکاری تھے اور کہتے تھے کہ کیا جب مر کر ہم ہڈیاں اور ریزے ریزے ہو جائیں گے تو کیا ہم از سر نو پیدا ہوں گے۔ یہ تو عجیب بات ہے ایسی پیدائش تو بڑی مشکل ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مردے کی ہڈیاں بھی سڑ گل جائیں ریزے ریزے ہو کر زمین میں مل جاویں۔ تاہم وہ نئی صورت اور شکل میں نمودار ہو جائے۔ کیا بھلا اور نہیں تو انہوں نے اتنا بھی نہیں سوچا اور غور نہیں کیا جس اللہ مالک الملک نے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں وہ اس بات پر قادر ہے کہ بعد فنا کے ان جیسے دوبارہ پیدا کر دے۔ ضرور کرے گا اسی نے ان کو پہلے پیدا کیا اور اسی نے ان کے لئے ایک میعاد اور اجل موت مقرر کی ہے جس میں کوئی شک نہیں کیونکہ سب دیکھتے ہیں کہ بیٹھے بٹھائے چل دیتے ہیں اتنی قدرت کاملہ اور حکومت تامہ دیکھ کر پھر بھی ظالم انکار ہی پر مصر ہیں ایسے کہ مرتے دم تک ہٹنے کے نہیں۔ تو ان سے کہہ یہ تمہارا معمولی اور غیر مستند عذر ہے کہ آدمی رسول نہیں ہوا کرتے بلکہ دراصل تم میں بخل اس درجہ ہے کہ گویا تمہاری جبلت میں داخل ہو گیا ہے اسی لئے کہ تم میری رسالت کو محض حسد کے مارے نہیں مانتے۔ تم سے یہاں توقع ہے کہ اگر تم میرے پروردگار کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے یعنی تم کو اختیار مل جاتا کہ جس کو چاہو دو اور جسے چاہو نہ دو تو خرچ ہونے کے خوف سے تم انکو روک رکھتے اور کسی کو ایک حبہ بھی نہ دیتے کیونکہ انسان عموماً بخیل اور تنگدل ہے باقی رہا مسئلہ رسالت سو یہ بالکل واضح اور بدیہی ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے کئی ایک رسول بھیجے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کھلے کھلے نشان یعنی معجزے دیئے جو پارہ ۹ کے رکوع ۶ میں مذکور ہے۔ پس تم بنی اسرائیل سے پوچھ لو کہ اصل واقعہ اور ماجرا کیا ہے جب حضرت موسیٰ ان کے پاس آئے اور فرعون کے دربار میں جا کر انہوں نے وعظ کلام کہا تو فرعون نے اور تو کوئی جواب معقول نہ دیا البتہ یہ کہا کہ اے موسیٰ میں تجھ کو دیوانہ سمجھتا ہوں۔

قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ
موسیٰ نے کہا آپ جان چکے ہیں کہ یہ معجزات آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہی نے دلائل بنا کر اتارے ہیں۔

وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴿۱۰۲﴾ فَاَرَادَ اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
میں سمجھتا ہوں کہ آپ بہت جلد ہلاک ہونگے پھر فرعون نے چاہا کہ ان کو ملک میں کمزور کرے۔ پس ہم

فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ﴿۱۰۳﴾ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا
نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو دریا میں غرق کیا اور اس سے بعد بنی اسرائیل سے ہم نے کہا کہ لو

الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَ
ملک میں رہو پس جب آخرت کا دن آئے گا تو ہم سب کو ایک جگہ لا کر جمع کر دیں گے۔ اور ہم نے اس کو سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے

بِالْحَقِّ نَزَلَ ۚ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ
اور وہ سچ ہی کے ساتھ اترا ہے اور تجھ کو بھی ہم نے بس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا رسول بنا کر بھیجا ہے اور قرآن کو ہم نے اس لئے متفرق کر کے

عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾
نازل کیا ہے کہ لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر سنائے اور ہم نے اس کو اتارا ہے۔

کہ تو مجھ حاضر اور موجودہ خدا کو چھوڑ کر ایک غائب اور دور دراز روئت خدا کا پتہ دیتا ہے حضرت موسیٰ نے کہا یہ تو آپکی معمولی ظاہر داری کی باتیں ہیں ورنہ آپ دل سے جان چکے ہیں کہ یہ معجزات پروردگار عالم یعنی آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہی نے بندوں کی ہدایت کے دلائل بنا کر اتارے ہیں مگر چونکہ آپ بادشاہ ہیں حکومت کا زعم دماغ میں جاگزیں ہے اس لئے ان کو خیال میں نہیں لاتے لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ آپ کا یہ وطیرہ اچھا نتیجہ نہیں دے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ بہت جلد ہلاک ہوں گے۔ پھر بھی فرعون کو کوئی اثر نہ ہوا بلکہ اس نے یہی چاہا کہ ان بنی اسرائیل کو اپنے ملک میں کمزور کرے تاکہ کسی طرح وہ سر نہ اٹھا سکیں۔ وہ نادان جانتا تھا کہ اس کی سلطنت صرف اس کی تدبیر سے بچی رہے گی مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ میرے پر بلکہ کل دنیا پر کوئی سب سے بڑا طاقتور بھی ہے جو میری ان تمام غلط تدبیروں کو ملیامیٹ کر دے گا۔ پس ہم (خدا) نے اس کو اور اس کے تمام ساتھ والوں کو جو بنی اسرائیل کے تعاقب میں اس کے ساتھ نکلے تھے دریا میں غرق کر دیا اور اس سے بعد بنی اسرائیل سے ہم نے کہا کہ لو اب آرام اور چین سے ملک میں رہو مگر یہ خیال نہ کرنا کہ بس تم اب دنیا کے مالک بن گئے جیسا کہ اس نالائق فرعون نے خیال عام ذہن میں جمایا ہوا تھا۔ بلکہ اس بات کا خیال رکھنا کہ خدا نے ایک روز بندوں کی جزا و سزا کے لئے مقرر کر رکھا ہے جس میں تمام بندگان جمع ہو کر عام فیصلہ سنیں گے جس کا نام روز آخرت ہے پس جب آخرت کا دن آئے گا تو ہم تم سب کو ایک جگہ لا کر میدان میں جمع کر دیں گے۔ تمام نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور روز جزا کو مانو چنانچہ قرآن بھی اسی تعلیم کو ان عرب کے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو اس سے انکار کرتے ہیں حالانکہ ہم نے اس (قرآن) کو سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے اور سچ ہی کے ساتھ اترا ہے اور تجھ کو بھی اے رسول ہم نے بس خوشخبری دینے والا اور برائیوں پر عذاب الٰہی سے ڈرانے والا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں نازل کیا سنو قرآن کو ہم (خدا) نے اس لئے تھوڑا تھوڑا متفرق متفرق کر کے نازل کیا ہے کہ حسب موقع تو لوگوں کو ٹھیر ٹھیر کر سنا دے اور وہ اس کو سنیں اور سمجھیں اور اس میں تو شک ہی نہیں کہ ہم (خدا) ہی نے اسکو اتارا ہے۔

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا

تو کہہ دے کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جن لوگوں کو اس سے پہلے کا علم ہے جب

یُتْلٰی عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ

یہ (قرآن) ان پر پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کہ ہمارا پروردگار پاک ہے کچھ

كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ

شک نہیں کہ ہمارے پروردگار کا وعدہ ہوکر ہی رہے گا اور روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل پر گرتے ہیں اور قرآن سے ان کو خوف

خُشُوْعًا ۩ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ

الٰہی زیادہ ہوتا ہے۔ تو کہہ تم اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو (خواہ) کسی نام کو پکارو تمام

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۚ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَیْنَ

نیک نام اسی کے لئے ہیں اور دعا نہ تو چلا کر کیا کر اور نہ بہت ہی آہستہ بلکہ درمیان درمیان روش

ذٰلِكَ سَبِیْلًا ۝

اختیار کیا کر

اور ہم اس کے محافظ اور مبلغ ہیں پس تو کہہ دے کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ اس کی رفعت شان میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا اگر کچھ ہے تو تمہارے ہی حق میں ہے اسی لئے تو جن لوگوں کو اس سے پہلے آسمانی کتابوں کا علم ہے جب یہ قرآن ان پر پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ یعنی گردنیں جھکا کر فرمان برداری اور اطاعت کا اقرار کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار شرک اور شرک کے وہم سے بھی پاک ہے کچھ شک نہیں کہ ہمارے پروردگار کا وعدہ جو وہ قرآن میں بتلاتا ہے کہ نیک کاموں پر جنت ہے۔ اور برے کاموں پر جہنم ہے' ہو کر ہی رہے گا اور روتے ہوئے ٹھوڑیوں پر گرتے ہیں اور قرآن پڑھنے اور سننے سے ان کو خوف الٰہی زیادہ ہوتا ہے یہ تو ہیں ایمانداروں کی باتیں۔ اب ان کے مقابلہ پر ذرا ان عرب کے مشرکوں کی جہالت کا اندازہ بھی لگائے کہ جب کبھی کسی مسلمان کو سنتے ہیں کہ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم وغیرہ اسماء الہیہ سے خدا کو یاد کرتا ہے تو جھٹ سے بول اٹھتے ہیں کہ دیکھو جی ہم کو تو کہتے ہیں کہ اکیلے خدا کو پکارو اور آپ دو تین کو پکارتے ہیں تو ایسے نادانوں سے کہہ کہ یہ تعدد تو صرف اسماء میں ہیں۔ مسمی میں نہیں۔ یہ تمہاری نادانی ہے کہ کثرت اسماء کثرت مسمی سمجھتے ہو۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ پس تم خواہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو دونوں برابر ہیں اس کے کسی نام سے اس کو پکارو سب طرح جائز ہے کیونکہ تمام دنیا میں جتنے نیک اوصاف کے نام ہیں سب کے سب اسی ذات والا صفات کے لئے ہیں اور اسی پر صادق ہیں خواہ کسی ملک کے محاورے میں ہوں یا کسی زبان میں کیونکہ خدا نے ہر ایک ملک میں جو رسول بھیجے تھے آخر اسی ملک کی زبان اور محاورے میں ان سے گفتگو کرتے تھے۔ مگر ہاں دعا کرنے اور پکارنے کے آداب میں اس بات کا خیال رکھا کر کہ دعا نہ تو چلا کر کیا کر نہ بہت ہی آہستہ ایسی کہ اپنے کان بھی نہ سنیں بلکہ بحکم خیر الامور اوسطها (درمیانی چال اچھا ہوتا ہے) اس کے درمیان درمیان روش اختیار کیا کر۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى

اور کہہ کہ سب تعریفیں اللہ پاک کو ہیں جس نے اپنے لئے نہ تو اولاد بنائی اور نہ ملک میں کوئی اسکا شریک ہے

الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِىٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

اور نہ تکلیف کی وجہ سے اس کوئی دوست ہے اور اسی کے نام کی بڑائی کیا کر

سورت الکھف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝

سب تعریفیں اللہ پاک کو ہیں جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کجی نہیں رکھی

قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ

تاکہ سخت عذاب سے جو اس کی طرف سے آنے والا ہے ڈرائے اور ایمانداروں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری دے کہ ان کے

الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۝ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

لئے نیک بدلہ ہے ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ اور ان لوگوں کو ڈرائے

قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝

جو کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد بنائی ہے۔

اور دعا کرنے سے پہلے خدا کی حمد وثنا کرنے کو کہہ کہ سب تعریفیں اللہ پاک کو ہیں جس نے اپنے لئے نہ تو اولاد بنائی اور نہ ملک میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ تکلیف اور مصیبت کی وجہ سے اس کا کوئی دوست ہے۔ کیونکہ اس کو مصیبت نہیں آتی بلکہ وہ سب کی ☐ دور کرنے والا سب کا دوست متولی اور حاجت روا ہے پس تو اسی کا ہورہ اور اسی کے نام کی بڑائی کیا کر۔

سورہ کہف

سب تعریفیں اللہ پاک کو ہیں جس نے اپنے بندے (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) پر کامل کتاب جس کا نام قرآن ہے نازل کی اور اس میں کسی طرح کی کجی نہیں رکھی یعنی اس کے مضامین کی تکذیب کس طرح نہیں ہوسکتی نہ واقعات گذشتہ اسکے مخالف ہیں نہ آئندہ کے سچے علوم اسکو جھٹلا سکتے ہیں بالکل سیدھی اور صاف ہے اسلئے اتاری ہے تاکہ بندوں کو سخت عذاب سے جو اس پروردگار کی طرف سے بدکاروں پر آنیوالا ہے پہلے ہی سے ڈرادے اور خبردار کردے کہ اگر تم ایسی ہی بداعمالیاں کرتے رہے تو تمہاری خیر نہیں اور ایمانداروں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری دے کہ ان کے لئے نیک کاموں پر نیک بدلہ ہے۔ وہ بدلہ ایسا نہیں ہوگا کہ چند روز اس میں رہیں پھر نکالے جائیں۔ نہیں بلکہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے اور خوب مزے سے مہذبانہ عیش اڑائیں گے اور اس کتاب کے اتارنے سے یہ بھی غرض ہے کہ بالخصوص ان لوگوں کو ڈرادے جو کہتے ہیں کہ خدا نے اپنے لئے اولاد بنائی ہے۔

مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ؕ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ

ان کو اور ان کے باپ دادا کو اس بات کا علم نہیں- بہت ہی بڑا بول ان کے منہ سے نکلتا ہے

اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ

یہ محض جھوٹ کہتے ہیں- اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لائیں گے تو شاید تو ان کے پیچھے

لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا

افسوس سے اپنی جان کو ہلاک کر ڈالے گا- جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کی سجاوٹ بنایا

لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا

ہے تاکہ ان کو جانچیں کہ کون ان میں اچھے عمل کرتا ہے اور ہم نے زمین کی تمام چیزیں فنا کر کے زمین کو چٹیل

جُرُزًا ۝

میدان کرنا ہے

حضرت عیسیٰ اس کا بیٹا اور فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں یہ بات ان کی محض جہالت ہے ان کو اور ان کے باپ دادا کو جن کے اثر صحبت سے یہ لوگ گمراہ ہو رہے ہیں- کوئی اس بات کا علم اور یقین نہیں حقیقت میں بہت ہی بڑا بول ان کے منہ سے نکلتا ہے- ایسا کہ جو سراسر جھوٹ ہے اور نہ نرا جھوٹ ہے کہتے ہیں مگر تو اے رسول ایسا کچھ ان پر شیفتہ ہے کہ ہر وقت تجھ کو ان ہی کی پڑی ہے- اگر یہ اس کلام پر ایمان نہ لاویں گے تو شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان کو ہلاک کر ڈالے گا- ایسی بھی کیا بات ہے ہر ایک شخص اپنے کام میں خود مختار ہے- تجھے معلوم نہیں کہ جو کچھ زمین پر تر و خشک نظر آتا ہے ہم نے اس کو زمین کی سجاوٹ بنایا ہے اور بندوں کے لئے گزارہ- تاکہ بندوں کی پرورش کریں اور ان کے احکام دے کر جانچیں کہ کون ان میں اچھے عمل کرتا ہے- لیکن یہ جانچ صرف بغرض اظہار ہے پس جب ہم ان کے مالک اور حقیقی مربی ہو کر ان پر جبر نہیں کرتے تو تجھے کیا ایسی پڑی ہے کہ انکے رنج میں ناحق ملول خاطر ہو رہا ہے- اور اس بات پر دھیان نہیں دیتا کہ ایک نہ ایک روز ہم نے زمین کی تمام چیزین فنا کر کے زمین کو چٹیل میدان کرنا ہے- پس اس روز ہر ایک اپنے اعمال کا بدلہ پاوے گا- باوجود یہ کہ دنیا کی ہر ایک چیز خدا کی قدرت کی مظہر ہے- تاہم یہ لوگ جب کبھی نیا قصہ سنتے ہیں تو اسی کو عجیب سمجھتے ہیں کاش کہ اصل مطلب (ہدایت) پر آویں دیکھو تو اصحاب کہف کا قصہ سن کر تجھ سے ان کی بابت دریافت کرتے ہیں تو بھی حیران ہے-

شان نزول

آنحضرت ﷺ کو کفار کے ایمان نہ لانے کا سخت ملال اور غم رہتا تھا اس پر یہ آیت اتری تھی (اسباب نزول)

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ

کیا تو نے سمجھا ہے کہ غار اور کتبے والے ہماری قدرت کے کاموں میں سے عجیب تر تھے

أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا

جب چند نوجوانوں نے غار میں پناہ لی اور دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار تو ہم پر اپنی جناب سے رحمت نازل فرما اور ہم کو

مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ

ہمارے ارادے میں کامیابی کی راہ بتلا۔ پس ہم نے ان کو کئی سال غار میں سلائے رکھا۔ پھر ہم نے

بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا أَمَدًا ۝

ان کو جگایا کہ ہم دیکھ لیں کہ دو گروہوں میں کس گروہ کو غار میں ان کے ٹھہرنے کی مدت خوب یاد ہے

کہ جواب دے کیا تو نے بھی یہی سمجھا ہے کہ غار والے یعنی اصحاب کہف اور کتبے یعنی تختیوں والے جن پر ان کے نام کندہ تھے ہماری قدرت کے کاموں میں سے بہت ہی عجیب تر تھے۔ گو ان کی کیفیت اور زندگی بے شک قدرت الٰہی کا ایک کرشمہ تھی۔ لیکن ایسی نہیں کہ بس اسی کی طرف توجہ لگ جائے۔ سنو ہم تم کو ان کا ماجرا سناتے ہیں مفصل تو آگے آتا ہے مجمل واقع وہ قابل ذکر ہے جب انہوں نے اپنے بھائی بندوں کو چھوڑ کر غار میں پناہ لی اور دعا کی تھی کہ اے ہمارے پروردگار تو ہم پر اپنی جناب سے رحمت نازل فرما اور ہم کو ہمارے ارادے میں کامیابی کی سہل اور آسان راہ بتلا اور سامان مہیا فرما۔ پس یہ کہہ کر وہ داخل غار ہو گئے تو ہم نے ان کو کئی سال غار میں سلا دیا پھر ہم نے ان کو جگا دیا کہ ہم دیکھ لیں یعنی ظاہر کر دیں کہ دو گروہوں میں کس گروہ کو غار میں ان کے ٹھہرنے کی مدت خوب یاد ہے۔ یعنی اہالی شہر خوب واقف ہیں یا وہ خود

اصحاب الکہف اس واقعہ کے متعلق مزید تفصیل کی نہ تو حاجت ہے نہ کہیں سے صحیح طور سے مل سکتی ہے کیونکہ جو بات قرآن وحدیث میں نہ ہو وہ کون بتلائے اور کون سمجھائے اس لئے جس قدر قرآن شریف میں آیا ہے اس سے زیادہ کی نہ تو ہم کو ضرورت ہے نہ پتہ لگ سکتا ہے۔ مختصر بیان اس قصے کا یہ ہے کہ گزشتہ زمانہ میں چند ایک نوجوان تھے جن کو آج کل محاورے میں لبرل پارٹی کہنا چاہیئے وہ اپنے جوش مذہبی کو تھام نہ سکے اور اپنے ملک اور برادری کو چھوڑ کر کہیں پہاڑوں میں جا چھپے جہاں وہ بہت مدت تک پڑے رہے۔ مدت مدید کے بعد انہوں نے اپنے میں سے ایک کو شہر کی طرف بھیجا تو وہاں کیا تھا رنگت ہی بالکل تبدیل تھی ؎

آں قدح بشکست و آں ساقی نماند

آخر کار وہ کسی قرینہ سے پہچانا گیا مگر پھر بھی وہ ان سے کسی طرح حیلہ وحوالہ سے بچ کر اپنے ساتھیوں میں جا ملا۔ جہاں پر متلاشی نہ پہنچ سکے۔ پس یہ ہے کہ اختصار اس قصے کا۔ مطلب اس سے اس امر پر اطلاع دینا ہے کہ خدا کے نیک بندے ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں جو سوائے خدا کے کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ کسی سے ڈرتے ہیں تم کو بھی ایسا ہونا چاہیئے۔ شان نزول اس کا یہ ہے کہ کفار نے آنحضرت ﷺ سے یہ قصہ اور اس سے آئندہ ذوالقرنین کا قصہ دریافت کیا تھا۔ کیوں کہ ان میں قومی روایت سے یہ قصے مشہور چلے آتے تھے۔ رہا یہ سوال کہ اصحاب کہف اب کہاں ہیں؟ زندہ یا مردہ؟ تو اس سوال کا جواب دینے سے پہلے قرآن مجید پر غور کرنا۔ ضروری ہے کہ قرآن میں ان کی دائمی زندگی کا ثبوت ہے؟ مجھے تو ان کی دائمی زندگی کا ثبوت قرآن شریف سے نہیں ملتا۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝

ہم تجھے ان کا ٹھیک حال سناتے ہیں- وہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہم نے بھی ان کو

وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ

ہدایت زیادہ دی تھی اور ان کے دلوں کو مضبوط کیا-جب وہ اٹھ گئے اور بولے ہمارے پروردگار تو وہی ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے

نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا ۝

ہم اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکاریں گے ورنہ ہم بھی اس بے ہودہ گوئی کے مرتکب ہوں گے

یہ تو مجمل بیان ان کے قصے کا اب ذرا تفصیل سے سنو ہم تجھے ان کا ٹھیک حال سناتے ہیں کہ وہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے- ہم نے بھی ان کو ہدایت زیادہ دی تھی جیسے ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ جو کوئی نیک عمل کرتا ہے اس کو توفیق خیر مزید ملتی ہے اور ان کے دلوں کو مضبوط کیا تھا کہ معمولی اناپ شناپ اعتراضوں سے وہ کانپتے نہ تھے- جب ان کو بادشاہ نے اپنے حضور میں طلب کیا اور اپنے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو وہ مجلس سے اٹھ گئے اور بولے کہ ہم تو اس فعل مذموم کے ہرگز مرتکب نہ ہوں گے- کیونکہ ہمارا پروردگار تو وہی ہے جو تمام آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے- اس لئے ہم اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکاریں گے- ورنہ ہم بھی اس بیہودہ گوئی کے جو یہ لوگ خدا کی نسبت کررہے ہیں مرتکب ہوں گے

صرف ایک آیت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں **وتحسبهم ایقاضا وهم رقود** اس سے بھی دائمی زندگی کا ثبوت نہیں ہوتا غایت سے غایت آنحضرت کے زمانہ تک ان کی زندگی ثبوت ملتا ہے مگر حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انتقال کے وقت فرمایا کہ جو لوگ اس وقت زمین پر زندہ ہیں- سو سال تک ان میں سے کوئی نہ رہے گا- اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کہف اگر اس وقت زندہ بھی تھے- تو دوسری صدی ہجری ضرور ہی فوت ہوگئے ہوں گے

دوسری آیت اصحاب کی دائمی زندگی پر شاید کوئی صاحب یہ پیش کریں- **لو اطلعت علیهم لولیت منهم فرارا و لملئت منهم رعبا** مگر اس کا ترجمہ حسب قاعدہ علم نحو یہ ہے کہ اگر تو دیکھتا ان کو تو مارے خوف کے بھاگ جاتا اور تجھ میں خوف بھر جاتا کیوں کہ حرف لو ماضی کے لئے ہوتا ہے- حال اور استقبال اس کے مفہوم میں نہیں اگر کسی مقام پر ہوتا ہے تو قرینہ خارجہ سے ہوتا ہے پس آیت موصوفہ سے اگر کچھ ثابت ہوا تو یہ ہوا کہ قرآن شریف سے پہلے بزمانہ ماضی ان کو ان کی زندگی تھی نہ زمانہ قرآن میں نہ ایسا جو تیرہ سو سال گزرے ہیں مختصر یہ کہ اصحاب کہف کسی پہاڑ کی غار میں چھپے تھے جہاں وہ ایک مدت تک بحکم الٰہی زندہ رہے لیکن آخر تابکے؟ اپنے وقت پر مر کر جاودانی زندگی میں جا پہنچے- رضی اللہ عنہم

یاں یہ سوال قابل تحقیق ہے کہ اصحاب کہف کس زمانہ میں ہوئے ہیں اور کسی نبی کے پیرو تھے- اس کے متعلق بھی گو قطعی فیصلہ کرنا تو مشکل ہے- کیونکہ ایک تو زمانہ گزشتہ کا واقعہ ہے- جسکا ثبوت نہ چشم دید ہے نہ صاحب وحی سے کوئی روایت آئی ہے البتہ مورخین کی محض رائیں اور قیاسات ہیں پس مورخین کے صحیح قول کے مطابق اصحاب کہف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت میں تھے اور اصلی تعلیم عیسوی کے مطابق توحید خالص ان کا دین تھا اور حضرت عیسیٰ سے تخمینا دو سو پچاس برس بعد وقیوس-

[1] تو ان کو جاگتے سمجھتا مگر وہ سوتے ہیں- منہ

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ

ان ہمارے قومی بھائیوں نے جو اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں کیوں ان پر کوئی کھلی دلیل پیش نہیں کرتے

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝۱۵ وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا

پھر جو اللہ پر جھوٹا افترا کرے اس سے زیادہ گمراہ کون ہے؟ اور جب تم ان سے اور ان کے مصنوعی

يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ

معبودوں سے علیحدہ ہو چکے ہو تو بس غار میں بیٹھ رہو تمہارا پروردگار تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارا

لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝۱۶ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ

کام آسان کر دے گا- سورج کو چڑھتے ہوئے تو دیکھے کہ ان کی غار سے دائیں طرف کو ہوتا ہے

ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ

اور جب غروب ہونے کو ہوتا ہے تو بائیں جانب کو کترا جاتا ہے اور اس غار کے اندر ایک کشادہ جگہ میں

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ

ہیں- یہ اللہ کی قدرت کے نشان ہیں جس کو خدا ہدایت کرے وہی راہ یاب ہوتا ہے اور جس کو گمراہ کردے پس تو ہرگز اس کے لئے

لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝۱۷

کوئی ، کارساز اور راہ نمائی نہ پائے گا۔

ع ۵

ان ہمارے قومی بھائیوں نے جو اس اللہ حقیقی معبود کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں کیوں ان پر کوئی کھلی دلیل پیش نہیں کرتے جس سے ثابت ہو سکے کہ اللہ کے ساتھ اور معبود بھی ہیں- پھر جو بے دلیل اور من گھڑت اللہ پر جھوٹا افترا کرے اور ایسے مسائل اور عقائد بتلاوے جو اللہ نے نہیں بتلائے تو اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جیسے یہ مشرک جو خدا پر افترا کرتے ہیں اور غلط گوئی کرتے ہیں- یہ تقریر مجلس میں کر چلے گئے اور جا کر آپس میں انہوں نے قرار دار کی جب تم ان مشرکوں سے اور اللہ کے سوا ان کے مصنوعی معبودوں سے علیحدہ ہو چکے ہو تو پس اب کیا دیر ہے- چلو غار میں بیٹھ رہو- خدا پر بھروسہ کرو تمہارا پروردگار تم پر اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارا مشکل کام آسان کر دے گا- چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا کہ غار میں جو ان کے شہر سے قریب تھا جا چھپے ایسی جگہ چھپے کہ سورج کو چڑھتے ہوئے تو دیکھے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی غار سے دائیں طرف کو ہوتا ہے اور جب غروب ہونے کو تیار ہے تو بائیں جانب کو کترا جاتا ہے اور وہ اسی غار کے اندر ایک کشادہ جگہ میں ہیں یہ خدا کی قدرت کے نشان ہیں کہ ایسی گمراہ قوم میں بھی ایسے پاکیزہ خیال نیک طینت پیدا کر دیتا ہے اصل بات پوچھو تو یہ ہے کہ جس کو خدا ہدایت کرے اور توفیق خیر بخشے وہی راہ یاب ہوتا ہے اور جس کو اس کی شامت اعمال سے گمراہ کر دے تو تو ہرگز اس کے لئے کوئی کارساز اور راہ نما نہ پاوے گا کہ اس کی راہ نمائی کرے بلکہ وہی مضمون ہو گا-

---

یادی سس بادشاہ کے عہد میں ہوئے ہیں جو بت پرست تھا اور ان کو بھی بت پرستی پر مجبور کرتا تھا جس سے تنگ آ کر وہ ہجرت کر گئے- واللہ اعلم

وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُودٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ

اور تو ان کو گمان کرتا کہ یہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے تھے اور ہم ان کے پہلو دائیں اور بائیں کو پھیرتے تھے

وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا

اور ان کا کتا اس غار کی چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا- اگر تو ان کو دیکھ لیتا تو بھاگتا ہوا واپس پھر آتا اور

وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿۱۸﴾ وَكَذَٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ

تجھ میں ان کی دہشت بھر جاتی- اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں ان میں سے

مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ

ایک نے کہا کتنی دیر تم غار میں رہے وہ بولے کہ ایک آدھ روز رہے ہیں- آخر سب نے کہا تمہارا پروردگار تمہارے ٹھہرے کی مدت

أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ

کو خوب جانتا ہے- پس تم اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی کا ٹکڑا دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ غور کرے کہ

فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

ان میں سے کس کا کھانا ستھرا ہے پس اس سے کچھ کھانے کی چیز تمہارے پاس لے آئے اور بڑی نرمی کرے اور تمہارے

بِكُمْ أَحَدًا ﴿۱۹﴾

حال پر کسی کو اطلاع نہ دے

جو شیخ سعدی مرحوم کے شعر کا مطلب ہے ؎

عزیز یکہ از در گہش سر بتافت بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اور خدا کی قدرت دیکھ کہ اگر تو ان کو دیکھتا تو گمان کرتا کہ یہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے تھے آنکھیں ان کی کھلی تھیں جیسے جاگنے والوں کی ہوتی ہیں اور ہم ان کے پہلو دائیں اور بائیں کو پھیرتے تھے اور ان کا کتا جو شہر سے چلتے وقت ان کے ساتھ ہو لیا تھا اس غار کی چوکھٹ پر دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا- جیسی عموماً کتوں کی عادت ہے- ان پر ایسی ہیبت طاری تھی کہ اگر تو ان کو دیکھ لیتا تو بھاگتا ہوا واپس پھر آتا اور تجھ میں ان کی دہشت بھر جاتی- غرض وہ اسی طرح سالہا سال سوتے رہے پھر وہ اٹھے اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سوال کریں چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسروں سے کہا کیوں صاحب کتنی دیر غار میں تم رہے وہ بولے کہ شاید ایک آدھ روز رہے ہیں- مگر بعد غور و فکر جب ان کو اس میں تردد ہوا کہ اتنا تغیر حال جو ہم میں ہوا ہے- اتنی جلدی نہیں ہو سکتا- آخر سب نے کہا میاں اس بات کو تو خدا کی سپرد کرو تمہارا پروردگار تمہارے ٹھہرنے کی مدت خوب جانتا ہے پس تم اپنے میں سے ایک کو یہ چاندی کا ٹکڑا جو ہمارے پاس ہے دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ غور کرے کہ ان شہر والوں میں سے کس کا کھانا ستھرا ہے- پس اس سے کچھ کھانے کی چیز تمہارے پاس لے آئے اور اتنی بات اسے سمجھا دو کہ کسی سے تکرار نہ کرے بلکہ گفتگو میں بڑی نرمی کرے اور تمہارے حال پر کسی کو اطلاع نہ دے-

إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا

اگر وہ تمہارے حال پر مطلع ہوگئے تو تم پر پتھراؤ کر ڈالیں گے یا تم کو اپنے مذہب میں واپس لے جائیں گے اور تم کبھی بھی

إِذًا أَبَدًا ﴿٢٠﴾ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ

رہا نہ ہوگے- اسی طرح ہم نے شہر والوں کو ان پر مطلع کر دیا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور

السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِمْ

قیامت میں کچھ شک نہیں- جب وہ اپنے کام میں آپس میں جھگڑتے تھے کہتے تھے کہ ان پر ایک

بُنْيَانًا ۖ رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ

دیوار بنادو- ان کا پروردگار ان کے حال سے خوب واقف تھا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے انہوں نے کہا ہم تو ان پر

مَسْجِدًا ﴿٢١﴾ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ

ایک مسجد بنادیں گے بعض کہیں گے کہ تین کس تھے چوتھا ان میں سے ان کا کتا تھا بعض کہتے ہیں وہ پانچ کس تھے چھٹا

كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۖ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ

ان کا کتا تھا انکل پچو ہے بعض کہتے ہیں کہ سات کس تھے آٹھواں ان کا کتا تھا

کیونکہ اگر وہ شہر والے تمہارے حال پر مطلع ہوگئے تو چونکہ تم ان سے بھاگ کر آئے ہو بادشاہ تم پر سخت ناراض ہے ضرور تم کو پتھراؤ کر ڈالیں گے یا زور اور دھمکی سے تم کو اپنے باطل مذہب شرک و کفر میں واپس لے جاویں گے جو موت سے بھی زیادہ ہم کو ناگوار ہے- اور تم ناحق ہمیشہ کے عذاب میں پھنسو گے اور کبھی بھی رہا نہ ہو گے یہ پیش بندیاں ان کو اس خیال پر تھیں کہ انہوں نے سمجھا تھا- کہ ہنوز وہ بادشاہ اور رعایا بدستور زندہ ہیں مگر ان کو کیا معلوم تھا کہ ؎

آں قدح بشکست واں ساقی نماند

اس لئے جیسا کہ ہم نے کسی حکمت سے ان کو سلایا تھا اسی طرح ہم نے شہر والوں کو ان پر کسی طرح مطلع کرادیا کیونکہ اب وہ نادر شاہی زمانہ نہ رہا تھا بلکہ عموماً لوگ ان کے مداح تھے یہ اس لئے کیا کہ ان کو معلوم ہو جائے- کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے کہ وہ اپنے بندوں کی حمایت اور حفاظت کیا کرتا ہے- اور یہ بھی یقیناً جان جائیں کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں یہ اطلاع انکو اس وقت کرائی گئی تھی جب وہ لوگ شہر والے اچھے کام میں آپس میں جھگڑتے تھے کہتے تھے کہ ان پر ایک دیوار بنادو تاکہ کوئی انکی غار کی طرف نہ جائے نہ انکو دیکھے حالانکہ انکا پروردگار ان کے حال سے خوب واقف تھا کہ آئندہ کو انکے ساتھ کیا ہوگا جو لوگ اپنے کام پر غالب تھے یعنی جو حکومت پر قابو یافتہ تھے انہوں نے کہا کہ ہم تو ان پر یعنی ان کی غار پر ایک مسجد بنادیں گے تاکہ لوگ اللہ کی عبادت اس میں کریں پھر یہ کام انہوں نے کیا یا نہیں خدا کو معلوم ہے- یہ لوگ یہودی یا عیسائی اگر دعویٰ کریں تو غلط ہے انکو تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ انکی گنتی کیا تھی بعض اہل کتاب کہیں گے کہ تین کس تھے چوتھا ان کا کتا تھا بعض کہتے ہیں وہ پانچ کس تھے چھٹا ان کا کتا تھا- مگر یہ ساری گفتگو اور خیال ان کا بالکل رجماً بالغیب اور اٹکل پچو ہے اس بات پر ان کو کوئی واقعی علم نہیں بعض کہتے ہیں کہ سات کس تھے آٹھواں ان کا کتا تھا-

قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ڛ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا

تو کہہ کہ میرا پروردگار ان کے شمار کو خوب جانتا ہے ان کو بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں پس تو ان کی شان میں تکرار نہ

مِرَاۗءً ظَاهِرًا ۠ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ؀ۧ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ

کرنا مگر سرسری طور پر- اور ان کی بابت کسی سے دریافت بھی نہ کرنا اور نہ کہا کر کہ میں یہ بات کل

اِنِّىْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ؀ۙ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ

ضرور کروں گا لیکن جو خدا چاہے اور جب تو بھول جائے تو اپنے پروردگار کو یاد کیا کر

عَسٰٓي اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ؀ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ

اور کہا کر امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی راہ بتلائے گا- اور وہ اپنی غار میں

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ؀

تین سو نو سال تک رہے

تو ان سے کہہ کہ تمہیں کیا پڑی ہے کتنے بھی ہوں اس قصے کو چھوڑ دو میرا پروردگار ان کے شمار کو خوب جانتا ہے ان کے شمار کو بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں پس چونکہ اصل مطلب اس مضمون سے یہ ہے کہ لوگ ان کی روش اختیار کریں گنتی ان کی دو ہو یا چار پانچ ہوں یا سات اس پر کیا امر موقوف ہے پس تو اے رسول ان کی شان میں کسی سے تکرار نہ کرنا مگر جو کبھی ذکر آجاوے تو سرسری طور پر گفتگو سے بڑھ کر نہیں کرنا اور بوجہ ایک دور دراز کی بات ہونے کے اس امر کا پیچھا کرتے ہوئے ان کی بابت کسی سے دریافت بھی نہ کرنا اور اگر کوئی شخص تجھ سے کوئی ایسی بات دریافت کرنا چاہے جو تجھے معلوم نہ ہو تو کسی امر کی بابت تو یوں نہ کہا[1] کر کہ میں یہ کام کل بتلاؤں گا یا یہ کام ضرور کروں گا لیکن یوں کہا کر و جو خدا چاہے ہو جاوے گا- اور جب تو انشاء اللہ بروقت کہنا بھول جائے تو بعد میں اپنے پروردگار کو یاد کر اور انشاء اللہ کہہ لیا کر- اس لئے کہ دنیا میں جتنے کام ہوتے ہیں سب کے سب اس کی مشیت اور ارادے ہی سے ہوتے ہیں پس مناسب ہے کہ تو اپنے تمام ارادوں پر اللہ کے ارادے کو غالب کیا کر اور کہا کر امید ہے میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی راہ بتلا دے گا- اگر میں انشاء اللہ کہنا بھول گیا تو خیر آئندہ کو انشاء اللہ بہتری کی امید ہے کیونکہ میں نے انشاء اللہ کا ترک قصداً و عناداً نہیں کیا- اب اصل قصہ پھر سنو ہم تم کو بتلاتے ہیں کہ وہ غار میں داخل ہو گئے اور وہ اپنی غار میں کل مدت تین سو نو سال قمری رہے[2]

[1] مخالفوں نے جب اصحاب کہف کا قصہ دریافت کیا تو آنحضرت نے فرمایا- میں کل بتلاؤں گا مگر انشاء اللہ کہنا بھول گئے- اس پر یہ آیت نازل ہوئی- راقم کہتا ہے اس لحاظ سے اس آیت کا تعلق شروع قصہ سے ہے مگر حکم عام ہے-(منہ)

[2] قمری کی قید اس لئے لگائی ہے کہ عرب میں قمری حساب ہی تھا- قرآن شریف میں دوسری جگہ یہی ارشاد ہے ویسئلونك عن الاھلته قل ھی مواقیت للناس والحج یعنی اے رسول تو ان لوگوں سے کہہ کہ چاند لوگوں کے حساب کے لئے کم و بیش ہوتا ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ شمسی حساب سے تین سو اور قمری حساب سے نو زائد یہ قول غلط ہے قرآن شریف تو خود بتلاتا ہے اور عرب میں رواج بھی یہی تھا کہ سالوں کا حساب قمری مہینوں سے تھا- پھر قرآن میں اس کے برخلاف حساب کیوں آتا تھا- علاوہ اس کے اس تفصیل کے لئے (کہ تین سو شمسی اور تین سو نو قمری) کوئی اشارہ بھی نہیں- فافہم (منہ)

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ ۭ
تو کہہ اللہ ان کے ٹھہرنے کی مدت کو خوب جانتا ہے- تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیب کا علم اس کے پاس ہے وہ بہت بڑا
مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ
دیکھنے والا اور سننے والا ہے ان لوگوں کے لئے اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا- اور جو کچھ تیرے پروردگار کی
اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ڌ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
کتاب کے احکام تیری طرف بھیجے جاتے ہیں وہ پڑھ دیا کر- اس کے حکموں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور اس کے سوا تو کہیں پناہ کی جگہ
مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
نہ پائے گا اور جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں' محض اس کی رضا جوئی چاہتے ہیں تو ان کے
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ
ساتھ وابستگی رکھا کر اور ان کو چھوڑ کر دنیا کی زینت کا ارادہ کرتا ہوا دوسری طرف التفات نہ
لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝
کرنا اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اس کی کاروائی حد سے متجاوز ہے ایسے

اگر یہ لوگ اس بارے میں جھگڑیں کہ نہیں اتنی مدت تک ٹھہرے کوئی کہے اتنی تو توان سے کہہ اللہ تعالیٰ ان کے ٹھیرنے کی مدت کو خوب جانتا ہے- اسی نے ہم کو یہ بتلایا ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیب کی باتوں کا علم اسی کے پاس ہے پھر اس کا بتلایا ہوا اندازہ کیونکر غلط ہو سکتا ہے حالانکہ وہ بہت بڑا دیکھنے اور سننے والا ہے یہ تو اس کے علم کا ذکر ہے حکومت کی شان یہ ہے کہ ان سب دنیا کے رہنے والے لوگوں کے لئے اس کے سوا کوئی کارساز نہیں وہ ایسا مالک الملک شہنشاہ ہے کہ سب کچھ اکیلا ہی کرتا ہے اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا وہ اکیلا ہی تمام دنیا کا بادشاہ بلکہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے پس یہ کہہ کر ان کی طرف کان بھی نہ لگا کہ کیا کہتے ہیں- اور جو کچھ تیرے پروردگار کی کتاب کے احکام تیری طرف بھیجے جاتے ہیں وہ پڑھ دیا کر اور اسی پر بھروسہ رکھ جو کچھ اس نے تجھ سے فتح ونصرت کا وعدہ کیا ہے ممکن نہیں کہ پورا نہ ہو کیونکہ اس کے حکموں کو کوئی بدل نہیں سکتا اور اس کے سوا تو کہیں پناہ کی جگہ نہ پاوے گا بس اسی کا ہو رہ اور ان دنیاداروں سے الگ رہا کر- اور جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح اور شام پکارتے ہیں کسی کے دکھاوے اور ریا سے نہیں بلکہ محض اس کی رضا چاہتے ہیں تو ان کے ساتھ[1] دل بستگی رکھا کر اور ان کو چھوڑ کر دنیا کی زینت کا ارادہ کرتا ہوا کسی دوسرے کی طرف التفات نہ کرنا اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اس کی کاروائی حد سے متجاوز ہے ایسے آدمی کی بات کبھی نہ مانیو- تو نہیں جانتا کہ جو اللہ کی یاد اور خوف سے غافل ہو وہ مردہ ہے چاہے وہ کیسے ہی بن ٹھن کر رہیں

[1] عرب کے مشرک آنحضرت ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ جب ہم آئیں تو ان غریب مسلمانوں کو مجلس سے ہٹا دیا کرو تو ہم آپ کی سنیں گے- آنحضرت ﷺ کا خیال بھی اس طرف اس نیت سے ہونے کو تھا کہ چند روز بعد یہ لوگ خود ہی سمجھ جائیں گے سردست ان کے اس بے جا غرور کو مان لیں گے مگر خدا کے ہاں ان فرعونی دماغوں کی خاک بھی قدر نہ تھی اس لئے یہ آیت نازل ہوئی- (منہ)

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا

آدمی کی بات کبھی نہ مانیو اور تو کہہ سچی تعلیم تمہارے پروردگار سے آ پہنچی ہے پس جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کافر بنے ہم نے

أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَاءٍ

ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتوں نے ان پر گھیرا ڈال رکھا ہوگا۔ اگر فریاد کریں گے تو تانبے کے رنگ

كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ

جیسے گرم پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو منہ کو جلا دے گا برا پانی ہوگا اور وہ بری جگہ ہوگی۔ اس میں شک نہیں

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ﴿٣٠﴾ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ

کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہیں ہم نیک اعمال کرنے والوں کے عمل ضائع نہیں کیا کرتے۔ انہی لوگوں کے لئے

جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ

ہمیشہ کے باغ ہیں ان کے نیچے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور

يَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِيْنَ فِيْهَا عَلَى الْأَرَائِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ

سبز لباس باریک اور دبیز وہ ان میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے یہ بہت ہی اچھا بدلہ ہے

جب بھی اس سے زیادہ نہیں کہ وہ وہ مردے ہیں اور ان کا فاخرہ لباس بمنزلہ کفن کے ہے جیسا کسی بزرگ نے کہا ہے ؎

لا تعجبنّ[1] الجهول حلته فذاك ميت ولباسه كفن

اور تو کہہ کہ یہ سچ تعلیم تمہارے پروردگار کے ہاں سے آ پہنچی ہے پس جو چاہے ایمان لاوے جو چاہے کافر بنے مگر اتنا یاد رکھے کہ ہم (خدا) نے ایسے ظالموں کے لئے جو باوجود واضح ہو جانے حق کے نہ مانیں گے آگ تیار کر رکھی ہے جو ایک لحاظ مکان کے اندر ہوگی جس کی قناتوں یعنی چار دیواری نے ان پر گھیر اڈالا ہوگا اگر تکلیفوں پر فریاد کریں گے اور پیاس پر پانی مانگیں گے تو تانبے کے رنگ جیسے گرم پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی۔ جو منہ اور ہونٹوں کو بوجہ گرمی اور شدت حسیان کے جلاوے گا۔ پس اسی سے تم سمجھ لو کہ کیسا برا پانی ہوگا اور وہ کیسی بری جگہ ہوگی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم ان کے اعمال کا ان کو بدلہ دیں گے۔ کیوں کہ ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ ہم نیک اعمال کرنے والوں کے عمل ضائع نہیں کیا کرتے۔ انہی لوگوں کے لئے ہمیشہ کے لئے باغ ہیں جن میں ان رہنے والوں کے مکانوں کے نیچے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ جنتیوں کو حسب مراتب سونے اور چاندی کے کنگن پہنائے جائیں اور سبز لباس باریک اور دبیز وہ باغوں میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے یہ بہت ہی اچھا بدلہ ہے۔

---

[1] جاہل یعنی یاد الٰہی سے غافل آدمی اپنے فاخرہ لباس سے غافل نہ ہووے کیونکہ وہ خود تو مردہ ہے اور اس کا لباس اس کے لئے کفن ہے (منہ)

وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ﴿۳۱﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ

اور بہت ہی عمدہ ہوگا تو ان کو دو آدمیوں کی مثال سنا ان میں سے ایک کو ہم نے انگوروں کے

مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ

دو باغ دیے تھے اور ان کے اردگرد کھجوروں کے درختوں سے روک کر دی تھی اور ان کے درمیان کھیتی باڑی پیدا کی تھی وہ دونوں باغ

أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ

خوب پھل دیتے تھے اور معمولی پھل سے انہوں نے کبھی کچھ کم نہ کیا اور ہم نے ان کے درمیان ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی اور اس کے پاس پھل مہیا تھے۔

لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَ

پس اس نے اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار اور بڑے زبردست جتھے والا ہوں اور اپنے باغ میں داخل ہوا ایسے

هُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ ۚ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ

حال میں کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا بولا کہ میں تو نہیں سمجھا تھا کہ یہ باغ بھی کبھی ویران ہوگا اور میں تو نہیں سمجھتا کہ قیامت

قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾

آنے والی ہے اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف گیا تو اس سے بھی عمدہ جگہ پاؤں گا

اور بہت عمدہ جگہ مگر یہ ایسے عقلمند کہاں ہیں کہ ایسی سچی اور یقینی بات کو مان لیں جنہوں نے دنیا ہی کو مدار کار سمجھا ہوا ہے۔ پس ان کے داغ سے دنیا کی محبت اور مدار کار ہونا نکالنے کو تو ان کو دو آدمیوں کی ایک مثال یعنی حکایت سنا جو گزشتہ زمانہ میں ایک باپ کے دو بیٹے تھے بعد تقسیم جائیداد الگ الگ ہوگئے ایک تو دنیا کے کمانے میں لگ گیا اور ایک علم اور زہد میں مشغول ہوا۔ ان میں سے ایک کو جو دنیا کمانے میں لگا تھا ہم نے انگوروں کے دو باغ دیئے تھے اور ان کے اردگرد کھجوروں کے درختوں سے روک کر دی تھی۔ اور ان کے درمیان کھیتی باڑی سبزی بقولات وغیرہ پیدا کی تھی۔ یعنی وہ باغ اس ڈھب کے تھے کہ درمیان اس کے کھیتی اور بقولات (سبزیاں) تھیں ان کے اردگرد درخت سب سے اخیر چار دیواری کے طور پر کھجوریں لگائی گئی تھیں پس وہ دونوں باغ خوب پھل دیتے تھے اور معمولی پھل سے انہوں نے کبھی کچھ کم نہ کیا۔ اور ہم نے ان کے درمیان ایک نہر بھی جاری کر رکھی تھی اور اس مالک کے پاس ان باغوں کی وجہ سے ہر قسم کے پھل پھول مہیا تھے۔ پس اس نے ایک روز دولت اور مال کے گھمنڈ میں اپنے ساتھی یعنی اپنے غریب بھائی سے باتیں کرتے کرتے کہا کہ میں تجھ سے زیادہ مالدار اور بڑے زبردست معزز جتھے والا ہوں یعنی دنیاوی خدام چشم میرے بہت ہیں یہ کہہ کہ اترایا اور اپنے باغ میں داخل ہوا ایسے حال میں کہ بوجہ سرکشی اور تکبر کے اپنے نفس پر ظلم کر رہا تھا بولا کہ میں تو نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی ویران ہوگا اور میں تو نہیں سمجھتا کہ قیامت آنے والی ہے۔ اور اگر میں فرضاً اپنے پروردگار کی طرف گیا بھی یعنی قیامت ہوئی بھی تو چونکہ میں یہاں معزز اور مال دار ہوں اس لئے یقین ہے وہاں بھی اچھا ہوں گا بلکہ اس سے عمدہ جگہ پاؤں گا۔

قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

اس کے ساتھی نے باتیں کرتے ہوئے اس سے کہا کہ تو اپنے پروردگار سے منکر ہے جس نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا ہے پھر نطفہ سے

نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ۝ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ۝ وَلَوْ

پھر تجھ کو پورا آدمی بنایا- لیکن میں تو اس خیال پر ہوں کہ اللہ ہی پر میرا پروردگار ہے اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا- بھلا

لَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ

تیرا اس میں کیا حرج تھا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تھا تو یہ کہتا کہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہوا ہے بے مدد خدا کے نہ طاقت ہے نہ قوت اگر تو مجھ کو باعتبار

مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ۝ فَعَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ

مال اور اولاد کے کم درجہ جانتا ہے تو عنقریب میرا پروردگار تیرے باغ سے اچھا باغ مجھے عنایت کرے گا اور اس پر

عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ۝

آسمان سے کوئی ایسی بلا نازل کرے گا جس سے ویران میدان ہو جائے گا

اس پر اس کے ساتھی نے جو غریب اور کم وسعت مگر دیندار تھا- اس کی متکبرانہ گفتگو سنکر باتیں کرتے ہوئے اس سے کہا کہ تو جو قیامت سے انکاری ہے کیا تو اپنے پروردگار سے منکر ہے جس نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا ہے یعنی تیرے بابا آدم کو مٹی سے بنا کر انسان کی پیدائش کا سلسلہ چلایا- پھر بنی آدم کو نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھ کو درست اندام پورا آدمی بنایا تو بھی ایسے کلمات خدا کی شان میں کہتا ہے اور اس دنیائے فانو پر مغرور ہے اتنا نہیں جانتا کہ وہ ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

لیکن میں تو اس خیال پر ہوں کہ ابتدا ہی میرا پروردگار ہے اور پس اس سے زائد کیا کہوں اللہ بس باقی ہوس- اور میں اپنے پروردگار کے ساتھ ہرگز کسی چیز کو شریک اور ساجھی نہیں بناتا ایسے متکبرانہ کلمات اور غرور سے کیا فائدہ بھلا تیرا اس میں کیا حرج تھا کہ جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تھا تو بجائے مغرورانہ گفتگو کے تو یہ کہتا کہ سب کچھ خدا کے حکم سے ہوا ہے یہ باغ بھی محض اللہ کی مشیت اور ارادے سے ہے- ورنہ میں اس لائق کیا تھا کہ مجھے یہ نعمت ملے مجھ میں تو بے مدد خدا کے نہ طاقت ہے نہ قوت تو نہیں جانتا ہے ؎

ایں شجاعت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

باقی رہا یہ کہ میں غریب ہوں تو امیر ہے سو ان باتوں کی مجھے پرواہ نہیں میں نے پہلے ہی سے سبق پڑھا ہوا ہے ع

بودنا بود جہان یکساں شمر میں نے یہ بھی سنا ہوا ہے

ھی[1] الدنیا تقول یلا فیھا حذار حذار من بطشی وفتکی

میں یہ بھی جانتا ہوں گو سلیمان زمان بھی ہو گیا تو بھی اے سلطان آخر موت ہے پس اگر تو مجھ کو باعتبار مال اور اولاد کے کم درجہ جانتا ہے تو اس بات کا مجھے کچھ خیال نہیں کیونکہ میرا یقین ہے کہ عنقریب میں میرا پروردگار تیرے باغ سے اچھا باغ مجھے عنایت کرے گا اور تیری شرارت سرکشی کی وجہ سے اس تیرے باغ پر آسمان سے کوئی ایسی بلا نازل کرے گا جس سے وہ دم کے دم میں ویران سنسان اور چٹیل میدان ہو جائے گا

[1] دنیا کھلے منہ سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ لوگو میری ڈپٹ سے بچ کر رہنا- منہ

أَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ
یا اس کا پانی خشک ہو جائے گا تو تو اس کو طلب بھی نہ کر سکے گا اور اس کے تمام پھلوں پر گھیرا ڈالا گیا پھر تو وہ اپنے

كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَآ أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَٰلَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ
مال پر جو اس نے اس پر خرچ کیا تھا دونوں ہاتھ ملنے لگا اور وہ اپنی ٹٹیوں پر گرا پڑا تھا اور کہتا تھا کہ ہائے میری کم بختی میں اپنے

بِرَبِّيٓ أَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُن لَّهُۥ فِئَةٌ يَنصُرُونَهُۥ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ﴿۴۳﴾
پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا اور کوئی جماعت بھی اس کی حمایتی نہ ہوئی جو اللہ کے سوا اس کی حمایت کرتی نہ وہ خود بدلہ لے سکا

هُنَالِكَ ٱلْوَلَٰيَةُ لِلَّهِ ٱلْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَٱضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ ٱلْحَيَوٰةِ
ایسے ہی موقع پر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ برحق ہی کی حکومت ہے اسی کا بدلہ اچھا ہے اور اسی کا انجام بہتر ہے اور ان کو دنیا کی زندگی

ٱلدُّنْيَا كَمَآءٍ أَنزَلْنَٰهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَٱخْتَلَطَ بِهِۦ نَبَاتُ ٱلْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ
کی مثال بتلا کہ وہ پانی کی طرح ہے جو ہم اوپر سے اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ زمین کی انگوریاں خوب پھل پھول جاتی ہیں پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہیں کہ ہوائیں

یا اس کا پانی خشک ہو جاوے گا تو تو اس کو تلاش اور طلب بھی نہ کر سکے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ راتوں رات سب کچھ اس کا کیا کرایا ضائع ہو گیا اور اس کے تمام پھلوں پر تباہی کا گھیر اڈالا گیا۔ پھر تو وہ اپنے مال پر جو اس نے اس باغ کی آبادی اور عمارت پر خرچ کیا تھا۔ دونوں ہاتھ ملنے لگا۔ اور آہ بکا کئے کہ ہائے میں مارا گیا میرا ستیاناس ہو گیا میں برباد ہو گیا۔ میں جانتا تو اتنا روپیہ اس کی آبادی پر نہ خرچ کرتا۔ آج وہی روپیہ میرے کام آتا ادھر تو اس کے آہ و بکا کا یہ حال ہے ادھر باغ کو دیکھتا تھا۔ تو وہ اپنی ٹٹیوں پر گرا پڑا تھا یعنی اسکی بیل اور بوٹے سب اوپر نیچے گرے پڑے تھے۔ دیکھ دیکھ کر افسوس کرتا تھا اور کہتا تھا۔ کہ ہائے میری کم بختی میں اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتا مگر اب کیا ہوتا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ جب وقت ہی ہاتھ سے نکل گیا۔ تو اب کیا بنتا چلاتا رہا اور کوئی جماعت بھی اس کی حمائتی نہ ہوئی جو اللہ کے سوا اس کی حمایت کرتی۔ بھلا کون کر سکتا کسی میں طاقت ہی کیا ہے جو کر سکے نہ وہ خود بدلہ لے سکا کہ خدا سے لڑنے مرنے پر تیار ہوتا یا عوض لیتا ایسے ہی موقع پر معلوم اور ثابت ہوتا ہے کہ اللہ برحق ہی کی حکومت ہے جو تمام دنیا کا مالک اور سب پر قابض ہے اسی کا بدلہ اچھا ہے۔ اور اسی کا انجام بہتر ہے یعنی اسی کے ہو رہنے میں سب کچھ مل سکتا ہے۔ مگر یہ لوگ تو دنیا میں آن کر ایسے کچھ فریفتہ اور فریب خوردہ ہو رہے ہیں کہ ان کو کچھ نیک و بد سوجھتا ہی نہیں۔ پس تو ان کو سمجھا اور ان کو دنیا کی اور اس کے حباب کی مثال بتلا کہ وہ پانی کی طرح ہے جو ہم اوپر سے اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ زمین کی انگوریاں خوب پھل پھول جاتی ہیں۔ ایسی کہ تمام زمین ہری بھری نظر آتی ہے جدھر نظر اٹھاؤ سبزہ زار فرش زمردیں ہو رہا ہے۔ اتنے میں پھر وہ دیکھتے کے دیکھتے دم کے دم سخت لو لگنے سے چورا چور ہو جاتی ہے کہ ہوائیں اس کو اڑاتی ہیں تمام سرسبزی جو نظروں میں تھی ایک دم میں برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال ہے دنیا کی زندگی کا۔ یہی کیفیت ہے انسان کی جوانی کا یہی حال ہے دنیا کی عزت اور آبرو کا چند روز میں جب یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں تو انسان ہے کہ فرعون بے سامان بن رہا ہے کوئی شخص اعلیٰ ادنیٰ اس کی نظر میں سما نہیں سکتا۔

الرِّیٰحُ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ مُّقۡتَدِرًا ﴿۴۵﴾ اَلۡمَالُ وَ الۡبَنُوۡنَ زِیۡنَۃُ الۡحَیٰوۃِ

اس کو اڑاتی ہیں- اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے- مال اور بیٹے دنیا کی سج سجاوٹ ہیں

الدُّنۡیَا ۚ وَ الۡبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیۡرٌ عِنۡدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیۡرٌ اَمَلًا ﴿۴۶﴾ وَ یَوۡمَ

اور نیک اعمال جو باقی رہنے والے ہیں ان کا بدلہ اور امید تیرے پروردگار کے نزدیک سب سے بہتر ہے- اور جس

نُسَیِّرُ الۡجِبَالَ وَ تَرَی الۡاَرۡضَ بَارِزَۃً ۙ وَّ حَشَرۡنٰہُمۡ فَلَمۡ نُغَادِرۡ مِنۡہُمۡ اَحَدًا ﴿ۚ۴۷﴾

روز ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تو زمین کو چٹیل میدان دیکھے گا اور ہم ان سب کو جمع کریں گے اور ان میں سے کسی کو بھی نہ چھوڑیں

وَ عُرِضُوۡا عَلٰی رَبِّکَ صَفًّا ؕ

گے اور تیرے پروردگار کے سامنے صفیں باندھ کر پیش کئے جائیں گے

کوئی حکم شرعی اس کی نظر میں نہیں جچتا- کسی ناصح کی نصیحت اس کو اثر نہیں کر سکتی- اور اپنی مستی میں ایسا غراتا ہے کہ سمجھانے والوں سے الٹا بگڑ بیٹھتا ہے اور دو چار سنا دیتا اور کہتا ہے ؎

نہ کریں میرے لئے حضرت ناصح تکلیف خود طبیعت دل بیتاب کو سمجھا لے گی

مگر تھوڑے ہی دنوں کی بات ہوتی ہے کہ سب آن بان ٹوٹ کر عزت میں فرق آ جاتا ہے جوانی چلی جاتی ہے مال اسباب برباد ہو جاتا ہے غرض چاروں طرف سے آواز آنے لگتی ہے کہ ؎

کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

یہ بتدریج تنزل کا نقشہ ہے اور اگر فوراً تنزل اور بربادی ہو تو پھر تو کچھ پوچھو ہی نہیں بس یہ سمجھو کہ ؎

خواب تھا جو کچھ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جس کا پورا نقشہ وباء طاعون میں ہم نے بلکہ کل ملک نے دیکھ لیا- مگر نادان لوگ نہیں سمجھتے اور نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے گو نشہ سرور اور جوانی کی ترنگ میں نہیں جانتے مگر آخر جب نازک گھڑی سر پر آتی ہے تو خود بخود بے ساختہ منہ سے آہ و بکار نکلتا ہے سچ ہے ؎

موت نے کر دیا لاچار و گرنہ انساں تھا وہ کافر کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

کیونکہ مال اور اولاد خصوصاً بیٹے دنیا کی سج سجاوٹ ہیں- بھلا جس کو یہ حاصل ہوں کہ مال بھی ہو اور اولاد بھی تو اس کی نظروں میں کون سما سکتا ہے لیکن دانا جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ خواب و خیال ہے اور کچھ بھی نہیں مگر نیک اعمال جو زندگی کے بعد بھی باقی رہنے والے ہیں- مثلاً کسی نے نیک سلوک کیا ہو- یا کوئی رفاہ عام کے کام جن کا اثر فاعل کے مرنے کے بعد رہتا ہو یا کوئی نیکی کا کام نماز وغیرہ ان کا بدلہ اور بدلہ کی امید تیرے پروردگار کے نزدیک سب سے بہتر ہے مگر جو لوگ نیک اعمال سے تہی دست رہ کر بھی خدا سے امیدیں باندھتے ہیں- یہ درست نہیں بلکہ دھوکہ خوری ہے پس تم مستعد ہو جاؤ اور اس دن سے خوف کرو جس روز ہم تمام موجودہ چیزوں کو فنا کر دیں گے اور پہاڑوں کو مثل بادلوں کے چلائیں گے اور تو زمین کو چٹیل میدان دیکھے گا ایسی کہ لاتری فیھا عوجا ولا امتا اونچائی نیچائی اس پر نہ ہو گی اور ہم ان سب کو اپنے حضور لا جمع کریں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے سب کے سب ایک وسیع میدان میں جمع ہو جائیں گے اور تیرے پروردگار کے سامنے صفیں باندھ کر پیش کئے جائیں گے

لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۢ ؗ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿۴۸﴾

آج تو ہمارے پاس ایسے آئے ہو جیسے ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا بلکہ تم نے یہ سمجھا کہ ہم تمہارے لئے وقت نہ ٹھہرائیں گے

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا

اور کتاب رکھی جائے گی پس تو مجرموں کو دیکھے گا کہ اس کتاب کے اندر والی باتوں سے ڈرتے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا

کتاب ہے کہ نہ چھوٹا گناہ چھوڑتی ہے اور نہ بڑا یہ سب پر حاوی ہے- اور جو کچھ انہوں نے کیا

عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

ع ۶ ۱۸

ہوگا سب اس میں پائیں گے اور تیرا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کیا کرتا- جب ہم نے فرشتوں سے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو

فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ

ان سب نے کیا مگر ابلیس نے انکار کیا وہ جنوں سے تھا پس وہ اپنے پروردگار کے حکم سے بے فرمان ہوا

اس وقت ان سب سے کہا جائے گا کہ دیکھا تمہارا خیال کیسا غلط نکلا کہ تم سمجھتے تھے کہ تمہارے معبود اور مصنوعی دوست اہالی مجلس تمہارے غمگسار ہوں گے- آج تم تن تنہا ہمارے پاس ایسے آئے ہو جیسے کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ تنہا پیدا کیا تھا- کہ اکیلے بے یارومددگار دنیا میں تم گئے ویسے ہی یہاں آئے ہو- لیکن تمہارے حال پر افسوس ہے کہ تم نے دنیاوی حادثات سے ہدایت نہ پائی بلکہ تم نے یہ سمجھا کہ ہم تمہارے لئے کوئی وقت نہ ٹھہرائیں گے جس میں تم کو نیک وبد کی جزاوسزا مل سکے- کیا تم نے یہ نہ سمجھا کہ نیک وبد میں اگر تمیز نہ کی جاوے تو ظلم پھر کس کا نام ہے- اس روز ان کو اس جہالت کی کیفیت معلوم ہوگی جس روز تمام کائنات ان کے سامنے آجاوے گی اور ان کی اعمال کی کتاب ان کے سامنے رکھی جاوے گی- پس تو مجرموں کو دیکھے گا کہ اپنی شامت اعمال دیکھ کر اس کتاب کے اندر والی باتوں سے ڈرتے ہوں گے کہ آئی موت اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹا گناہ چھوڑتی ہے نہ بڑا جو کچھ ہم نے کیا ہے یہ سب پر حاوی ہے- کیونکہ ان کو بھولے بسرے واقعات سب یاد آجائیں گے- اور جو کچھ انہوں نے کیا ہوگا سب اس میں موجود پائیں گے- اور ساتھ اس کی سزا بھی بھگتیں گے- مگر نہ کم نہ زیادہ کیونکہ تیرا پروردگار کسی پر ظلم زیادتی نہیں کیا کرتا- یہ اس کی شان سے بعید ہے کہ بے وجہ کسی کو مجرم بنائے یہی تو وجہ ہے کہ شیطان کو بھی جب تک اس سے شوخی اور گستاخی سرزد نہیں ہوئی مجرم نہیں ٹھہرایا تجھے معلوم ہے جب ہم نے فرشتوں سے مع ابلیس کے کہا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو ان سب نے ویسا ہی کیا- مگر ابلیس نے انکار کیا کیوں وہ جنوں سے تھا- اس کی طبیعت کو شرارت ہی سوجھی- پس وہ اپنے پروردگار کے حکم سے بے فرمان ہوا الٹا آدم سے ایسا بگڑا کہ اس کا اور اس کی اولاد کا صریح دشمن بن گیا اور للکار کر مخالفت کا دم بھرنے لگا یہاں تک کہ حلفیہ کہہ چکا ہے- کہ میں اس کی تمام اولاد کو گمراہ کروں گا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا-

اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ

تو کیا پھر تو اس کو اور اس کی ذریت کو دوست بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں ظالموں کا

لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۞ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ

بہت ہی برا بدلہ ہوگا نہ میں نے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش پر ان کو حاضر کیا تھا نہ خود ان کی پیدائش

اَنْفُسِهِمْ ۪ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۞ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا

پر اور نہ میں گمراہ کنندوں کو قوت بازو بنانے والا ہوں اور جس روز خدا کہے گا کہ جن کو تم نے

شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ

میرے شریک سمجھا تھا ان کو بلاؤ پس وہ ان کو بلائیں گے وہ ان کو بات کا جواب نہ دیں گے اور ہم ان میں ایک بڑی

مَّوْبِقًا ۞ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا

مضبوط آڑ حائل کردیں گے اور مجرم آگ دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ ہم اس میں گرے اور اس سے بھاگنے کی راہ ان کو

مَصْرِفًا ۞ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ

نہ ملے گی اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں

میں ان کو تباہی میں ڈالوں گا تو کیا پھر تم اس موذی کو اور اس کی ذریت اور اتباع کو اپنا دوست بناتے ہو - اور ان کی باتیں مانتے ہو - حالانکہ وہ تمہارے سب بنی آدم کے دشمن ہیں - سچ پوچھو تو ایسے ظالموں کا جو خدا کو چھوڑ کر دوسروں سے یارانہ گانٹھیں یہ بہت ہی برا بدلہ ہے کہ خدا خالق کون و مکان کو چھوڑ کر اس کی مخلوق سے جو ایک ذرہ بھر بھی قدرت نہیں رکھتے ملتجی ہوتے ہیں اور التماس کرتے ہیں حالانکہ ان کو کسی مخلوق کے بنانے میں شرکت تو کیا اتنا بھی نہیں کہ خبر بھی ہو میں (خدا) نے آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش پر ان کو حاضر کیا تھا کہ آؤ دیکھتے ہو نہ خود ان کی پیدائش پر ان کو خبر تک نہ ہوئی اور نہ ایسے گمراہ کنندوں اور نہ نیک بندوں سے امداد چاہنے والا نہ میں ان کی قوت بازو بنانے والا ہوں - چونکہ یہ گمراہ اور گمراہ کنندہ سب اسی (خدا) کے بندے اور نمک خوار ہیں - اس لئے ابھی سے انہیں مطلع کرنے کو خبر دیتا ہے کہ اس دن سے ڈرو جس روز خدا کہے گا کہ جن کو تم نے میرے شریک سمجھا تھا ان کو بلاؤ تو وہ احمق جانیں گے کہ شاید اس میں کچھ ہماری بھلائی ہو پس وہ ان کو بلائیں گے مگر الٹے پھنس جائیں گے - ادھر تو گویا اپنے شرک کا اقرار ہوا ادھر یہ حالت ہو گی کہ وہ بزرگ انبیاء اور اولیاء جن سے دنیا میں مددیں مانگتے رہے تھے - انکی بات کا جواب بھی نہ دیں گے اور ہم ان میں ایک بڑی مضبوط آڑ حائل کردیں گے پس ایک طرف وہ اور ایک طرف یہ ایک دوسرے سے الگ نہ وہ ان کو دیکھیں گے نہ یہ ان کو اور مجرم اپنے سامنے جہنم کی آگ دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ ہم اس میں گرے کہ گرے چنانچہ ایسا ہی ہو گا کہ اس میں اوندھے کر کے ڈالے جائیں گے اور اس سے بھاگنے کی راہ ان کو نہ مل سکے گی - کیونکر بھاگ سکتے ہیں جب کہ خدا کی کتاب اور اس کے احکام سے روگرداں تھے اور ہم (خدا) نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں اور دلیلیں بیان کی ہیں تاکہ ان کو ہدایت ہو مگر بقول شخصے

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو   از شما یک تن نہ شد اسرار جو

بہت ہی کم لوگ ہدایت پر آئے ہیں

وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿٥٤﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ

اور انسان سب سے زیادہ جھگڑنے والا ہے۔ ان لوگوں کو ہدایت آنے کے بعد ایمان لانے اور اپنے

الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ

پروردگار سے بخشش مانگنے سے کسی امر کی روک اس کے سوا نہیں کہ پہلے لوگوں کی سی حالت ان پر بھی آئے یا سامنے سے

قُبُلًا ﴿٥٥﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ

ہمارا عذاب ان پر آئے۔ اور ہم رسولوں کو صرف خوش خبری دینے اور ڈرانے کو بھیجا کرتے ہیں اور کافر لوگ جھوٹ کے ساتھ

كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ ۖ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا ﴿٥٦﴾

جھگڑے کیا کرتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ سچ کو دبا دیں اور میرے احکام کو اور برے کاموں پر ڈرائے جانے کو محض مخول سمجھتے ہیں

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ ۚ

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اپنے پروردگار کے حکموں سے نصیحت کیا جائے پھر ان سے روگردان ہو اور اپنے اعمال کو بھول جائے

إِنَّا جَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۖ

ہم نے ان کے دلوں پر سمجھنے سے پردے ڈال رکھے ہیں اور ان کے کانوں میں بندش پیدا کر دی ہے

کیونکہ ایک تو انسان سب مخلوقات سے زیادہ جھگڑنے والا ہے گویا اس کی خلقت اور پیدائش ہی میں جھگڑا داخل ہے علاوہ اس کے بدصحبت کا اثر ان میں سخت سرایت کر رہا ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسی بیّن اور واضح ہدایت پا کر بھی گمراہی نہیں چھوڑتے۔ مگر بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت آنے کے بعد ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے گناہوں کی بخشش مانگنے سے کسی امر کی روک اور انتظاری اس کے سوا نہیں کہ پہلے لوگوں کی سی حالت ان پر بھی آوے جیسا فرعون پر قحط بیماری وغیرہ کا عذاب آیا تھا یعنی ان کی حالت یہ کہہ رہی ہے کہ جب تک تباہ نہ ہوں گے ایمان نہ لاویں گے۔ اصل یہ ہے کہ یہ لوگ نبوت کی ماہیت اور غرض وغایت سے بے خبر ہیں۔ اسی لئے بسا اوقات نبیوں سے ایسے ایسے سوال کرتے ہیں۔ جو ان کی قدرت میں نہیں ہوتے کیوں کہ وہ ہمارے مامور بندے ہوتے ہیں اور ہم (خدا) بھی رسولوں کو صرف خوش خبری دینے اور گناہوں پر عذاب سے ڈرانے کو بھیجا کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنا یہ فرض منصبی بڑی جانفشانی سے ادا کرتے رہتے ہیں اور کافر لوگ جھوٹ کے ساتھ یعنی باطل امور پیش کر کے نبیوں سے جھگڑے کیا کرتے ہیں تاکہ کسی طرح اس جھوٹ کے ساتھ سچ کو دبا دیں اور میرے (خدا کے) احکام کو جو انبیاء کے ذریعہ اسے ان کو پہنچا کرتے ہیں۔ اور برے کاموں پر ڈرائے جانے کو محض ایک ہنسی مخول سمجھتے ہیں بھلا اس سے زیادہ ظلم کیا ہوگا۔ اور اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اپنے پروردگار کے حکموں سے نصیحت کیا جاوے یعنی اس کو کوئی شخص اس کے مالک۔ خالق۔ رازق اور پروردگار کے حکم سناوے۔ پھر بھی وہ نالائق ان احکام خداوندی سے روگردان ہو اور اپنے اعمال کو جو کر گزرا ہے بھول جائے۔ ایسے نالائق جاہل کا انجام بجز اس کے کیا ہونا چاہیئے کہ الٹا کے جہنم میں ڈالا جائے چنانچہ ہم نے بھی ان کیلئے وہی تمہید کر رکھی ہے کہ ان کے دلوں پر سمجھنے سے پردے ڈال رکھے ہیں اور ان کے کانوں میں ایک قسم کی بندش پیدا کر دی ہے

وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو

اور اگر تو ان کو ہدایت کی طرف بلائے تو کبھی بھی ہدایت نہیں پائیں گے اور تیرا پروردگار بڑا ہی بخشنہار

الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ

اور مہرباں ہے اور اگر وہ ان کے اعمال پر مواخذہ کرتا تو فورا ان پر عذاب نازل کردیتا بلکہ ان کے لئے ایک معیاد

لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿۵۸﴾ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا

مقرر ہے اس سے پہلے ان کو کہیں پناہ کی جگہ ہرگز نہ ملے گی ان بستیوں والوں نے جب ظلم کئے تو ہم نے

لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ

ان سب کو تباہ کر دیا اور ہم نے ان کے لئے ایک میعاد مقرر کر رکھی تھی اور جب موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ جب تک مجمع البحرین پر نہ پہنچوں گا نہ ٹھہروں گا یا

اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾

سالہا سال چلتا رہوں گا

جو سب کچھ ان کی شامت اعمال کا نتیجہ ہے اور اسی کا اثر ہے کہ اگر تو ان شریروں کو جو محض عناد سے مقابلہ کرتے ہیں ہدایت کی طرف بلائے تو کبھی بھی ہدایت نہیں پائیں گے۔ لیکن باوجود ان شرارتوں اور گستاخیوں کے ان کو ہر طرح سے امن و آسائش کیوں دی جاتی ہے؟ اس لئے کہ تیرا پروردگار بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی مخلوقات میں سے ہر ایک نیک و بد کو پالتا پوستا ہے ورنہ بھلا اگر وہ ان کے اعمال قبیحہ پر مواخذہ کرتا تو کوئی اس کو روک سکتا؟ فوراً ان پر عذاب نازل کر دیتا۔ بلکہ بات یہ کہ ان کے لئے ایک میعاد مقرر ہے اس وقت ان کی ہلاکت کے اسباب آپ سے آپ پیدا ہو کر ان کو تباہ کر دیں گے اس کے آنے سے پہلے بھی ان کو کہیں پناہ کی جگہ ہرگز نہ ملے گی تو آنے پر کہاں پھر تو سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر پکڑے جائیں گے۔ ان عادیوں اور ثمودیوں وغیرہ کی بستیوں یعنی ان میں رہنے والوں نے جب ظلم و ستم کئے اور خدائی احکام کی ہتک حرمت کی تو ہم (خدا) نے ان سب کو تباہ کر دیا اور اسی ہلاکت سے پہلے ہم نے ان کے لئے بھی ایک میعاد مقرر کر رکھی تھی یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ خدا کی خدائی میں اگر کسی مخلوق کو کچھ دخل ہوتا تو حضرات انبیاء علیہم السلام کو ہوتا مگر وہ بھی وہاں ایسے تن بہ تقدیر ہیں کہ العظمۃ للہ ہی کی آواز آتی ہے۔ تمہیں یاد نہیں۔ موسیٰ جیسے اولوالعزم رسول سے کیا پیش آیا تھا۔ اس وقت کا قصہ بھی یاد ہے جب[1] موسیٰ سلام اللہ علیہ کو حکم ہوا کہ تم ہمارے ایک بندے خضر کی ملاقات کو چلو اور اس سے علم سیکھو تو اس نے اپنے خادم سے کہا کہ چلو میاں مجھے تو حکم ہوا ہے کہ ایک مرد صالح کی تلاش کروں اور یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ مجمع البحرین یعنی دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر رہتا ہے پس میں نے بھی ٹھان لی ہے کہ جب تک مجمع البحرین پر نہ پہنچوں گا نہ ٹھہروں گا یا بصورت پتہ نہ ملنے کے سالہا سال چلتا رہوں گا

---

[1] صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک مجلس میں سوال ہوا کہ بڑا عالم کون ہے حضرت ممدوح نے فرمایا کہ میں کیوں کہ حضرت موصوف کے خیال میں اس وقت یہی تھا کہ چونکہ میں سب لوگوں کی ہدایت کے لئے نبی ہوں۔ اس لئے میں سب سے زیادہ علمدار ہوں مگر خدا کے علم میں کچھ اور تھا اس لئے ان کو حکم ہوا کہ تم فلاں جنگل میں جاؤ اور ہمارے فلاں بندے کی صحبت میں رہ کر مزید علم حاصل کرو۔ اس قصے کا یہاں ذکر ہے (منہ)

فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا

پس وہ دونوں جب مجمع البحرین پر پہنچے تو اپنی مچھلی بھول گئے تو اس نے سرنگ کی طرح دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔ پس جب وہ

جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ قَالَ

دونوں آگے بڑھے تو موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمیں تو اس سفر میں سخت تکلیف پہنچی ہے۔ وہ بولا

أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ

آپ نے دیکھا کہ جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی بھول گیا اور مجھے شیطان نے اس واقعہ کا یاد دلانا

أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا

بھلا دیا اور اس مچھلی نے دریا میں اپنی راہ عجب طریق سے بنائی۔ موسیٰ نے کہا وہی مقام تو ہے جس کو ہم تلاش کر رہے ہیں

عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ

سو وہ اپنے قدموں کے کھوج لگاتے ہوئے الٹے پاؤں چلے پس انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جس کو ہم نے اپنے پاس سے رحمت عنایت کی

مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿٦٦﴾

تھی اور اس کو اپنے ہاں سے علم سکھایا تھا موسیٰ نے کہا کیا میں آپ کیساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط پر کہ جو کچھ خدا نے آپ کو علم دیا ہے اس میں سے مجھے

حتیٰ کہ اس میں جان دے دوں گا پس وہ دونوں بمقتضائے ؎

دست از طلب ندارم تاکام من بر آید یا تن رسد بجاناں یاجاں ز تن بر آید

چل پڑے چلتے چلتے جب مجمع البحرین پر پہنچے تو وہاں سے چلتے ہوئے اپنی مچھلی بھول گئے جو بحکم خداوندی ساتھ لے چلے تھے جس کی بابت ان کو حکم تھا کہ جہاں پر یہ تم سے گم ہو گی۔ وہیں وہ مرد خدا ہو گا تو اس نے سرنگ کی طرح دریا میں اپنا راستہ بنالیا۔ پس جب وہ دونوں اس مقام سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ نے اپنے خادم یوشع سے کہا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ یہیں ہمیں تو اس سفر میں سخت تکلیف پہنچی ہے لاؤ کچھ کھا کر آرام کریں۔ وہ بولا آپ نے یہ بھی دیکھا کہ جب ہم اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں اس مقام پر وہ مچھلی بھول اٹھا اور مجھے شیطان ہی نے آپ سے اس کا واقعہ یاد دلانا بھولا دیا اور اس مچھلی نے دریا میں اپنی راہ عجب طریق سے بنائی کہ فوراً گھس گئی موسیٰ سلام اللہ علیہ نے کہا کہ وہی مقام تو ہے جس کو ہم تلاش کر رہے ہیں۔ سو وہ اتنا کہہ کر اپنے قدموں کے کھوج لگاتے ہوئے الٹے پاؤں چلے۔ پس جب وہاں مقام موعود پر پہنچے تو انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک صالح بندہ جس کا نام خضر تھا پایا جس کو ہم نے اپنے پاس سے رحمت کاملہ عنایت کی تھی اور بغیر ذریعہ ظاہری استاد کے اس کو محض اپنے ہاں سے علم سکھایا تھا یعنی معرفت کاملہ سے حصہ دیا تھا۔ حضرت موسیٰ نے اسے لیٹا ہوا دیکھ کر سلام علیک کہا اس نے کہا تو کون ہے؟ موسیٰ نے کہا میرا نام موسیٰ ہے کہا بنی اسرائیل کا موسیٰ؟ کہا ہاں۔ کہا کیوں آیا؟ کہا مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے

پس کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں اس شرط پر کہ جو کچھ خدا نے آپ کو علم و فضل دیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ سکھائے اس نے کہا میاں تم کہاں؟ تمہارے دماغ میں نبوت کی حکومت سمائی ہوئی ہے یہاں پر ایسی حکومت کو بھلا کون سنے یہاں تو خاکساری ہے۔ شروع شروع میں تو کام آسان معلوم ہوتا ہے مگر انجام کار وقت اور تکلیف دہ ہوتی ہے ؎

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۶۷﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ

کچھ سکھائیے اس نے کہا تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا اور تو جس چیز کو نہیں جانتا اس پر کیوں کر صبر کر

خُبْرًا ﴿۶۸﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ

سکے گا؟ موسیٰ نے کہا آپ مجھ کو انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کی بے فرمانی نہ کروں گا- خضر نے کہا

فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا

پس اگر تو میرا اتباع کرتا ہے تو کس بات سے مجھ سے سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود ہی تجھ کو اس کا راز بتلاؤں- پس دونوں چلے

حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ

یہاں تک کہ جب دونوں کشتی پر سوار ہوئے تو خضر نے کشتی کو توڑ دیا- موسیٰ نے کہا کیا آپ نے اس کو اس لئے توڑا کہ

جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ﴿۷۱﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۲﴾

اس کے سواروں کو غرق کردیں یہ تو آپ نے مکروہ کام کیا ہے- خضر نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا

ان وجوہ سے مجھے یقین ہے کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا- اور قرین قیاس بھی یہی ہے کہ تو جس چیز کی اصلیت کو نہیں جانتا- اس کے ظاہر ظاہر احوال پر کیونکر صبر کر سکے گا بلکہ اسی حکومت شرعیہ کے خیال سے بات بات پر مجھے تنگ کرے گا- موسیٰ نے کہا جناب کا ارشاد بجا ہے بیشک میری نبوت اسی بات کو مقتضی ہے کہ میں ہر ایک کام پر جسے ناجائز جانوں ٹوک دوں اور اس کے متعلق حکم خدا بتلاؤں مگر جس خدا نے مجھے منصب نبوت عطا کیا ہے- اسی نے آپ کی نسبت بتلایا ہے ؎

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید   کہ سالک بے خبر نبود زراہ ورسم منزلہا

یہ حکم آپ ہی جیسے کامل ہادیوں کے لئے تو ہے پس آپ مجھ کو انشاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے اور میں ہرگز کسی کام میں آپ کی بے فرمانی نہ کروں گا- خضر نے کہا پس سن اگر تو طلب صادق سے میرا اتباع کرتا ہے تو کسی بات سے مجھے سوال نہ کرنا یہاں تک کہ میں خود ہی تجھ کو اس کا راز بتلاؤں پس وہ یہ کہہ کر دونوں (پیرو مرید) چلے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی پر سوار ہوئے تو خضر نے کشتی کو توڑ دیا موسیٰ سے رہا نہ گیا- اس نے کہا کیا آپ نے اس کشتی کو اس لئے توڑا ہے کہ اس کے سواروں کو پانی میں غرق کردیں- یہ تو آپ نے بڑا خطرناک اور مکروہ کام کیا ہے- خضر نے کہا فقیروں کی بات تم بھول گئے کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو ہرگز میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا دیکھا نہ سائیں سائیں لوگوں کی بات کیسی سچی ہوئی؟ موسیٰ نے بڑی منت سماجت سے عرض کیا

---

[۱] اس شعر کو عموماً جہلاء بھنگڑ اپنے مریدوں اور دام افتادوں کو سنا کر اپنے ناجائز کاموں پر اعتراضات کرنے سے روک دیا کرتے ہیں حالانکہ ان کا یہ حق نہیں بلکہ یہ شعر ان مرشدوں کے لئے ہے جو مستقل مرشد ہوں یہ تو خود تابع شریعت ہیں انکو یہ استقلال کہاں؟ کہ خلاف شریعت بھی حکم ان کا جاری ہو سکے- بلکہ شعر مذکور کا مطلب یہ ہے کہ جو کام خدا اور اس کے رسول فرمائیں خواہ ہماری طبیعتوں کے برخلاف بھی ہوں- ان کی تعمیل کرنی چاہئے کیونکہ اسرار شریعت کی ہمیں خبر نہیں جیسی کہ ان کو ہے (منہ)

قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ﴿۷۳﴾ فَانْطَلَقَا

موسیٰ نے عرض کیا میری بھول پر مجھے مواخذہ نہ فرمائیے اور میرے ساتھ اس کام میں سخت گیری نہ کیجئے- پھر دونوں چلے چلتے

حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ

چلتے ایک لڑکے سے ملے تو خضر نے اسے قتل کر دیا- موسیٰ نے کہا کیا آپ نے ایک بے گناہ جان کو بغیر کسی جان کے بدلے قتل کر دیا ہے

جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿۷۴﴾

کچھ شک نہیں کہ یہ کام تو آپ نے بہت ہی بے جا کیا ہے

کہ حضرت بندہ نواز میری بھول پر مجھے مواخذہ نہ فرمائیے اور میرے ساتھ اس کام میں سخت گیری نہ کیجئے اس عذر پر خضر نے معافی دی اور از سر نو تنبیہ کر دی کہ خبردار آئندہ کو ایسی بھول چوک نہ ہونے پائے یہ کہہ کر پھر دونوں پیرو مرید مع یوشع کے جو موسیٰ کا خادم تھا اپنی راہ چلتے چلتے ایک لڑکے سے ملے تو حضرت خضر نے بسم اللہ کر کے اس کو قتل کر دیا بس پھر تو کیا تھا حرارت موسویہ جوش میں آئی موسیٰ نے کہا کہ صاحب یہ کیا ماجرا ہے مانا کہ آپ بزرگ ہیں پیر صاحب ہیں- مگر ایسے بھی کیا ہم نے بھی تو شریعت میں سبق پڑھا ہے کہ ناجائز کام پر خاموش رہنا گونگے شیطان کا کام ہے کیا آپ نے ایک بے گناہ معصوم جان کو بغیر کسی جان کے بدلے کے قتل کر دیا- آخر اس کی بھی کوئی وجہ ہے کچھ شک نہیں کہ یہ کام تو آپ نے بہت ہی بے جا کیا ہے

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿۷۵﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ

خضر نے کہا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی طرح صبر کرنے کی طاقت نہ رکھے گا موسیٰ نے عرض کیا اگر آئندہ

عَنْ شَيْءٍ ۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ﴿۷۶﴾

کسی چیز کا آپ سے سوال کروں تو پھر مجھے اپنی صحبت نہ رکھے گا بیشک میری طرف سے آپ ایک معقول عذر تک پہنچ چکے

فَانْطَلَقَا ٝ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ۣ اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ

ہیں پھر چلے یہاں تک کہ ایک بستی پر گزرے۔ اس بستی کے رہنے والوں سے انہوں نے کھانا طلب کیا تو انہوں

يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ۭ قَالَ

نے مہمانی دینے سے انکار کیا۔ اس میں انہوں نے ایک دیوار پائی جو گرنے کو تھی خضر نے اس کو سیدھا کردیا۔ موسیٰ نے کہا

لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿۷۷﴾ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ

اگر آپ چاہتے تو اس کام پر ان سے کچھ اجرت لے لیتے کہا بس اب تو تیری میری جدائی ہے اب میں تجھے ان باتوں

سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۷۸﴾

کو جن پر تو صبر نہیں کر سکا حقیقت بتلاؤں گا

خضر نے کہا بیٹا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی طرح صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھے گا؟ موسیٰ بھی عجب کشمکش میں تھے ادھر شریعت کا ادب ہے دماغ میں نبوت کی حکومت ہے سینہ میں رسالت کا علم ہے ادھر پیر طریقت کا پاس خاطر ہے لیکن آخر اس خیال سے کہ جب خدا ہی نے مجھے اس کے پاس بھیجا ہے تو اس کی تابعداری بھی حقیقتاً خدا ہی کی فرمانبرداری ہے آخر بمنت سماجت عرض کیا کہ حضرت واقعی مجھ سے بڑی بے ادبی صادر ہوئی مگر چونکہ حضرت کے خدام سے بھی مخفی نہیں کہ میری یہ حرکت محض اخلاص سے ہے۔ اس لیے قابل معافی ہوں پس آپ معاف فرمایئے ہاں اگر آئندہ کو کسی چیز کا آپ سے سوال کروں تو پھر مجھے اپنی صحبت میں نہ رکھیے گا بے شک میری طرف سے آپ ایک معقول عذر تک پہنچ چکے ہیں خیر یہ نوبت بھی معاف ہوئی پھر چلے یہاں تک کہ ایک بستی پر گزرے تو بوجہ بھوک شدید کے اور اس لحاظ سے کہ ہم ان کے مہمان ہیں اس بستی کے رہنے والوں سے انہوں نے کھانا طلب کیا تو انہوں نے بوجہ بخل کے مہمانی دینے سے انکار کیا اس پر انہوں نے بھی اصرار نہ کیا جس طرح ہو سکا گزارہ کر لیا تھوڑی دیر گزری تو انہوں نے اس بستی میں ایک دیوار پائی۔ جو گرنے کو تھی خضر نے اس کو ہاتھ سے سیدھا کر دیا۔ حضرت موسیٰ کو خیال ہوا کہ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت کے مزاج کا انداز ہی نہیں ملتا خشک کو تر اور تر کو خشک کرنا انہی کا کام ہے۔ اس پر پاس ادب بھی مانع کہ سوال ہو تو کیونکر آخر عنوان بدل کر کہا حضرت میں اس پر اعتراض یا سوال نہیں کرتا کہ حضور نے ایسا کام کیوں کیا ہاں یہ ضرور عرض کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی بے مروتی حضرت سے مخفی نہیں کہ کس طرح انہوں نے ہماری ضیافت اور مہمانی سے جو شرعاً و عرفاً ان پر واجب تھی انکار کیا پس اگر آپ چاہتے اس کام کی ان سے اجرت لے لیتے۔ جو ہمارے کام آتی۔ حضرت خضر تو یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے۔ کہا میں نے بیٹا بس اب تو تیری میری جدائی ہے مجھ سے ایسے آدمی کے ساتھ نباہ مشکل ہے جو بار بار سمجھائے بھی نہیں سمجھتا اب میں تجھے ان باتوں کی جن پر تو صبر نہیں کر سکا حقیقت بتلاؤں گا تاکہ تیرا اتنا دور دراز کا سفر رائیگاں نہ جائے پس غور سے جن کاموں پر تو نے اعتراض کیے تھے میں بھی مانتا ہوں کہ بظاہر وہ محل اعتراض ہی ہیں لیکن ان میں ایک اور راز بھی مخفی تھا جس پر تجھے اطلاع نہیں۔

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ

وہ کشتی غریبوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے۔ پس میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کروں

اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿۷۹﴾ وَاَمَّا

کیوں کہ ان سے آگے ایک بادشاہ تھا جو زبردستی سے ہر ایک کشتی کو پکڑ لیتا تھا۔ اور اس

الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ﴿۸۰﴾

لڑکے کے ماں باپ مومن ہیں پس ہمیں خوف ہوا کہ یہ ان دونوں پر اپنی سرکشی اور کفر سے غالب نہ آجائے

فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿۸۱﴾ وَاَمَّا

پس ہم نے چاہا ان کا پروردگار ان کو اس بچے کے عوض میں ایک ایسا بچہ عنایت کرے جو سب سے زیادہ پاک طینت اور پاس قرابت

الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا

رکھنے والا ہو اور دیوار اس شہر میں دو یتیموں کی تھی اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا

وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

اور ان کا باپ بھی بڑا صالح تھا پس تیرے پروردگار نے ارادہ کیا کہ یہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ

كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ۭ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا

نکال لیں۔ یہ محض تیرے پروردگار کی رحمت ہے میں نے یہ کام اپنی رائے سے نہیں کئے یہ ہے اصل حقیقت ان کاموں کی

لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿۸۲﴾ ع

جن پر تو صبر نہیں کر سکا

تیری مشکل مثال بالکل ایک جراح کی سی ہے کہ ایک ظاہر بین حقیقت حال سے بے خبر۔ جراح کو دیکھ کر فوراً اعتراض کرے گا کہ کیوں اتنا ظلم کرتا ہے کہ ناحق اس مظلوم کا اتنا خون نکال دیا مگر حقیقت حال سے خبردار اس راز کو سمجھ سکتے ہیں کہ جراح کا یہ کام کسی اور ہی غرض سے ہے جو اس خون کے نکل جانے سے کہیں زیادہ مفید ہے پس سنو کہ وہ کشتی جس کو میں نے کسی قدر توڑ دیا تھا۔ وہ غریبوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کا کام کرتے تھے پس میں نے چاہا کہ اس کو کسی قدر عیب دار کر دوں کیوں کہ ان سے آگے سامنے کنارہ پر ایک بادشاہ کا آدمی کھڑا تھا جو زبردستی سے ہر کار آمد کشتی کو پکڑ لیتا تھا اس میں محض انہیں کا فائدہ تھا کہ اس کشتی کو عیب دار دیکھ کر نہ پکڑے گا۔ اور یہ بے چارے اسی سے اپنی روزی کماتے رہیں گے اب اس لڑکے کا حال بھی سن جس کو میں نے تیرے سامنے قتل کیا تھا اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ مجھے مکاشفہ میں معلوم ہوا تھا کہ وہ بڑا شریر ہوگا اور اس کے ماں باپ مومن ہیں پس مجھے خوف ہوا کہ ان دونوں (ماں باپ) پر اپنی سرکشی اور کفر سے غالب نہ آجائے اور وہ بے چارے اس کی محبت میں پھنس کر اپنا حال تباہ نہ کرلیں پس ہم نے چاہا یعنی دعا کی کہ ان کا پروردگار یعنی اللہ تعالیٰ ان کو اس بچے کے عوض ایسا بچہ عنایت کرے جو سب سے زیادہ پاک طینت اور پاس قرابت رکھنے والا ہو اور جو دیوار تم نے دیکھی تھی وہ اس شہر میں دو یتیموں کی تھی اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ بڑا نیک صالح تھا پس تیرے پروردگار نے ارادہ کیا اور مجھے مکاشفہ میں اپنے ارادے پر مطلع کیا کہ یہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں اور خزانہ نکال لیں ایسا نہ ہو کہ دیوار گر پڑے اور لوگ انکی بے خبری میں سب کچھ لوٹ کر لے جائیں یہ ماجرا محض تیرے پروردگار کی رحمت سے ہے ورنہ میں نے یہ کام اپنی رائے سے نہیں کیے بلکہ خدا کے بتلانے سے کیے ہیں اصل حقیقت ان کاموں کی جن پر تو صبر نہ کر سکا

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ؕ ﴿۸۳﴾

یہ لوگ تجھ سے ذوالقرنین کا قصہ پوچھتے ہیں۔ تو کہہ تم کو اس کا تھوڑا سا قصہ سناتا ہوں

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ

ہم نے اس کو ملک میں قدرت دی تھی اور ہر چیز کے سامان ہم نے اس کو دیے تھے پس وہ ایک

سَبَبًا ﴿۸۵﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ

راہ پر چلا یہاں تک کہ جب وہ سورج غروب ہونے کی جگہ پر پہنچا۔ تو اس نے اپنے خیال میں سورج کو پانی

حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ

کی دلدل میں ڈوبتا پایا اور اس نے اس کے پاس ایک قوم بھی پائی

چونکہ خدا نے ہر ایک کام کے لیے الگ الگ آدمی پیدا کیے ہیں جیسا کہ مشہور ہے لکل فن رجال تم کو خدا نے لوگوں کی ہدایت کے لئے نبی اور رسول بنا کر بھیجا ہے جو بقول شیخ سعدی ؎

دین جہدی کند کہ بگیرد غرق را

متعدی اثر ہے تم کو جو علم خدا نے سکھایا اس عامہ مصلحت منظور ہے باقی جو میری کیفیت ہے یہ تو بقول شخصے

گفت او گلیم خویش بروں مے زموج

صرف لازمی اثر ہے ہاں اگر آپ چند روز اور ٹھہرتے تو صحبت کے اثر سے ایک قوت تم میں پیدا ہو جاتی کہ ایسے مخفی رازوں کی بذریعہ مکاشفات کے تم کو بھی اطلاع ہوا کرتی مگر جو کام خدا نے تم سے لینا ہے وہ اور ہے جو اس سے بدرجہا ضروری ہے اس لئے مناسب ہے کہ تم جا کر لوگوں کو احکام نبوت سکھاؤ اس میں ان کی بھلائی ہے یہاں دیوانوں کے ساتھ رہ کر کیا کرو گے

مصلحت نیست کہ ازدر پردہ بروں افتد راز ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

حضرت خضر نے اس باب میں ایک ایک اصول قائم کر دیا کہ جو کچھ کسی نبی اور رسول کو یا کسی ولی اور بزرگ کو امور غیبیہ پر اطلاع ہوتی ہے وہ از خود نہیں ہوتی بلکہ محض خدا کے بتلانے سے ہوئی پھر جس قدر خدا بتلائے اسی قدر ہوتی ہے اس سے زائد نہیں ہو سکتی پس یہ لوگ جو تجھ سے اے نبی ذوالقرنین کا قصہ پوچھتے ہیں تو ان کو کہہ کہ میں اللہ کے بتلانے سے تم کو اس کا تھوڑا سا قصہ سناتا ہوں سنو خدا فرماتا ہے۔ ہم نے اس کو ملک میں قدرت دی تھی اور ہر چیز کے سامان اور حصوں کے ذریعے ہم نے اس کو دیے تھے پس وہ ملک میں دورہ کرتا ہوا ایک راہ چلا گیا یہاں تک کہ جب وہ ملک کے مغربی سمندر کے کنارے پر سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر پہنچا تو اس نے اپنے خیال میں سورج کو پانی کی دلدل میں سمندر کے اندر ڈوبتا[ل] پایا جیسا کہ عموماً کنارہ سمندر پر کھڑے ہو کر کچھ گمان ہوتا ہے گو یہ خیال صرف واہمہ ہوتا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ نظر میں ایسا ہی آتا ہے اور اس کے پاس ایک قوم بھی پائی جو سمندر کے کنارہ کنارہ بس رہی تھی

ل اس مقام پر مخالفین اسلام نے بہت بہت موشگافیاں کی ہیں اور ناحق اپنی معمولی بے سمجھی سے قرآن شریف پر اعتراضات کیے ہیں کہ سورج تو تمام کرہ زمین سے بدرجہا بڑا ہے پھر وہ سمندر میں ڈوبا کیسے ہوگا لیکن یہ ان کا محض خیال خام ہے وجد کے معنی ہیں اس نے خیال کیا پس مطلب یہ ہوا کہ ذوالقرنین نے سمندر کے کنارہ پر مغرب کے وقت خیال کیا کہ سورج سمندر کے اندر ڈوبتا ہے سمندر کے کنارہ پر تو کیا کسی بڑے تالاب پہ بھی ایسا ہی خیال ہوتا ہے اس کی حکایت قرآن شریف میں ہے ۱۲

قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ﴿۸۶﴾

ہم نے کہا اے ذوالقرنین ان کو سزا دو یا ان کے حق میں حسن سلوک اختیار کرو

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا

اس نے کہا جو کوئی ظلم کرے گا ہم اس کو سزا دیں گے پھر وہ اپنے پروردگار کے پاس جائے گا تو وہ ابھی اس کو سخت

نُّكْرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِۨ الْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ

سزا دیگا اور جو امن دے گا اور نیک عمل کرے گا تو اس کو اچھا بدلہ ملے گا- اور ہم بھی اس کو

لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ

اپنے کاموں میں آسانی کریں گے- پھر وہ ایک راہ چلا یہاں تک کہ جب وہ سورج کے چڑھنے پر

وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿۹۰﴾ كَذٰلِكَ ؕ

پہنچا تو سورج کو ایک ایسی قوم پر چڑھتے ہوئے اس نے پایا کہ ان کے لئے سورج سے ورے ہم نے کوئی روک نہ بنائی تھی

وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ

اور اس کے پاس جو کچھ تھا ہمیں اس کی پوری خبر تھی پھر وہ ایک راستہ چلا یہاں تک کہ جو وہ دو گھاٹیوں کے

جن کے حق میں ہم (خدا) نے اس سے کہا یعنی اس کے دل میں القا کیا کہ اے ذوالقرنین بادشاہ مناسب مصلحت ان کو سزا دو یا ان کے حق میں حسن سلوک اختیار کرو جیسا کوئی ہو اس سے ویسا ہی ہو تو چنانچہ یہ تجویز اس نے سوچ کر ایک عام اعلان کیا اور کہا کہ جو کوئی ظلم اور خون و خرابے کرے گا ہم یعنی سرکار اس کو دنیا میں عذاب کی سزا دیں گے پھر وہ مر کر اپنے پروردگار کے پاس جائے گا تو وہ بھی اس کو سخت عذاب دے گا- غرض دونوں جہانوں میں اس کی بری گت ہو گی اور جو امن سے رہے گا دوسروں کو امن دے گا لوٹ کھسوٹ نہ کرے گا یعنی خراج وغیرہ میں اس کو تخفیف کریں گے یہ ایک عام اعلان بطور ایک سرکلر سرکاری کے ذوالقرنین نے جاری کیا جس سے اس کی غرض یہ تھی کہ ملک میں امن ہو- کوئی کسی پر لوٹ کھسوٹ نہ مارے چنانچہ اس کے ایک سرکلر (اعلان شاہی) نے خوب اثر کیا کہ غارت گر قوتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ سلوک سے برتاؤ کرنے لگ گئیں پھر وہ ایک اور راہ چلا یہاں تک کہ جب وہ اپنے ملک میں سورج کے چڑھنے کی جگہ پر پہنچا کہ سورج کو ایک ایسی قوم پر چڑھتے ہوئے اس نے پایا کہ ان کے لئے سورج سے ورے ہم (خدا) نے کوئی روک نہ بنائی تھی بالکل وہ سمندر سے نکلتا ہوا ان کے سامنے طلوع ہوتا تھا- کوئی پہاڑ وغیرہ اس میں حائل نہ تھا اسی طرح ذوالقرنین سکندر اپنے ملک میں دورہ کرتا تھا اور اس کے پاس جو کچھ تھا ہمیں اس کی پوری اطلاع اور خبر تھی پھر وہ ایک اور راستہ چلا یہاں تک کہ پہاڑی سلسلہ جب وہ دو گھاٹیوں کے

---

۱ ؎ بعض بلکہ اکثر علماء نے یہاں پر جو ظلم اور ایمان کے معنے کیے ہیں وہ یہ ہیں کہ ظلم سے مراد شرک کفر ہے اور ایمان سے مراد اسلام سے ذوالقرنین نے اپنی نوعیت میں اعلان کیا کہ جو کوئی شرک کرے گا اسکو سزا دوں گا اور جو ایمان لائے گا اسکو نوازدوں گا چونکہ یہ معنی اصولی شریعت کے برخلاف ہیں کیونکہ شریعت کا قانون ہے کہ رعایا خواہ مشرک ہی ہو اس کی بھی حفاظت کی جاتی ہے نہ یہ کہ ان کو شرک کرنے پر سزا ملتی ہے اس لیے میں نے یہ معنی نہیں کی

السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوْا

بیچ میں پہنچا اس نے اس سے ورے ایک قوم پائی جو کوئی بات نہ سمجھ سکتے تھے۔ انہوں نے کہا

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ

اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج کی قوم ہمارے ملک میں فساد کرتے ہیں۔ کیا ہم حضور کے لئے

نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿۹۴﴾

کچھ ٹیکس ادا کردیں کہ حضور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک کر دیں

بیچ میں پہنچا یعنی ایک ایسے مقام پر پہنچا یعنی ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں پہاڑی سلسلہ میں ایک درہ تھا جیسا ہمارے ملک کی سرحد پر درہ خیبر یا درہ بولان ہے۔ وہاں پہنچ کر اس نے ان پہاڑوں سے ورے ایک قوم پائی جو بوجہ اپنی وحشیانہ اور غیر زبان ہونے کے ذوالقرنین کی کوئی بات نہ سمجھ سکتے تھے۔ آخر انہوں نے کسی ترجمان وغیرہ کے ذریعے ایک درخواست گزاری اور کہا اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج کی قوم جو اس درے سے پار رہتے ہیں ہمارے ملک میں فساد کرتے ہیں کیا ہم حضور کے لیے کچھ ٹیکس ادا کریں حضور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی مضبوط سی روک کر دیں۔

سد سکندری اور یاجوج ماجوج

سد سکندری نے لوگوں کو حیران کر رکھا ہے حالانکہ یہ واقعہ ایک معمولی ہے کہ یمن بادشاہ ملک کا دورہ کرتا ہوا جب ایک پہاڑی قوم کے پاس پہنچا تو اس قوم نے درخواست کی کہ ہمارے ملک پر مفسدوں کا گروہ لوٹ کھسوٹ کرتا ہے حضور اس کا کوئی انتظام فرمادیں بادشاہ نے ان کی درخواست منظور کی اور دو پہاڑوں کے درے کو بند کر دیا اور بس اب قرآن شریف کے الفاظ قابل غور ہیں کہ اس دیوار کی لمبائی بین الصدفین فرماتا ہے یعنی پہاڑ کے بیچ میں جو درہ سا تھا جیسا سرحد ہندوستان پر درہ خیبر ہے اس کو بند کر دیا اتنے ہی سے وہ مفسد قوم اس طرف آنے سے رک گئے اور رعایا سلطانی کو امن امان نصیب ہوا تعجب ہے ایسی چھوٹی سی دیوار کی تلاش میں سید احمد خان چین کے ملک میں جا پہنچے اور تلاش کرتے کرتے ان کو دیوار اعظم (گریٹ وال) پر نظر جا پڑی جو لمبائی میں آٹھ سو کوس کے قریب ہے اور چوڑائی میں اتنی ہے کہ چھ گھوڑے سواری کے ساتھ اس پر سے گزر سکتے ہیں اونچائی اس کی اوسط نصف میل سے زیادہ ہے جو پانچ سال میں بنائی گئی تھی مگر قرآن شریف پر غور کرنے سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نے پہاڑ کے دو طرفوں صدفین کے مابین کو بند کر دیا اور کیا بھی ایسی عجلت میں کہ درہ پر پھر رہا تھا اور بادشاہ کا دورہ میں پانچ سال تک ایک جگہ ٹھہرے رہنا ذرا مستبعد انہ ہے حالانکہ قرآن شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقونین نے بعد تیاری کے اس دیوار کو خود ملاحظہ کیا بلکہ اس کے بننے کے زمانے میں خود نفس نفیس حاضر رہا اس لیے سرسید مرحوم کی تلاش افسوس کہ کوہ کندن وکاہ بر آوردن سے زیادہ مختصر یہ کہ یہ دیوار ایک پہاڑی درہ کی بندش تھی جو پہاڑی سلسلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ممکن ہے کہ مرور زمانہ سے گر کر تباہ ہو گئی ہے۔

یاجوج ماجوج کی ماہیت کا بیان تو قرآن میں نہیں آیا البتہ اتنا آیا ہے کہ وہ مفسد قوم ہے ایک حدیث میں آیا ہو

يقول الله تعالىٰ يا ادم فيقول لبيك وسعديك والخير كله في يديك قال اخرج بعث النار قال

آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز خدا تعالیٰ حضرت آدم سے فرمائے گا اے آدم تو جہنم کے لائق جماعت تیار کر آدم

قَالَ مَا مَكَّنِّىْ فِيْهِ رَبِّىْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِىْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ

ذوالقرنین نے کہا جو کچھ خدا نے مجھے قوت بخشی ہے وہی اچھی ہے۔ پس تم اپنی قوت سے میری مدد کرو میں تم میں اور

رَدْمًا ۝۹۵ اٰتُوْنِىْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ

ان میں ایک روک کردوں گا۔ میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ حتیٰ کہ جب درے کے اوپر کے کناروں تک پہنچ گئی تو اس نے حکم دیا

انْفُخُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝۹۶

کہ اس میں آگ لگا دو یہاں تک کہ جب اس کو بالکل آگ کر دیا تو اس نے کہا کہ لاؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دوں

ذوالقرنین کا چونکہ فرض منصبی تھا کہ اپنی رعیت کو مفسدوں سے امن دلائے اس لئے اس نے اس معمولی کام کے لئے نیا ٹیکس لگانا تو پسند نہ کیا اور کہا جو کچھ خدا نے مجھے قدرت اور طاقت بخشی ہے وہی کافی اور بہت اچھی ہے پس تم ٹیکس تو نہ دو البتہ اپنی قوت سے میری مدد کرو یعنی میری مزدوری کرو اور باقاعدہ مجھ سے اجرت پاؤ میں تم میں اور ان مفسدوں میں ایک روک کر دوں گا یہ کہہ کر اس نے حکم دیا کہ میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ میں اس درے میں ان کو تہ بتہ لگادوں گا چنانچہ انہوں نے تمام لوہا جمع کیا اور کاٹ کر تہ بتہ لگاتے گئے ایک تہ لوہے کی اور ایک تہہ کوئلوں یا لکڑی وغیرہ کی جس کو آگ لگ سکے حتیٰ کہ جب اس نے درے کو پاٹ دیا ایسا کہ لوہے کی دیوار اس درے کے اوپر کے کناروں تک پہنچ گئی تو اس نے حکم دیا کہ اسمیں آگ لگادو پس آگ لگائی گئی یہاں تک کہ جب اسکو جلا جلا کر بالکل آگ کر دیا تو اس نے کہا کہ لاؤ میں اسپر پگھلا ہوا تانبا انڈیل دوں یعنی اس دیوار پر گلا ہوا تانبا ڈالدوں تاکہ یہ مضبوط ہو کر قابل سوراخ نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

گذشتہ سے پیوستہ

وما بعث النار قال من كل الف تسعمائته وتسعا وتسعين وعنده يشيب الصغير قالوا يارسول الله واينا ذالك الواحد قال ابشروا نان منكم رجلا ومن يا جوج وما جوج الف (الحديث– متفق عليه)

عرض کریں گے کہ اے خدا کتنے لوگ جہنم کے لائق ہیں ارشاد ہوگا کہ ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے وہ وقت بہت ہی سخت ہوگا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے صحابہ نے عرض کیا حضرت بھلا وہ ایک ہم میں سے کون ہوگا؟ آنحضرت نے فرمایا تم خوش ہو کہ یاجوج میں سے ایک ہزار اور تم میں سے ایک ہوگا (الحدیث۔ بخاری و مسلم)

اس حدیث کے معنی قابل غور ہیں کہ مخاطبین میں سے ایک آدمی ناجی کے مقابلہ پر ایک ہزار یاجوج ماجوج فرمایا ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ ایک آدمی کون ہے مسلمان نیکوکار یا عام بنی آدم خواہ مومن ہو یا کافر؟ کچھ شک نہیں کہ اس جگہ صورت اولیٰ مراد ہیں یعنی ناجی صرف مسلمان نیکوکار ہوں گے اس زمانہ کے مسلمان ہوں یا گذشتہ زمانوں کے صلحاء کیوں نہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ان نجات یافتوں کے مقابل یاجوج ماجوج اگر کوئی اور قوم ہے جو ان دیکھی اور ان سنی ہے تو موجودہ اور گذشتہ کفار کس شمار میں ہونے یونکہ فی ہزار ایک ناجی ایمان دار ہے اور باقی تعداد یاجوج ماجوج نے پوری کرنی ہے تو کفار بت پرستی یہود و نصاریٰ کس شمار میں ہوئے کیا ناجی گروہ میں ہیں؟ ہرگز نہیں ان الله لا يغفر ان يشرك به خدا شرک کو کبھی نہیں بخشے گا۔ ناجی میں نہیں تو یاجوج ماجوج میں ہوں گے بے شک یہ صورت صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ آجکل کے شمار سے کیا پہلے حساب سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قليل من عبادى الشكور (شکر گزار بندے بہت کم ہیں) کا ارشاد صحیح ہے چنانچہ اسی حدیث کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ ما انتم فى الناس الا كا الشعرة السوداء فى جلد ثورا ابيض او كشعر بيضاء فى جلد ثورا اسود۔ (متفق علیہ) یعنی تم مسلمانوں کا شمار باقی لوگوں کے مقابلہ پر ایسا ہے جیسا کہ ایک سیاہ بال سفید بیل کی پیٹھ پر یا سفید سیاہ بیل

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ

پس وہ اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ ہی اس میں سوراخ کر سکے ذوالقرنین نے کہا یہ میرے پروردگار کی

مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿۹۸﴾

رحمت ہے پس جب میرے پروردگار کا حکم آئے اگا اس کو چکنا چور کردیگا اور میرے پروردگار کا حکم بیشک ہو کر رہے گا

پس وہ یاجوج ماجوج اس پر نہ چڑھ سکے اور نہ اس میں سوراخ ہی کر سکے کیونکہ آخر وہ بھی آدمی ہی تھے معمولی ڈاکوؤں کی طرح ان کا طریق تھا لوٹ کھسوٹ پر گزارہ تھا اور بس اس کامل انتظام کو دیکھ کر ذوالقرنین نے بطور شکریہ اور انکسار کے کہا کہ یہ میرے پروردگار کی رحمت ہے گو یہ دیوار کیسی بڑی اور مستحکم ہے تاہم کچھ ایسی نہیں کہ قدرتی حملوں کو روک سکے پس جب میرے پروردگار کا حکم آئے گا ایک دم میں اسکو چکنا چور کر دے گا اور میرے پروردگار کا حکم بیشک ہو کر رہے گا کیونکہ کسی چیز کو دوام نہیں

کی پیٹھ پر - اس سے بھی نیکو کاروں کی کمی بتلانی مقصود ہے جو واقعی فی ہزار ایک کی تعداد کا حساب پورا بتلاتی ہے پس جب ایک کے مقابل پر یاجوج ماجوج ایک ہزار کے قریب یا پوری ایک ہزار ہوئے تو جہنم کی تعداد تو انہی سے پوری ہو گئی پھر اور کسی کی کیا حاجت ہو گئی اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج سے مراد وہی لوگ ہیں جو مفسد ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا خلاف کرتے ہیں چنانچہ سورہ بقرہ کے شروع ہی میں مخالفین اسلام کو مفسد فرماتا ہے بلکہ مفسد کا بدوصف انہیں میں حصر کر دیا ہے ارشاد ہے الا انھم ھم المفسدون - سنو وہی مفسد ہیں المفسدون معروف باللام خبر مبتدا کی ہے علم معانی کا قاعدہ ہے کہ خبر معروف باللام سے حصر حاصل ہوتا ہے پس معنی اس جملے کے یہ ہوئے کہ فساد کے بدوصف کو مخالفین اور معاندین اسلام میں حصر کر دیا ہے - اور یاجوج ماجوج کی تعریف بھی مفسدون کے لفظ ہی سے فرمائی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ یاجوج ماجوج مخالفین اسلام ہی کا نام ہے خواہ کسی ملک کے باشندے اور کسی قوم کے ممبر ہوں

اب یہ سوال باقی ہے کہ قرآن شریف میں یہ بھی آیا کہ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون - یعنی قریب قیامت یاجوج ماجوج کھولے جائیں گے تو وہ ہر ایک بلندی سے نیچے آئیں گے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج قریب قیامت کے آئیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان مخالفوں مفسدوں کی اس حالت کا بیان ہے جب ان کا نہایت غلبہ اور زور شور ہو گا جس زمانہ کی بابت حدیثوں میں آیا ہے لا یقال اللہ اللہ دنیا پر اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہو گا کچھ شک نہیں کہ ایسے برے وقت میں یاجوج ماجوج یعنی مفسدوں کا بہت زور ہو گا اور وہی ہر ایک بلندی و پستی پر متصرف اور قابض ہوں گے پس اس وقت قیامت قائم ہو جائے گی -

رہا یہ سوال کہ یاجوج ماجوج اسم غیر منصرف ہے جس میں عجمہ اور علمیت ہے سو واضح ہو کہ علمیت کبھی شخصی ہوتی ہے جیسے ابراہیم اسماعیل وغیرہ اسماء میں ہے - اور کبھی جنسی ہوتی ہے وہ بھی معتبر ہے جیسے ابوہریرہ کی ہریرہ میں اگر علم جنسی معتبر نہ ہو تو ابوہریرہ میں ہریرہ غیر منصرف نہ ہوتا حالانکہ اکثر اہل علم اس کو غیر منصرف پڑھتے ہیں اسی طرح یاجوج ماجوج میں علم شخصی تو کوئی بھی نہ کہے گا البتہ علم جنس ہے جو افساد کے وصف سے ان کو حاصل ہے اور علم جنسی یہی ہوتا ہے کہ مفہوم جنس کو ذہن میں متعین کر کے اس کے مقابلے پر ایک نام تجویز کیا جاتا ہے گو اس کے افراد متغیر متبدل ہوں مگر جنس اس کی یعنی نوع عام قائم رہتی ہے علمیت کے لیے وہی کافی ہوتی ہے اسی طرح یاجوج ماجوج میں وصف افساد کو ملحوظ اور متعین کیا گیا ہے -- اسی لیے یہ اسماء غیر منصرف ہیں رہا یہ سوال کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یاجوج ماجوج دیوار کو چاٹ رہے ہیں بلکہ کسی قدر سوراخ اس میں انہوں نے کر بھی لیا ہے - اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قریب قیامت کے نکلیں گے اور اب وہ دیوار سے مسدود ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سابق میں چونکہ مفصل آچکا ہے کہ ایک آدمی ناجی اور نو سو ننانوے غیر ناجی ہوں گے پھر ان کی تقسیم بھی یوں کی ہے کہ ایک مومن اور ہزار یاجوج ماجوج ہوں گے اس حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں جو ان کی دیوار کو چاٹنے کا ذکر اور قریب قیامت کے نکلنے کا مذکور ہے اس سے مراد ان کی کثرت اور غلبہ ہے یعنی عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے کہ شریر لوگ دنیا کے ہر حصے میں

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِي بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ
اس دن ایک پر ایک گڈ مڈ ہوں گے۔ اور صور میں پھونکا جائے گا پھر ہم سب کو ایک جگہ

جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضًا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ
جمع کریں گے اور جہنم کافروں کے سامنے لا کھڑی کریں گے۔ جن کی آنکھیں

اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ
میری یاد سے پردے میں ہیں اور نہ سن سکتے ہیں۔ تو کیا ان

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ
کافروں نے یہی سمجھ رکھا ہے کہ میرے سوا میرے بندوں کو کارساز بنانا کوئی نیک کام ہے؟ ہم نے کافروں کے لئے جہنم کی مہمانی

لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾
تیار کر رکھی ہے

تو پھر اس ناچیز دیوار کی کیا ہستی؟ اس دن یعنی جب یاجوج ماجوج پھر دنیا میں آئیں گے اس کثرت سے آئیں گے کہ ایک پر ایک ایسے گڈ مڈ ہوں گے کہ دریا کی موج کی طرح گھمسان ہوں گے اور دنیا پر از سر نو فساد بپا کریں گے قریب ہی اس دن سے صور میں پھونکا جائے گا یعنی قیامت قائم ہو جائے گی پھر ہم (خدا) سب کو ایک جگہ جمع کریں گے اور جہنم کافروں کے سامنے لا پیش کریں گے کون کافر؟ جن کی آنکھیں میرے ذکر سے غفلت کے پردے میں ہیں ایسے غفلت میں ہیں کہ خدا کے احکام نہ سنتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں صرف دنیاوی عیش و آرام میں منہمک ہیں جو کام کرتے ہیں صرف دنیا کی غرض سے کرتے ہیں اگر کوئی مذہبی کام کرتے ہیں تو بس یہ کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا ساجھی بتاتے ہیں تو کیا ان کافروں نے یہی سمجھ رکھا ہے کہ میرے سوا میرے بندوں کو کارساز بنانا ان کے حق میں کوئی نیک کام اور بہتر ہے؟ ہرگز نہیں ہم نے ایسے نالائقوں اور کافروں کے لئے جہنم کی مہمانی تیار کر رکھی ہے خواہ یہ دنیا میں کیسے ہی عزت کے مرتبہ پر ہوں اور مومنوں کو کیسا ہی ذلیل اور خسارہ میں جانیں تاہم یہ اسی لائق ہیں

متصرف اور قابض ہو جائینگے چنانچہ اس حدیث میں یہ لفظ بھی ہیں کہ ویل للعرب من شر قد اقترب یعنی عرب کے لیے افسوس ہے کہ شر قریب آگیا ہے عرب کی خصوصیات ملک کے اعتبار سے نہیں بلکہ دین کے اعتبار سے ہے یعنی عربی دین اسلام پر افسوس کا وقت آنیوالا ہے کہ شریر لوگ بھی اس پر غلبہ پائیں گے یہ وہی وقت ہوگا جس کو دوسرے لفظوں میں فرمایا ہے کہ لا یقال اللہ اللہ یعنی دنیا میں کوئی شخص اللہ اللہ کہنے والا بھی نہ رہے گا مختصر یہ کہ سد سکندری ایک معمولی دو تین گز پہاڑی درہ کی بندش تھی جو اس وقت کے مفسدوں کے بند کرنیکو کافی تھی اور یاجوج ماجوج مفسد قوموں کا نام ہے جو قریب قیامت کے خدا پرستوں پر غالب آکر سب دنیا میں خرابی بپا کریں گے اللھم احفظنا منھم

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي

تو کہہ میں تم کو بتلاؤں کہ بڑے ٹوٹے والے کون ہیں- وہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش دنیا ہی

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ﴿١٠٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

میں دھنس گئی- اور سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جو

كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ

اپنے پروردگار کے حکموں اور اس کی ملاقات سے منکر ہیں- پس ان کے نیک اعمال اکارت جائیں گے پھر

الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿١٠٥﴾ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَ

قیامت کے روز ان کے لئے ہم کوئی وزن قائم نہ کریں گے ان کی سزا بس یہی جہنم ہوگی کیوں کہ انہوں نے میرے حکموں سے انکار کیا اور

رُسُلِي هُزُوًا ﴿١٠٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ

میری آیتوں اور رسولوں کو محض مخول سمجھتے تھے- کچھ شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے ان کے لئے جنت الفردوس کی

الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾ قُلْ لَوْ كَانَ

مہمانی ہوگی- جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اس سے الگ ہونا نہیں چاہیں گے- تو کہہ کہ اگر سمندر میرے پروردگار کی

الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي

معلومات اور مقدورات کے لئے سیاہی بن جائیں تو یہ سمندر ختم ہو جائے

تو اے رسول ان سے کہہ کہ تم تو ہم مسلمانوں کو ایک ہی خدا کی طرف ہو رہنے سے دنیاوی نقصانات میں جانتے ہو میں تم کو بتلاؤں کہ بڑے ٹوٹے والے کون ہیں- کن کی تجارت میں خسارہ ہے اور اس دنیا کی منڈی میں اپنا مال واسباب ضائع کر کے خالی ہاتھ کون جائیں گے سنو وہ لوگ ہیں جن کی کوشش ساری کی ساری دنیا ہی میں دھنس گئی یعنی جو کام کرتے ہیں محض دنیاوی ہی کے فوائد کے لیے کرتے ہیں پھر طرفہ تر یہ کہ اسی میں منہمک ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کرتے ہیں اور ہم نہیں سوچتے کہ جس دنیا کے لئے ہم اتنی تگ ودو کرتے ہیں اس میں کتنی مدت ہمیں رہنے کی اجازت ہے آہ یہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ

کسی کا کندہ نگینہ بھی نامت ہوتا ہے   کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے

جب سرائے ہے یہ دنیا کی جس میں شام وسحر   کسی کا کوچ' کسی کا مقام ہوتا ہے

چونکہ یہ لوگ اپنے اصل مقصد کو بھول گئے ہیں پس سچ سمجھو کہ یہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے حکموں اور اس کی ملاقات کے منکر ہیں پس ان کو ان کی پاداش یہ ملی ہے کہ ان کے نیک اعمال جو کچھ بھی انہوں نے کبھی کیے ہوں گے سب کے سب ضائع اور اکارت جائیں گے پھر قیامت کے روز ان کے لئے ہم کوئی وزن قائم نہ کریں گے بالکل اس قابل بھی نہ ہوں گے کہ ان کو کسی شمار وقطار میں کیا جائے ان کے کفر اور بے ایمانی کی وجہ سے ان کی سزا بس یہی جہنم ہو گی کیونکہ انہوں نے میرے (یعنی خدا کے) حکموں سے انکار کیا اور میری آیتوں اور احکام اور رسولوں کو محض مخول ٹھٹھا سمجھے تھے بس یہی ان کی سزا ہو گی ہاں کچھ شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کیے ان کے لیے اعلیٰ درجے کی جنت الفردوس کی نعمتیں اور آسائش مہمانی ہو گی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے-

لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿۱۰۹﴾

پہلے اس سے کہ میرے پروردگار کے معلومات اور مقدورات ختم ہو سکیں اگرچہ ہم اس جیسی اور مدد بھی لائیں

قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ

تو کہہ میں تمہاری طرح ایک آدمی ہوں میری طرف وحی پہنچتی ہے کہ تمہارا معبود برحق ایک ہی ہے پس جو

كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ

کوئی اپنے پروردگار کی ملاقات کا امیدوار ہے وہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں

رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾

کسی کو شریک نہ بناوے

سورت مریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

كٓهٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ

میں اللہ ہی سب کو کافی- سب کا ہادی- سب کو امن دینے والا- سب پر غالب- صادق القول ہوں- یہ سورت اس رحمت کا تذکرہ ہے

رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِیَّا ﴿۲﴾

جو تیرے پروردگار نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی

ایسے خوشی میں ہوں گے کہ اس جنت سے الگ ہونا نہیں چاہیں گے اگر ان کو یہ شبہ ہو کہ ہمیشہ تک وہ کیا کھائیں گے اتنا رزق ان کو کہاں سے ملے گا تو تو کہہ کہ اگر سمندر بلکہ سات سمندر میرے پروردگار کے معلومات اور مقدورات کے لیے سیاہی بن جائیں اور تمام دنیا کے درخت قلم ہو جائیں اور ان سے خدا کے کلمے یعنی اس کے معلومات اور مقدورات یعنی جن کاموں اور چیزوں پر وہ قادر ہے لکھے جائیں تو یہ سمندر ختم ہو جائیں پہلے اس سے کہ میرے پروردگار کے معلومات اور مقدورات ختم ہو سکیں اگر ہم اس جیسی اور مدد بھی لائیں چاہے ساتھ سمندر بھی ملا دیں تو بس پھر کیا اندیشہ ہے- جس پروردگار کی اتنی قدرت ہے اس سے کیا یہ بعید یہ ہے کہ اہالی جنت کو دائمی رزق دے ہاں تو کہہ کسی بشر میں یہ طاقت نہیں پہلے میری ہی سنو کہ میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں یعنی آدمیت کے وصف میں تم اور میں برابر ہیں رسالت کا درجہ الگ رہا جو صرف اتنا ہے کہ میری طرف الہام اور وحی پہنچتی ہے کہ تمہارا سب کا معبود برحق ایک ہی ہے اور کوئی نہیں پس جو کوئی اپنے پروردگار کی ملاقات کا امیدوار اور خواہشمند ہے وہ نیک عمل کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے یعنی ریاکاری نہ کرے اور شرک سے دور رہے-

سورت مریم

میں اللہ ہی سب کو کافی سب کا ہادی سب کو امن دینے والا سب پر غالب صادق القول ہوں یہ سورت اس رحمت اور مہربانی کا تذکرہ ہے جو تیرے پروردگار یعنی رب العالمین نے اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر کی تھی-

دوسری آیت کی طرف اشارہ ہے جہاں ارشاد ہے کہ لو ان ما فی الارض من شجر اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعتہ ابحر ما نفدت کلمت
یہ ترجمہ حضرت ابن عباس نے کیا ہے دیکھوں انفاق-منہ

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ

جب اس نے اپنے پروردگار کو آہستہ آہستہ پکارا اور کہا کہ اے پروردگار میری ہڈیاں ست ہو گئیں اور

وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّیْ خِفْتُ

میرا سر بڑھاپے سے سفید ہو گیا- میں تیرے حضور میں دعا کر کے کبھی نامراد نہیں رہا اور میں

الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ﴿۵﴾

اپنے برادری کے لوگوں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے- پس تو ہی اپنے پاس سے مجھے ایک فرزند عطا

یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ﴿۶﴾ یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا

کر جو میرا اور یعقوب کے گھرانے کا وارث ہو اور میرے پروردگار تو اس کو پسندیدہ کیجیو- ہم نے پکارا اے

نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ یَحْیٰی ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ﴿۷﴾ قَالَ

زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحیٰی ہوگا اس سے پہلے اس نام کا ہم نے کوئی آدمی نہیں پیدا کیا

رَبِّ اَنّٰی یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ

زکریا نے کہا اے پروردگار میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا میری عورت بانجھ اور میں بھی انتہائی بڑھاپے

عِتِیًّا ﴿۸﴾

کو پہنچ چکا ہوں

جب اس نے اپنے پروردگار کو آہستہ آہستہ پکارا اور دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے پرودگار میری ہڈیاں ست ہو گئیں اور میرا سر بڑھاپے سے سفید ہو گیا مگر اولاد سے آج تک بے نصیب ہوں اس لیے دعا کرتا ہوں کہ خداوند اس اپنے ناچیز بندے کو محروم نہ رکھ اور میرے پروردگار میں قوی امید رکھتا ہوں کہ تو میری دعا کو قبول کرے گا کیونکہ میں آج تک تیرے حضور میں دعا کر کے کبھی نامراد نہیں رہا- بلکہ ہمیشہ تو اپنی مہربانی اس ناچیز بندے کے حال پر کیا کرتا ہے پس میں اب بھی تیری ہی جناب میں دست دراز ہوں اور میں اپنے بعد اپنی برادری اور کنبے کے لوگوں سے ڈرتا ہوں کہ دین میں فتنہ نہ کریں گے اور خدمت دینی کو چھوڑ دیں گے کیونکہ ان کی چال چلن پر اعتماد نہیں- ادھر میں دیکھتا ہوں تو اپنے آپ کو (بالکل کمزور پاتا ہوں اور میری بیوی بھی بانجھ ہے پس تو محض اپنے فضل سے مجھے ایک فرزند عطا کر جو میرا اور) اور یعقوب کے گھرانے کا وارث ہو یعنی اسرائیل دین کی حفاظت اور خدمت کرے اور اے میرے پروردگار تو اس کو نیک اعمال کی توفیق بخش ایسی کہ اس کو اپنی جناب میں پسندیدہ کر اور وہ تیری رضا کو حاصل کرنے والا ہو ہم (خدا) نے اس کی دعا قبول کی اور پکارا کہ اے زکریا ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اور یہ بھی بتلاتے ہیں کہ اس سے پہلے اس نام کا ہم نے کوئی آدمی پیدا نہیں کیا یہ پکار سن کر حضرت زکریا کو طبعاً ایک سوال پیدا ہوا اس لیے اس نے کہا کہ اسے میرے پروردگار میرے ہاں تو ہر قسم کے اسباب مفقود ہیں پھر اس صورت میں میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا- میری عورت بھی بانجھ ہے اور میں بھی انتہائی بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں میں تیری قدرت میں تو شک نہیں کرتا تو جو چاہیے پیدا کر دے گا مگر گزارش صرف یہ ہے کہ اس پیشگوئی اور خوشخبری کے معنے حقیقی مراد ہیں جیسے کہ ظاہری اور متبادر ہیں یا کوئی تاویلی اور مجاز کو شاید کسی امتی کے ہاں اس وصف کا لڑکا عنایت ہو اور دین کی خدمت میں میرا کہلائے کیونکہ میں بحیثیت نبی اور رسول ہونے کے امت

قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ

فرشتہ نے کہا بات اسی طرح ہے تیرے پروردگار نے فرمایا کہ وہ مجھ پر آسان ہے میں نے اس سے پہلے تجھے پیدا کیا

لَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

حالانکہ تو کچھ بھی نہ تھا۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی نشان مقرر فرما۔ خدا نے فرمایا تیری نشانی یہ ہے

ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿۱۰﴾ فَخَرَجَ عَلٰي قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ

کہ تین روز تک تو باوجود صحیح سالم ہونے کے لوگوں سے کلام نہ کرے گا پھر اپنے حجرے سے قوم کی طرف آیا تو ان کو اشارہ سے سمجھایا

اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِـيًّا ﴿۱۱﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ

کہ صبح شام اللہ کی تسبیحیں پڑھا کرو ہم نے کہا اے یحییٰ تو کتاب کو قوت سے پکڑیو اور ہم نے اسے لڑکپن ہی میں

صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ وَكَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَ

محکم بات کی لیاقت اور نرم دلی اور پاک طینتی اپنے فضل سے عطا کی اور وہ بڑا ہی پرہیزگار تھا اور ماں باپ سے بڑا

لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ

سلوک کرنے والا تھا اور سرکش بے فرمان نہ تھا اور اس کی پیدائش کے روز اور موت کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھایا جائے

يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ

گا اس پر سلامتی نازل ہوئی اور کتاب میں مریم کا ذکر کر

کا باپ ہوں اس لیے مزید تشفی چاہتا ہوں فرشتہ نے جو خوشخبری لے کر اس کے پاس آیا تھا اس سے کہا بات اسی طرح ہے لیکن تیرے پروردگار نے فرمایا ہے کہ میں تیری صلب سے بیٹا پیدا کروں گا اور وہ مجھ پر آسان ہے کچھ مشکل نہیں گو اسباب سب مفقود ہیں تاہم میں کر سکتا ہوں اس کے اسباب بھی پیدا کر دوں گا۔ میرے ہاں ایک ہر ایک بات قاعدے سے ہے مگر مخلوق کو اس قاعدے پر اطلاع نہیں ہو سکتی دیکھ تو میں نے اس سے پہلے تجھے پیدا کیا حالانکہ تو کچھ بھی نہ تھا یہ معقول جواب سن کر زکریا کے شبہات رفع ہو گئے اس لیے اس نے کہا اے میرے پروردگار میرے لیے اس پر کوئی نشان مقرر فرما جس سے مجھے مزید تسلی ہو جائے خدا نے فرمایا تیری نشانی بس یہ ہے کہ جس روز تیرے گھر میں حمل ٹھہرے گا اس روز سے تین روز تک تو باوجود صحیح سالم ہونے کے لوگوں سے کلام نہ کر سکے گا پھر سن کر ہشاش بشاش خوش و خرم گھر میں گیا پھر حسب معمولی اپنے حجرے سے قوم کی طرف آیا تو واقعی کلام نہ کر سکا پھر ان کو اشارہ سے سمجھایا کہ صبح شام اللہ کی تسبیحاں پڑھا کرو خیر یہ مدت بھی گزری اور یحییٰ کے حمل کے دن بھی گزرے چنانچہ یحییٰ پیدا ہوا تو ہم نے اسے کہا کہ اے یحییٰ تو کتاب آسمانی کو قوت سے پکڑیو چنانچہ اسی نے ایسا ہی کیا اور ہم نے اسے لڑکپن ہی میں محکم بات کی لیاقت اور فہم و فراست دی اور ہم وہ بڑا ہی پرہیزگار تھا اور ماں باپ سے بڑا سلوک کرنے والا تھا اور سرکشی بے فرمان نہ تھا یہی تو اس کی پسندیدگی کے نشان تھے اور اسی لیے تو ان پر اسی کی پیدائش کے روز اور موت کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھایا جائے گا تینوں موقعوں میں اس پر سلامتی نازل ہوئی اور وہ ان تینوں موقعوں میں سلامتی کے ساتھ نکل گیا اس قصے کے اجمال ہی پر قناعت کر اور کتاب اللہ قرآن مجید میں مریم علیہا السلام کا ذکر کر اور لوگوں کو سنا تا کہ دونوں فریقوں کا گمان غلط ثابت ہوں یعنی یہود جو اس کی نسبت زنا اور بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں۔

اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

جب وہ اپنے گھر والوں سے مشرقی جانب میں الگ ہو بیٹھی- اور لوگوں سے پردہ کی اوٹ کر لی

حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾ قَالَتْ

تو ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ جبریل بھیجا تو وہ ہو بہو آدمی کی شکل بن کر اس کے سامنے آگیا- مریم نے کہا

اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ

خدا تجھ سے پناہ دے اگر تو بھلا مانس ہے (تو الگ ہوجا) فرشتہ نے کہا میں تو تیرے پروردگار کا

لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ

ایلچی ہوں کہ میں تجھے پاک طینت لڑکا دوں- مریم بولی بھلا مجھے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے مجھے کسی مرد

وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ

نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں- فرشتہ نے کہا بات بھی ایسی ہی ہے تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے تاکہ اس کو

اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾

لوگوں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کی نشانی بنادیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ بات فیصلہ شدہ ہے

اور عیسائیوں کا ایک فرقہ اس کو معبود بنائے بیٹھا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو تو کھلم کھلا خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں اس لیے ان کی غلط گمانی اور غلط فہمی دور کرنے کو مریم اور مسیح کی ولادت کا اصل قصہ بھی سنا جب وہ اپنے گھر والوں سے اپنے گھر کی مشرقی جانب میں الگ ہو بیٹھی اور لوگوں سے پردہ کی اوٹ کر لی تو ہم نے اس کے پاس اپنا فرشتہ جبرائیل) بھیجا وہ ہو بہو آدمی کی شکل بن کر اس کے سامنے آگیا مریم نے بھی اسے آدمی ہی سمجھ کر کہا کہ خدا تجھ سے پناہ دے اگر تو بھلا مانس اور پرہیزگار ہے تو الگ ہو جا شریفوں کا کام نہیں کہ الگ مکان میں غیر محرم عورتوں کے سامنے اس طرح آکھڑے ہوں فرشتہ نے کہا تو کیا سمجھی ہے میں تو تیرے پروردگار کا ایلچی ہوں خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں تجھے ایک پاک طینت لڑکا دوں یعنی خدا کی داد کی خبر تجھے بتلاؤں گا کیوں کہ میں تو صرف ایلچی ہوں بیٹوں کا دینا دلانا تو اس مالک کا کام ہے یہ نہ سمجھنا کہ میں دوں گا نہیں بلکہ اس کے دینے کے تجھے اطلاع دیتا ہوں مریم حیران ہوئی کیونکہ ہنوز باکرہ تھی بولی بھلا مجھے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے ؟ مجھے تو کسی مرد نے جائز طریق سے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں اولاد ہونے کے تو یہی طریق ہیں کہ یا تو حلال زادی ہو یا حرام زادی حالانکہ مجھ سے دونوں نہیں فرشتہ نے کہا بات بھی ایسی ہی ہے کہ نہ تو تو بدکار ہے اور نہ تیری کسی سے شادی ہوئی ہے بلکہ اصل راز اور ہے تیرے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ کام مجھ پر آسان ہے فرماتا ہے کہ ہم ایسا ہی کریں گے تاکہ اس کو لوگوں کے لئے اپنی قدرت کاملہ کی نشانی بنادیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ سلسلہ کائنات جو خدا نے بنایا ہے خدا اس کے خلاف پر بھی قادر ہے اور اس خلاف کے لیے بھی اس کے ہاں قانون اور قواعد ہیں جن سے وہ متجاوز نہیں ہو سکتا گو لوگوں کی نظروں میں وہ خلاف قانون یا سپر نیچرل ہوں لیکن حقیقت میں وہ سپر نیچرل نہیں بلکہ عین نیچرل ہیں- وہ سمجھتے ہیں کہ نیچر اور قانون قدرت بس یہی ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں حالانکہ ہمارے مشاہدے کے خلاف بھی بسا اوقات ہو جاتا ہے اور ہم اس کو دنیا کے لوگوں کے لئے اپنی طرف سے رحمت بنادیں گے اور یہ بات ازل سے فیصل شدہ ہے یہ کہہ کر فرشتہ تو چلا گیا۔

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ

پس مریم کو حمل اور وہ اس حمل کو لے کر الگ مکان میں چلی- گئی پھر وہ درد زہ کی وجہ سے ایک کھجور کے درخت

النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِىْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾ فَنَادٰىهَا

کے پاس پہنچی- بولی ہائے میری کم بختی میں اس سے پہلے ہی مری ہوتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی- پس فرشتہ نے

مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِىْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿۲۴﴾ وَهُزِّىْٓ اِلَيْكِ

درخت سے نیچے کی جانب سے پکارا کہ مریم غم نہ کر خدا نے تیرے لیے پانی کا چشمہ جاری کر رکھا ہے اور کھجور کے درخت کو

بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ

اپنی طرف ہلا- وہ تجھ پر تر و تازہ کھجوریں گرائے گا پس تو اسے کھائیو اور پانی پی اور

عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِىْٓ اِنِّىْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

آنکھیں ٹھنڈی کیجیو، پس اگر کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دیجیو کہ میں نے تو اللہ کے لئے چپ رہنے کی نذر مانی ہے پس میں ہرگز

فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ۗ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ

آج کسی سے نہ بولوں گی پھر وہ اس بچے کو اپنی قوم کے پاس اٹھا لائی وہ بولے اے مریم

لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿۲۷﴾ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ

تو نے یہ بہت ہی نالائق حرکت کی ہے اے ہارون کی بہن تیرا باپ کوئی برا آدمی نہ تھا تیری

مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ﴿۲۸﴾

ماں بدکار نہ تھی

پس مریم کو حمل ہوا اور وہ اس حمل کو لے کر الگ مکان میں چلی پھر وہ درد زہ کی وجہ سے ایک کھجور کے درخت کے پاس پہنچی تو درد کی تکلیف سے چلاتی ہوئی بولی ہائے میری کم بختی میں اس سے پہلے ہی مری ہوتی اور دنیا کے لوگوں میں معدوم ہو کر بھولی بسری ہوگئی ہوتی آج میرا نام بھی کوئی نہ جانتا پس یہ دردناک آواز سن کر خدا کا فرشتہ آیا تو اس نے اسے کھجور کے درخت سے نیچے کی جانب سے پکارا کہ مریم ہوش کر خدا کو یاد کر غم نہ کر خدا تیرے ساتھ ہے اس نے تیرے نیچے پانی کا چشمہ جاری کر رکھا ہے پس تو خوش ہو اور کھجور کے درخت کو اپنی طرف ہلا وہ تجھ پر تر و تازہ کھجوریں گرائے گا پس تو اسے کھائیو اور پانی پیجیو اور بچے سے آنکھیں ٹھنڈی کیجیو غم کی کیا بات ہے پھر اگر کسی آدمی کو دیکھے تو اس کے بولنے بلانے پر اشارے سے کہہ دیجیو کہ میں نے تو اللہ کے لئے چپ رہنے کی نذر مانی ہے پس میں تو ہرگز آج کسی آدمی سے نہ بولوں گی- پھر وہ اپنے بچے کو اپنی قوم کے پاس اٹھا لائی انہوں نے اسے دیکھ کر کہ اس باکرہ لڑکی کو لڑکا کیسے پیدا ہوا بولے اے مریم تو نے یہ بہت ہی نالائق حرکت کی ہے اے ہارون کی بہن تیرا نام تو مریم ہے جو ہارون نبی کی بہن کا نام تھا- تجھے اس نام کی بھی شرم نہ آئی کہ ایسی بدکاری کی مرتکب ہوئی تیرا باپ کوئی برا آدمی نہ تھا- تیری ماں بدکار نہ تھی پھر تو کس پر ایسی چھنالِ ہوئی جو یہ لڑکا بے نکاحی حالت میں اٹھا لائی ہے-

فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾ قَالَ
پس مریم نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا- وہ بولے ہم ایسے بچے سے کیسے بولیں جو ابھی گہوارے میں کھیل رہا ہے

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا
اس بچے نے کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے نبی کیا ہے اور میں جہاں ہوں مجھے

كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ز
برکت دی ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اور نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے اور مجھے میری ماں کا فرمانبردار بنایا ہے

وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ
اور مجھ کو سرکش نافرمان نہیں کیا اور جس روز میں پیدا ہوا اس دن اور جس دن مروں گا اس دن اور جس روز

یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ ذٰلِكَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ
زندہ اٹھایا جاؤں گا اس دن مجھ پر سلامتی ہے- یہ ہے عیسی بن مریم یہ سچی بات ہے جس میں یہ لوگ

یَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا
جھگڑا کرتے ہیں خدا کو شایاں نہیں کہ اولاد بنائے وہ پاک ہے جب کسی کام کو چاہتا ہے

فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۳۵﴾ؕ
تو صرف "ہو جا" کہتا ہے پس وہ ہو جاتا ہے

پس مریم نے چونکہ بحکم خدا خاموشی کی نذر مان رکھی تھی اس لیے اس نے اس بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو وہ بولے کہ یہ اور شوخی ہے بھلا ہم ایسے بچے سے کیسے بولیں اور سوال کیسے کریں جو ابھی گہوارے میں کھیل رہا ہے یہ کبھی ہوا ابھی اتنا سن کر حضرت مسیح نے کہا تم بھی عجیب آدمی ہو کہ میری والدہ مکرمہ پر بہتان لگاتے ہو حالانکہ میں اللہ کا ایک مقبول بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب انجیل دی ہے- اور مجھے نبی کیا ہے اور تمہاری کتابوں میں تو یہ لکھا ہے کہ حرامی بچہ دس پشت تک خدا کی جماعت میں شریک نہیں ہو سکتا پھر یہ کیونکر ممکن ہے اگر میں حرامی ہوتا تو خدا مجھے نبی کیوں کرتا میرا نبی ہونا ہی میری والدہ ماجدہ کی برأت کی دلیل ہے اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اس نے مجھے نبی کیا ہے اور میں جہاں ہوں مجھے برکت دی ہے اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم دیا ہے اور مجھے میری ماں کا فرماں بردار تابعدار بنایا ہے اور مجھ کو سرکش نافرمان نہیں کیا جس روز میں پیدا ہوا اس دن اور جس روز مروں گا اس دن اور جس روز زندہ اٹھایا جاؤں گا اس دن ان تینوں سخت کٹھن مواقع میں مجھ پر سلامتی اور خدا کا فضل شامل حال ہے یہ ہے عیسی بن مریم جس کے دشمنوں نے تو بد زبانی کرنی ہی تھی نادان دوستوں نے بھی اسے ناحق بدنام کیا کہ خدا کا بیٹا اور خدا اسے کہتے ہیں نہ تو وہ خدا ہے اور نہ ہی خدا کا بیٹا بلکہ محض اللہ کا بندہ ہے یہی سچی بات ہے جس میں یہ لوگ محض جہالت سے جھگڑا کرتے ہیں ورنہ کیا یہ بات کوئی قابل خفا ہے کہ خدا کو شایان نہیں کہ کسی کو اولاد بنائے وہ تو اس قسم کی کمزوریوں سے پاک ہے اسے بھلا اپنے لیے اولاد بنانے کی کیا حاجت ہے وہ تو جب کسی کام کو چاہتا ہے تو صرف ہو جا کہتا ہے پس وہ ہو جاتی ہے پھر ایسے قادر مطلق خدا کو اولاد بیٹے اور بیٹیاں بنانے کی کیا حاجت ہے ذوالعقول کو اولاد کی خواہش تو اس لیے ہوتی ہے کہ ہماری تکلیف کے وقت ہم کو آرام دیں گے- بڑھاپے میں کام آئیں گے مرنے کے بعد جائیداد اوپر قابض ہو کر ہمارا نام قائم رکھیں گے مگر خدا کو تو ان میں کسی چیز کی حاجت نہیں وہ تو دائم الحیات ہے-

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۳۶﴾ فَاخْتَلَفَ

اور اللہ ہی میرا پروردگار ہے پس اسی کی تم عبادت کرو- یہی سیدھی راہ ہے پھر بھی فرقے

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۳۷﴾

باہمی مختلف ہوگئے- پس اس بڑے دن کی حاضری سے کافروں کے لئے افسوس ہے

اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾

جس روز ہمارے پاس آئیں گے کیسے سنتے اور دیکھتے ہوں گے لیکن اس دنیا میں ظالم صریح گمراہی میں ہیں

وَاَنْذِرْهُمْ یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا

اور افسوس کے دن سے ان کو ڈرا جس وقت تمام کاموں کا فیصلہ کیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں ہیں اور ایمان

یُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَیْهَا وَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ

نہیں لاتے- ہم ہی تمام زمین اور زمین کے باشندوں کے مالک ہیں اور ہماری طرف یہ سب پھر کر آئیں گے

اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِبْرٰهِیْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا ﴿۴۱﴾

اور ابراہیم کا قصہ ان کو سنا تحقیق وہ بڑا ہی راست باز اور نبی تھا

بڑھاپے اور ذلت سے پاک ہے پھر وہ اولاد چاہے تو کیوں؟ بیٹا بنائے تو کس لیے؟ اسی لئے حضرت مسیح نے توحید کی تعلیم دی اور کہا کہ اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی تم عبادت کرو جس کی میں کرتا ہوں یہی سیدھی اور مضبوط خدا کی راہ ہے باوجود اس صاف اور سیدھی تعلیم کے جو آج تک بھی اناجیل مروجہ میں ملتی ہے کہ سوائے واحد خدا قادر مطلق کے کسی کی عبادت نہ کرو پھر بھی عیسائیوں کے فرقے باہمی مختلف ہوگئے بہت سے عیسائی تو یہاں تک بڑھ گئے کہ مسیح کو خدا کا بیٹا تو کیا بلکہ انہوں نے لکھ مارا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر انا ربك پکارنے والا بھی مسیح ہی تھا- یعنی اللہ میں اور اس میں کوئی فرق نہیں بلکہ وہ خود خدا ہے بعض اس کی ماں صدیقہ مریم کی بھی عبادت کرنے لگ گئے چنانچہ آج تک بھی بیت المقدس میں عیسائیوں کے گرجوں کے اندر صدیقہ مریم کا بت نصب کیا ہوا ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے البتہ بعض عیسائی ایسے بھی ہیں جو اس تعلیم توحید پر آج تک ثابت قدم ہیں جن کو یونی ٹیرین (توحیدی عیسائی) کہا جاتا ہے گو یہ لوگ مسلمان نہیں مگر حضرت عیسے کو مسلمانوں کی طرح صرف آدمی اور رسول جانتے ہیں مگر ایک تو ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہے- دوئم عام عیسائی ان کو کافر کہتے ہیں پس اس بڑے دن کی حاضری سے ان کافروں کے لیے افسوس ہے- جس روز وہ ہمارے پاس آئیں گے کیسے کچھ سنتے اور دیکھتے ہوں گے کہ تمام عمر کے کئے ہوئے کام ان کو یاد آجائیں گے اپنی بد عملی کی سزا اپنے سامنے دیکھیں گے ایسی کہ کسی طرح کا شائبہ ان کو رہے گا لیکن اس دنیا میں ظالم صریح گمراہی میں ہیں تو بھی تو ان کو سمجھا اور حسرت اور افسوس کے دن سے ان کو ڈرا جس وقت تمام کاموں اور اختلافوں کا فیصلہ کیا جائے گا اور اس وقت تو یہ لوگ بے خبری اور غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے لیکن جب ان کے سر پر پڑے گی تو جانیں گے اور پتہ لگ جائیگا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے- یاد رکھو کہ ہم (خدا) ہی تمام زمین اور زمین کے باشندوں کے مالک ہیں اور ہماری ہی طرف یہ سب پھر کر آئیں گے پھر ان کو اپنے نیک و بد کا پتہ لگ جائے گا تاہم تو اے نبی انکو سمجھا تا رہ اور بغرض تفہیم ان کے جد امجد حضرت ابراہیم کا قصہ ان کو سنا کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا ہی راست باز اور اللہ کا نبی تھا-

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ
جب اس نے اپنے باپ سے کہا اے بابا تو کیوں ایسی چیزوں کی عبادت کرتا ہے جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ تجھ سے

شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ
کچھ بلا دفع کر سکتی ہیں اے بابا مجھے خدا کی طرف سے علم پہنچا ہے جو تجھے نہیں پہنچا پس تو میری تابعداری کر میں

صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ
تجھے سیدھی راہ کی ہدایت کروں گا اے میرے بابا تو شیطان کی عبادت نہ کر بیشک شیطان رحمٰن کا بے فرمان

عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ
ہے اے میرے بابا مجھے خوف ہے کہ تجھے خدائے رحمٰن سے کوئی عذاب نہ پہنچ جائے پھر تو بھی شیطان

لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ
کا قریبی ہو جائے گا اس نے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے روگردان ہے اگر تو باز نہ آیا تو میں

لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ ۖ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي ۖ
تجھے سنگسار کروں گا اور مجھ سے دور ہو جا ابراہیم نے کہا لیجئے سلام میں تیرے لئے اپنے پروردگار سے بخشش مانگتا

دیکھو تو اس کی راست بازی کہ تمام قوم کے سامنے ایک سچی بات پر جم گیا- ایسا کہ سب مخالف مگر وہ اللہ کا بندہ ایک ہی تھا جو سب کا مقابلہ کرتا رہا سنو جب اس نے اپنے باپ سے کہا اور کیسا نرمی سے کہا کہ اے بابا تو کیوں ایسی چیزوں کی عبادت کرتا ہے جو نہ تیری پکار کو سنتی ہیں اور نہ تیری حاجت کو دیکھتی ہیں اور نہ تجھ سے کچھ بلا دفع کر سکتی ہیں پھر ایسے معبودوں کی عبادت سے کیا حاصل اے بابا مجھے خدا کی طرف سے علم پہنچا ہے جو تجھے نہیں پہنچا پس تو میری تابعداری کر میں تجھے سیدھی راہ کی ہدایت کروں گا اے میرے بابا تو شیطان کی عبادت نہ کر یعنی اس کے بہکانے میں نہ آ کہ اس کے سوا اوروں کی عبادت کرنے لگ جائے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ بے شک شیطان اس خدائے تعالیٰ کا جو تمام دنیا سے بڑا رحمٰن اور مہربان ہے- اس کا بھی ناشکر اور بے فرمان ہے اے میرے بابا مجھے خوف ہے کہ تجھے خدائے رحمٰن سے کوئی عذاب نہ پہنچے گو وہ بڑا ہی رحمان ہے- مگر شرک ایسی بری بلا اور آفت ہے کہ رحمان کو بھی غضب آجاتا ہے اس لیے مجھے خطرہ ہے کہ تجھے کوئی آفت نہ پہنچ جائے پھر تو بھی شیطان مردود کا قریبی تعلق دار ہو جائے گا پھر تو جو اس کا حال ہو جائے گا وہی تیرا اس معقول تقریر کا جواب تو حضرت ابراہیم کے باپ سے نہ ہو سکا البتہ بقول ؎

چوں حجت نماند جفا جورے را به بیکار کسودن کشد روئے را

تنگ آمد بجنگ آمد پر عمل کرنے کو اس نے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے روگردان ہے یاد رکھ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا اور پتھر سے ماردوں گا اور اپنی خیر چاہتا ہے تو اس خیال سے باز آجا یا مجھ سے دور ہو جا حضرت ابراہیم نے سمجھا کہ یہاں معاملہ دگرگوں ہے ان تلوں میں تیل نہیں کہا لیجیے سلام مگر میں آپ کی خیر خواہی میں کبھی پہلو تہی اور غفلت نہ کرونگا بلکہ ہمیشہ تیرے لیے اپنے پروردگار سے بخشش مانگتا رہوں گا- شاید کسی وقت قبول ہو جائے اور خدا تجھے ہدایت کرے کیونکہ میرا پرودگار

كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿۴۷﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ز

رہوں گا میرا پروردگار میرے حال پر بڑا ہی مہربان ہے اور میں تم سے اور تمہارے معبودوں سے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو الگ ہوتا

عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿۴۸﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ

ہوں اور میں تو اپنے پروردگار سے دعا مانگتا ہوں مجھے قوی امید ہے کہ میں اپنے پروردگار سے دعا مانگ کر نامراد نہ رہوں گا پھر جب ابراہیم

دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿۴۹﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ

ان سے اور ان کے معبودوں سے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے الگ ہوگیا تو ہم نے اس کو اسحٰق اور یعقوب دیا اور سب کو نبی بنایا

مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ ع وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ

اور اپنی رحمت سے ان کو حصہ دیا اور ان کی سچی تعریف بلند کی اور کتاب میں حضرت موسیٰ کا ذکر خیر

مُوْسٰٓى ز اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

کر تحقیق وہ بڑا ہی خاص بندہ اور رسول نبی تھا ہم نے اس کوہ طور کی دائیں جانب بلایا

الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ﴿۵۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ﴿۵۳﴾

اور اس کو مناجات کی حالت میں اپنا مقرب بنایا اور محض اپنی رحمت سے ہم نے اس کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر اس کے ساتھ کر دیا

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ز اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾ ج

اور کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کر بے شک وہ وعدے کا سچا رسول اور نبی تھا

میرے حال پر بڑا ہی مہربان ہے مجھے امید ہے کہ اگر تیری شقاوت ہی تیرے سر نہ چڑھی ہوگی تو ضرور تجھے قابل بخشش بنا دیگا اور میں تم سے اور تمہارے معبودوں سے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو الگ ہوتا ہوں میں نے ان سے کیا لینا ہے اور تم سے کیا میں تو اپنے پروردگار سے دعا مانگتا ہوں جس کے قبضے میں میرا سب کچھ ہے پھر ابراہیم ان سے اور ان کے معبودوں سے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے الگ ہوا اور کنارہ کشی اختیار کی تو ہم نے اس کو اس صبر اور استقلال پر بیٹا اسحٰق اور پوتا یعقوب دیا اور سب کو نبی بنایا اور اپنی رحمت سے ان کو حصہ وافر دیا اور ان کی سچی تعریف بلند کی تمام ملک میں ان کا ذکر خیر مگر بڑی سچائی اور راست بازی سے ہو رہا ہے نہ کہ اور بزرگوں کی طرح کہ کوئی تو ان کو خدا کا بیٹا بنا رہا ہے تو کوئی خود خدا ہی سمجھ بیٹھا ہے لیکن ابراہیم اور یعقوب کی نسبت جو کچھ ان کی صلاحیت کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ بالکل بجا ہے پس اس قصے کو تو بالاختصار یہاں تک پہنچا کر رہنے دے اور کتاب قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر خیر کر۔ تحقیق وہ بڑا ہی صاف اور خاص بندہ رسول اور نبی تھا۔ بڑا اولوالعزم اور مضبوط ارادے والا کام کر گزرنے والا۔ ہم نے اس کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر اس کے ساتھ کر دیا جیسے کہ اس کی درخواست تھی اور اس کے علاوہ کتاب قرآن میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یاد کر بے شک وہ بھی ایک جواں مرد وعدے کا سچا اور رسول اور نبی تھا۔

وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ وَ

اور اپنے اہل کو نماز اور زکوۃ کا حکم کیا کرتا تھا اور اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھا۔ اور

اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا

کتاب میں ادریس کا ذکر کر تحقیق وہ بڑا راست باز اور نبی تھا ہم نے اس کو ایک بڑے

عَلِيًّا ۝ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ

عالی مرتبہ پر بلند کیا تھا یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انعام دیئے یہ آدم کی اولاد میں سے نبی

اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرٰهِيمَ وَإِسْرَآءِيلَ وَمِمَّنْ

ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور یہ لوگ ابراہیم اور اسرائیل کی اولاد میں سے ہیں اور ان لوگوں میں سے

هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝

جن کو ہم نے ہدایت کی تھی اور برگزیدہ بنایا تھا۔ جب ان کو اللہ کی آیتیں سنائی جائیں تو روتے ہوئے سجدے

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ

میں گر پڑتے ہیں پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے کہ انہوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی شہوات کے پیچھے

يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يَدْخُلُونَ

پڑگئے پس اس کی پاداش اٹھائیں گے لیکن جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے وہ جنت میں داخل

الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝

ہوں گے اور ذرہ بھر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا

بڑی خوبی اس میں یہ تھی کہ اپنے مالک کے ارشادات کی پوری تکمیل کرتا تھا اور اپنے اہل اور متعلقین کو احکام خداوندی کا عموماً اور نماز اور زکوۃ کا خصوصاً حکم کرتا تھا اور اپنے پروردگار کے نزدیک بڑا ہی پسندیدہ اور مقبول تھا اور اسی کتاب میں حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر کر تحقیق وہ بڑا ہی راست باز اور نبی تھا ہم نے اس کو ایک عالی مرتبہ پر بلند کیا تھا جو نبوت کا درجہ ہے جس سے اوپر بنی آدم کے لئے کوئی مرتبہ نہیں ہو سکتا اگر تم معلوم کرنا چاہو کہ یہ کون ہیں تو سنو یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انعام واکرام دیے یہ آدم کی اولاد میں سے نبی ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اور یہ لوگ ابراہیم اور اسرائیل یعنی یعقوب کی اولاد میں سے ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم (خدا) نے ہدایت کی تھی اور برگزیدہ بنایا تھا ان میں کیا کمال تھا کیا کچھ خدائی میں ان کا حصہ تھا یا کسی بلا دفع کرنے یا جلب نفع میں ان کو اختیار تھا نہیں بلکہ کمال ان میں یہ تھا کہ جب ان کو اللہ رحمٰن کی آیتیں سنائی جاتیں تو روتے روتے سجدے میں گر پڑتے یعنی خدا کی قدرت کا سماں ان کی آنکھوں کے سامنے ایسا آجاتا ہے اور دل پر ایسا اثر کرتا کہ گویا خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مگر یہ کیفیت اور کمال ان کی زندگی ہی تک رہا پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے جن میں پہلے بڑے تو یہ تھے کہ انہوں نے احکام شریعہ سے روگردانی کی اور نماز جیسے ضروری حکم کو ضائع کیا اور نفسانی شہوات کے پیچھے پڑگئے پس اس کی پاداش اٹھائیں گے لیکن چونکہ خدا کو اپنی مخلوق سے بڑی محبت ہے ایسی کہ باپ کو بیٹے سے بھی نہ ہو اسلئے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے گو پہلی زندگی میں ان سے غلطیاں بھی ہو چکی ہوں وہ لوگ جنت میں داخل ہوں اور ذرہ بھر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا۔

جَنّٰتِ عَدْنِ ﹰالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

ہمیشہ کے رہنے کے باغ ہیں جن کا خدائے رحمن نے غائبانہ اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے بیشک اس کے وعدے

وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ۭ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا

پورے ہوں گے ان جنتوں میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے مگر سلام اور ان میں ان کو صبح و شام

بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۝

رزق ملے گا- ہم اس جنت کے وارث اپنے بندوں میں سے انہی کو کریں گے جو پرہیزگار ہوں گے-

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ

تمہارے پروردگار کے حکم کے بغیر ہم آسمان سے اترتے نہیں- جو کچھ ہمارے آگے پیچھے اور اس کے درمیان میں ہے سب

وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ

کا وہی مالک ہے اور تیرا پروردگار کسی چیز کو بھولتا نہیں وہ تمام آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان والی مخلوق کا پروردگار

وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ۝

ہے پس تو اس کی عبادت کر اور اسی کی عبادت پر جم جا تم اس جیسا کسی کو جانتے ہو

ع ۱۵

وہ جنت معمولی چندروزہ نہیں ہوگی بلکہ ہمیشہ کے رہنے کے باغ ہیں جن کا خدائے رحمٰن نے غائبانہ اپنے بندوں پر وعدہ کیا ہے بیشک اس کے وعدے پر پہنچیں گے ان لغو باتوں میں کوئی لغوبات نہ سنیں گے لیکن باہمی سلام آپس میں ایک دوسرے کو سلام علیکم سلام کہیں گے اوران باغوں میں ان کو صبح شام اور جس وقت چاہیں گے بڑی عزت سے رزق ملے گا ایسی جنت اور آرام گاہ کی خبر سن کر ہر ایک شخص کو خواہش ہوتی ہے کہ میں بھی اس میں جاؤں مگر ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ ہم اس جنت کے وارث اپنے بندوں میں سے انہی لوگوں کو کریں گے جو پرہیزگار اور متقی ہوں گے یہ ضرور نہیں کہ سب کے سب اعلیٰ درجہ کے متقی اور زاہد تارک الدنیا ہوں نہیں بلکہ یہ ہے کہ خدا کے ساتھ شرک نہ کرتے ہوں فرائض خداوندی کی تعمیل کرتے ہوں غرض مختصر یہ کہ نیک چلن اور خوش وضع ہوں تو خدا کے فضل سے جنت میں جائیں گے باقی اصل پوچھو تو یہ سب کچھ خدا کے فضل ہی سے ہوتا ہے اس کے آگے کسی کی مجال نہیں کہ چوں بھی کر سکے ہم فرشتے جن کو یہ لوگ نادانی سے خدا کی اولاد کے درجے پر جانتے ہیں ہماری تو اتنی بھی مجال نہیں کہ نقل وحرکت بھی اس کے اذن کے بغیر کر سکیں تمہارے پروردگار کے حکم کے بغیر ہم آسمان سے اترتے نہیں وہ ایسا باہیبت بادشاہ ہے کہ جو کچھ ہمارے آگے پیچھے اور اس کے درمیان ہے سب کا وہی مالک ہے یہ سب چیزیں اور ملک اسی کے ملک ہیں بایں ہمہ وہ سب کا محافظ ہے اور تیرا پروردگار کسی چیز کو بھولتا نہیں وہ تمام آسمانوں اور زمینوں اور زمین و آسمان کے باشندوں اور ان کے درمیان والی مخلوق کا پروردگار ہے پس تو اس کی عبادت کیا کر اور اسی کی عبادت پر جم جا کیونکہ اس جیسا کوئی اور نہیں کیا تو اس کا مثل کسی کو جانتا ہے تیرے علم میں کوئی ہے جو اللہ یا معبود حق کہلانے کا حق رکھتا ہو-

---

ل ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے جبرائیل سے کہا تھا کہ تم ہمارے پاس جلد جلد آیا کرو تمہاری ملاقات سے ہمیں سرور حاصل ہوتا ہے اس لیے خدا نے یہ آیت جبرائیل کی زبان پر نازل کر کے سمجھایا کہ ہمارا آنا جانا ہماری مرضی سے نہیں (منہ)

وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ ءَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ

اور انسان کہتا ہے کیا میں مرکر زندہ اٹھوں گا کیا اسے یاد نہیں کہ ہم نے اسے

أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ

پہلے جب وہ کچھ بھی نہ تھا پیدا کیا واللہ ہم ان کو اور شیاطین کو بھی جمع کریں گے پھر

ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ

ان کو جہنم کے اردگرد دو زانوں بیٹھے ہوئے حاضر کریں گے پھر ہم ہر ایک گروہ میں سے ان شریروں کو جو خدائے

أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ

رحمن کے سامنے بڑی گردن کشی کرتے تھے الگ کریں گے پھر جن لوگوں کو ہم جہنم کے زیادہ لائق جانتے ہوں گے ان

بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ﴿٧١﴾

کو داخل جہنم کریں گے اور یہ یقینی امر ہے کہ تم میں سے ہر ایک اس کو عبور کرے گا یہ تیرے پروردگار کا قطعی وعدہ ہے

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

پھر جو لوگ متقی ہوں گے ان کو تو ہم نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں اوندھا گرائیں گے اور جب ہمارے کھلے کھلے

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَقَامًا

احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو جو لوگ کافر ہیں وہ ایمانداروں کو کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں میں سے کس کا مرتبہ اچھا ہے

وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾

اور کس کی مجلس زینت دار ہے

ہاں یوں جہالت سے کوئی کہے تو اور بات ہے دنیا میں بہت سے عقل کے مدعی ایسے بھی ہیں کہ خدا کے نشانات ظاہرہ دیکھ دیکھ کر بھی اکڑتے ہیں اور ناشائستہ حرکات کرتے ہیں اور انسان تو ایک عجیب کرشمہ قدرت ہے تم نے اس نالائق کو بھی سنا جو کہتا ہے کہ میں مر کر زندہ اٹھونگا یہ امر اس کی چھوٹی سی عقل میں نہیں آتا کیا اسے یاد نہیں؟ کہ ہم نے اسے پہلے جب وہ کچھ بھی نہ تھا ایک دفعہ پیدا کیا پھر یہ پتلا بے جان اور بے عقل اتنا نہیں سمجھتا کہ جس خدا نے اسے عدم محض سے وجود بخشا وہ مجھ کو بعد وجود کے وجود نہ دے سکے گا واللہ ہم (خدا) ان کو اور ان کے بہکانے والے شیاطین کو بھی جمع کریں گے پھر ہم ان کو جہنم کے اردگرد دو زانوں بیٹھے ہوئے حاضر کریں گے پھر ہم ہر ایک گروہ میں سے ان شریروں کو جو خدا رحمان سے بڑی گردن کشی کرتے تھے الگ کریں گے تاکہ لوگ ان کی حالت اور کیفیت کا اندازہ کریں پھر جن لوگوں کو ہم جہنم کے زیادہ لائق جانتے ہوں گے۔ان کو داخل جہنم کریں گے اور یوں تو یہ یقینی امر ہے کہ تم میں سے ہر ایک اس کو عبور کرے گا یہ کام تیرے پروردگار کا قطعی وعدہ ہے پھر بعد اس عبور کے جو لوگ متقی اور پرہیزگار ہوں گے ان کو تو ہم دوزخ سے نجات دیں گے اور پار جنت میں ان کا اتارا کرائیں گے اور ظالموں بدکرداروں کو جو واقعی جہنم کے قابل ہوں گے اس جہنم میں اوندھا گرائیں گے یہ سن کر بھی ان کو اثر نہیں ہوتا بلکہ الٹے غراتے ہیں اور جب ہمارے کھلے کھلے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو جو لوگ کافر اور شقی ازلی ہیں وہ ایمانداروں سے کہتے کہ تم جنت کا دعویٰ کرتے کرتے شرماتے نہیں اے کم عقلو اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ہو کہ ہم اس جہان میں کیسے آسودہ اور خوش گزران ہیں اور تم کیسے فاقوں مر رہے ہوں پس بتلاؤ اور تم دونوں فریقوں میں سے کسی کا مرتبہ اچھا ہے اور کس کی مجلس زینت دار ہے۔ مگر نالائق یہ نہیں جانتے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَن كَانَ فِي

ان سے پہلے ہم نے بہت سی قومیں تباہ کردیں جو اچھے ساز و سامان اور خوبصورتی والے تھے تو کہہ دے یہ جو کوئی گمراہی میں

الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ

ہوتا ہے خدا بھی اسے ڈھیل دیتا ہے یہاں تک کہ جب لوگ اپنے موعودہ عذاب کو یا آخری گھڑی کو

وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۝ وَيَزِيدُ

دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ کس کا مرتبہ بڑا تھا اور جتھا کمزور۔ اور جو لوگ ہدایت پر ہیں خدا ان کی

اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَ

ہدایت اور زیادہ کرتا ہے اور نیک اعمال تمہارے پروردگار کے نزدیک اچھے بدلے اور عمدہ انجام

خَيْرٌ مَّرَدًّا ۝ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ

والے ہیں کیا تو نے اس آدمی کو دیکھا جو ہمارے حکموں سے منکر ہیں اور کہتا ہے کہ مجھے مال و اولاد ملیں گے کیا یہ

الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ

خدا کے غیب پر اطلاع پاچکا ہے یا اس نے خدا نے رحمٰن سے کوئی عہد لیا ہے ہرگز نہیں ہم اس کی باتوں کو لکھ لیں گے

اور نہیں سمجھتے کہ ان سے پہلے ہم نے بہت سی قومیں تباہ کردیں جو ان سے اچھے سازو سامان اور خوبصورتی والے تھے یہ ان کو معلوم نہیں کہ ہمارے ہاں قاعدہ ہی اور ہے ہم کسی کے رنگ وروغن پر فریفتہ نہیں ہوتے یہ تو ہمارا پیدا کردہ ہے بلکہ ہم تو دلوں کے حال پر اطلاع رکھتے ہیں جو کوئی دل سلیم رکھتا ہے وہ ہمیں اچھا اور بھلا معلوم ہوتا ہے چاہے غریب ہو یا امیر خوش شکل ہو یا بدوضع مختصر یہ ہے کہ ہمارے ہاں قاعدہ ہی یہ ہے ؎

کالے گورے پر کچھ نہیں موقوف　　دل کے لگنے کا ڈھنگ اور ہی ہے

چونکہ ان کی بنا ہی غلط ہے پس تو ان سے کہہ دے کہ اپنی خیر و عافیت پر نازاں نہ ہو خدا کے ہاں قاعدہ ہے کہ جو کوئی گمراہی میں ہوتا ہے خدا بھی اس کو چند روز تک ڈھیل دیئے جاتا ہے ایسا ہی ان سے ہوگا یہاں تک کہ ایسے لوگ اپنے موعودہ عذاب کو دنیا یا آخرت کی گھڑی کو قیامت میں دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ کس کا مرتبہ بڑا تھا اور جتھا کمزور اپنی حالت دیکھ کر اپنی اور اپنے حمائتیوں کی کمزوری محسوس کر کے چلائیں گے روئیں گے سر پیٹیں گے مگر کچھ بن نہ پڑے گا لیکن جو لوگ ہدایت پر ہیں خدا ان کی ہدایت اور زیادہ کرتا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ نیک اعمال جو بعد موت پیچھے رہنے والے ہیں وہی تیرے پروردگار خدائے ذوالجلال کے نزدیک اچھے بدلے اور عمدہ انجام والے ہیں مگر اس کو سوچنے والے بہت کم ہیں اب تو یہ حال ہے کہ جس کو یہاں کچھ جاہ ومال ملا پس وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں ہی سب سے اچھا ہوں اس دنیا میں بھی اور اس جہان میں بھی کیا تو نے اس نادان اور ناسمجھ آدمی کو بھی دیکھا جس میں دو عیب ہیں ایک تو یہ کہ ہمارے حکموں سے منکر ہے اور ان کی تکذیب کرتا ہے دوئم یہ کہ کہتا ہے کہ جس طرح اس دنیا میں مجھے مال و دولت ملا ہے اسی طرح دوسری زندگی میں بھی مجھے مال و اولاد ملے گا بھلا اسے کیونکر یہ معلوم ہوا کیا یہ خدا کے غیب پر اطلاع پاچکا ہے کہ اس سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا یا اس نے خدائے رحمان سے کوئی عہد لیا ہے ہرگز نہیں نہ تو اسے غیب کی خبر ہے نہ کوئی خدا نے اس سے وعدہ کیا ہے بلکہ صرف منہ کی بکواس کرتا ہے جس کا بدلہ بہت برا پائے گا ہم (خدا) بھی اس کی باتوں کو لکھ لیں گے اور وقت پر اس کو سمجھائیں گے۔

وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿۷۹﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَ

اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے جائیں گے اور جو کچھ یہ کہتا ہے ہم ہی اس کے مالک ہوں گے- اور ہمارے حضور

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ۭ سَيَكْفُرُوْنَ

تنہا ہوکر آئے گا- اور اللہ کے سوا اور لوگوں کو معبود بنا رکھا ہے تاکہ ان کے مددگار ہوں ہرگز نہ ہوں گے ان کی عبادت سے

بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى

انکار کریں گے اور ان کے دشمن ہو جائیں گے- کیا تو دیکھتا نہیں کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر مسلط کر رکھا ہے

الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾

کہ وہ ان کو اکساتے ہیں- پس تو جلدی نہ کر ہم تو ان کے لئے دن گن رہے ہیں

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ

جس روز ہم خدائے رحمٰن اپنے حضور متقیوں کو مہمانوں کی طرح جمع کریں گے اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے ہانکیں گے

وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ وَ

سفارش کرنے کا بھی ان کو اختیار نہ ہوگا ہاں وہ کرے گا جس نے خدا کے ہاں سے اس امر کا کوئی وعدہ لیا ہو

اور اس کے لیے عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے اور جو کچھ یہ مال واسباب کے گھمنڈ میں کہتا ہے ہم ہی اس کے مالک ہوں گے گو اب بھی ہم ہی مالک ہیں لیکن اس کی چندروزہ مجازی حکومت جو اس دنیا میں ہماری ہی دی ہوئی ہے سب چھین لیں گے اور ہمارے حضور یکہ تنہا ہو کر آئے گا اور ان کی حماقت دیکھو کہ اللہ کے سوا اور لوگوں کو معبود بنا رکھا ہے تاکہ اڑے کام میں ان کے مددگار اور حامی ہوں ہرگز وہ حامی نہ ہوں گے بلکہ قیامت کے روز ان کی عبادت سے انکار کریں گے اور الٹے ان کے دشمن ہو جائیں گے اصل یہ ہے کہ ہمارے ہاں یہی قاعدہ ہے کہ ہم ایسے شریر اور ضدیوں کو ڈھیل دیا کرتے ہیں تاکہ یہ اور بھی جی کھول کر شرارتیں کر لیں کیا تو دیکھتا نہیں کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر مسلط کر رکھا ہے کہ وہ ان کو برائیوں پر اکساتے رہیں لیکن سچ پوچھو اور تجربہ کرو تو اس کو ایک قدرتی قانون پاؤ گے کہ جو کوئی برائی پر مصر رہتا ہے اس کی یہی حالت ہو جاتی ہے پس تو اے رسول ان کی ہلاکت پر جلدی نہ کر ہم تو ان کے لیے دن گن رہے ہیں عنقریب ان کی ہلاکت ہونے کو ہے دنیاوی ذلت کے علاوہ جس روز یعنی قیامت کے دن ہم خدائے رحمان کے یعنی اپنے حضور تمام پرہیزگاروں اور متقیوں کو بڑی عزت سے مہمانوں کی طرح جمع کریں گے اور مجرموں بدکاروں حرام کاروں کو جہنم کی طرف پیاسے ہانکیں گے اس وقت ان کی ایسی گت ہوگی کہ خدا دشمن کی نہ کرے جن کو یہ معبود اور متولی امور بنائے بیٹھے ہیں کسی بلا کے دفع کرنے کا خود تو انہیں کیا ہی اختیار ہوگا سفارش کرنے کا بھی ان کو اختیار نہ ہوگا اور واقعی بات ہے کرے کون؟ ہاں وہ کرے جس نے خدا کے ہاں سے اس امر کا کوئی وعدہ لیا ہو سو ایسا تو کوئی نہیں انبیاء علیہ السلام بھی مدت مدید سربسجود ہو کر بصد منت وسماجت ازن لے کر کچھ عرض کریں گے پھر بھی نہ ہوگا کہ کسی بے دین مشرک کافر یا سرکش کی شفارش کر سکیں بلکہ انہی لوگوں کی کریں گے جو خدا سے اخلاص رکھتے ہوں گے مگر نفس کی غلطی سے گناہ میں آلودہ ہو گئے ہوں یہ نہیں کہ دانستہ ہوش وحواس میں خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں-

قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

کہتے ہیں کہ رحمٰن نے اولاد بنائی ہے۔ تم نے بڑی بے ڈھب بات کہی ہے آسمان اس سے پھٹ جائیں

يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ

اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑیں۔ کیونکہ خدائے رحمٰن کے لئے اولاد تجویز

وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

کرتے ہیں حالانکہ خدا کے لائق نہیں کہ اولاد بنائے۔ تمام آسمانوں اور زمینوں والے رحمٰن کے سامنے

وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾

غلامانہ حاضر ہوں گے اس نے ان کو گھیر رکھا ہے اور گنا ہوا ہے اور قیامت کے روز

وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

ہر ایک ان میں سے اس کے پاس اکیلا اکیلا حاضر ہوگا اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور عمل نیک

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ

کرتے ہیں رحمٰن ان کی محبت پیدا کرے گا پس ہم نے قرآن کو تیری زبان پر آسان کیا ہے تاکہ تو اس کے ساتھ نیک .تو

جیسے یہ مکہ کے مشرک اور عیسائی کہتے ہیں کہ خدائے رحمان نے اولاد بنائی ہے فرشتے اس کی لڑکیاں ہیں اور مسیح اس کا بیٹا ہے او نادانو تم نے بڑی بے ڈھب بات کہی ہے اور بہت ہی بد عملی کی راہ اختیار کی ایسی کہ ساتوں آسمان اس کی برائی سے پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑیں تو تعجب نہیں کیونکہ خدائے رحمٰن کے لیے اولاد تجویز کرتے ہیں۔ حالانکہ خدا مالک الملک ہے قدوس ہے رحمٰن ہے رحیم ہے کسی طرح اس کو لائق نہیں کہ کسی کو اپنی اولاد بنائے تمام آسمانوں اور زمینوں والے تو خدا رحمان کے سامنے دست بستہ غلامانہ حاضر ہوں گے۔ جس کے رحم کی یہ کیفیت ہے کہ تمام دنیا کے ذرے ذرے کو شامل ہے اس کی قدرت اور علم کی یہ کیفیت ہے کہ اس نے ان میں سے ایک ایک کو اپنی قدرت کے احاطہ میں گھیر رکھا ہے اور ایک ایک کو گنا ہوا ہے۔ مجال نہیں کہ کوئی اس کے احاطہ قدرت یا علم سے باہر جا سکے سب کے سب اس کے سامنے مقہور اور مغلوب ہیں دنیا میں اور قیامت کے روز بھی ہر ایک ان میں سے اس کے پاس اکیلا اکیلا تن تنہا حاضر ہوگا کوئی کسی کا حمایتی نہ ہوگا کوئی کسی کا یار و غمگسار نہ ہوگا غرض یہ نقشہ ہوگا ؎

بھائی کو بھائی چھوڑ دے بیٹے کو مائی چھوڑ دے
خاوند لگائی چھوڑ دے ایسی پڑے کھل بل بہم

ہاں اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور عمل بھی نیک کرتے ہیں خداوند تعالیٰ جو بڑا رحمان ہے محض اپنے رحم اور فضل سے ان کی آپس میں محبت پیدا کر دے گا ایک دوسرے کے دوست ہوں گے باقی سب دوست دنیا کے ایک دوسرے کے بدخواہ بن جائیں گے پس تو ان کو اس دن کی مختصر کیفیت سنا دے اس لیے تو ہم (خدا) نے قرآن کو تیری زبان عربی کے محاورے پر آسان کیا ہے تاکہ تو اس کے ساتھ نیک بختوں کو خوشخبری دے۔

وَ تُنۡذِرَ بِهٖ قَوۡمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾ وَ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ ؕ هَلۡ تُحِسُّ

کو خوشخبری دے اور سخت دشمنوں کو ڈرائے اور ہم نے ان سے پہلے کئی جماعتوں کو ہلاک کیا- کیا تم ان میں سے کسی کو معلوم

مِنۡهُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَوۡ تَسۡمَعُ لَهُمۡ رِكۡزًا ﴿۹۸﴾

کرتے ہو یا کسی کے پاؤں کی آہٹ سنتے ہو

سورت طٰہٰ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ﴿۳﴾

اے بندہ خدا ہم نے تیرے پر قرآن اس لئے تو نہیں اتارا کہ تو مصیبت میں پڑ جائے لیکن ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے خدائے تعالیٰ

تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ﴿۵﴾

کی طرف سے، جس نے زمین اور بلند آسمان پیدا کئے ہیں، اس کا نزول ہے جو رحمٰن ہے دنیا کی حکومت پر تخت نشین ہے

اور حق اور راستی کے سخت دشمنوں کو بھی جیسے یہ عرب کے لوگ ہیں عذاب الٰہی سے ڈرادے گو ہم جانتے ہیں کہ ان کو اپنی شاہ زوری اور دنیاوی عزو جاہ کا بہت کچھ گھمنڈ ہے تاہم ان کو سنا اور بتلا کہ ہم (خدا) نے ان سے پہلے کئی ایک جماعتوں اور جتھوں کو ہلاک اور تباہ کیا کیا تم ان میں سے کسی ایک کو معلوم کرتے ہو یا کسی کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتے ہو ہرگز نہیں بس اسی طرح وقت پر ان کی بھی گت ہو گی۔

آغاز کسی شے کا انجام نہ رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

سورت طٰہٰ

اے[1] بندہ خدا محمد مصطفےٰ علیک الصلوۃ والسلام ہم نے تیرے پر قرآن اس لیے تو نہیں اتارا کہ تو ایک مصیبت میں پڑ جائے ناحق اپنی زندگی کو تلخ کرتا ہے خواہ مخواہ ان مشرکوں اور بے دینوں کی فکر میں ہر وقت جان کو گلاتا نہ رہ لیکن ڈرنے والے لوگوں کی نصیحت اور سمجھانے کو قرآن آیا ہے خدائے تعالیٰ کی طرف سے جس نے زمین اور بلند آسمان پیدا کیے ہیں اس قرآن کا نزول ہے تم جانتے ہو وہ کون ہے وہ بڑا رحمان اور بندوں پر بڑا مہربان ہے وہی تمام دنیا کی حکومت پر تخت نشین اور مالک ہے۔

شان نزول

آنحضرت ﷺ کو کفار کے ایمان نہ لانے کا بہت خیال اور غم رہتا تھا کیونکہ نبی کو طبعاً امت کی مثل ماں باپ کے ہوتی ہے اس لیے یہ آیت نازل ہوئی تھی یہ بھی روایت ہے کہ آنحضرت ابی وامی تہجد کی نماز بہت لمبی پڑھا کرتے تھے ایسے کہ آپ کے پاؤں مبارک پر دیر تک نماز میں کھڑا رہنے سے ورم ہو گیا- اس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی-- ۱۲ منہ

[1] مجاہد حسن ضحاک اور عطاء رضی اللہ عنہم نے یہ معنے کیے ہیں (معالم)

لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ

آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان اور کرہ خاک سے نیچے جو کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے اور اگر تم

تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝

بلند آواز سے بات کرو تو وہ آہستہ اور پوشیدہ کو جانتا ہے اللہ حقیقی معبود ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں

وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ

تمام نیک نام اسی کیلئے ہیں یا تمہیں موسیٰ کی خبر پہنچی ہے جب اس نے آگ سی دیکھی تو اپنے اہل و عیال سے کہا اس جگہ ٹھہرو

اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا

میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے ایک جلتی جواتی لاؤں یا اس کے پاس کوئی راستہ پاؤں۔ پس جب وہ اس

نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝

کے پاس آیا تو اسے آواز آئی اے موسیٰ میں تیرا پروردگار ہوں پس تو اپنی دونوں جوتیاں اتار دے تو اس وقت ایک پاک جنگل طوی میں ہے

آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان اور کرہ خاک بلکہ اس سے بھی نیچے جو کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے اسی نے سب کو پیدا کیا ہے اور وہی سب کا رکھوالا ہے یہ تو اس کی قدرت اور حکومت کا بیان ہے۔ اس کے علم کی کیفیت یہ ہے کہ ہر ایک کے دل کی بات جانتا ہے اگر تو بلند آواز سے بات کرے تو اور آہستہ سے کرے تو اس کے نزدیک کچھ فرق نہیں' کیونکر وہ آہستہ آہستہ سے بھی پوشیدہ کو جانتا ہے۔ مختصر یہ کہ وہ اللہ مخلوق کا حقیقی معبود ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں' نہ ہو سکتا ہے تمام دنیا کی زبانوں اور محاورات میں جتنے نیک اور مظہر صفات کاملہ نام ہیں وہ اسی ذات ستودہ صفات کے لیے ہیں دنیا میں کوئی اس درجہ کا رحمان نہیں خالق نہیں ستار نہیں غفار نہیں پر میشور نہیں گاڈ نہیں غرض کوئی بھی اس کے مرتبہ اور مقام کا نہیں ہو بھی کیسے چہ نسبت خاک را عالم پاک کی مثل اس لیے تو بنائی گئی ہے تمام دنیا میں اسی کی بادشاہی اور حکومت ہے سب نیک بندے اسی کی حکومت کی تبلیغ کرنے کو آئے اور اسی کی اطاعت سکھاتے رہے کیا تجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خبر نہیں پہنچی ہے کہ کس طرح وہ نبی ہوا اور کس طرح اس نے تبلیغ احکام کیے اور اس وقت کا حال بھی کچھ تو نے سنا جب اس نے مدین سے واپسی کے وقت آتے ہوئے پہاڑ پر آگ سی دیکھی تو اپنے اہل و عیال سے کہا اس جگہ ٹھہرو کہ میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں اس میں سے ایک جلتی ہوئی جواتی لاؤں یا اس کے پاس سے کوئی راستہ پاؤں خدا کی شان اسے کیا معلوم تھا کہ

مادرچہ خیالیم وفلک درچہ

خیال پس جب اس آگ کے پاس آیا تو اسے ایک آواز آئی اے موسیٰ تو کیا دیکھ رہا ہے اور کیا تلاش کرتا ہے کس خیال میں ہے دیکھ میں (خدا تیرا پروردگار ہوں یہ آواز کیسی تھی ؟ وہی جانتا ہے جس نے سنی ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ آواز تھی خواہ سر کے کانوں سے سنی بہر حال سنی آہ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتر بست معرفت کردگار آواز آئی۔ پس اے موسیٰ تو اپنی دونوں جوتیاں اتار دے کیوں کہ تو اس وقت ایک پاک جنگل طوی میں ہے جو تیرے حق میں اس وقت دربار شاہی کا حکم رکھتا ہے۔

وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَ

اور میں نے تجھ کو برگزیدہ بنایا ہے پس جو کچھ تجھے الہام کیا جائے اسے سنتے جائیو- میں ہی سب کا معبود برحق ہوں میرے سوا کوئی بھی معبود

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ

نہیں پس تم نے میری عبادت کیا کرنا اور میرا ذکر کرنے کو نماز قائم کرنا- قیامت کی گھڑی آنے والی ہے جسے عنقریب میں ظاہر

نَفْسٍ ۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾

کروں گا تاکہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے- پس جو اس کو نہیں مانتے اور خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تجھے بھی

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا

اس سے نہ روکیں ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ نے کہا یہ میرا عصا ہے جس پر میں تکیہ کرتا تھا اور اپنی

عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا

بھیڑ بکریوں کے لئے پتے جھاڑ لیا کرتا تھا میرے لئے اس میں اور بھی کئی ایک فوائد ہیں- خدا نے کہا اے موسیٰ اسے پھینک دے پس موسیٰ نے اس کو

هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ٿ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾

پھینک دیا تو ناگاہ وہ بھاگتا ہوا سانپ تھا- خدا نے فرمایا اسے پکڑ لے اور خوف مت کر ہم اس کی پہلی کیفیت واپس لے آئیں گے

وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ

اور اپنا ہاتھ اپنی بغل کے اندر رکھ

اور سن میں نے تجھ کو مخلوق کی ہدایت کے لیے برگزیدہ بنایا ہے پس جو کچھ تجھے اس وقت اور اس سے بعد الہام اور وحی کیا جائے اسے سنتے جائیو پہلا حکم قطعی یہ ہے کہ میں (خدا ہی سب کا سچا معبود برحق ہوں میرے سوا کوئی بھی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کیا کرنا اور عبادت کا طریق یہ ہے کہ عموماً ہر وقت میرا ذکر کیا کرنا اور خاص خاص وقتوں میں میرا ذکر کرنے کو نماز قائم کیا کرنا غرض ہر وقت میری طرف دھیان رکھا کرنا کیونکہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے جسے عنقریب میں ظاہر کروں گا تاکہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دے دیا جائے پس بے ایمان لوگ جو اس گھڑی کو نہیں مانتے اور خواہشات نفسانیہ کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تجھے بھی اس قیامت کے ماننے سے نہ روکیں ورنہ تو بھی گمراہ ہو کر ہلاک ہو جائے گا خیر یہ بات تو طے ہوئی اے موسیٰ اب تو یہ تو بتلا کہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے گو ہم (خدا) جانتے ہیں تاہم تیرے منہ سے کہلوانا مقصود ہے حضرت موسیٰ نے کہا یہ میرا عصا (لکڑی) ہے جس پر میں تکان کے وقت تکیہ کیا کرتا تھا اور اپنی بھیڑ بکریوں کے لیے پتے جھاڑ لیا کرتا تھا اس کے علاوہ میرے لیے اس میں اور بھی کئی ایک فوائد ہیں اتنی لمبی تقریر کرنے سے حضرت موسیٰ کی تو غرض یہ تھی کہ میں اپنی حاجت کا اظہار کروں- مبادا کہیں اسے پھینک دینے کا حکم ہو آخر وہی ہوا خدا نے کہا اے موسیٰ اسے پھینک دے تجھے ایک قدرت کا کرشمہ دکھائیں پس موسیٰ نے سنتے ہی اس کو پھینک دیا تو ناگاہ وہ اسی وقت بھاگتا ہوا سانپ نظر آتا تھا موسیٰ علیہ السلام یہ کیفیت دیکھ کر ڈر گیا خدا نے فرمایا اے موسیٰ اسے پکڑ لے اور خوف مت کر یہ مت سمجھ کہ یہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے گا ہم اس کی پہلی ہی شکل اور کیفیت لے آئیں گے یعنی جب تیرے ہاتھ میں آئے گا تو لکڑی کی لکڑی رہ جائے گا اور دیکھ اپنا ہاتھ سکیڑ کر اپنی بغل کے اندر رکھ- تو

ل اخفاء کے دونوں معنی (چھپانے اور ظاہر کرنے کے) آتے ہیں پچھلے معنے یہاں مناسب ہیں (منہ)

تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿٢٢﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾

وہ بغیر بیماری کے سفید ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہے تاکہ تجھے اپنی قدرت کے بڑے بڑے نشان دکھائیں

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٢٤﴾ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ

تو فرعون کی طرف جا بے شک وہ سرکش ہو رہا ہے۔ موسیٰ نے عرض کیا الٰہی میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان

اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا

کردے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے کنبہ میں سے میرے

مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾

بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے اس کے ساتھ میری ڈھارس بندھا اور میرے کام میں اسے شریک کردے

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٣﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿٣٤﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ

تاکہ ہم تیرے نام کی بہت بہت تسبیحیں پڑھیں اور تیرا ذکر بہت کریں تو ہمارے حال کو خوب دیکھ رہا ہے خدا نے فرمایا

قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿٣٧﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ

اے موسیٰ تیرا مطلوب تجھے دیا گیا اور ایک دفعہ اور بھی ہم نے تجھ پر احسان کیا تھا جب ہم نے

بغیر بیماری کے چٹا سفید ہو کر نکلے گا یہ دوسری نشانی ہے جو فرعون کے دربار میں تو دکھا سکے گا اس جگہ ہم نے تجھ کو ان کا معائنہ اس لیے کرایا ہے تاکہ تجھے اپنی قدرت کے بڑے بڑے نشان دکھا دیں پس تو بسم اللہ کہہ کر فرعون بے سامان کی طرف جا بے شک وہ سرکش ہو رہا ہے بندگی سے خدائی کا مدعی بن بیٹھا ہے کیسی نالائق حرکت ہے موسیٰ نے عرض کیا الٰہی مجھے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے تو اپنی عنایت سے میرا سینہ کھول دے یعنی مجھ کو فراخ حوصلہ بنا۔ ایسا کہ ہر ایک کے ذمہ اعلیٰ ادنیٰ کی بدزبانی سنوں مگر کسی طرح کا طیش یا غیظ و غضب۔ مجھے نہ آئے اور میرا کام آسان کردے تیری ہی مدد سے بیڑا پار ہے اور میری زبان کی گرہ کھول دے یعنی میری لکنت اچھی کردے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں کیونکہ حالت موجودہ میں میری تقریر کچھ الجھی سی ہے اور میرے کنبہ والوں میں سے میرے بھائی ہارون علیہ السلام کو میرا وزیر بنادے اس کے ساتھ میری ڈھارس بندھا اور میرے کام تبلیغ میں اسے شریک کردے تاکہ ہم تیرے کام کی بہت بہت تسبیحیں پڑھیں اور تیرا ذکر بہت کریں غرض یہ کہ ؎

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

تیرے عشق کے متوالے تیرے نام کے شیدائی تیری محبت کے دیوانے ساتھ مل کر گزاریں گے ورنہ تو میرے حال کو خوب دیکھ رہا ہے تو ہی سب کاموں میں ہم کو کافی ہے۔ خدا نے فرمایا بہت خوب اے موسےٰ تیرا سوال اور مطلوب تجھے دیا گیا اور یہ کوئی پہلا احسان تجھ پر نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی ایک اور دفعہ بھی ہم (خدا) نے تجھ پر احسان کیا تھا جب ہم نے تیری ماں کو وحی کی تھی۔

ل بائیبل کی دوسری کتاب خروج باب ۴ آیت ۷ میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ کا ہاتھ برف کی مانند مبروص تھا مبروص اس بیماری کو کہتے ہیں جس میں خون کی خرابی سے چہرہ سفید ہو جاتا ہے قرآن میں من غیر سوء کا لفظ بڑھا کر بائیبل کے اس لفظ کی تردید با تصحیح کر دی گئی ہے۔

اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ

تیری ماں کو وحی کی تھی کہ اس کو صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈال دے' دریا اس کو کنارے پر ڈال دے

الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَ عَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ

گا میرا اور اس کا دشمن اس کو پکڑے گا- اور میں نے اپنی طرف سے تیری محبت ڈال دی

وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ

تاکہ تو میرے سامنے پالا جائے جب تیری بہن چلتی ہوئی پہنچی پس اس نے کہا میں تم کو ایسی دایہ بتلاؤں جو اس کی

يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ؕ وَقَتَلْتَ

نگہبانی کرے؟ پس ہم نے تجھے تیری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غمگین نہ ہو اور تو نے ایک شخص کو مار ڈالا

نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۚ

تھا تو ہم نے تجھے اس غم سے نجات دی اور تجھ کو کئی طرح کے تجربات کرائے

یعنی بذریعہ القاء الہام سوجھایا تھا کہ اس کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دے دریا کا پانی اس کو کہیں لے جا کر کنارہ پر ڈال دے گا وہاں پر یہ صورت پیش آئے گی کہ میرا اور اس[1] کا دشمن اس کو پکڑے گا جس کا نتیجہ انہی کے حق میں برا ہو گا اور ایک عجیب قدرت کا نظارہ سن کہ جب فرعونیوں نے تجھ کو اٹھایا اور شاہی مکان میں لے گئے تو میں نے اپنی طرف سے سب حاضرین کے دل میں تیری محبت ڈال دی تاکہ تجھ پر سب لوگ شفقت کریں اور تو میرے سامنے میرے جوار رحمت میں پالا جائے- چنانچہ ایسا ہی ہوا تجھے معلوم ہے جب تیری بہن پیچھے پیچھے چلتی ہوئی شاہی مکان میں پہنچی تو کیا دیکھتی ہے کہ تو رو رہا ہے اور کسی دائیہ کا پستان اپنے منہ میں نہیں لیتا کیونکہ ہم (خدا) نے ہر ایک دائیہ کا دودھ تجھ پر حرام[2] کر دیا تھا پس یہ ماجرا دیکھ کر اس ہوشیار لڑکی نے شاہی محل کے متعلقین سے کہا میں تم کو ایک دائیہ بتلاؤں جو اس کی نگہبانی کرے؟ وہ کیا چاہتے تھے یہ سن کر باغ باغ ہوئے اور خواہش ظاہر کی کہ لاؤ سب کی یہی خواہش تھی کہ کسی طرح یہ لڑکا بچ رہے دراصل یہ سب میری قدرت کے کرشمے تھے اس لیے تو کسی اہل دل نے کہا ہے-

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

پس ہم نے اس ادنیٰ کرشمے سے تجھے تیری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اس کی آنکھیں تیرے دیکھنے سے ٹھنڈی ہوں اور غمگین نہ ہو اور بھی تجھے کچھ خبر ہے کہ ہم نے تجھ پر کیا کیا احسان کیے جب تو نے ایک شخص قبطی کو مار ڈالا تھا جس پر تمام دربار فرعون تجھ سے انتقام لینے کی فکر میں ہوا تو ہم نے تجھے اس غم سے نجات دی کہ مدین کی راہ سمجھائی اور اتنے میں تجھ کو کئی طرح کے تجربات کرائے اور جانچا اور پاس کرایا-

---

[1] بائبل کی دوسری کتاب خروج کے باب ۲- آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کو دریا میں سے پکڑنے والی فرعون کی بیٹی تھی قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پکڑنے والے حضرت موسیٰ اور خدا کے دین کے دشمن تھے پس جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کو فرعون کی بیوی نے پکڑا تھا یہ ٹھیک نہیں کیونکہ فرعون کی بیوی حضرت موسیٰ پر ایمان لائی تھی جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے پس فرعون کی بیوی کو پکڑنے والا کہنا غلط ہے بلکہ بموجب تصریح بائبل پکڑنے والی فرعون کی بیٹی تھی-

[2] حرمنا علیہ المواضع من قبل کی طرف اشارہ ہے-

فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ

پھر تو مدین والوں میں کئی سال رہا پھر اے موسیٰ تو ایک حد پر پہنچا اور میں نے تجھے اپنے

لِنَفْسِيْ ۝ اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۝ اِذْهَبَآ اِلٰى

لئے ممتاز کیا ہے تو اور تیرا بھائی میرے نشانوں کے ساتھ جاؤ اور میری یاد میں سستی نہ کرنا- فرعون کی طرف

فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ قَالَا

جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے- پس اس سے نرم بات کرنا شاید وہ سمجھ جائے یا ڈر جائے- دونوں نے کہا

رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ

اے ہمارے مولا ہمیں خوف ہے کہ فرعون ہم پر ظلم زیادتی کرے گا یا حد سے گزر جائیگا- خدا نے کہا تم مت ڈرنا میں تمہارے

اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ

ساتھ سنتا اور دیکھتا ہوں پس تم دونوں اس کے پاس جاکر کہیو کہ ہم تیرے پروردگار کے رسول ہیں پس تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ

وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝

جانے دے اور ان کو ناحق عذاب نہ دے ہم تیرے پروردگار کے ہاں تیرے پاس نشانی لائے ہیں اور سلامتی ہمیشہ اسی پر ہوگی جو ہدایت کا

اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝

تابع ہوگا ہماری طرف وحی الٰہی پہنچ چکی ہے کہ عذاب اسی پر ہوگا جو تکذیب کرے گا اور روگردان ہو گا

پھر تو مدین والوں میں کئی سال رہا پھر اے موسے تو ایک حد پر پہنچا جہاں تیری نبوت کی ابتداء شروع ہوتی ہے- پس اس حد تک تو اب آیا چنانچہ خلعت نبوت تجھ کو دیا گیا اور میں نے تجھے اپنے کام تبلیغ احکام کے لئے ممتاز کیا ہے پس تو اور تیرا بھائی میرے احکام اور نشانوں کے ساتھ جاؤ اور دیکھنا دشمنوں کے چکر میں پھنس کر میری یاد میں سستی نہ کرنا بسم اللہ کر کے فرعون کی طرف جاؤ وہ نالائق سرکش ہو گیا ہے پس جاکر اس سے نرم بات کرنا اور ملائم طریق سے سمجھانا اس نیت سے کہ شاید وہ سمجھ جائے یا ڈر جائے گو اس کی اندرونی حالت سے میں (خدا) آگاہ ہوں کہ وہ کبھی نہ مانے گا تاہم بصور اتمام حجت کے تم اپنی رسالت کا حق ادا کیجیو خیر بہر حال خلعت نبوت سے آراستہ پیراستہ ہو کر حضرت موسے علیہ السلام مصر میں پہنچے اور اپنے بھائی حضرت ہارون کو جو حضرت موسیٰ سے بڑے اور مصر میں بنی اسرائیل کے ساتھ مقیم تھے آملے اور نبوت کی خوشخبری سنائی تو اس کٹھن کام کا اندازہ کر کے فرعونی دربار سے ڈرتے ہوئے دونوں نے کہا اے ہمارے مولا ہمیں خوف ہے کہ فرعون ہم پر ظلم زیادتی کرے گا یا جوش میں آکر حد سے گزر جائے گا اور حضور خداوندی میں کچھ گستاخی کرے گا خدا نے کہا تم نے اس بات سے مت ڈرنا میں تمہارے ساتھ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہوں پس تم دونوں اس کے پاس جاکر کہیو کہ ہم تیرے پروردگار کے رسول ہیں پس تو ہماری بات مان لے پہلے تو یہ کہ تو خدائی کا دعوی چھوڑ کر بندگی کا رتبہ اختیار کر دوئم یہ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے ہم اپنے وطن کنعان میں چلے جائیں اور ان کو ناحق تو عذاب نہ کر جیسا تو نے آج تک کیا اور کر رہا ہے دیکھ ہم تیرے پروردگار کے ہاں سے تیرے پاس نشان لائے ہیں اگر تو چاہے تو ہم دکھا سکتے ہیں پس تو دل کی آنکھ سے دیکھ اور سن رکھ کہ سلامتی ہمیشہ اسی پر ہوگی جو ہدایت کا تابع ہوگا اور یہ بھی سن رکھ کہ ہماری طرف یہ وحی الٰہی پہنچ چکی ہے کہ عذاب اسی پر ہوگا جو سچی بات کی تکذیب کرے گا اور راست بازی سے روگردان ہو گا-

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ

فرعون نے کہا اے موسیٰ تم دونوں کا پروردگار کون ہے- موسیٰ نے کہا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کو نیک و بد

هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ

سمجھایا- وہ بولا تو پہلی سنگتوں کا کیا حال ہے- موسیٰ نے کہا ان کا علم خدا کے پاس کتاب میں ہے

لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ﴿۵۲﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ

میرا پروردگار نہ بہکتا ہے نہ بھولتا ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا ہے اور تمہارے لئے اس میں راستے

فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۗ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾

بنائے اور بادلوں سے تمہارے لئے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ ہم تمہارے لئے مختلف قسم کی سبزیاں نکالتے ہیں

كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ

خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ اس میں عقل مندوں کے لئے کئی ایک نشان ہیں- اسی میں سے ہم نے تم کو پیدا

وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾

کیا ہے اور اسی میں ہم تم کو لوٹا دیتے ہیں اور اسی سے تم کو ایک دفعہ پھر نکالیں گے

یہ سن کر فرعون نے معقول جواب تو کچھ نہ دیا- صرف اتنا کہا اے موسیٰ تم دونوں بھائیوں کا پروردگار کون ہے آج تک تو میں ہی اپنی کل رعیت کا پروردگار بنا رہا آج یہ تو نے کیا نئی سنائی ہے کہ اور بھی کوئی پروردگار ہے حضرت موسیٰ چونکہ اس الٰہی کمیشن کے ہیڈ یعنی دونوں ممبروں میں سے معزز اور سر کردہ ممبر تھے اس لیے انہوں نے کہا ہمارا پروردگار وہ ذات پاک ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کو نیک و بد سمجھایا یہ سن کر بھی وہ نادانوں کی سی باتیں کرنے لگا اور یوں کہ اگر یہ بات ہے تو پہلی سنگتوں اور قوموں کا کیا حال ہے جو میری عبادت کرتے کرتے مر گئے اس سوال سے فرعون کی غرض یہ تھی کہ حضرت موسیٰ ان کے حق میں کوئی سخت سست الفاظ کہیں گے تو میرے حوالی موالی اس پر لپکیں گے جس سے اس کی عام مخالفت میری رعایا کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی- مگر حضرت موسیٰ آجکل کے علماء کی طرح جلد باز نہ تھے کہ جھٹ سے کفر کا فتوے دے دیتے اس لیے حضرت موسیٰ نے نہایت ہی دور اندیشی سے کہا کہ ان گزشتہ زمانے والوں کا علم خدا کے پاس کتاب میں مرقوم ہے میرا پروردگار نہ بہکتا ہے نہ بھولتا ہے بھلا وہ کیسے بھولے کیا وہ محدود علم اور محدود قدرت والا ہے؟ نہیں وہ تو ذات پاک ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ بنایا ہے اور تمہارے لیے اس میں مختلف قسم کے قدرتی راستے وہ بنائے جو جنگلوں اور پہاڑوں میں تمہارے لیے کار آمد ہوتے ہیں اور بادلوں سے تمہارے لیے پانی اتارتا ہے پھر اس پانی کے ساتھ ہم (خدا) تمہارے لیے مختلف قسم کی سبزیاں نکالتے ہیں- عقلمند دیکھتے ہو سب کام کیسے باقاعدہ ہماری (خدا) کی قدرت سے ہو رہے ہیں پس تم ایسا کرو کہ خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ یاد رکھو اس میں عقلمندوں کے لیے ہماری قدرت کے کئی ایک نشان ہیں وہ غور کر کے اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ جس خدائے ذوالجلال نے اتنا بڑا دنیا کا ڈھانچ ایسے انتظام سے چلایا ہے وہ اس کام پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ قیامت کے روز مردوں کو زندہ کرے- سنو یہ تو کچھ مشکل ہی نہیں اسی میں سے ہم نے تم کو یعنی تمہارے باپ آدم کو پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تم کو بعد موت لوٹا دیتے ہیں اور اسی زمین میں سے تم کو ایک دفعہ پھر یعنی قیامت کے روز زندہ کر کے نکالیں گے خیر یہ تو تم مکہ والوں سے ضمنی کلام بطور جملہ معترضہ کے تھا-

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ

اور ہم نے اس کو اپنے کل نشان دکھلائے اس نے پھر بھی ان کو جھٹلایا اور منکر ہی رہا- بولا کہ اے موسیٰ تو اس لئے آیا ہے کہ اپنے جادو

اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ

کے ساتھ ہمارے ملک سے ہمیں نکال دے ہم تیرے جادو کے برابر کا جادو لادیں گے پس تو ہم میں اور اپنے پروردگار میں ایک وعدہ گاہ

مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ

برابر کا مکان مقرر کر جسے نہ ہم ٹلائیں نہ تو ٹلائیو موسیٰ نے کہا تمہارے ہمارا وعدہ گاہ زینت کا دن ہوگا

الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝

اور لوگ چاشت کے وقت جمع کئے جائیں- پس فرعون نے ہٹ کر اپنے ہتھکنڈوں کو جمع کیا پھر آیا

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَ

موسیٰ نے کہا تمہارے حال پر افسوس ہے خدا پر جھوٹا بہتان مت لگاؤ ورنہ خدا تم کو عذاب سے تباہ کردے گا اور

قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝

جو افترا کا ارتکاب کرتا ہے وہ خوار ہوتا ہے-

اب باقی قصہ سنو کہ فرعون سے موسیٰ کا معاملہ کیا ہوا حضرت موسیٰ اس کے پاس آئے اور ہم (خدا) نے اس (فرعون) کو اپنے کل نشان دکھلائے معجزات عصا اور ید بیضا وغیرہ اس کے سامنے ہوئے مگر اس کم بخت نے پھر بھی ان سب کو جھٹلایا اور منکر ہی رہا ناداں بجائے تسلیم اور انقیاد کے کیسا بے ہودہ طرح سے پیش آیا بولا کہ اے موسیٰ تو اس لیے آیا ہے کہ اپنے جادو کے ساتھ ہمارے ملک سے ہمیں نکال دے مخلوق کو اپنی مریدی کے جال میں پھنسا کر ہم سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے اور سرکار کی تو مخالفت کرتا ہے تیرے حق میں اچھا نہیں ہوگا ہم (سرکار) تیرے جادو کے برابر جادو لائیں گے پس تو ہم میں اور اپنے میں ایک وعدہ گاہ برابر کا مکان مقرر کر جسے نہ ہم ٹلائیں نہ تو ٹلائیو بلکہ برابر وقت پر پہنچیں اس میدان میں تیرا اور ہمارا مقابلہ ہوگا- پھر دیکھیں گے تو کوئی بڑا کرتب دکھاتا ہے یا ہمارے کاریگر بڑا کھیل دکھاتے ہیں موسیٰ نے کہا تمہارا ہمارا وعدہ گاہ اور میدان جنگ زینت کا دن یعنی عید کے جشن کا زور ہوگا اور لوگ چاشت کے وقت سوا پہر دن چڑھے جمع کیے جائیں کھلے بندوں جھوٹ سچ کی تحقیق ہوگی اور سب کے سامنے ڈبیٹنگ کلب (مجلس مباحثہ) لگے گی- دونوں طرفوں کے جوہر ہر ایک کو نظر آئیں گے پس فرعون کو بھی یہ تجویز پسند آئی اور اس نے موسیٰ علیہ السلام سے ہٹ کر اپنے ہتھکنڈوں کو جمع کیا- یعنی جادوگروں کو بلایا پھر وقت مقرر پر ان کو لے کر میدان میں آیا حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ ایک جم غفیر جادوگروں اور قطبوں کا بے انتہا ٹڈی دل کی طرح امڈا چلا آرہا ہے اور فرعون کی خدائی اور الوہیت کا شیدا اور دلدادہ ہے مناسب ہے کہ پہلے ان کو بطور وعظ ونصیحت کے کچھ کلمات سنا دیے جائیں پس سب سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے انکو کہا تمہارے حال پر افسوس ہے کہ تم خدا کی ادنیٰ مخلوق کو خدا بنائے بیٹھے ہو اور اس کی الوہیت کی حفاظت کرنے جمع ہوئے ہو کیا امیر کیا غریب لکھے پڑھے اور جاہل سب کے سب اسی بلا میں مبتلا ہو- نادانو حقیقی خدا پر جھوٹا بہتان مت لگاؤ یعنی فرعون کی الوہیت نہ مانو اور اسکی امداد نہ کرو کیونکہ یہ خدا کی نسبت ایک گونہ بہتان ہے ورنہ خدا تمکو کسی نہ کسی عذاب سے ضرور تباہ کردے گا اور یاد رکھو جو خدا پر افترا کر کے ظلم کا ارتکاب کرتا ہے وہ ضرور ذلیل وخوار ہوتا ہے پس اتنا ہی حضرت موسیٰ کا وعظ سننا تھا کہ سب کے دل ہل گئے

فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿۶۲﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ

پس انہوں نے اس امر میں باہمی نزاع کیا اور پوشیدہ مشورے کئے- بولے کہ یہ دونوں جادو گر ہیں ان کا ارادہ ہے

يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ

کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہارا افضل دین برباد کرنا چاہتے ہیں

الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾

پس تم اپنے داؤ گھات جمع کرلو پھر صفیں باندھ کر آؤ اور آج جو غالب رہے گا وہی ہمیشہ کے لئے کامیاب

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ

ہوگا- جادوگر بولے کہ اے موسیٰ تو پہلے وار کرنا چاہتا ہے یا ہم پہلے وار کریں- موسیٰ نے کہا بلکہ

اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾

تم ہی وار کرو پس فورا ان کی رسیوں اور لکڑیوں پر ان کے جادو کے اثر سے موسیٰ کو خیال ہونے لگا کہ وہ حرکت کرتی ہیں

فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾

پھر تو موسیٰ کو بھی جی میں ان سے کسی قدر خوف ہونے لگا- ہم نے کہا اے موسیٰ ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے

وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۭ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۭ

اور جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے ڈالدے وہ ان کی تمام کارستانیوں کو نگل جائے گا کچھ شک نہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے یہ صرف

اس لیے انہوں نے اس امر میں باہمی نزاع کیا بعض تو کہیں کہ موسیٰ سے مقابلہ کرو بعض کہیں نہ کرو یہ کوئی اللہ والا معلوم ہوتا ہے پس ان سب نے اس کام کے متعلق باہمی کانا پھوسیاں کیں اور انہوں نے پوشیدہ مشورے کیے آخر کار فرعون کے حاشیہ نشین جن کو فرعون کی وجہ سے عزت اور حکومت حاصل تھی فرعون کی رائے کا اندازہ کر کے حاضرین کی ڈھارس بندھانے کو بولے کہ یہ دونوں موسیٰ اور ہارون جادوگر ہیں ان کا ارادہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک مصر سے نکال دیں اور تمہارا سچا اور افضل اور پسندیدہ دین جس کی پیروی تمہارے باپ دادا کرتے رہے ہیں برباد کرنا چاہتے ہیں پس تم اپنے تمام داؤ گھات جمع کرلو پھر صفیں باندھ کر میدان جنگ میں آؤ اور یاد رکھو کہ آج کے دن جو غالب رہے گا وہی ہمیشہ کے لیے کامیاب ہوگا آخر جادوگر اس تقریر فرعونی سے متاثر ہو کر حضرت موسیٰ کی طرف مخاطب ہو کر بولے کہ اے موسیٰ کیا منشے ہے تو پہلے وار کرنا چاہتا ہے یا ہم پہلے کریں موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ کیا بہادری ہے کہ دشمن کو حوصلہ نکالنے کا موقع نہ دیا جائے اس لیے میں پہلے وار کرنا نہیں چاہتا بلکہ تم ہی پہلے وار کرو پس ان کے وار کرنے کی دیر تھی کہ فورا ان کی رسیوں اور لکڑیوں پر ان کے جادو مسمریزم کے اثر سے موسیٰ علیہ السلام کو خیال ہونے لگا کہ وہ حرکت کرتی ہیں پھر تو موسیٰ کو بھی جی میں ان سے کسی قدر خوف ہوا کہ الٰہی یہ کیا بات ہے- ادھر ہم (خدا) نے کہا اے موسیٰ ڈر نہیں بے شک تو ہی غالب ہے یہ تو صرف رسیاں اور لکڑیاں ہیں جو مسمریزم کے اثر سے صرف تمہاری نگاہ میں متحرک ورنہ دراصل کچھ بھی نہیں پس تو مستقل رہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے یعنی عصا جس کا نظارہ تو پہاڑ پر ایک دفعہ دیکھ چکا ہے ایک دم اپنے سامنے ڈال دے پھر دیکھیو ان کی تمام کارستانیوں کو کیسے نگل جائے گا کچھ شک نہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے یہ صرف جادو مسمریزم کا کرشمہ ہے

وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ

صرف جادو کا کرشمہ ہے اور جادوگر کہیں بھی آئے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پس جادوگر سجدے میں گر پڑے بولے کہ ہم ہارون اور موسیٰ

هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ

کے پروردگار پر ایمان لائے ہیں۔ فرعون بولا کہ میرے اذن سے پہلے ہی تم ایمان لے آئے؟ یہ تمہارا بڑا استاد ہے

الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَ

جس نے تم کو جادو سکھایا ہے پس میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کٹوا دوں گا اور تم کو کھجوروں

لَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾

کے تنوں پر سولی دوں گا۔ اور تم جان لو گے کہ ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور زیادہ دیرپا ہے

قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا

وہ بولے ہمارے پروردگار کی طرف سے جو نشانات بینہ ہمارے پاس آئے ہیں ان پر اور جس خدا نے ہم کو پیدا کیا

أَنتَ قَاضٍ ۖ

ہے اس پر ہم آپ کو کس طرح ترجیح نہیں دے سکتے پس جو کچھ آپ کر سکتے ہیں کر لیجئے

نبی اور رسول کے مقابلے پر جادوگر کہیں بھی آئے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا موسیٰ علیہ السلام کا عصا ڈالنا تھا کہ وہ جادوگروں کے سانپ سنپولی سب نگل گیا پس جادوگر عاجزی سے سجدے میں گر پڑے بولے کہ ہم ہارون اور موسیٰ کے بھیجنے والے پروردگار عالمین پر ایمان لائے ہیں کیونکہ بقول

ولی را ولی میشناسد دزد را دزد می شناسد

ہم سمجھ گئے کہ جو موسیٰ کے ہاتھ سے ظاہر ہوا ہے جادو یا مسمریزم کے اثر سے ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی محبوب ہے اس پردہ نگاری میں فرعون تو ندامت کا مارا ڈوبتا جاتا تھا بھاگنے کو راہ نہ ملتی تھی آخر غصہ میں بولا کہ میرے اذن سے پہلے ہی تم ایمان لے آئے ہو میں جانتا ہوں کہ یہ موسیٰ تمہارا بڑا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے اسی لیے اس کے مقابلے میں تم عاجز آئے ہو یا تم دونوں استاد شاگردوں نے سمجھوتہ کر لیا پس میں بھی تم سے وہ کروں گا کہ تم یاد ہی کرو گے دیکھو میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے دایاں ہاتھ تو بایاں پاؤں کٹوا دونگا اور تم سب جادوگروں کو کٹی ہوئی کھجوروں کے تنوں پر سولی دوں گا اور تم جان لو گے کہ ہم فرعون اور موسیٰ کے خدا میں سے کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے وہی بات ہوئی کہ

نزلہ برعضو ضعیف می ریزد

ان بیچاروں کو تو دھمکاتا رہا مگر موسیٰ کے ساتھ کوئی پیش نہ چل سکی کہ اسے بھی کچھ کہہ سکتا وہاں تو اژدھے کا خوف تھا وہ جادوگر بولے جناب عالی بے ادبی معاف ہمارے پروردگار کی طرف سے جو نشانات بینہ موسیٰ کی معرفت ہمارے پاس آئے ہیں ان پر اور جس خدا نے ہم کو پیدا کیا ہے اس پر ہم آپ کو کسی طرح ترجیح نہیں دے سکتے ممکن نہیں کہ ایک غلام اپنے حقیقی مالک کو چھوڑ کر اپنے ہی مالک کے ایک نافرمان بندے کو مالک تصور کر لے اور اسی کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر ڈال لے اور پھر وہ بھلائی کی توقع رکھ سکے ایسا ہرگز زیبا نہیں یہ ایک عام مثل ہے کہ جس کا کھائیں اسی کا گائیں پس جو کچھ آپ کر سکتے ہیں کر لیجئے ہماری تو یہ حالت ہے کہ

دست از طلب ندارم تا کام من بر آید ۔ یا تن رسد بجاناں یا جان ز تن بر آمد

اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؕ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَمَاۤ

آپ تو صرف اسی دنیا میں حکم کر سکتے ہیں- ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمارے گناہ معاف کرے

اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ۞ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا

اور جادو کا گناہ بھی معاف کرے جس پر آپ نے ہمیں مجبور کیا اور اللہ سب سے اچھا ہے اور ہمیشہ بقا والا ہے جو کوئی اپنے پروردگار کے پاس

فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى ۞ وَمَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ

مجرمانہ وضع میں آئے گا اس کے لئے ضرور جہنم مقرر ہے جس میں وہ نہ مرے گا نہ جئے گا- اور جو کوئی اس کے پاس ایماندار ہو کر آئیں گے

الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ

اور عمل نیک بھی کئے ہوں گے ان کے لئے بلند درجے ہوں گے یعنی باغ ہمیشہ رہنے کے ہیں ان کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۞ وَلَقَدْ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى

نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے- یہ بدلہ اس شخص کا ہے جو پاک ہوا ہے اور ہم نے موسیٰ کی طرف

مُوْسٰۤى ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِیْقًا فِی الْبَحْرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ

وحی بھیجی کہ تو میرے بندوں کو رات کے وقت لے نکل اور سمندر میں ان کے لئے خشک راستہ بنائیو پکڑے جانے کا خوف نہ

دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۞

کرنا اور نہ ڈرنا

آپ تو صرف اسی دنیا میں حکم کر سکتے ہیں بعد مرنے کے آپ کا اختیار نہیں بلکہ اس ملک کی حدود سے باہر والے بھی آپ کے حکم سے باہر ہیں مگر ہمارا پروردگار تو ایسا ہے کہ تمام زمین و آسمان کا ملک اسی کا ہے زندگی کے علاوہ بعد مرنے کے بھی اسی کا قبضہ ہے اسی لیے تو ہم اپنے پروردگار پر ایمان لائے ہیں کہ وہ ہمارے سابقہ گناہ معاف کرے اور خاص کر وہ جادو کا گناہ بھی معاف کرے جس پر آپ نے ہمیں مجبور کیا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے معزز رسول کا مقابلہ کرایا اور یاد رکھیے کہ آپ کا گھمنڈ بالکل فضول ہے کہ ہم بڑی حکومت والے اور عذاب کرنے والے ہیں اور اللہ سب سے اچھا اور ہمیشہ بقا والا ہے یاد رکھیے اس کے ہاں مقرر ہے کہ جو کوئی اپنے پروردگار کے پاس مجرمانہ وضع میں آئے گا خواہ غریب ہو یا امیر رعایا ہو یا بادشاہ اس کے لئے ضرور جہنم مقرر ہے جس میں نہ وہ مرے گا کہ جان نکل کر چھوٹ جائے نہ جئے گا کہ آرام سے زندگی گزارے بلکہ دائمی عذاب میں پھنسا رہے گا اور جو کوئی اس پروردگار کے پاس ایمان والا ہو کر آئے گا اور عمل نیک بھی کیے ہوں گے تو ان کے لیے بلند درجے ہوں گے وہ باغ ہمیشہ رہنے کے ہیں ان کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بدلہ اس شخص کا ہے جو شرک کفر اور بداخلاقی سے پاک ہوا ہو گا مختصر یہ کہ فرعون نے ان کو مروادیا اور قتل کروادیا مگر ہم نے ان کو مضبوط رکھا اور وہ اس مضبوطی میں دم برابر کر گئے رحمہم اللہ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی سے خبر بھیجی کہ تو میرے بندوں بنی اسرائیل کو رات کے وقت فرعون کی بے خبری میں لے نکل اور سمندر پر پہنچ کر اس میں ہمارے حکم سے عصا کے ساتھ ان کے لیے خشک راستہ بنائیو جس سے بنی اسرائیل تمام امن وامان سے گزر جائیں دیکھنا پکڑے جانے کا خوف نہ کرنا اور نہ ڈوبنے سے ڈرنا چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مع بنی اسرائیل کے رات کو چل پڑے-

فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ

پس فرعون اپنی فوج سمیت ان کے پیچھے ہولیا۔ پس پانی نے ان کو کیسا گھیرا اور فرعون نے اپنی

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ

قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ کی۔ اے بنی اسرائیل ہم نے تمہارے دشمن سے تم کو نجات دی

عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾

تھی اور کوہ طور کے دائیں جانب کتاب دینے کا تم سے وعدہ کیا تھا اور تم پر من و سلویٰ بھیجتے تھے

كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ

ہمارا دیا ہوا پاکیزہ رزق کھاؤ اور اس میں سرکشی نہ کرنا ورنہ میرا غضب تم پر ٹوٹ پڑے گا۔

وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

اور جس پر میرا غضب ٹوٹا پس وہ ہلاک ہوا اور میں توبہ کرنے والوں اور ایمانداروں اور

وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿۸۲﴾ وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۸۳﴾

نیکوکاروں اور ہدایت پر چلنے والوں کے لئے بڑا ہی بخشنہار ہوں اور اے موسیٰ تو اپنی قوم سے پہلے جلدی کیوں آ گیا ہے

پس فرعون اپنی فوج سمیت پکڑنے کی غرض سے ان کے پیچھے ہولیا مگر وہ اپنی شومئ قسمت سے غافل تھا کہ یہ سلسلہ خدا کے ہاتھوں نے بنایا ہے وہی ان کا محافظ ہے گو اس نے بارہا کرشمہ قدرت دیکھے مگر جہالت اس کے سر پر سوار تھی پس کچھ نہ پوچھو۔ کہ پانی نے ان کو کیسا گھیرا؟ ایسا گھیرا کہ غرق ہوگئے لگے خدا کو پکارنے واویلا کرنے مگر کون سنتا ہے فغان درویش بجان درویش آخر انجام یہ ہوا کہ فرعون اور اس کی فوج جن کو بنی اسرائیل کے تعاقب میں ساتھ لے کر گیا تھا تمام ڈوب گئے اور سچ تو یہ ہے کہ کمبخت فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ کی اپنا الو تو سیدھا کیا مگر ان کے فائدے کی راہ ان کو نہ بتائی کیوں اس نے ایسا کیا اس لئے کہ مصنوعی خدا تھا حقیقی خدا کی شان یہ ہے کہ مخلوق کو نیک ہدایت کرے اس لئے ہم (حقیقی خدا) تم کو سمجھاتے ہیں کہ اے بنی اسرائیل سنو ہم (خدا) نے تم کو تمہارے دشمن فرعون سے نجات دلائی تھی اور کوہ طور کی دائیں جانب کتاب دینے کا تم سے وعدہ کیا تھا اور تم پر یہ احسان کیا تھا کہ میدان تیہ میں تم پر من جو ایک قسم نباتات سے ہے اور سلویٰ جو ایک قسم کے پرند جانور ہیں بھیجے تھے جن کو کھا کر تم گزارہ کرتے تھے اور ہم نے تم کو اجازت دی تھی کہ ہمارا دیا ہوا پاکیزہ رزق کھاؤ اور اس رزق میں سرکشی نہ کرو بلکہ خدا کا شکر کرو کہ اس نے اس جنگل بیاباں میں بھی تم کو بے آب و نان نہیں چھوڑا پس تم ناشکری نہ کرو ورنہ میرا غضب تم پر ٹوٹ پڑے گا اور یاد رکھو کہ جس پر میرا غضب ٹوٹا پس وہ ہلاک ہوا اس کی کسی طرح خیر نہیں اور یہ بھی یاد رکھو کہ میں توبہ کرنے والوں اور ایمانداروں اور نیکوکاروں اور ہدایت پر چلنے والوں کے لئے بڑا ہی بخشنہار ہوں خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا جو تم موجودہ بنی اسرائیل کو بطور واعظ کے سنایا گیا اب اصل قصہ پھر سنو موسیٰ علیہ السلام تمام بنی اسرائیل کو لے کر میدان تیہ میں گئے جہاں چالیس سال تک انہوں نے ڈیرہ رکھا پھر حسب فرمان خداوندی کوہ طور پر پہنچے۔ تو خدا کو سجدہ شکر کیا اور خدا نے فرمایا اے موسیٰ تو اپنی قوم سے پہلے جلدی کیوں آگیا ہے غرض یہ تھی کہ موسیٰ اپنا مافی الضمیر خود بتلادے۔

قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ﴿٨٤﴾ قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا

موسیٰ نے کہا وہ بھی تو میرے پیچھے آرہے ہیں اور میرے مولا میں تیرے پاس اس لئے جلدی آیا ہوں کہ تو راضی ہو جائے- خدا نے کہا

قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ

ہم نے تیرے پیچھے تیری قوم کو بچایا ہے یعنی ان کو سامری نے گمراہ کر دیا- پس موسیٰ غصے اور رنج میں بھرا ہوا اپنی قوم کی طرف

أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

واپس آیا- کہا میرے بھائیو کیا تمہارے پروردگار نے تم سے نیک وعدہ نہ کیا تھا- کیا زمانہ تم پر دراز ہو گیا یا تم

أَمْ أَرَدْتُمْ أَنْ يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُمْ مَوْعِدِي ﴿٨٦﴾ قَالُوا

نے چاہا کہ تمہارے پروردگار کا غضب تم پر ٹوٹ پڑے اسی لئے تم نے میرے حکم کے خلاف کام کئے انہوں نے کہا

مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِنْ زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا

ہم نے آپ کو حکم عدولی اپنے اختیارات سے نہیں کی بلکہ قوم بنی اسرائیل کے زیورات ہم پر لادے گئے وہ ہم نے آگ میں ڈال

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ جناب عالی وہ بھی تو میرے پیچھے آرہے ہیں اور اے میرے مولا میں تیرے پاس اس لیے جلدی آیا ہوں کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے خدا نے کہا دیکھ ہم تجھے ایک نئی خبر سناتے ہیں کہ ہم نے تیرے پیچھے تیری قوم کو بچلایا ہے یعنی ان کو سامری نے گوسالہ بنا کر گمراہ کر دیا کہ ایک بچھڑا بنا کر ان سے اس کی عبادت کروا رہا ہے ان کی بھی عقل ماری گئی کہ اسی بچھڑے کو خدا سمجھ بیٹھے پس موسیٰ علیہ السلام تو یہ سنتے ہی غصے اور رنج میں بھرا ہوا واپس آیا کہا میرے بھائیو تمہیں کیا ہو گیا کیا تمہارے پروردگار نے تم سے ایک نیک وعدہ نہ کیا تھا کہ میں تم کو کتاب دوں گا تم کو بڑی قوم بناؤں گا تمہیں عزت دوں گا پھر یہ کیا تمہاری عقل پر پتھر پڑ گئے کہ تم مالک حقیقی کو چھوڑ کر ایک مصنوعی معبود کی طرف جس کو تم نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے جھک پڑے کیا میری غیبوبت کا زمانہ تم پر دراز ہو گیا تھا یا تم نے چاہا کہ تمہارے پروردگار کا غضب تم پر ٹوٹ پڑے اسی لیے تم نے میرے حکم اور میرے وعدے کے خلاف کام کیے ہیں میں تو تم کو توحید کا سبق دے گیا تھا میرے پیچھے تم نے یہ کیا گل کھلائے انہوں نے کہا حضرت ہم نے آپ کے حکم عدولی اور خلاف ورزی اپنے اختیار سے نہیں کی بلکہ ہم کو ایک غلطی لگی ہے جس کی یہ صورت ہوئی کہ قوم بنی اسرائیل کے زیوارت بطور چندہ جمع کر کے ہم پر لادے گئے وہ ہم نے سامری کی ترغیب پر آگ میں ڈال دیئے-

---

لہ یعنی کہہ کہ اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ سب تفسیری ہے خدا کی نسبت جہاں لفظ گمراہ کرنے کا آتا ہے وہاں علت العلل کی طرف نسبت ہوئی ہے جیسے کہا کرتے ہیں خدا نے باغ کو ہرا بھرا کر دیا حالانکہ پانی اس کی سرسبزی کے لئے سبب قریب ہے یہ بحث مفصل ہمارے رسالہ ترک اسلام وغیرہ میں مل سکتی ہیں (منہ)

ع اس قوم سے مراد بہت سے علماء نے فرعون کی قوم بتایا ہے مگر اسے تفسیر کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں- سوائے اس سے کہ انہوں نے القوم کا الف لام خارجی سمجھا ہے مگر خارجی کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کے مدخول کا علم سامع کو پہلے سے حاصل ہو جس کی صورت یہ ہے کہ ان کا مدخول اس کلام میں پہلے آچکا ہے جیسے اس آیت میں کما ارسلنا الی فرعون رسولا فعصے فرعون الرسول اس میں الرسول پر الف لام خارجی ہے کیونکہ اس سے پہلے رسول کا ذکر آچکا ہے یا کسی اور صورت سے اس کا علم مخاطب کو ہو- غرض علم ضرور ہو- لیکن جب آیت زیر بحث کو دیکھتے ہیں تو اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں پاتے جس سے مخاطب کو قوم کا علم حاصل ہوا ہو بلکہ قرینہ اس بات کا ہے کہ قوم سے مراد بنی اسرائیل ہے کیونکہ اس سے پہلے بنی اسرائیل ہی کا ذکر ہے پس بنی اسرائیل اس سے مراد ہیں-

فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿۸۷﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ

دیے پھر اسی طرح سامری نے بھی ڈال کر ایک بچھڑا ان کو نکال دیا جو صرف ایک ڈھیر ہی ڈھیر تھا جس میں سے ایک آواز سی نکلتی تھی

اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۵ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۵ وَّلَا يَمْلِكُ

پس انہوں نے کہا یہ تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا ہے موسیٰ تو بھول گیا کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ تو ان کو کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا

لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ

تھا اور نہ ان کے لئے کسی قسم کے ضرر یا نفع کا اختیار رکھتا تھا موسیٰ کے آنے سے پہلے ہارون نے ان کو کہا تھا کہ بھائیو تم اس کی وجہ سے

وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ

گمراہ ہو گئے ہو کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے پس تم میری تابعداری کرو اور میرا کہا مانو۔ وہ بولے ہم تو ہمیشہ اسی پر جمع

عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ

رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آوے اس نے کہا اے ہارون جب تو نے دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہوگئے ہیں

ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾

تو میری تابعداری کرنے سے تو کیوں رکا تھا کس چیز نے تجھے روکا تھا کیا تو نے بھی میری حکم عدولی

پھر اسی طرح سامری نے بھی اپنا حصہ یا چندہ آگ میں ڈال کر ایک بچھڑا ان کو نکال دیا جو صرف ایک ڈھیر ہی ڈھیر تھا جس میں سے بوجہ سوراخوں کے فقط ایک آواز سی نکلتی تھی پس یہ آواز سن کر سامری اور اس کے ساتھیوں نے اس کو سجدہ کیا اور انہوں نے کہا کہ یہ موسیٰ کا خدا ہے موسیٰ تو بھول گیا کہ کوہ طور پر خدا سے ملنے اور احکام لینے گیا دیکھو تو یہ موسیٰ کی کیسی صریح غلطی ہے افسوس کہ وہ ایسے جاہل تھے کہ اپنے ہاتھ سے تو اس کو بنایا اور اسی کو خدا سمجھ بیٹھے کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ چاندی کا ڈھلا ہوا بچھڑا تو ان کی کسی بات کا جواب ہی نہیں دے سکتا تھا اور نہ ان کے لئے کسی قسم کے ضرر یا نفع کا اختیار رکھتا تھا اس کے علاوہ حضرت موسیٰ کے آنے سے پہلے ہارون نے ان کو کہا تھا کہ بھائیو تم اس مصنوعی بچھڑے کی وجہ سے گمراہ ہو گئے ہو دیکھو باز آؤ یہ شرارت تمہارے حق میں اچھی نہ ہوگی کچھ شک نہیں کہ تمہارا پروردگار اللہ ہے جو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے پس تم میری تابعداری کرو اور میرا کہا مانو مگر افسوس ان اوباشوں نے ہارون کی ایک نہ سنی بولے ہم تو ہمیشہ اسی بچھڑے پر ہی جمیں رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس واپس نہ آئے تیری تو ہم سننے کے نہیں نالائق ایسے بگڑے کہ حضرت ہارون خدا کے نبی کی ایسی گستاخی کی کہ کوئی نہ کرے وجہ کیا؟ یہ کہ ہارون کی طبیعت حلیم سلیم تھی سیاست کو جو ذرا سا کڑا پن چاہیے وہ نہ تھا اسی لیے بحکم کر مہائے تو مارا کرو گستاخ۔ ان پر دلیر ہوگئے۔ آخر حضرت موسیٰ جب واپس آئے اور بنی اسرائیل سے یہ جواب سنا تو حضرت ہارون کی طرف متوجہ ہو کر انہوں نے کہا اے ہارون جب تو نے دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو گئے ہیں۔ تو سیاست کے متعلق میری تابعداری کرنے سے تو کیوں رکا تھا کیوں ان بدمعاشوں کو تازیانوں سے سیدھا نہ کیا ایسی غفلت تو نہ کرتا تو یہ مادہ فساد کیوں اتنی ترقی کر جاتا تو نے بھی میری حکم عدولی کی یہ کہہ کر دینی جوش سے حضرت ہارون کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لیے۔

قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ

کی ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی میری داڑھی اور سر کو چھوڑ دے- میں اس بات سے ڈرا تھا کہ تو کہے گا بنی اسرائیل

بَيْنَ بَنِي إِسْرَاءِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ﴿٩٤﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يَسَامِرِيُّ ﴿٩٥﴾ قَالَ

میں تو نے پھوٹ ڈال دی اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا- موسیٰ بولے۔ اور سامری تیرا کیا حال ہے اس نے کہا

بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَ

میں نے وہ چیز دیکھی جو انہوں نے دیکھی پس میں نے رسول کے اثر قدم سے مٹی کی ایک مٹھی بھرلی اور اس کو ڈال دیا اور میری

كَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ﴿٩٦﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَوٰةِ أَنْ تَقُولَ

نفسانی خواہش سے مجھے یہ بات بھلی معلوم ہوئی موسیٰ نے کہا پس جا اسی زندگی میں تیری سزا یہ ہوگی کہ تو کہے گا کہ مجھے

ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی اس جوش اور غصے کو ذرا سرد کو اور میری داڑھی اور سر کو بالوں کو چھوڑ دے- میرا عذر تو سن لے اگر معقول ہو تو قبول کیجؤ اور نا معقول ہو تو اختیار باقی ہے میں اس بات سے ڈرا تھا کہ اگر میں سیاست سے کام لوں تو لامحالہ قوم تفریق ہو جائے گی تو تو کہے گا بنی اسرائیل میں تو نے پھوٹ ڈالدی اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا قوم کی اصلاح سے پہلے ان کی مجموعی طاقت کو بحال رکھنا مقدم فرض ہے کیونکہ اخلاقی فقرہ دولت ہمہ ز اتفاق خیزد مشہور معروف ہے ہارون علیہ السلام کا معقول عذر سن کر حضرت موسیٰ نے ان کو چھوڑ دیا پھر اصل مجرم کی طرف متوجہ ہو کر بولے کہو بے او سامری نالائق تیرا کیا حال اور عذر ہے تو نے یہ فساد کی جڑ کیوں قائم کی اس نے کہا صاحب اصل بات تو یہ ہے کہ جو کچھ میں نے کیا وہ ایک دل لگی اور خوش طبعی سے کیا ہے چونکہ آپ اس کی وجہ مجھ سے پوچھتے ہیں وجہ یہ ہے کہ میں نے وہ چیز دیکھی جو انہوں نے نہ دیکھی میں نے دیکھا کہ بیکار سے بے گار بھلی چلو کوئی مشغلہ کریں پس میں نے رسول یعنی آپ کے قدم اثر سے مٹی کی ایک مٹھی بھرلی اور اس کو ان زیورات میں ڈال دیا اصل میں تو میں جانتا تھا کہ کچھ نہیں صرف ان احمقوں کو اس جال میں پھاندنے کے لئے میں ایسا کیا ہے اور میری نفسانی خواہش سے مجھے یہ بات بھلی معلوم ہوئی تو میں نے بھی بقول شخصے ؎

بیکار نہ بیٹھ کچھ کیا کر
ٹانکے ہی ادھیڑ کر سیا کر

ایک مشغلہ نکالا اور میرا خیال تو یہ ہے کہ سب لوگ اسی طرح دنیا میں بڑے بن جاتے ہیں کہ چند ایک عقل کے دشمن ان کے ساتھ ہو جاتے ہیں پس ان کا کام بن جاتا ہے یہ نا معقول تقریر سن کر حضرت موسیٰ نے کہا او نادان "بازی بازی بار یش بابا بازی" کیا تجھے اور کوئی مشغلہ نہ رہا تھا دین ہی میں چھیڑ چھاڑ کرنے کی سوجھی ہائے کم بخت تیری بے نور عقل نے تجھے گمراہ کیا بس جا دفع ہو جا اسی دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہ ہوگی کہ لوگوں کے ملنے سے تکلیف اٹھائے گا تو کہے گا

لہ بہت سے مفسرین نے الرسول کی تفسیر جبرائیل کی سے ہے مگر اس تفسیر میں بھی وہی اعتراض ہے جو ہم صفحہ ۱۰۱ پر القوم کے حاشیہ میں لکھ آئے ہیں یعنی جبرائیل مراد ہوتا ہے اس امر پر مبنی ہے کہ الوسول پر الف لام خارجی ہو- خارجی الف لام کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کے مدخول کا علم قبل ازیں حاصل ہو حالانکہ یہاں پر جبرائیل کی رسالت کا کوئی ذکر نہیں- البتہ حضرت موسیٰ کی رسالت کا علم سب کو تھا- اسی لئے تفسیر ہم نے کی ہے- منہ

لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَکَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ

مت چھونا اور تیرے لئے ایک اور وعدہ ہے جو تجھ سے کسی طرح نہ ٹلے گا اور اپنے معبود کی طرف دیکھ جس پر تو جما

عَلَیْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ

رہا ہے ہم اسے جلائیں گے اور راکھ کرکے اس کو پانی میں بہا دیں گے تمہارا سب کا حقیقی معبود صرف

الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ

اللہ ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی ہے اسی طرح ہم واقعات گزشتہ تجھ کو

مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۚ﴿۹۹﴾ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ

سناتے رہیں گے اور ہم نے تجھ کو اپنے پاس سے ایک نصیحت عطا کی ہے جو لوگ اس سے روگردان ہوں گے

فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ۙ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

وہ قیامت کے دن گناہوں کا بوجھ اٹھائیں گے ہمیشہ اسی بوجھ کے نیچے دبے رہیں گے قیامت کے دن وہ بوجھ ان کا بہت

حِمْلًا ۙ﴿۱۰۱﴾

ہی برا ہو گا

کہ مجھے مت چھونا آبادی میں تنگ ہو کر جنگلوں بیابانوں میں بھٹکتا پھرے گا آخر کو ایک روز کتے کی موت مرے گا اور یاد رکھ تیرے لیے ایک اور وعدہ ہے جو اس دنیا کی زندگی سے بعد ہو گا جو تجھ پر سے کسی طرح نہ ٹلے گا اب میں تجھ پر سزا کا حکم کرتا ہوں پس تو ہوشیار رہ اور اپنے اس مصنوعی معبود کی طرف دیکھ جس پر تو جما رہا ہے اور لوگوں کو اسی طرف بہکا کر گمراہ کرتا رہا نالائق دیکھ ہم اسے جلائیں گے اور راکھ کر کے اس کو ایک دم پانی میں بہادیں گے چاہیے وہ چاندی سونے کا ہے مگر اس کے معنوی نجس اور باطنی خبث کی وجہ سے کسی کو اس کے استعمال کی بھی اجازت نہ دیں گے چنانچہ موسیٰ نے ایسا ہی کیا لو گو اس سارے بیان کا نتیجہ سنو کہ تم سب کا حقیقی معبود اور سچا مالک صرف اللہ پاک ہے جس کے سوا کوئی دوسرا معبود زمین پر نہ آسمان پر کہیں بھی نہیں یہ اس کے استحقاق الوہیت کی کیفیت ہے اسی لیے تو اس کا علم اتنا بڑا وسیع ہے کہ تمام دنیا کی چیزوں گزشتہ اور آئندہ سب پر حاوی ہے اس سے نتیجہ پاؤ کہ معبود برحق کے لئے علم الغیب ہونا خاصا ہے کسی مخلوق میں علم غیب کا خیال کرنا گویا اس کو معبود ماننا ہے اسی طرح یعنی جیسا تجھ کو موسیٰ ہارون اور بنی اسرائیل کا قصہ سنایا ہے ہم واقعات گزشتہ حسب موقع تجھ کو اے رسول سناتے رہیں گے مگر گمراہوں کو ہدایت پر لانے کے لئے واقعات گزشتہ کا سنانا بھی ضروری ہے اور چونکہ ہم (خدا) نے تجھ کو اپنے پاس سے نصیحت کی کتاب قرآن عطا کی ہے اس لئے اس کو ذہن نشین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے لوگوں کے قصے جو دین اور مذہب سے تعلق رکھتے ہوں سنائے جائیں تاکہ ان کو غور و فکر کرنے کا موقع ملے چونکہ قرآن شریف سے جو تیرے پر اے نبی الہام ہوا ہے ایک جامع اور کامل کتاب ہے۔ اسی لیے جو لوگ اس سے روگردان ہوں گے وہ قیامت کے دن گناہوں کا بوجھ بھی کوئی معمولی بوجھ اٹھادیں گے ایسے کہ کسی طرح اس سے ان کی رہائی نہ ہو گی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ اسی بوجھ کے نیچے دبے رہیں گے وہ بوجھ بھی کوئی معمولی بوجھ نہ ہو گا بلکہ قیامت کے روز وہ بوجھ ان کا بہت ہی برا ہو گا ایسا کہ یاد کریں گے یہ واقعہ اس روز ہو گا۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ

جس دن صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو اس روز نیلی آنکھوں والے بنا کر اٹھائیں گے- آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے

بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ

کہ دنیا میں تو ہم کوئی ہفتہ عشرہ ٹھہرے ہونگے- جو کچھ وہ کہیں گے ہم خوب جانتے ہیں جب ان میں سے بڑا راست رو یوں

طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا

کہے گا کہ تم تو ایک ہی دن میں دنیا میں رہے ہو- اور تجھ سے پہاڑوں کی بابت سوال کرتے ہیں تو کہہ کہ میرا پروردگار ان کو

رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا ﴿۱۰۷﴾

ایک دم اڑا کر زمین چٹیل میدان کردے گا- تم اس میں نہ تو کسی قسم کی کجی دیکھو گے اور نہ بلندی

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا

اس روز سب لوگ پکارنے والے کے پیچھے چلیں گے جس سے ذرا بھر ادھر ادھر نہ ہوں گے اور تمام آوازیں خدائے رحمٰن کے خوف سے

تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾

دب گئی ہونگی پس تو بغیر آہٹ پاؤں کے کوئی آواز نہ سنے گا

جس دن صور پھونکا جائے گا یعنی سب لوگ جمع کیے جائیں گے اور ہم مجرموں بدکاروں شریروں بدبختوں کو اس روز نیلی آنکھوں والے کر کے اٹھائیں گے ایسے بدشکل ہوں کہ دیکھنے والے کو دہشت آئے گی اسی حال میں آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ دنیا میں تو ہم شاید کوئی ہفتہ عشرہ ٹھہرے ہوں گے پھر یہ کم بختی ہماری کیوں آئی گویا ان کا اس وقت یہ خیال ہو گا ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو کچھ سنا افسانہ تھا

اسی قسم کی بہکی بہکی باتیں کریں گے جو کچھ وہ کہیں گے ہم (خدا) جانتے ہیں جب ان میں سے بڑا صاف گو اور راست رو یوں کہے گا کہ نادانو تم ہفتہ عشرہ کہتے ہو تم تو ایک ہی دن دنیا میں رہے ہو ارے یہ بھی کوئی عشرہ ہے کہ آج ہیں تو کل کا یقین نہیں کل ہوں گے تو آج کی خبر نہیں اے کاش ہم اس وقت اس بات پر مطلع ہوئے ہوتے اور اس دہشت ناک حالت کو دل پر لگاتے اور یہ جانتے کہ دنیا روزے چند عاقبت باخداوند بول کہنے کو تو سب سے یہی کہا کرتے تھے (جگہ جی لگانے کو دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے) مگر افسوس کہ یہ بات ہمارے دل پر اثر نہ کرتی تھی اسی لیے یہ لوگ سب کے سب مان جائیں گے مگر اب جو ایمان بالغیب کا موقع ہے اپنا وقت ہاتھ سے دیتے ہیں اور قیامت کا ذکر سن کر اور یہ سن کر ایک روز آئے گا کہ دنیا تمام فنا ہو جائے گی نہ کوئی جاندار رہے گا نہ بے جان- ازراہ مخول اور ہنسی کے تجھ سے پہاڑوں کی بابت سوال کرتے ہیں کہ یہ اتنے بڑے قدو قامت والے کہاں جائیں گے کیا یہ سب ایک دم فنا ہو جائیں گے؟ تو ان کو کہہ کہ میرا پروردگار ان سب کو ایک دم اڑ کر زمین چٹیل میدان کردے ایسا کہ تم اس میں نہ کسی قسم کی کجی دیکھو گے اور نہ بلندی پستی بالکل صاف میدان ہو جائے گا اس روز قیامت قائم ہو گی اور خدا کی طرف سے پکارنے والا سب کو پکارے گا تو سب لوگ اس پکارنے والے کی آواز کے پیچھے چلیں گے جس سے ذرہ بھر ادھر ادھر نہ ہوں گے بلکہ سیدھے جدھر سے آواز آویگی اسی طرف جائیں گے- اور باوجود اتنے ازدہام اور کثرت مخلوق کے یہ کیفیت ہو گی کہ کوئی چوں بھی نہیں کر سکے گا تمام بول خدائے رحمان کے خوف سے دبے ہوئے ہونگے- باوجود اس کی صفت رحمانیت کے اس قدر خوف اور دہشت دلوں پر طاری ہوں گے کہ آواز بھی نہ نکال سکیں گے پس تو بغیر آہٹ پاؤں کے کوئی آواز نہ سنے گا-

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾

اس روز کسی کی سفارش کچھ نفع نہ دے گی ہاں جس کے حق میں خدائے رحمٰن اجازت دے گا اور اس کی بات اسے پسند بھی آئی ہو گی۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ

وہ ان کے آگے پیچھے کی سب باتیں جانتا ہے اور لوگ اس کو کسی طرح نہیں جان سکتے۔ اور ساری مخلوق زندہ خدا اور

لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ

منتظم کے آگے منہ کے بل گر ہی ہوں گی اور جنہوں نے ظلم اٹھائے ہوں گے وہ ذلیل و خوار ہوں گے اور جو کوئی خدا پر ایمان لا کر نیک کام کرے گا

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا

وہ کسی طرح کے ظلم اور نقصان سے نہ ڈرے گا۔ اسی طرح ہم نے قرآن عربی زبان میں نازل کیا اور اس میں

فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ

ہر طرح کے ڈراؤ بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ پرہیزگار بنیں یا اس سے ان کو کچھ نصیحت آئے۔ پس اللہ سچا بادشاہ بہت

الْمَلِكُ الْحَقُّ ۗ

بلند ہے

اس روز کسی کی سفارش یا منت سماجت کچھ نفع نہ دے گی ہر ایک کو اپنی ہی جان کے لالے پڑے ہوں گے ہاں جس کے حق میں خدائے رحمان اپنی رحمت کاملہ سے اجازت دے گا اور اس کی بات اسے پسند بھی ہوئی ہو گی یعنی توحید کا قائل اور شرک سے متنفر رہا ہو گا اس کو بحکم الٰہی سفارش سے فائدہ ہو گا یہ بھی نہیں کہ خدا کو کسی کے کہنے سننے سے دھوکہ لگ جائے ایسا کہ لائقوں کو نالائق اور نالائقوں کو لائق بنا دے ہرگز نہیں کیونکہ وہ ان انسانوں کے آگے پیچھے کی سب باتیں جانتا ہے اور لوگ سارے کے سارے اس آئندہ اور گزشتہ بات کو کسی طرح نہیں جان سکتے اور سنو یہاں تو جو اکڑفوں دکھ رہے ہیں اس لیے کہ خدا کی طرف سے یہی ان کی رسی دراز ہے مگر اس روز ساری مخلوق زندہ خدا اور دنیا کے مالک اور منتظم حقیقی کے آگے منہ کے بل گری ہو گی گڑگڑاتے عاجزی کرتے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہوں گے مگر وہاں کا تو قانون ہی اور ہے جس کی اطلاع پہلے ہی سے تم کو کی گئی ہے سنو خلاصہ اس کا یہ ہے کہ نیک بخت اپنے عملوں کا بدلہ پائیں گے اور جنہوں نے بدکاریاں اور خدا کی بے فرمانیاں کر کے اپنی گردنوں پر ظلم اٹھائے ہوں گے وہ ذلیل و خوار ہوں گے اور خدا کے ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو کوئی خدا پر ایمان لا کر نیک کام کرے گا وہ کسی طرح کے ظلم اور نقصان سے نہ ڈرے گا کیونکہ جو کوئی کسی نے کیا ہو گا اس کو پورا پورا ملے گا اس لیے کہ ہماری خدا کی جناب میں اگر انصاف نہ ہو گا تو کہاں ہو گا اسی طرح ہم نے تم کو یہ باتیں بتلائی ہیں اور ہم نے قرآن شریف عربی زبان میں نازل کیا اور اس میں بدکاریوں کے ہر طرح کے ڈراؤ بیان کیے ہیں تاکہ یہ لوگ کامل پرہیزگار بنیں یا اس قرآن سے ان کو کچھ نصیحت آئے بقول سعدی مرحوم گر عالم نباشی کم از مستمع کچھ نہ کچھ تو بنیں۔ پس اس قرآن کی تعلیم کا یہ نتیجہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ جو سچا بادشاہ ہے دنیا کے بادشاہوں کی طرح نہیں ہے جس کی رعیت معزول کر دے بلکہ ایسا کہ چاہے تو تمام رعیت کو ایک دم میں فنا کر دے اور بہت بلند ہے ہر طرح کے عیوب سے پاک ہے مجال نہیں کہ اس کے دامن قدس تک کسی عیب کا غبار بھی پہنچ سکے پس تو اسی کا بدلہ اور اسی سے مدد چاہا کر اور کسی کام میں جلدی نہ کیا کر بلکہ بقول ؎

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے　　نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ؗ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ

اور قرآن کی وحی تیری طرف ختم ہونے سے پہلے اس کے لینے میں جلدی نہ کیا کر اور کہہ کہ میرے پروردگار مجھے علم زیادہ دے

عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾

اور ہم نے تم سے پہلے آدم کی طرف ایک حکم بھیجا تھا وہ پھر بھول گیا اور ہم نے اس کو مضبوط نہ پایا

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ

جب ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو پس سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا۔ پھر ہم نے کہا اے آدم

اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا

کچھ شک نہیں کہ یہ تیرا اور تیری بیوی کا صریح دشمن ہے پس ایسا نہ ہو کہ تم کو جنت سے نکلوا دے پھر تو بدنصیب ہو جائے گا

تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ

نہ تو تو اس میں بھوکا ہوگا اور نہ ننگا ہوگا۔ نہ تجھے اس میں پیاس کی تکلیف ہوگی اور نہ دھوپ کی سختی۔ پھر شیطان نے اس کو

الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ

پھسلایا کہا اے آدم

سب کچھ اسی کے سپرد کر دے یہاں تک کہ قرآن جو تیری طرف وحی اور الہام کیا جاتا ہے اسی کی وحی تیری طرف ختم ہونے سے پہلے اس کے لینے میں بھی جلدی نہ کیا کر ہاں خدا کی طرف سے رحمت اور بخشش کا منتظر رہا کر اور دعا کیا کر کہ میرے پروردگار مجھے علم زیادہ دے یعنی اور بھی اسی طرح احکام قرآنی نازل فرما اور اپنے الہام اور القاء خاص سے مجھے مسرور اور محفوظ کر ہمیشہ احکام خداوندی کی تعمیل کیا کر اور اگر غلطی یا بھول چوک سے کوئی بات رہ جائے اس کا علاج توبہ اور استغفار ہے۔ کیونکہ بھول چوک تو بنی آدم کی جبلت میں ہے تمہیں یاد نہیں ہم نے تم سے پہلے باپ آدم کی طرف ایک حکم بھیجا تھا پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس کو مضبوط نہ پایا تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ چونکہ آدم ہمارا بندہ علم اور فضل میں تم سب سے بڑھ کر ہے اس لیے تم اس کو سجدہ کرو یعنی سلام و نیاز اس کے سامنے بجالاؤ جیسے عموماً ماتحت افسروں سے کیا کرتے ہیں پس اتنا سنتے ہی سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس یعنی شیطان سرکش نے انکار کیا اور انکار کی وجہ یہ بیان کی کہ میں اس سے اچھا ہوں بھلا اعلیٰ ادنے کو کیوں سلام نیاز کرے یہ الٹی گنگا کبھی چلی ہے پھر تو یہاں تک اس کی نوبت پہنچی کہ ہم نے ابلیس کو تو لعنتی کہا اور آدم کو تنبیہ کرنے کو کہا کہ اے آدم سن رکھ کچھ شک نہیں کہ یہ ابلیس تیرا اور تیری بیوی بچوں کا سب کا صریح دشمن ہے پس ایسا نہ ہو کہ تجھے کسی جال میں پھنسا کر کہیں جنت سے نکلوا دے پھر تو بدنصیب ہو جائیگا اس وقت تو تیرے لیے جنت میں ہر طرح کی آسائش اور راحت ہے نہ تو اس جنت میں بھوکا ہوگا کہ تکلیف اٹھائے اور نہ ننگا ہوگا کہ لوگ تیرے شرم گاہ کو دیکھیں نہ تجھے اس میں پیاس کی تکلیف ہوگی اور نہ دھوپ کی سختی غرض ہر طرح کی آسائش جہاں کسی طرح کی تکلیف کا نام و نشاں بھی نہ ہوگا پھر بھی باوجود اس تنبیہ اور اعلان کے شیطان نے ان کو

شان نزول

جبرائیل جس وقت آیت قرآن لاتے اور آنحضرت ﷺ کو سناتے جو آپ جلدی جلدی ساتھ پڑھتے کہ مبادہ بعد میں بھول جاؤں اس واقع کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی سمجھا گیا کہ ایسی جلدی کرنیکی ضروریات نہیں یہ کام ہمارے سپرد کرو۔(منہ)

هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا

کیا میں تجھ کو ایک سدا بہار درخت اور دائمی ملک کا پتہ نہ دوں- پس ان دونوں نے اس درخت میں سے کچھ

سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؗ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾

کھالیا پس ان کی شرمگاہیں ننگی ہوئیں اور اس باغ کے درختوں کے پتے اپنے بدن پر لپیٹنے لگے اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی- پس

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ۢ بَعْضُكُمْ

وہ بھٹک گیا پھر اس کے پروردگار نے اس کو برگزیدہ کیا اور اس پر رحم فرمایا اور اس کو ہدیت کی- خدا نے کہا تم دونوں اس سے اترے رہو تم

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ

یعنی تمہاری اولاد ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے پر اگر تم کو میری طرف سے ہدایت پہنچے پس جو کوئی میری ہدایت کا پیرو ہوگا وہ نہ گمراہ ہوگا

وَلَا يَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ

نہ بدنصیب اور جو کوئی میری نصیحت سے منہ پھیرے گا پس اس کی تمام زندگی بدنصیبی کی ہوگی اور قیامت کے روز ہم اس کو

الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾

اندھا کر کے اٹھائیں گے

اس طرح پھسلا کر آدم سے کہا اے آدم کیا میں تجھ کو ایک سدا بہار درخت اور دائمی ملک کا پتہ نہ دوں کہ اس کے کھانے سے تو ہمیشہ اسی جگہ رہنے لگ جائے اور سچ پوچھو تو خدا نے تم کو منع بھی اس لیے کیا تھا کہ تم اس کے کھانے سے کہیں دائمی اسی جہان کے مقیم یا فرشتے نہ بن جاؤ یہی اس کے منع کرنے کا بھید ہے ورنہ دراصل اس کا کھانا کوئی ایسا قبیح امر نہیں ہے بس ان دونوں آدم اور حوا نے اس درخت میں سے کچھ کھالیا کیوں کھایا؟ صرف ایک تاویل سے کھایا کہ اس ممانعت کی علامت وہی سمجھتے جو شیطان نے ان کو سمجھائی مگر یہ ان کو خیال نہ رہا کہ

دشمنان کہن دوستان لو کردن   بدست بود عقل را بود کردن

پس ان کے کھانے کی دیر تھی کہ فوراً عتاب الٰہی ان پر نمودار ہوا کہ ان کی شرمگاہیں ننگی ہوگئیں کیونکہ جنت کا لباس فاخرہ ان سے چھینا گیا تھا پس وہ ننگے حیران ہوگئے اور اس باغ کے درختوں کے پتے لے کر اپنے بدن پر لپیٹنے لگے اور آدم نے چونکہ اپنے پروردگار کی بے فرمانی کی گو غلط فہمی سے کی تاہم چونکہ اس کا اثر ظاہر ہونا تھا اس لیے ضرور ہوا پس وہ بھٹک گیا حیران سرگرداں پھرنے لگا دشت و بیاباں میں ہاتھ لمبے کر کے دعائیں کرتا رہا پھر اس کے پروردگار نے اس کے اخلاص کے مطابق اس کو برگزیدہ کیا اور اس پر رحم فرمایا اور اسکو ہدایت کی یعنی اس کی توبہ قبول کرلی پس آدم نے قبولیت توبہ کی اطلاع پا کر درخواست کی کہ ہم کو اسی جنت میں پھر داخل کیا جائے جس سے ہم کو بداعمال کے سبب تنزل ہوا ہے چونکہ ہمارا قصور معاف ہوگیا ہے اس لیے ہم پر مہربانی ہو کہ ہم پھر اپنے اصلی مقام پر پہنچیں خدا نے کہا نہیں اب تم دونوں میاں بیوی اس جنت سے اترے رہو تم یعنی تمہاری اولاد ایک دوسرے کے دشمن ہوگے یہاں تو باہمی بغض و عناد رکھنے والوں کی جگہ نہیں بقول بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کے راباکسے کارے نباشد- پس اس کے حاصل کرنیکی صورت یہ ہے کہ میں دنیا میں تمہاری اولاد کی ہدایت کے لئے رسول اور کتابیں بھیجوں گا پھر اگر تم کو میری طرف سے ہدایت پہنچے پس جو کوئی میری ہدایت کا پیرو ہوگا نہ وہ گمراہ ہوگا نہ بدنصیب اور جو کوئی میری نصیحت سے اعراض کریگا پس اس کی خیر نہیں اس کی بدنصیبی کی زندگی ہوگی جتنا جئے گا اتنا ہی جان پر وبال لے گا جس کا انجام یہ ہوگا کہ آخر کار دنیا سے کوچ کرتے وقت سیاہ دل ہو کر چلے گا اور قیامت کے روز ہم اس کو اندھا بے نور کر کے اٹھائینگے گو بعد کچھ مدت کے دیکھنے لگ جائیگا

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا

کہے گا اے میرے پروردگار مجھے تو نے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں سوانکھا تھا- خدا کہے گا اسی طرح تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے

فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ

تھے پھر بھی تو ان کو بھول گیا اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی جائے گی- جو کوئی تجاوز کرے اور اپنے پروردگار کے احکام پر ایمان نہ لائے

رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ

اس کو ہم اسی طرح بدلہ دیں گے اور آخرت کا عذاب بہت ہی سخت اور دائمی ہے- کیا یہ بھی ان کو ہدایت نہیں کرتا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی

الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَلَوْلَا

قوموں کو ہلاک کیا کہ اب یہ ان کی جگہوں میں چلتے پھرتے ہیں اس میں عقلمندوں کے لئے بہت سے نشان ہیں- اور اگر تیرے

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

پروردگار کا حکم اور اجل مقرر نہ ہوتی تو ان کو عذاب الٰہی چمٹ جاتا- پس یہ لوگ جو کچھ بھی کہتے ہیں اس پر صبر کر

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ

اور سورج کے نکلنے اور غروب سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کیا کر اور رات کے وقتوں میں اور دن کی طرفوں

الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ

میں بھی اس کی پاکی بیان کیا کر تاکہ تو مالا مال ہو جائے اور جو کچھ ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو متاع دنیا سے بہرہ ور کیا ہے

اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۥ

اس کی طرف اپنی آنکھیں دراز نہ کیجیو

اس وقت کہے گا اے میرے پروردگار مجھے تو نے اندھا کر کے کیوں اٹھایا حالانکہ میں سوانکھا تھا خدا بذریعہ فرشتوں کے کہے گا اسی طرح تیرے پاس ہمارے احکام پہنچے تھے ہماری قدرت کے نشان تو نے دیکھے تھے پھر بھی تو ان کو بھول گیا اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی جائیگی جو کوئی اپنے حق عبودیت سے تجاوز کرے اور اپنے پرودگار کے احکام پر ایمان نہ لائے اس کو ہم (خدا) اسی طرح بدلا دیں گے اور ایسی کریں گے کہ یاد کرے گا کیونکہ آخرت کا عذاب بہت ہی سخت اور دائمی ہے افسوس ہے کہ ان نالائقوں کی کوئی بات بھی ہدایت نہیں کر سکتی اور نہیں تو یہ بھی ان کو ہدایت نہیں کرتا کہ اس امر پر غور کریں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کیا کہ اب یہ ان کی جگہوں اور بستیوں میں چلتے پھرتے ہیں ان کے کھنڈرات کو دیکھ رہے ہیں کچھ شک نہیں کہ اس واقع میں عقلمندوں کے لئے بہت سے ہماری قدرت کے نشان ہیں واللہ یہ ایسی جہالت اور ضلالت میں ہیں کہ اگر تیرے پروردگار کا حکم تاخیری اور اجل مقرر نہ ہوتی تو اسی دنیا میں ان کو عذاب الٰہی چمٹ جاتا پس یہ لوگ کفار عرب جو کچھ بھی تیرے حق میں کہتے ہیں کہ جادوگر ہے ساحر ہے جنونی ہے اس پر صبر کر اور مضبوط رہ آخر تیرے ہی نام کی فتح ہے اور سورج سے نکلنے اور غروب سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اسکی پاکی بیان کیا کر اور رات کے وقتوں میں اور دن کی طرفوں میں بھی اس کی پاکی بیان کیا کر یعنی سبحان اللہ والحمد للہ پڑھا کر تاکہ تو خدا کے انعامات سے مالا مال ہو جائے اور اس تعبدی حکم کے علاوہ یہ حکم بھی ضرور ہے کہ دنیا کے مال و متاع سے ایسا زہد اختیار کر کہ جو کچھ ہم نے ان لوگوں میں سے مختلف قسم کے لوگوں کو متاع واسباب دنیا سے بہرہ ور کیا ہے- اسکی طرف اپنی آنکھیں دراز نہ کیجیو یعنی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیو ہم نے تو ان کو اس لیے

لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ

تاکہ ہم ان کو اس مال کی وجہ سے مبتلائے فتنہ کریں تیرے پروردگار کا رزق سب سے اچھا اور باقی رہنے والا اور اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم کیا کر

عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا

اور خود بھی اس پر مضبوط رہیو ہم تجھ سے رزق تو نہیں مانگتے بلکہ ہم تجھ کو رزق دیتے ہیں اور انجام کار تقویٰ کا غلبہ ہے- اور کہتے ہیں کہ کیوں نہیں

بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿١٣٣﴾ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم

یہ نبی اپنے پروردگار کے ہاں سے کوئی نشانی لاتا کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کے مضمون نہیں پہنچے- اور اگر ہم اس سے پہلے ان کو

بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن

ہلاک کردیتے تو یہ لوگ کہتے کہ خداوندا تو نے ہماری طرف کیوں نہ رسول بھیجا کہ ذلیل اور خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں

قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ﴿١٣٤﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ

کی تعمیل کرتے- تو کہہ کہ ہم سب انتظار میں ہیں پس انتظار کرو عنقریب جان لوگے کہ کون سیدھی

أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ﴿١٣٥﴾

راہ پر ہیں اور کون ہدایت والے ہیں-

ع ۸ / ۱۷

دیا ہے تاکہ ہم ان کو اس مال کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا کریں دنیا میں یا آخرت میں غرض ہر طرح واللہ یہ بالکل سچ ہے آنانکہ غنی ترند- تیرے پروردگار کا رزق جس قدر وہ اپنی مہربانی سے عنایت کرے سب سے اچھا اور باقی رہنے والا ہے جتنا وہ دے اسی پر قناعت ہو اور زیادہ طلبی کے لیے بے صبرے نہ ہو تو بس سمجھو کہ تمام دنیا کو لے لیا کیا تم نے نہیں سنا کہ شیخ سعدی مرحوم نے کیا کہا ہے مطلب گر توانگری خواہی- جو قناعت کی دولت ستی بنی- پس تو ایسا ہی کیا کر اور اپنے اہل وعیال کو بھی اخلاق فاضلہ بتلایا کر خصوصا نماز کا حکم کیا کر اور خود بھی اس پر مضبوط رہیو ایسا کہ کبھی نہ ٹلے ہم (خدا) تجھ سے رزق تو نہیں مانگتے بلکہ ہم تجھ کو رزق دیتے ہیں اور خوب یاد رکھ کہ انجام کار تقوے اور پرہیزگاری ہی کا غلبہ ہے خدا کے ہاں ہمیشہ سے یہی قانون ہے کہ اہل تقوی ہی آخر کار کامیاب ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ ہر وقت کمر بستہ ہیں اور باوجود متعدد اور مختلف نشانات دیکھنے کے کہتے ہیں کہ کیوں نہیں یہ نبی اپنے پروردگار کے ہاں سے کوئی ایسی نشانی لاتا جو ہم چاہتے ہیں کہ آسمان کے ٹکڑے کردے یا زمین کو پھاڑ دے یا اوپر چڑھ کر کوئی لکھی لکھائی کتاب آسمان کے اوپر سے لے آ پھر ہم تم کو مانیں گے بھلا یہ بھی کوئی بات کرنے کی ہے کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کے صاف صاف مضمون نہیں پہنچے کہ راست گو کی راستی سب سے بڑی دلیل ہے پھر کیوں غور نہیں کرتے اور خدا کی اس نعمت کی بے قدری کرتے ہیں جو اس نے رسول بھیج کر اس پر احسان کیا ہے اور اگر ہم رسول کے آنے سے پہلے ان کی بداعمالیوں پر ہلاک کردیتے تو یہ لوگ عذر کرتے ہوئے کہتے کہ خداوند تو نے ہماری طرف کیوں نہ رسول بھیجا کہ ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں کی تعمیل کرتے اب جو رسول آیا تو اس کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ تکذیب کرتے ہیں تو کہہ ہم- تم سب انتظار میں ہیں ہم اپنی ترقی کے اور تم اپنی فتح کے پس انتظار کرو گے عنقریب جان لوگے کہ کون سیدھی راہ پر ہیں اور کون ہدایت والے ہیں-

سورت الانبیاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴿١﴾ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ

لوگوں کا حساب قریب آگیا ہے اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ جو نئی نصیحت ان کے پروردگار

ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٢﴾ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ

کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے اسے ہنسی کھیل میں سنتے ہیں دل ان کے لہو و لعب میں ہیں

وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ

اور ظالم چپکے چپکے آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ تمہاری طرح کا ایک آدمی ہے کیا تم دیدہ دانستہ

السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿٣﴾ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

ایک مسحور کے پاس جاتے ہو ؟ رسول نے کہا میرا پروردگار آسمانوں اور زمینوں کے بیچ کی باتیں سب جانتا ہے

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿٤﴾ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ

اور وہ بڑا سننے والا جاننے والا ہے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے بلکہ افترا ہے بلکہ یہ شاعر ہے

سورت الانبیاء

افسوس لوگوں کا حساب قریب آگیا ہے یعنی موت سر پر کھڑی ہے اور وہ غفلت میں آخرت کی زندگی سے منہ پھیرے ہوئے ہیں حالانکہ چاروں طرف سے ایک زوردار آواز آرہی ہے کہ لوگو؟ ہوشیار ہو جاؤ

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائینگے

مگر یہ عرب کے لوگ تو بالخصوص ایسے کچھ شریر ہیں کہ جو بھی نئی نصیحت ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس آتی ہے جس میں سراسر انہی کی بہتری اور رحمت منظور ہوتی ہے اسے ہنسی کھیل میں سنتے ہیں کیونکہ دل ان کے لہو لعب میں ہیں۔ مطلق توجہ نہیں دیتے کہ کوئی کیا کہہ رہا ہے اور ظالم چپکے چپکے آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ مدعی نبوت صرف تمہاری طرح کا ایک آدمی ہے۔نہ اس کو لڑکے لڑکیاں دینے کی قدرت ہے نہ دکھ درد ہٹانے کی ہمت کیا تم دیدہ و دانستہ ایک مسحور یعنی مجنوں کے پاس جاتے ہو ؟ اس سے کیا لوگے۔وہ ایسا جنونی ہے کہ تم کو بھی جنونی کر دے گا بلکہ کر ہی دیا ہے۔بقول

بسان سرمہ سیاہ کردہ خانہ مردم دو چشم تو کہ سپاہند سرمہ ناکردہ

محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کلام کے جواب میں کہا میرا پروردگار آسمانوں اور زمین کے بیچ کی باتیں سب جانتا اور وہ بڑا سننے والا جاننے والا ہے۔ہر ایک قول و کردار کا پورا پورا بدلہ دے گا۔یہ ظالم ایسی صاف تعلیم کو مانتے نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ قرآن تو پریشان خیالات کا مجموعہ ہے بلکہ سراسر افترا ہے افترا بھی کیا بلکہ یہ محمد ﷺ شاعر ہے یعنی شاعروں کی طرح نت نئے منصوبے سناتا ہے کلام تو اس کا نظم نہیں مگر خیالات شاعرانہ ہیں۔

فَلْيَأْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ

پس ہمارے پاس کوئی نشان لائے جیسے پہلے لوگ بھیجے گئے تھے ان سے پہلے جس بستی کو ہم نے تباہ کیا وہ ایمان نہ لائے تو

اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ

کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے ہم نے جتنے رسول تجھ سے پہلے بھیجے ہیں سب کے سب آدم زاد مرد ہی بھیجے ہیں ان کی طرف ہم وحی کرتے رہے ہیں

الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ

پس اگر تم کو معلوم نہیں تو ان کتاب والوں سے پوچھ لو ہم نے ان کو ایسے جسم نہ بنایا تھا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ

وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَ

ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے ان سے اپنے وعدے سچے کئے کہ ان کو اور جن کو ہم نے چاہا بچالیا۔ اور

اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

حد سے تجاوز کرنے والوں کو ہلاک کردیا ہم نے تیری طرف ایک کتاب بھیجی جس میں تمہاری نصیحت ہے کیا پھر بھی تم عقل نہیں کرتے

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝

اور ہم نے کئی ایک ظالم بستیوں کو تباہ کیا ان کے بعد دوسری کئی ایک اور قومیں پیدا کیں

پس ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جیسے پہلے لوگ موسیٰ عیسیٰ وغیرہ سلام اللہ علیہم نشانوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے پہلوں کی مثال تو دیتے ہیں اور ریس بھی کرتے ہیں مگر یہ تو بتلائیں کہ ان سے پہلے جس بستی کو ہم نے تباہ کیا وہ بھی اسی طرح نشان مانگا کرتے تھے پھر بعد دیکھنے کے بھی ایمان نہ لائے تو کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے کون امر یقین دلا سکتا ہے کہ یہ مان جائیں گے جس قسم کے شبہات کر رہے ہیں۔ ان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو حق جوئی سے غرض نہیں بھلا یہ بھی کوئی سوال ہے۔ خدا کے رسول آدم زاد نہیں ہونے چاہییں حالانکہ ہم نے جتنے رسول بھیجے ہیں سب کے سب آدم زاد مرد بھیجے ہیں۔ ان کی طرف ہم وحی یا الہام کرتے رہے ہیں۔ پس اگر تم کو معلوم نہیں تو تم ان کتاب والوں یعنی یہودیوں اور عیسائیوں سے پوچھ لو یہ لوگ یہودی اور عیسائی تو ہمارے مخالف ہیں تاہم ان سے پوچھ کر معلوم کرلو کہ یہ کیا کہتے ہیں پھر ہمارے کلام کی صداقت مانو علی ہذا لقیاس یہ ان کا خیال کہ جو اللہ کا رسول ہو وہ کھانا نہ کھائے پانی نہ پئے آپ سے آپ زندہ رہے۔ حالانکہ ہم نے ان رسولوں کو جن کو ہم نے پہلے زمانے میں بغرض تبلیغ احکام بھیجا تھا ایسے جسم نہ بنایا تھا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے پھر ان میں دو باتیں منافی رسالت نہ تھیں اس رسول میں کیونکر ہوئیں منافی رسالت تو نہیں البتہ منافی الوہیت ہیں سو وہ بندے مخلوق تھے نہ خالق معبود ہمارے تابع فرمان تھے ہم نے رسولوں کو آدم زاد صفات کے ساتھ وعدے دے کر دنیا میں بھیجا تھا پھر ہم نے ان سے اپنے وعدے سچے کئے کہ ان کو اور جن کو ہم نے موافق اپنے قانون شریعت کے چاہا بچالیا اور بیہودہ گوؤں یعنی حد سے تجاوز کرنے والوں کو ہلاک کر دیا اسی طرح یہ رسول محمد ﷺ دنیا میں آیا اور ہم نے اس کے ساتھ تمہاری طرف ایک جامع اور صاف کتاب بھیجی جس میں تمہاری نصیحت کی بات ہے۔ کیا پھر بھی تم عقل نہیں کرتے اور سنو اگر مکر کرو گے اور نہ مانو گے تو ہمارے پاس دوسرا طریقہ بھی ہے جس سے ہم آخری علاج کیا کرتے ہیں اسی سے ہم نے کئی ایک ظالم بستیوں کو تباہ کیا اور ان سے بعد دوسری کئی ایک قومیں پیدا کیں۔

فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ

جب انہوں نے ہمارا عذاب محسوس کیا تو لگے اس سے بھاگنے ان سے کہا گیا مت بھاگو اور انہی نعمتوں کی طرف جن میں

اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾

تم تھے اور اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ تم سے سوال ہو انہوں نے کہا ہائے ہماری کم بختی ہم تو بڑے ہی ظالم تھے

فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ

پس یہی پکار ان کی آخر تک رہی یہاں تک کہ ہم نے ان کو بالکل برباد کردیا- اور ہم نے آسمان اور زمین اور

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ

ان کے درمیان کی چیزیں کھیلتے ہوئے نہیں پیدا کیں اگر ہم کو کھیل بنانے کا خیال ہوتا تو ہم اپنے پاس سے کوئی کھیل بنالیتے

لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا

ہم ایسا کرنے والے نہیں ہیں بلکہ ہم تو سچ کو جھوٹ پر ڈالتے ہیں پھر وہ اس کو کچل ڈالتا ہے پس وہ

هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

اسی دم ملیا میٹ ہو جاتا ہے اور تمہارے لئے تمہارے ہی بیان سے افسوس ہے

جب انہوں نے ہمارا عذاب محسوس کیا یعنی ان کی بستیوں میں کوئی آسمانی بلا مثل طاعون وغیرہ کے آئی تو لگے ان بستیوں سے بھاگنے مگر کہاں جا سکتے تھے ان سے کہا گیا مت بھاگو اور انہی نعمتوں کی طرف جن میں تم تھے اور اپنے مکانات کی طرف لوٹ جاؤ تاکہ تم سے سوال ہو مثل سابق لوگ تم سے سوال کریں یہ بات ان کو کسی ناصح مشفق کی طرف سے کہی گئی جو ان کو خدا ترسی اور نیک کاموں کی طرف بلاتے تھے مگر وہ باز نہ آتے تھے بلکہ اپنے تمول اور ریاست کا دباؤ ان پر ڈالتے آخر جب ان کی ہلاکت کا وقت آیا اور سخت بلا میں مبتلا ہوئے تو ان ناصحوں نے بھی ان کو چلتے چلتے یہ بات کہہ دی مگر وہ ایسے وقت میں بجز اس کے کیا کہہ سکتے تھے جو انہوں نے کہا کہ ہائے ہماری کم بختی ہم تو بڑے ہی ظالم تھے کہ خدا کے حکموں کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے تھے پھر ایسے تنگ اور تکلیف دہ وقت میں اور کیا کر سکتے تھے- پس یہی پکار ان کی آخر تک رہی یہاں تک کہ ہم نے ان کو بالکل برباد کر دیا ایسا کہ سب کے سب مر مٹ گئے مگر افسوس وہ مرنے والے تو مر مٹ گئے ان کی طرف دیکھ کر ان عرب کے زندوں کو کوئی عبرت حاصل نہیں ہوئی اور ابھی تک اس نتیجہ پر نہیں پہنچے کہ ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں کھیلتے ہوئے نہیں پیدا کیں کہ ان کا نتیجہ کچھ بھی نہیں محض بچوں کے کھیل کی طرح یعنی بنایا اور گرایا فقط معمولی چند منٹوں کا شغل ہی مقصود ہو نہیں نہیں ہر گز نہیں اگر ہم کو کھیل بنانے کا خیال ہوتا تو ہم اپنے پاس کوئی کھیل بنا لیتے مگر ہم ایسا فضول اور لغو کام کرنے والے نہیں ہیں- ہماری حکمت بالغہ ایسی فضول اور بے طلب کھیل کے کرنے سے ہمیں مانع ہے بلکہ ہم تو سچ کو پتھر کی طرح جھوٹ پر ڈالتے ہیں پھر وہ اس کو کچل ڈالتا ہے پس وہ جھوٹ اسی دم ملیا میٹ اور تباہ ہو جاتا ہے اور تم مشرکو! ہاتھ ہی ملتے رہ جاؤ گے اور تمہارے لیے تمہارے ہی بیان سے جو تم زبانی کر رہے ہو افسوس ہے- تم دیکھو گے کیا کچھ تمہارے لیے گل کھلیں گے تم یہ نہیں سمجھتے کہ کس احکم الحاکمین سے تم بگاڑ کر رہے ہو اور کس سے الجھتے ہو-

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

اور جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ سب اسی اللہ کی ملک ہے اور جو لوگ اس کے حضور میں ہیں وہ اس کی عبادت

وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً

سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں شب و روز اس کی تسبیحیں پڑھتے ہیں سستی نہیں کرتے۔ کیا ان لوگوں نے زمین کی چیزوں میں

مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ

معبود بنا رکھے ہیں وہ ان کو پھیلاتے ہیں اگر ان دونوں میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو یہ دونوں برباد ہو چکے ہوتے

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ

اللہ تخت کا مالک ان کی بیہودہ گوئی سے پاک ہے اپنے افعال میں وہ پوچھا نہیں جاسکتا اور مخلوق

هُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝

سب کو باز پرس ہوگی

سنو جو آسمانوں میں فرشتے وغیرہ ہیں اور جو زمین میں حیوانات نباتات اجسام اور اعراض وغیرہ ہے وہ سب کے سب اسی اللہ کی ملک ہے وہ جس طرح چاہتا ہے ان کو رکھتا ہے جتنی مدت چاہتا ہے موجود رکھتا ہے۔ جب چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور جو لوگ اسکے حضور میں ہیں یعنی انبیاء صلحاء اور ملائکہ غرض جو اس کے ہو رہے ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں اور شب و روز اس کی تسبیح پڑھتے ہیں کبھی سستی نہیں کرتے ان کے دلوں پر توحید نے ایسا اثر کر رکھا ہے کہ ممکن نہیں اس کے مقابلہ پر وہ کسی مخلوق کی طرف گردن جھکائیں کیا ان لوگوں کو بھی ان بزرگوں کی محبت کا دعوی ہے حالانکہ انہوں نے جو تیرے ارد گرد رہتے ہیں اور تجھ سے بوجہ تعلیم توحید کے سخت مخالف ہو رہے ہیں۔ باوجود دعوی کرنے اتباع صلحاء کے زمین کی چیزوں میں سے معبود بنا رکھے ہیں۔ آدمی ہوں یا بت درخت ہو یا پہاڑ ایسی چیزوں کو معبود بنا رکھا ہے بڑی شرم کی بات ہے وہ ان کو دنیا میں مو[illegible] ـے پھیلاتے ہیں یعنی ان کی پیدائش ان کے حکم سے ہے ہرگز نہیں سنو اگر ان دونوں آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو یہ دونوں بسبب بدانتظامی کے مدت کے برباد ہو چکے ہوتے کیونکہ ایک ملک میں دو مستقل بادشاہوں کا راج ممکن نہیں اگر یہ خیال ہو کہ باہمی صلح سے رہتے ہیں تو یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ صلح دو حال سے خالی نہیں ہوتی یا تو دونوں میں سے ایک زور آور اور دوسرا کمزور ہوتا ہے۔ جیسے سرکار انگریزی اور ہندوستان کے والیان ریاست نوابان وراجگان یا دونوں پر کسی اور تیسرے کا دباؤ ہوتا ہے یا اپنے فائدے کا خیال ہوتا ہے جیسے یورپ کی سلطنتیں پہلی صورت میں تو صاف بات ہے کہ جو کمزور ہو کر زور آور کا ذلیل اور ہیٹی ہو گا وہ معبود بننے کے قابل نہیں ہو گا۔ کیونکہ معبود کی ذات اس کے مخالف ہے کہ کسی دوسرے کے ماتحت ہو۔ دوسری صورت میں بھی وہ اپنی حاجات میں محتاج الی الغیر ہونے یا کسی تیسرے کے دباؤ سے دبنے کی وجہ سے معبود نہ ہوں گے حالانکہ معبود وہی ہے جو کسی کا ذلیل نہ ہو۔ پس اگر سچے اور واقعی لائق عبادت معبود دنیا میں متعدد ہوتے تو آج تک دنیا کا خاتمہ ہو چکا ہوتا بلکہ یوں کہیے کہ وجود پذیری نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ جو دنیا کے تخت سلطنت کا مالک ہے ان کی بیہودہ گوئی سے پاک ہے اس کی شان ایسی وراالورا ہے کہ اپنے افعال میں وہ پوچھا نہیں جاسکتا کیونکہ اس پر کوئی حکمران نہیں اس کا کوئی وزیر یا اس سے کوئی علم و عقل میں بڑھ کر نہیں اور مخلوق سب کو باز پرس ہو گی کہ تم نے یہ کیوں کیا وہ کیوں کہا پھر اس وقت ان کو اظہار اطاعت کے سوا کوئی راہ نہیں سوجھے گی۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں تو کہہ کہ اپنی دلیل لاؤ یہی نصیحت میرے ساتھ والوں کی ہے اور مجھ سے

وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ مَاۤ

پہلے لوگوں کو بھی یہی نصیحت ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ سچی بات کو نہیں جانتے تو منہ پھیر جاتے ہیں اور جتنے

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾

رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان سب کی طرف یہی پیغام ہم بھیجا کرتے تھے کہ بس میرے سوائے معبود برحق نہیں پس میری ہی

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا یَسْبِقُوْنَهٗ

عبادت کرو- اور کہتے ہیں رحمٰن نے اولاد بنائی ہے وہ پاک ہے بلکہ یہ تو اس کے معزز بندے ہیں اس کے سامنے

بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ یَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا

بات بھی نہیں کرسکتے اور وہ اسی کے فرمودہ پر عمل کرتے ہیں وہ ان سے پہلے اور پچھلے واقعات بھی جانتا ہے اور وہ

یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾

سفارش بھی نہیں کرتے مگر جس کے حق میں خدا پسند فرمادے اور وہ اس کے خوف سے کانپتے ہیں

مگر اس دنیا میں نہیں سمجھتے کیا اتنے براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ سن کر بھی انہوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں تو کہہ کہ اگر ہماری دلیلیں تم پر کچھ اثر نہیں کرتیں تو اچھا اپنی ہی کوئی دلیل لاؤ جس سے ثابت ہو کہ تمہارا دعوی شرک اور بت پرستی کرنے کا سچا ہے تو یہ بھی کہہ کہ حیرانی کی بات ہے جب میں سنتا ہوں کہ تم اس توحید کی تعلیم کو نئی سمجھتے ہو حالانکہ یہی نصیحت میرے ساتھ والوں کی ہے اور مجھ سے پہلے لوگوں کی بھی یہی نصیحت ہے ابتداء آفرینش سے جتنے اللہ کے بندے گزرے ہیں سب کی یہی پکار رہی ہے مگر ان میں سے اکثر لوگ سچی بات کو نہیں جانتے تو منہ پھیر جاتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ یہ نئی بات ہے ہم نے تو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی حالانکہ جتنے رسول ہم نے بھیجے ہیں ان سب کی طرف یہی پیغام ہم بھیجا کرتے تھے کہ بس میرے سوائے کوئی معبود برحق نہیں پس میری ہی عبادت کرو اور ایک مزہ دار بات سنو بت پرستی اور مردم پرستی بھی تو ایک قبیح فعل تھا ہی لطیفہ تو یہ ہے کہ یہ لوگ حماقت اور جہالت میں اس قدر ترقی کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں اللہ جو رحمٰن ہے یعنی سب سے بڑا رحم کرنے والا اس نے بھی ہماری طرح اولاد بنائی ہے ان کا خیال ہے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور عیسائیوں کا تو مذہب ہی یہ ہے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے نعوذ باللہ ایسی ناجائز نسبتوں سے اللہ تعالیٰ پاک ہے بلکہ یہ تو اس کے معزز بندے ہیں مگر ایسے مرعوب اور سہمگین ہیں کہ اس اللہ کے سامنے بڑھ کر بات بھی نہیں کرسکتے اور وہ اسی کے فرمودہ پر عمل کرتے ہیں ممکن نہیں سر مو تجاوز کر سکیں- وہ اللہ ان سے پہلے اور پچھلے واقعات بھی جانتا ہے اس کی حکومت کا خوف ان کے دلوں میں ایسا جاگزین ہے کہ مجال نہیں کچھ عرض معروض کرسکیں اور وہ کسی کے حق میں سفارش نہیں کرتے مگر جس کے حق میں خدا پسند فرمائے یعنی جو مجرم ایک حد تک اخلاص مند ہو مگر غلطی سے بری باتوں میں مبتلا ہو گیا ہو گا اس کی اخلاص مندی سے خدا اسکو بخشنا چاہے گا تو کسی مقرب بندے کی سفارش اس کے حق میں قبول فرمائے گا- ایسے مجرموں کے حق میں مقرب بندگان سفارش کریں گے اور وہ اس کے خوف اور جلال سے کانپتے ہیں-

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ

اور جو کوئی ان میں کا کہہ دے کہ میں بھی خدا سے ورے ایک معبود ہوں تو اس کو ہم جہنم کی سزا دیں اسی طرح ہم ظالموں

نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا

کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ کیا ان منکروں نے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں پھر ہم ان کو

رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ

کھول دیتے ہیں اور سب زندہ چیزیں ہم نے پانی سے پیدا کی ہیں کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لاتے اور

جَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا

ہم نے زمین پر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کئے ہیں تاکہ وہ ان کو کہیں نہ لے گرے اور زمین میں ہم نے کھلے کھلے راستے بنائے ہیں

لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ښ وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا

تاکہ یہ لوگ راہ پاسکیں اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا اور یہ لوگ اس کے

مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾

نشانوں سے روگردان ہیں

اور اگر کسی ایسے ویسے کی کہیں تو کیا مجال کہ سنی جائے جب سفارش تک ان کو اختیار نہیں تو خدائی میں ان کو کیا حصہ پہنچ سکتا ہے سنو جو کوئی ان میں کافر کہیں کہہ دے کہ میں بھی خدا سے ورے ایک معبود ہوں تو اس نالائق کو ہم پوری پوری جہنم کی سزا دیں کہ یاد کرے اسی طرح ہم ظالم کو بدلہ دیا کرتے ہیں خیر یہ تو بھلا نقلی اور سمعی دلائل ہیں ممکن ہے کہ کسی معاند کو ان میں گفتگو کی مجال ہو۔ لیجئے ہم چند ایک عقلی دلائل بھی بیان کرتے ہیں پس غور سے سنیں کیا ان منکروں نے کبھی غور و فکر کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھا کہ آسمان یعنی بادل اور زمین کیسے بند ہوتے ہیں بادل سے پانی کی بوند نہیں گرنے پاتی' زمین سے انگوری نہیں اگتی' پھر ہم (خدا) ان دونوں کو کھول دیتے ہیں کہ فوراً آسمان سے پانی گرنے لگ جاتا ہے اور زمین سے پیداوار ہوتی ہے سچ ہے

نبارد ہوا تا نگوئی بیار زمین ناورد تا نگوئی بیار

اور سب زندہ چیزیں ہم نے پانی سے پیدا کی ہیں یعنی تمام زندہ چیزوں کی اصل پانی ہے اور پانی ہی سے ان کی نشو و نما ہے۔ کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لاتے اور سنو ہم نے زمین پر بڑے بڑے اٹل پہاڑ پیدا کئے ہیں تاکہ وہ زمین اپنے ہلکہ پن سے ان کو کہیں لے نہ گرے جیسے بیڑی کے ہلکہ پن کے مقابلہ کے لیے لوہا لگا دیتے ہیں اسی طرح خدا نے زمین کا ہلکہ پن دور کرنے کو پہاڑ پیدا کر دئے ہیں اور زمین میں ہم نے کھلے کھلے راستے بنائے ہیں۔ میدانوں اور پہاڑی جنگلوں بیابانوں میں قدرتی راستے بنے ہوئے ملتے ہیں کیوں؟ تاکہ یہ لوگ اپنے مطلب پر راہ پاسکیں اور دیکھو ہم نے اس نیلگوں آسمان کو کیسا محفوظ چھت کی طرح لوگوں کے سروں پر بنایا اور یہ لوگ پھر بھی اس کے نشانوں سے روگردان ہیں یہ نہیں جانتے کہ آسمان و زمین کی تبدیلی رات و دن کا ہیر پھیر کیوں ہے اور کس لیے ہے آہ ان کو علم نہیں کہ ؎

کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِىْ فَلَكٍ

اور وہی ہے جس نے رات دن سورج اور چاند بنائے ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے محور میں

يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾

گھوم رہا ہے اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لئے نہیں رکھا پھر اگر تو مرگیا تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾

ہر ایک جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ہم تم کو بری بھلی باتوں سے جانچتے ہیں اور ہماری ہی طرف پھر کر آؤ گے

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِىْ يَذْكُرُ

اور کافر لوگ جب تجھ کو دیکھتے ہیں تو تیری ہنسی اڑاتے ہیں کہتے ہیں کیا یہی ہے جو تمہارے معبودوں کو

اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ

برائی سے یاد کرتا ہے اور وہ خود رحمٰن کی یاد سے منکر ہیں۔ انسان کی پیدائش جلدی سے ہے

اور سنو وہی پاک ذات ہے جس نے تمہارے لیے رات دن۔ سورج اور چاند وغیرہ سیارے بنائے تاکہ تمہاری حاجات میں معین ہوں دیکھو قدرت کا نظارہ کہ ہر ایک ان میں کا اپنے اپنے محور میں گھوم رہا ہے مجال نہیں کوئی کسی سے ٹکرائے یا کوئی کسی کی سیر اور گردش میں خلل ڈالے ایسے ایسے قدرت کے نشان دیکھ کر بھی مالک الملک کے حکم سے روگرداں ہوتے ہیں اور فضول فضول اعتراضات اور ہوسیں لیے بیٹھے ہیں دیکھو تو بیان کی کیسی بیہودہ ہوس ہے کہ چلو میاں اس مدعی نبوت کا ایک نہ ایک دن خاتمہ ہو جائے گا چند روز کی بات ہے مر جائے گا تو کوئی اس کا نام بھی نہ لے گا۔ لیکن نادان اتنا نہیں جانتے کہ ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لیے نہیں رکھا پھر اگر تو اے رسول مر گیا تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے ہر گز نہیں پھر کسی کے مرنے سے کیا ہوتا ہے اسی لیے تو کسی دانا نے کیا اچھا کہا ہے

مرا بمرگ عدو جائے شادمانی نیست   کہ زندگانی مانیز جاودانی نیست

کچھ شک نہیں کہ ہر ایک جان نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ کسی نہ کسی روز اس پر فنا ضرور آئے گی۔ جن لوگوں کے دلوں پر اس کا نقشہ پورے طور سے جم چکا ہے وہ اس پر دل نہیں لگاتے پس تم ہوشیار ہو جاؤ۔ ہم (خدا) تم کو بری بھلی باتوں سے جانچتے ہیں کبھی تم کو آرام پہنچاتے ہیں کبھی تکلیف۔ کبھی گرانی کبھی ارزانی۔ تاکہ تمہاری لیاقت کا اظہار ہو کہ تم ان حالات میں کیا سبیل اختیار کرتے ہو۔ سنو اس بات کو ذہن نشین کر رکھو کہ تم ہمارے قبضے سے نکل نہیں سکتے اور بعد مرنے کے ہماری طرف تم پھر کر آؤ گے اور نیک و بد کا بدلہ سب لوگ پائیں گے مگر افسوس ہے ان کے حال پر کہ بجائے ہدایت پانے کے الٹے اکڑتے ہیں اور کافر لوگ اے رسول جب تجھ کو چلتا پھرتا دیکھتے ہیں تو آپس میں تیری ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہی ہے جو ہمارے معبودوں کو برائی سے یاد کیا کرتا ہے اور وہ خود اللہ رحمٰن کی یاد اور نصیحت سے منکر ہیں جانتے ہی نہیں کہ خدا کون ہے۔ جب خدا ہی کو جواب دے بیٹھے تو رسول کو کیا جانیں۔ ہاں جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم کو پیش آنا ہے ابھی آجائے کیونکہ انسان کی پیدائش ہی گویا جلدی سے ہے گو اس کا مادہ پیدائش تو عناصر اربع ہیں مگر اس کی طبیعت میں ہر کام کی جلدی ایسی کچھ مضمر ہے کہ یہ کہنا کچھ بے جا نہیں کہ گویا اس کی پیدائش کا خمیر ہی جلدی سے بنا ہوا ہے۔

سَاُورِيْكُمْ اٰيٰتِىْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ
میں بہت جلد تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھلاؤں گا پس تم مجھ سے جلدی نہ چاہو اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَ
ہو۔ اے کاش یہ کافر اس وقت کی اصلیت کو جانیں جس وقت نہ منہ سے نہ اپنی پیٹھوں

لَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا
سے آگ کو روک سکیں گے اور نہ مدد کئے جائیں گے بلکہ ناگاہ وہ گھڑی ان پر آکر انکو حیران کر

يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
دے گی پس وہ اس کو کسی طرح رد نہ کر سکیں گے اور نہ ان کو کچھ مہلت ملے گی۔ تجھ سے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ
بھی کئی ایک رسولوں سے ہنسی کی گئی پس جو لوگ ان سے مسخری کرتے تھے انہی پر وہ عذاب نازل ہوا جس کی وہ ہنسی کرتے

بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾
تھے۔ تو پوچھ کہ رات دن میں تم کو اللہ مہربان کے عذاب سے کون بچا سکتا ہے؟ لیکن یہ لوگ اپنے پروردگار کے ذکر سے روگردان ہیں

مگر اصل بات یہ ہے کہ جلدی بھی تم اس لیے کرتے ہو کہ تم کو یقین ہے کہ عذاب وغیرہ کچھ نہیں صرف منہ کی باتیں ہیں اس لیے میں (خدا) بہت جلد تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھلاؤں گا پس تم مجھ سے جلدی نہ چاہو اس میں تمہارا ہی بھلا ہے۔ اور سنو یہ دھمکی سن کر اور اکڑ کر کہتے ہیں کہ یہ وعدہ جس کا تم ہمیں ڈر سناتے ہو کب ہوگا اگر تم مسلمان سچے ہو تو پتہ بتلاؤ۔ اے کاش یہ کافر اس وقت کی اصلیت کو جانیں جس وقت نہ اپنے منہ سے اور نہ اپنی پیٹھوں سے آگ کے عذاب کو روک سکیں گے اور نہ کسی طرف سے مدد کئے جائیں گے بلکہ ناگاہ وہ گھڑی ان پر آکر ان کو حیران کر دے گی۔ پس وہ اس کو کسی طرح رد نہ کر سکیں گے اور نہ ان کو کسی طرح کی کچھ مہلت ملے گی کیا ہوا اس وقت یہ تیرے ساتھ ہنسی مخول کر رہے ہیں تجھ سے پہلے بھی کئی ایک رسولوں سے ہنسی کی گئی پس جو لوگ ان رسولوں سے مسخری کرتے تھے ان ہی پر وہ عذاب نازل ہوا جس کی وہ ہنسی کرتے تھے یعنی جس عذاب کی خبر سن کر وہ مخول کیا کرتے تھے اسی نے ان کو آگھیرا پھر آخر کچھ نہ بن سکا اسی طرح ان کا حال ہو گا۔ اگر یہ اعتبار نہ کریں اور خدا کی پکڑ سے نہ ڈریں تو تو ان سے پوچھ کہ تم جو اتنے سرمست ہوئے پھرتے ہو بتلاؤ تو رات دن میں تم کو اللہ مہربان کے عذاب سے کون بچا سکتا ہے؟ یعنی اگر وہ تم کو کسی وقت پکڑنا چاہے رات ہو یا دن کون تم کو اس کی پکڑ سے بچا سکتا ہے۔ کچھ شک نہیں ہے کہ اللہ ہی کی حفاظت سے بچاؤ ہوتا ہے۔ سچ ہے

نہ چپ و راست سے گر ہووے تری نصرت یاری ۔۔۔ نہ تراعرش سے تا فرش اگر فیض ہو جاری
تو کہے کیونکہ خدا یا خدائی تجھے ساری ۔۔۔ تو خداوند یمینی تو خداوند یساری
تو خداوندی زمینی تو خداوند سمائی

خدا کے سوا کوئی ان کا محافظ نہیں لیکن یہ لوگ خود ہی اپنے پروردگار کے ذکر سے روگردان ہیں۔ کیا ان کا گمان ہے کہ ہم ان کو نہ پکڑ سکیں گے۔

أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم

کیا ان کے اور معبود ہیں جو ان کی ہم سے الگ ہی حفاظت کر سکتے ہیں وہ تو خود اپنے نفسوں کی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ وہ ہماری

مِّنَّا يُصْحَبُونَ ﴿٤٣﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ

طرف سے ساتھ دیے جائیں گے- بات یہ ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو آسودہ کیا ہے یہاں تک کہ ان کی عمریں دراز ہوئیں

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ قُلْ

کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہم ان کی زمین کو گھٹاتے چلے آئے ہیں کیا پھر بھی یہ غالب آئیں گے- تو کہہ دے

إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ ﴿٤٥﴾ وَلَئِن

میں تو تم کو صرف حکم الٰہی کے ساتھ ڈراتا ہوں اور بہروں کو سمجھایا جاتا ہے تو وہ کسی کی پکار کو سنا نہیں کرتے- اور اگر ان

مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ

کو خدا کے عذاب کی ذرہ سی ہوا بھی لگ جائے تو بس فوراً کہنے لگ جائیں کہ ہم ہی ظالم تھے- اور ہم

الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِن كَانَ مِثْقَالَ

قیامت کے دن انصاف کا ترازو لگائیں گے پھر کسی نفس پر کسی طرح سے ظلم نہ ہوگا یہاں تک کہ کوئی کام اگر رائی کے دانے

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾

کے برابر بھی ہوگا تو اس کو بھی سامنے لے آئیں گے اور ہم خود حساب کرنے کو کافی ہیں

کیا ان کے اور معبود ہیں جو ان کی ہم سے الگ الگ ہی حفاظت کر سکتے ہیں- ہر گز نہیں- وہ تو خود اپنے نفسوں کی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ وہ ہماری طرف سے ساتھ دئے جائیں گے بات یہ ہے کہ ہم (خدا) نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا میں آسودہ کیا ہے پس بحکم؎

کر مہائے تو مارا کرد گستاخ

خوب بگڑے یہاں تک کہ ان کی عمریں دراز ہوئیں اور مال و دولت سے خوب آسودہ ہوئے تو خدائے مالک الملک سے مستغنی ہو گئے اور گمراہی میں گر پڑے لگے' خدائی تک پہنچنے اور بڑھانکنے کہ ہمارے برابر کوئی نہیں- کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ چاروں طرف اسلام کی اشاعت ہونے سے ہم ان کی کفر کی زمین کو گھٹاتے چلے آتے ہیں جس سے ان کا قافیہ تنگ ہو رہا ہے کیا پھر بھی یہ غالب آئیں گے- اے رسول علیہ السلام تو ان سے کہدے کہ سنو یا نہ سنو میں تو تم کو صرف حکم الٰہی کے ساتھ ڈراتا ہوں مگر بات یہ ہے کہ تم دنیا میں ایسے منہمک ہوئے ہو کہ گویا بہرے ہو رہے ہو اور بہروں کو جب سمجھایا جاتا ہے تو وہ کسی کی پکار کو سنا نہیں کرتے سو یہی حال ان کا ہے ایسے دیوانہ وار جاتے ہیں کہ بس کچھ دیکھتے ہی نہیں اور اگر ان کو عذاب کی ذرہ سی ہوا بھی لگ جائے تو بس فوراً کہنے لگ جائیں گے کہ ہم ہی ظالم تھے جو کچھ ہم کو پہنچا ہے ہماری ہی بد اعمالی کا نتیجہ ہے یعنی اس وقت اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے مگر اب نہیں- اچھا کیا ہوا بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی اور کب تک یہ لوگ مستانہ حالت میں اکڑتے پھریں گے آخر ایک روز ہم (خدا) سب کے سامنے قیامت کے دن انصاف کا ترازو لگائیں گے پھر تو سب کے راز نہاں کھل جائیں گے اور کسی نفس پر کسی طرح سے ظلم نہ ہوگا- یہاں تک کہ کوئی کام اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو بھی اس عامل کے سامنے لے آئیں گے اور ہم خود اپنے علم کے زور سے حساب کرنے کو کافی ہیں- کسی کی رپورٹ یا خبر رسانی کے ہم محتاج نہیں-

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرق کرنے والی (کتاب) اور روشنی اور پرہیزگاروں کو دستور العمل دیا

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ

جو اپنے پروردگاروں سے بن دیکھے خوف کرتے ہیں اور وہ قیامت کی گھڑی سے بھی کانپتے ہیں۔ یہ

هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ

قرآن بابرکت نصیحت کی کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے کیا تم اس سے منکر ہو؟ اور ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو

رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ

ہدایت دی اور ہم اس کو جانتے تھے۔ جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا تھا کہ یہ کیا

التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

صورتیں ہیں جن پر تم ڈیرے ڈالے رہتے ہو۔ وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾

ابراہیم نے کہا کہ تم اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پھنس رہے ہو

دیکھو انہی باتوں کے ذہن نشین کرنے اور مخلوق کو راہ راست پر لانے کے لئے ہم (خدا) نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کو حق و باطل میں تمیز اور فرق کرنے والی (کتاب) یعنی تورات اور ہدایت کی روشنی اور پرہیزگاروں کا دستور العمل دیا یعنی ان لوگوں کا وہ دستور العمل تھا جو اپنے پروردگار سے بن دیکھے خوف کرتے ہیں اور وہ قیامت کی گھڑی سے بھی کانپتے ہیں اسی طرح یہ قرآن بابرکت نصیحت کی کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے جس کا اترنا کوئی نیا نہیں کیا تم اس سے منکر ہو؟ ہائے افسوس تم اتنا نہیں سوچتے کہ اس انکار کا نتیجہ تمہارے حق میں کیا ہوگا اور اس کی پاداش تمہارے عوض کون اٹھائے گا؟ یہ بھی تمہاری ایک ڈبل غلطی ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ قرآن اور یہ رسول نیا آیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہم ابتداء دنیا سے لوگوں کی ہدایت کے لیے ہمیشہ سے رسول بھیجتے رہے ہیں اور مختلف لوگوں کو اس خدمت پر معمور کیا ہم نے اس سے پہلے تمہارے جد امجد اور عرب کے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہدایت دی اور ہم اس کو جانتے تھے کہ وہ اسی لائق ہے جو اس کی سپرد ہوگا وہ اس کو خوب نبھائے گا تم لوگ اس وقت کے واقعات یاد کرو جب اس (ابراہیم) نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ یہ کیا صورتیں ہیں جن پر تم ڈیرے ڈالے رہتے ہو اور جن کی پوجا پاٹ میں ایسے مست اور سرگردان ہو کہ کسی کی سنتے ہی نہیں کہاں تک ان کی خدائی میں حصہ اور حق حاصل ہے وہ بولے ہم نے اور تو کوئی بات ان میں دیکھی نہیں البتہ ایک ہی بات ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی عبادت کرتے ہر لمحے پایا ہے۔ بس یہی تقلید آبائی ہماری دلیل ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں مگر ان نادانوں کو اتنی بات کی سمجھ نہ آئی کہ ابراہیم جیسے ذہین اور مناظر کے سامنے ہم کسی خام دلیل تقلید آبائی کی پیش کرتے ہیں جو کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہی سوال جو حضرت ابراہیم نے اپنی قوم سے اور اپنے بزرگ باپ سے کیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے باپ دادا کی تقلید کی آڑ لی اگر ان کے باپ دادا زندہ ہوتے تو پھر یہی سوال وارد ہو سکتا تھا پھر وہ کیا جواب دیتے اس لیے حضرت ابراہیم نے کہا کہ تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پھنس رہے ہو۔

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ

وہ بولے تو کوئی سچی بات لایا ہے یا دل لگی کرنے والوں میں سے ہے۔ ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا حقیقی پروردگار وہی ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾

جو آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور میں اس پر شہادت دینے والوں میں سے ہوں

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ

واللہ میں تمہارے ان معبودوں سے تمہارے جانے کے بعد ایک داؤ کروں گا۔ پس اس نے ان سب

جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا

کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا لیکن ان میں سے بڑے بت کو بچا رکھا تاکہ اس کی طرف متوجہ ہوں۔ انہوں نے کہا جس نے یہ کام ہمارے معبودوں سے

بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ

کیا ہے بے شک وہ بڑا ظالم ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے ایک جوان لڑکے کو ان کا ذکر کرتے ہوئے سنا اس

لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾

کو ابراہیم کہا جاتا ہے۔ رئیسوں نے کہا تو اس کو لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ لوگ اس پر گواہ ہوں

انہوں نے جب ابراہیم علیہ السلام کی ایسی جرات دیکھی تو وہ بولے تو جو اتنی ہماری مخالفت کرتا ہے اچھا یہ طریقہ اگر غلط ہے تو تو بھی کوئی سچی بات لایا ہے یا یونہی معمولی دل لگی کرنے والوں میں سے ہے۔ اگر لایا ہے تو بتلا ہمارا سچا معبود کون ہے ابراہیم سلام اللہ علیہ نے کہا بلکہ تمہارا حقیقی معبود اور پروردگار وہی ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار ہے جس نے ان کو پیدا کیا ہے اور اس دیہی دعویٰ کی گو شہادت ضروری نہیں تاہم دنیا کی کل کائنات اس دعوی کی شہادت دے رہی ہے اور میں خود بھی اس دعوی پر انہی شہادت دینے والوں میں سے ایک ہوں جب وہ اتنی بات سن کر ششدرہ ہوگئے اور جیسا کہ قاعدہ ہے پرانے مدت کے جمے ہوئے خیالات بمشکل نکلا کرتے ہیں اس لیے وہ لوگ ایسے صاف اور سیدھے بیان سے ہدایت یاب نہ ہوئے ابراہیم نے کہا واللہ میں تمہارے راہ راست پر لانے کو تمہارے ان بتوں یعنی معبودوں سے تمہارے جانے کے بعد ایک داؤ کروں گا جس سے تم ان کی ناتوانی اور عدم استحقاق الوہیت خوب سمجھ سکو پس جب وہ اس بت خانہ سے چلے گئے تو اس نے ان سب کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا لیکن انہی سے بڑے بت کو بچا رکھا تاکہ وہ ابراہیم کے کہنے پر اس کی طرف متوجہ ہوں یا اس کی سلامتی دیکھ کر دل میں غور کریں کہ یہ کسی نے کیا کیا کہ تمام کو کاٹ دیا لیکن اس سے کیا اسے دوستی تھی جو اس کو ثابت رکھا چنانچہ وہ آئے اور انہوں نے کہا جس نے یہ کام ہمارے معبودوں سے کیا ہے بے شک وہ بڑا ظالم ہے پھر آپس میں انہوں نے بعد غور و فکر ایک دوسرے سے کہا کہ کل ہم نے ایک جوان لڑکے کو ان ٹھاکروں کا ذکر کرتے ہوئے سنا اس کو ابراہیم کہا جاتا ہے یعنی اس کا نام ابراہیم ہے اسی نے کیا ہوگا کیوں کہ وہ ان کے نام سے بھی چڑتا ہے یہ سن کر رئیسوں اور سرداروں نے کہا تو اس کو لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ اگر وہ اقرار کرے تو لوگ اس پر گواہ ہوں ایسا نہ ہو کہ ہم اسے کچھ سزا دیں تو عوام میں ہماری بدنامی ہو کہ ناحق ایک ہونہار لڑکے کو مارا ہے

قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ

انہوں نے کہا کہ ابراہیم ہمارے معبودوں سے یہ بے جا کام تو نے کیا ہے؟ ابراہیم نے کہا بلکہ ان میں کے اس بڑے بت نے کیا

هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ

ہے اگر بول سکتے ہیں تو ان کو پوچھ لو- پس وہ اپنے جی میں سوچا کئے پھر بولے بے شک

اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَاۗءِ

تم ہی ظالم ہو- پھر اوندھے گر کر کہنے لگے تو جانتا ہے کہ یہ تو بولتے نہیں ابراہیم

يَنْطِقُوْنَ ۝ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّ

نے کہا کیا پھر تم اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نہ نفع دے سکیں اور نہ

لَا يَضُرُّكُمْ ۝ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

نقصان- حیف ہے تم کو اور ان چیزوں کو جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو کیا تم عقل نہیں کرتے

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

انہوں نے کہا اس کو جلاؤ اور اپنے معبودوں کی حمایت کرو اگر کچھ کرنا چاہتے ہو

خیر ابراہیم کو جب بلا لائے تو انہوں نے اس سے کہا کہ ابراہیم؟ ہمارے معبودوں سے یہ بے جا کام تو نے کیا ہے کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا؟ ابراہیم نے کہا میں نے کیا کیا؟ تم نے اس بڑے بت کو ایسا بنایا کہ اس کے دیکھنے سے مجھے سخت رنج ہوا اس لیے گویا میں نے نہیں کیا بلکہ ان میں کے اس بڑے بت نے کیا ہے اگر بول سکتے ہیں تو ان کو پوچھ لو پس حضرت ابراہیم کے اس معقول جواب سے وہ ایسے رکے کہ کوئی جواب نہ بن پڑا کچھ مدت تک اپنے جی میں سوچا کئے پھر بولے یعنی باہم ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ بے شک تم ہی ظالم ہو کہ ایسے نوجوان لڑکے کو تم نے خواہ مخواہ چھیڑ کر ایسی مجلس میں اپنی ہتک کرائی- حضرت ابراہیم بڑی متانت سے الگ بیٹھے ان کی یہ باتیں سنتے رہے اور دل میں آئندہ جواب سوچتے رہے پھر وہ کفار کچھ مدت تک اوندھے گر کر کہنے لگے ابراہیم تو نے یہ کیسا سوال کیا ہے کہ ان سے پوچھو تو جانتا ہے کہ یہ تو بولتے نہیں پھر ہم پوچھیں کس سے اور بتلائے کون؟ ایسا ہوشیار ہونہار ہو کر تو ہم سے ایسے سوال کرتا ہے وہ نادان ابراہیم کی اس معقول تمہید کو نہ سمجھے کہ ابراہیم کا مطلب ہم سے یہی کہلوانا ہے چنانچہ ابراہیم نے یہ سنتے ہی بلند آواز سے کہا کیا پھر تم اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہو- جو عبادت کرنے پر تم کو نہ نفع دے سکیں اور نہ ترک کرنے پر نقصان حیف ہے تم کو اور ان چیزوں کو جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو کیا تم اب بھی عقل نہیں کرتے ہو کہ کس بے وقوفی کے جال میں پھنسے ہو- بس یہ کلام ہیئت نظام جب کافروں نے سنا توان کے چھکے چھوٹ گئے آخر انہوں نے بحکم

چو حجت نماند جفا جوئے را به پیکار گردن کشد روئے را

کہا اس ابراہیم کو آگ سے جلادو اور اپنے معبودوں کی حمایت کرو اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو یہ کرو- کیسے عقل سے خالی تھے کہ اپنے معبودوں کی مدد کرنا چاہتے تھے انہوں نے تو اپنے خیال میں یہ تجویز کامیابی کی سوچی مگر وہ ہماری (خدا کی) تجویزوں سے بے خبر تھے-

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

ہم نے حکم دیا اے آگ تو ابراہیم کے حق میں سرد اور سلامتی والی بن جا- اور انہوں نے اس سے داؤ کیا تھا پر ہم نے انہی

الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾

کو ناکام کیا- اور ہم نے اس کو اور لوط کو اس زمین کی طرف پہنچا دیا جس میں ہم نے جہاں کے سب لوگوں کے لئے برکات پیدا کر رکھی ہیں

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾

اور ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب انعام بخشا اور سب کو ہم نے نیک بنایا

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ

اور ہم نے ان کو دین کے امام بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیک کاموں کے کرنے

اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ۙ وَ لُوْطًا اٰتَيْنٰهُ

اور نماز پڑھنے اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا وہ خاص ہماری ہی عبادت میں لگے ہوئے تھے- اور ہم نے لوط کو

حُكْمًا وَّعِلْمًا

حکم اور علم دیا

ادھر ہم نے آگ کو مناسب الفاظ میں حکم دیا جن الفاظ سے ہم (خدا) ہمیشہ اپنی مخلوقات کو حکم دیا کرتے ہیں کہ اے آگ بس خبردار' تو ابراہیم کے حق میں بالکل سرد اور سلامتی والی بن جا یعنی ایسی بھی نہ ہو جائیو کہ تیری سردی سے ابراہیم کو کسی طرح کی تکلیف پہنچے چنانچہ وہ[1] ہو گئی اور انہوں نے تو اس تکلیف رسانی کا داؤ کیا تھا پر ہم نے انہیں کو ناکام اور ذلیل کیا اور ہم نے اس ابراہیم کو اور لوط سلام اللہ علیہا کو جو ابراہیم کے رشتہ میں تھے اس بابرکت زمین کی طرف باخیر و عافیت پہنچا دیا جس میں ہم نے جہان کے سب لوگوں کے لیے برکات پیدا کر رکھی ہیں اور ہم نے اس کو ایک بیٹا اسحاقؑ اور بیٹے کا بیٹا یعقوبؑ پوتا انعام بخشا اور سب کو ہم نے نیک اور صالح بنایا ایسے کہ تمام لوگوں نے ان سے ہدایت پائی اور ہم نے ان کو دین کے امام بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیک کاموں کے کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا پس وہ ان تمام احکامات کی پابندی کرتے تھے اور بڑی بات ان میں یہ تھی کہ وہ خاص ہماری ہی عبادت میں لگے ہوئے تھے اس لیے وہ اپنے مطلب میں کامیاب ہوئے- اور ہم نے لوط نبی کو دینی حکم اور علم دیا اور نبی بنا کر اس کی قوم کی طرف بھیجا جو دنیا بھر سے زیادہ بد معاشی کے کاموں میں لگی ہوئی تھی یعنی خلاف وضع فطری لونڈوں سے بدکاری کرتے تھے ایسی بد طینت قوم سے اس کو پالا پڑا تو تم سوچ لو کہ اس کو کیسی کچھ تکلیف ہوئی ہو گی-

[1] اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ ابراہیمی آگ سرد نہ ہوئی تھی بلکہ ابراہیم سلام اللہ علیہ کو آگ میں ڈالا ہی نہیں گیا تھا یہ خیال ان کا غلط ہے کیونکہ قرآن شریف میں عام سوال بتلایا گیا ہے کہ **اذا قضی امر فانما یقول له کن فیکون** یعنی یہ عام قانون ہے کہ خدا کے کن (ہو جا) کہنے سے شے مطلوبہ ہو جاتی ہے آیت زیر بحث میں رب العالمین کے کلام میں کن کا لفظ موجود ہے جس کے ذریعہ سے آگ کو سرد ہو جانے کا حکم دیا گیا ہے- پس خدائی قاعدہ مذکورہ سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آگ ضرور سرد ہوئی تھی ورنہ لازم آئے گا- کہ مخلول کا علت سے تخلف ہو گیا حالانکہ یہ غلط ہے پس نتیجہ صاف ہے کہ کن کہنے سے ضرور آگ سرد ہوئی ہو گی ہے بیرونی مباحث کہ ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں- سو ان مباحث کا تصفیہ ہم اس سے پہلے کئی ایک موقع پر کر آئے ہیں کہ مفردات اور مرکبات سب کے سب مشیت ایزدی کے ماتحت ہیں- فافہم (منہ)

وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ
اور اس بستی سے جہاں کے رہنے والے سخت بدکاری کرتے تھے ہم نے اس کو بچایا۔ کچھ شک نہیں کہ

سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۙ﴿۷۴﴾ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَنُوْحًا
وہ لوگ بہت بڑے بدکار تھے۔ اور لوط کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ نیک بندوں سے تھا۔ اور پہلے

اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ
نوح کو ہم نے نجات دی تھی جب اس نے پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کر لی پس ہم نے اس کو اور اس کے اتباع کو

الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ
بڑی گھبراہٹ کے عذاب سے بچا لیا۔ اور جن لوگوں نے ہمارے حکموں کی تکذیب کی تھی ان کے مقابلہ پر ہم نے اس کی مدد کی۔ کیونکہ وہ برے

سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ
لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ اور داؤد اور سلیمان کا واقعہ بھی ان کو سنا جس وقت وہ دونوں کھیتی کے

اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ﴿۷۸﴾
بارہ میں فیصلہ کرتے تھے جب کسی قوم کی بھیڑ بکریاں اس کھیتی میں کود پڑیں اور ہم ان کے فیصلے کے وقت وہاں حاضر تھے

مگر ہم نے اس کی حفاظت کی اور اس بستی سے جہاں کے رہنے والے سخت بدکاری لواطت کرتے تھے ہم نے اس کو بچایا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ بہت بڑے بدکار تھے ان کو تو ہم نے تباہ اور ہلاک کیا اور لوط علیہ السلام کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا بے شک وہ ہمارے نیک بندوں سے تھا اور لوط علیہ السلام سے پہلے نوح علیہ السلام کو ہم نے نجات دی تھی جب اس نے ہم کو پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کر لی پس ہم نے اس کو اور اس کے اتباع کو بڑی گھبراہٹ کے عذاب سے بچا لیا یعنی اس عذاب سے جس کے ساتھ اس کی قوم کو تباہ کیا اور جن لوگوں نے ہمارے حکموں کی تکذیب کی تھی ان کے مقابلہ پر ہم نے اس (نوح) کی مدد کی کیونکہ وہ بدمعاش اور برے لوگ تھے پس ہم نے ان سب کو پانی میں غرق کر دیا اور حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بھی ان کو سنا جس وقت وہ دونوں کسی کی کھیتی کے بارے میں فیصلہ کرتے تھے جب کسی قوم کی بھیڑ بکریاں اس کھیتی میں رات کے وقت کود پڑیں اور سب کھیت کو کھا گئیں دونوں باپ بیٹا اس مقدمہ کو سوچ رہے تھے اور ہم ان کے فیصلے کے وقت وہاں حاضر تھے یعنی ملاحظہ کر رہے تھے کہ کس طرح سے فیصلہ کرتے ہیں چونکہ ایسی نزاع کے متعلق احکام شرعیہ میں کوئی صریح حکم نہ تھا بلکہ اجتہادی مسئلہ تھا اس لیے بحکم المجتھد قد یصیب وقد یخطی حضرت داؤد سے غلطی ہو گئی[1]

---

[1] اس قصے کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں روایت آئی ہے کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اس کی بکریوں نے رات کے وقت میرا تمام کھیت کھا لیا۔ حضرت داؤد نے تمام بکریاں کھیت والے کو دلوا دیں جب وہ دونوں باہر آئے تو حضرت سلیمان سے ملے انہوں نے پوچھا کیا فیصلہ ہوا انہوں نے سنایا تو حضرت سلیمان نے (جو ان دنوں شاہزادگی میں تھے) کہا کہ اگر یہ مقدمہ میرے پاس آتا تو میں اس کو ایسے آسان طریق سے طے کرتا کہ فریقین کے حق میں مفید ہوتا۔ اس کی خبر حضرت داؤد کو بھی ہو گئی انہوں نے صاحبزادہ کو بلا کر وہ آسان طریق دریافت کیا تو صاحبزادے نے کہا کہ کھیت کی زمین بکریوں والے کو دی جائے کہ وہ اس میں زراعت کرے اور بکریاں کھیت والے کو دی جائیں کہ وہ کھیت کے تیار ہونے تک ان کا دودھ پئے پھر جب کھیت تیار ہو جائے

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ

پھر ہم نے سلیمانؑ کو یہ مقدمہ سمجھایا اور ہم نے ہر ایک کو حکم اور علم دیا تھا- ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑوں اور جانوروں

الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ

کو مسخر کیا تھا اس کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے اور بے شک ہم کر سکتے ہیں- اور ہم نے اس کو تمہارے لئے جنگی لباس بنانا سکھایا

لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾

تاکہ تم کو جنگ کے ضرر سے بچائے کیا تم ایسی نعمتوں کا شکر نہ کرو گے؟

پھر ہم (خدا) نے یہ مقدمہ سلیمان کو جو اس وقت شاہزادہ تھا سمجھا دیا- چنانچہ سلیمان نے اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری رائے میں حضور کا فیصلہ قابل نظر ثانی ہے- والد بزرگوار نے کمال انصاف سے اس پر غور کیا تو صاحبزادہ کو حق بجانب پا کر اس سے موافقت کی- اس سے تم دو نتیجے حاصل کرو ایک تو یہ کہ بڑوں کی ہر بات میں پیروی نہیں ہوتی جس بات کی غلطی واضح ہو جائے اس میں بڑوں کو بھی مطلع کر دینا چاہئے نہ کہ ہر بات میں ان کی اقتداء- دوئم یہ کہ بڑوں کو بھی چاہئے کہ اپنی بڑائی حق پسندی سے ظاہر کریں- نہ بے جا تحکم سے چھوٹوں کی بات کو حقارت سے رد کریں کہ اس بات کا قائل خرد سال ہے- داناؤں کا مقولہ ہے کہ ؎

بزرگی بہ عقل ست نہ بسال! تو نگری بدل ست نہ بمال

افسوس ہے آج کل دنیا میں عموماً اور تم عربیوں میں خصوصاً یہ دونوں وصف معدوم ہیں- کہیں تو تم دین اسلام کی تعلیم کے مقابلہ پر بڑوں کی لکیر کو پیٹتے ہوئے ماوجدنا علیہ اباءنا کہا کرتے ہو کہیں بڑی عمر کے بڈھے' پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے سے خرد سال جان کر اس کی تعلیم سے ناک چڑھاتے ہیں کہ کل کا لڑکا ہے کیا ہم اس کی پیروی کریں؟ بعض اس خیال سے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے پاس مال و دولت کی کمی ہے اتباع کرنے سے غرور کرتے ہیں اس قسم کے خیالات سب واہیات ہیں اور ہم نے ہر ایک یعنی داؤدؑ اور سلیمانؑ کو حکم اور نبوت کا علم دیا تھا مگر آخر ؎

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

ہم نے داؤدؑ پر خاص مہربانی یہ کی تھی کہ اس کے ساتھ پہاڑوں اور جانوروں کو مسخر کیا تھا ایسے کہ وہ پہاڑ اور جانور اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح پڑھتے اور ذکر کے ساتھ ذکر کرتے تھے اس بات سے تم تعجب نہ کرو بے شک ہم (خدا) ایسے کام کر سکتے ہیں ہم قادر مطلق ہیں کوئی کام ہمارے پر مشکل نہیں اس کی مثال سننا چاہو تو شیخ سعدی مرحوم کا کلام سنو

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اور سنو ہم نے اس پر یہی احسان نہیں کیا بلکہ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک قسم کے احسان کئے خصوصاً ایسے احسان جو سلطنت سے تعلق رکھتے تھے مثلاً ہم نے اسکو تمہارے لیے جنگی لباس بنانا سکھایا اور لوہے کو نرم کر دیا- داؤد سلام علیہ لوہے کی ذرہ بناتے تھے تاکہ تم کو جنگ کے ضرر سے بچائے کیا تم ایسی نعمتوں کا بھی شکر نہ کرو گے؟

تو کھیت والے کو کھیت اور بکریوں والے کو بکریاں دی جائیں- حضرت داؤد نے بھی اس فیصلے کو پسند کیا اور یہی نافذ فرمایا- بموجب روایات حدیثہ اسلام کا مسئلہ ہے کہ دن کو کھیت کی حفاظت کرنی مالک کے ذمہ ہے اور غلہ کی حفاظت رات کے وقت غلے کے مالک پر ہے- پس اگر کسی کے مویشی دن کو کسی کا کھیت چر جائیں تو مالک مویشی پر کچھ نہیں کیونکہ دن کو حفاظت کرنا مالک زراعت کا فرض ہے اور اگر رات کو کھیت چر جائیں تو مالک مویشی پر اس کھیت کی قیمت واجب الادا ہو گی کیونکہ رات کے وقت مویشیوں کی حفاظت کرنی مالک مویشی کا فرض ہے (منہ)

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ

اور ہم نے تیز ہوا کو سلیمان کے تابع کر دیا تھا وہ اس کے حکم سے اس زمین کی طرف جاتی تھی جس میں ہم نے ہر قسم کی برکتیں

وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ

پیدا کی ہیں اور ہم ہر ایک چیز کو جانتے ہیں- اور شیطانوں میں سے جو غوطہ لگاتے تھے اور اس کے سوا کئی ایک اور کام بھی

يَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى

کرتے تھے' ہم نے اس کے تابع کر دیے تھے اور ہم ان کے نگران تھے- اور ان کو ایوب کا ذکر بھی سنا

رَبَّهٗۤ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا

جب اس نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں سخت مصیبت میں ہوں اور تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے- پس اس دعا کو ہم نے قبول کیا اور جو اس کو تکلیف

مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى

تھی سب دور کر دی اور اس کو اس کا عیال دیا اور محض اپنی مہربانی سے اور عابد لوگوں کو نصیحت کے لئے

لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾

ان کے ساتھ اتنے اور بھی دیے- اور اسمٰعیل ادریس اور ذوالکفل کا ذکر ان کو سنا کہ وہ تمام صابروں کی جماعت سے تھے

وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ

ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا تحقیق وہ نیکوں کی جماعت سے تھے اور مچھلی والے کا ذکر سنا جب وہ خفا ہو کر

اور سنو ہم نے تیز ہوا کو سلیمان کے تابع کر دیا تھا وہ اس کے حکم اور تدبیر سے اس زمین کی طرف جاتی تھی جس میں ہم نے ہر قسم کی برکتیں پیدا کی ہیں یعنی ملک شام اور ہم ہر ایک چیز کو جانتے ہیں کوئی چیز ہمارے حکم اور علم کے احاطہ سے باہر نہیں ہو سکتی اور شیطانوں یعنی شریر جنوں میں سے جو سمندر میں غوطہ لگاتے تھے اور اس کے سوا کئی ایک اور کام بھی کرتے تھے ہم نے اس کے تابع کر دئے تھے اور ہم ان کے نگران تھے کہ سرکشی نہ کریں یہ سب کرشمات قدرت ظاہر بینوں کی نگاہ میں گو نا قابل وقوع لیکن دور بینوں کی نظروں میں خدا کی قدرت کے سب ماتحت ہیں یہی وجہ ہے کہ سلسلہ رسالت میں ایسے امور کا وقوع عموماً مانا گیا ہے پس ان کو حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر بھی سنا جب اس نے اپنے پروردگار رب العالمین سے دعا کی کہ الٰہی میں سخت مصیبت میں ہوں مجھے از حد تکلیف پہونچی ہے کہ تمام بدن پر بیماری غلبہ کر گئی ہے- اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے پس اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ اس مخلص بندہ کی پکار کو ہم نے قبول کیا اور جو اس کو تکلیف تھی سب دور کر دی اور اس کو اس عیال جو بوجہ جدائی کے یا مر جانے کے جدا ہو گیا تھا دیا اور محض اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ اتنے اور دئے اور نیک بختوں عابدوں کی نصیحت کے لیے تاکہ وہ سمجھیں کہ خدا کسی کی محنت اور دعا کو ضائع نہیں کیا کرتا اور حضرت اسماعیل ادریس اور ذوالکفل نبی علیہم السلام کا ذکر بھی ان کو سنا کہ وہ تمام صابروں کی جماعت سے تھے- مصیبت کے وقت چلائے نہ تھے خوشی پر اترائے نہ تھے- ہم (خدا) نے ان کو برگزیدہ بنایا اور اپنی رحمت میں داخل کیا- تحقیق وہ نیکوں کی جماعت سے تھے اسی لیے ان کا حال بھی تم کو سنایا جاتا ہے کہ تم بھی ان کی پیروی کرو- اسی طرح حضرت یونس مچھلی والے کا ذکر ان کو سنا جب وہ قوم کی سرکشی پر خفا ہو کر وطن سے چلا گیا

مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ
چلا گیا اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر سخت گیری نہ کریں گے پس اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود

سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ
نہیں تو پاک ہے بے شک میں ہی ظالموں میں سے ہوں- پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو غم سے نجات بخشی

وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا
اور اسی طرح ہم ایمانداروں کو نجات دیتے ہیں- اور زکریا کا ذکر سنا جب اس نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار تو مجھے

وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ
اکیلا نہ چھوڑ اور تو ہی سب سے اچھا وارث ہے پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو یحییٰ بخشا اور اس کی عورت کو درست کر

زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا
دیا اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور توقع اور خوف سے ہم ہی کو پکارتے تھے اور ہم سے

لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝
ڈرا کرتے تھے

اور سمجھا تھا کہ ہم اس کے اس نکلنے پر سخت گیری نہ کریں گے کیونکہ بروں کی صحبت میں رہنے کی عموماً ممانعت ہے اس عام حکم سے اس نے از خود یہ نتیجہ نکالا کہ بغیر صریح اجازت کے چلا جانا موجب عتاب نہ ہو گا مگر چونکہ نبی کے لیے جب تک بالخصوص حکم نہ پہنچے قوم کو چھوڑ ہجرت کرنا جائز نہیں ہوتا اس لیے وہ مچھلی کے پیٹ میں پھنس گیا تو پھر اس نے مچھلی کے پیٹ اور پانی اور بادلوں کے ان گنت اندھیروں میں ہم کو پکارا کہ خداوند تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی سب کا معبود مطلق ہے جو کچھ میرے ساتھ پیش آیا ہے سب میری ہی شامت اعمال ہے ورنہ خداوند تو کسی بندے پر ناحق ظلم کرنے سے پاک ہے بے شک میں ہی ظالموں سے ہوں کچھ تو یہ دعا ہی پر مضمون تھی جو سب مطالب کو شامل تھی اس پر حضرت یونس کے اعلیٰ درجہ کے اخلاص نے اور ہی اثر کیا پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو غم دہم سے جو مچھلی کے پیٹ میں پھنس جانے سے اس پر وارد ہوا تھا' نجات بخشی اور اسی طرح ہم اس دعا کی برکت اور تاثیر سے ہمیشہ ایمانداروں کو ایسے غموں سے نجات دیتے ہیں اور حضرت زکریاؑ کا ذکر بھی ان کو سنا جب اس نے اپنے پروردگار سے دعا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے اکیلا بے اولاد نہ چھوڑ بلکہ کوئی لائق بیٹا مرحمت فرما جو دین کا خادم ہو- اور یوں تو میں جانتا ہوں کہ تو ہی سب وارثوں سے اچھا وارث ہے دین کا وارث بھی تو ہی ہے اور دنیا کا بھی تو ہی لیکن دنیا میں تو اپنے بندوں ہی سے کام لیا کرتا ہے میرے حال پر مہربانی کر کے ایک لڑکا عنایت فرما پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اس کو یحییٰ نام کا ایک بیٹا بخشا اور اس کی عورت جو بانجھ تھی درست کر دیا یعنی قابل اولاد بنا دیا- ان بڑے لوگوں میں یہ تو کوئی بات نہ تھی جیسا بعض بیوقوفوں کا خیال ہے کہ ان کو کسی خدائی کام میں بھی دخل تھا- ہرگز نہیں- ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور اڑے کاموں میں توقع اور خوف سے ہم ہی کو پکارتے تھے- اور ہم (خدا) ہی سے ڈرا کرتے تھے- ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک اللہ کے بندے نیک دل گزرے ہیں جن سے مخلوق کو ہدایت ہوتی تھی-

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾

اس عورت کا ذکر بھی سنا جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تھا پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونکی تھی اور ہم نے اس کے بیٹے کو تمام لوگوں

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ

کے لئے بڑا نشان بنایا تھا یہ تمہارا ایک ہی گروہ ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس تم میری ہی عبادت کرو- اور آپس کے تعلقات توڑ دیے

بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

سب نے ہماری ہی طرف پھر کر آنا ہے- پھر جس کسی نے ایمانداری کے ساتھ نیک کام کئے ہوں گے ان کی کوشش کی

فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿۹۴﴾ وَحَرٰمٌ عَلٰي قَرْيَةٍ

بے قدری نہ ہوگی اور ہم اس کے اعمال کے لکھنے والے ہیں- جس بستی کو ہم ہلاک

اَهْلَكْنٰهَآ

کرتے ہیں

مردوں کے علاوہ اس عورت (صدیقہ مریم) کا ذکر بھی ان کو سنا جس کو ناپاک لوگ (یہودی) مطعون کرتے ہیں- حالانکہ اس نے اپنی شرم گاہ کو محفوظ رکھا تھا پھر ہم نے اس مریم میں اپنی ایک مخلوق روح[1] پھونکی تھی جس سے اس کا بیٹا مسیح سلام اللہ علیہ پیدا ہوا اور ہم (خدا) نے اس کو اور اس کے بیٹے مسیح کو اس دنیا کے تمام لوگوں کے لیے بہت بڑا نشان بنایا تھا- کیونکہ اس کی ولادت بے باپ ہوئی تھی جو عموماً سلسلہ تناسل بنی آدم کے خلاف تھی مگر خیر اصل بات جس کے لیے یہ سب واقعات تم لوگوں کو بتائے گئے ہیں یہ انبیاء کا گروہ تمہارا ایک ہی گروہ ہے ایک ہی ان کی بات تھی یعنی تم تمام لوگ میرے (خدا) کے بندے ہو اور میں (خدا) تمہارا پروردگار ہوں- پس تم میری ہی عبادت کیا کرو ورمرادپاجاؤ مگر افسوس ہے کہ تمہاری نسبت تو کیا کہنا ہے- خود انہی کو دیکھو جن میں یہ نبی آئے تھے انہوں نے کیا کیا انبیاء کی بے فرمانی کی اور آپس کے تعلقات بھی توڑ دئے جو لوگ ایمان لاتے چاہے ان کے کیسے ہی عزیز واقارب کیوں نہ ہوتے وہ انکے بھی دشمن جان ہو جاتے خیر سب نے ہماری ہی طرف پھر کر آنا ہے پھر وہاں تو صاف ہی فیصلہ ہے کہ جس کسی نے ایمانداری کے ساتھ نیک کام کئے ہونگے ان کی کوشش کی بے قدری نہ ہوگی اور ہم (خدا) خود اسکے اعمال کو لکھنے والے ہیں یعنی محفوظ رکھ کر نیک جزادیں گے مگر ان نادانوں کے دل ودماغ میں عجب خبط سمایا ہوا ہے کہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ مرے سوگئے یہ نہیں جانتے کہ جس بستی کے لوگوں کو ہم (خدا) ہلاک کرتے ہیں یعنی مارتے ہیں

---

[1] عیسائی لوگ اس آیت اور اس قسم کی اور آیات سے عموماً دلیل لایا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح (معاذ اللہ) خدا تھا- کیونکہ اس کو روح اللہ کہا گیا ہے- مگر وہ قرآن شریف کے محاورے کو غور سے نہیں دیکھتے کہ اس قسم کی اضافات سے مطلب کیا ہوتا ہے- سورہ سجدہ میں عام انسانوں کے لیے بھی یہی اضافت روح کی اللہ کی طرف آئی ہے چنانچہ ارشاد ہے **بدء خلق الانسان من طین ثم جعل نسله من سلالته من ماء مهین ثم سواه ونفخ فیه من روحه** یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کے سلسلہ کو نطفہ سے جاری کیا پھر اس کو درست اندام بنایا پھر اس میں اپنی روح پھونکی- اس جگہ عام انسانی پیدائش کی ابتدا اور سلسلہ کا ذکر ہے پس اگر آیت زیر تفسیر سے مسیح کی الوہیت ثابت ہوتی ہو تو اس قسم کی آیات سے تمام انسانوں کی الوہیت ثابت ہوگی پھر اگر مسیح بھی ایسے ہی خدا اور الٰہیہ تھے جیسے کہ سب انسان ہیں تو خیر اس کے ماننے میں کسی کو کلام نہیں پس آیت موصوفہ کے معنے وہی ہیں جو ہم نے لکھے ہیں- فافہم (منہ)

اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۹۵﴾ حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ

ممکن نہیں کہ وہ ہماری طرف پھر کر نہ آئیں پس جب یاجوج ماجوج کی روک کھول دی جائے گی اور وہ ہر ایک بلندی سے ڈھلکتے

حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِىَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ

ہوئے چلے آئیں گے اور سچا وعدہ قریب آجائے گا تو کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی کہتے ہوں

كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِىْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾ اِنَّكُمْ وَمَا

گے ہائے ہماری کم بختی ہم اس سے بالکل بے خبر تھے بلکہ سراسر ظلم کرتے تھے۔ تم اور تمہارے معبود

تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ

جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہو تم لوگ اس میں داخل گے۔ اگر یہ لوگ سچے

هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ

معبود ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے۔ اور سب اس میں ہمیشہ رہیں گے وہ سخت چلائیں گے اور اس میں کسی

فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

کی نہ سنیں گے اس میں شک نہیں کہ جن کے حق میں ہماری طرف سے نیک وعدہ گزر چکا ہے اس دوزخ سے دور بیٹھے رہیں گے

ممکن نہیں کہ وہ ہماری طرف پھر[1] کر نہ آئیں۔ پس جب یاجوج ماجوج کی روک کھول دی جائے گی اور وہ ہر ایک بلندی سے ڈھلکتے ہوئے چلے آئیں گے اس وقت آثار قیامت ظاہر ہوں گے اور سچا وعدہ قریب آجائے گا تو کافروں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ کہتے ہوں گے ہائے ہماری کم بختی ہم اس تکلیف شدید سے بالکل بے خبر تھے۔ بلکہ سراسر ظلم کرتے رہے آج کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اس کلام کی سچائی دیکھ رہے ہیں جو ہم کو دنیا میں سنایا گیا تھا جس پر ہم کو سخت طیش آتا تھا جب مسلمان کہتے تھے کہ تم اور تمہارے معبود جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہو یہ بھی کہتے تھے کہ تم لوگ اس میں داخل ہو گے یہ بھی ہم ان سے سنتے تھے کہ اگر یہ لوگ تمہارے معبود جن کو آج تم جہنم میں داخل دیکھتے ہو سچے معبود ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے حالانکہ عابد اور معبود سب کے سب اس میں نہ صرف داخل ہوں گے بلکہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اس میں ان کو کسی طرح کا آرام نہ ہو گا۔ کیونکہ وہاں کا عام قاعدہ ہے کہ جو لوگ اس میں داخل ہوں گے وہ تکلیف کے مارے سخت چلائیں گے اور اس چلاہٹ میں کسی کی نہ سنیں گے بلکہ اپنا ہی دکھڑا روتا روئیں گے ہاں اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ان مصنوعی معبودوں میں نیک کردار ہیں یعنی جن کے حق میں ان کے اعمال صالحہ کی وجہ سے ہماری طرف سے نیک وعدہ گزر چکا ہے کیونکہ وہ نہ تو خود ہی شرک کی تعلیم دے گئے نہ اپنی عبادت کرانے پر وہ راضی تھے بلکہ لوگوں نے خواہ مخواہ ان کو یہ رتبہ دے رکھا ہے جیسے حضرت مسیح علیہ السلام اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ یہ لوگ اس دوزخ اور دوزخ کی جملہ تکالیف سے دور ہٹے رہیں گے۔

---

[1] اس آیت کو مرزا صاحب قادیانی نے اپنے معمولی زور اور لفاظی سے حضرت مسیح کی وفات پر دلیل سمجھا ہے کہتے ہیں اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو موت آگئی دنیا کی طرف ان کا رجوع حرام ہے۔ حالانکہ ان معنے سے آیت میں لا کے معنے کچھ نہیں بنتے۔ ہم نے جو معنے کئے ہیں وہ لفظی اور صرفی نحوی قاعدے سے ٹھیک ہیں حرام کے معنے نہ پھیریں گے پس ہماری معنے ناممکن کے ہیں لا یرجعون کے معنے صحیح ہوئے اور مرزا صاحب کے معنے غلط (منہ)

لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا ۖ وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ
اس کی بھنک بھی ان کے کانوں میں نہ پڑے گی بلکہ وہ اپنی من مانی خواہشوں میں ہمیشہ رہیں گے- ان کو بڑی گھبراہٹ
الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ
پریشان نہ کرے گی اور ان کی ملاقات کو فرشتے یہ کہتے ہوئے آویں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا آپ لوگوں کو وعدہ دیا جاتا تھا جس روز
نَطْوِي السَّمَاءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۚ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا
ہم آسمانوں کو لپیٹ لیں گے جس طرح مکتوبات جمع کر کے لپیٹے جاتے ہیں- جیسا ہم نے پہلے مخلوق کو پیدا کیا تھا اسی طرح ان کو لوٹائیں گے
عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ
یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے بیشک ہم کرنے والے ہیں- اور زبور میں ہم نے بعد ضروری نصیحت کے لکھ دیا تھا کہ (جنت) کی زمین کے وارث میرے
يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٠٥﴾ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عَابِدِينَ ﴿١٠٦﴾ وَمَا
پرہیز کار بندے ہوں گے اس قرآن میں بلاشبہ عبادت کرنے والوں کے لئے تبلیغ ہے ہم نے تجھ
أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ
کو اے رسول تمام لوگوں پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے تو کہہ کہ میری طرف بس یہی الہام ہوتا ہے کہ تم سب لوگوں کا معبود ایک ہی ہے
فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ﴿١٠٨﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ أَدْرِي
تو کیا تم اس کے تابع فرمان نہ ہوں گے پھر اگر وہ روگردانی کریں تو تو ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کو یکساں طور پر ڈرا چکا ہوں

ایسے کہ اس کی بھنک بھی ان کے کانوں میں نہ پڑے گی بلکہ وہ اپنی من مانی خواہشوں اور لذتوں میں ہمیشہ رہیں گے ان کو قیامت کی بڑی گھبراہٹ پریشان نہ کرے گی اور ان کی ملاقات کو فرشتے یہ کہتے ہوئے آئیں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا آپ لوگوں کو وعدہ دیا جاتا تھا- یہ کب ہو گا؟ جس روز ہم (خدا) آسمانوں کو لپیٹ لیں گے ایسے کہ جس طرح مکتوبات جمع کر کے لپیٹے جاتے ہیں یعنی تمام دنیا پر اس روز حکومت الٰہی ایسی ہو گی کہ کوئی ایک فرد بھی دعویدار حکومت نہ ہو گا جیسا ہم نے پہلے مخلوق کو پیدا کیا تھا اسی طرح ان کو دوبارہ لوٹائیں گے یہ وعدہ ہمارے ذمہ ہے بے شک ہم کرنے والے ہیں اس لیے ہم نے اس بات کی اطلاع بندوں کو دے رکھی ہے اور زبور میں جو حضرت داؤد پر کتاب اتری [illegible] بعد ضروری نصیحت کے ہم نے لکھ دیا تھا کہ جنت کی زمین کے وارث میرے پرہیز گار بندے ہوں گے- اب بھی اس کلام پاک قرآن شریف میں بلاشبہ عبادت کرنے والوں کے لیے تبلیغ ہے- جو اللہ کے بندے ہو کر رہتے ہیں وہ عوض پائیں گے- اسی لیے تو ہم نے تجھ کو اے رسول علیہ السلام تمام لوگوں کو ہدایت اور رحمت کرنے کے لیے بھیجا ہے پس تو ان سے کہہ کہ میری تعلیم کا خلاصہ دو حرفہ ہے میری طرف بس یہی الہام ہوتا ہے کہ تم سب لوگوں کا معبود ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے تو کیا تم اس کے تابع فرمان نہ ہو گے پھر یہ سن کر اگر وہ اس سے روگردانی کریں اور تیری نہ سنیں تو تو ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کو یکساں طور پر بلا رورعایت ڈرا چکا ہوں اور سب کو بے لگی لپٹی سنا چکا ہوں لیکن اگر تم یہ پوچھو کہ شرک کفر دیگر بد اطواریوں پر آنے والی آفت کب آئیگی تو اس کی مجھے بھی خبر نہیں-

اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا

اور اسکی مجھے خبر نہیں کہ جس عذاب کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا بعید- کچھ شک نہیں کہ وہ بلند آواز کو جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو

تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ

اسے بھی جانتا ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ یہ شاید کچھ ابتلا ہے اور ایک خاص وقت تک تم کو فائدہ پہنچانا ہے- کہا اے میرے پروردگار تو حق فیصلہ

بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

فرما اور ہمارا پروردگار بڑا رحم کرنے والا ہے اور تمہاری باتوں پر جو تم کہتے ہو اسی سے مدد چاہی جاتی ہے

سورت الحج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ﴿۱﴾ یَوْمَ

لوگو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو- کچھ شک نہیں اس گھڑی کی ہلچل ایک عظیم چیز ہے جس روز

تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ

تم اس کو دیکھو گے تو دودھ پلانے والی مائیں اپنی اولاد کو جسے

کہ جس عذاب کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا بعید- کچھ شک نہیں کہ وہ اللہ بلند آواز کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہے اور اس کے سوا کوئی بھی نہیں جو اس جاننے میں اس کا شریک ہو سکے مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ مہلت اور چند روزہ آسانی تمہارے حق میں کس حکمت پر مبنی ہے شاید کچھ ابتلا ہے اور ایک خاص وقت تک تمہاری زندگی کی انتہا تک تم کو فائدہ پہنچانا منظور الٰہی ہے یہ کہہ کر رسولؐ نے دعا میں کہا کہ اے میرے پروردگار تو حق فیصلہ فرما اور یہ بھی کہہ کر ہمارا پروردگار بڑا رحم کرنے والا ہے اور تمہاری فضول باتوں پر جو تم کہتے ہو اسی سے مدد چاہی جاتی ہے پس اسی کی مدد سے بیڑا پار ہے

جو کچھ ہوا کرم سے تیرے! جو ہو گا وہ تیرے ہی کرم سے ہو گا

سورت الحج

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا نہایت مہربان ہے

لوگو سنو ایک کام تم کو ایسا بتلاتے ہیں جس پر کاربند ہونے سے تم فلاح دارین پا جاؤ وہ یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو ایسے ڈرو کہ ہر وقت تمہاری رفتار و گفتار سے یہی معلوم ہوا کرے کہ تم اس مالک الملک کی رضا جوئی میں ہو کوئی کام حوصلہ سے ایسا نہ کر گزرو جس سے وہ ناراض ہو کیونکہ اس کی ناراضگی کا اثر گو تم اس دنیا میں محسوس کرنے سے انکاری ہو لیکن ایک وقت یعنی قیامت کی گھڑی آنے والی ہے- جس میں تم انکاری نہ ہو سکو گے کچھ شک نہیں کہ اس گھڑی کی ہلچل ایک عظیم الشان چیز ہے جس روز تم اس کو دیکھو گے تو دودھ پلانے والے مائیں اپنی اولاد کو' جسے انہوں نے دودھ پلایا ہو گا' بھول جائیں گی بس یہی ایک نشان اس کی عظمت شان بتلانے کو کافی ہے اور بھی سننا چاہو

وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى

انہوں نے دودھ پلایا ہوگا بھول جائیں گی ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی اور تم سب لوگوں کو متوالے دیکھو گے۔ حالانکہ وہ متوالے نہ ہوں گے

وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ﴿۲﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ اور بعض لوگ محض جہالت سے اللہ کی شان میں جھگڑتے ہیں اور

وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَ

سرکش شیطانوں کی پیروی کرتے ہیں۔ خدا نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ جو کوئی اس سے دوستی لگائے گا تو وہ ضرور

يَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ

اس کو گمراہ کرے گا۔ اور دوزخ کے عذاب کی طرف اس کو لے جائے گا۔ اے لوگو اگر تم جی اٹھنے میں شک کرتے ہو تو ہم نے

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ

تم کو مٹی سے بنایا، پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے، پھر مضبوط گوشت سے اور خام گوشت

وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ

سے پیدا کرتے ہیں تاکہ تمہارے لئے واضح کریں

تو سنو ہر حاملہ مادہ انسان ہو یا حیوان اپنا حمل گرا دے گی اور مارے دہشت کے تم سب لوگوں کو متوالے دیکھو گے حالانکہ وہ متوالے نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا جس نے ان کی عقلوں پر ایسا اثر پہنچایا ہوگا کہ مارے اندوہ و غم کے متوالے نظر آئیں گے جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے ہوں گے اور خدا سے ان کو خاص قسم کا بندگانہ نیاز ہوگا وہ اس روز فلاح پائیں گے۔ مگر بعض لوگ جو اس روحانی راز سے ناواقف ہیں۔ وہ بجائے تعمیل ارشاد کے محض جہالت سے اللہ کی شان میں کج ادائی سے جھگڑتے ہیں اور خواہ مخواہ کے سوالات، کبھی تو خدا کی ذات کی نسبت، کبھی اس کی صفات کی نسبت اٹھاتے ہیں بلکہ یہاں تک بھی کہہ اٹھتے ہیں کہ اگر خدا نے سب کو پیدا کیا ہے تو خدا کو کس نے پیدا کیا ہے ایسے ایسے بیہودہ خرافات اعتراضات کرنے میں سرکش شیطانوں کی پیروی کرتے ہیں جس طرح وہ ان کی القاء کرتے ہیں ان کے کہنے پر چلتے ہیں جس کی نسبت خدا نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ جو کوئی اس سے دوستی لگائے گا یا اس کی پیروی کرے گا تو وہ ضرور اس کو گمراہ کرے گا اور دوزخ کے عذاب کی طرف اس کو لے جائے گا۔ عذاب کا ذکر سن کر عموماً عرب کے مشرک سر اٹھا اٹھا کر سوال کرتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مر کر پھر زندہ ہوں سو ایسے لوگوں کے سمجھانے کو تو اے رسول کہہ دے کہ اگر تم دوبارہ جی اٹھنے میں شک کرتے ہو اور تم کو یہ سوالات اٹھتے ہیں کہ کیونکہ دوبارہ زندہ ہوں گے تو تم غور کرو کہ ہم نے تم کو یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے بنایا پھر تمہارا سلسلہ نطفہ سے چلایا ایسا کہ نطفہ کو رحم میں ٹکاتے ہیں پھر اس کو خون بناتے ہیں پھر خون کو جما ہوا لوتھڑا بناتے ہیں پھر لوتھڑے سے ترقی دے کر خام گوشت سے پیدا کرتے ہیں یہ تم کو اس لیے سناتے ہیں تاکہ تم پر اپنی قدرت کے کرشمے واضح کر دیں اور تم کو یقین ہو جائے کہ جس قادر قیوم خدا نے اتنے بڑے بڑے کام کئے ہیں اس کی کمال قدرت سے یہ کیا بعید ہے کہ تم کو مرنے کے بعد زندہ کر دے۔

وَنُقِرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا

اور ہم تم کو رحموں میں ایک مقررہ وقت تک ٹھہرا رکھتے ہیں پھر تم کو نکالتے ہیں ایسے حال میں کہ تم طفل ہوتے ہو

أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن

پھر ہم تم کو طاقت دیتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ اور بعض تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں اور بعض انتہائی کمی عمر تک پہنچتے ہیں کہ بعد علم

بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ

کے وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ اور تم زمین کو خشک دیکھتے ہو پھر جب اس پر پانی اتارتے ہیں تو لہلہاتی ہے

وَرَبَتْ وَأَنبَتَتْ مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي

اور پھولتی ہے ہر قسم کی خوشنما انگوریاں نکالتی ہے۔ یہ بے شک اللہ ہی برحق ہے اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کرے

الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ

گا اور یہ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں

يَبْعَثُ مَن فِي الْقُبُورِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ

اور یہ کہ اللہ مردوں کو جو قبروں میں پڑے ہیں اٹھائے گا بعض لوگ بغیر علم کے اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے

بیشک وہ قدرت رکھتا ہے اور سنو ہم تم کو ماؤں کے رحموں میں ایک مقررہ وقت ٹھیرا رکھتے ہیں۔ پھر تم کو تمہاری ماؤں کے رحموں سے نکالتے ہیں ایسے حال میں کہ تم بالکل ایک بے سمجھ طفل ہوتے ہو جو کچھ بھی تو نہیں جانتے۔ اس بے خبری اور بے سمجھی کے علاوہ طاقت اور زور کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ آدمی تو آدمی کوئی چیونٹی بھی میاں صاحب کے کاٹ لے تو اسے بھی ہٹا نہ سکے۔ اس ناتوانی کو دیکھو پھر اس شاہ زوری کو بھی ملاحظہ کرو۔ جو ہم تم کو جوانی کے عالم میں طاقت دیتے ہیں تاکہ تم اپنی کمال جوانی کو پہنچ جاؤ۔ اور جو کام اس وقت میں تم کو کرنے ہوتے ہیں کر سکو۔ بعض تم میں سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں اور بعض انتہائی کمی عمر تک پہنچتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ بعد حصول علم اور واقفی کے انکو خبر نہیں رہتی۔ اور وہ کچھ بھی نہیں جانتے بلکہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہمیں کیا ہو گیا۔ ناطاقتی کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ گویا یہ شعر ان کے حق میں مبالغہ نہیں

ہائے اس ضعف نے یہ شکل بنائی میری نبض چلتی ہے تو پستی ہے کلائی میری

اس دلیل سے تم اس مطلب پر (کہ خدا مردوں کو زندہ کر سکتا ہے) نہ پہنچ سکو تو اور سنو بارش سے پہلے تم زمین کو خشک بنجر پڑی دیکھتے ہو پھر جب ہم اس پر پانی اتارتے ہیں تو لہلہاتی ہے اور بڑھتی پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوش نما انگوریاں نکالتی ہے۔ یہ سب واقعات اس نتیجہ پر پہنچانے والے ہیں کہ بیشک اللہ ہی معبود برحق ہے۔ اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے اور یہ بھی کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یہ بھی اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ دنیا کی بے ثباتی اور عدم استقلالی اس بات کی کافی شہادت ہے کہ اخیر ایک روز اس کا ایسا زوال ہو گا کہ کوئی خبر بھی نہ رہے گی۔ اور یہ بھی اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو جو قبروں میں پڑے ہیں یا پانی میں ڈوبے ہیں یا ہوا میں مل گئے ہیں سب کو اٹھائے گا اتنے دلائل سن کر بھی بعض لوگ محض جہالت سے بغیر علم کے

وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۸﴾ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا

اللہ کی شان میں متکبرانہ پہلو پھیر کر جھگڑا کرتے ہیں- تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے

خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ

اور قیامت کے روز ہم ان کو عذاب دوزخ چکھا دیں گے- یہ تمہارے ہاتھوں کی کرتوتوں سے ملا ہے اور اللہ

اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ

بندوں پر ظلم روا نہیں رکھتا- بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کی عبادت کنارے پر ہو کر کرتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی

ع ۱۰ / ۸

اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ

فائدہ پہنچ جائے تو تسلی پا جاتے ہیں اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچے تو برگشتہ ہو جاتے ہیں- ان لوگوں نے دنیا اور آخرت میں

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

خسارہ اٹھایا یہی تو بڑا نقصان ہے- اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو پکارتے ہیں

يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ

جو نہ ان کو ضرر دے سکیں نہ نفع پہنچا سکیں یہی پرلے درجے کی گمراہی ہے- ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جن کا ضرر نفع سے

مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ

قریب تر ہے

اور بغیر ہدایت کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے اللہ کی شان میں محض متکبرانہ طور سے پہلو پھیر کر جھگڑا کرتے ہیں- الٰہیات کے باریک مسائل اور روحانیت کے نکات غامضہ کو اپنی موٹی عقل سے حل کرنا چاہتے ہیں- منہ پھاڑ پھاڑ کر خدا کی پاک کتاب پر معترض ہوتے ہیں تاکہ عوام کو اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور شیطانی دام بچھادیں- پس یاد رکھیں ان کے لیے دنیا میں ذلت ہے اور قیامت کے روز ہم ان کو عذاب دوزخ کا مزہ چکھادیں گے- اس وقت ان کو کہا جائے گا کہ یہ روز بد تم کو تمہارے ہاتھوں کی کرتوتوں سے ملا ہے اور جانو کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم روا نہیں رکھتا یہ سن کر بھی بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت گویا ایک کنارہ پر ہو کر کرتے ہیں یعنی خود مطلبی سے پھر اگر ان کو کوئی فائدہ پہنچ جائے چند روزہ نماز پڑھنے اور دعا کرنے سے معقول روزگار مل جائے تو بس پھر تو تسلی پا جاتے ہیں- اور سمجھتے ہیں کہ خدا بھی کوئی زندہ طاقت ہے اور اگر ان کو کوئی تکلیف پہنچے جو مقدر سے پہنچنی تھی تو جھٹ دین سے برگشتہ ہو جاتے ہیں سچ پوچھو تو ان لوگوں نے دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ اٹھایا- دنیا میں جس عزت سے ان کو رہنا چاہئے تھا وہ عزت انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کھودی آخرت کو تو بالکل ہی برباد کر دیا- اسی واسطے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ یہی صریح اور بدیہی نقصان ہے بھلا اس سے بھی زیادہ کوئی نقصان ہو سکتا ہے کہ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کو آڑے وقت پکارتے ہیں جو نہ ان کو ضرر دے سکے نہ نفع پہنچا سکیں خدا کے سوا جتنی مخلوق ہے سب کی یہی کیفیت ہے کہ کوئی بھی کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہے یہی تو پرلے درجے کی گمراہی ہے اس سے زیادہ گمراہی کیا ہو گی کہ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جن کو پکارنے کا ضرر نفع سے قریب تر ہے-

لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ایسے دوست بھی برے اور ایسا کنبہ بھی برا جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾

اللہ ان کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں بے شک اللہ جو ارادہ کرے کردیتا ہے

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ

جو کوئی یہ گمان کئے بیٹھا ہے کہ خدا دنیا اور آخرت میں اس کی مدد نہ کرے گا تو اسے چاہئے کہ اوپر کی چھت کی طرف

اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَكَذٰلِكَ

ایک رسی تانے پھر اسی رسی کو کاٹ ڈالے پھر وہ دیکھے کہ اس کی اس تدبیر سے اس کا رنج و غم دفع ہو جائے گا؟ اسی طرح ہم نے

اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ

اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے ہیں اور خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ایماندار مسلمان یہودی صابی

هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ

عیسائی مجوسی اور مشرک

یعنی پکارنے سے ان کے خیال میں جو فائدہ ہوتا ہے وہ تو جب ہو گا تب ہو گا- سر دست تو معدوم ہے- مگر چونکہ ان کا پکارنا سرے سے ناجائز ہے اس لیے اس موہومی فائدے سے پہلے اس فعل بد کا گناہ تو ان پر لعنت کے طوق کی طرح چمٹ گیا- اسی لیے ایسے دوست بھی برے اور ایسا کنبہ بھی برا- جو ایسے برے کاموں کی طرف محرک ہوں مگر جو لوگ اللہ کے نیک بندے ہیں یعنی اللہ کے حکموں پر ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں اللہ ان کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں- بیشک اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرے کر دیتا ہے اس کے ارادے کو کوئی مانع نہیں ہو سکتا- نہ وہاں دولت مندوں کی دولت کی وجہ سے عزت ہے نہ غریبوں کی غربت کے سبب سے ذلت ہے- وہ تو سب کا مالک ہے سب کا نگران حال ہے جو کوئی اپنے خیال میں یہ گمان کئے بیٹھا ہے کہ خداوند دنیا اور آخرت میں اس کی مدد نہ کرے گا بلکہ یوں ہی نسیامنسیا کر دے گا یہ درست نہیں بلکہ خدا اپنی کسی مخلوق کو نہیں بھولتا تاہم اتنا سمجھانے سے کسی کی تسلی نہ ہو اور وہ خدا کی نسبت بدگمان ہی ہو تو اسے چاہئے کہ اوپر چھت کی طرف ایک رسی تانے جس کے ساتھ اپنی پھانسی لگائے پھر اس رسی کو کاٹ دے جس کے کٹنے سے وہ زمین پر گر کر مر جائے گا- پھر وہ دیکھے کہ اس کی اس تدبیر سے اس کا رنج و غم جو خدا کی ذات کی نسبت کر رہا تھا رفع دفع ہو جائے گا؟ مطلب یہ کہ اگر کوئی شخص خدا کی نسبت ایسا بدگمان ہے کہ خدا اس کی فریاد رسی نہیں کرتا اس کی حاجات بر آری سے بے پرواہ ہے تو ایسے شخص کو چاہئے کہ اپنی زندگی کی فکر کرے- کیونکہ اس کی ایسی زندگی جو خدا سے اسے بدگمان کرتی ہو موت اس سے بہتر ہے تاکہ اس کو پوری حقیقت معلوم ہو سکے اور جان لے کہ میں غلطی پر تھا- اسی طرح ہم (خدا) نے اس قرآن میں کھلے کھلے احکام نازل کئے ہیں پس تم ان پر عمل کرو اور دل سے جانو کہ خدا جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جو اس کی ہدایت سے فائدہ لینا چاہیں انہیں چاہئے کہ صاف دل سے اس کی فرمانبرداری پر کمربستہ ہو جائیں- ہاں بنی آدم میں جو مذہبی اختلاف ہے ایماندار مسلمان- یہودی- صابی یعنی بے دین خود رائے عیسائی- مجوسی- آتش پرست اور بت پرست مشرک

إِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿١٧﴾
بے شک خدا قیامت کے روز ان میں بیّن فیصلہ کرے گا اللہ ہر ایک چیز پر خود حاضر ہے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَ
کیا تو نہیں دیکھتا کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور سورج اور چاند

الْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ وَكَثِيرٌ
ستارے، پہاڑ درخت چار پائے اور بہت سے انسان بھی خدا ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور بہت

حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّكْرِمٍ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا
سے لوگوں پر عذاب واجب ہو چکا ہے اور جس کو خدا ہی ذلیل کرے تو اس کو کوئی بھی عزت نہیں دے سکتا کچھ شک نہیں کہ خدا جو کچھ

يَشَاءُ ﴿١٨﴾ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ز
چاہتا ہے کر دیتا ہے یہ لوگ دو مخالف گروہ ہیں اپنے پروردگار کی شان میں جھگڑتے ہیں

بیشک خدا قیامت کے روز ان میں بیّن فیصلہ کرے گا- ایسا کہ کسی کو اس فیصلے میں چون چرا کی گنجائش نہ رہے گی- اس اللہ کو کسی کے بتلانے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ ہر ایک چیز کو خود ملاحظہ کر رہا ہے اس کی قدرت کا کرشمہ تمام دنیا میں نظر آرہا ہے- کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے یعنی فرشتے وغیرہ- اور جو مخلوق زمین میں ہے اور سورج- چاند- ستارے- پہاڑ- درخت- چارپائے اور بہت سے انسان بھی خدا ہی کو سجدہ کرتے ہیں- اسی کی فرمانبرداری کرتے ہیں- اسی سے مانگتے ہیں اسی کو اپنا معبود جانتے ہیں جس طرح تم انسانوں کو دیکھتے ہو کہ نیک بندے جس طرح نماز روزہ میں مشغول ہیں حیوانات اور جمادات بھی اسی طرح خدا کی عبادت اور فرمانبرداری میں اپنے اپنے وقت پر مشغول ہیں- مثال کے لیے مرغ کو دیکھو کیسا وقت پر بلند آواز سے خدا کو پکارتا ہے سچ ہے

مرغان چمن بہر صباحے تسبیح کنند باصطلاحے

ہاں یہ صحیح ہے کہ انسانوں میں بعض ایسے بھی ہیں کہ پورے فرمانبدار ہیں اور بہت سے لوگوں کی بداعمالی کفر- شرک اور دیگر بداخلاقیوں کی وجہ سے ان پر دائمی عذاب واجب ہو چکا ہے- اور قانون الٰہی کے مطابق ذلت اور خواری ان کے حصے میں آچکی یا آجائے گی- اور جس کو خدا ہی ذلیل کرے یعنی اس کی بداعمالی کی سزا میں اس کو داخل جہنم کرے تو اس کو کوئی بھی عزت نہیں دے سکتا- کچھ شک نہیں کہ خدا ایسا توانا اور قادر قیوم ہے کہ جو کچھ چاہتا ہے کر دیتا ہے- یعنی جو اس کا قانون بین المخلوق ہے اسے کوئی بھی روک نہیں سکتا- اصل پوچھو تو یہ لوگ مومن اور کافر دو مخالف گروہ ہیں جن کی مخالفت کسی دنیاوی مطلب کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار کی شان میں جھگڑتے ہیں ایک لوگ یعنی موحد تو کہتے ہیں کہ اللہ واحد لاشریک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں اور وہ اپنی تمام حاجات اپنے پروردگار ہی سے طلب کرتے ہیں- دوسرے ان کے مخالف وہ لوگ ہیں یعنی مشرکانہ خیالات والے جو خدا کی اس تعلیم توحید سے منکر ہیں- وہ لوگ اپنی حاجات کو خدا کی مخلوق سے طلب کرتے ہیں- اور اپنی ذات اپنی اولاد کو خدا کے بندوں کی طرف منسوب کرتے ہیں- دیوی دتا اور پیراں دتا انکے نام تجویز کرتے ہیں-

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾

پس جو یہ لوگ کافر ہیں ان کے لئے آگ کا لباس تیار کرایا جائے گا ان کے سروں کے اوپر سے سخت گرم پانی ڈالا جائے گا

يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ؕ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ

جس کے ساتھ ان کے پیٹوں کے اندر کی انتڑیاں اور بیرونی چمڑے گل جائیں گے۔ اور کے مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے۔ جب کبھی اس

اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ؒ

سے مارے غم کے نکلنا چاہیں گے تو اسی میں لوٹا دیے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ جلانے والا عذاب چکھتے رہو۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں

الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾

جاری ہوں گی ان میں ان کو سونے چاندی اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے اور لباس ان کا ریشمی ہوگا

وَهُدُوْۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۖۚ وَهُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور پاک کلام بولنے کی ان کو ہدایت کی گئی تھی اور خدائے حمید کی راہ ان کو سمجھائی گئی تھی۔ جو لوگ کافر ہیں

كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ

اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور مسجد الحرام کعبہ سے منع کرتے ہیں جس کو ہم نے لوگوں کے لئے بنایا ہے

پس جو لوگ کافر ہیں یعنی خدائی تعلیم توحید سے منکر ہیں۔ وہ جہنم کے عذاب میں مبتلا ہونگے ان کے لیے آگ کا لباس تیار کرایا جائے گا۔ جس سے ان کا تمام تن من جلے گا۔ ان کے سروں کے اوپر سخت گرم پانی کھولتا ہوا ڈالا جائے گا۔ جس کے ساتھ ان کے پیٹوں کے اندر کی انتڑیاں اور بیرونی چمڑے گل جائیں گے۔ اور ان کے مارنے کے لیے لوہے کے گرز ہونگے جن سے ان کی ہڈیاں چور کی جائیں گی۔ جب کبھی اس جہنم سے مارے غم کے نکلنا چاہیں گے تو اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور کہا جائے گا کہ جلانے والا عذاب چکھتے رہو کبھی بھی اس عذاب سے نہ نکلو گے۔ چاہے تم کسی طرح رو و چلاؤ۔ ان کے مقابل جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہونگی۔ ان باغوں میں ان کو سونے چاندی اور موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ اصل ساخت تو ان کی حسب مراتب سونے یا چاندی کی ہوگی مگر موتی ان میں جڑے ہونگے اور لباس ان کا ریشمی ہوگا۔ اس لیے کہ دنیا میں وہ نیک کام کرتے رہے اور پاک کلام بولنے کی ان کی ہدایت کی گئی تھی۔ یعنی خدا کی توحید و صفات اور نیک اخلاق کے گن گاتے تھے اور خدائے حمید یعنی سب صفات سے موصوف کی راہ دنیا میں ان کو سمجھائی گئی تھی۔ اسی لیے وہ ان انعامات کے مستحق ہوئے۔ یہ تو ان لوگوں کا ذکر ہے جو خدا کے ہو رہے۔ لیکن جو لوگ خود بھی کافر ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور مسجد الحرام کعبہ شریف سے منع کرتے ہیں جس کو ہم نے لوگوں کے لیے بنایا ہے۔ یعنی کسی ملک کا باشندہ ہو خدا کی عبادت اس میں کر سکتا ہے۔

سَوَآءَ الۡعَاكِفُ فِيۡهِ وَ الۡبَادِ ؕ وَمَنۡ يُّرِدۡ فِيۡهِ بِاِلۡحَادٍۢ بِظُلۡمٍ نُّذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ

جس میں مقیم اور مسافر برابر کے حق دار ہیں اور جو کوئی اس مسجد میں بے دینی اور ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا ہم اس کو دکھ

اَلِيۡمٍ ﴿۲۵﴾ وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰهِيۡمَ مَكَانَ الۡبَيۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِكۡ بِىۡ شَيۡـئًا وَّ طَهِّرۡ بَيۡتِىَ

کی مار کریں گے۔ اور ہم نے جب ابراہیم کو اس مکان میں جگہ دی تھی تو یہ حکم دیا تھا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا ہو اور میرے گھر کو

لِلطَّآئِفِيۡنَ وَالۡقَآئِمِيۡنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۲۶﴾ وَاَذِّنۡ فِى النَّاسِ بِالۡحَجِّ يَاۡتُوۡكَ

طواف کرنے والوں رکوع اور سجود کرنے والوں کے لئے صاف رکھیو۔ اور لوگوں میں حج کی منادی کر دیجیو یا

رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاۡتِيۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِيۡقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ

پیادہ اور پتلی اور دبلی اونٹنیوں پر جو دور دراز راستوں سے آئیں گی تیرے پاس آئیں گی تاکہ اپنے منافع پر پہنچیں اور

وَيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ فِىۡۤ اَيَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمۡ مِّنۡۢ بَهِيۡمَةِ الۡاَنۡعَامِ‌ۚ

خدا نے جو مویشی ان کو دیے ہیں خاص دنوں میں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں پھر تم سب ان میں سے

فَكُلُوۡا مِنۡهَا وَاَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِيۡرَ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ لۡيَـقۡضُوۡا تَفَثَهُمۡ وَلۡيُوۡفُوۡا نُذُوۡرَهُمۡ

خود بھی کھاؤ اور محتاج فقیروں کو بھی کھلاؤ۔ پھر اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے فرائض کو پورا کریں

وَلۡيَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَيۡتِ الۡعَتِيۡقِ ﴿۲۹﴾

اور پرانے معبد کو طواف کریں

جس میں مقیم اور مسافر برابر کے حق دار ہیں۔ پس کچھ شک نہیں کہ ایسی مسجد سے ان کا مسلمانوں کو منع کرنا اور غریب لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا سراسر ظلم اور بے دینی ہے اور یہ تو ہمارے (خدا کے) ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو کوئی اس مسجد میں بیدینی اور ظلم کا طریق اختیار کرے گا ہم اس کو دکھ کی مار کریں گے۔ افسوس ہے کہ یہ لوگ مسجد الحرام کے مالک بن کر اصل مستحقوں کو روکتے ہیں۔ حالانکہ یہ خود روکے جانے کے لائق ہیں کیونکہ بانی مسجد الحرام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منشاء کے برخلاف ہیں اس لئے مشرک ہیں۔ خدا کے ساجھی بناتے ہیں اور ہم (خدا) نے جب اس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس مکان مسجد الحرام میں جگہ دی تھی تو یہ حکم دیا تھا کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور میرے گھر یعنی عبادت خانہ کو طواف کرنے والوں یعنی باہر سے آئے ہوؤں اور اسی میں قیام کرنے والوں، رکوع اور سجود کرنے والوں کے لئے صاف اور ستھرا رکھیو۔ مبادا کوئی ظاہری ناپاکی (پاخانہ۔ پیشاب) یا باطنی (شرک۔ کفر۔ بے دینی کے اسباب بت وغیرہ) کبھی اس میں راہ پائے۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیو اور لوگوں میں حج کی منادی کر دیجیو یعنی ان کو بتلا دو کہ جسے توفیق ہو وہ عمر بھر میں ایک دفعہ اس عبادت خانہ کو دیکھ جائے اور اس میں نماز پڑھ جائے۔ تیرے پکارنے اور کہہ دینے کا یہ اثر ہو گا کہ پاپیادہ اور پتلی دبلی اونٹنیوں پر جو دور دراز راستوں سے آئیں گی سوار ہو کر تیری زندگی میں تیرے پاس اور تیرے بعد تیرے بنائے ہوئے کعبہ میں یہ لوگ آئیں گے تاکہ اپنے دینی اور دنیاوی منافع پر پہنچیں اور خدا نے جو مویشی یعنی چارپائے انکو دیئے ہیں ان پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کریں یعنی ایام حج میں قربانیاں کیا کریں۔ پھر تم سب لوگ ان قربانیوں میں سے خود بھی کھائیو اور محتاج فقیروں کو بھی کھلائیو۔ پھر حج کے بعد اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے فرائض نذر نیاز للّٰہ کو پورا کریں اور پرانے معبد کا طواف کریں۔ یعنی کعبہ شریف کے ارد گرد گھومتے ہوئے ذکر الٰہی کریں۔

ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ

حکم تو یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمات کی عزت کرے گا یہ اس کے پروردگار کے نزدیک اس کے لئے بہتر ہے اور تمہارے لئے جانوروں کے

اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝۳۰

سوا جن کی حرمت تم کو سنائی جاتی ہے باقی چارپائے حلال کئے گئے ہیں پس تم شرک کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی بات کہنے سے بچتے رہو

حُنَفَاۗءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاۗءِ فَتَخْطَفُهُ

خدا کے بندے ایک طرف ہو کر رہو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک بناتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اسے جانور

الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝۳۱ ذٰلِكَ ۤ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ

نوچ لیں گے یا ہوا اس کو کسی دور دراز مکان میں پھینک دے گی یہ حکم ہے اور جو کوئی اللہ کے نشانات کی تعظیم کرے گا

فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝۳۲ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ

یہ تو دلوں کے تقویٰ کی بات ہے۔ ایک وقت مقررہ تک تمہارے لئے ان میں کئی قسم کے فوائد ہیں پھر پرانے معبد

اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝۳۳ ع

کے پاس ان کو جانا ہوگا

حکم تو یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمات یعنی قابل تعظیم چیزوں کی عزت کرے گا۔ یہ ایسا کرنا اس کے پروردگار کے نزدیک اس کے لئے بہتر ہوگا کیونکہ مالک کے حکم کی فرمانبرداری کرنا ماتحت اور مملوک کے حق میں ہمیشہ بہتر ہوتا ہے۔ خصوصا ایسا مالک جو تمام طرح سے بااختیار ہو جس کے قبضہ اختیار سے کوئی چیز بھی باہر نہ ہو سکے۔ اسی نے تم کو پیدا کیا اور تم کو قسم قسم کی نعمتیں عطا کیں۔ تمہارے لئے ان معدودے چند جانوروں کے سوا جن کی حرمت سورہ مائدہ کے رکوع[1] اول میں تم کو سنائی جاتی ہے اور تم ہر روز اس کو پڑھتے ہو۔ باقی چارپائے حلال کئے گئے ہیں۔ پس تم اللہ کا شکریہ ادا کرو اور شرک اور بت پرستی کی ناپاکی سے بچتے رہو۔ یہ تو تم کو مذہبی حکم ہے۔ اخلاقی طور پر یہ ہے کہ تم ہمیشہ راست بازی کو اختیار کرو اور جھوٹی بات کہنے سے بالکل دور ہٹے رہو۔ صرف خدا کے بندے ایک طرف ہو کر رہو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور یاد رکھو شرک ایسی بری بلا ہے کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک بناتا ہے وہ یہ سمجھے کہ گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر یا تو آتے آتے راستہ میں اسے جانور نوچ لیں گے یا ہوا اس کو کسی دور دراز مکان میں پھینک دے گی غرض اس کی زندگی بہرحال محال یہ ایک ضروری حکم ہے ایسا کہ اس کے سوا کسی بندے کی نجات ہی ممکن نہیں۔ اور اس کے سوا جو کوئی احکامات اور نشانات الٰہیہ کی تعظیم کرے گا تو بس وہ متقی ہے اور یہ دلوں کے تقویٰ کے بات ہے۔ کیونکہ جب تک کسی کے دل میں ایمان کامل نہ ہوگا وہ خدائی احکامات کی عزت ہی کیا کرے گا۔ سنو ایک وقت مقرر تک تمہارے لئے ان چارپایوں میں کئی قسم کے فوائد ہیں۔ پھر اگر تم نے قربانی کے لئے ان کو نامزد کر دیا ہے۔ اور حج میں ساتھ لے جانے کی نیت کی ہے تو پرانے معبد کعبہ شریف کے پاس ایام حج میں بغرض قربانی ان کو جانا ہوگا۔

---

[1] حرمت علیکم المیتہ والدم الایتہ کی طرف اشارہ ہے

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ

ہم نے ہر ایک قوم کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کر رکھا ہے تاکہ اللہ کے دیے ہوئے چار پاؤں پر اللہ کا نام ذکر

الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ إِذَا

کریں سو تمہارا حقیقی معبود ایک ہی ہے پس تم اسی کی فرمانبرداری کرتے رہو اور تو خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کو خوشخبری سنا جو ایسے ہیں کہ جب

ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ

اللہ کا نام لیا جائے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور جو مصیبت آنے پر صبر کرتے ہیں اور نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں اور ہمارے

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٥﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ

دیے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے جو قدرت الٰہیہ کے نشانوں سے ہیں ان میں تمہارے لئے کئی طرح

یہ حکم کوئی تمہارے ہی لیے مخصوص نہیں ہم نے ہر ایک قوم کے لئے قربانی کا طریقہ مقرر کیا تھا[1] تاکہ اللہ نے جو چارپائے ان کو دیئے ہیں ان پر اللہ کا نام ذکر کریں مگر صرف خدا کا نام لیں یہ نہ کریں کہ اس کے ساتھ اوروں کو بھی شریک کردیں۔ سو تم دل میں اس بات کو یقین رکھو۔ کہ تمہارا حقیقی معبود ایک ہی ہے۔ پس تم اسی کی فرمانبرداری کرتے رہو۔ اور تو اے رسول خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کو خوش خبری سنا جو ایسے نیک دل ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جائے تو اس کی جلالت وعظمت ان کے دلوں پر ایسا اثر کرتی ہے کہ ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔ وہ ایک طرف خدا کی عظمت جلالت کا خیال کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنی ناچیز ہستی کو دیکھتے ہیں تو ان کے منہ سے بے ساختہ نکل جاتا ہے ؎

چار چیزیں آوردہ ام شاہا در گنج تو نیست نیستی وحاجت وعذر وگناہ آوردہ ام

اور ان لوگوں کو خوش خبری اور بشارت سنا جو مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور نماز کو ہمیشہ باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اور ہمارے دیئے میں سے نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ یہ ہیں اللہ کی طرف جھکنے والے اور یہی ہیں الجنتین اصل میں کمال بندگی تو یہی ہے کہ خدا کی رضا جوئی ہر کام میں پیش نظر رہے۔ خواہ کوئی کام ہو۔ باقی رہے امور ظاہر یہ مثلاً قربانی کے بدنہ سو ان اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ قدرت الٰہیہ کے نشانوں سے ہیں۔ یعنی ہر ایک نبی کے زمانہ میں ان کی قربانیاں ہوتی چلی آئی ہیں۔ ان میں تمہارے لئے کئی طرح کی بھلائی ہے۔ بوجھ ان پر لادتے ہو ان کے بالوں سے کپڑے بناتے ہو۔ سواری ان پر کرتے ہو

---

[1] قرآن مجید کے اس دعویٰ کا (ہر ایک قوم میں قربانی کا حکم ہے) ثبوت آج بھی مذہبی کتب میں ملتا ہے۔ عیسائیوں کی بائیبل تو قربانی کے احکام سے بھری پڑی ہے۔ تورات کی دوسری کتاب سفر خروج میں عموماً یہی احکام ہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں بھی اس کا ثبوت ملتا ہے ہندوؤں اور آریوں کے مسلمہ پیشوا منوجی فرماتے ہیں یگیہ (قربانی) کے واسطے اور نوکروں کے کھانے کے واسطے اچھے ہرن اور پرند مارنا چاہیے اگلے زمانے میں رشیوں نے یگیہ کے لئے کھانے کے لائق ہرن اور پکشیوں کو مارا ہے۔ شری برہماجی نے آپ سے آپ یگیہ (قربانی) کے واسطے پشو (حیوانوں) کو پیدا کیا۔ اس سے یگیہ میں جو قتل ہوتا ہے وہ بدھ نہیں کہلاتا۔ ان حیوان پرند کچھو وغیرہ یہ سب یگیہ کے واسطے مارے جانے سے اعلیٰ ذات کو دوسرے جنم میں پاتے ہیں (ادھیائے ۵ شلوک ۲۲-۲۳-۳۹-۴۰) گو آجکل کے ہندو یا آریہ ایسے مقامات کی تاویل یا تردید کریں مگر صاف الفاظ کے ہوتے ہوئے ان کی تاویل کون سنتا ہے۔ اس جگہ ہم نے صرف یہ دکھانا تھا کہ قرآن شریف نے جو دعویٰ کیا ہے وہ بحمد اپنا ثبوت رکھتا ہے۔ باقی قربانی کی علت اور وجہ اس کے لئے ہماری کتب مباحثہ حق پرکاش۔ ترک اسلام وغیرہ ملاحظہ ہوں۔ ۱۲) منہ

فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا

الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ

لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ

ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴿۳۹﴾

ہی بھلائی ہے پس ان کو کھڑا کر کے اللہ کا نام یاد کیا کرو پھر جب وہ زمین پر گر پڑیں تو ان میں سے خود بھی کھایا کرو اور قناعت پیشہ اور گداگری سے آنے والوں کو کھلایا کرو ہم نے اسی طرح ان کو تمہارے بس میں کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ خدا کو ان کے گوشت تو ہرگز نہیں پہنچتے نہ ان کے خون پہنچتے ہیں لیکن تمہارے تقوی پہنچتا ہے۔ خدا نے اسی طرح ان کو تمہارے قابو میں دیا ہے تاکہ تم اللہ کے بتلائے ہوئے طریق سے اس کی بڑائی کرو اور تو نیک آدمیوں کو خوشخبری سنا۔ بے شک خدا ایمانداروں سے مدافعت کرے گا اور اللہ کبھی کسی خائن اور ناشکرے سے محبت نہیں کیا کرتا جن لوگوں سے لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت دی گئی ہے کیوں کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے

غرض ان گنت فوائد ان سے تم لیتے ہو۔ پس ذبح کرتے وقت ان کو کھڑا کر کے اللہ کا نام یاد کیا کرو۔ پھر جب وہ ذبح ہو کر زمین پر گر پڑیں تو ان میں سے خود بھی کھایا کرو اور بھائی بندوں‘ نہ مانگنے والوں قناعت پیشہ اور گداگری سے آنے والوں کو بھی کھلایا کرو۔ ہم (خدا) نے یوں ان کو تمہارے بس میں کر دیا ہے تاکہ تم ہماری اس نعمت کا شکر کرو۔ یہ نہ سمجھو کہ قربانی کا حکم تم کو اس لئے دیا ہے کہ ان کا گوشت خدا کھاتا ہے نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کو ان کے گوشت پوشت تو ہرگز نہیں پہنچتے نہ ان کے خون پہنچتے ہیں۔ لیکن تمہارا دلی اخلاص اور تقویٰ پہنچتا ہے۔ پس اگر تم اس نیت سے کرو گے کہ یہ مالک نے دیا ہے اسی کے نام پر اس کی رضاجوئی کے لئے خرچ کیا جائے تو اس کا نیک اجر پاؤ گے اور اگر کسی دنیاوی ننگ و نمود کے لئے قربانی کرو گے تو بس الٹے مجرم بنو گے۔ ہم (خدا) نے اس طرح ان کو تمہارے قابو میں دیا ہے تاکہ تم اللہ کے بتلائے ہوئے طریق سے اس کی بڑائی کرو اور تکبیریں پڑھو۔ اور اے رسول تو نیک آدمیوں اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری سنا کہ اللہ کے ہاں تمہارے لیے بہت کچھ کامیابی کے سامان ہیں۔ بیشک[1] خدا ان کو یونہی کسمپرسی میں نہ چھوڑے گا بلکہ ایمانداروں سے مدافعت کرے گا۔ چند روزہ ڈھیل پڑنے سے یہ نہ سمجھو کہ یہ مشرک۔ کافر بدکار خدا کے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ کبھی کسی دغاباز خائن اور ناشکرے کافر سے محبت نہیں کیا کرتا۔ یہ تو اس کی حکمت ہے۔ اس سے تم یہ نہ سمجھو کہ خدا مومنوں سے ناراض ہے کہ ان کی خبرگیری نہیں کرتا۔ ان کو کافروں سے پڑوا رہا ہے۔ چاروں طرف سے کافروں کے ان پر حملے ہوتے ہیں اور ان کو ہاتھ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ لو سنو جن لوگوں سے لڑائی کی جاتی ہے کفار ان سے لڑتے ہیں مارتے ہیں۔ ستاتے ہیں۔ تنگ کرتے ہیں ان کو بھی آج سے اجازت دی گئی ہے کہ بسم اللہ کر کے ہاتھ اٹھائیں کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی مدد ضرور کرے گا کیونکہ خدا تعالیٰ انکی مدد کرنے پر قادر ہے۔

[1] صحابہ کرام کفار سے سخت تنگ آگئے تھے۔ اور بحکم تنگ آمد بجنگ آمد لڑائی کے متمنی تھے۔ ان کی تسلی کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔ ۱۲ منہ

الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ

یہ لوگ وہی تو ہیں جو ناحق اتنا کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اپنے گھر سے نکالے گئے۔ اگر اللہ بعض انسانوں کو

اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ

دوسرے بعض سے دفع نہ کرے تو گرجے اور یہودیوں کے معبد اور مسجدیں جن میں اللہ کو بہت

يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ

بہت یاد کیا جاتا ہے' ویران ہو جائیں خدا ضرور ان کی مدد کرتا ہے جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں بے شک اللہ سب سے بڑا

عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ

قوت والا اور غالب ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو حکومت دیں گے تو نماز قائم کریں گے اور زکوۃ دیں گے اور

اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ

نیک کاموں کا حکم کریں گے اور برے کاموں سے روکیں گے اور سب چیزوں کا انجام خدا ہی کے قبضے میں ہے۔ اور اگر یہ لوگ تیری تکذیب

فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝

کریں تو تجھ سے پہلے نوح کی قوم نے اور قوم عاد نے اور قوم ثمود نے اور قوم ابراہیم نے اور قوم لوط نے اور

وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى

مدین والوں نے جھٹلایا تھا اور موسیٰ کی بھی تکذیب کی گئی

اب تو ان کی مظلومی کی کوئی حد نہیں رہی۔ یہ لوگ وہی تو ہیں جو ناحق صرف اتنا کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے اپنے گھروں سے' بال بچوں سے دوست آشناؤں سے نکالے گئے۔ اور ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم توڑے گئے۔ اب بھی اگر ان کو اجازت نہ ملے تو کب ملے۔ بحالیکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عام قاعدہ ہے کہ جب ظلم اپنی حد سے متجاوز ہو جاتا ہے تو خدا اس کی بیخ کنی کیا کرتا ہے۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ بعض انسانوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے دوسرے بعض انسانوں کے ذریعہ سے دفع نہ کرے تو عیسائیوں کی مظلومی کے وقت ان کے عبادت خانے اور گرجے اور یہودیوں کی مظلومی کے وقت ان کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مظلومی کے وقت ان کی مسجدیں جن میں اللہ کو بہت بہت یاد کیا جاتا ہے سب ویران ہو جائیں مگر نہیں خدا ضرور ان کی مدد کرتا ہے۔ جو اس کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ بیشک اللہ کی مدد ہی سے بیڑا پار ہوتا ہے کیونکہ اللہ سب سے بڑا قوت والا اور غالب ہے۔ جن لوگوں کو ہم نے ہاتھ اٹھانے کا اختیار دیا ہے یہ کوئی ایسے ویسے ظالم یا کج خلق نہیں ہیں بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک پر حکومت دیں گے تو نماز قائم کریں گے اور کرائیں گے۔ اور زکوۃ دیں گے اور دلوائیں گے۔ اور نیک کاموں کا حکم کریں گے اور برے کاموں سے روکیں گے اور اس بات پر ایمان رکھیں گے کہ سب چیزوں کا انجام خدا ہی کے قبضے میں ہے۔ یہ تو گویا ان کا وظیفہ ہو گا

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ پیشگوئی تو ان کو سنا دے اور اگر یہ لوگ تیری تکذیب کریں تو کوئی نئی بات نہیں تجھ سے پہلے نوح کی قوم نے نوح کو اور قوم عاد نے اپنے پیغمبر ہود کو اور قوم ثمود نے اپنے پیغمبر صالح کو اور قوم ابراہیم نے ابراہیم کو اور قوم لوط نے لوط کو اور مدین والوں نے حضرت شعیب کو جھٹلایا تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بھی تکذیب کی گئی۔ تو آخر کار پھر کیا ہوا؟

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

تو میں نے کافروں کو مہلت دی پس میں نے ان کو پکڑ لیا پھر میرا غصہ کیسا ظاہر ہوا۔ سو کتنی ہی ایسی بستیاں ہیں

اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾

جو ظالم تھیں ہم نے ان کو تباہ کیا پس وہ اپنی چھتوں سمیت گری پڑی ہیں اور کئی ایک کنویں بے کار اور کتنے محل ویران ہیں

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ

کیا انہوں نے زمین میں کبھی سیر نہیں کی۔ اگر کرتے تو ان کے دل ایسے ہوتے کہ ان کے ساتھ سمجھتے اور کان ہوتے کہ ساتھ سنتے

بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾

کیوں کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں چھپے رہتے ہیں

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۚ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ

تجھ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں حالانکہ اللہ ہرگز ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا تیرے پروردگار کے ہاں ایک

كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾

ایک دن تمہاری گنتی سے ہزار ہزار سال کے برابر ہے

یہی کہ میں نے کافروں کو چند روزہ مہلت دی' لگے وہ اسی پر اترانے اور غرور کرنے۔ پس میں نے ان سب کو ایک دم پکڑ لیا اور خوب پچھاڑا پھر میرا رنج کیسا ظاہر ہوا سو کتنی ہی ایسی بستیاں ہیں جو ظالم تھیں ہم نے ان کو تباہ اور برباد کیا پس وہ اپنی چھتوں سمیت گر پڑی ہیں اور کئی ایک کنویں بیکار اور کتنے پکے محل ویران ہیں۔ کیا انہوں نے زمین میں کبھی سیر نہیں کی۔ سیر کرتے ذرا نظارہ عالم کو دیکھتے تو عبرت پاتے اور ان کے دل ایسے ہوتے کہ ان کے ساتھ سمجھتے اور کان ہوتے کہ ان کے ساتھ ہدایت کی باتیں سنتے کیا تم سمجھتے ہو کہ ان کے کان ہیں کیا تم جانتے ہو کہ ان کے دل ہیں کیا تم جانتے ہو کہ ان کی آنکھیں ہیں نہیں ہرگز ظاہری آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ وہ تو برابر دیکھتی رہتی ہیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں چھپے ہوئے رہتے ہیں دیکھو تو یہ کیا اندھا پن ہے کہ بجائے عافیت طلبی کے تجھ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں کہتے ہیں ہم پر عذاب لے آ۔ یہ نہیں کرتے کہ خدا سے عافیت مانگیں حالانکہ اللہ ہرگز ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا جو وقت کسی کام کے لیے مقرر ہے اسی وقت پر وہ کام ہوتا ہے۔ مگر اس کے ڈھیل دینے سے یہ لوگ فائدہ حاصل نہیں کرتے بلکہ الٹے الجھتے ہیں اور جلدی جلدی عذاب چاہتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ تیرے پروردگار کے ہاں ایک ایک دن تمہاری گنتی سے ہزار ہزار سال کے برابر ہے یعنی تم جس مدت کو ایک ہزار سال سمجھتے ہو وہ خدا کے نزدیک ایک روز ہے کیونکہ جو جتنا حوصلہ مند اور طاقتور ہوتا ہے اسی قدر اس کی بلند نظری اور وسیع الخیالی ہوتی ہے پس جو کام تمہارے نزدیک ایک ہزار سال کو ہونے والا ہو وہ سمجھو کہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسا کہ کل کو پیش آنے والا واقعہ ہے۔ اسی لیے تو ان احمقوں کی جلد بازی سے میرے (یعنی خدا کے) حلم میں کوئی فرق نہیں آتا لیکن یہ مطلب نہیں کہ ان باغیوں کو میں یونہی چھوڑوں گا

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾

میں نے کئی ایک بستیوں کو باوجود یہ کہ وہ ظالم تھیں چند روز مہلت دی تھی پھر میں نے ان کو خوب پکڑا اور میری طرف ہی پھرنا ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

تو کہہ دے کہ اے لوگو میں تم کو کھلم کھلا عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں۔ پس جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل کرتے

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا

ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہوگا۔ اور جو لوگ ہمارے حکموں کی مخالفت میں جیتنے کی

مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ

کوشش کرتے ہیں وہی جہنم کے لائق ہوں گے۔ اے رسول ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول اور نبی

وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي

بھیجے ہیں جب کبھی انہوں نے کوئی آرزو دل میں جمائی تو شیطان نے ان کی آرزو میں وسوسہ ڈالا پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے

الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾

ہوئے خیالات کو مٹا دیتا اور اپنے ارشادات کو مضبوط کر دیتا ہے خدا بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے

ہر گز نہیں ضرور پکڑوں گا اور خوب سزا دوں گا اسی طرح میں نے کئی ایک بستیوں کی قوموں کو باوجود یکہ وہ ظالم تھیں چند روز مہلت دی تھی جس وہ بہت اترائے تھے پھر میں نے ان کو خوب پکڑا ایسا کہ سب کو ہلاک کر دیا اور ان کو یقین ہو گیا کہ میری طرف ہی سب نے پھرنا ہے۔ پس اے رسول تو ان سب لوگوں کو مخاطب کر کے کہہ دے کہ اے لوگو میں تو تم کو کھلم کھلا عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہوں پس جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل بھی کرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہوگا اور جو لوگ ہمارے حکموں کی مخالفت میں جیتنے کی غرض سے کوشش کرتے ہیں وہی جہنم کے لائق ہوں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ رسول چاہتا ہے کہ دنیا کے لوگ سب مسلمان ہو جائیں مگر یہ آرزو اس کی پوری نہیں ہوتی سو یہ کوئی نئی بات نہیں اے رسول ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ہیں سب سے یہی واقعہ پیش آتا رہا کہ جب کبھی انہوں نے کوئی آرزو دل میں جمائی تو شیطان نے ان کی آرزو میں وسوسہ ڈالا یعنی انہوں نے اگر کسی کام کی انجام دہی کی تمنا کی شیطان نے اس خواہش کو بڑھا کر اور بھی ترقی دی یہاں تک کہ عوام کے ذہن نشین ہوا کہ فلاں کام جس کا انجام کو پہنچنا پیغمبر صاحب نے چاہا تھا وہ بس' ابھی ہو جائے گا حالانکہ مشیت الٰہی میں ایسا نہ ہوتا تھا پھر آخر کار جو ہوتا وہ منشاء ایزدی کے موافق ہی ہوتا چنانچہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے خیالات اور خواہشات کو مٹا دیتا ہے۔ اور اپنے ارشادات کو وحی کے ذریعہ سے بتلائے ہوتے محکم اور مضبوط کر دیتا ہے۔ یعنی ان کا وقوع حسب موقع ہو جاتا ہے گو پیغمبر کی منشاء کے برخلاف بھی کیوں[1] نہ ہو مگر خدا کے علم اور حکمت کے خلاف نہیں ہوتا کیونکہ خدا بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے کوئی چیز اُس کے علمی اور حکمی احاطہ سے باہر نہیں ہو سکتی۔

[1] اس روایت کے متعلق ایک روایت آئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجمع کفار میں سورہ النجم کی ایک آیت پڑھی جس میں ایک لفظ بتوں کی تعریف کا بھی آنحضرت کے منہ سے نکل گیا جس پر مخالفین بھی خوش ہوئے مگر جب آنحضرت کو خبر ہوئی تو چونکہ آپ کے قصد اور ارادہ سے یہ لفظ نہ نکلا تھا بلکہ بالکل بے خبری میں نے نکل گیا تھا۔ اس لئے آپ کو سخت رنج ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ لفظ جو بتوں کی تعریف کا نکلا تھا وہ شیطان کی حرکت سے تھا' تیرے ہی ساتھ ایسا نہیں ہوا بلکہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایسا ہوتا رہا مگر یہ روایت صحیح نہیں بلکہ قرآن' حدیث اور عقل کے بالکل برخلاف ہے

لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ

انجام یہ ہوتا ہے کہ شیطان کا القا کیا ہوا خیال مریض القلب اور سخت دلوں کے لئے موجب لغزش ہوتا ہے کچھ شک نہیں

قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِىْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍۙ ۝ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

کہ ظالم پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں اور جو علم والے ہیں وہ جان جاتے ہیں کہ

اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ

یہ بالکل سچ ہے تیرے پروردگار کی طرف سے

انجام یہ ہوتا ہے کہ شیطان کا القاء کیا ہوا خیال مریض اور سخت دلوں کے لیے موجب لغزش ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ جب یہ امر پیغمبر کے حسب منشا نہیں ہوا تو اس پیغمبر کی صداقت اور خدا کے نزدیک قربت کیسی ہوگی وہ اس سے یہ الٹا نتیجہ نکالتے ہیں حالانکہ نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ یہ سمجھتے جس طرح اور انسان اور مخلوق خدائے ذوالجلال والاکرام کے زیر فرمان ہیں حضرت انبیاء بھی اسی طرح فرمانبردار ہیں یہ پیغمبر ہیں تو وہ خدا ہے- یہ مقرب بندے ہیں وہ تو خالق برتر ہے- کچھ شک نہیں کہ ظالم اسی لیے تو پرلے درجہ کی گمراہی میں ہیں ان کو کو اس بات کی تمیز نہیں کہ خ[illegible]ن ہے اور رسول کون- وہ جانتے ہیں خدا بھی رسول کی مرضی کا تابع ہونا چاہیے اور جو علم والے ہیں وہ جان جاتے ہیں کہ یہ طریق بالکل سچ ہے تیرے پروردگار کی طرف سے کیونکہ رسول ہو یا نبی- ولی ہو یا غوث خدا پر کسی کو جبر نہیں کہ جو کچھ وہ کہیں خدا بھی وہی کرے-

قرآن شریف میں صاف ارشاد ہے ان عبادی لیس لك علیھم سلطن یعنی خدا کے نیک بندوں پر شیطان کا اثر نہ ہوگا جب عام نیکوں پر اثر نہ ہونے کی خبر دی گئی ہے تو نبی خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام پر کیوں اثر ہونے لگا تھا صحیح حدیث شریف میں آیا ہے- لکن الله اعاذمی علیه فاسلم یعنی پیغمبر خدا فرماتے ہیں خدا نے شیطان پر مجھے فتح دی ہے میں اس کے شر سے محفوظ رہتا ہوں عقل بھی اس بات کا فیصلہ کرتی ہے کہ جس شخص کو خدا اتنے بڑے منصب نبوت پر قائم کرے اس کو ایسے دشمن دین (شیطان) کے بس میں ایسا کیونکر چھوڑ دے کہ وہ اس پر ایسا قبضہ پائے کہ اس کی مرضی کے خلاف بھی اس سے کوئی حرکت کرائے بلکہ تعلیم جاری کرائے تو پھر اس کی باقی تعلیم کا اعتبار کیا رہے گا- مفصل بحث اس حدیث میں اور اس کی تکذیب کے متعلق تفسیر کبیر وغیرہ میں مذکور ہے- میرے خیال میں اس قصہ کی مثال میں حدیبیہ کا قصہ پیش ہو سکتا ہے جس کی تفصیل یوں ہے کہ آنحضرت کو خواب آیا کہ ہم کعبہ شریف میں طواف کرنے کو داخل ہوئے ہیں اس خواب کا آنا تھا کہ حضور نے شوق سے تیاری کر لی اور سفر کرتے کرتے جب قریب مکہ مکرمہ کے پہنچے تو کفار مکہ نے داخل ہونے سے انکار کر دیا اس پر صحابہ کرام اور خود حضور علیہ السلام کو بھی سخت ملال ہوا- بعض صحابہ نے طیش میں آکر سخت کلامی سے اعتراضات بھی کیے مگر منشاء الٰہی ایسا ہی تھا کہ اس سال خواب کا ظہور نہ ہوگا- آخر کار صلح ہوئی اور وعدہ ہوا کہ آئندہ سال آؤ اور تین روز بغیر ہتھیاروں کے مکہ میں داخل ہو کر اپنا کام کر جاؤ- جو تاریخ علم الٰہی میں مقرر تھی وہ صحیح رہی اور جو خواہش نبوی یعنی تمنا تھی وہ پوری نہ ہوئی- یہ قصہ اس آیت کی تفسیر میں ایک مثال ہے اسی قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں منشا نبوی کا منشاء الٰہی کے ماتحت ہونا ثابت ہوتا ہے مگر جو لوگ عجائب پرست ہیں ان کو ایسی بے ثبوت باتوں سے دلچسپی ہے جو محققین کے ہاں پسند نہیں- والعلم عند الله (منہ)

[1] افلام للعاقبته فافهم ۱۲ منه

فَيُؤْمِنُوا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ

پس وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ان کے دل اس کی طرف جھک جاتے ہیں اور خدا ایمانداروں کو سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی فرماتا

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ

ہے کافر تو ہمیشہ اس سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر موت کی گھڑی ناگہاں آپہنچے یا قیامت

بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ

کے منحوس دن کا عذاب ان پر آجائے۔ اس روز اختیار سارا اللہ ہی کو ہوگا خدا ان پر آپ فیصلہ

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کرے گا پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہوں گے وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے اور جو لوگ منکر ہیں اور

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ

ہمارے احکام کی تکذیب کرتے ہیں انہی کو ذلت کا عذاب پہنچے گا۔ اور جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے وطن چھوڑ

اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْۤا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

آئے پھر وہ مارے بھی گئے یا طبعی موت سے مرے تو ضرور خدا ان کو جنت میں عمدہ رزق دے گا اور اللہ ہی سب سے اچھا رزق دینے والا ہے

لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ

بے شک ان کو ایک ایسی جگہ میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے کچھ شک نہیں کہ سب کو جانتا اور بڑے حوصلہ والا ہے۔ بات یہ ہے اور

بلکہ یہ تو کمال صفائی اور رسولوں کی سچائی کی دلیل ہے کہ وہ اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دیتے ہیں کسی قسم کا تکلف یا تصنع نہیں کرتے پس وہ علم والے یہ صفائی ان کی دیکھ کر اس پر ایمان لے آتے ہیں اور ان کے دل خدا کا مالکانہ تصرف دیکھ کر اس کی طرف جھک جاتے ہیں اور خدا بھی ایسے ایمانداروں کو سیدھی راہ کی طرف راہنمائی فرماتا ہے یعنی توفیق خیر بخشتا ہے باقی رہے کافر سو وہ تو ہمیشہ اس سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر موت کی گھڑی ناگہاں آپہنچے یا قیامت کے منحوس دن کا عذاب ان پر آجائے جو ان کے حق میں واقعی منحوس ہوگا گو باقی لوگوں کے لئے باعث فلاح و آسائش ہوگا۔ اس روز اختیار سارا اللہ ہی کو ہوگا ظاہری اور مجازی حکومت بھی کسی مخلوق کو نہ ہوگی خدا ان میں آپ فیصلہ کرے گا پس جو لوگ ایمان لا کر نیک عمل کیے ہوں گے وہ نعمتوں کے باغات میں ہوں گے اور جو لوگ منکر ہیں اور ہمارے (یعنی خدا کے) احکام اور آیات کی تکذیب کرتے ہیں انہی کو ذلت کا عذاب پہنچے گا پس سوچ لو کہ کون سی جانب بہتر ہے۔ اور ایمانداروں میں بالخصوص جو لوگ خدا کی راہ میں کفار سے تنگ آکر اپنے وطن چھوڑ آتے پھر وہ اسی پر غرہ نہیں کہ ہم نے ہجرت کی ہے بس یہی کام ہمارا کافی ہے بلکہ اللہ کی راہ میں لڑ کر مارے بھی گئے یا خود ہی اپنی طبعی موت سے مرے تو ضرور خدا ان کو جنت میں عمدہ رزق دے گا اور اللہ ہی سب سے اچھا رزق دینے والا ہے بے شک ان کو ایک ایسی جگہ میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ سب کو جانتا اور بڑے حوصلہ والا ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ لوگوں کی ایسی نامعقول حرکات پر بھی عذاب نہیں بھیجتا بات یہ ہے کہ جو ذکر ہوئے کہ خدا نیک بندوں کو رزق حسن دے گا اور جو دشمن کو

عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْهِ لَیَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ

جو دشمن کو اسی قدر ستائے جتنا کہ اس کو ستایا گیا ہے پھر اس پر بغاوت کی جائے تو خدا اس کی ضرور مدد کرے گا- کچھ شک نہیں کہ اللہ

غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ

بڑا ہی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور یہ کہ

اَنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ

اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی برحق ہے اور اس کے سوا جن چیزوں کو یہ لوگ پکارتے

دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ

ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں اللہ ہی بڑا عالیشان سب سے بڑا ہے- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ اوپر کی طرف سے پانی

السَّمَآءِ مَآءً ز فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۶۳﴾ لَهٗ مَا فِی

اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین سرسبز ہو جاتی ہے اللہ بڑا ہی مہربان خبردار ہے- جو کچھ آسمانوں میں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۶۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ

ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اسی کا ہے اور اللہ بذات خود بے پرواہ اور ستودہ صفات ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ زمین پر

لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ وَالْفُلْکَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ

ہے خدا نے تمہارے لئے کام میں لگا رکھا ہے اور جہاز سمندر میں اس کے اذن کے ساتھ چلتے ہیں

اسی قدر ستائے جتنا کہ اس کو ستایا گیا ہے یعنی اس سے زیادہ ظلم نہ کرے بلکہ اسی ظلم کی یا تو مدافعت کرے یا اسی جتنا بدلہ لے لے مگر ظالم کی طرف پھر اس پر بغاوت کی جائے تو خدا اس کی ضرور مدد کرے گا خواہ اس کی عزت افزائی سے کرے یا دشمن کی روسیاہی سے- غرض جس طرح متصور ہو اس کی مدد کرے گا- کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی معاف کرنے والا بخشنے والا ہے- پس تم کو جو چاہیے کہ آپس میں معافی سے کام لیا کرو- یہ مظلوموں کی حمایت اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں- یعنی کل دنیا کا انتظام اسی کے قبضہ قدرت میں ہے پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اپنے مظلوم بندوں کی خبر گیری نہ کرے اور یہ کہ اللہ سب کی سننے والا دیکھنے والا ہے یہ اس درجہ قوت بصارت اس لیے ہے کہ اللہ ہی معبود برحق ہے وہی حقیقی معبود ہے اور اس کے سوا یہ لوگ جن چیزوں کو پکارتے ہیں یا استمداد کرتے ہیں وہ بالکل باطل اور بے بنیاد غیر مستقل بالوجود ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہی بڑا عالیشان اور سب سے بڑا ہے اس کی بڑائی کے ثبوت پر تمام کائنات گواہ ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اوپر کی طرف سے پانی اتارتا ہے پھر اس پانی کے ساتھ زمین سرسبز ہو جاتی ہے ایسی کہ وہی زمین ہے کہ اس پر نظر کرنے سے جی گھبراتا ہے آخر وہی ہے کہ آنکھوں کو تازگی بخشتی ہے یہ تفاوت کیوں؟ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی مہربان سب کے حال سے خبردار ہے اس کی مہربانی کا یہ مقتضا ہے کہ مخلوق کی پرورش کرتا ہے اس کی حکومت کا کیا حساب ہے جو کچھ آسمانوں یعنی اوپر کی جانب میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ سب اسی ذات ستودہ صفات کا ہے جس کا نام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں یہ بڑی صفت ہے کہ وہ بذات خود مخلوق سے بے پرواہ یعنی بے حاجت اور ستودہ صفات ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ زمین پر ہے خدا نے تمہارے لیے بلا اجرت کیسے کام میں لگا رکھا ہے اور بڑے بڑے جہاز بھی تمہارے فائدے کیلئے سمندر میں اس اللہ کے حکم اور اذن کے ساتھ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر چلتے ہیں-

وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ

اور وہی آسمان کو زمین پر بغیر حکم گرنے سے روکے ہوئے ہے کچھ شک نہیں کہ اللہ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان نہایت

رَحِيمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ ﴿٦٦﴾

رحم والا ہے وہی اللہ تو ہے جس نے تم کو زندگی بخشی پھر تم کو مار دیتا ہے پھر تم کو زندہ کرے گا کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا ہی ناشکرا

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ

ہے ہر ایک قوم کے لئے ہم نے قربانی کا طریق مقرر کردیا تھا جس پر وہ کاربند بھی رہے- پس ان لوگوں کو چاہئے کہ دین میں تجھ

رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُسْتَقِيمٍ ﴿٦٧﴾ وَإِنْ جَادَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٦٨﴾

سے نزاع نہ کریں تو اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلا تارہ- بیشک تو سیدھی ہدایت پر ہے اگر تجھ سے جھگڑا کریں گے تو تو کہہ دیا کر کہ اللہ تعالیٰ تمہارے

اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ

کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ قیامت کے روز تمہارے اختلافی امور میں فیصلہ کرے گا- کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ آسمان

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾

اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو بھی جانتا ہے کچھ شک نہیں یہ سب کچھ کتاب میں موجود ہیں بیشک یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے

وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ ۗ

اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی بابت نہ تو خدا نے کوئی دلیل اتاری ہے نہ خود ان کو ان چیزوں کا یقینی علم ہے

بھلا اگر خدا ان کو نہ بناتا تو کیا کسی کی مجال تھی کہ کوئی بنا سکتا اور سنو وہی خدائے تعالیٰ آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے اس کے حکم کے بغیر گر نہیں سکتے کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے وہی اللہ تو ہے جس نے تم کو جاندار بنایا پھر تم کو مار دیتا ہے پھر تم کو زندہ کرتا ہے غرض ہر وقت وہ تم پر کامل اختیار رکھتا ہے تاہم لوگ اس کے شکر گزار نہیں ہوتے بلکہ الٹی بے فرمانی کرتے ہیں کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے ایک ناشکری ان کی کفران نعمت ہے دوسری ناشکری یہ بھی ہے کہ خود تو کچھ کرتے کراتے نہیں الٹے کرنے والوں پر منہ پھاڑ پھاڑ کر اعتراض کرتے ہیں- تمہاری ہر ایک نقل و حرکت پر اعتراض کرتے ہیں کبھی نماز پر ہے تو کبھی زکوٰۃ پر کبھی حج پر ہے تو کبھی قربانی پر حالانکہ ہر ایک قوم کیلئے ہم نے قربانی کے طریق مقرر کر دیئے ہیں جس پر وہ اپنے اپنے وقتوں میں کاربند بھی رہے پس اب ان لوگوں کو چاہیے کہ دین کے بارے میں تجھ سے نزاع نہ کریں اور تو بھی ان کی پرواہ نہ کر اور اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلاتا رہ بیشک تو سیدھی ہدایت پر ہے اگر تجھ سے بیہودہ جھگڑا کریں تو تو کہہ دیا کر اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے- جس نیت اور جس ارادہ سے تم جھگڑتے اور مجادلات کرتے ہو اللہ کو خوب معلوم ہے وہی قیامت کے روز تمہارے اختلافی امور میں فیصلہ کرے گا گو دنیا میں بھی بعض اوقات وہ مجرموں کو سزا دے کر فیصلہ کر دیتا ہے مگر دنیا کی سزا بہت سے لوگ ایک معمولی جانتے ہیں اور گردش زمانہ تصور کرتے ہیں مگر قیامت کے روز ایسا نہ ہوگا اگر تم کو یہ شبہ ہو کہ خدا کو ہمارے پوشیدہ امور سے کیا خبر؟ تو یہ تمہاری جہالت ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی چھپی چیزوں کی بھی جانتا ہے کچھ شک نہیں یہ سب کچھ کتاب الٰہی یعنی اس کے کامل علم میں موجود ہے بے شک یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے مگر ان لوگوں کے حال پر کیسا افسوس ہے کہ ایسے مالک الملک کو تو چھوڑتے ہیں اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی بابت نہ تو خدا نے کوئی دلیل اتاری ہے نہ خود ان کو ان چیزوں کا یقینی علم ہے-

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۞ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ

اور ظالموں کے لئے کوئی حمایتی نہ ہوگا- اور جب ان کو کھلے احکام سنائے جاتے ہیں تو تم کافروں کے چہروں میں ناراضگی

كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ

سی معلوم کرتے ہو- قریب ہوتا ہے کہ جو لوگ ہمارے احکام ان کو سناتے ہیں ان پر ٹوٹ پڑیں تو کہہ کیا میں تمہیں اس سے

مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۞ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

بھی زیادہ بری چیز بتلاؤں وہ آگ ہے جس کا اللہ نے کافروں سے وعدہ کیا ہوا ہے اور وہ بری جگہ ہے اے لوگو ایک مثال

ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا

بتائی جاتی ہے پس تم اسے کان لگا کر سنو اللہ کے سوا جن لوگوں سے تم دعائیں کرتے ہو وہ لوگ ایک مکھی بھی نہیں بنا

ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ

سکتے اگرچہ وہ سب اس کے لئے جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۞ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ

طالب اور مطلوب سب کمزور ہیں- ان مشرکوں نے خدا کی قدر جیسی چاہئے تھی نہیں کی- اللہ بڑا ہی زبردست سب پر غالب ہے

عَزِيْزٌ ۞ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ

اللہ فرشتوں سے رسول منتخب کرتا ہے اور بنی آدم میں سے

مگر ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی کیے جاتے ہیں- اسی لیے تو اپنی عاقبت تباہ کرتے ہیں اور اپنے لیے کانٹے بو رہے ہیں- کیونکہ ایسے ظالموں کے لئے کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوگا اور اسی سے بڑھ کر کیا نہ تو خود عمل کرتے ہیں نہ عمل کرنے والوں کو چین دیتے ہیں اور جب انکو ہمارے کھلے کھلے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں جن میں توحید کا ثبوت اور شرک کا رد ہوتا ہے تو تم کافروں اور منکروں کے چہروں میں ناراضگی سی معلوم کرتے ہو ایسے بگڑ جاتے ہیں- قریب ہوتا ہے کہ جو لوگ ہمارے احکام متعلقہ توحید و رسالت ان کو پڑھ کر سناتے ہیں ان پر ٹوٹ پڑیں اس قدر ان کو جوش آجاتا ہے کہ لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں حالانکہ بالکل بے جا جوش ہوتا ہے بھلا جوش کرنے سے کیا حقانیت ثابت ہو سکتی ہے- تو اے نبی ان سے کہہ اگر تم مسلمان قرآن پڑھنے والوں پر بسبب ان کی کسی برائی کے حملہ آور ہوتے ہو تو کیا میں تمہیں اس سے بڑی بری چیز بتاؤں جو سچ پوچھو تو سب بری چیزوں سے بری ہے وہ آگ ہے جس کا اللہ نے کافروں اور توحید کے منکروں سے وعدہ کیا ہوا ہے اور وہ بری جگہ ہے ایسی بری جگہ ہے کہ گویا سب برائیوں کا مجموعہ ہے اس میں داخل بھی ایسے ہی لوگ ہوں گے جن میں سب برائیوں کا مجموعہ یعنی شرک ہوگا- لوگ شرک سے بچو- شرک ہی سے روکنے اور اس پر متنبہ کرنے کو ایک مثال بتائی جاتی ہے پس تم اسے کان لگا کر سنو وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا جن لوگوں سے تم دعائیں کرتے ہو کیسے باشد نبی ہو یا ولی- مسیح ہو یا عزیز- پیر ہو یا فقیر- وہ لوگ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب کے سب اس کے لیے جمع ہو جائیں بلکہ اور سنو اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے مثلاً وہ کچھ کھا رہے ہوں اور مکھی اس میں سے منہ میں لے کر اڑ جائے تو وہ اس سے واپس نہیں لے سکتے تو نتیجہ کیا ہوا کہ ان کے طالب یعنی ان سے دعائیں مانگنے والے اور یہ مطلوب یعنی معبود جن سے دعائیں مانگی جاتی ہیں سب کے سب کمزور- طالب عاقل کے بودے ہیں اور مطلوب قدرت میں ضعیف سچ جانو تو ان مشرکوں نے خدا کی قدر جیسی چاہیے تھی نہیں کی کیونکہ اپنی حاجات غیروں سے طلب کرنے لگ گئے حالانکہ اللہ تو بڑا ہی زبردست سب پر غالب ہے باوجود غلبہ قدرت کے وہ بندوں کے حال پر بڑا مہربان ہے اسکی مہربانی ہی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی ہدایت کیلئے فرشتوں سے رسول منتخب کرتا ہے جو بنی آدم کے انبیاء کی طرف آتے ہیں اور بنی آدم کے لوگوں میں سے رسول کر کے انسانوں کی ہدایت کیلئے مامور فرماتا ہے تاکہ لوگ ہدایت پائیں-

اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٧٦﴾

کچھ شک نہیں کہ اللہ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے جو چیزیں ان کے آگے اور پیچھے کی ہیں وہ سب کو جانتا ہے اور سب امور اللہ ہی کی طرف پھیرے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ

جاتے ہیں- اے ایمان والو! رکوع اور سجود کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیک کاموں میں لگے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو اور تم

تُفْلِحُوْنَ ۩ ﴿٧٧﴾ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ

مراد کو پہنچو اور اللہ کی راہ میں ایسی کوشش کرو جو اس کا حق ہے اسی نے تم کو برگزیدہ کیا اور دین کے احکام میں تم

فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ

پر کوئی تنگی نہیں کی- اپنے باپ ابراہیم کا دین اختیار کرو اسی نے اس سے پہلے اور اس میں تمہارا نام مسلمان

وَفِىْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا

رکھا ہے تاکہ رسول تم پر اور تم عام لوگوں پر حکمران ہو جاؤ پس تم نماز قائم

الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿٧٨﴾

کرو اور زکوۃ دیتے رہو اور اللہ ہی سے چنگل مارو وہی تمہارا مولا ہے وہی سب سے اچھا مولا ہے اور سب سے اچھا مددگار

کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی سننے والا دیکھنے والا ہے یہ تو اس کی قدرت سمع اور بصر کا بیان ہے علم اس کا اتنا وسیع ہے کہ جو چیزیں ان لوگوں کے آگے کی اور پیچھے کی یعنی جو واقعات ان کے وجود میں آنے سے پہلے کے ہیں یا ان سے پیچھے کے وہ سب کو جانتا ہے اور حکومت کی یہ کیفیت ہے کہ سب امور اللہ ہی کی طرف پھیرے جاتے ہیں گویا ان سب گاڑیوں کا انجن وہی ہے دنیا کی تمام کائنات' کیا جوہر کیا عرض سب کے سب اسی میدر فیض سے وابستہ ہیں بالکل سچ ہے ؎

اوچو جان ست وجہاں چوں کالبد   کالبدا زوے پزیرو آلبد

اسی لیے وہ ماننے والے بندوں کو فرماتا ہے کہ اے ایمان والو اللہ کے آگے رکوع سجود کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیک کاموں میں لگے رہو تاکہ تمہارا بھلا ہو اور تم مراد کو پہنچو اور اللہ کی راہ اور اس کے دین میں ایسی کوشش کرو جو اس کا حق ہے- جان سے مال سے اور یہ سمجھو کہ ؎

نان اگر تو مید ہی نانت دہند   جاں اگر تو مید ہی جانت دہند

دیکھو اسی نے تم کو برگزیدہ کیا کہ عرب جیسے وحشی ملک کے باشندے ہو کر تم بڑی بڑی سلطنتوں کے مالک بنو گے مگر بپابندی دین اس نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا اور دین کے احکام میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی- تکلیف ہو تو حکم ملتوی کر دیا جاتا ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھ نہ سکو تو بیٹھ کر پڑھ لو- بیٹھ کر نہ پڑھ سکو تو لیٹ کر پڑھ لو- بیماری اور مسافری میں تکلیف ہو تو روزہ ملتوی ہے پس تم اپنے باپ یعنی عرب کے نامور مورث اعلیٰ ابراہیم کا دین اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ تھا اسی اللہ نے اس کتاب سے پہلے اور اس کتاب قرآن میں تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پس تم مسلمان یعنی خدا کے فرمانبردار بنے رہو تاکہ تم عزت پاؤ اور جو وعدے فتح ونصرت کے تم سے کیے گئے ہیں ان کا ظہور ہو اور رسول تم پر اور تم عام لوگوں پر حکمران) ہو اور قیامت کے روز کافروں کے انکار پر انبیاء کی تبلیغ کی شہادت دے سکو اور تمہاری شہادت معتبر مانی جائے پس تم نماز قائم رکھو اور مال کی زکوٰۃ دیتے رہو اور بڑی بات یہ ہے کہ تم اللہ ہی سے چنگل مارو اور اسی کا سہارا ڈھونڈو اور اسی کے ہو رہو

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ   جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

وہی تمہارا مولا ہے وہی سب سے اچھا مولا ہے اور سب سے اچھا مددگار- یا مولا!

نہ کر حساب ہمارے گناہ بے حد کا   الٰہی تجھ کو غفور و رحیم کہتے ہیں
عدو کہیں نہ کہیں دیکھ کر ہمیں محتاج   یہ ان کے بندے ہیں جن کو کریم کہتے ہیں

سورت المومنون

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ الَّذِیۡنَ

نجات یاب وہ ایماندار ہیں جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں اور جو بے فائدہ باتوں

ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ ﴿۴﴾ وَ الَّذِیۡنَ

سے روگردان رہتے ہیں اور جو اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرنے والے ہیں اور جو اپنی

ہُمۡ لِفُرُوۡجِہِمۡ حٰفِظُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا عَلٰۤی اَزۡوَاجِہِمۡ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُہُمۡ

شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں حتی کہ اپنی عورتوں اور باندیوں کے سوا کسی سے نہیں ملتے

فَاِنَّہُمۡ غَیۡرُ مَلُوۡمِیۡنَ ۚ﴿۶﴾ فَمَنِ ابۡتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡعٰدُوۡنَ ۚ﴿۷﴾

ان پر کوئی ملامت نہیں- ہاں جو لوگ اس کے سوا اور طریق اختیار کرتے ہیں وہی حدود سے بڑھنے

وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَ عَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ﴿۸﴾ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ

والے ہیں- اور وہ لوگ نجات یاب ہیں جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا پاس کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی

یُحَافِظُوۡنَ ۘ﴿۹﴾

حفاظت کرتے ہیں

سورت المومنون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نجات کے طالبو سنو ادھر ادھر کے فضول جھگڑوں کو چھوڑ کر ہمارے فرمودہ پر عمل کرو کچھ شک نہیں کہ آجکل نجات کے مسئلہ میں سخت اختلاف ہو رہا ہے- دنیا میں ہر ایک مذہب خواہ کیسے ہی بیہودہ خیالات کے لئے ہو یہی دعوی کرتا ہے کہ میرے ہی میں نجات ہے مگر خدا کے ہاں نجات یاب وہ ایماندار ہیں جو خدا کو واحد لاشریک مان کر نماز پڑھتے ہیں ایسی کہ اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں ایسے کہ گویا خدا کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں اور وہ لوگ نجات کے حق دار ہیں جو بے مطلب اور بے فائدہ باتوں سے جو نہ دین میں نہ دنیا میں ان کو مفید ہوں روگردان رہتے ہیں اور اپنے عزیز وقت کو کسی اچھے مفید کام میں صرف کرتے ہیں- اور وہ لوگ جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرنیوالے ہیں اور وہ لوگ جو اپنے فرجوں اور شرم گاہوں کی زنا لواطت وغیرہ سے حفاظت کرتے ہیں کہ اپنی عورتوں یا باندیوں کے سوا' غرض جن سے ملاپ کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے حاجت بشری پورا کرنے کے لئے کسی سے نہیں ملتے ان پر خدا کی طرف سے کوئی ملامت نہیں ہاں جو لوگ اس کے سوا طریق اختیار کرتے ہیں یعنی بیگانی عورتوں سے زنا یا لڑکوں سے لواطت کرتے ہیں وہی حدود خداوندی سے بڑھنے والے ہیں اور وہ لوگ نجات یاب ہیں جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا پاس کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ایسی کہ ٹھیک وقت پر ادا کرنے کا خیال ان کو لگا رہتا ہے-

أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١﴾

یہی لوگ وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴿١٤﴾ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ﴿١٦﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ ﴿١٧﴾

ہم نے انسان کو صاف مٹی سے بنایا پھر ہم نے اس کو ایک مضبوط مکان میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر اس نطفہ کو لوتھڑا بنایا۔ پھر اس لوتھڑے کو کچی سی بوٹی بنایا پھر اس کچی بوٹی کو ہڈیوں کی شکل میں لائے پھر ہم نے ان ہڈیوں پر چمڑا پہنایا پھر ہم اس کو ایک قسم کی پیدائش میں لائے اللہ کی ذات بڑی برکت والی ہے جو سب پیدا کرنے والوں سے اچھا پیدا کرنے والا ہے پھر تم لوگوں کو مرنا ہے اس کے بعد قیامت کے روز تم کو اٹھنا ہوگا دیکھو ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں

ان صفات مذکورہ کو الگ الگ شمار کرنے سے یہ نہ سمجھو کہ ایک ایک صفت والے بھی خواہ وہ باقی باتوں میں غافل ہوں نجات کے حقدار ہیں۔ نہیں بلکہ مجموعی طور پر سب صفات کا ہونا ضروری ہے بس یہی لوگ وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث یعنی مجازی مالک ہوں گے جس میں ہمیشہ رہیں گے۔ تعجب ہے کہ یہ نابکار انسان ہماری قدرت اور جلالت سے انکار کرتا ہے حالانکہ ہم نے انسان کو یعنی اس کے باپ آدم کو صاف مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو ایک مضبوط مکان میں نطفہ بنا کر رکھا یعنی انسان کا سلسلہ بذریعہ رحم کے نطفہ سے چلایا۔ نطفہ ٹھہرانے سے کچھ دنوں بعد پھر اس نطفہ کو لوتھڑا بنایا پھر اس لوتھڑے کو کچی سی گوشت کی بوٹی بنایا پھر اس کچی گوشت کی بوٹی کو ہڈیوں کی شکل میں لائے پھر ہم نے ان ہڈیوں پر چمڑا پہنایا اس کے بعد پھر اس کو ایک قسم کی پیدائش میں لائے یعنی مرد عورت کی تمیز اس میں کر دی اس قدرت اور حکمت کو دیکھ کر بڑے بڑے دانا اور فلاسفر بھی کہہ اٹھتے ہیں کہ اللہ کی ذات بڑی برکت والی ہے جو سب پیدا کرنے والوں اور صناعوں سے اچھا پیدا کرنے والا ہے۔ کون ایسا خالق ہے جو اپنی مصنوعات میں تاثیر پیدا کر سکے بڑا کمال کسی صناع کا یہ ہو گا کہ قدرتی اشیاء کو ایک جا کر کے ایک چیز بنا لے جس میں بعد ترکیب بھی وہی تاثیر ہوتی ہے جو ان قدرتی اشیاء میں قدرتی طور پر ہوتی ہے۔ اتنے مراتب کے پھر تم لوگوں کو مرنا ہے اس سے بعد قیامت کے روز تم کو اٹھنا ہو گا۔ یہ ہے تمہارے حالات کا مجمل بیان تم یہ نہ جانو کہ بس تم ہی ایک مخلوق ہو نہیں بلکہ تم تو ہماری مخلوق میں چھوٹی سی ایک نوع ہو دیکھو ہم (خدا) نے تمہارے سروں پر سات آسمان بنائے جن میں بیشمار اور ان گنت حکمتیں اور اسرار ہیں جن کا مجمل بیان یہ ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے ان سب کے لئے احکام آسمان ہی سے آتے ہیں ان سب کا تعلق عالم بالا سے ایسا ہے جیسا کہ ملک کو صدر مقام سے ہوتا ہے اسی طرح تمام دنیا کا انتظام ہے اور ہم اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہیں۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ

اور ہم اوپر سے اندازے کے ساتھ پانی اتارتے ہیں پھر اس کو زمین میں ٹھہراتے ہیں اور اس پانی کو لے جانے پر بھی

بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ

ہم قادر ہیں پھر اس کے ساتھ تمہارے لئے کھجوریں اور انگوروں کے باغ اگاتے ہیں ان میں تمہارے لئے

فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ

بہت سے پھل ہیں اور انہیں تم کھاتے ہو اور ہم نے زیتون کا درخت پیدا کیا ہے جو کوہ سینا سے نکلتا

تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ

ہے کھانے والوں کے لئے وہ گھی اور سالن سے لے کر اگتا ہے اور چارپاؤں میں تمہارے لئے نصیحت ہے ان کے پیٹوں میں

مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى

سے ہم تم کو دودھ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت سے منافع ہیں اور تم انہی میں سے کھاتے ہو اور ان چار پاؤں پر

الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا

اور بیڑیوں پر سوار کئے جاتے ہو- اور ہم نے نوح کو اس کو قوم کی طرف نبی کر کے بھیجا تو اس نے کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت

اسی لئے تو ہم نے ایسے قانون بنا رکھے ہیں جن کو کسی کی مجال نہیں کہ توڑ سکے- وقت پر ہر ایک چیز پیدا ہوتی ہے زمین سے پیداوار کا وقت آتا ہے تو اس کے مناسب آثار پیدا ہو جاتے ہیں اور ہم اوپر سے بادلوں کے ذریعے اندازے کے ساتھ پانی اتارتے ہیں پھر اسکو زمین میں ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ زمین ترو تازہ ہو کر سبزی کے قابل ہو جاتی ہے مگر لوگ ایسے بے عقل ہیں کہ بارش وغیرہ نعمتوں کے ملنے پر وہ ہم سے بالکل مستغنی ہو جاتے ہیں گویا کسی چیز کی انہیں ہمارے تک حاجت نہیں- حالانکہ ہم ہر وقت اور ہر آن ان کی تباہی و بربادی پر قادر ہیں بلکہ اس پانی کو (جس کے سبب سے وہ ایسے غرّاں ہو رہے ہیں) لے جانے اور قبل از فائدہ دینے کے خشک کر دینے پر بھی قادر ہیں مگر ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنی مخلوق کے لئے گزارہ کے سامان پیدا کرتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بناتے ہیں ان میں تمہارے لئے بہت سے پھل ہیں اور انہی میں سے تم کھاتے ہو اور سنو ہم ہی نے تمہارے لئے زیتون کا درخت پیدا کیا ہے جو کوہ سینا سے نکلتا ہے کیا ہی مزیدار ہوتا ہے- تم عرب کے لوگوں کے لئے تو وہ جامع صفات کاملہ ہے یوں سمجھئے کہ کھانے والوں کے لئے وہ گھی اور سالن لے کر اگتا ہے- گھی کی جگہ بھی اس کو استعمال کرتے ہیں اور روٹی کے ساتھ سالن کی طرح بھی اس کو کھاتے ہیں اور سنو چارپاؤں میں تمہارے لئے عبرت اور نصیحت ہے ان کے پیٹوں میں سے ہم تم کو دودھ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں کئی ایک منافع ہیں اور تم انہی میں سے کھاتے بھی ہو اور ان چارپایوں پر اور بیڑیوں پر سوار کئے جاتے ہو- یہ خدا کی مہربانی تمہارے حال پر کیا کم ہے پس جس مالک نے یہ نعمتیں تمہارے لیے پیدا کی ہیں بہت ضروری ہے کہ تم اسی کے ہو رہو اور اسی سے اڑے وقتوں میں استمداد کیا کرو اسی کی عبادت کرو یہی حکم ہم نے تم کو دیا ہے اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی یہی حکم تھا- اسی حکم کی تبلیغ کرنے کے لئے ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف نبی کر کے بھیجا تو اس نے بھی یہی کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت

اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں- کیا تم ڈرتے نہیں پس ان کی قوم کے سرداروں نے جو منکر ہوچکے تھے

مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ

کہا کہ یہ تو تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہے یہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنی بزرگی ثابت کرے اور اگر اللہ چاہتا تو آسمان سے

اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا

فرشتے اتارتا- ہم نے اپنے پہلے بزرگوں میں یہ بات نہیں سنی یہ تو محض ایک مجنون آدمی ہے پس تم

رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا

اس کے متعلق ایک وقت تک صبر کرو- نوح نے کہا اے میرے پروردگار جس بات میں انہوں نے مجھے

كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ

جھٹلایا تو اس پر میری مدد کر پس ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ تو ہمارے سامنے اور ہمارے الہام سے ایک بیڑی بنا پھر جب ہمارا

اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا

حکم پہنچے اور زمین جوش میں آئے تو ہر ایک قسم میں سے دو دو صنف اور اپنے متعلقین کو اس پر چڑھا لیجو لیکن ان میں سے جس

مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ

پر حکم لگ چکا ہو اسے نہ چڑھائیو

کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم اس سے ڈرتے نہیں- پس یہ سن کر اس کی قوم کے سرداروں نے جو اس کی تعلیم سے منکر ہو چکے تھے جواب میں کہا کہ لوگو یہ نوح تو تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہے پھر یہ نبی اور رسول کیسے بنا رسالت اس میں کیا ہے؟ کوئی نہیں ہاں یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح تم پر اپنی بزرگی کرے اور برتر بنے- بھلا ہم کیا ایسے ہی عقل سے خالی ہیں کہ ایسے سیدھے سادھے خالی خولی آدمی کو رسول مان لیں اگر اللہ چاہتا اور اسے یہ منظور ہوتا کہ لوگ اس کی توحید کے قائل بنیں تو وہ آسمان سے فرشتے اتارتا نہ کہ ایسا ایک ہمارے جیسا آدمی- اسی لئے تو ہم نے اپنے پہلے بزرگوں میں یہ بات نہیں سنی کہ کسی نے بھی یہ کہا ہو کہ آدم زاد خدا کے رسول ہو کر آیا کرتے ہیں یہ تو محض ایک مجنون آدمی ہے جس کے دماغ کو کوئی نہ کوئی صدمہ ضرور پہنچا ہے عجب نہیں کہ ہمارے معبودوں کو برا کہنے کی رجعت اس پر پڑی ہو پس تم اس کی شوراشوری سے گھبراؤ نہیں بلکہ ایک وقت تک صبر کرو جب تک یہ خود ہی ہلاک ہو جائے- مخالفوں کی یہ باتیں کئی ایک دفعہ سن سن کر حضرت نوح ان کی ایمانداری سے مایوس ہوئے تو آخر کار اس نے کہا اے میرے پروردگار جس بات میں انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے تو اس پر میری مدد کر پس نوح کی دعا کرنے کی دیر تھی کہ ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ تو ہمارے سامنے اور ہمارے الہام سے ایک بیڑی بنا پھر جب ہمارا حکم ان کی ہلاکت کے متعلق پہنچے- اور زمین پانی سے پھٹ کر جوش میں آئے تو ہر ایک جاندار کی قسم میں سے جو تیری کار آمد ہو سکے دو- دو (نر اور مادہ) اور اپنے ☐ کو اس بیڑی پر چڑھا لیجو لیکن ان میں سے جس پر بوجہ اس کی بد عملی اور بے ایمانی کے غضب الٰہی کا حکم لگ چکا ہو اسے نہ چڑھائیو-

---

لہ اس کی تحقیق پہلے کہیں گزر چکی ہے- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہی معنی کئے ہیں- قاموس میں تنور کے معنی وجہ الارض بھی ہیں (منہ)

وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ

اور ظالموں کے حق میں مجھے مخاطب نہ کیجیو انہوں نے ضرور غرق ہونا ہے پھر جب تو اور تیرے ساتھ والے

وَمَنْ مَّعَكَ عَلَی الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۸﴾

بیڑی پر سوار ہو جائیں تو کہیو کہ سب تعریفیں خدا ہی کو ہیں جس نے ہم کو ظالموں کی قوم سے نجات دی

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

اور تو کہیو اے میرے پروردگار مجھ کو کسی بابرکت جگہ پر اتاریو تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے بیشک اس میں کئی ایک

لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾

نشان ہیں اور ہم جانچنے والے ہیں- ان کے بعد ہم نے اور لوگ پیدا کئے پھر انہی میں سے

فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا

رسول بناکر ان میں اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے

تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ

کہ تم ڈرتے نہیں اس کی قوم میں سے سرداروں نے کہا جو کافر تھے اور آخرت کی ملاقات سے منکر تھے اور

وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا

ہم (خدا) نے ان کو دنیا میں آسودگی دی تھی کہا کہ یہ تو محض تمہاری طرح کا آدمی ہے جو تم کھاتے ہو یہ بھی وہی

تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾

کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو یہ بھی وہی پیتا ہے

اور ظالموں کے حق میں مجھے مخاطب نہ کیجیو خداوند فلاں کو بخش دے خبردار انہوں نے ضرور بالضرور غرق ہونا ہے ایسا نہ ہو کہ تیری پکاریوں ہی بیکار ہو جائے یہ تو مناسب نہیں- پھر جب تو اور تیرے ساتھ والے بیڑی پر سوار ہو جائیں تو کہیو کہ سب تعریفیں خدا ہی کو ہیں جس نے ہم کو ظالموں کی قوم سے نجات دی اور محض اپنی رحمت سے ہم کو اس عام عذاب سے رہائی بخشی اور تو یہ بھی کہیو اے میرے پروردگار مجھ کو کسی بابرکت جگہ پر اتاریو کیونکہ تو ہمارا متولی اور سب سے بہتر اتارنے والا ہے چنانچہ ہم (خدا) نے ان کو نہایت عمدہ بابرکت جگہ پر اتارا جہاں پر ان کی تمام مایحتاج چیزیں ان کو مل سکتی تھیں بیشک اس بیان میں قدرت خداوندی کے کئی ایک نشان ہیں اور ہم (خدا) ان کو جانچنے والے تھے کہ ان کا نیک و بد ظاہر کر دیں جیسے جیسے عمل کریں ویسا ان کو بدلہ دیں چنانچہ اسی غرض سے ان کے بعد ہم نے اور لوگ پیدا کئے پھر انہی میں سے رسول بنا کر ان میں اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ بھائیو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود برحق نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں ؟ یہ سن کر ان لوگوں نے نہ مانا خصوصا اس رسول کی قوم میں سے سرداروں نے جو بڑے کافر تھے اور آخرت کی ملاقات یعنی دوسری زندگی سے منکر تھے اور ہم (خدا) نے ان کو دنیا کی زندگی میں آسودگی دی تھی انہوں نے کہا بس یہ رسول تو محض تمہاری طرح کا آدمی ہے جو تم کھاتے ہو یہ بھی وہی کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو یہ بھی وہی پیتا ہے

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ

اگر تم اپنے جیسے آدمی کے پیرو ہوگے تو یقیناً تم نقصان اٹھاؤ گے کیا یہ تم کو ڈراتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے

وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾

تو مٹی اور ہڈیاں ہوکر پھر نکالے جاؤ گے کیسی دور بات ہے جس سے تم ڈرائے جاتے ہو

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنْ هُوَ

یہی دنیا تو ہماری زندگی ہے جس میں ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں ہے یہ تو ایک

اِلَّا رَجُلُ ِۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ قَالَ رَبِّ

ایسا آدمی ہے جس نے اللہ پر محض جھوٹ باندھ رکھا ہے اور ہم اس کو ماننے کے نہیں۔ رسول نے کہا اے میرے

انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَاَخَذَتْهُمُ

پروردگار ان کو جھٹلانے پر میری مدد کر خدا نے کہا تھوڑی دیر میں یہ لوگ اپنے کئے پر نادم ہو جائیں گے۔ پھر ان پر عذاب

الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا

آیا پس ہم نے ان کو خس و خاشاک کی طرح کردیا پس ظالموں کی قوم پر لعنت ہو۔ پھر ہم نے ان کے

مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

بعد اور لوگ پیدا کئے کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے

پس تم سن رکھو اگر تم اپنے جیسے آدمی کے پیرو ہوئے اور بلاوجہ اسی کو اپنا پیشوا اور سردار بناؤ گے تو یقیناً تم نقصان اٹھاؤ گے۔ کیا یہ تم کو ڈراتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے تو مٹی اور ہڈیاں ہو کر تم پھر زندہ کر کے نکالے جاؤ گے ہائے افسوس کیسی دور از عقل بات ہے جس سے تم ڈرائے جاتے ہو ارے بھائیو یہی دنیا تو ہماری زندگی ہے جس میں ہم مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں ہے بس آئے اور رہے اور چلے گئے تم دیکھتے نہیں آج کل تمام یورپ کا یہی خیال ہے کیا وہ احمق ہیں ؟ نہیں وہ بڑے دانایانِ فرنگ ہیں۔ اسی لئے تو انہوں نے اس قسم کے مذہبی جھگڑوں کو بالا طاق رکھ رکھا ہے۔ یہ شخص جو تم کو ڈراتا اور دھمکاتا ہے یہ تو ایک ایسا آدمی ہے جس نے محض اللہ پر جھوٹ باندھ رکھا ہے کہ میں اس کا رسول ہوں مجھے وحی آتی ہے الہام ہوتا ہے حالانکہ نہ کوئی الہام ہے نہ وحی ہے محض گپ اور بے بنیاد باتیں کرتا ہے اسی لئے ہم اس کو ماننے کے نہیں۔ کفار کی یہ نامعقول باتیں سن کر اس رسول نے کہا اے میرے پروردگار ان کے جھٹلانے پر میری مدد کر خدا نے جواب میں کہا ذرا صبر کرو تھوڑی دیر میں یہ لوگ اپنے کئے پر نادم ہو جائیں گے ایسے عذاب میں پھنسیں گے کہ یاد کریں گے پھر ان پر واقعی عذاب آیا نہ کہ وہمی اور فرضی پس ہم نے ان کو خس و خاشاک کی طرح کر دیا یعنی ہم نے ان کو ایسا بیکار کر دیا کہ کسی شمار میں نہ رہے۔ پس ظالموں کی قوم پر لعنت ہو جو اللہ کے حکموں کو نہیں مانتے نہیں سنتے۔ سنتے ہیں تو عمل نہیں کرتے پھر ہم (خدا) نے ان کے بعد اور لوگ پیدا کئے جن کا مرنا جینا سب ہمارے (یعنی خدا کے) اختیار میں تھا کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے یعنی نہ تو یہ ممکن ہے کہ کوئی شخص یا قوم اپنی اجل مقررہ زندگی یا ترقی تنزل سے کچھ وقت آگے بڑھ سکیں نہ پیچھے رہ سکتے ہیں یہ عام قانون خداوندی ہے۔

ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا تَتۡرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوۡلُهَا كَذَّبُوۡهُ فَاَتۡبَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ

پھر ہم نے پے درپے رسول بھیجے جب کبھی کسی قوم کے پاس کوئی رسول آتا تو وہ اس کی تکذیب کرتے

بَعۡضًا وَّجَعَلۡنٰهُمۡ اَحَادِيۡثَ ۚ فَبُعۡدًا لِّقَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرۡسَلۡنَا

ہم نے ایک کے پیچھے ایک کو ملایا اور ہم نے ان کو افسانہ بنا دیا تو جو لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے ایسی قوم کو دوری ہو۔ پھر موسیٰ اور ہارون کو

مُوۡسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوۡنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۴۵﴾ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَمَلَا۟ئِهٖ

ہم نے اپنے احکام اور کھلی دلیل دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ متکبر ہوگئے اور

فَاسۡتَكۡبَرُوۡا وَكَانُوۡا قَوۡمًا عَالِيۡنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوۡۤا اَنُؤۡمِنُ لِبَشَرَيۡنِ مِثۡلِنَا وَ

سرکش قوم سے تھے بولے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں حالانکہ ان کی قوم

قَوۡمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوۡنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوۡهُمَا فَكَانُوۡا مِنَ الۡمُهۡلَكِيۡنَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدۡ

ہماری خدمت گار ہے۔ پس انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو وہ ہلاک ہوگئے اور ہم نے

اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ لَعَلَّهُمۡ يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلۡنَا ابۡنَ مَرۡيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً

موسیٰ کو کتاب دی تھی تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں اور ابن مریم اور اس کی والدہ کو بھی ہم نے

یہ بات اور اس جیسی اور حقانی تعلیم پھیلانے کو پھر ہم نے پے درپے رسول بھیجے جو لوگوں کو سچی تعلیم دیتے تھے مگر لوگوں کا یہی حال رہا کہ جب کبھی کسی قوم کے پاس کوئی رسول آتا تو وہ اس کی تکذیب کرتے اور نہ مانتے۔ یہ انکی جہالت تھی اسی لئے ہم نے ایک کو ایک کے پیچھے ملایا اور سب کو تباہ کر دیا اور ہم نے ان کو ایسا نیست ونابود کیا کہ کہیں تو دنیا میں ان کا نام بلند تھا سکہ جاری تھا۔ مگر آخر یہ ہوا کہ ہم نے انکو صرف افسانہ بنادیا یعنی لوگ فرصت کے وقت دل بہلانے کو ان کی حکایات سنا کرتے کہ فلاں ملک میں ایک بادشاہ تھا اس نے کہا میں خدا ہوں اس کے سمجھانے کو ایک رسول آیا جس کا نام ابراہیم تھا مگر اس نے اس رسول سے مباحثہ کیا اور اس کا کہنا نہ مانا آخر اللہ نے اس کو ایک مچھر سے ہلاک کرایا تو بسا اوقات لوگ ان کی حکایات سن کر بے ساختہ کہہ اٹھتے کہ جو لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے ایسی قوم کو خدا کی رحمت سے دوری ہو۔ پھر بھی ہم مخلوق کو نہیں بھولے اور ان کی ہدایت کے سامان پیدا کرتے رہے چنانچہ موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کو ہم نے اپنے احکام اور کھلی دلیل معجزہ دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی اور تمام قوم کی طرف بھیجا تو وہ فرعونی شیخی میں آئے اور متکبر ہوگئے کیونکہ وہ پہلے ہی سے بڑے بدکردار اور سرکش قوم تھے بولے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں موسیٰ اور ہارون پر ایمان لے آئیں اور ان کی تابعداری کریں حالانکہ ان کی قوم بنی اسرائیل ہماری غلام خدمت گار ہے پس ایسے بے جا غرور اور تکبر میں انہوں نے ان دونوں موسیٰ اور ہارون کو جھٹلایا تو وہ ہلاک ہوگئے اور ہم نے حضرت موسیٰ کو کتاب توریت دی تھی تاکہ وہ لوگ بنی اسرائیل وغیرہ خدا کی راہ سے ہدایت پائیں۔ اسی طرح سب نبیوں کے ذریعہ سے لوگوں کو پیغام حق پہنچاتے رہے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم اور اس کی والدہ ماجدہ صدیقہ مریم علیہا السلام کو بھی ہم نے دنیا کے لوگوں کے لئے ہدایت کی نشانی بنایا۔

وَاٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ ﴿۵۰﴾ یٰٓاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ
لوگوں کے لئے نشان بنایا اور ہم نے ان کو ایک اونچی جگہ پر جو مضبوط اور چشمے دار تھی جگہ دی تھی- اے رسولو حلال طیب غذا کھایا

الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۵۱﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ
کرو اور نیک عمل کیا کرو بیشک میں تمہارے کاموں پر مطلع ہوں اور یہ جماعت تمہاری ہی

اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ
پارٹی کے ہیں تم ایک ہی گروہ ہو اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس تم مجھ سے ڈرتے رہو- لوگوں نے آپس میں پھوٹ ڈال دی- جو کچھ

حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۵۴﴾
کسی فریق کے پاس تھا اور ہے اسی کے ساتھ خوش و خرم ہیں پس تو ایک وقت تک ان کی غفلت میں ان کو چھوڑ دے

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ
کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم جو ان کو مال اور اولاد سے مدد دے رہے ہیں اور ان کو فائدہ رسانی میں ہم جلدی کرتے ہیں؟

بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾
بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں- جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں

اور ہم نے ان کو ایک اونچی جگہ پر جو بڑی مضبوط اور چشمے دار پہاڑی تھی جگہ دی تھی اس لیے کہ وہ دونوں ماں بیٹا ہمارے فرماں بردار تھے اور ہم ان سے خوش تھے ایسا ہی سب رسول ہمارے فرماں بردار ہوتے رہے ہیں اسی لئے تو ہم ان کو حکم دیا کرتے تھے کہ اے رسولو پاکیزہ حلال طیب غذا کھایا کرو اور نیک عمل کیا کرو بیشک میں (خدا) تمہارے کاموں پر مطلع ہوں جب رسولوں کو یہ حکم ہے تو ان کی امتوں کو بھی یہی حکم ہے کیونکہ امت رسول کی تابع فرمان ہوتی ہے اور یہ نبیوں کی جماعت تمہاری ہی پارٹی کے ہیں گو مختلف وقتوں میں آئے مگر دراصل ایک ہی پارٹی ہے- تم سب ایک ہی مطلب اور مشن (توحید الٰہی) کو لے کر دنیا میں پھیلانے کے لئے آئے ہو- اس لئے تم ایک ہی گروہ ہو اور میں (خدا) تمہارا پروردگار ہوں پس تم مجھ سے ڈرتے رہو اور کسی کا خوف دل میں نہ لاؤ- لوگوں نے رسولوں کی تعلیم کی کوئی قدر نہ کی- بعض لوگ تو ان سے صریح مخالف ہوگئے جو ان کی تعلیم کو مان بھی چکے تھے- انہوں نے بھی ایک بڑے ضروری حکم (اتفاق) کو بالائے طاق رکھ کر آپس میں پھوٹ ڈالی اور ٹولی ٹولی اور گروہ گروہ بن گئے- اس پر بھی جو کچھ کسی فریق کے پاس تھا اور ہے اسی کے ساتھ خوش و خرم ہیں اس کا ان کو ذرا بھی خیال نہیں کہ ہم ایک ہی نبی کی امت ہیں اور ایک ہی کتاب کے پیرو- پھر اس قدر تشدد کیوں ہے کہ ایک دوسرے کو دین سے خارج کرتا ہے اتنا نہیں سوچتے کہ ہمارے نبی نے ہم کو یہی سکھایا ہے؟ افسوس ہے ان کے حال پر- پس تو ایک وقت تک ان کی غفلت میں ان کو چھوڑ دے اپنے کئے کی سزا خود ہی پائیں گے کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جو ان کو مال اور اولاد سے مدد دے رہے ہیں (جو قدرتی طریق پر بحکم كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ کو پہنچتی رہتی ہے ان کو فائدہ رسانی میں ہم جلدی کرتے ہیں؟ نہیں نہیں بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ان کو معلوم نہیں یا دانستہ تجاہل کرتے ہیں ان کی تو کوئی بات بھی ٹھکانہ کی نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ کسی اصول پر ان کی کوئی بات نہیں' ہاں جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ڈرتے ہیں-

خدا ہر ایک کو رزق پہنچاتا ہے (منہ)

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾

اور جو لوگ بن پڑتا دیتے ہیں اور دل میں ڈرتے ہیں کہ پروردگار کے پاس جانا ہے-

اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَا نُكَلِّفُ

یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور ان کی طرف لپکتے ہیں- ہم کسی نفس کو اس کی طاقت

نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

سے زیادہ حکم نہیں دیا کرتے

ہر ایک کام میں اس کی رضا اور عدم رضا کی پرواہ کرتے ہیں مجال نہیں کسی وقت کسی کام میں بھی وہ خدا سے بے خوف ہو سکیں- ان کے دلوں میں خدا کا خوف پورا جاگزیں ہوتا ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیات متلوہ و غیر متلوہ پر ایمان رکھتے ہیں- آیات متلوہ تو قرآن کے الفاظ کو کہتے ہیں اور آیات غیر متلوہ خدا کی قدرت کے نشان ہیں جن کی بابت رب العالمین کا ارشاد ہے **کاین من ایته فی السموات والارض یمرون علیها وهم عنها معرضون** یعنی کئی ایک آیات (نشان قدرت) رب العالمین کے آسمان اور زمین پر ہیں کہ یہ لوگ آنکھیں بند کر کے ان سے گزر جاتے ہیں پس ایمان جب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ دونوں قسم کی آیتوں پر یقین ہو- آیات قرآنیہ کو زبان سے پڑھے آیات قانونیہ پر دل سے غور کرے- انہی آیات کی طرف ایک اہل دل نے اشارہ کر کے کہا

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

پس جو لوگ اس طرح سے ان آیات کو دیکھتے ہیں اور جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتے خواہ وہ چیز اعلیٰ درجہ کی ہو یا ادنیٰ کی اور جو لوگ حسب توفیق بن پڑتا اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور دل میں ڈرتے ہیں کہ پروردگار کے پاس جانا ہے یعنی وہ اس نیت سے نہیں دیتے کہ وہ خدا پر یا اس محتاج پر یا اس مدرسہ کے کسی ملازم پر جس میں چندہ دیتے ہیں کوئی احسان کرتے ہیں نہیں بلکہ خاص خدا کی رضا جوئی کے لئے دیتے ہیں اور دل ان کے اس خوف سے لرزتے ہیں کہ یہ حقیر تحفہ اس عالی جناب کے شایان شان نہیں- مبادا کہیں ہماری نیت میں فتور ہو تو الٹا مواخذہ ہو- ان کو یہی ڈر لگا رہتا ہے اور اس خوف میں وہ ہمیشہ دست بدعا رہتے ہیں کہ

من نگویم کہ عباد تم بپذیر قلم عفو برگنا ہم کش

ایسے لوگ کے لئے ہم شہادت دیتے ہیں- کہ یہی لوگ نیک کاموں میں جلدی کرتے ہں اور ان نیکیوں کی طرف پلتے ہیں ہاں یہ خیال مت کرو کہ نیک کام دنیا میں کوئی کر ہی نہیں سکتا- انسان کسی وقت برے خیالات سے خالی نہیں رہ سکتا- کبھی کوئی دنیاوی امور کے متعلق خیالات ہیں تو کبھی اپنے حاجات کی فکر ہے جیسا شیخ سعدی مرحوم نے کہا ہے

شب چو عقد نماز بر ندم چہ خور دبا مداد فرزندم

تو سنو خیالات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو اختیاری دوسرے بے اختیار- اختیاری خیالات اگر برے ہوں تو ان پر پکڑ ہو گی بشرطیکہ ان کو دل میں اچھی طرح مضبوط کر رکھو گے اور بے اختیاری خیالات پر پکڑ نہیں کیونکہ ہمارے ہاں عام قاعدہ ہے کہ ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیا کرتے اس لئے کہ طاقت سے زیادہ حکم دینا صریح ظلم ہے-

وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ

اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچائی کا اظہار کریگی اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے لیکن ان کے دل اس سے پردے میں ہیں

مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ۝ حَتّٰۤى اِذَاۤ

اور اس کے سوا ان کے اعمال اور بھی ہیں جو یہ کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ہم ان میں سے خوشحال لوگوں

اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْــَٔرُوْنَ ۝ لَا تَجْــَٔرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ

کو عذاب میں مبتلا کریں گے تو پھر یہ چیخ اٹھیں گے۔ آج مت چیخو تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہ

مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ

پہنچے گی۔ ہمارے احکام تم کو سنائے جاتے تو تم لوگ تکبر سے کچھ کچھ بکتے ہوئے پیچھے کو

تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

ہٹ جاتے تھے۔ کیا انہوں نے اس بات پر کبھی غور نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی

اَمْ جَآءَهُمْ

بات آئی ہے

مثلاً انسان کو ہم یہ تو حکم دیں گے تو روزہ رکھ جو وہ تھوڑے سے وقت تک کر سکتا ہے مگر یہ حکم نہیں دیں گے کہ دیکھنا تجھے بھوک نہ لگنے پائے اگر تجھے بھوک لگی تو تیری خیر نہ ہوگی تجھے سزا ملے گی کیونکہ بھوک لگنے پر تھوڑے سے وقت تک کھانا نہ کھانا۔اس کے اختیار میں ہے لیکن بھوک نہ لگنے دینا اس کے اقتدار میں نہیں۔پس یہ ایک مثال اس عام قاعدہ کی سمجھو جو اوپر کی آیت میں بتلایا گیا ہے اور[1] اسی پر اپنے خیالات کو قیاس کر لو کہ اگر وہ ایسے بے اختیاری ہیں تو خیر معاف ہیں اور اگر اختیاری ہیں تو تمہارے نام لکھے جائیں گے اور ہمارے پاس ایک کتاب بندوں کا اعمال نامہ ہے جو وقت پر قیامت کے روز سچائی کا اظہار کردے گی جس کو مجرم دیکھ کر آہ و بکا کریں گے مگر جو کچھ ہوگا وہ انصاف ہی سے ہوگا اور وہ کسی طرح ظلم نہیں کئے جائیں گے لیکن یہ لوگ عرب کے مشرک اور تیرے مخالف جو اس بات کو تسلیم نہیں کرتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دل اس سے پردے میں ہیں یعنی قرآن جو عذاب کی دھمکی ان کو سناتا ہے وہ ہنوز انہوں نے دیکھا نہیں اور اس کے سوا ان کے اعمال اور بھی ہیں جو یہ کرتے ہیں ان کا بھی ان پر اثر ہے بس یہ اسی طرح سرکشی اور تمرّد میں رہیں گے یہاں تک کہ جب ہم ان میں سے خوشحال اور آسودہ لوگوں کو عذاب میں مبتلا کریں گے جن کا یہ سارا فساد ہے تو پھر یہ سب کے سب چیخ اٹھیں گے مگر اس روز کا چیخنا ان کو سودمند نہ ہوگا اس لئے ان سے کہا جائے گا کہ آج مت چیخو ہماری طرف سے کسی امداد کی توقع مت رکھو کیونکہ تم کو ہماری طرف سے کوئی مدد نہ پہنچے گی اس لئے کہ امداد لینے کا استحقاق تم خود کھو چکے ہو ہمارے احکام قرآنی تم کو سنائے جاتے تھے اور تم تکبر سے کچھ کچھ بیہودہ بکتے ہوئے پیچھے کو ہٹ جاتے تھے افسوس ہے ان کے حال پر اس وقت تو پچھتائیں گے مگر اب نہیں سوچتے۔کیا انہوں نے اس بات یعنی قرآنی احکام پر کبھی غور نہیں کیا کہ کس طرح کا کلام یا نظام ہے جو مردہ دلوں کے لئے حکیمانہ صحت کا پیام ہے۔آہ افسوس یہ لوگ غور اور فکر سے کام نہیں لیتے یا ان کے پاس اس رسول کے ذریعہ سے

[1] مالھذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ کی طرف اشارہ ہے منہ ۲) لما یذوقوا العذاب کی طرف اشارہ ہے منہ

مَا لَمْ يَأْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾

جو ان کے باپ دادوں کے پاس نہ آئی تھی- کیا انہوں نے ہنوز اپنے رسول کو پہچانا نہیں کہ اس سے منکر ہو رہے ہیں

اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے بلکہ وہ سچی تعلیم ان کے پاس لایا ہے ان میں سے اکثر لوگ سچائی کو ناپسند کرتے ہیں

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ

اگر سچ ان کی خواہش کے مطابق ہو تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والے سب تباہ ہو جائیں بلکہ ہم

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْــَٔـلُهُمْ خَرْجًا

ان کے پاس ان کی نصیحت لائے ہیں پس یہ اپنی نصیحت سے روگردان ہیں- کیا تو ان سے کچھ اجرت مانگتا ہے

کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے باپ دادوں حضرت اسماعیل اور ان کی قریب کی نسل کے پاس نہ ائی تھی- کیا انہوں نے ہنوز اپنے رسول حضرت محمد علیہ السلام کو نہیں پہچانا اسکی سچی تعلیم اور حقانی تلقین اور روحانی فیض صحبت نے ان پر ابھی تک اثر نہیں کیا؟ کیا اس کے معجزات کرامت کو انہوں نے نہیں دیکھا کہ اس سے منکر ہو رہے ہیں- کیا باوجود دیکھنے معجزات کرامات اور پانے تاثیر صحبت کے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے جب ہی تو تمام لوگوں کی مخالفت کر رہا ہے نہیں' بلکہ وہ رسول سچی تعلیم ان کے پاس لایا ہے اور ان میں سے اکثر لوگ سچائی کو ناپسند کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ رسول کی پیروی نہیں کرتے بلکہ چاہتے ہیں کہ سچائی خود ان کی خواہشات کے مطابق ہو حالانکہ اگر سچ ان کی خواہش کے مطابق ہوتا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ تمام دنیا کے برے کام جائز کئے جائیں کیونکہ یہ لوگ تو سب کچھ کر گزرتے ہیں شرک ہے ان میں ہے کفر ہے تو ان میں ہے شراب خواری' قمار بازی' زناکاری غرض دنیا کی تمام خرابیوں کا مجمع بلکہ منبع یہ لوگ ہیں اور ان کی دلی خواہش یہی ہے کہ نبی کی تعلیم سے یہ کام بند نہ ہوں تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والے آدمی اور فرشتے سب کے سب تباہ اور برباد ہو جاتے کیونکہ قانون خداوندی ہے کہ جب سب کے سب لوگ بے دین اور بدمعاش ہو جائیں گے تو دنیا کا قیام نہ رہے گا جب یہ حال ہے تو سچ اور سچی تعلیم بھلا ان کی خواہشات کے مطابق کیوں کر ہوئی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے پاس ان کی سچی نصیحت لائے ہیں تاکہ ہدایت پاویں مگر یہ لوگ اپنی شرارتوں میں ایسے منہمک ہیں کہ کان بھی نہیں لگاتے پس یہ لوگ اپنی ہدایت اور نصیحت سے روگردان ہیں- کیسی حیرانی کی بات ہے کہ یہ لوگ تجھ سے بلاوجہ روگردان ہیں کیا تو ان سے اس وعظ و نصیحت کرنے پر کچھ اجرت مانگتا ہے' نہیں

ے یہ لفظ اس لئے بڑھایا گیا ہے کہ خود قرآن مجید کی دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے لوگ خود یہ کہتے تھے ماسمعنا بھذا انی الملته الاخرة یعنی ہم نے یہ بات جو محمد ﷺ کہتا ہے پہلے لوگوں میں نہیں سنی نیز یہ بھی ارشاد ہے لتنذر قوما ماانذر ابائھم فھم غفلون یعنی اے نبی تم ان لوگوں کو سمجھاؤ جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اس لئے وہ غافل ہیں اور ان جیسی کئی ایک اور آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ عربیوں کے باپ دادا کو واقعی اس قسم کی ہدایت نہیں آئی تھی- پھر اس آیت میں جو تعجب ہے یہ کہا گیا کہ ان کے پاس کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے باپ دادا کو نہیں آئی تھی حالانکہ بات بھی ٹھیک ہے کہ ان کے باپ دادا کے پاس یہ تعلیم نہ آئی تھی اس لئے یہ قید لگائی گئی ہے اور یہ قرآن مجید کے لفظ الاولین سے بھی مستنبط ہو سکتی ہے- منہ

فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿٧٥﴾ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾ حَتّٰى إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ إِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ

تیرے پروردگار کا رزق اچھا ہے اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے اور تو ان کو سیدھی راہ کی طرف بلاتا ہے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھی راہ سے ٹیڑھے جاتے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو کچھ ان پر تکلیف آ رہی ہے دور کردیں تو یہ اپنی گمراہ میں بھٹکتے ہوئے دھنستے جائیں ہم نے ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا تھا تاہم یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے نہ جھکے اور نہ عاجزی اختیار کی۔ پھر جب ہم ان پر عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو فوراً اس سے ناامید ہو جائیں گے۔ وہ خدا وہ ذات پاک ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے تم بہت کم ہی شکریہ کرتے ہو وہی ذات ہے جس نے تم کو زمین پر پیدا کیا اور اسی کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے وہی ذات ہے جو زندگی بخشتا اور مارتا ہے اور رات دن کا اختلاف اسی کے قبضہ میں ہے

کیونکہ تیرے پروردگار کا اجر ان کی اجرت سے کہیں اچھا ہے اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے پھر بھلا اسے چھوڑ کر ان سے تو کیوں مانگنے لگا اور ان کی کیوں پرواہ کرنے لگا تو تو ان کو سیدھی راہ کی طرف بلاتا ہے اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھی راہ سے ٹیڑھے جاتے ہیں ہمیشہ سے ان کی عادت کج روی کی ہو رہی ہے مگر جب پکڑے جاتے ہیں تو پھر رحم کی درخواست کرتے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو کچھ ان پر تکلیف آ رہی ہے دور کردیں تو یہ ہرگز نہ ہوگا کہ اپنی شرارتوں سے باز آویں بلکہ اپنی سرکشی اور گمراہی میں بھٹکے ہوئے دھنستے جائیں اس لئے کہ اس سے پہلے ہم نے ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا تھا قحط سالی اور وبا کا تسلط ان پر ہوا تاہم یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے جھکے اور نہ عاجزی اختیار کی پھر جب ہم حسب قاعدہ ان پر عذاب کا دروازہ کھول دیں گے یعنی ایک تکلیف کے بعد دوسری تکلیف ان پر آئے گی تو بجائے اس کے کہ خدا کی طرف جھکیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہ کر رحمت کے امیدوار بنیں فوراً اس میں بے امید ہو جائیں گے۔ خدائے ذوالجلال کی رحمت سے بے امید ہونا ہر طرح کی حرمان اور بدنصیبی ہے کیونکہ وہ خدا تو وہ ذات پاک ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے پھر اس کی رحمت سے بے امید ہونا کون دانا جائز کہے گا مگر تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو وہ ذات پاک ہے جس نے تم کو زمین پر پیدا کیا اور اسی کے بعد الموت تم جمع کئے جاؤ گے وہ ذات پاک ہے جو مخلوق کو زندگی بخشتا ہے' رات دن کا اختلاف اسی کے قبضہ قدرت میں ہے سورج کے طلوع و غروب کا وقت بلحاظ موسم اسی نے مقرر کر رکھا ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا

کیا تم لوگ پھر بھی سمجھتے نہیں؟ بلکہ اسی طرح کہتے ہیں جو ان سے پہلے لوگ کہہ گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائیں گے مٹی اور

تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ

ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ اس سے پہلے ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو بھی ڈر سنایا گیا یہ تو

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ

صرف پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔ تو کہہ بتلاؤ زمین اور زمین کے لوگ کس کی ملک میں ہیں اگر تم جانتے

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ

ہو تو بتلاؤ۔ یہ لوگ کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی ملک ہیں تو کہیو کیا تم نصیحت نہیں پاتے۔ تو کہیو کہ ساتوں آسمان اور

السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾

عرش عظیم کا مالک کون ہے یہ کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے تم کہیو کیا تم ڈرتے نہیں

کیا تم لوگ پھر بھی سمجھتے نہیں کہ دنیا کے کاروبار کا اصل مدار کس پر ہے اور محض ظاہر بینی سے ان اسباب پر دل لگائے بیٹھے ہو حالانکہ ان اسباب کی کچھ بھی ہستی نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس کی طرف کسی اہل دل نے اشارہ کیا ہے

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقاں   مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

ان کو چاہیے تھا کہ اپنے بھلے کی سوچیں وہ تو کرتے نہیں بلکہ الٹے اکڑتے ہیں اور اسی طرح کی بولی بولتے ہیں اور کہتے ہیں جو ان سے پہلے لوگ کہہ گئے ہیں یعنی یہ کہ جب ہم مر جائیں گے مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے نہیں نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے یہ تو یونہی کہتے ہیں۔ بناوٹی باتیں ہیں اس سے پہلے ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو بھی ڈر سنایا گیا اور وعدہ دیا گیا مگر ہم تو اس کو اس سے زیادہ وقعت نہیں دے سکتے کہ یہ تو صرف پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔ اے نبی تو ان سے کہہ کہ کسی حقانی تعلیم کو یہ کہہ کر ٹال دینا کہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں قرین دانش مندی نہیں۔ پہلے لوگوں کے قصے اگر ہیں تو وہ بطور تمثیل اصل مضمون سمجھانے کو ہیں۔ اصل مضمون تو بالکل مختصر لفظوں میں ہے کہ

وہ مالک ہے سب اس کے آگے ہیں لاچار   نہیں اس کے گھر کا ہے کوئی بھی مختار

پس اگر تم کو اصل مضمون میں بھی شک ہو تو ہم تم کو ایک اور طرح سے یہ مضمون ذہن نشین کرا سکتے ہیں۔ پس بتلاؤ کہ زمین اور زمین کے لوگ جو اس پر بستے ہیں کسی کی ملک اور ماتحت ہیں اگر تم جانتے ہو تو بتلاؤ۔ امید ہے یہ سوال سن کر یہ لوگ خود ہی کہیں گے کہ اللہ ہی کی ہے جب یہ کہیں اور مان لیں اور ضرور مانیں گے کیونکہ بقول شیخ سعدی مرحوم کے

جہاں متفق بر الٰہیتش

ان کے دل مانتے ہیں کہ ہمارا خالق ہمارا مالک وہی ایک ذات پاک ہے تو پھر ان سے کہیو کہ تم نصیحت نہیں پاتے اور اپنے اعمال کا انجام بد نہیں سوچتے۔ اے نبی تو ان سے کہیو کہ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار اور عرش عظیم کا مالک کون ہے کس نے ان سب کو پیدا کیا ہے کون انکی حفاظت کرتا ہے امید ہے یہ خود ہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے پھر تم کہیو کہ تم جو اسکے ساتھ دوسری چیزوں کو اس کی مخلوق میں سے اسکا شریک کرتے ہو کیا تم ڈرتے نہیں کہ اس جرم کی پاداش میں کیا کچھ مصیبت تم کو جھیلنی ہوگی

قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ

کہہ تمام چیزوں کی حکومت کس کے قبضے میں ہیں اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے اور اس سے بھاگے ہوئے کو کہیں پناہ نہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ

مل سکتی اگر جانتے ہو تو بتلاؤ یہ کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے تو کہہ پھر تم کہاں کو بہکائے جاتے ہو اور سچی بات ہم ان کے

وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا

پاس لائے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں خدا نے کسی کو اولاد نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اگر

لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا

ہوتا تو ہر ایک معبود اپنی اپنی مخلوق کو الگ الگ لے جاتا اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی کوشش کرتا اللہ ان باتوں سے جو

يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾

یہ لوگ بیان کرتے ہیں پاک ہے۔ وہ غیب اور حاضر کو جاننے والا پس وہ لوگوں کے شریک سے پاک ہے

ع ۵ (۱۵) ۵

پھر ان سے کہہ کہ بتلاؤ تمام چیزوں کی حکومت کس کے قبضے میں ہے اور کون ہے جو بھاگے کو پناہ دیتا ہے اور اس سے بھاگے کو کہیں پناہ نہیں مل سکتی اگر جانتے ہو تو بتلاؤ امید ہے یہ خود ہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہی کی یہ شان ہے تو کہہ کہ پھر تم کہاں کو بہکائے جاتے ہو کیا تمہیں کوئی جادو کر جاتا ہے کہ اللہ کے ہوتے ہوئے اس کی موجودگی میں تم اس کے بندوں سے حاجات چاہتے ہو؟ گو تم خدا سے بھی مانگتے ہو مگر اتنا کرنے سے تم شرک کی بیماری سے بچ نہیں سکتے کیا تم نے کسی بزرگ اہل دل کا قول نہیں سنا کہ

خدا سے اور بزرگوں سے بھی کہنا یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا

جب تک کل اغراض اور مطالب خدا ہی سے نہ چاہو گے بلکہ بقول

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اپنے آپ کو اسی کی ذات ستودہ صفات سے پیوستہ نہ کر دو گے کسی طرح توحید کا دعویٰ صحیح نہ ہوگا۔ اسی توحید کے پھیلانے کے لئے ہم نے سلسلہ انبیاء دنیا میں قائم کیا اور یہی سچی بات ہم ان کے پاس لائے ہیں اور یہ لوگ جو نہیں مانتے تو اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ اس انکار میں بالکل جھوٹے ہیں اس سے زیادہ جھوٹ کیا ہوگا کہ خدا کی اولاد ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں کوئی کہتا ہے مسیح خدا کا لڑکا ہے۔ حالانکہ خدا نے کسی کو اولاد نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اگر ہوتا تو ہر ایک معبود اپنی مخلوق کو الگ الگ لے جاتا اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کی کوشش کرتا کیونکہ جو ذات الٰہ یعنی معبود برحق ہو اس کی شان سے بعید ہے کہ وہ کسی کا ماتحت ہو اس لئے کہ ماتحتی صلح دو حال سے خالی نہیں ہوتی یا تو ان دونوں میں سے ایک زیادہ طاقت ور ہوگا یا دونوں ایک طاقت کے ہوں گے یا کسی تیسری زبردست طاقت کے ماتحت ہوں گے جیسے ہندوستان کی دیسی ریاستیں حالانکہ یہی دونوں صورتیں خدا کی شان کے برخلاف ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں پاک ہے وہ تمام غیب اور حاضر کا جاننے والا ہے پس وہ لوگوں کے شرک کی باتیں کرنے سے پاک ہے ان کی فضول گوئیوں کی پرواہ نہ کر ہاں چونکہ ان پر عذاب الٰہی آنے کو ہے

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾

تو کہہ اے میرے پروردگار جو کچھ ان کو عذاب کی دھمکی دی جاتی ہے اگر تو مجھے دکھائے تو میرے پروردگار مجھے ان ظالموں کی قوم میں مت کیجیو

وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ

اور ہم اس پر قادر ہیں کہ جو کچھ ان کو وعدے دے رہے ہیں تجھے دکھادیں- تو اچھے بدلے سے برائی کو دفع کیا کر ہم ان کی گفتگو کو جو یہ

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٩٧﴾

لوگ کہتے ہیں خوب جانتے ہیں- اور کہا کر اے میرے پروردگار میں شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے تیری پناہ میں آتا ہوں

وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿٩٨﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ یہ میرے پاس آئیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو کہے گا کہ اے میرے

رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿٩٩﴾ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ

پروردگار مجھے دنیا کی طرف واپس کر تاکہ میں پچھلی زندگی جس کو چھوڑ آیا ہوں نیک عمل کروں- ہرگز نہیں

اس لئے تو دعا کرتا ہوا یوں کہہ اے میرے پروردگار جو کچھ ان کو عذاب وغیرہ کی دھمکی دی جاتی ہے اگر تو مجھے بھی وہ وقت دکھا دے تو میرے پروردگار مجھے ان ظالموں کی قوم میں مت کیجیو بلکہ محض اپنے فضل وکرم سے مجھے محفوظ رکھیو اور ہم اس پر قادر ہیں کہ جو کچھ ہم ان کو وعدے دے رہے ہیں تجھے دکھادیں یعنی اگر ہم چاہیں تو تیری زندگی ہی میں ان پر عذاب نازل کر سکتے ہیں لیکن چونکہ ہم جیسے توانا اور قدیر ہیں ویسے ہی علیم اور حلیم بھی ہیں اس لئے جب انکے حال پر ہم حلم سے کام لیتے ہیں تو تو بھی نیک خصلت سے بری کو رفع کیا کر یعنی اگر کوئی تیرے ساتھ برائی سے پیش آئے تو تو اس کے ساتھ نیکی سے پیش آیا کر- کیا تو نے شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا

بدی را بدی سہل باشد جزا ۔ اگر مردی احسن الی من اسا

مگر یہ قانون بھی وہیں تک ہے کہ مخالف شریف النفس ہو اور کسی غلط فہمی کی وجہ سے مخالفت کرتا ہو لیکن اگر شریر النفس معاند اور ضدی ہے جو نیکی اور احسان کرنے کو الٹا کمزوری پر محمول کرتا ہے تو ایسے شریروں کی سزا وہی ہے جو دوسری جگہ قرآن شریف میں حکم ہے کہ **جزاء سیئة سیئة مثلها** برائی کا بدلہ اس کے برابر کی برائی کرنا ہے چنانچہ شیخ سعدی مرحوم بھی باوجود یہ کہ اوپر کے شعر میں اعلیٰ درجہ کے تحمل کی تعلیم دیتا ہے مگر اس کا وسیع تجربہ یہاں تک بھی پہنچتا ہے کہ

نکوئی با بداں کردن چنان ست
کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

اس لئے تو بھی موقع شناسی سے کام لیا کر ہم ان کی گفتگو کو جو یہ کہتے ہیں خوب جانتے ہیں اس لئے تو ان سے اور ان کی بیہودہ گوئی سے کشیدہ خاطر نہ ہو بلکہ اگر کسی وقت جوش آجائے تو تو دعا کیا کر اور کہا کر کہ اے میرے پروردگار میں شیاطین کی چھیڑ چھاڑ سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ یہ میرے پاس آئیں اور مجھے بھی ستائیں ہاں ساتھ ہی اس کے ان کی بیہودہ گوئی کا بھی خیال مت کیجیو ان کی حالت تو یہی رہے گی یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت آئے گی تو کہے گا اے میرے پروردگار مجھے دنیا کی طرف واپس کر تاکہ پچھلی زندگی میں جس کو میں چھوڑ آیا ہوں نیک عمل کروں- لیکن ان کی حالت پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس کی یہ بات بھی بالکل غلط ہے ہرگز ہرگز اس کی نیت نیک اور تابع داری کی نہیں-

إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ﴿١٠٠﴾ فَإِذَا نُفِخَ

یہ لفظ صرف اس کے منہ کا بول ہے اور ان سے آگے ان کے اٹھنے کے دن تک درمیانی ٹھکانہ ہے پھر جب قیامت کے روز

فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿١٠١﴾ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ

نفخ صور ہوگا تو اس روز نہ ان میں نسبی تعلقات ہوں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے۔ پس جن لوگوں کے نیک

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا

اعمال وزن میں بھاری ہوں گے وہی لوگ بامراد پاس ہوں گے اور جن کے نیک اعمال کا وزن کم ہوگا تو یہی لوگ ہونگے جنھوں نے اپنے تئیں

أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ﴿١٠٤﴾

خسارہ میں ڈالا ہوگا جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ آتش دوزخ ان کے بدنوں کو جھلستی ہوگی اور وہ اس میں منہ بناتے ہوں گے

أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿١٠٥﴾ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

کیا میرے احکام تم کو سنائے نہ گئے تھے پھر کیا تم ان کی تکذیب کرتے تھے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہماری کم بختی ہم پر غالب

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ﴿١٠٦﴾

آئی اور واقعی ہم گمراہ لوگ تھے

بلکہ یہ لفظ صرف اس کے منہ کا بول ہے جو یہ کہہ رہا ہے اور ان سے آگے ابھی ان کے قبروں سے اٹھنے کے دن تک درمیانی ٹھکانا قبر میں ہے۔ پھر جب قیامت کے روز نفخ صور ہوگا یعنی قیامت قائم ہو جائے گی تو اس روز جو ان کی گت ہوگی کچھ نہ پوچھو کیا ہوگی نہ تو اس روز ان میں تعلقات مفید ہوں گے اور نہ وہ ایک دوسرے کی بات پوچھیں گے ہاں جو کچھ ہوگا اعمال پر ہوگا پس جن لوگوں کے نیک اعمال وزن میں بھاری ہوں گے وہی لوگ بامراد پاس اور کامیاب ہوں گے اور جن لوگوں کے نیک اعمال کا وزن کم ہوگا یا تو یہ صورت کہ گناہوں کے مقابلہ پر ان کے نیک اعمال کم ہوں گے یا بعض کبائر گناہ کی وجہ سے نیک اعمال حبط ہو چکے ہوں گے تو یہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی تئیں خسارہ میں ڈالا ہوگا اسی خسارہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ آتش دوزخ کی لپٹ ان کے بدنوں کی جھلستی ہوگی اور وہ بسبب اس تکلیف کے دوزخ میں منہ بنائے ہوں گے۔ ظلمت کی تیرگی چھائی ہوگی۔ میں (خدا) ان کو ذلیل کرنے کیلئے بذریعہ ملائکہ ان سے پوچھوں گا کیا میرے احکام قرآنی تم کو سنائے نہ گئے تھے؟ بالمشافہ تو گئے ہوں گے پھر کیا تم ان کی تکذیب کرتے تھے۔ اس کا جواب بجز اقرار اور اعتراف کے اور کیا ہو سکتا ہے کیونکہ ان کے تو چہروں سے بداعمالی ٹپکتی ہوگی اس لئے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہماری کم بختی ہم پر غالب آئی۔ ہم دنیا میں سمجھ بیٹھے تھے کہ یہی ہمارا گھر ہے مگر آخر کار معلوم ہوا کہ ؎

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

اس لئے ہم اسی دنیا کے لہو ولعب میں لگے رہے اور واقعی اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ہم گمراہ لوگ تھے اس کی پاداش میں آج پھنسے ہیں مگر اے ہمارے مہربان پروردگار تیری رحمت سے تو کوئی بھی مایوس نہیں پھر ہم کیوں ناامید ہوں اے ہمارے مولا گو ہم گنہگار ہیں مگر ہم نے یہ بھی سنا ہوا ہے کہ

مستحق کرامات گنہگار انند!

؎ وجوہ سے مراد صرف منہ ہی نہیں بلکہ تمام بدن ہے جیسا دوسری آیت میں ہے کلما نضجت جلودهم

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾

اے ہمارے پروردگار تو ہم کو اس دوزخ سے نکال پھر اگر ہم نے دوبارہ یہ کام کئے تو بیشک ہم ظالم ہوں گے- خدا کہے گا کہ اسی جہنم میں درکائے رہو

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ

اور مجھ سے مت بولو- میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا جو کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے پس تو ہم کو بخش اور ہم پر رحم فرما اور تو سب

خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ

سے زیادہ رحم کرنے والا ہے تو تم ان کو مخول کرتے تھے- یہاں تک کہ ان کی وجہ سے تم میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسی کرتے تھے- میں نے

تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ

ان کے صبر کی وجہ سے آج ان کو بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں- کہے گا کہ تم کتنے سال زمین پر رہے

كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ

وہ کہیں گے کہ ہم ایک آدھ روز رہے پس آپ گننے والوں سے دریافت فرما لیجئے

الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ

خدا فرمائے گا اس میں شک نہیں کہ اگر تم جانتے تو بیشک بہت ہی تھوڑی مدت رہے تھے تو کیا تم نے یہ سمجھا

اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾

تھا کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کیا ہے اور کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹو گے

اے ہمارے پروردگار تو ہم کو اس دوزخ کے عذاب سے ایک دفعہ نکال پھر اگر ہم نے دوبارہ یہ کام کئے تو جو تیرا جی چاہے کیجیو بیشک ہم ظالم ہوں گے- خدا بذریعہ ملائکہ کہے گا کہ اسی جہنم میں درکائے رہو اور مجھ سے مت بولو کیونکہ میرے بندوں میں سے ایک چھوٹا سا گروہ تھا جو کہا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار ہم تیرے کلام پر ایمان لائے پس تو ہم کو بخش اور ہم پر رحم فرما کیونکہ تو ہمارا مولا ہے اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے وہ تو یہ دعا کرتے اور تم ان کو مخول کرتے تھے یہاں تک کہ تم ان کے ساتھ مخول میں مشغول ہوئے کہ ان کی وجہ سے تم میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسی کرتے تھے تو میں نے ان کے صبر کی وجہ سے آج ان کو بدلہ دیا کہ آج اس محشر کے میدان میں وہی کامیاب ہیں- یہ کہہ کر پھر کہے گا کہ بتلاؤ تم کتنے سال زمین پر رہے تھے کیا میں[1] نے تم کو اتنی عمر دی تھی یا نہیں جس میں تم کو نصیحت پانے کا اچھا خاصہ موقع تھا وہ اپنی موجودہ تکلیف کو دیکھ کر کہیں گے کہ ہم تو ایک آدھ روز رہے ہیں پس آپ حساب دان گننے والوں سے دریافت فرمالیجئے- خدا فرمائے گا اگرچہ تم نے جھوٹ کہا ہے کہ ایک آدھ روز رہے ہو مگر ہاں اس میں شک نہیں کہ اگر تم دنیا کی حقیقت اور اصلیت کو جانتے تو بیشک بہت ہی تھوڑی مدت رہے تھے کیا تم نے کسی دانا کا کلام نہ سنا تھا-

فکر معاش ذکر خدا یاد رفتگان دو دن کی زندگی میں بھلا کیا کرے کوئی

کیا تم نے یہ بھی نہ سنا تھا کہ-

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

مگر افسوس کہ تم نے دنیا کو اپنا دار القرار جانا اور آخرت کو بھول گئے تو کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تم کو عبث اور فضول پیدا کیا ہے اور کہ تم ہماری طرف مر کر اعمال کی جزا اور سزا کیلئے نہیں لوٹو گے

[1] اولم تعرکم کما یتذکر فیہ من تذکر الایتہ کی طرف اشارہ ہے منہ

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ

پس خدا بادشاہ برحق بلند تر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی بڑے عزت دار تخت کا مالک ہے جو کوئی اللہ کے ساتھ

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے اس پر اس کے سوا کوئی دلیل نہیں ان کا حساب ان کے پروردگار ہی کے ہاں ہو گا کافر کبھی

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾

نہیں چھوٹیں گے اور تو کہہ کہ اے میرے پروردگار مجھے بخش اور مجھ پر رحم فرما اور تو ہی سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے

سورت النور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱﴾

اس سورت کو ہم نے اتارا ہے اور ہم نے فرض کیا ہے اور ہم نے اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے تاکہ تم نصیحت

بڑی سخت غلطی تمہاری یہی تھی کہ تم نے یہ سمجھا تھا کہ یہ سلسلہ کائنات محض ایک افسانہ اور دل بہلانا ہے پس خدائے مالک الملک بادشاہ برحق ایسے بیہودہ خیال سے بلند تر ہے وہ اپنی ذات میں یگانہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی بڑے عزت دار تخت کا مالک ہے جس کی عزت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا اسی لئے تو اس کی طرف سے عام اعلان ہے کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارتا ہے اس دعوی پر اس کے پاس کوئی دلیل نہیں وہ محض بے دلیل لڑتا ہے پس یہ شعر ان مشرکوں کے حق میں پھبتا ہے

عجب جاہل یہ مشرک ہیں کہ بے ہتھیار لڑتے ہیں ۔۔۔ نہ رکھ اشتراک کی کچھ بھی سند پھر اس پہ اڑتے ہیں

جب ان کی یہ محض ہٹ دھرمی اور بے دلیل بات ہے تو ان کا حساب بھی ان کے پروردگار ہی کے ہاں ہو گا جہاں یہ عام قاعدہ ہے کہ کافر اور مشرک کبھی نہ چھوٹیں گے۔ یہ ان کو سنادے اور دعا کرتے ہوئے تو کہا کر اے میرے پروردگار مجھے بخش اور مجھ پر رحم فرما تو ہی میرا مولا ہے اور تو ہی سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔

سورت نور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

اس سورت نور کو ہم (خدا) نے اتارا ہے اور اس کے احکام کی تعمیل کو ہم نے سب لوگوں پر فرض کیا ہے کیونکہ اس میں ان کی بھلائی ہے اور ہم نے اس میں کھلے کھلے احکام نازل کئے ہیں تاکہ تم نصیحت پاؤ۔ ایک ضروری حکم سب سے پہلے سنو جس کی تعمیل سے دنیا میں راحت پیدا ہوتی ہے اور اخلاق میں تہذیب آتی ہے وہ یہ ہے کہ زناکاری کو بند کرو کیونکہ اس سے کئی ایک فسادات برپا ہوتے ہیں کئی ایک جانیں ضائع ہوتی ہیں پس تم کو اس کی بندش کی تجویز یہ بتلائی جاتی ہے

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ
زانی اور زانیہ ہر ایک کو سو سو درے مارو اور اللہ کا حکم جاری کرنے میں تم ان پر

بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ
کسی طرح کا ترس نہ کرو- اگر تم اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان ہے اور ان کی

عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ
سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر رہے- زانی زانیہ یا مشرکہ

وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
ہی سے نکاح کرے عورت زانیہ سے زانی یا مشرک ہی نکاح کرے اور مسلمانوں پر یہ نکاح حرام ہے

کہ زانی اور زانیہ یعنی مرد و عورت ہر ایک کو حاکم کے حکم سے سو سو درے بیدر سید کرو اور خوب مارو اور اللہ کا حکم جاری کرنے میں تم ان پر کسی طرح کا ترس نہ کرو اگر تم کو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان ہے تو ایسا ہی کرنا اور سنو ان بد معاشوں کی سزا صرف یہی نہیں کہ ان کو اندر گھس کر عزت سے بیدر سید کرو نہیں بلکہ میدان میں علی الاعلان لگاؤ اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر رہے تاکہ وہ ان کی بدکاری کا انجام بچشم خود دیکھیں اور غیر حاضروں کو سنائیں- زناکاری تو ایسا برا فعل ہے کہ زانی کی طبعیت ایسی اچاٹ اور آوارہ ہو جاتی ہے کہ نکاح بھی کرتا ہے تو زانیہ یا مشرکہ سے کرتا ہے جو کھلے بندوں پھرے اور بازاروں میں سیر سپاٹے لگائے- عفیفہ مستورات سے چونکہ یہ حرکات نہیں ہو سکتیں اس لئے زانی زنا کی چاٹ میں ایسی مستورات سے نکاح کرنا بھی پسند نہیں کرتے- یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض رئیس زادے فاحشہ عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں حالانکہ ان کے گھروں میں ان کی بیبیاں ان فاحشہ عورتوں سے حسن اور نمکینی میں بڑھ چڑھ کر ہوتی ہے مگر وہ کم بخت زنا کی چاٹ میں انہیں تو پوچھتے بھی نہیں لیکن بازار میں جھک مارتے پھرتے ہیں کسی کو گالیاں سناتے ہیں اور کسی سے سنتے ہیں اور جوتے کھاتے ہیں اور گاتے پھرتے ہیں ؎

بڑا مزہ ہے عشق میں مار بھی ہے تو پیار بھی ہے

یہ چاٹ اور لگن فریقین کو ہوتی ہے اور شریف اور بھلے مانس لوگوں کو اس سے دلی تنفر ہے اس لئے وہ ایسی بدکار عورتوں سے پرہیز کرتے ہیں یہی وجہ کہ زانیہ عورتوں کو زانی مرد یا مشرک جن کے اخلاق بوجہ بوئے شرک کے ردی ہوتے ہیں وہی چاہتے ہیں کوئی دوسرا انہیں چاہتا بلکہ پھٹے برتن کی طرح پسند بھی نہیں کرتا کیونکہ شریفوں کو نکاح سے غرض عفت اور خانہ آبادی ہوتی ہے اور ان بدکار فاحشات سے یہ غرض پوری نہیں ہو سکتی اسی لئے مسلمانوں پر یہ نکاح حرام ہے کہ وہ فاحشات سے باوجود فحش جاری رکھنے کے زن و شوئی کا تعلق کریں ہاں اگر کوئی فریق ان میں سے توبہ کرے اور دل میں احکام خداوندی کے ماتحت رہنے کا وعدہ کرے تو بیشک معاف ہوگا اور اس حکم کی ذیل میں نہ آئے گا کیونکہ

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر وگرد بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ

ہے جو کوئی پاک عورتوں کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی (۸۰) اسی (۸۰) درے

ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴﴾

رسید کرو اور آئندہ کو کبھی بھی ان کی شہادت قبول نہ کرنا یہ لوگ بدکار ہیں

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾

مگر جو لوگ اس سے بعد توبہ کریں اور نیکوکاری اختیار کریں تو اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ

اور جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور بجز اپنے ان کے پاس چار گواہ نہ ہوں

اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ

تو ان میں ہر ایک سے چار دفعہ اللہ کے نام کی حلفیہ شہادت لی جائے کہ بیشک وہ راست بازوں سے ہے اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ مجھ پر

عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾

اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں

چونکہ زناکاری خدا کے ہاں سخت ناپسند اور معیوب ہے اس لئے حکم دیتا ہے کہ جو کوئی پاک دامن عورتوں کو یا پاک صاف مردوں کو زنا کی جھوٹی تہمت لگائیں یعنی پولیس میں رپورٹ کریں کہ فلاں شخص نے زنا کیا ہے یا عام طور پر کسی مجلس میں مشہور کریں کہ فلاں شخص نے ایسا کام کیا ہے جس سے اس کی ہتک متصور ہو پھر اس دعوی پر چار گواہ نہ لائیں تو ان مفسدوں کو اسی اسی درے (بید) رسید کرو اور آئندہ کو کبھی بھی کسی معاملہ میں ان کی شہادت قبول نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ بدکار ہیں جو پاک دامنوں کو ایسے فعل شنیع کی تہمت لگاتے ہیں ان کا بھی کوئی اعتبار ہے ہرگز اس لائق نہیں کہ کسی معاملہ میں بھی ان کا اعتبار کیا جائے مگر چونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے اس لئے کہ جو لوگ اس کے حضور توبہ کرتے ہیں خواہ وہ کیسے بدکار ہوں فوراً اس پر رحمت نازل ہوتی ہے اس لئے یہاں بھی وہی قانون ہے کہ جو لوگ اس سے بعد کہ انہوں نے ناحق پاک دامنوں پر اتہام لگائے توبہ کریں اور نیکوکاری اختیار کریں تو ایسے لوگوں پر سے یہ الزام اٹھایا جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے پس ان کی شہادت اب قبول ہوگی کیونکہ قرآن و حدیث اس پر متفق ہیں کہ التائب من الذنب كمن لا ذنب له یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ نہ کرنے والا اور سنو ابھی ایک قسم کے تہمتی باقی ہیں۔ بعض لوگ غصے میں بے خود ہو کر اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگا دیا کرتے ہیں حالانکہ ثبوت اس کا کچھ نہیں ہوتا تو پس ان کا حکم یہ ہے کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور بجز اپنے ان کے پاس چار گواہ موجود نہ ہوں جن سے مقدمہ کا ثبوت ہو سکے تو قاضی کے روبرو کھڑے کر کے ان میں ہر ایک سے یعنی جس نے تہمت لگائی ہے چار دفعہ اللہ کے نام کی حلفیہ شہادت لی جائے کہ بیشک وہ اس دعوی میں راست بازوں سے ہے یعنی یوں کہے کہ خدا کی قسم میں سچ کہتا ہوں کہ واقعی میں نے اپنی بیوی کو زنا کرتے پایا میں اس بیان میں سچا ہوں اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں یعنی پانچویں دفعہ ان لفظوں سے شہادت دے کہ اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾

اور اس عورت سے سزا ٹل سکتی ہے کہ وہ بھی چار دفعہ اللہ کی قسم کھاکر شہادت دے کہ وہ جھوٹا ہے اور

وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا

پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر یہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ اگر اللہ کا

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ

فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ خدا بڑا ہی مہربان نہایت حکمت والا ہے۔ جن لوگوں نے بہتان اٹھایا ہے

بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ

کچھ شک نہیں کہ وہ تم میں سے ہیں تو اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں اچھا ہے ان میں سے جس جس

امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ

نے جتنا جتنا گناہ کیا ہے وہ اس کو ملے گا اور ان میں سے جس شخص نے اس کا بڑا حصہ لیا ہے اس کو تو بہت بڑا عذاب

عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾

پہنچے گا۔

ان پانچوں شہادتوں یا اقراروں کے بعد عورت کی نوبت ہے پس اگر اس نے اقرار کر لیا کہ واقعی مجھ سے بدکاری ہوئی ہے تو زنا کی سزا ملے گی اور اگر اقرار نہ کیا تو اس عورت سے اس طرح سزا ٹل سکتی ہے کہ وہ بھی چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ میرا خاوند یعنی مدعی جھوٹا ہے میں نے ہرگز یہ قصور نہیں کیا اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر یہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو۔ پھر قاضی ان میں ہمیشہ کیلئے تفریق کر دے اور دونوں کو حکم دے کہ جاؤ اپنے اپنے گھروں میں رہو تمہارا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم مسلمانوں پر نہ ہوتی اور یہ کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے حال پر بڑا ہی مہربان اور نہایت حکمت والا ہے یعنی اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو تمہیں ایسی راستی اور دانائی کی مفید باتیں اور قوانین کون سکھلاتا؟ سنو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تقاضا سے تم کو اس قصہ کی اصلیت پر اطلاع دیتا ہے جو آج کل تم میں مشہور ہو رہا ہے کہ ایک پاک دامن بلکہ پاک دامنوں کی سردار پر بہتان لگایا جاتا ہے پس جن لوگوں نے اس تو دہ طوفان اور سراسر بہتان کو اٹھایا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ تم مسلمانوں میں سے ہیں بہ ظاہر کلمہ اسلام پڑھتے نمازوں میں شریک ہوتے ہیں تم اس بہتان کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں اچھا ہے کیونکہ اس کے ضمن میں کئی ایک مسائل تم کو بتائے جائیں گے ان میں جس جس نے اس امر میں زبان کھول کر جتنا جتنا گناہ کیا ہے وہ اس کو ملے گا اور ان میں سے جس شخص نے اس طوفان کا بڑا حصہ لیا ہے یعنی عبداللہ بن ابی منافق وغیرہ جو ہر ایک مجلس میں اس کو مشہور کر رہے ہیں اس کو تو بہت ہی بڑا عذاب پہنچے گا۔ سنو تم مسلمان جنہوں نے اس طوفان بے تمیزی کو پیدا نہیں کیا اور نہ پھیلایا ہے تم بھی کسی قدر غلطی سے خالی نہیں۔

شان نزول

آنحضرت ﷺ کی حرم محترم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ پر منافقوں نے معاذ اللہ تہمت زناکاری کی لگائی تھی ان کے رد کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ
تم نے جب یہ سنا تھا تو کیوں ایماندار مردوں اور عورتوں نے اس کو اپنے حق میں اچھا نہ جانا اور کیوں نہ

اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ
کہا کہ یہ تو صریح بہتان ہے کیوں کہ یہ لوگ اس پر چار گواہ نہ لائے پس جب یہ گواہ نہ لا سکے تو خدا کے نزدیک

فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
یہی جھوٹے ہیں۔ اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت دنیا اور

فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ
آخرت میں تم پر نہ ہوتی تو تم نے جس بات میں کرید کی تھی اس میں تم پر کوئی بڑا عذاب نازل ہوتا۔ کیونکہ تم[1] اس کو

بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ
اپنی زبانوں سے نقل کرتے اور اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے تھے جن کا تم کو علم نہ تھا اور تم اس کو آسان سمجھتے تھے۔

وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ
حالانکہ اللہ کے ہاں وہ بہت بڑی بات تھی اور جب تم نے اس کو سنا تھا تو کیوں نہ تم نے کہا کہ ہم کو لائق نہیں کہ ہم اس

نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾
بات کو منہ سے نکالیں خدا پاک ہے۔ یہ تو بڑا بہتان ہے۔

تم نے جب یہ بہتان سنا تھا تو کیوں ایماندار مردوں اور عورتوں نے اس کو اپنے حق میں اچھا نہ جانا اور کیوں نہ کہا کہ یہ تو صریح بہتان ہے پس خبردار آئندہ کو جب کبھی مومن صالح کو نسبت زنا لواطت وغیرہ بداخلاقیوں کی خبر سنو تو فوراً یہ کلمہ دیا کرو ان مفتریوں کو چاہیے تھا کہ حسب قاعدہ مذکورہ بالا اس بہتان کی تصدیق کے لئے چار گواہ لاتے جو اپنا مشاہدہ بیان کرتے پھر اگر یہ سچے تھے تو کیوں یہ لوگ اس دعوی پر چار گواہ نہ لائے پس جب یہ گواہ نہ لا سکے تو سمجھو کہ خدا کے نزدیک بھی یہی جھوٹے ہیں جن لوگوں نے ان کی ہاں میں ہاں ملائی ہے یا خاموشی سے انکی بہتان بازی سنی ہے ان کو حصہ رسدی برابر گناہ ہوگا اور سچ پوچھو تو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تم لوگوں پر نہ ہوتی تو تم نے جس نامناسب بات پر تہمت میں کرید کی تھی اور ناحق سن سنا کر اس کو بعضوں نے تو تسلیم کر لیا تھا اور بعضے خاموش رہے تھے اس میں تم پر کوئی بڑا عذاب نازل ہوتا کیونکہ تم اس حکایت کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرتے تھے خواہ تمہارے دل میں اس کی تصدیق نہ تھی تم اس کو نقل کرتے تھے اور اپنے مونہوں سے وہ باتیں کہتے تھے جن کا تم کو یقینی علم نہ تھا اور تم اپنے خیال میں اس حکایت کو آسان سمجھتے تھے حالانکہ اللہ کے ہاں وہ بہت بڑی بات تھی کہ رسول بلکہ سید الانبیاء علیہم السلام کی حرم محترم پر بہتان لگایا جائے اور تم چپ رہو۔ جب تم نے اس بہتان کو سنا تھا تو کیوں نہ اپنے مونہوں کو بند رکھا اور کیوں نہ تم نے کہا کہ ہم کو لائق نہیں کہ ہم اس بات کو منہ سے نکالیں اس کے علاوہ یہ بھی کہنا چاہیے تھا کہ توبہ توبہ خدایا پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے۔

---

[1] اذ علیہ (منہ)

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ

اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے اگر ایماندار ہو تو پھر کبھی ایسا نہ کرنا اور اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول

لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ

کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں زناکاری مشہور ہو

فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ

دنیا و آخرت ان کو دکھ کی مار ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم

اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ

نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ بڑا ہی مہربان

رَّحِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ

رحم والا ہے مسلمانو تم شیطان کے نقش قدم پر مت چلنا جو کوئی شیطان کے نقش قدم پر

خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

چلے گا پس وہ ہمیشہ بے حیائی اور ناجائز کاموں کا حکم دیتا ہے۔ اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے

وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰي مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ

شامل حال نہ ہوتی تو کوئی بھی تم میں کا کبھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہے پاک کرتا ہے اور اللہ

سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

سننے والا جاننے والا ہے۔

سنو! اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے اگر ایماندار ہو تو پھر کبھی ایسا کام نہ کرنا اور اللہ کی نصیحت پر عمل پیرا ہو نا دیکھو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا ہے پس اس کے احکام کو بھی علم اور حکمت پر مبنی سمجھو اور یاد رکھو وہ لوگ یعنی منافق جو چاہتے ہیں کہ بے گناہ مسلمانوں کے حق میں زناکاری کی خبر مشہور ہو دنیا و آخرت میں ان کو دکھ کی مار ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے حال کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال پر بڑا ہی مہربان نہایت رحم والا ہے تو تم دیکھتے کہ ایسے کام کی سزا تم کو کیا ملتی۔ مسلمانو! خبردار ایسی بیہودہ گوئی اور دیگر افعال قبیحہ کے کرنے میں تم شیطان کے نقش قدم پر مت چلنا وہ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے پیرو ہو جاؤ مگر یاد رکھو جو کوئی شیطان کے نقش قدم پر چلے گا پس اس کی خیر نہیں کیونکہ وہ تو ہمیشہ بے حیائی اور ناجائز کاموں کا حکم دیتا ہے پھر اس کی پیروی کرنے میں کیا امید خیر ہو سکتی ہے پس اس سے بچتے رہیو اور سنو اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تمہارے شامل حال نہ ہوتی تو کوئی بھی تم میں کا کبھی اس گناہ سے پاک صاف نہ ہوتا کیونکہ یہ گناہ کوئی معمولی گناہ نہیں لیکن اللہ جس کو چاہے پاک صاف کرتا ہے یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے تم کو ایسے سخت گناہ سے بذریعہ توبہ کے پاک کیا اور اپنی رحمت خاصہ سے بہرہ ور کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کی سننے والا جاننے والا ہے جو کوئی اسکا ہو کر رہے اس کی مدد ضرور کرتا ہے چونکہ اس بہتان بازی سے تمہارا کچھ نقصان نہیں ہوا بلکہ سراسر فائدہ ہے اس لئے تم اس رنجش کو خیر باد کہو۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَ

تم بزرگ منش اور فراخی والے قسم نہ کھائیں کہ قرابت والوں مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے

الْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ

والوں کو نہ دیں گے۔ اور معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخش دے اور

لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے جو لوگ پاک دامن بے خبر ایمان دار عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں

الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ

دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت ہے اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا۔ جس روز ان کی زبانیں

عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ

اور ان کے ہاتھ ان کے پاؤں ان کے کاموں کی خبر دیں گے اس روز اللہ ان کے اعمال کا بدلہ ان کو پورا

اور تم میں بزرگ منش اور فراخی والے قسم نہ کھالیں کہ قرابت والوں مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے کیوں نہ دیں گے ؟ اس لئے انہوں نے ان کو صدمہ پہنچایا پس ان کو چاہیے کہ ادفع بالتی ھی احسن السیئت کے مطابق شیخ سعدی کے قول "اگر مردی احسن الی من اسا" پر عمل کریں اور ان کا قصور معاف کریں اور درگزر کریں۔ سنو کیا تم مسلمان نہیں

چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخش دے بیشک چاہتے ہو گے پھر تم مخلوق کے ساتھ کیوں بخشش سے پیش نہیں آتے کیا تم نے سنا نہیں

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

پس تم بھی اللہ کے خلق سے بہرہ ور ہو اور یاد رکھو کہ اللہ کے خلقوں میں سے بڑا خلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے پس تم بھی مخلوق کے قصور حتی المقدور بخش دیا کرو اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم جو چاہیں کریں نہیں سنو جیسا وہ بخشنہار ہے عادل منصف اور حاکم بھی ہے۔ اس کی ہر ایک صفت اپنے متعلق بہ کو چاہتی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اس کا عدل و انصاف اور حکومت کا تقاضا ہے کہ جو لوگ پاکدامن بے خبر ایماندار عورتوں اور مردوں کو کسی قسم کی تہمت لگاتے ہیں خواہ وہ زنا کی ہو یا کسی اور عیب کی دنیا اور آخرت میں ان پر خدا کی لعنت ہے اور ان کو بہت بڑا عذاب ہو گا کب ہو گا ؟ جس روز ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے کئے ہوئے برے کاموں کی خبر دیں گے گو وہ مجرم خود انکاری ہوں گے مگر ان کے اعضا اپنے کئے ہوئے کاموں کی خبر بتلادیں گے اس روز اللہ تعالیٰ انکے اعمال

ـــــ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک رشتہ دار مسطح نامی بھی اس چوکڑی میں شریک تھا حضرت صدیق اس سے سلوک کیا کرتے تھے۔ اس قصے کے پیش آنے پر انہوں نے عہد کر لیا کہ آئندہ کو اس سے بدستور سابق سلوک نہ کرونگا بقول

نکوئی بابداں کردن چنان ست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

یہ سلوک کا مستحق نہیں مگر چونکہ خدا کے ہاں یہ بات پسند نہ تھی اس لئے صدیق اکبر کو اس قصد سے روکا گیا چنانچہ صدیق اکبر نے بھی فوراً بدستور سابق سلوک اور احسان جاری کر دیا (منہ)

دِیۡنَهُمُ الۡحَقَّ وَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَقُّ الۡمُبِیۡنُ ﴿۲۵﴾ اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ

دے گا اور وہ جان لیں گے کہ بے شک اللہ ہی بلاخفا حق تھا گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے

وَالۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَالطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِکَ

اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہوتے ہیں پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہوتے ہیں یہ لوگ

مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا یَقُوۡلُوۡنَ ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ﴿۲۶﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

ان کی بیہودہ گوئی سے پاک ہیں- ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے- ایماندارو تم اپنے گھروں کے سوا

لَا تَدۡخُلُوۡا بُیُوۡتًا غَیۡرَ بُیُوۡتِکُمۡ حَتّٰی تَسۡتَاۡنِسُوۡا وَتُسَلِّمُوۡا عَلٰۤی اَهۡلِهَا ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ

دوسرے گھروں میں بغیر معلوم کرائے اور اس میں رہنے والوں کو سلام کئے بدوں داخل نہ ہوا کرو یہ تمہارے لئے

لَّکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنۡ لَّمۡ تَجِدُوۡا فِیۡهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدۡخُلُوۡهَا حَتّٰی

اچھا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ اگر تم ان میں سے کسی کو نہ پاؤ تو تم ان میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ

یُؤۡذَنَ لَکُمۡ ۚ

تمہیں اذن نہ ملے

کا بدلہ ان کو پورا دے گا اور وہ جان لیں گے کہ بیشک اللہ ہی کا حکم بلا خفا حق تھا اور اس شعر کا مضمون بالکل ٹھیک تھا کہ

وہ مالک ہے سب اس کے آگے ہیں لاچار نہیں اس کے گھر کا ہے کوئی بھی مختار

مگر ہم اپنی نادانی سے اس کو سمجھے نہ تھے جس کا نتیجہ آخر کار ہم کو بھگتنا پڑا- افسوس کہ ان مفتریوں نے اتنا بھی نہ سوچا کہ یہ عام قاعدہ ہے کہ گندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے ہوتے ہیں- پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتیں کے لئے ہوتے ہیں یعنی بقول

کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

ہر ایک اپنی جنس کی طرف جھکتا ہے اس سے بھی صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ لوگ عائشہ صدیقہ وغیرہ چونکہ نبی کی ازواج ہیں- ان لوگوں کی بیہودہ گوئی سے پاک ہیں جو کچھ کہتے ہیں بکتے ہیں جو کوئی ان سے بعد بھی کہے گا- ان ازواج مطہرات کے لئے خدا کے ہاں بخشش اور عزت کی روزی ہے اور ان کے دشمنوں کے لئے ذلت اور رسوائی- خواہ کسے باشد- مسلمان ایماندارو یہ ایک واقعہ تم میں ایسا ہوا ہے کہ آئندہ کو تمہاری عبرت کے لئے کافی ہے پس تم اس سے عبرت حاصل کرو اور اس کی روک تھام کا خیال رکھنے کو تمہیں یہ حکم دیا جاتا ہے کہ تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں بغیر معلوم کرائے اور اس میں رہنے والوں کو بدوں سلام کئے داخل نہ ہوا کرو یعنی جب تم کسی دوست یا رشتہ دار کے ہاں ملنے کو جاؤ تو پہلے آواز دیا کرو تاکہ وہ متنبہ ہو جائیں پھر سلام کہا کرو پھر اندر جانے کی اجازت مانگا کرو اگر اجازت ملے تو داخل ورنہ واپس- یہ طریق تمہارے لئے اچھا ہے اور تمہیں اس لئے بتلایا ہے تاکہ تم نصیحت پاؤ اور عمل کرو اور اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ یعنی کوئی شخص وہاں موجود نہ ہو یا آواز نہ آئے تو پھر تم ان میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ تمہیں اذن نہ ملے- ممکن ہے وہ گھر والے کسی اپنے ضروری کام میں مشغول ہوں جس پر کسی غیر کو مطلع نہ کرنا چاہتے ہوں اسلئے تم بغیر اجازت کے اندر نہ جایا کرو-

وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝۲۸

اور اگر تمہیں کہا جائے کہ آپ لوٹ جائیں تو اپس لوٹ جاؤ یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی ہے اور خدا تمہارے

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

کاموں کو جانتا ہے ایسے گھروں میں جو کسی خاص شخص کے سکونتی نہ ہوں داخل ہونے میں تم پر گناہ نہیں اس میں تمہارا اسباب

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝۲۹ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

رہتا ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو اللہ کو خوب معلوم ہے۔ تو ایمانداروں کو کہہ کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۳۰ وَ

شرم گاہوں کو بچاتے رہیں یہ ان کے حق میں زیادہ صفائی ہے اللہ کو ان سب کی خبر ہے اور

قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا

ایماندار عورتوں سے کہہ دے کہ اپنی نگاہوں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی سج دھج کو

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

ظاہر نہ کریں لیکن جو چیز کھلی رہے۔

اور اگر تمہیں کہا جائے کہ اس وقت ملنے کا وقت نہیں یا فرصت نہیں آپ لوٹ جائیں یا تشریف لے جائیں تو واپس لوٹ آؤ یہ تمہارے لئے زیادہ صفائی کی تجویز ہے اور یاد رکھو کہ اگر تم اس کے خلاف کرو گے یا کسی کے گھر میں بری نیت لے کر جاؤ گے تو خدا تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے ہاں یہ حکم ان مسافر خانوں کے لئے نہیں ہے جن میں ہر ایک شخص داخل ہونے کا مجاز ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی خاص شخص کے مقبوضہ یا مملوکہ نہیں ہوتے پس ایسے گھروں میں جو کسی شخص کے سکونتی نہ ہوں داخل ہونے میں تم پر گناہ نہیں کیونکہ ان گھروں میں تمہارا اسباب رہتا ہے یعنی سرائے وغیرہ مسافر خانے میں اگر چند کس رہتے ہیں اور باہر سے کوئی اور شخص آجائے تو بغیر اجازت اس کو آنے میں گناہ نہیں تاہم یہ شرط ضروری ہے کہ کسی بدنیتی سے داخل نہ ہو کیونکہ بدنیتی ہر حال میں بری ہے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے اس لئے اے نبی تو ایمانداروں کو کہہ دے کہ چلتے پھرتے وقت اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں کہ انہیں غیر جگہ سے بچاتے رہیں کسی طرح سے بھی کوئی ناجائز حرکت نہ کیا کریں۔ یہ نظر کی بندش انکے حق میں زیادہ صفائی کی موجب ہے اور یوں تو اللہ تعالیٰ کو ان کے سب کاموں کی خبر ہے یہ نہ سمجھیں کہ ہم نیچی نگاہوں سے جو برے ارادے رکھیں گے ان کی اسے خبر نہ ہو گی سنو وہ سب کچھ جانتا ہے اسے کسی کے بتلانے کی حاجت نہیں وہ تو دلوں کے اندر کے حالات سے بھی آگاہ ہے پس اے نبی تو اس کے احکام کی تبلیغ میں لگا رہ اور اس طرح ایماندار عورتوں سے کہہ دے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی غیر مردوں سے حفاظت کریں یعنی اپنے خاوندوں کے سوا کسی غیر مرد سے ملاپ نہ کریں اور اپنی سج دھج کو بھی ظاہر نہ کیا کریں لیکن جو چیز خود بخود کھلی رہے جسکا چھپنا کسی طرح نہیں ہو سکتا جیسے اوپر کی چادر یا نقاب[1] اور

[1] بعض مفسرین جو ماظہر سے ہاتھ اور منہ مراد لیتے ہیں ان کے معنی کی صحت کا ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ زن و مرد کی فریفتگی کا ہے سے ہوتی ہے صرف منہ سے بقول یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم ان کو چھوڑ بیٹھے ہیں جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آ ہی جاتی ہے جب یہ کیفیت ہے تو منہ کے کھلار کھنے کی اجازت کیونکر موزوں ہو سکتی ہے (منہ)

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ

مثلاً برقع اور اپنے سینوں پر دوپٹوں کی بکل مارا کریں اور اپنی زینت کو کسی کے سامنے نہ ظاہر کیا کریں لیکن اپنے شوہروں

اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ

یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں کے یا اپنے بیٹوں کے یا خاوندوں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائی کے بیٹوں

اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ

یا بہنوں کے بیٹوں کے سامنے یا اپنی عورتوں یا اپنے مملوکہ غلاموں

اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى

یا بے حاجت خدمت گار مردوں یا بچوں کے سامنے جو عورتوں کے پردہ سے واقف نہیں

عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ

ہوئے ظاہر کرنا گناہ نہیں اور زور سے پاؤں نہ مارا کریں کہ ان کی چھپائی ہوئی زینت معلوم ہونے لگے

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۱

اور تم سب مسلمان اللہ کی طرف لگے رہو تاکہ تم اپنی مراد پاؤ

اور چلتے وقت اپنے سینوں پر دوپٹوں کی بکل مارا کریں اور اپنی زینت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں لیکن شوہروں کے سامنے یا شوہروں کے باپوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا بھائیوں کے بیٹوں یعنی بھتیجوں یا بہنوں کے بیٹوں یعنی بھانجوں یا اپنی[1] نوع انسان کی عورتوں یا اپنے مملوکہ غلاموں یا بسبب کبر سنی یا کسی دوسرے سبب سے بے حاجت خدمت گار مردوں یا بچوں کے سامنے جو عورتوں کے پردہ سے واقف نہیں ہوئے یعنی ان کو ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ عورت مرد کا کیا تعلق ہوتا ہے۔ان قسم کے لوگوں کے سامنے کسی عورت کا زیب وزینت ظاہر کرنا گناہ نہیں۔غرض جس طریق سے کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہو وہی کریں اسی لئے ان کو حکم ہوتا ہے کہ وہ پردہ کریں اور پردہ میں رہ کر بازار میں یا اپنے گھروں میں ایسے زور سے پاؤں نہ ماریں کہ جھانجھروں کی آواز سے ان کی چھپائی ہوئی زینت معلوم ہونے لگے اور بازار میں ایسی نہ چلیں کہ دیکھنے والوں کی ٹکٹکی بندھ جائے اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکلے کہ

انگلیاں سر و اٹھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں   شوق سے گل کھل جاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

پس تم ایسا مت کرو اور تم سب مسلمان اللہ کی طرف لگے رہو تاکہ تم اپنی مراد پاؤ یعنی جس غرض وغایت (آخری سعادت) کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو اور جس مطلب کے لئے دنیا میں آئے ہو وہ تمہیں معلوم ہے یہ کہ

عدم سے جانب ہستی تلاش یار میں آئے

[1] بعض مفسر کہتے ہیں کہ اپنی عورتوں سے مراد مسلمان عورتیں ہیں نتیجہ اس کا یہ ہے کہ ان کے نزدیک مسلمان عورت کو غیر مسلم عورت سے پردہ کرنا چاہیے خواہ وہ عیسائن ہو یا یہودن مگر یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ پیغمبر ﷺ کے پاس یہودنیں آیا کرتی تھیں اور پردہ نہ ہوتا تھا۔اس پردہ کی غرض وغایت تو فحش اور زناکاری کو روکنا ہے پس اسی غرض کو ملحوظ رکھ کر عورت کا عورت سے خواہ کسی ہی مذہب کی ہو پردہ کرنا غیر ضروری بات معلوم ہوتی ہے اس لئے میں نے نوع انسان کی عورتیں مراد لی ہیں۔منہ

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا

اور اپنے میں سے بیوگان کی اور اپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کی شادیاں کردیا کرو اگر وہ محتاج بھی ہوں گے تو خدا

فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ بڑی فراخی والا اور جاننے والا ہے

اس مراد کو اسی طرح پاؤ گے کہ ہر آن خدا کی طرف دھیان رکھو بس یہی تمام بھلائیوں کی جڑ ہے اسے ہی مضبوط ہاتھ سے پکڑے رہو اور دنیاوی ننگ ونمود جاہلانہ کا خیال ترک کر کے اپنے میں سے بیوگان کی اور اپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کی شادیاں کر دیا کرو کیا تم بھی ان لوگوں[1] کی طرح نیچرل سائنس نیچرل سائنس زبانی ہی ورد کرو گے اور یہ نہ سمجھو گے کہ عورت کو مرد کی اور مرد کو عورت کی ضرورت قدرتی ہے۔ تم بھی ان نادانوں کی طرح اگر پانی کو روکنے کی فضول کوشش کرو گے تو پانی اپنا راستہ آپ کر لے گا۔ پس تم اس بیہودہ خیال کو دل ودماغ سے نکال دو سنو اگر وہ محتاج بھی ہوں گے یعنی تمہارے غلام یا وہ لوگ جو تمہاری بیوگان اور لونڈیوں کے نکاح کے لئے پیغام دیں تنگ دست ہوں مگر اس کے ساتھ شریف اور بھلے مانس بھی ہوں تو اس خیال سے نکاح مت رو کو امید رکھو کہ خدا ان کو اپنے فضل سے غنی کر دیگا تم نہیں جانتے

بننا بگڑنا ساتھ زمانہ کے ہے بنا دو چار گھر بگڑ گئے دو چار بن گئے

پس اس خیال سے اس کام کو مت روکا کرو اور یاد رکھو کہ اللہ بڑی فراخی والا جاننے والا ہے۔ ہاں یہ اور

---

[1] اس لفظ میں آج کل کے آریوں کی طرف اشارہ ہے جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو مذہب دلیل اور عقل سے ثابت نہ ہو وہ غلط ہے مگر بیوگان کی شادی کے متعلق ان کا خیال بھی نفی میں ہے۔ ان کے گرو سوامی دیانند اپنی مشہور کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں کہ جن عورتوں اور مردوں کی مجامعت ہو چکی ہو ان کی مکرر شادی نہ ہونی چاہیے (طبع اول صفحہ ۱۴۶)

یعنی جس مرد نے اپنی عورت سے جماع کر لیا ہو اگر وہ رنڈوہ ہو جائے تو وہ دوبارہ شادی نہ کرے اور جس عورت سے جماع ہو چکا ہو وہ بیوہ ہو جائے تو اس کی بھی مکرر شادی نہ ہونی چاہیے

حالانکہ شادی اور نکاح کی ضرورت ایک قدرتی امر ہے کون نہیں جانتا کہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی ضرورت قدرتی ہیں یعنی مرد کو جو عورت کی خواہش ہے اور عورت کو مرد کی۔ یہ سب خدا کی قدرت ہے۔ قدرت ہی نے ان میں یہ ضرورت اور حاجت پیدا کی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک جوان لڑکا پچیس تیس سال کا رنڈوہ ہو یا ایک جوان لڑکی بیس پچیس برس کی عمر میں بیوہ ہو تو کیا ان میں خواہش نہ ہو گی کیا ان کی یہ خواہش قدرتی نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو ان کی جائز خواہش کے پورا کرنے سے روکا جائے پھر لطف یہ کہ روکنے والے مذہب کو نیچرل اور قدرتی اصول سے مطابق بنایا جائے تو مخالف کون ہو گا اسی لئے قرآن مجید میں حکم دیا گیا انکحو الایامی منکم (اپنی بیوگان کی شادی کر دیا کرو) بیچاری بیوگان پر جو ظلم ہوتا تھا وہ منتظر تھیں کہ آریہ سماج نکلے گی تو ہماری مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائیگا مگر جب آریہ سماج نے بھی ان مظلومات پر وہی ظلم توڑے جو پہلے ہندو قوم توڑ رہی تھی تو مظلومات نے گویا سماج کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھا

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرینگے فریاد وہ بھی کمبخت ترا چاہنے والا نکلا

سخت افسوس ہے ان مسلمانوں پر جنھوں نے ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اس بد رسم کو اپنے میں جاری کر رکھا ہے پھر باوجود سمجھانے کے نہیں مانتے پھر اس کے نقصان اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ خدا ان کو ہدایت کرے آمین (منہ)

وَلۡيَسۡتَعۡفِفِ الَّذِيۡنَ لَا يَجِدُوۡنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغۡنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ

اور جو لوگ نکاح کا مقدور نہیں رکھتے وہ بچتے رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کردے

وَالَّذِيۡنَ يَبۡتَغُوۡنَ الۡكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ فَكَاتِبُوۡهُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِيۡهِمۡ

اور تمہارے مملوکہ غلاموں میں سے جو مکاتبت چاہیں اگر تم ان میں کچھ بھلائی جانو تو مکاتبت کردیا کرو

خَيۡرًا ۖ وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِىۡۤ اٰتٰٮكُمۡ ؕ وَلَا تُكۡرِهُوۡا فَتَيٰتِكُمۡ عَلَى

اور اللہ کے مال میں سے جو اس نے تم کو دیا ان کو دیا کرو اور تم اپنی لونڈیوں کو زناکاری پر مجبور نہ

الۡبِغَآءِ اِنۡ اَرَدۡنَ تَحَصُّنًا لِّتَبۡتَغُوۡا عَرَضَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَمَنۡ يُّكۡرِهُّهُنَّ

کرنا اگر وہ زنا سے بچنا چاہیں کیا تم اس لئے ایسا کرتے ہو کہ دنیا کی زندگی کا مال و متاع حاصل کرو اور جو کوئی ان کو زناکاری پر مجبور کرے

فَاِنَّ اللّٰهَ مِنۡۢ بَعۡدِ اِكۡرَاهِهِنَّ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۳۳﴾

تو ان کی مجبوری کے بعد خدا ان کے حق میں بخشنہار مہربان ہے

بات ہے کہ جو لوگ نکاح کے اخراجات کا مقدور نہیں رکھتے وہ خود ہی اس کام (نکاح) کا حوصلہ نہ کریں اور یہ خیال کریں کہ اکیلی جان کا بوجھ تو اٹھایا نہیں جاتا دوسرے کا گٹھ کیوں گردن پر رکھیں تو خیر وہ لوگ ذرا پرہیزگاری سے رہیں اور زناکاری وغیرہ سے بچتے رہیں۔ یہاں تک ان کی نیک نیتی وغیرہ کا نتیجہ ظاہر ہو اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے کم سے کم اتنا غنی کردے کہ نکاح کے اخراجات کے علاوہ نان و نفقہ کا تحمل بھی کرسکیں مگر اس رکنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس تجرد میں ان کو پریشان خیالات پیدا نہ ہوں اس کے علاوہ ایک بات اور سنو کہ تمہارے مملوکہ غلاموں میں سے جو مکاتبت[1] چاہیں اگر تم بھی ان میں کچھ بھلائی جانو تو مکاتبت کردیا کرو یعنی تم ان کے برتاؤ سے یہ جانتے ہو کہ اگر ان کو کھلا چھوڑا جائیگا تو وعدہ وفائی کریں گے تو ایسے غلاموں سے بیشک مکاتبت کردیا کرو تاکہ ان کی آزادی کی کوئی صورت نکل آئے بلکہ ان سے اور سلوک کرنے کو اللہ کے مال میں سے جو اس نے تم کو دیا ہے بطور راس المال بضاعت کے ان کو بھی دیا کرو تاکہ وہ اس سے کچھ کاروبار کریں اور کمائیں کیا تم نے نہیں سنا چو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش اور سنو یہ بھی ایک کیسا واہیات اور قابل نفرت کام ہے جو عرب کے بعض لوگ کرتے ہیں کہ لونڈیوں سے جبراً زناکاری کرواتے ہیں اور اس کمائی سے پیٹ پالتے ہیں حالانکہ لونڈیاں خود اس سے متنفر ہوتی ہیں مگر وہ جبراً ان سے ایسا کرواتے ہیں پس تم اپنی لونڈیوں کو زناکاری پر مجبور نہ کرنا اگر وہ زنا سے بچنا چاہیں تو تم کو شرم نہیں آتی کہ تو بھی ان پر جبر کرتے ہو۔ شرم چاہیے کہ وہ تو عورتیں ہو کر اس بدکاری سے بچیں اور تم مرد ہو کر اس کا ارتکاب کرواتا تو سمجھو کہ تم کو ان سے زیادہ پرہیز چاہیے کیا تم اس لیے ایسا کرتے ہیں کہ دنیا کی زندگی کا مال و متاع حاصل کرو پس اس شرارت سے باز آؤ اور ایسے پیسہ پر لعنت بھیجو اور یاد رکھو کہ جو کوئی انکو زناکاری اور دیگر ناجائز حرکات پر مجبور کرے گا وہ لونڈیاں تو بری رہیں گی کیونکہ ان کی مجبوری کے بعد خدا ان کے حق میں بخشنہار مہربان ہے مگر ان مردوں کی خیر نہ ہو گی جو انکو مجبور کریں گے۔ یہ مت سمجھو کہ اگر وہ لونڈیاں بھی اس بدکاری پر راضی ہو جائیں تو پھر یہ جائز ہو گا نہیں کیا تم نے قرآن مجید کے دوسرے مقام پر نہیں سنا کہ ینھی عن الفحشاء والمنکر خدا تعالیٰ مطلق زنا اور بدکاریوں سے منع فرماتا ہے۔ پس تم ایسا خیال دل میں کبھی نہ لاؤ

[1] مکاتبت اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو مالک کا غلام سے ہوتا ہے۔ اگر تو مجھ کو اتنی (معین) رقم ادا کردیگا تو میری طرف سے تو آزاد (منہ)

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ

ہم نے تمہاری طرف واضح احکام اور تم سے پہلے گذشتگان کی حکایات اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت اتاری

مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۞ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ

ہے۔ اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایک طاق کی طرح ہے جس میں ایک

فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ

چراغ ہے وہ چراغ شیشے میں ہے وہ شیشہ ایسا ہے گویا کہ وہ چمکیلا ستارہ ہے جو زیتون کے مبارک

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا

درخت سے جلتا ہے جو نہ پورب کی جانب ہے نہ پچھم کی۔ اس کا تیل خود بخود جلنے کو ہوتا ہے خواہ آگ

يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ

اسے نہ چھوئے نور علیٰ نور ہے۔

کیونکہ ہم نے تمہاری طرف کھلے کھلے اور واضح احکام بھیجے ہیں اور تم سے پہلے گزشت گان کی حکایات بھی تم کو سنائی ہیں اور پرہیزگاروں کی طرف وعظ و نصیحت اتاری ہے پس اس سے فائدہ حاصل کرو اور اسی کی طرف دل لگاؤ چونکہ اس کلام منزل میں افہام و تفہیم کے کئی ایک طریقے ہیں کبھی دلائل عقلیہ سے ہے تو کبھی نقلیہ سے کبھی گزشتگان کے واقعات سے ہے تو کبھی آئندہ کے حالات سے کبھی کسی معقول کو محسوس کی تشبیہ سے تو کبھی محسوس کو معقول سے چنانچہ یہاں بھی ایک مثال بطور تشبیہ تم کو سنائی جاتی ہے کہ تم کو جو بار بار کہا جاتا ہے اللہ ہی کو اپنا اصل مقصود اور مدعا سمجھو اور اسی کے عشق میں رنگے جاؤ۔ اس کی ایک مثال تم کو سناتے ہیں کان لگا کر سنو اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایک طاق کی طرح ہے جس میں ایک چراغ ہے مگر وہ چراغ ایسا ہی نہیں بلکہ شیشے میں ہے وہ شیشہ بھی کیسا سبحان اللہ ایسا شفاف وصاف ہے گویا وہ چمکیلا ستارہ ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے جلتا ہے جو پہاڑ کی نہ پورب کی جانب ہے نہ پچھم کی بلکہ عین بیچ و بیچ ہے اس کا تیل ایسا صاف شفاف ہے کہ خود و بخود جلنے کو ہوتا ہے خواہ آگ اسے نہ چھوئے اسی کے حق میں صحیح ہے کہا جائے کہ نور علیٰ نور ہے یعنی ایک تو اس تیل کی ذاتی صفائی دوئم اس کی شفاف روشنی سوئم شیشے کی چمک یہ سب باتیں مل جل کر ایک دوسرے کی ایسی معاون ہوئی ہیں کہ نور علیٰ نور بن گیا ہے پس یہی مثال اللہ کے نور یعنی عشق کی جس طرح یہ روشنی تمام ظلمات پر غالب آتی ہے اسی طرح اللہ کے عشق کی آگ تمام ظلمات ہیولانیہ اور خواہش نفسانیہ کو دور کر دیتی ہے یہی معنی ہیں صوفیا کرام کے اس قول کے جو کہا کرتے ہیں العشق نار تحرق ما سوی الله[1] جو لوگ عشق الٰہی سے منور ہوئے ہیں وہ تمام چیزوں سے روگردان ہو چکے ہیں حتیٰ کہ ان کو اپنی حسب و نسب کا بھی خیال نہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا وہ کیا کرتے ہیں

بندہ عشق شدی ترکیب نسب کن جامی کہ دریں فلاں ابن فلاں چیزی نیست

وہ تو ایسے عشق الٰہی میں مست الست ہوتے ہیں کہ بجز ذات محبوب حقیقی کے کسی چیز پر ان کی نظر نہیں ٹکتی بلکہ اجسام مادیہ کو بھی وہ اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ

ازیں بتاں ہمہ در چشم من تو می آئی بہر کہ می نگرم صورت تو مے نگرم

[1] عشق الٰہی ایک ایسی آگ ہے جو اللہ کے سوا سب کو خاکستر کر دیتی ہے (منہ)

يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ

اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہے راہ نمائی کرتا ہے اللہ لوگوں کی مثالیں بتلاتا ہے اور اللہ کو ہر ایک چیز کا

شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ

علم ہے- وہ قندیل ایسے گھروں میں ہے جن کے حق میں اللہ کا حکم ہے کہ ان کو بلند کیا جائے اور ان میں اس کا

لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ

نام ذکر کیا جائے ان میں صبح و شام اللہ کے نیک بندے تسبیحیں پڑھتے ہیں- جن کو خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے

اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ

سے غافل نہیں کر سکتی وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں مارے خوف کے دگرگوں ہو جائیں گے- اللہ ان کے

وَالْاَبْصَارُ ۝ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ

عملوں کا بہتر سے بہتر بدلہ دے گا اور ان کو اپنے فضل سے استحقاق سے زیادہ دے گا اور اللہ جس کو

يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ

چاہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے اور جو لوگ منکر ہیں ان کے اعمال صرف ایک دھوکہ کی ٹٹی ہیں جیسے چٹیل

اللہ تعالیٰ اپنے نور یعنی حقیقی عشق کی طرف جسے چاہے راہ نمائی کرتا ہے پھر اس کی اعلیٰ منزل پر پہنچ کر دائمی راحت میں ہو جاتے ہیں یہاں پر یہ انعام ہیں روح وریحان و جنت نعیم مت سمجھو کہ یہ آگ جسمانی ہے جسامت کو ڈھانپ لیتی ہے کیا خدا بھی جسم ہے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سمجھانے کے لئے مثالیں بتلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے اسی لیے تو اس کی کتاب جامع ہے اور اس کی مثال جامع ہے اور اس کی مثال واضح تر- مثال مذکور کا تتمہ ہنوز باقی ہے کہ وہ قندیل ایسے گھروں میں رکھی ہے جن کے حق میں اللہ کا حکم ہے کہ ان کو بلند کیا جائے اور ان میں اس اللہ کا نام ذکر کیا جائے وہ گھر ایسے ہیں کہ ان میں صبح و شام اللہ کے نیک بندے تسبیحیں پڑھتے ہیں وہ ایسے بندے ہیں کہ جن کو خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے سے غافل نہیں کر سکتی دنیاوی کوئی کام بھی کریں ان کاموں کو نہیں بھولتے کیونکہ وہ جو کام کرتے ہیں مالک کی اجازت سے کرتے ہیں اسی لیے جس وقت اور جس گھڑی مالک کی اجازت ان کو حاصل ہوتی ہے کام کرتے ہیں اور جس وقت نہیں ہوتی' نہیں کرتے گویا ان کا اصول یہ ہے راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہے اسی لیے وہ کر کرا کر بھی اپنی نیک کرداری پر نازاں نہیں ہوتے بلکہ اس قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں مارے خوف کے دگرگوں ہو جائیں گی مگر ان کے خوف کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ ان کے عملوں کا بہتر سے بہتر بدلہ دے گا اور ان کو اپنے فضل سے ان کے استحقاق سے زیادہ دیگا اور یہ تو عام طور پر سب کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بغیر حساب کے رزق دیتا ہے تاہم یہ قاعدہ بھی اپنے لیے مخفی رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ اس فضل کے اہل ہیں انہی کو دیتا ہے مگر اہل نااہل کا جاننا بھی اسی کا کام ہے تمہارا نہیں اور سنو جو لوگ اللہ اور اس کے حکموں سے منکر ہیں ان کے اعمال جو تم دیکھتے ہو کہ وہ بڑا کام کیا فلاں تعلیمی صیغہ میں اتنا چندہ دیا فلاں ہسپتال بنانے میں اتنی امداد دی جس کا نام وہ قومی کام رکھتے ہیں چونکہ وہ صرف محض ننگ و نمود اور فخر و ریاء کے لئے ہوتے ہیں اس لئے وہ صرف ایک دھوکہ کی ٹٹی ہیں جیسے چٹیل میدان میں چمکتی ہوا

يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــــًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ

اور اللہ ہی کو اپنے پاس پاتا ہے پھر اللہ اس کو پورا حساب دیتا ہے اور اللہ بہت جلدی حساب کرنے والا ہے یا ان کے اعمال ایک ایسی چیز کی طرح ہیں جو گہرے

مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ

دریا میں اندھیروں کے اندر ہے جس کے اوپر پانی کی موج ہے اس پر پھر ایک موج ہے اور اس موج سے اوپر بادل ہیں ایک دوسرے

اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

کے اندھیرے میں جب کوئی شخص اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے دیکھ نہیں سکتا اور جس کو اللہ ہی نور نہ دے اس کو کہیں سے بھی نور نہیں ملتا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ

کیا تم جانتے کہ اللہ وہ ذات پاک ہے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور جانور بھی صفیں

عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

باندھتے ہوئے تسبیح پڑھتے ہیں ہر ایک ان میں اپنی عبادت اور تسبیح کو جانے ہوئے ہے اور اللہ کو ان کے کاموں کا علم ہے اور تمام آسمانوں اور زمینوں

وَالْاَرْضِ ۚ

کی بادشاہی اللہ کے قبضے میں ہے

ریت کہ پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے اور اس کی طرف دوڑتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا اور مارے پیاس کے تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے تو اللہ ہی کو اپنے پاس مددگار پاتا ہے پھر اللہ اس کو پورا حساب دیتا ہے جس لائق ہوتا ہے وہی معاملہ اس سے کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے آن کی آن میں تمام دنیا کو سزا و جزا دے سکتا ہے یا ان کے اعمال ایک ایسی چیز کی طرح ہیں جو گہرے دریا میں اندھیروں کے اندر ہے جس کے اوپر پانی کی موج ہے اس پر پھر ایک موج ہے اور اس موج سے اوپر بادل ہیں غرض ایک دوسرے کے اوپر اندھیرے اس کثرت سے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اسے دیکھ نہیں سکتا یہ مثال ان کے نیک اعمال کی ہے یعنی جس طرح ایسے اندھیروں میں کوئی چیز پڑی ہو تو وہ محض بے کار ہے اسی طرح ان کے اعمال کفر شرک اور بداعتقادی میں ایسے گھرے ہوئے ہیں کہ کہیں ان کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا اور نہ کچھ سود مند ہو سکتے ہیں گویا وہ اپنی ہستی میں معدوم ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ جس کو اللہ ہی نور نہ دے تو اس کو کہیں سے بھی نور کا سہارا نہیں مل سکتا۔ جو لوگ اس بات کو جانتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں کہ دنیا کا کل نظام اور ترقی اور تنزل کا کل مدار اسی اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ اسی کے ہو رہتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات پاک ہے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اسی کے نام کی تسبیحیں پڑھتے ہیں اور جانور بھی صفیں باندھے ہوئے تسبیحیں پڑھتے اور اس کو یاد کرتے ہیں یہ مت سمجھو کہ ان کو کیا معلوم کہ تسبیح کیونکر پڑھا کرتے ہیں یاد رکھو ہر ایک ان میں کا اپنی عبادت اور تسبیح کو جانے ہوئے ہے کیا تم نے نہیں سنا مرغان چمن بہر صباحے خوانند ترا با اصطلاحے۔ اور اللہ کو ان کے سب کاموں کا علم ہے وہ کسی نماز اور تسبیح سے غافل نہیں اور سنو یہ تمام دبدبہ اور تسبیح خوانی یونہی تو نہیں بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی اصل بادشاہی اللہ ہی کے قبضے میں ہے

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝۴۲ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ

اور سب کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے بھلا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا پھر ان کو آپس میں جوڑ کر تہہ بہ تہہ

يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ

کر دیتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ان کے مسامات میں سے مینہ نکلتا ہے- اور وہی خدا اوپر کی طرف سے برف کے گالے

جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ

اتارتا ہے ان میں سخت ٹھنڈک ہوتی ہے پھر جس پر چاہتا ہے وہ برف پہنچا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے

سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ۝۴۳ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اس میں بجلی کا چمکارہ ایسا تیز ہوتا ہے کہ آنکھوں کو اچک لے- اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں

لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۝۴۴ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

کے لئے بہت بڑی عبرت ہے- اور اللہ ہی نے ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے بعض ان میں سے ایسے ہیں

يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ

کہ اپنے پیٹ پر چلتے ہیں اور بعض ایسے کہ اپنے دونوں پیروں پر چلتے ہیں

اور سب چیزوں کی بازگشت اور رجوع بھی اللہ ہی کی طرف ہے- ممکن نہیں کہ کوئی کام بغیر اس کے سہارے اور حکم کے دنیا میں ازخود ہو سکے- جن کاموں کو تم دیکھتے ہو کہ بہ ظاہر اپنے اپنے اسباب سے ہوتے ہیں ان میں چھپا ہاتھ اللہ ہی کا ہے- بھلا تم نے دیکھا نہیں کہ بادلوں کو ہوائیں کس طرح اڑاتی ہیں جو ظاہر بینوں کی نظروں میں ہواؤں کا کام دکھائی دیتا ہے مگر دراصل اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا ہے پھر ان کو آپس میں جوڑ کر تہ بتہ کر دیتا ہے ہوائیں بھی تو اسی کے حکم سے چلتی ہیں پس جب وہ ٹھیک اپنے انداز پر آجاتے ہیں جس کا علم خدا ہی کو ہے- تو تم دیکھتے ہو کہ ان بادلوں کے مسامات میں سے مینہ نکلتا ہے- یہ سب کام اسی ذات ستودہ صفات وحدہ لاشریک کے ہیں جس کی بابت یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ

کار زلف تست شک افشانی آما عاشقاں مصلحت اتہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

اور وہی خدا اوپر سے برف کے گالے پہاڑ کے ٹکڑے سے اتارتا ہے ان میں سخت ٹھنڈک ہوتی ہے پھر جس پر چاہتا ہے وہ برف پہنچا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا دیتا ہے- یعنی جس زمین پر برف باری مناسب ہوتی ہے وہاں تو برف پڑ جاتی ہے اور جہاں مناسب نہ ہو وہاں سے ہٹا لی جاتی ہے- یہ سب اسی کی قدرت کے مظاہر ہیں- اس بادل میں بجلی کا چمکارہ ایسا تیز ہوتا ہے کہ آنکھوں کے نور کو اچک لے- ان کمالات قدرت کے علاوہ یہ دیکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے یہ سب چکر اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اسی لئے کچھ نہیں کہ اس میں عقلمندوں کے لئے بڑی ہدایت اور عبرت ہے کیونکہ وہ ان امور پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ

فلک کو کب یہ سلیقہ ہے ستم گاری میں کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں

اور سنو اللہ ہی نے ہر ایک جاندار کو پانی سے پیدا کیا یعنی چونکہ ہر ایک جاندار کی پیدائش میں پانی کو بہت دخل ہے اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ پانی سے پیدا کیا پھر بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ اپنے پیٹ پر چلتے ہیں جیسے سانپ گوہ وغیرہ اور بعض ایسے ہیں کہ اپنے دونوں پیروں پر چلتے ہیں- جیسے کبوتر مرغا خود حضرت انسان بھی

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ
اور بعض ایسے ہیں کہ چار پیروں پر چلتے ہیں- خدا جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے اور اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے

قَدِيْرٌ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ
ہم نے کھلے احکام اتارے ہیں اور اللہ ہی جسے چاہے سیدھی راہ کی طرف رہنمائی

مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ
کرتا ہے- اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور فرمانبردار ہیں پھر بھی اس

مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ
کے بعد ان میں سے ایک جماعت روگردان ہو جاتی ہے اور وہ ایماندار ہی نہیں ہوتے- اور جب کبھی ان کو اللہ

وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ
اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ رسول ان میں فیصلہ کرے تو اسی وقت ایک جماعت ان میں سے روگردان ہو جاتی ہے اور اگر

الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ
ان کو حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف دوڑتے چلے آتے ہیں- کیا ان کے دلوں میں مرض ہے یا یہ شک میں ہیں یا ان کو خوف ہے کہ اللہ

يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ
اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے

اور بعض ایسے ہیں کہ چار پیروں پر چلتے ہیں جیسے گائے بھینس وغیرہ دوپائے اور چارپائے تو تمہارے سمجھانے کو بتائے ورنہ دنیا میں ایسے جانور بھی ہیں جن کی کئی کئی ٹانگیں ہیں خدا جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ وہ مالک ہے سب اس کے آگے ہیں لاچار

نہیں اس کے گھر کار ہے کوئی بھی مختار

بلکہ بعض نادان پھر بھی نہیں سمجھتے بلکہ سمجھانے والوں سے الٹے الجھتے ہیں مثلاً یہی کفار عرب دیکھو تو باوجودیکہ ہم نے کھلے کھلے احکام اتارے ہیں تاہم ناحق بگڑتے ہیں اور بیہودہ سوالات کئے جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اللہ ہی جسے چاہے سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے مناسب ہے کہ اس کی رضاجوئی کریں تاکہ اس کی مہربانی سے حصہ لیں مگر ان کو اس بات کا مطلق خیال نہیں الٹی شرارتیں ہی سوجھتی ہیں اور دیکھو کہ سامنے آن کر تو کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور فرمانبردار ہیں- زبانی یہ بات کہہ کر پھر بھی اس سے بعد ایک جماعت ان میں سے روگردان ہو جاتی ہے اور سچ پوچھو تو وہ دل سے ایماندار ہی نہیں ہوتے بلکہ یونہی زبانی زبانی تم مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں- یہی وجہ ہے کہ وہ دل سے پابند شریعت نہیں ہوتے اور جب کبھی ان کو اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے کہ رسول حسب فرمان خداوندی ان میں فیصلہ کرے تو اسی وقت ایک جماعت ان میں سے روگردان ہو جاتی ہے صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں شریعت منظور نہیں جیسے کہ ہندوستان کے مسلمان عدالتوں میں لڑکیوں کو حصہ دینے کے وقت کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمارا فیصلہ رواج پر ہونا چاہیے اور اگر انکو حق پہنچتا ہو تو اس رسول کے فرمودہ کی طرف دوڑتے چلے آتے ہیں یہ جو ایسا کرتے ہیں کیا ان کے دلوں میں کفر کا مرض ہے یا یہ رسول کی سچائی سے شک میں ہیں یا ان کو خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کریں گے؟ چونکہ زبان سے اسلام کا اقرار کرتے ہیں اس لئے ان تینوں باتوں میں سے کچھ نہیں کہتے

بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

بلکہ یہ لوگ خود ہی ظالم ہیں۔ پکے ایمان دار کو جب اللہ اور رسول کی طرف بلایا جاتا ہے

وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾

تاکہ ان میں فیصلہ کرے تو ان کا جواب بس یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور تابع ہیں۔ یہی لوگ کامیاب ہیں

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ

جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں گے اور خدا سے ڈرتے رہیں گے اور بچیں گے بس وہی لوگ کامیاب ہوں گے

اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۭ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ

اور یہ لوگ بڑی مضبوطی سے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں اگر تو ان کو حکم دے تو ضرور نکلیں گے تو کہہ کہ تم قسمیں نہ کھاؤ

طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا

مطلب تو اچھی تابعداری سے ہے اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے تو کہہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَ

کرو پھر اگر وہ روگردان ہوں تو اس کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کے ذمے ہے اور تم لوگوں کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے

بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی ظالم ہیں نہ ان کے دلوں میں خدا کی عظمت ہے نہ رسولؐ کی تعظیم ہے بلکہ محض اپنے نفس کے پابند ہیں ہاں جو پکے ایماندار ہیں انکی کیا بات ہے ایسے ایمانداروں کو جب کسی جھگڑے میں نزاع میں اللہ اور رسول یا ان کے فرمودہ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان میں فیصلہ کرے تو چونکہ وہ اپنی تمام کامیابی اور ساری عزت صرف رضاء الٰہی اور خوشنودی رسالت پناہی میں جانتے ہیں اس لئے ان کا جواب بس یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور دل سے تابع ہیں جو کچھ شریعت فیصلہ کردیگی ہمیں منظور ہے۔ اگر ہم اپنے خیال ناقص میں کسی چیز پر اپنا حق سمجھتے ہیں مگر شریعت ہمارے خیال کے برخلاف فیصلہ کردے تو علی الرسول والعین ہوگا اور اگر سچ پوچھو تو یہی لوگ اللہ کے نزدیک کامیاب اور بامراد ہیں کون نہیں جانتا کہ غلام کے حق میں یہی بہتر ہے کہ اپنے مالک کا پورا مزاج شناس ہوکر دل سے فرمانبردار ہو جو غلام ایسا ہوگا وہی عزت پائے گا اس لئے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں گے اور خدا سے ڈرتے رہیں گے اور اس کی بے فرمانی سے بچیں گے پس وہی لوگ خدا کے نزدیک کامیاب ہوں گے ایسے لوگوں کو پہچاننا چاہو تو ان کا قول یہ ہوتا ہے کہ

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

اور یہ لوگ جو تمہارے اردگرد منافق ہیں اور زبانی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں ان کی کیفیت یہ ہے کہ بڑی مضبوطی سے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تو اے نبی ان کو جہاد وغیرہ دینی کاموں کے لئے سفر کرنے کا حکم دے تو ضرور نکلیں گے تو اے نبی ان سے کہہ کہ ہم نے تم کو کئی ایک بار دیکھ لیا آزمالیا ہے۔ پس تم قسمیں نہ کھاؤ۔ محض قسموں سے تو فائدہ نہیں مطلب تو اچھی تابعداری سے ہے سو اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے اسے تمہارا حال من وعن سب معلوم ہے پس تو ان سے کہہ کہ اللہ کی تابعداری کرو اور اس کے رسول کی جو خدائی احکام تم کو سنائے فرمانبرداری کرو پھر یہ سن کر اگر وہ روگردان ہو تو نبی کا اس میں کوئی حرج نہیں نبی کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کے ذمہ ہے اور تم لوگوں کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ تم پر ہے نبی کو تبلیغ احکام کا حکم ہے وہ نہ کریگا تو اس کو اس سے سوال ہوگا تم کو اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہے تم نہ کروگے تو تم سے سوال ہوگا

اِنْ تُطِيْعُوْهُ	تَهْتَدُوْا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝				وَعَدَ	اللّٰهُ
وہ تم پر ہے اگر تم فرمانبرداری کروگے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمے تو صاف صاف حکم پہنچانا ہے جو لوگ تم میں سے ایمان						
الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا مِنْكُمْ	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ	فِي الْاَرْضِ	كَمَا
لاکر نیک عمل بھی کریں گے خدا وعدہ کرتا ہے کہ ان کو زمین پر حاکم بنادے گا جیسا اس نے ان سے پہلے لوگوں کو						
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠						
حاکم	بنایا	تھا				

اور اگر تم فرمانبرداری اختیار کروگے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کا ذمہ تو صاف صاف حکم پہنچادینے کا ہے۔ ہاں اگر تم یہ خیال کرو کہ ہم جو فرمانبرداری کریں گے تو علاوہ جنت اور اخروی ثواب کے دنیا میں ہم کو کیا ملے گا۔ تو سنو گو دنیا ارجزا نہیں ہے تاہم جو لوگ تم میں سے ایمان لاکر نیک عمل بھی کریں گے خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ انکو زمین[1] پر حاکم بنائے گا جیساکہ اس نے ان سے پہلے لوگوں بنی اسرائیل کو حاکم بنایا تھا۔

---

[1] یہ آیت سنیوں اور شیعوں کے مشہور متنازعہ مسئلہ خلافت کا فیصلہ کرتی ہے بشرطیکہ کوئی شخص اس آیت کریمہ کو غور سے دیکھے اور جانبداری اور اپنے سابقہ خیالات کو دل ودماغ سے نکال دے آیت کے الفاظ یہ ہیں وعد اللہ الذین امنو منکم وعملو الصلحت منکم کے لفظ کو اگر بیانیہ کہا جائے تو بہت موزوں ہے لیکن اگر بیانیہ نہ بھی کہیں تو بھی کچھ حرج نہیں۔ بہرحال یہ آیت قرآن مجید کے اول المخاطبین سے اول تعلق رکھتی ہے کیونکہ اس میں صیغہ خطاب کا ہے جو منکم سے مفہوم ہوتا ہے پس آیت کا ترجمہ صاف یہ ہوا کہ تم صحابہ میں سے ایمانداروں اور نیک کرداروں سے خدا کا وعدہ ہے کہ تم کو خلیفہ بنادے گا پھر اس خلافت کے آثار اور علامات بھی فرمادیے ہیں (۱) دین ان کا مضبوط ہوگا (۲) اعداء سے بے خوف ہوں گے (۳) خدا کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا ساجھی نہ بنائیں گے۔

اب اگر کوئی شخص ان علامات کو مدنظر رکھ کر غور سے تلاش کرے کہ اس قسم کی خلافت مسلمانوں کو کب ملی تو اسکو کوئی شک نہ رہیگا کہ اس قسم کی حکومت خلفائے راشدین کے زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل تھی۔ خلفاء امویہ اور عباسیہ کے وقت بھی اسلام کو فتوحات ہوئیں مگر وہ اس پیشگوئی کی مصداق نہیں ہوسکتیں کیونکہ ایک تو وہ خلفاء نزول قرآن کے مخاطب نہ تھے بلکہ وہ بعد کی نسلیں تھیں۔ دوئم ان خلافتوں کی فتوحات بھی انہی فتوحات پر مبنی تھیں جو خلفائے راشدین کرگئے تھے۔ کون نہیں جانتا کہ آنحضرت صلعم کے بعد جب عرب میں بغاوت پھیلی ایک طرف مسیلمہ کذاب نے زور پکڑا دوسری طرف مانعین زکوۃ مسلمان باغیوں نے تہلکہ مچایا مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے استقلال نے ان سب بغاوتوں کا آسانی سے خاتمہ کردیا اور تمام عرب پر اسلامی سکہ جماکر فتوحات کے لئے عرب خاص سے آگے کا راستہ صاف کردیا۔ ان کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس راستہ کو شاہراہ بنایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ فتوحات گو اس زور کی نہ ہوئیں تاہم ہوئیں۔ کوئی ملک یا حصہ خلافت سے نہ نکلا تھا بلکہ داخل ہوا۔ بعد میں جو کچھ ہوا وہ انہی کی طفیل سے ہوا۔ اعداء سے بے خوفی تو ایسی تھی کہ اعدا خود ڈرتے تھے کہ کہیں مسلمان ہم پر حملہ آور نہ ہوں توحید کی منادی جیسی اس زمانہ میں ہوئی کبھی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر ہمیں یہ بتانا ضروری نہیں کہ فتوحات اسلامیہ جیسی حضرات خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں ہوئیں حضرت علی کے زمانہ میں نہ ہوئیں جیسا رعب اور انتظام خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں تھا خلیفہ رابع کے وقت میں نہ رہا۔ جیسا اتفاق خلفائے ثلاثہ کے وقت میں تھا خلیفہ رابع کے وقت میں نہ رہا۔ اس تفصیل کی نہ ہم کو ضرورت ہے نہ ہم کرنا چاہتے ہیں بلکہ ہم تو صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو الفاظ وعدہ کے آئے ہیں ان پر نظر انصاف کرنے سے یہ بات خوب سمجھ میں آسکتی ہے کہ یہ وعدہ خلفائے راشدین کے زمانہ میں پورا ہوگیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ گو ایک قسم کی بدمزگی نااتفاقی اور خانہ جنگی کا زمانہ تھا تاہم خیر وبرکت سے خالی نہ تھا۔ ہر طرح سے دین کی عزت اور دینی علم کا اعزاز تھا جبکہ یہ عام قاعدہ ہے کہ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ تو پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ خلفائے راشدین بھی ایک ہی طرز پر ترقی کرتے ہاں مجموعی حالت کے لحاظ سے سب آیت کریمہ کے وعدے کے مصداق تھے۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ

اور ان کے دین کو جو خود خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوط کردے گا اور ان کے خوف زدہ ہونے کے بعد ان کو امن دے گا

خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

اس کے بعد وہ میری بندگی کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد ناشکری کریں گے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۞ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا

پس وہی لوگ بدکار ہیں اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی پیروی کیا کرو تاکہ

الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۞ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ

تم پر رحم کیا جائے۔ مت خیال کرو کہ کافر لوگ زمین میں اللہ کو عاجز کر سکتے ہیں

اور ان کے دین کو جو خود خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے مضبوط کر دیگا یعنی اس کو کسی مخالف کی مخالفت سے صدمہ نہ پہنچے گا اور ان کے خوف زدہ ہونے کے بعد جو اس وقت دشمنوں کی طرف سے ان کو ہو رہا ہے ان کو امن دیگا بس اس کے بعد وہ آرام اور اطمینان سے میری (خدا کی) بندگی کریں گے اور کسی مشرک کافر کے دباؤ یا خوف سے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ یہ انعام ایمانداروں کو دنیا میں ملے گا اور جو اس سے بعد بھی ان انعامات اور احسانات کی ناشکری کریں گے پس ثابت ہو جائے گا کہ وہی لوگ اللہ کے نزدیک بدکار ہیں پس تم لوگ ایسے نہ بنو بلکہ ابھی سے ایمان لاؤ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی پیروی کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور یہ تو خیال ہی نہ کرو کہ کافر لوگ اتنے ہیں اتنی ان کی جماعت اور سامان ہے یہ کیونکر ہو گا کہ یہ سب مغلوب ہو جائیں اور مسلمان ان پر غلبہ حکومت پا جائیں یہ واہمہ دل سے نکال دو۔ یہ مت خیال کرو کہ کافر لوگ زمین میں اللہ کو کسی حکم جاری کرنے سے عاجز کر سکتے ہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بھلا جو کام خدا کرنا چاہے اسے کوئی روک سکتا ہے کیا تم نے سنا نہیں کہ

اوست سلطاں ہرچہ خواہد آں کند عالمے را در دمے ویراں کند

افسوس کہ آیت کریمہ کے صاف صاف الفاظ کے مقابلہ پر شیعہ ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جس کا میں مالک ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔ اور مولا کے معنی والی امور حاکم کے لیتے ہیں حالانکہ مولا کے معنے دوست اور محبوب کے بھی آتے ہیں چنانچہ اسی روایت کے ساتھ ہی یہ لفظ آئے ہیں کہ اللھم والی من والاہ وعاد من عاداہ یعنی آنحضرت نے بعد فرمانے ارشاد سابق کے فرمایا اے اللہ جو کوئی علی سے محبت رکھتا ہے تو بھی اس سے محبت رکھیو اور جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھیو یعنے اس کو مبغوض کیجو۔ اس اخیر فقرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کے مولا ہونے سے مراد محبوب ہونا ہے نہ کہ والی امور پس اس سے یہ ثابت نہ ہوا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما وغیرہ کی خلافت آیت کریمہ کی مصداق نہ تھی۔

افسوس صد افسوس ہے ایک تو آیت قرآنیہ سے غفلت کی جاتی ہے دوئم روایت پیش کردہ کے معنے بھی حسب منشا کرنے کی کوشش کر کے ناحق صاف اور صحیح واقعات کو مکدر کرنے میں طاقت ضائع کی جاتی ہے۔ الی اللہ المشتکی (منہ)

وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ

اور ان کا ٹھکانہ آگ ہوگا جو بہت بری جگہ ہے۔ اے ایمان والو جو تمہارے غلام ہیں وہ اور

الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ

تمہارے نابالغ لڑکے تین اوقات میں تم سے اجازت لیا کریں صبح کی نماز

مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ

سے پہلے اور جب تم دوپہر کو کپڑا اتارا کرتے ہو اور عشا کی نماز

صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ڜ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ

کے بعد یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں بعد ان اوقات کے نہ تم پر گناہ نہ ان پر

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ

بعض کو بعض کے پاس آنا جانا لگا رہتا ہے اللہ اسی طرح تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے اور

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ

اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اور جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچیں تو وہ اجازت لیا کریں جس طرح ان سے پہلے لوگ

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اجازت لیتے رہے ہیں اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے

ان کافروں کی تو ہستی ہی کیا ہے۔ اگر تم لوگ پکے ہوئے تو دیکھ لوگے کہ یہ لوگ دنیا میں بھی تمہارے سامنے ذلیل ہوں گے اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ آگ ہوگا جو بہت بری جگہ ہے چونکہ خدا کو منظور ہے کہ مسلمانوں کو ہر ایک طرح کی برائیوں سے دور رکھے اور اخلاق فاضلہ کے اعلیٰ درجہ پر پہنچائے تاکہ یہ کسی طرح سے بھی اس بری جگہ میں جہاں کفار نابکار نے داخل ہونا ہے داخل نہ ہوں۔ اس لئے وہ حکم دیتا ہے۔ اے ایمان والو جو تمہارے غلام ہیں گو وہ تمہارے گھر کے کہلاتے ہیں۔ مگر تو بھی وہ اور تمہارے نابالغ لڑکے تین اوقات میں ضرور ہی تم سے اجازت لیا کریں اگر تم اجازت دو تو تمہارے پاس گھر میں آئیں ورنہ واپس جائیں۔ وہ اوقات یہ ہیں صبح کی نماز سے پہلے اور جب تم دوپہر کو کپڑے اتارا کرتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد سوتے وقت صبح کی نماز سے پہلے بھی ممکن ہے کوئی سوتا ہو ننگا ہو یا میاں بیوی کا میلاپ ہو۔ دوپہر کو بھی قیلولہ کے وقت علی ہذا القیاس۔ عشا کے بعد بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے۔ غرض یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔ بعد ان اوقات کے بے اجازت اگر وہ آئیں تو نہ تم پر گناہ ہے نہ ان پر۔ کیونکہ تمہاری حاجات ایک دوسرے سے ایسی وابستہ ہیں کہ بعض کو بعض کے پاس آنا جانا لگا رہتا ہے۔ مالک غلام سے اور غلام مالک سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے فائدے کے لئے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ کے حکم سب کے سب بڑے علم اور حکمت پر مبنی ہیں کیونکہ وہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے پس ان پر عمل کرو اور سنو جب یہ تمہارے نابالغ بچے بلوغت کو پہنچیں یعنی ان میں وہ خواہش پیدا ہو جائے جو مرد کو عورت سے ہوتی ہے جس کی ابتداء عموماً پندرہ سال کی عمر سے ہے تو پھر وہ اجازت لیا کریں جس طرح ان سے پہلے بالغ لوگ اجازت لیتے رہے ہیں کیونکہ یہ بھی تو اب بالغ ہیں جن لڑکیوں کے ساتھ انکے نکاح درست ہیں گو وہ لڑکپن میں انکے ساتھ کھیلتی رہی ہیں اور گو وہ چچا اور ماموں ہی کی لڑکیاں ہیں تاہم ان کو ان سے پردہ چاہیے کیونکہ اب دونوں فریقوں میں ایک دوسرے کی خواہش اور چاہت پیدا ہو گئی ہے اس لئے کہ چار چشم ہونے سے برا نتیجہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے اور حسب ضرورت کرتا رہیگا اور چونکہ اللہ تعالیٰ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اس لئے

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ

اور بڑی بوڑھی عورتیں جو مرد سے ملاپ کی خواہش نہیں رکھتیں اور اگر وہ اپنے کپڑے اتار دیں تو ان پر

یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ

گناہ نہیں بشرطیکہ زیب زینت کو ظاہر نہ کریں اور اس میں بھی احتیاط رکھنا ان کے لئے بہتر ہے

اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ

اور اللہ بڑا سننے والا بڑے علم والا ہے۔ نہ کسی اندھے کو گناہ ہے نہ کسی لنگڑے نہ کسی مریض کو نہ

لَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ

خود تم کو گناہ ہے کہ اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھر سے یا

اٰبَآئِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ

اپنی ماؤں کے گھر سے کھاؤ یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا

بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ

اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی ماسیوں کے گھروں سے

اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِیْقِکُمْ ؕ

کھاؤ یا جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں ان کے گھروں سے کھاؤ یا اپنے مخلص دوستوں کے گھروں سے کھاؤ

اسکے احکام بھی سراسر پراز حکمت ہوتے ہیں۔اور سنو بڑی بوڑھی عورتیں جو اپنے بڑھاپے کی وجہ سے مرد سے ملاپ کی خواہش نہیں رکھتیں تو کپڑے نقاب وغیرہ اتار دینے میں ان پر گناہ نہیں بشرطیکہ زیب وزینت کو ظاہر نہ کریں اور اصل بات تو یہ ہے کہ اس سے بھی احتیاط رکھنا ان کے لئے بہتر ہے کہ کیونکہ عربی میں ایک مثال ہے۔لکل ساقطۃ لاقطۃ (ہر گری ہوئی چیز کو کوئی نہ کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے) ایسی بوڑھی عورتوں کو گو خود خواہش نہ ہو مگر ممکن ہے کوئی ایسا بھی ہو جو محض اپنی خواہش سے ان پر دباؤ ڈالے۔اور چونکہ اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا بڑے علم والا ہے اس لئے تم لوگ اس کی مرضی کے خلاف باتیں کرنے اور دل میں اس کے مخالف خیال لانے سے پرہیز کیا کرو۔دیکھو جس طرح یہ اخلاقی احکام تم کو سکھائے ہیں اسی طرح یہ بھی تم کو بتلایا جاتا ہے کہ کسی کے گھر پر جا کر کوئی چیز رکھی رکھائی بے اجازت نہ اٹھالیا کرو بلکہ جب تک صاف اجازت نہ ہو مت اٹھایا کرو مگر چند ایک صورتیں ایسی ہیں کہ وہاں اجازت کی ضرورت نہیں پس وہ سنو نہ کسی اندھے کو گناہ ہے نہ کسی لنگڑے کو نہ کسی مریض کو نہ خود تم تندرستوں کو اس میں گناہ ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھر سے کھاؤ یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچا کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی ماسیوں کے گھر سے کھاؤ یا جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یعنی تم ان کے مکانات کے منتظم یا مہتمم ہو ان کے گھروں سے کھاؤ یا اپنے مخلص دوستوں کے گھروں سے کھاؤ۔غرض جہاں سے تم چاہو اجازت سے کھاؤ کوئی حرج نہیں نہ کوئی گناہ ہے کیونکہ اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ ہندوؤں کی طرح جس گاؤں یا محلہ میں لڑکی بیاہ دی ہو اس محلہ اور گاؤں کے کنوئیں کا پانی بھی مت پیو جو ایک قسم کا مالیخولیا ہے نہیں۔چونکہ ایک دوسرے کے گھر میں کھانے سے محبت اور الفت بڑھتی ہے اس لئے تم کو اجازت دی گئی ہے کہ اگر یہ رشتہ دار خود کھلائیں تو بھی تم کو کھانے میں حرج نہیں یا تم خود ان کے گھروں سے بغیر ان کی اطلاع کے کھالو تو بھی حرج نہیں بشرطیکہ یہ تم کو معلوم ہو

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ۭ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا

تمہیں اس میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ تم چند آدمی ساتھ مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ پس جب تم گھروں میں جاؤ تو لوگوں کو سلام

فَسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۭ كَذٰلِكَ

کرو جو اللہ کی طرف سے پاکیزہ بابرکت تحفہ ہے اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تاکہ تم سمجھو۔ مسلمان تو بس وہی لوگ ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓي اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ

لائیں اور جب کسی جمع ہونے کے کام میں اس کے ساتھ تابع ہوں تو اذن لئے بغیر نہ جائیں

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا

جو لوگ تجھ سے اذن لیتے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں

اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ

پس جب یہ اپنی ضرورت کے موافق تجھ سے اجازت چاہیں تو جس کو تو چاہے اجازت دیا کر

تمہیں اس میں بھی گناہ نہیں کہ تم چند آدمی ساتھ مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ چونکہ تم اخلاقی باتوں کی تعلیم پاچکے ہو اس لئے تم کو لازم ہے کہ جب تم اپنے یا احباب کے گھروں میں جاؤ تو اپنے لوگوں کو جو وہاں پر موجود ہوں مرد ہوں یا عورتیں سلام دیا کرو جو اللہ کی طرف سے پاکیزہ بابرکت تحفہ ہوگا اس کی وجہ سے خدا تم پر برکت کرے گا اسی طرح اللہ تمہارے لئے احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو اور عمل کرو کیونکہ شریعت نازل کرنے اور رسول بھیجنے سے مقصود تو یہی ہے کہ لوگ ہیں تابعداری کریں نہ کہ زبانی باتیں بنائیں جو کسی کام نہ آئیں۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں مسلمان تو بس وہی لوگ ہیں جو اللہ کی الوہیت پر اور رسول کی رسالت پر ایمان لائیں اور جب کسی جمع ہونے کے کام میں جس میں جمعیت کی ضرورت ہو مثلاً جنگ جہاد وغیرہ میں اس رسول کے ساتھ ہوں تو اذن لئے بغیر نہ جائیں غرض کہ احکام رسول کو جان سے مانیں اور دل سے عزت کریں بس یہی لوگ ایماندار ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ضرورت کے وقت اذن لے کر جانا بھی ایمانداری کے خلاف ہے۔ نہیں بلکہ جو لوگ ضرورت کے وقت اے نبی تجھ سے اذن لیتے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ بھلا اگر وہ ایسے نہ ہوں تو چپکے سے نہ چلے جائیں ہاں جو لوگ بے وجہ اور بلا ضرورت اذن مانگا کرتے ہیں وہ ٹھیک[1] نہیں پس جب یہ دیندار ایماندار مخلص لوگ اپنی ضرورت کے موافق کسی کام کو جانے کی اے نبی تجھ سے اجازت چاہیں تو حسب مصلحت جس کو تو چاہے اجازت دیا کر۔ یعنی جو آدمی ایسا ہو کہ اس کی غیر حاضری میں ضروریات نہیں رکتیں اور انتظام میں فرق نہیں آتا تو اجازت دے دیا کر اور جو ایسا نہ ہو بلکہ اس کی غیر حاضری سے خلل انتظام کا خطرہ ہو تو اس کو اجازت مت دیا کر

ے اس آیت کے شروع میں نابینا لنگڑا وغیرہ کا ذکر تمثیلاً ہے یعنی یہ لوگ کسی کے گھر پر پڑے ہوں تو وہاں سے کھا لینے میں ان کو گناہ نہیں اس طرح تم تندرستوں کو بھی گناہ نہیں بشرطیکہ ناراضگی کا علم نہ ہو (منہ)

[1] اس میں دوسری آیت کی طرف اشارہ ہے جو پارہ) کے رکوع ۷) میں ہے جس میں اذن مانگنے والوں پر خفگی ہے۔ منہ

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ

اور اللہ سے ان کے لئے بخشش مانگا کر اس میں شک نہیں کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے تم رسول کی آواز کو جب وہ تم کو بلائے

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ

تو آپس میں ایک دوسرے کی سی آواز نہ سمجھا کرو- اللہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں چھپ کر کھسک

مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ

جاتے ہیں پس جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی

فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ

آفت آن پہنچے یا کوئی دردناک عذاب ان پر آ نازل ہو- سن رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے جب سب

قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۚ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۚ

اللہ ہی کے قبضے میں ہے تم جس خیال پر ہوا اسے سب معلوم ہے اور جس روز یہ لوگ اس کی طرف پھر کر جائیں گے تو وہ ان کو ان کے کاموں

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

سے خبر دیگا اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

ع ۱۵

خواہ وہ اپنی ضرورت خانگی کیسی ہی بتلادے کیونکہ یہاں کی قومی ضرورت شخصی ضرورت سے ہر طرح مقدم ہے اس لئے یہ ضروری نہیں کہ جو کوئی اجازت چاہے ضرور ہی اسے اجازت دی جائے نہیں بلکہ اپنی مصلحت کا خیال رکھ کر اجازت دیا کر اور اللہ سے ان کے لئے بخشش مانگا کر- گو انہوں نے حسب ضرورت ہی اجازت لی ہے تاہم نقص سے خالی نہیں- پس یہ نقص اعمال تیرے استغفار سے ان کے حق میں پورا ہو جائے گا اور اس میں شک نہیں کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے- مسلمانو سنو تمہیں بھی چاہیے کہ تم رسول یا نائب رسول کی آواز کو جب وہ تم کو بلائے تو آپس میں ایک دوسرے کی سی آواز نہ سمجھا کرو کہ جی چاہا تو مان لیا نہ چاہا تو نہ مانا- نہیں بلکہ رسول کی آواز کو ماننا تمہارا فرض مقدم ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے چھپ چھپ کر کھسک جاتے ہیں وہ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں پس جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں سے ان پر کوئی آفت آن پہنچے یا کوئی درد کا عذاب ان پر آ نازل ہو جس سے کوئی بھی نہ بچ سکے- یہ خیال مت کرو کہ ایسا عذاب کہاں سے آئے گا- ہم تو امن وامان سے بیٹھے ہیں- پس یقیناً سن رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب اللہ ہی کے قبضے میں ہے- ہوا ہے تو اس کی ہے پانی ہے تو اس کا ہے آسمان ہے تو اس کا ہے زمین ہے تو اس کی ہے- وہ جس چیز سے چاہے تمہارے برخلاف کام لے سکتا ہے- تم نے کئی ایک دفعہ دیکھا ہوگا کہ یہی زمین جس پر تم لوگ فرش فروش لگا کر بیٹھتے ہو جب زلزلہ آتا ہے تو اسی زمین پر سے تم ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہو- اسی طرح سب چیزیں اسی کی زیر فرمان ہیں تم جس خیال پر ہو اسے سب معلوم ہے اور جس روز یہ لوگ بعد موت اس کی طرف پھر کر جائیں گے تو ان کو ان کے کاموں سے خبریں دیگا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اسے کسی کے بتلانے کی ضرورت نہیں

سورت فرقان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۝١

خدا کی ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ دنیا کے لوگوں کو ڈراوے

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ

جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمینوں کی حکومت ہے اور اس نے کوئی اولاد نہیں بنائی اور ملک میں اس کا

لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝٢ وَ

کوئی شریک نہیں- اسی نے سب چیزوں کو پیدا کیا اور مناسب اندازہ لگایا- اور انہوں

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا

نے اس کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور

يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً

اپنے لئے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت کا ان کو اختیار ہے نہ حیات کا

وَّلَا نُشُوْرًا ۝٣

نہ اٹھنے کا

سورت فرقان

خدا کی ذات بڑی برکت والی ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ دنیا کے لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائے جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمینوں کی ساری حکومت ہے اور اس نے اپنے لئے کوئی اولاد نہیں بنائی- پھر کمال یہ ہے کہ اتنی بڑی حکومت اور سلطنت کے باوجود بھی وہ اکیلا ہی سب کچھ کرتا ہے اور ملک میں اس کا کوئی شریک نہیں جو امور سلطنت میں اس کا ہاتھ بٹائے وہ خود مختار ہے اسی نے سب چیزوں کو پیدا کیا۔ ہے اور ہر ایک چیز کے لئے مناسب اندازہ لگایا- ہر ایک نوع کے لئے اس نے جو اندازہ مقرر کیا ہے- ممکن نہیں کہ کبھی اس میں تخلف ہو- یہی تو کمال ثبوت اس کے قادر مطلق اور خالق برحق ہونے کا ہے مگر ان مشرکوں کو دیکھو کہ ان کی عقل کیسی خبط ہو رہی ہے کہ انہوں نے اس اللہ کے سوا کئی ایک اور معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں- طاقت اور قدرت ان کی کا یہ حال ہے کہ اپنے لئے بھی بھلے برے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت کا ان کو اختیار ہے نہ حیات کا نہ قبروں سے اٹھنے کا- غرض کسی قسم کا ان لوگوں کو اختیار نہیں جن کو انہوں نے اپنا معبود اور حاجت روا بنا رکھا ہے اور اگر بغور دیکھا جائے تو تمام مخلوق کی یہی کیفیت ہے کہ کسی کو بھی ان کاموں میں دخل نہیں- کیا تم نے نہیں سنا کہ خدا نے اپنے نبی بلکہ سید الانبیاء علیہم السلام کی ذات ستودہ صفات کی نسبت کیا ارشاد فرمایا ہے کہ قل[1] لا املك لنفسی نفعا و لا ضرا الا ماشاء اللہ پس جب سید الانبیاء کی یہ شان

[1] اے نبی تو کہہ دے میں اپنے لیے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا- ہاں جو کچھ اللہ چاہے وہی ہوتا ہے-(منہ)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ

اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ محض ایک بناوٹی بات ہے اس نے اپنے دل سے اسکو گھڑ لیا ہے اور دوسرے

آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ۚ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا

لوگوں نے اس پر اس کی مدد کی ہے پس یہ لوگ ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی حکایات ہیں جن کو

فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي

اس نے کسی سے لکھوایا ہے پس وہ صبح شام اس کو سنائی جاتی ہیں۔ تو کہہ کہ اس کو اس ذات پاک نے اتارا ہے جو آسمانوں اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا

زمینوں کے مخفی بھید جانتا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا ہی بخشنہار مہربان ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے

الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ

جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔ کیوں اس کے پاس کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوتا جو اس کے ساتھ

مَعَهُ نَذِيرًا ۝ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ

ہوکر لوگوں کو ڈراتا پھرے یا اس سے کوئی خزانہ ہی ملا ہوتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا جس سے یہ کھاتا

ہے تو ان سے ورے کے لوگوں کی تم خود سمجھ لو۔ جب یہ صاف صاف باتیں سنتے ہیں تو ان کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک محض بناوٹ کی بات ہے اس نبی نے اپنے دل سے کو اس کو گھڑ لیا ہے۔ آپ ہی منصوبہ اس کو اٹھا ہے اور آپ ہی اس پر کاربند ہو رہا ہے اور دوسرے لوگوں نے جو حقیقت میں حقیقت شناس نہیں ہیں اس پر اس کی مدد کی ہے ہاں میں ہاں ملا کر ناحق اس کو آسمان تک پہنچا رکھا ہے حقیقت میں یہ ان کی بدگمانی ہے پس جب یہ لوگ اس جھوٹ کی وجہ سے سراپا ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں اور سنو کہتے ہیں کہ یہ قرآن پہلے لوگوں کی حکایات ہیں جن کو اس نبی نے کسی سے لکھوالیا ہے پس وہ صبح و شام اس کو سنائی جاتی ہیں اور یہ ان کا نام الہام اور وحی رکھ لیتا ہے۔ اے نبی تو کہہ کہ اس قرآن کو اس ذات پاک نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کے مخفی بھید جانتا ہے چنانچہ اسی کے بتلائے ہوئے بھید اس قرآن میں ملتے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان بخشنہار ہے۔ یہ بھی اس کی مہربانی کا مقتضا ہے کہ اس نے لوگوں کی ہدایت کی خاطر ایسا عظیم الشان رسول بھیجا ہے مگر لوگ اس نعمت کی قدر نہیں کرتے بلکہ بے قدری سے؛ الٹے پلٹے سیدھے ٹیڑھے اعتراضات جماتے ہیں اور کچھ نہیں ملتا تو آپ کی بشریت ہی پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازار میں چلتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے غلط خیال میں یہ جما رکھا ہے کہ رسول چونکہ خدا کا نائب ہوتا ہے اس لئے خدا کی طرح اس کو بھی کھانے پینے سے پاک ہونا چاہئے حالانکہ یہ غلط ہے۔ رسول اللہ کا نائب ہوتا ہے مگر کاہے میں؟ صرف احکام الٰہی کے پہنچانے میں نہ کہ خدا کے ذاتی اوصاف میں جیسی یہ ان کی بے وقوفی ہے ایسی یہ بھی غلطی ہے کہ جو کہتے ہیں کیوں اس کے پاس کوئی ایسا فرشتہ نازل نہیں ہوا جو اس کے ساتھ ہو کر لوگوں کو ڈراتا پھرے کہ لوگو یہ رسول ہے اس کی سنو اگر یہ بھی نہیں ہوتا تو اسے کوئی خزانہ ہی ملا ہوتا یا اگر یہ بھی نہیں تو اس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا جس کے پھلوں سے یہ کھاتا یہ کیا ماجرا ہے کہ کہلائے تو اللہ کا رسول مگر فاقوں کا شمار نہیں گزارہ کی صورت نہیں۔

وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا
ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جو راہ سے ہٹا ہوا ہے دیکھ تو سہی تیرے حق میں کیسی یہ مثالیں

لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾
دیتے ہیں۔ پس یہ گمراہ ہوگئے اب ہدایت کی راہ نہ پائیں گے

ع ۱

چونکہ خدائی راز سے آشنا نہیں اس لئے جو کہتے ہیں اپنے اس غلط اصول پر کہتے ہیں جو ان کے دل و دماغ میں سما رہا ہے کہ خدا کا رسول خدا کی ذات اور صفات میں قائم مقام ہونا چاہیے مگر یہ نہیں جانتے کہ یہاں کا قانون ہی الگ ہے کہ

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کنند

یہ لوگ اصل اصول سے چونکہ بے خبر ہیں اس لئے جو جی میں آتا ہے بے ٹھکانہ کہتے جاتے ہیں ظالم خود غرض ضدی اور معاند تو اس قرآن کی تعلیم کو ایسی ایک اوپری اور ناقابل قبول جانتے ہیں۔ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے شخص کی پیروی کرتے ہو جسے گویا جادو کیا گیا ہے یعنی وہ ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے جیسی کوئی مجنون کرتا ہے دیکھو تو بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کوئی دانا اس بات کو پسند کرے گا اور اس کے قائل کو دانا اور ہوشیار کہے گا جو یہ کہتا ہے کہ لوگ مر کر پھر جئیں گے یہ نہیں کہ واقعی اس کو جادو ہے۔ اس کا کلام ایسا ہے کہ سننے والا یہی سمجھے کہ جادو سے اس کی عقل پر فتور آگیا ہے[1] اے نبی دیکھ تو تیرے حق میں کیسی بری بری مثالیں دیتے ہیں کہ کبھی تم کو مسحور کبھی ساحر کبھی مجنون اور کبھی شاعر کہتے ہیں پس یہ گمراہ ہوگئے ہیں اگر اپنی اسی ضد پر رہے تو اب یہ کسی طرح ہدایت کی راہ نہ پائیں گے۔ یہ جو کچھ بھی کہتے ہیں محض عناد سے کہتے ہیں

---

[1] اس میں دوسری آیت اور ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے آیت یہ ہے هل ندلكم على رجل ينبكم اذ مزقتم كل ممزق انكم لفى خلق جديد افترى على الله كذبا جنة‘ یعنی وہ کافر کہتے ہیں کہ آؤ لوگو تمہیں ایک ایسا شخص دکھائیں جو کہتا ہے کہ جب تم مر کر پارہ پارہ ہو جاؤ گے تو پھر اٹھو گے کیا یہ اللہ پر افترا کرتا ہے یا اس کو جنون ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار آنحضرت کی تعلیم کو جنون کہتے تھے جس کی نفی قرآن شریف میں کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ هذا ذكر من معى و ذكر من قبلى یعنے یہی تعلیم میرے ساتھ والوں کی اور مجھ سے پہلے لوگوں کو نصیحت ہے اور ایک مقام پر فرمایا فستبصر و يبصرون بايكم المفتون یعنی تم اور وہ دیکھ لوگے کہ کس کے دماغ میں فتور ہے۔ پس اس آیت کو اس حدیث سے تعارض نہیں جو بخاری کی روایت سے آئی ہے کہ آنحضرت کو ایک عورت نے جادو کر دیا تھا تو آپ پر اس کا اتنا اثر ہوا تھا کہ کسی کئے کام کو نہ کیا جانتے اور نہ کئے کو کیا سمجھتے۔ یہ حالت آپ کی بہت ہی تھوڑی دیر رہی یہاں تک کہ جبرائیل علیہ السلام کے بتانے سے آپ اس مقام پر پہنچے جہاں پر جادو کا سامان رکھا تھا۔ پھر آپ نے اسکو نکال کر پھینک دیا۔ بعض منکرین حدیث اس حدیث کو پیش کیا کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں آنحضرت ﷺ کو مسحور کہنے والوں کو ظالم کہہ کر آپ کے مسحور ہونے سے انکار کیا گیا ہے مگر حدیث میں آیا ہے کہ آپ مسحور ہوئے پس یہ حدیث غلط ہے اس کا جواب ہماری پہلی تقریر سے مل سکتا ہے کہ قرآن شریف میں جس مسحوریت کی نفی کی گئی ہے وہ تعلیم کی حیثیت سے تھی جو کفار آپ کی تعلیم کو کبھی سحر کبھی شعر کبھی ساحر کبھی مسحور کہتے تھے یہ ان کا دعوی نہ تھا کہ واقعی اس کو سحر ہے بلکہ اس کلام کو مجنونانہ کلام سے تشبیہ دیتے تھے جیسے اردو میں کہتے ہیں کیا پاگلوں کی سی باتیں کرتا ہے۔ تو اس کلام سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ واقعی وہ پاگل ہے بلکہ اس کلام کو غلط کہنا اصل مدعا ہوتا ہے۔ اسی طریق سے کافروں کا مطلب تھا جس کی نفی قرآن میں کئی ایک جگہ کی گئی ہے اور حدیث صحیح میں جو آیا ہے وہ واقعی سحر تھا جس کا اثر بھی بہت ہی محدود وقت تک رہا تھا۔ غرض جس مسحوریت کی نفی قرآن شریف میں کی گئی ہے وہ اور ہے جس کا ثبوت حدیث میں ہے وہ اور ہے پس تعارض نہیں۔ (منہ)

تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ بڑی برکت والا ہے اگر چاہے تو تیرے لئے اس سے بہتر کئی ایک باغ بنادے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں اور

الْاَنْهٰرُ ۙ وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۫ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ

تیرے لئے بڑے بڑے محل بنوا دے- بلکہ قیامت کی گھڑی کو جھوٹ جانتے ہیں اور قیامت کی گھڑی کو جھٹلانے والوں

كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا ﴿۱۱﴾ۚ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا

کے لئے ہم نے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے جب یہ اس کو دور سے دیکھیں گے تو اس کا جوش و خروش اور ہیبت ناک آواز

وَّ زَفِیْرًا ﴿۱۲﴾ وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ؕ لَا

سنیں گے اور جب جکڑے ہوئے اس میں کسی تنگ مکان کے اندر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے آج

تَدْعُوا الْیَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِیْرًا ﴿۱۴﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَیْرٌ اَمْ

تم ایک موت نہ پکارو بہت موتیں پکارو- تو کہہ کیا یہ بہتر ہے یا ہمیشہ کے باغ جو

جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِیْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ

متقیوں کو وعدہ کئے گئے ہیں جو ان کی جزا اور ٹھکانہ ہو گا جو چاہیں گے ان کو

فِیْهَا مَا یَشَآءُوْنَ خٰلِدِیْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿۱۶﴾ وَ یَوْمَ

وہاں ملے گا ہمیشہ رہیں گے یہ وعدہ تیرے پروردگار کے ذمہ مانگے جانے کے لائق ہے اور جس روز اللہ

یَحْشُرُهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِیْ

ان کو اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں جمع کر کے کہے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا

ورنہ یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے- اگر چاہے تو تیرے لئے اس باغ سے جس کی یہ لوگ درخواست کرتے ہیں بہتر کئی ایک باغ بنادے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور تیرے لئے بڑے بڑے محل بنوا دے جو بادشاہوں کے ہاں بھی نہ ہوں مگر انکو کیا معلوم کہ قدرت اور ہے حکمت اور ہے اس لئے گو خدا قادر ہے مگر اس کے ہاں قانون حکمت اور ہے اس لئے یہ لوگ اس قانون ہی کو نہیں بلکہ قیامت کی گھڑی کو جھوٹ جانتے ہیں اور قیامت کی گھڑی کو جھٹلانے والوں کے لئے ہم نے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے- جب یہ اس کو دور سے دیکھیں گے تو اس کا جوش و خروش اور ہیبت ناک آواز سنیں گے اور جب ہاتھ پیر جکڑے ہوئے اس میں کسی تنگ مکان کے اندر ڈالے جائیں گے تو وہاں موت کو پکاریں گے کہ ہائے موت کسی طرح آجائے تو ہم چھوٹ جائیں جواب ملے گا کہ آج تم ایک موت نہ مانگو ایک سے تو تمہاری جان کیا نکلے گی ایسی دکھی جانوں کے لئے بہت موتیں مانگو تاکہ بہت سی موتیں مل کر شاید تمہارا کام پورا کر سکیں یہ بات بھی تو ان کو ایک حسرت دلانے کے لئے ہو گی ورنہ وہاں نہ ایک موت آئے گی نہ متعدد موتیں مار سکے گی- اے نبی تو ان سے کہہ کیا یہ دوزخ کی مصیبت بہتر ہے یا ہمیشہ کے باغ جو متقیوں کو وعدہ دیئے گئے ہیں جو ان کی نیکیوں کی جزا اور آخری ٹھکانہ ہو گا- جو چاہیں گے ان کو وہاں ملے گا- ہمیشہ ان نعمتوں میں رہیں گے یہ وعدہ کچھ ایسا ویسا نہیں بلکہ تیرے پروردگار کے ذمہ مانگے جانے کے لائق ہے بندوں کو چاہیے کہ اپنی دعاؤں میں کہا کریں اے[1] خدا جو وعدہ تو نے اپنے رسول کی معرفت کیا ہے وہ ہم کو مرحمت فرما اور ایک بات سنو کہ جس روز خدا ان کو اور جن بندگان خدا کو

[1] یہ دعا چوتھے پارہ کے گیارھویں رکوع میں آئی ہے ربنا واتنا ما وعدتنا علی رسلك ولا تخزنا یوم القیمته انك لا تخلف المیعاد

هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ

یا یہ خود گمراہ ہوئے تھے وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمیں خود لائق نہیں کہ تیرے سوا

اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا

کسی کو اپنا کار ساز بنائیں لیکن تو نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو آسودہ کیا یہاں تک کہ ہدایت کی بات کو

الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًاۢ بُوْرًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ

بھول کر تباہ ہونے والی قوم بن گئے تو انہوں نے تو تمہاری ساری باتوں میں تکذیب کر دی اب تم عذاب کو ٹال

صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا

نہیں سکو گے اور نہ مدد کر سکو گے اور جو تم میں سے ظالم ہو گا ہم اس کو بڑا عذاب چکھائیں گے ہم نے تجھ سے پہلے

قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ

کتنے رسول بھیجے ہیں۔ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے

فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ

تھے اور ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے کے لیے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے کیا تم بھی صبر کرو گے اور تمہارا پروردگار سب

رَبُّكَ بَصِيْرًا ۝

کچھ دیکھتا ہے

اللہ کے سوا پوجتے ہیں جمع کر کے کہے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہوئے تھے وہ کہیں گے تو پاک ہے ہماری کیا مجال تھی کہ ہم تیرے بندوں سے اپنی عبادت کرا کر گمراہ کرتے جس حال میں کہ ہمیں خود لائق نہیں کہ تیرے سوا کسی کو اپنا کار ساز بنائیں لیکن انکی گمراہی کا باعث یہ ہے کہ تو نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو ان کی گردن کشی اور تکبر پر مواخذہ نہ کیا بلکہ آسودہ کیا یہاں تک کہ ہدایت کی بات بھول گئے۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ ہمارے یہ کام خدا کو یا تو پسندیدہ ہیں یا کم از کم موجب عتاب نہیں پس وہ اپنے افعال قبیحہ پر مصر رہے اور تباہ ہونے والی قوم بن گئے

اس گفتگو کے بعد ان مشرکوں کو کہا جائے گا کہ لو انہوں نے تو تمہاری ساری باتوں میں تکذیب کر دی اب تم اپنے سے عذاب کو نہیں ٹال سکو گے اور نہ اپنی مدد کر سکو گے اور سنو جو تم میں سے ظالم ہو گا ہم اس کو آخرت میں بڑا عذاب چکھائیں گے بھلا یہ ظلم نہیں تو کیا ہے کہ جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسول سچا ہوتا تو کھانا کیوں کھاتا پانی کیوں پیتا بازاروں میں کیوں چلتا ہے؟ حالانکہ ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول بھیجے ہیں سب کھانا کھاتے تھے اور حسب ضرورت بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ ہم نے قدرتی طور پر تم میں سے ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے یعنی قدرتی طور پر ایک دوسرے کے لئے باعث تکلیف ہوتا ہے مگر اللہ کے بندے صبر ہی کیا کرتے ہیں کیا تم بھی ان نیک لوگوں کی طرح صبر کرو گے؟ یا نہیں تم سے امید ہے کہ تم اپنے پروردگار پر پورا بھروسہ کرو گے کیونکہ اس کا تم سے وعدہ ہے اور تمہارا پروردگار سب کچھ دیکھتا ہے جو جس لائق ہوتا ہے اسے دیتا ہے مگر جو لوگ نادان ہوتے ہیں وہ خدائی راز کو نہیں پاسکتے اور معترض ہوتے ہیں

وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰی
اور جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نہیں آئے یا ہم بچشم خود اپنے پروردگار کو دیکھیں

رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا ۝ یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ
حقیقت میں یہ لوگ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھے بیٹھے ہیں اور بہت بڑھ گئے ہیں جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے

لَا بُشْرٰی یَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَیَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝ وَقَدِمْنَآ
تو اس روز ان لوگوں کے لیے مژدہ نہ ہو گا اور کہیں گے کہ دور دور دفع ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ

اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ
ہوں گے تو ان کو دھول کی طرح بیکار کر دیں گے۔ اصحٰب الجنت اس روز اچھے ٹھکانے

یَوْمَئِذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِیْلًا ۝ وَیَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ
والے اور عمدہ خواب گاہوں میں ہوں گے اور جس دن آسمان مع بادلوں کے پھٹ جائے گا اور

وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِیْلًا ۝ اَلْمُلْكُ یَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَكَانَ یَوْمًا
فرشتے اتارے جائیں گے اس روز اصلی حکومت خدائے مہربان کی ہو گی کافروں پر وہ دن

عَلَی الْكٰفِرِیْنَ عَسِیْرًا ۝
بڑا ہی سخت ہو گا

دیکھو تو جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے یعنی قیامت کے منکر ہیں رسول کے کافر ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ شخص محمد ﷺ جو کہتا ہے کہ مجھ پر فرشتے آتے ہیں۔ ہم پر فرشتے کیوں نہیں آئے۔ ہم تو تب مانیں گے کہ ہم پر بھی فرشتے آئیں یا ہم بچشم خود اپنے پروردگار کو دیکھیں۔ اس شخص میں کیا برتری اور فضیلت ہے کہ اس پر فرشتے آتے ہیں اور ہم نہیں دیکھتے۔ حقیقت میں یہ لوگ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھے بیٹھے ہیں اور حد مقررہ انسانیت سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں انہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ

کلاہ خسروی و تاج شاہی بہر کل کے رسد حاشا و کلا

یہ جانتے نہیں کہ فرشتوں کا نزول اور دکھائی دینا دو طرح سے ہوتا ہے یا تو بمرتبہ نبوت ہوتا ہے یا بمرتبہ ہلاکت جو بوقت موت نظر آتے ہیں۔ نبوت کا درجہ تو ان کو ملنے سے رہا۔ البتہ موت کا وقت باقی ہے۔ سو جس روز یعنی موت کے وقت یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس روز ان مجرموں کے لئے مژدہ نہ ہو گا بلکہ سخت روئیں گے اور کہیں گے کہ دور۔ دور۔ دفع۔ فرشتوں کی ڈراؤنی صورتیں دیکھ کر چاہیں گے کہ کسی طرح یہ بدوضع صورتیں ہمارے سامنے سے ہٹ جائیں۔ ادھر ان کی یہ حالت ہو گی ادھر ہم (خدا) ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہونگے تو ان کو دھول کی طرح بیکار کر دیں گے۔ کیونکہ اعمال کی قبولیت کے لئے کفر و شرک سے خالی ہونا بھی ضروری شرط ہے۔ اسی لئے تو جو لوگ ان دونوں عادات قبیحہ سے دور ہونگے وہی نجات کے حق دار ہونگے جن کا نام اصحاب الجنتہ ہے۔ بس اصحاب الجنت اس روز اچھے ٹھکانے والے اور عمدہ بستروں اور خوابگاہوں میں ہونگے۔ اور سنو جس دن آسمان مع بادلوں کے پھٹ جائے گا اور فرشتے ہر طرف سے دنیا کو تباہ کرنے کے لئے اتارے جائیں گے اس روز ظاہر باطن کی اصلی حکومت صرف خدائے مہربان کی ہو گی۔ مگر باوجود اس کے کہ خدا کی صفت رحمانیت کا ظہور ہو گا۔ تاہم کافروں پر وہ دن بڑا ہی سخت ہو گا کیونکہ دنیا میں ان کی شرارت حد سے متجاوز ہو چکی ہو گی

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ
اس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہے گا کاش کہ میں رسول کے ساتھ راستہ اختیار

سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِي عَنِ
کرتا ہائے میری کم بختی؟ میں فلاں کو دوست نہ بناتا اس نے مجھے ہدایت پہنچنے کے بعد ہدایت

الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَقَالَ
سے گمراہ کر دیا اور شیطان تو انسان کی خواری میں لگا ہی ہوا ہے۔ رسول کہیں گے

الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَكَذٰلِكَ
خداوندا میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا اسی طرح ہم نے ہر ایک

جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾
نبی کے دشمن مجرموں کو بنایا ہے اور تیرا پروردگار ہدایت کرنے اور مدد کرنے کو کافی ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ
اور جو لوگ کافر ہیں کہتے ہیں ایک ہی دفعہ تمام کا تمام قرآن کیوں اس پر نازل نہیں ہوتا اسی طرح

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾
اس کو متفرق نازل کرتے تاکہ تیرے دل کو ثابت رکھیں

اس روز ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور افسوس سے کہے گا کاش کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دین کا راستہ اختیار کر لیتا تو آج میری یہ بری گت نہ ہوتی۔ہائے میری کم بختی میں فلاں شریر کو دوست نہ بناتا۔اس نے مجھے ہدایت پہنچنے کے بعد ہدایت سے گمراہ کر دیا۔کمبخت نے مجھے قرآن کی ہدایات پر عمل نہ کرنے دیا اور شیطان تو انسان کی خواری میں لگا ہی ہوا ہے اس لئے اس نے اپنے دام افتادوں کے ذریعہ سے مجھے گمراہ کیا۔یہ تو ادھر چیختا ہو گا۔ادھر رسول اللہ ﷺ کہیں گے خداوند میری قوم نے جن میں تو نے مجھے بھیجا تھا اس قرآن کو غلط جان کر چھوڑ دیا تھا۔بتلاؤ ایسے وقت میں ان مجرموں کی کیسی گت ہو گی۔ایک تو رسول خدا کی نالش۔دوم خود مجرموں کا اعتراف۔سوم خدا تعالیٰ کا علیم کل ہونا۔یہ سب امور ایسے ہیں کہ ان مجرموں کی خیر نہ ہو گی اور دنیا میں جو یہ لوگ شرارت اور فساد کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اسی طرح ہم نے ہر ایک نبی کے دشمن مجرموں کو بنایا ہے۔جو عادتاً اور خصلتاً اس شرارت پر مجبور ہیں اور تیرا پروردگار خود اپنے بندوں کو ہدایت کرنے اور رد کرنے کو کافی ہے۔جس میں جتنی استعداد ہوتی ہے اتنا مستفیض ہوتا ہے۔مگر جو لوگ شرارت ہی میں روز و شب لگے رہتے ہیں وہ اور جو لوگ کافر ہیں خواہ مخواہ کے فضول اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ان نالائقوں کو دیکھو ان کے کیسے خیال ہیں۔کہتے ہیں کہ یہ نبی جو آیت اور سورت سورت سناتا ہے ایک ہی دفعہ تمام کا تمام قرآن کیوں اس پر نازل نہیں ہوتا۔دیکھو تو یہ کیسا سوال ہے اگرچہ ایسا سوال کرنا ان کا حق نہیں تاہم ہم جواب دیتے ہیں کہ بات اس طرح ہے کہ ہم اس قرآن کو متفرق متفرق نازل کرتے ہیں تاکہ تیرے دل کو ثابت رکھیں۔کیونکہ وحی الٰہی کا تحمل ایک دم مشکل ہے۔ظاہری استادوں کے شاگرد بھی ساری کتاب ایک دم میں نہیں پڑھ سکتے۔تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تو اتنے بڑے بوجھ کی برداشت ایک دم میں کر سکے اسی لئے ہم اس کو تھوڑا تھوڑا اتارتے ہیں اور آہستہ آہستہ پڑھاتے ہیں۔

وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ
اور جب کبھی وہ کوئی مثال تیرے پاس لائیں گے ہم اس کا درست جواب اور عمدہ بیان تجھے دیتے رہیں گے جو لوگ مونہوں پر جہنم کی طرف

عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ
گھسیٹے جائیں گے وہی سب سے برے مرتبہ اور سب سے زیادہ گمراہ ہوں گے اور ہم نے موسیٰ

آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ﴿٣٥﴾ فَقُلْنَا
کو کتاب دی اور اس کے بھائی ہارون کو اس کا وزیر بنایا پھر ہم نے کہا جاؤ

اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ﴿٣٦﴾ وَقَوْمَ
اس قوم کی طرف جنہوں نے ہمارے حکموں کو نہیں مانا پس ہم نے ان سب کو تباہ کر دیا اور نوح کی قوم

نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً وَأَعْتَدْنَا
نے بھی جب ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو بھی غرق کر دیا اور ہم نے ان کو تمام لوگوں کے لیے نشانی

لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ
بنایا اور ظالموں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے عادیوں ثمودیوں' خندق والوں اور ان کے درمیان بہت سی قوموں

ذَٰلِكَ كَثِيرًا ﴿٣٨﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿٣٩﴾
کو ہلاک کیا اور ہر ایک کے لیے مثالیں بتلائیں اور ہم نے سب کا ستیاناس کر دیا

اور یہ لوگ یاد رکھیں کہ جب کبھی وہ کوئی مثال ابطال نبوت کی تیرے پاس لائیں گے ہم اس کا درست جواب اور عمدہ اور واضح بیان تجھے دیتے رہیں گے کبھی یہ نہ ہو گا کہ ان کا کوئی معقول اعتراض لاجواب چھوڑا جائے- ان لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ کہو کچھ سمجھیں کچھ- ہر بات میں الٹے چلیں گے- اسی لئے تو قیامت کے روز بھی ان کو الٹا ہی چلایا جائے گا- یعنی منہ کے بل سر نیچے کو اور پاؤں اوپر کو- پس یاد رکھیں کہ جو لوگ مونہوں پر جہنم کی طرف گھسیٹے جائیں گے وہی سب سے برے مرتبہ والے اور سب سے زیادہ گمراہ ہونگے- اس لیے اپنے کئے کی سزا پائیں گے- اور ان کی جہالت سنو کہتے ہیں کہ یہ رسول کیسے آ گیا- اس سے پہلے تو ہم نے کبھی کوئی رسول نہ دیکھا نہ سنا- حالانکہ ہم (خدا) نے تجھ سے پہلے حضرت موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بھائی ہارون علیہم السلام کو اس کا وزیر اور مددگار بنایا- پھر ہم نے دونوں کو کہا جاؤ اس قوم کی طرف جنہوں نے ہمارے حکموں کو نہیں مانا یعنی فرعون اور اس کی قوم کی طرف چنانچہ وہ گئے- جن کا مختصر قصہ یہ ہے کہ وہ آخر تک تکذیب ہی پر اڑے رہے- پس ہم نے ان سب کو تباہ کر دیا- اور سنو نوح کی قوم نے بھی جب ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو بھی پانی میں غرق کر دیا اور ہم نے ان کے ساتھ ایسی کی کہ ان کو تمام لوگوں کے لئے نشانی بنایا- اور ظالموں کے لئے ہم نے بڑا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے- ان کے سوا عادیوں- ثمودیوں- خندق والوں (کو جو ایمان والوں کو آگ کی خندق میں گرا دیتے تھے) اور ان کے درمیان بہت سی قوموں کو ہلاک کیا اور ہر ایک کے لئے مثالیں بتلائیں- اور طرح طرح سے سمجھایا- مگر وہ کسی طرح نہ مانے- آخر کار ہمارا غضب بھڑکا اور ہم نے سب کا ستیاناس کر دیا-

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِىْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ

اور اس بستی پر بھی آتے جاتے ہیں جن پر بڑی بارش ہوئی تھی پھر کیا یہ اس کو دیکھتے نہیں؟

بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا

بلکہ دوبارہ جی اٹھنے کاان کو خیال ہی نہیں۔ اور جب تجھے دیکھتے ہیں تو تجھ سے مخول کرتے ہیں۔ کیا یہی وہ

الَّذِىْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا

شخص ہے جس کو اللہ نے رسول کر کے بھیجا ہے۔ اس نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے پھرا ہی دیا تھا اگر ہم ان پر ثابت

عَلَيْهَا ؕ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾

قدم نہ رہتے۔ جب عذاب دیکھیں گے تو جان جائیں گے کہ کون سب سے زیادہ گمراہ تھا۔ کیا

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ

تو نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جنہوں نے اپنا معبود اپنی خواہش کو بنا رکھا ہو تو کیا ایسے لوگوں کا تو ذمہ دار ہوگا۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ

اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ

ان میں سے بہت سے لوگ سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں۔ یہ تو بس چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے

اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾

بھی گمراہ تر۔

اس واقعہ کو تو یہ بھی جانتے ہیں اور اس بستی پر بھی آتے جاتے ہیں۔ جن پر پتھروں کی بڑی بارش ہوئی تھی۔ پھر کیا یہ اس کو دیکھتے نہیں کہ کیسا ان کا کھلیان ہوا اور کیسے وہ تباہ ہوئے۔ مگر ان کی یہ حالت اس لئے ہے کہ یہ لوگ دنیا میں سرشار ہیں بلکہ دوبارہ جی اٹھنے کا ان کو خیال ہی نہیں۔ اور ان کی بے وقوفی سنو اے نبی جب تجھے دیکھتے ہیں تو یہ نہیں کہ ہدایت حاصل کریں بلکہ تجھ سے ٹھٹھا مخول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہی وہ شخص ہے جس کو اللہ نے رسول کر کے بھیجا ہے۔ توبہ توبہ یہ تو ایسا شخص ہے کہ اس نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے پھرا ہی دیا تھا۔ اگر ہم اپنی ہٹ دھرمی سے ان پر ثابت قدم نہ رہتے تو خدا جانے یہ کیا کر گزرتا۔ بھئی ایسے کو تو دور ہی سے سلام۔ خیر جانے دو جو چاہیں کہتے پھریں۔ آخر کار جب عذاب دیکھیں گے تو جان جائیں گے کہ کون سب سے زیادہ گمراہ تھا۔ اصل میں نہ کسی دین کے ہیں نہ کسی مذہب کے بلکہ اپنی ہوس کے بندے ہیں۔ کیا تو نے ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جنہوں نے اپنا معبود اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہو۔ جو جی میں آیا کر لیا۔ خواہ شریعت اور عقل اجازت دے یا نہ دے۔ محض اپنی مرضی کے بندے ہیں۔ نہ کسی نبی کے نہ کسی ولی کے تابع اے نبی تو نے ایسے لوگ اگر نہ دیکھے ہوں تو ان کو دیکھ لے۔ تو کیا ایسے لوگوں کا تو ذمہ دار ہوگا۔ ہرگز نہیں تجھے ان سے کیا مطلب جو چاہیں کریں۔ اپنا سر کھائیں جھک ماریں۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ تیری باتوں کو سنتے ہیں یا سمجھتے ہیں۔ توبہ توبہ ان کو سمجھنے سے کیا مطلب یہ تو بس چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے اور گمراہ تر۔ وہ تو اپنے مالک کے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ مگر یہ ایسے نمک حرام ہیں کہ خدا کی نعمتوں کو کھائیں پئیں۔ لیکن بے فرمانی بھی کئے جائیں۔ پس ان سے تو سب کو ناامیدی ہے ان کا تو ذکر نہ کر۔ ہاں ایک کرشمہ قدرت تجھے بتلاتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّكَ كَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَلَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرا پرودگار سایہ کو کیسے دراز کرتا ہے اور اگر خدا چاہے تو ہمیشہ اس کو ٹھہرا رکھتا- ہم نے سورج کو اس پر

الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَیْنَا قَبْضًا یَّسِیْرًا ﴿۴۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ

راہنما بنایا ہے- پھر ہم آہستہ آہستہ اس کو کھینچے جاتے ہیں- اور خدا وہ ذات ہے جس نے

لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ

تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو تمہارے لئے آرام اور دن کو چلنے پھرنے کے لیے بنایا- اور وہی ذات ہے جو اپنی رحمت سے

الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾

پہلے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے- اور ہم اوپر کی طرف سے پاک پانی اتارتے ہیں- تاکہ

لِّنُحْیِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ كَثِیْرًا ﴿۴۹﴾ وَ

اس کے ساتھ خشک زمین کو تروتازہ کریں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں سے چارپاؤں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں- اور

لَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰٓی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾

ہم نے تو یہ ان لوگوں میں مختلف پیراؤں میں بیان کیا ہے تاکہ نصیحت پاویں پھر بھی بہت سے لوگوں نے بجز ناشکری کے کچھ اختیار نہ کیا

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرا پروردگار شب وقت سایہ کو کیسے دراز کرتا ہے- تمام سیاہی سیاہی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ حکماء نے تحقیق کیا ہے شب کے وقت زمین کا سایہ زہرہ سیارہ تک پہنچتا ہے- اور اس کی شکل مخروطی مثل گاجر کے ہوتی ہے- اور اگر خدا چاہتا تو ہمیشہ اس کو ٹھہرا رکھتا ہے- جس کا نتیجہ یہ ہو تاکہ روشنی دنیا سے بالکل مفقود ہو جاتی- مگر ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا حسب مقتضاء حکمت کیا- اور ہم نے سورج کو اس پر راہ نما بنایا ہے- یعنی سورج سے سایہ کی پیمائش ہو سکتی ہے کہ کتنا ہے- پھر ہم (خدا) اس کو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچے جاتے ہیں یعنی سورج سے رات کا سایہ معدوم ہوتا جاتا ہے- کیا یہ قدرت کا انتظام قابل غور نہیں ہے- اور سنو خدا وہ ذات بابرکات ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پردہ لباس اور نیند کو تمہارے لئے آرام اور دن کو چلنے پھرنے اور کام کاج کے لئے بنایا- تاکہ تم اس کی روشنی میں چلو پھرو- اور سنو وہی ذات بابرکات ہے جو اپنی رحمت سے یعنی بارش سے پہلے پہلے خوش خبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے جن سے تم سمجھ جاتے ہو کہ باران رحمت ہو گا اور ہم (خدا) اوپر کی طرف سے پاک پانی اتارتے ہیں تاکہ اس کے ساتھ مردہ یعنی خشک زمین کو تروتازہ کریں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں چارپایوں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں- غرض یہ کہ تمام انتظام کائنات اسی سے ہے اسی لئے ہے جو شیخ سعدی مرحوم نے دو باتوں میں دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے

ابرو بادومہ وخورشید و فلک درکارند — تاتونانے بکف آری و بغفلت نخوری

ایں ہمہ از بہر تو سرگشتہ وفرمانبردار — شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

ہم نے تو یہ مضمون ان لوگوں کو مختلف پیراؤں میں بیان کیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت پائیں- مگر پھر بھی بہت سے لوگوں نے بجز ناشکری اور کفران کے کچھ اختیار نہ کیا- ایسی گمراہی سے ہٹانے کے لئے ہم نے تجھ کو رسول کر کے بھیجا ہے- اب یہ اسی پر معترض ہیں کہ فلاں بستی سے فلاں شخص رسول کیوں نہ ہوا- بھلا یہ بھی کوئی سوال ہے

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۞ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ

اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ڈرانے والا بھیجتے- پس تو ان کافروں کی تابعداری مت کیجو اور اس قرآن کے مطابق ان

بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۞ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ

سے بڑے زور کا جہاد کیا کر- وہ مالک وہ ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملا دیا ایک میٹھا مزیدار ہے اور ایک کڑوا

هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۞ وَهُوَ الَّذِيْ

کھاری ہے- اور ان دونوں کے بیچ میں ایک پردہ اور مضبوط آڑ بنا دی ہے- اور وہ ذات وہ ہے

خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۞ وَ

جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا پھر اس کے لیے رشتہ ولادت اور رشتہ دامادی بنایا- اور پروردگار تمہارا ہر کام پر قادر ہے- اور

يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ

اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع دیں اور نہ ضرر-

اور اگر ہم (خدا) چاہتے تو ہر بستی میں عذاب سے ڈرانے والا نبی بھیجتے جو خدا کے احکام بندوں کو سناتا- مگر تیری موجودگی میں اے نبی حاجت نہیں- تیری ہی روشنی سب اطراف میں پہنچ جائے گی- پس تو مستقبل مزاج رہ- اور ان کافروں سرکشوں کی کسی ناجائز کام میں تابعداری مت کیجو- بلکہ خوب مضبوطی سے ڈٹا رہ اور اس قرآن کے حکموں کے مطابق ان سے بڑے زور کا جہاد کیا کر- تقریر کے وقت تقریر سے- تحریر کے وقت تحریر سے- تلوار کے وقت تلوار سے- غرض جیسا موقع ہو ویسا برتاؤ کر نہ پیچھے ہٹو نہ ہٹنے کا خیال دل میں لاؤ- تم جانتے نہیں کہ کس مالک الملک نے تم کو یہ حکم دیا ہے- سنو وہ مالک الملک وہ ہے جس نے دو دریاؤں کو آپس میں ملا دیا- تہہ زمین میں دونوں قسم کے پانی موجود ہیں ایک میٹھا مزے دار ہے اور ایک کڑوا کھاری ہے- اور دونوں کے بیچ میں ایک پردہ اور مضبوط آڑ بنادی ہے- مجال نہیں کہ کوئی ان میں سے دوسرے پر غلبہ پا سکے- اسی طرح جب تم بوقت ضرورت جہاد کرو گے تو کفار دب جائیں گے- گو وہ اپنے کفر پر جمے رہیں- مگر اہل اسلام کے ساتھ شرارت سے پیش نہ آئیں گے- بلکہ شیر بکری کی طرح ایک گھاٹ پانی پئیں گے- اور سنو وہ ذات پاک جس نے تم کو یہ حکم دیا ہے وہ ہے جس نے پانی سے آدمی کو اول پیدا کیا- پھر اس کے لئے رشتہ ولادت اور رشتہ دامادی بنایا- یعنی آدم کے بعد بنی آدم میں یہ سلسلہ قائم کیا کہ کوئی کسی کا بیٹا ہے تو کوئی کسی کا باپ علیٰ ہذا القیاس کوئی کسی کا سسر ہے تو کوئی کسی کا داماد- اس طرح ان کے تعلقات بعیدہ کو قریب کیا جاتا ہے- کیونکہ انسان ان باتوں کا محتاج ہے- اور پروردگار تمہارا ہر کام پر قادر ہے- پھر یہ کیونکہ ممکن تھا کہ بندوں کو ایک بات کی حاجت ہو- اور خدا اس کے پورا کرنے پر قادر ہے تو ان کی حاجت بر آری نہ کرے- مگر ان مشرکوں کی حاجت بھی بالکل اس مثال کے مشابہ ہے جو کہی گئی ہے

کر مہائے تو مارا کرد گستاخ

جیسی جیسی خدا کی مہربانیاں ہوتی ہیں- ویسی ویسی ان کی سرکشی حد سے بڑھتی جاتی ہے- خدا کے احسانوں اور نعمتوں کی بے قدری کرتے ہیں- اور اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع دیں نہ ضرر- یہی وہ دو وصف معبود میں ہونے ضروری ہیں کہ اس کی عبادت کرنے سے فائدہ ہو اور نہ کرنے سے ضرر- سو جب ان کے معبودوں میں دونوں نہیں تو پھر ان کی عبادت کیسی اور وہ معبود کیسے- اسی لئے تو ان کا یہ فعل عند اللہ قبیح ہے-

وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

اور کافر اپنے پروردگار کی طرف پیٹھ دیے ہوئے ہیں- ہم نے تجھ کو محض خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے

قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

تو کہہ کہ میں تم سے اس کام پر کوئی اجرت نہیں مانگتا ہاں یہ کہ جو کوئی چاہے اپنے پروردگار کی راہ اختیار کر لے

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ

اور اسی دائمی زندہ پر بھروسہ کیجو جو کبھی نہ مرے گا اور اسی کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھتا رہیو اور وہ اپنے بندوں کے

خَبِيْرًا ۚۛ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ

گناہوں سے پورا خبردار ہے- وہ وہی تو ہے جس نے آسمان اورزمین اور ان دونوں کی درمیانی چیزیں چھ دنوں میں پیدا کیں- پھر

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

تخت پر بیٹھا- وہ نہایت ہی رحم کرنے والا ہے پس تو اس سے سوال کیا کر جو خبردار ہے- اور جب ان سے کہا جاتا ہے-

اور سچ پوچھو تو کافر اپنے پروردگار کی طرف گویا پیٹھ دیے ہوئے ہیں یعنی اس کی تعظیم جیسی چاہئے تھی- نہیں کرتے- بلکہ اس مالک الملک کو بھی دنیاوی بادشاہوں کی مثل سمجھ رکھا ہے کہ جس طرح دنیا کے بادشاہوں کے ایلچی اور نائب سلطنت کچھ نہ کچھ اختیارات رکھا کرتے ہیں جن اختیارات سے وہ کچھ نہ کچھ نفع یا ضرر رعایا کو پہنچا سکتے ہیں- اسی طرح خدا کے رسولوں اور نائبوں میں یہ بھی وصف ہوتا ہوگا- حالانکہ یہ مثال غلط ہے اور نامطابق ہے- کیونکہ ہم (خدا) نے تجھ کو یا تجھ سے پہلے جس رسول کو بھیجا ہے محض خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے- نہ یہ کہ انتظامی امور میں کچھ دخل دے کر دنیا کا نائب السلطنت بنایا ہے- نائب تو بیشک ہیں مگر کاہے میں؟ صرف نیک کاموں پر خوشخبری اور برے کاموں پر ڈر سنانے میں- پس تو ان سے کہہ کہ میں تم سے اس تبلیغ کے کام پر کوئی اجرت نہیں مانگتا- ہاں یہ میری مزدوری ہے کہ جو کوئی چاہے اپنے پرودگار کی راہ اختیار کرے اور بس- گویا کسی شاعر کا شعر میرے ہی حق میں زیبا ہے کہ

سرمہ مفت نذر ہوں مری قیمت یہ ہے کہ رہے چشم خریدار پہ احسان میرا

یہ ان کو سنا اور اگر کوئی تکلیف پہنچے تو تمام مخلوق کو ممکنات مالک الذات سمجھ کر اسی دائمی زندہ خدا پر بھروسہ کیجیو جو کبھی نہ مرے گا- اور اسی کی تعریف کے ساتھ تسبیح و تہلیل پڑھتا رہیو- یعنی جب کوئی تکلیف کا وقت آئے تو خدائے حی القیوم کو پاکی کے ساتھ یاد کیا کر- اور یاد رکھ کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے پورا خبردار ہے کیونکہ وہ وہی تو ہے جس نے آسمان اور زمین اور ان دونوں کی درمیانی چیزیں چھ دنوں میں پیدا کیں- پھر تخت پر بیٹھا یعنی زمام سلطنت اس نے اپنے ہاتھوں میں رکھی- باوجود اس وسعت سلطنت کے وہ ظلم زیادتی کا روادار نہیں بلکہ نہایت ہی رحم کرنے والا مہربان ہے- پس تو اسی سے اپنے جمیع مطالب کا سوال کیا کر جو سب کے حال سے خبردار ہے- مگر ان بدکرداروں اور متکبروں سے الگ رہنا جن کے تکبر کی یہ کیفیت ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے- کہ

اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ
رحمان کی اطاعت کرو- کہتے ہیں رحمان کون ہے؟ کیا ہم اس کو سجدہ کریں جس کا تو حکم دیتا ہے؟ اور ان کو نفرت

نُفُوْرًا ۩ تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاۗءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّ
زیادہ بڑھتی ہے- وہ برکت والی ذات ہے جس نے آسمانوں میں سیاروں کی منزلیں بنائیں اور ان میں ایک سورج اور چمکتا

قَمَرًا مُّنِيْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ
ہوا چاند بنایا- اور رحمان وہ ذات ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے والا بنایا- یہ ان

اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَي الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ
لوگوں کے لیے ہے جو نصیحت حاصل کریں یا شکر کرنا چاہیں- اور رحمن کے نیک بندے وہ لوگ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں اور جاہل

اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝
لوگ جب ان کا سامنا کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں- اور وہ ہیں جو رات اپنے پروردگار کے سامنے سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں

خدائے رحمان کی' جو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے' اطاعت کرو اور اس کی نامرضی سے بچو تو کم بخت ایسے صاف اور سیدھے حکم کا جواب کیسا ٹیڑھا دیتے ہیں کہتے ہیں رحمان کون ہے؟ کیا ہم اس کی اطاعت کریں اور اس کی بندگی کریں جس کا تو حکم دیتا ہے؟ تیرے کہنے سے تو ہم کبھی نہ کریں گے- چاہے تو جو کچھ بھی کہے گا ہم اس کا الٹ ہی کریں گے- گویا ان کا اصول ہے

جو نکلے جہاز ان کا بچ کر بھنور سے تو تم ڈالو ناؤ اندر بھنور کے

بھلا ایسی بے عقلی پر جو کچھ یہ کریں کیا کم ہے- اسی لئے تو یہ اتنا اتراتے ہیں اور ان کی نفرت زیادہ بڑھتی ہے- حالانکہ رحمان کو خوب جانتے ہیں کہ وہ تمام دنیا پر رحم کرنے والا ہے- اگر کسی ایسے ہی کم عقل کو معلوم نہ ہو تو وہ سن رکھے کہ وہ رحمان بڑی برکت والی ذات بابرکت ہے- جس نے آسمانوں کو بنایا اور آسمانوں میں سیاروں کی منزلیں بنائیں جن میں بارہ مہینوں کے حساب سے وہ چلتے ہیں- اور ان آسمانوں میں ایک روشن چراغ سورج اور چمکتا ہوا دیا یعنی چاند بنایا- سچ پوچھو تو تمام دنیا کے ضروری سامان انہی دو سیاریوں سے مہیا ہوتے ہیں- اور سنو رحمان وہ ذات بابرکات ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے آگے پیچھے آنے والا بنایا- گو یہ نعمتیں تو سب لوگوں کے لئے ہیں- مگر یہ ذکر اور بیان خاص کر ان لوگوں کے لئے ہے جو قدرتی نظام پر توجہ کر کے نصیحت حاصل کریں یا خدا کی مہربانیوں کو دیکھ کر اس کا شکر کرنا چاہیں- یہ تو ہوا رحمان کی صفات کا بیان- اب رحمان کے بندوں اور ان کے اعمال کا بیان (تاکہ تم ان کی چال چلو) غور سے سنو اللہ رحمان کے نیک بندے اور سچے تابعدار وہ لوگ ہیں جو زمین پر فروتنی سے چلتے ہیں- غرور اور تکبر کا تو نام بھی نہیں جانتے- ان کے ہر ایک کام میں حلم اور بردباری ہوتی ہے- اور ہر ایک کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں اور جاہل لوگ جب ان کا سامنا کرتے ہیں تو وہ رحمٰن کے بندے بجائے ان سے مقابلہ کرنے کے سلام کہتے ہیں اور راستہ سے گزر جاتے ہیں- اسی لئے تو شیخ سعدی مرحوم نے یہ لکھا ہے

زجاہل گریزندہ چوں تیر باش نیامیختہ چوں شکر شیر باش

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو رات کو اپنے پروردگار کے سامنے سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں- شب کو مناسب[1] وقت تک آرام کر کے باقی وقت عبادت میں لگاتے ہیں

---

[1] قليلا من اليل مايهجعون کی طرف اشارہ ہے-(منہ)

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
اور وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کا عذاب ہٹا رکھیو- اس کا عذاب بڑا بھاری مصیبت ہے- وہ تو

غَرَامًا ﴿٦٥﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿٦٦﴾ وَالَّذِيْنَ إِذَا أَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا
بہت ہی برا ٹھکانہ اور بہت ہی برا مقام ہے- اور وہ لوگ ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی میں

وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿٦٧﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا
اڑاتے ہیں اور نہ بخل کرتے ہیں ان کی روش اس کے درمیان ہوتی ہے- اور وہ لوگ ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں

اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ
پکارتے اور جس جان کے مارنے سے خدا نے منع کیا ہے اس کو ناحق نہیں مارتے اور نہ زنا کرتے ہیں- اور جو کوئی یہ کام

ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾
کرے گا وہ اپنے گناہ کی سزا بھگتے گا- قیامت کے روز اس کو دہرا عذاب ہو گا اور وہ اس میں ہمیشہ کے لیے ذلیل و خوار ہو گا-

إِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
لیکن جن لوگوں نے توبہ کر کے نیک عمل کیے ہوں گے خدائے تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر

حَسَنٰتٍ ۭ
دے گا

اور وہ لوگ رحمان کے بندے ہیں جو دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کا عذاب ہٹا رکھیو کیونکہ اس کا عذاب بڑی بھاری مصیبت ہے خدا کی پناہ وہ تو بہت ہی برا ٹھکانہ اور بہت ہی برا مقام ہے خداوند ہم کو اس سے بچائیو اس وصف کے علاوہ اور اوصاف بھی ان میں ہوتے ہیں یعنی وہ لوگ خدا کے بندے ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی میں اڑاتے ہیں نہ بخل کرتے ہیں یعنی نہ تو ان کا یہ وطیرہ ہوتا ہے کہ

گر مرد ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو!

اور نہ وہ پیسہ کے ایسے مرید ہوتے ہیں

گر جان طلبی مضائقہ نیست گر زر طلبی سخن درین ست

بلکہ ان کی روش اس کے درمیان مضبوط ہوتی ہے اور رحمٰن کے بندے وہ لوگ ہیں یعنی ان میں یہ وصف بھی ہوتا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی معبود کو نہیں پکارتے بس یہی ان میں اعلیٰ درجہ کا وصف ہے اسی پر ان کی نجات کا مدار کار ہے ان کا مذہب کیا ہے؟ جس کا خلاصہ پند نامہ میں لکھا ہے

دربلا یاری مخواہ از ہیچ کس زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

اور جس جان کے مارنے سے خدا نے منع کیا ہے اس کو ناحق وہ قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ کام برے ہیں اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ اپنے گناہ کی سزا بھگتے گا قیامت کے روز بسبب شرک کفر کے ہر ایک گناہ پر مومن گناہگاروں کی نسبت سے اس کو دہرا عذاب ہو گا اور وہ اس میں ہمیشہ کے لئے ذلیل خوار رہے گا- لیکن جن لوگوں نے ایسے گناہوں سے توبہ کر کے نیک عمل کیے ہوں گے خدائے تعالیٰ ان برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دے گا کیونکہ خدا کو بندوں کی توبہ بہت اچھی معلوم ہوتی ہے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى

اورخدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے- جو کوئی توبہ کر کے نیک عمل کرتے ہیں وہی اللہ کی طرف

اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝

جھکتے ہیں- اور وہ لوگ ہیں جو بے ہودہ امور پر حاضر نہیں ہوتے اور جب کسی بے ہودگی کے پاس سے ان کا گذر ہوتا ہے تو اعزازو کرام سے

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَ

گزر جاتے ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو پروردگار کے احکام سے ہدایت کی جائے تو بہرے اور اندھے ہو کر ان پر نہیں گرتے- اور وہ لوگ

الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا

ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر اور ہم کو متقیوں کا

لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا

امام بنا- ان ہی لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے بالا خانے ملیں گے اور وہاں دعا اور سلام کے

تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝

ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا-

اور خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے وہ کیوں نہ اپنے بندوں کے گناہ معاف کرے جبکہ دنیا میں کمینہ سے کمینہ اور رذیل سے رذیل لوگ بھی اپنے نوکروں اور ماتحتوں کو توبہ کرنے پر معاف کر دیتے ہیں خدا تو چشمہ رحمت ہے مگر ہاں یہ ضروری ہے کہ توبہ صرف زبان سے نہ ہو بلکہ توبہ کے بعد اعمال صالح بھی ہوں اس لیے کہ یہ قاعدہ کلیہ ہے جو کوئی توبہ کر کے نیک عمل کرتے ہیں حقیقت میں وہی اللہ کی طرف جھکتے ہیں ایسے لوگوں ہی کے لیے یہ حکم ہے التائب من الذنب کمن لاذنب لہ یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والے ایسے ہیں گویا انہوں نے گناہ کیے ہی نہیں- نہ کہ وہ جن کا یہ قول ہو کہ

شب کو مئے خوب سی پی صبح کو توبہ کرلی رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

ایسے لوگوں ہی کے حق میں ہے

ترا توبہ زیں توبہ اولے ترست

اور سنو رحمان کے بندے وہ لوگ ہیں جو فضول بات اور بیہودہ امور پر حاضر نہیں ہوتے اور جب کسی بیہودگی کے پاس سے ان کا گزر ہوتا ہے تو باعزاز و اکرام طرح دے کر گزر جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایسی فضولیوں کا دیکھنا بھی برا ہے اور شریک ہونا تو اس سے برا اور رحمان کے نیک بندے وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو پروردگار کے احکام سے ہدایت کی جائے تو بہرے اور اندھے ہو کر ان پر نہیں گرتے یعنی اس طرح سے نہیں سنتے کہ گو سنا ہی نہیں بلکہ اس طرح سے سنتے ہیں کہ ان پر عمل بھی کریں اور اللہ کے نیک بندے وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمارے حال پر بھی رحم فرما مگر ہماری درخواست یہ بھی ہے کہ ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر یعنی وہ ایسے نیک بختی کے کام کریں کہ ہمیں راحت جان ہو اور ہم سب گھرانے والوں کو نیک بختی میں ایسا درجہ مرحمت فرما کہ ہم کو متقیوں کا امام بنا یعنی اعلیٰ درجہ کا تقویٰ ہم کو نصیب ہو- پس یہ جملہ اوصاف جن لوگوں میں ہوں گے وہی اللہ کے نیک بندے ہیں ان ہی لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے بہشتوں میں بالا خانے ملیں گے اور وہاں دعا اور سلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا-

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا

ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے' جو بہت ہی اچھا ٹھکانا اور بہت ہی موزوں جگہ ہے۔ تو کہہ دے کہ اگر تم خدا کی عبادت نہ کرو تو خدا کو بھی

دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

تمہاری پرواہ نہیں سو تم نے جھٹلایا ہے پس وہ تم کو چمٹ جائے گا۔

سورت الشعراء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا

میں ہوں بڑی وسعت والا- پاکی والا- سلامتی والا- یہ احکام روشن کتاب کے ہیں- شاید تو اس غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے

يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ

خودکشی کر لے گا- اگر ہم چاہیں تو آسمان سے کوئی ایسا نشان ان پر اتاریں کہ ان کی گردنیں اس کے

اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۴﴾

سامنے جھک جائیں-

ان بہشتوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے جو بہت ہی اچھا ٹھکانہ اور بہت ہی موزوں جگہ ہے لیکن یہ سب انہی لوگوں کے لئے ہے جو خدائے واحد کی عبادت کرتے ہیں- اسی سے حاجات چاہتے ہیں کیونکہ وہ مالک ہے اور وہ بندے ہیں- بندے اپنے مالک کے ہو کر رہیں گے تو عزت پائیں گے نہیں تو ذلیل ہوں گے اسی لیے کسی اہل دل نے کہا ہے

اپنے بندوں سے جو چاہو سو بیداد کرو پر کہیں دل میں نہ آجائے کہ آزاد کرو

چونکہ اصل عزت بندوں کی یہی ہے کہ خدا کے ہو کر رہیں اس لیے اے نبی تو ان سے کہہ دے کہ اگر تم خدا کی عبادت نہ کرو تو خدا کو بھی تمہاری پرواہ نہیں اور نہ تمہاری کچھ عزت اس کے ہاں ہو گی- پس خدا کے ہاں عزت چاہتے ہو تو اس کے ہو کر رہو نہیں تو یاد رکھو۔

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت! بہرور کہ شد ہیچ عزت نیافت

سو تم نے بجائے ماننے کے اس کے حکموں کو جھٹلایا ہے پس وہ یعنی اس کا عذاب تم کو چمٹ جائے گا- ذرا ہوش سے رہنا اعاذنا اللہ منہ

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

سورت الشعراء

میں ہوں بڑی وسعت والا- پاکی والا- سلامتی والا- یہ احکام روشن کتاب کے ہیں پس تو ان کی تعمیل میں سرگرم رہ اور جو نہ مانے اس کی طرف التفات نہ کر شاید تو اس غم میں کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے خودکشی کر لے گا تجھے ان کی ایسی کیا پڑی ہے ان کو سپرد بخدا کر- اور یہ جان رکھ کر اگر ہم چاہیں تو آسمان سے کوئی ایسا نشان ان پر اتاریں کہ ان کی گردنیں ان کے سامنے جھک جائیں ایسی کوئی آفت بھیج دیں کہ کوئی بات نہ بن پڑے-

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ۝
اور جو کوئی نئی نصیحت اللہ مہربانی طرف سے ان کو پہنچتی ہے اس سے روگردانی کر جاتے ہیں۔

فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى
سو انھوں نے جھٹلایا ہے پس جن باتوں پر ہنسی کرتے ہیں ان کی خبریں ان کے پاس آ جاویں گی۔ کیا انھوں نے زمین کی طرف

الْأَرْضِ كَمْ أَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ
کبھی نظر نہیں کی کہ کیا عمدہ عمدہ اقسام کی چیزیں ہم نے اس میں پیدا کی ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں ایک دلیل ہے لیکن ان میں کے

أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ
بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور تیرا پروردگار بڑا غالب اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور جب تیرے پروردگار نے

مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ۝ قَالَ
موسیٰ کو پکار کر کہا کہ ظالم قوم کے پاس جا۔ کیا وہ ڈرتے نہیں۔ موسیٰ نے کہا

رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ۝ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي
میرے پروردگار مجھے خوف ہے کہ وہ میری تکذیب کریں گے۔ اور میرا سینہ بھچتا ہے اور میری زبان رکتی ہے

فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ۝ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ۝ قَالَ كَلَّا ۖ
پس تو ہارون کو رسول بنا۔ اور ان کا میرے ذمہ ایک گناہ ہے۔ لہذا مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں خدا نے فرمایا ہرگز

اور اب تو ان کی یہ حالت ہے کہ جو کوئی نئی نصیحت اللہ مہربان کی طرف سے بذریعہ قرآن ان کو پہنچتی ہے اس سے روگردانی کر جاتے ہیں سو اب تو انہوں نے صاف صاف جھٹلایا ہے پس جن باتوں پر یہ ہنسی کرتے ہیں ان کی صحیح صحیح خبریں ان کے پاس آجائیں گی اس وقت جانیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ یہ جو خدا کے آثار قدرت سے انکار کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے زمین کی طرف کبھی نظر نہیں کی کہ کیا کیا عمدہ اقسام کی چیزیں ہم نے اس میں پیدا کی ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں خدا کی قدرت کی ایک بڑی دلیل ہے لیکن ان میں کے بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے محض ضد پر اڑے بیٹھے ہیں اور تیرا پروردگار چونکہ بڑا غالب اور بڑا رحم کرنے والا ہے اس لیے وہ جلدی نہیں پکڑتا یہ تو ابھی "کے آمدی وکے پیر شدی" ہیں کیا ان سے پہلے بڑے بڑے بادشاہ جو ہزاروں لاکھوں آدمیوں پر حکومت رکھتے تھے جب ان کی شرارت حد کو پہنچ گئی تو آخر خدائی قہر نے ان کو بھی نہ چھوڑا کیا تجھے حضرت موسیٰؑ اور فرعون کا قصہ معلوم نہیں جب تیرے پروردگار نے موسیٰؑ کو پکار کر کہا کہ ظالم قوم فرعونیوں کے پاس جا کیا وہ ڈرتے نہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرے پروردگار مجھے خوف ہے کہ وہ لوگ چونکہ بڑے متکبر اور دنیاوی تنعم میں سرشار ہیں میری تکذیب کریں گے اور طبعی طور پر میرا سینہ بھچتا ہے۔ اور میری زبان کچھ بولنے سے بھی رکتی ہے پس تو میرے بھائی ہارون کو رسول بنا کہ وہ بھی میرا ساتھ دے تاکہ دونوں مل کر سرکاری خدمت بجالائیں اور تسکین خاطر سے رہیں اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ہے جو موجب خطرہ ہے کہ ان کا میرے ذمہ ایک گناہ ہے جو ان کا ایک آدمی غلطی سے مارا گیا تھا۔ لہذا مجھے خوف ہے کہ وہ اس کے عوض مجھے قتل نہ کردیں خدا نے فرمایا ہرگز تمہیں نہیں مار سکیں گے۔

فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ

نہیں پس تم ہمارے نشانوں کے ساتھ جاؤ ہم تمہارے ساتھ سنتے ہوں گے- تم دونوں فرعون کے پاس جا کر اس سے کہو کہ ہم رب العلمین

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا

کے رسول ہیں- کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے- فرعون بولا کیا تجھے ہم نے اپنے میں بچہ

وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ

سا پرورش نہیں کیا اور تو ہم میں اپنی عمر کے بہت سے سال رہ چکا ہے- اور تو نے وہ کام بھی کیا ہوا جسے تو بھی جانتا ہے

وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ

اور تو بڑا ہی ناشکرہ ہے- موسیٰ نے کہا میں نے وہ کام بے شک کیا تھا مگر جب میں خود بھی گمراہوں میں تھا پھر جب میں

مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَتِلْكَ

تم سے ڈرا تو بھاگ گیا اور میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا اور مجھے رسولوں کی جماعت سے کیا- اور یہ بھی کوئی

نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ

احسان ہے جو تو مجھ پر جتلاتا ہے کہ بنی اسرائیل کو تو نے غلام بنا رکھا ہے- فرعون نے کہا وہ رب العالمین

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾

کون ہے

پس تم ہمارے نشانوں کے ساتھ جاؤ ہم بھی وہاں تمہارے ساتھ سنتے ہوں گے غرض تم دونوں فرعون کے پاس جا کر اس سے کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں- تیری طرف حکم لے کر آئے کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور ناحق ان کو تنگ نہ کر- ان کی تکلیف کے خاتمہ کے دن آگئے ہیں اور تیرے ظلم کی انتہا ہونے کو ہے- جب یہ پیغام فرعون نے سنا تو بولا واہ یہ بھی وہی بات ہوئی کہ "مینڈکی کو زکام" واہ رے کل کا ہمارا بچہ اور آج لگا ہمیں ہی سنانے- کیا تجھے ہم نے اپنے میں بچہ سا پرورش نہیں کیا اور تو ہم میں اپنی عمر کے بہت سے سال رہ چکا ہے اور تو نے وہ کام قتل بھی کیا ہوا ہے جسے تو بھی جانتا ہے اور اگر سچ پوچھے تو تو بڑا ہی ناشکرہ ہے حضرت موسیٰؑ نے اس کی پرورش کا تو انکار نہ کیا کیونکہ وہ واقعی تھا- نہ ان میں رہنے سے انکار کیا کیونکہ وہ بھی ٹھیک تھا- تیسری بات کا بھی انکار نہ کیا مگر توجیہ کرنے کو کہا میں نے وہ قتل والا کام بے شک کیا تھا مگر جب میں خود بھی گمراہوں میں تھا یعنی میں اس حالت میں نہ نبی تھا نہ مامور اور سچ تو یہ ہے کہ وہ کام ہوا بھی مجھے سہوا تھا پھر بھی جب میں تم سے ڈرا تو مدین کی طرف بھاگا گیا چونکہ میں یقیناً بے قصور تھا کیونکہ وہ خون میرے ارادہ سے نہ ہوا تھا اس لیے خدا نے مجھے بخش دیا اور میرے پروردگار نے مجھے نبوت کا حکم دیا اور محض اپنی مہربانی سے مجھے رسول کی پاک جماعت سے کیا اور یہ بھی کوئی احسان ہے جو تو مجھ پر جتلاتا ہے کہ بنی اسرائیل کو تو نے غلام بنا رکھا ہے مجھے پرورش کیا تو کیا ہوا اول میری پرورش ہی اس نیت سے کی تھی کہ تمہارا ارادہ مجھے متبنّٰی بنانے کا تھا دوم کسی شخص پر احسان کر کے اس کی تمام قوم پر ظلم کرنا کون دانا اس کو احسان میں شمار کرے گا جس کو ذرہ بھی قومی سوز ہو گا- وہ بھی سراسر اس کو ظلم سمجھے گا موسیٰ علیہ السلام کی یہ تقریر سن کر فرعون نے اس کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ یہ کہا کہ جس رب العالمین کی طرف سے تم دونوں رسول ہونے کو مدعی ہو وہ رب العالمین کون ہے؟ یعنی اس کی ماہیت کیا ہے؟

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ

موسیٰ نے کہا وہ آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کا پروردگار ہے۔ اگر تم لوگ یقین کرنے والے ہو۔ فرعون نے اپنے

حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ

ارد گرد والوں سے کہا کیا تم نہیں سنتے۔ موسیٰ نے کہا وہ رب العالمین تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے۔ فرعون بولا تمہارا

الَّذِيْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ

یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے مجنون ہے۔ موسیٰ نے کہا مشرق مغرب اور ان دونوں کے درمیانی چیزوں کا پروردگار ہے

اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ

اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔ فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا اور معبود بنایا تو میں تجھے قیدیوں میں

الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿۲۹﴾

بھیج دوں گا

موسیٰ نے کہا خدا کی ماہیت اور ذات کو تو کوئی پا نہیں سکتا البتہ اس کی صفات کا علم ہو سکتا ہے پس سنو کہ وہ تمام آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا پروردگار ہے۔ اگر تم لوگ سچی بات پر یقین کرنے والے ہو تو اس پر یقین کرو یعنی تمام کائنات سماوی اور ارضی اس کے پروردے ہیں اور ہر ایک چیز اس کی ہستی کا ثبوت دے رہی ہے پس تم بھی اس بات پر غور کرو فرعون نے اس کا تو کوئی معقول جواب نہ دیا البتہ بطور تمسخر اور طرح دینے کے اپنے ارد گرد والوں سے جو خوشامدی اس کی ہاں میں ہاں ملانے والے تھے کہا کیا تم نہیں سنتے یہ کیا کہتا ہے کیسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے کہ رب العالمین وہ ہے یہ ہے ارے میں تو موجود ہوں مجھے تو دیکھتا نہیں جو تم سب کی پرورش کر رہا ہوں مجھے چھوڑ کر اوروں کے پیچھے پڑا پھرتا ہے حضرت موسیٰ نے سمجھا کہ یہ معاند ان حاضرین پر اپنا رعب ڈالنا چاہتا ہے اس لیے انہوں نے کہا اے حاضرین تم لوگ اس وقت جو بحکم

اگر شاہ روز را گوید شب ست ایں بباید گفت اینک ماہ پروین

بادشاہ کی خوشامد میں ہاں میں ملا رہے ہو۔ سنو وہ رب العالمین تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے اسی نے تم سب کو اور تمہارے سابقہ باپ دادا کو پرورش کیا تم اتنا نہیں سوچتے ہو کہ اس فرعون کی عمر جتنی کہ اس وقت ہے اگر یہ رب ہے تو اس سے پہلے تمہارا کون پروردگار تھا یہ سن کر فرعون کو بڑی تشویش ہوئی کہ مبادا تمام عمائد اور ارکان سلطنت اس کی طرف مائل ہو جائیں تو بطور تمسخر کے بولا اے حاضرین تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے مجنون ہے دیکھو تو کیسی دور از عقل باتیں کرتا ہے کہ موجود حاضر کو چھوڑ کر ناموہوم غیر حاضر کی طرف جاتا ہے موسیٰ سلام اللہ علیہ نے کہا واہ خدا کو ماننا اگر دیوانہ پن ہے پھر تو عقل تمام جہان سے مفقود کیونکہ

جہاں مفتق بر آلہیتش

رب العالمین مشرق مغرب اور ان دونوں کی درمیانی چیزوں کا پروردگار ہے اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو تو سمجھو۔ فرعون سے جب کچھ نہ بن پڑا تو آخر کار اس نے وہی کیا جو ایسے موقع پر ظالم کیا کرتے ہیں

چو حجت نماند جفا جوئے را بہ پیکار گردن کنند روئے را

پس اس نے کہا بس مت بولو میں تمہیں ایک ہی بات کہتا ہوں کہ اگر تو نے میرے سوا اور معبود بنایا تو میں تجھے جیل خانہ کے قیدیوں میں بھیج دوں گا پھر تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾

اس نے کہا اگر میں کوئی بین ثبوت لاؤں۔ فرعون نے کہا اگر تو سچا ہے تو وہ ثبوت پیش کر

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿۳۲﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ

پس موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا وہ اسی وقت ظاہر اژدہا ہو گیا۔ اور موسیٰ نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کی

لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ

نظر میں سفید تھا۔ فرعون نے اپنے اردگرد کے سرداروں کو کہا کہ یہ شخص بڑا علم دار جادوگر ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ اپنے علم و جادو

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ

کے زور سے تمہارے ملک سے تم کو نکال دے پس تم کیا رائے دیتے ہو۔ انھوں نے کہا حضور اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دیجیے

فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ

اور شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے والے بھیج دیجئے' جو حضور کے پاس ہر ایک علم دار جادوگر کو لے آویں۔ پس معین روز میں

اس فرعونی دھمکی نے حضرت موسیٰ پر کوئی اثر نہ کیا بلکہ کمال دلیری سے اس نے کہا اگر میں اپنے دعوی پر کوئی بین ثبوت لاؤں تو بھی تم مجھے قید کر دو گے؟ یہ سن کر کون دانا تھا جو یہ جواب دیتا کہ ہاں باوجود بین ثبوت ہونے کے بھی ہم تجھ کو قید ردیں گے اگر کوئی کہتا بھی تو کون اس جواب کو معقول تسلیم کرتا اس لیے فرعون نے یہ جواب تو نہ دیا بلکہ یہ کہا اگر تو سچا ہے تو وہ بین ثبوت پیش کر اور سامنے لا پس فرعون کا کہنا تھا کہ موسیٰ نے اپنا عصا پھینک دیا وہ اسی وقت ظاہر اژدہے ہو گیا۔ موسیٰ نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کی نظر میں سفید چمکیلا تھا جب یہ کیفیت فرعون نے دیکھی تو حیران ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے مگر چونکہ بڑا مدبر تھا اسی لیے اس نے اپنے اردگرد کے سرداروں کے دل بڑھانے کو کہا یہ شخص بڑا ہی علم دار جادوگر ہے۔ تم جانتے ہو اس کی غرض و غایت کیا ہے یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے تم کو نکال دے اور خود بادشاہ بن بیٹھے پس تم اس بارے میں کیا رائے دیتے ہو ارکان سلطنت بھلا ایسے کہاں تھے کہ آزادی سے کلام کرتے جبکہ ان کا اصول ہی یہ تھا کہ

اگر شہ زور را گو بد شب ست ایں بباید گفت اینک ماہ ؤپرویں

اس لیے انہوں نے بھی بیک زبان ہو کر کہا کہ مناسب ہے حضور اس کو اور اس کے بھائی دونوں کو کچھ دنوں تک مہلت دیجئے اور ملک کے تمام شہروں میں جادوگروں کو جمع کرنے والے بھیج دیجئے جو حضور کے پاس ہر ایک علم دار جادوگر کو لے آئیں۔ وہی اس کا مقابلہ کریں گے گو ہم اس وقت بھی اسے یک دم مروا سکتے ہیں مگر اس سے عام بدخیالی پھیلے گی کہ لو جی موسیٰ نے تو سب کے سامنے ایک کمال دکھایا جب سرکار اس کے سامنے کوئی کمال دکھانے سے عاجز آگئی تو اس غریب کو مروا دیا اس لیے مناسب ہے کہ بحکم؎

آہن را با آہن باید کوفت

اسی قسم کے لوگوں کو بلایئے حضور کے اقبال سے اس وقت ملک میں بہت سے ایسے لوگ مل جائیں گے چنانچہ فرعون نے یہ سن کر فرمان جاری کر دیا کہ ہاں جاؤ۔ سب جادوگروں کو ایک دم حاضر کرو کہ اس جادوگر سے مقابلہ کریں پس حکم کی دیر تھی کہ معین روز میں وقت مقررہ پر سب جادوگر

لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا

وقت مقرر پر سب جادوگر جمع ہو گئے۔ اور لوگوں سے کہا گیا کہ سب جمع ہو جاؤ۔ تاکہ ہم جادوگروں

نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا

کے پیچھے آویں اگر وہ غالب ہوں۔ سو جب جادوگر سب آئے تو انھوں نے

لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ

فرعون کو کہا کہ حضور اگر ہم غالب ہوئے تو ہم کو عوض بھی کچھ ملے گا۔ فرعون نے کہا ہاں تب تو تم

وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ

مقربوں سے ہو جاؤ گے۔ موسیٰ نے ان سے کہا کہ جو کچھ ڈالنا چاہتے ہو ڈالو

اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ

پس انھوں نے اپنی رسیاں اور پتلی پتلی لکڑیاں ڈال دیں۔ اور بولے فرعون کی عزت سے

اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا

ہم ہی غالب ہوں گے۔ پھر موسیٰ نے بھی اپنی لکڑی پھینک دی تو جو کچھ جادوگر جھوٹ موٹ کا جال بناتے

يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾

تھے سب کو چٹ کرتا جاتا تھا۔ پس وہ جادوگر سجدے میں گرائے گئے۔ بولے کہ ہم رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾

کا پروردگار ہے ایمان لائے

جمع ہو گئے اور لوگوں سے کہا گیا کہ فلاں وقت پر سب جمع[1] ہو جاؤ تاکہ ہم موسیٰ اور ہارون کو مغلوب کر کے ہرے ہرے کا نعرہ مارتے ہوئے ان جادوگروں کے پیچھے آئیں اگر وہ غالب ہوں سو حسب [illegible] ان شاہی جب میدان مقرر ہوا اور جادوگر سب آئے تو انہوں نے فرعون کو کہا کہ حضور اگر ہم غالب ہوئے تو ہم کو اس خدمت کا عوض بھی کچھ ملے گا یا یونہی مفت بیکار ہی میں محنت رائیگاں جائے گی فرعون نے کہا ہاں کیوں نہیں عوض تو کیا تب تو تم درباری مقربوں سے ہو جاؤ گے موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے دریافت کرنے پر کہ ہم پہلے وار کریں یا تم کرو گے؟ ان سے کہا کہ جو کچھ ڈالنا چاہتے ہو ڈالو پس انہوں نے اپنی رسیاں اور پتلی پتلی لکڑیاں ڈال دیں اور بولے کہ فرعون کی عزت اور اقبال سے ہم ہی غالب ہوں گے پھر موسیٰ نے بھی اپنی لکڑی پھینک دی پس وہ تو عجیب قدرت کا نظارہ تھا کہ جو کچھ جادوگر جھوٹ موٹ کا جال بناتے تھے وہ موسیٰ کا عصا سب کو چٹ کرتا جاتا تھا ان بے چاروں کو کیا خبر تھی کہ ہم کس سے مقابلہ کر رہے ہیں انہوں [illegible] یہی سمجھا تھا کہ ہمارا مقابلہ موسیٰ سے ہے مگر جب ان کو اپنی غلطی کا اظہار ہوا اور بحکم "ولی را ولی مے شناسد" جاد[illegible] پہچان لیا کہ یہ کام جو موسیٰ نے کیا ہے جادوگری نہیں بلکہ

'کوئی محبوب ہے اس پردہ زنگاری میں'

تو وہ جادوگر سجدے میں گرائے گئے یعنی انہوں نے سجدہ کرنے میں ایسی جلدی کی گویا سجدے کے لیے ان کو کسی نے مجبور کیا تھا اور بولے کہ ہم رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون کا بتلایا ہوا پروردگار ہے ایمان لائے ہم نے اپنے گناہوں سے توبہ کی خدا ہمارے گناہ معاف فرمادے

---

[1] استفہام تقریری ہے اس لیے معنے امر کے کئے ہیں (منہ)

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ

فرعون نے کہا کیا تم میرے اذن سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے- یقینی بات ہے کہ یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے

السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ

پس تم جان لو گے- میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کاٹ دوں گا اور سب کو سولی

وَّلَاُوصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۚ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ز اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا

پر لٹکا دوں گا- وہ بولے کچھ حرج نہیں ہم نے اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے- ہم

نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ؕ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى

اس امید پر ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمارے گناہ بخش دے گا اس بناء پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں- اور ہم نے موسیٰ کی طرف

مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي

وحی بھیجی کہ تو ہمارے بندوں کو شب کے وقت لے چل تمہارا پیچھا کیا جاوے گا- پس فرعون نے تمام شہروں میں فوج کو جمع

الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

کرنے والے بھیجے

فرعون نے جب دیکھا کہ او ہو یہ کیا ماجرا ہے جن لوگوں کو ہم ان کے مقابلے کے لیے اس کر و فر سے لائے تھے اور یقین تھا کہ ہم ان دونوں بھائیوں پر غالب آئیں گے اور فتح پائیں گے یہ تو الٹی پڑی- یہ لوگ بھی انہی کا کلمہ پڑھنے لگے اس لیے اس نے ان کو دھمکانے کے لئے کہا کیا تم نے میرے اذن سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے اب میں نے تم کو بلایا- میں ہی نے تم کو اعزاز دیا- میں ہی نے تم کو مقابل کیا- مگر میری اجازت بغیر ہی تم اس کا کلمہ پڑھنے لگ گئے واہ تمہاری اس چالاکی کے کیا کہنے ہیں یقینی بات ہے کہ یہ تمہارا بڑا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے پس تم اس کا بدانجام جان لو گے دیکھو باز آ جاؤ ورنہ میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کاٹ دوں گا اس سے بعد تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا وہ بولے واہ کیا غم ہے جب ہم خدا کو مان چکے اور جان چکے ہیں کہ

در مسلخ عشق جز نکور انکشند لاغر صفتان وزشت خور انکشند

گر عاشق صادقی زکشتن مگریز مردار بود ہر آنچہ اور انکشند

اس لیے کچھ حرج کی بات نہیں آخر ہم نے اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے کل نہیں آج ہی سہی- اپنی موت مرنے سے کسی کے سر چڑھ کر مریں تو بہتر ہے کیونکہ ہم اس امید پر ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمارے گناہ بخش دے گا اس بنا پر کہ ہم غیر قوموں میں سب سے پہلے ایمان لائے ہیں ہم تو اس خیال میں ہیں حضور کچھ اپنا ہی راگ الاپتے ہیں- مختصر یہ کہ جادوگر فرعون کی گیدڑ بھبکی میں نہ آئے فرعون اپنے کام میں تھا اور ہم (خدا) اپنے کام میں کچھ مدت بعد ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو ہمارے بندوں کو شب کے وقت لے چل مگر اتنا یاد رکھنا کہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا یہ اطلاع اس لیے کی گئی ہے کہ وقت پر تم اس آفت سے گھبرا نہ جاؤ بلکہ ثابت قدم رہو- پس فرعون نے بھی اپنی ساری طاقت کے موافق تمام شہروں میں فوج کو جمع کرنے والے بھیجے-

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ

کہ یہ لوگ تھوڑی سی جماعت ہے- اور ہم کو غصہ دلا رہی ہے- اور ہم سب

حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝

دور اندیش ہیں- پس ہم (خدا) نے ان کو باغوں چشموں خزانوں اور عزت دار مقاموں سے باہر نکال دیا-

كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا

واقعہ تو ایسا ہی ہے اور ہم نے ان کا مالک بنی اسرائیل کو کر دیا- فرعونی صبح ہوتے ہی ان کے پیچھے ہو لیے- پس جب دونوں

تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ

جماعتوں میں سے ایک نے دوسری کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو پھنسے- موسیٰ نے کہا ہرگز ایسا نہ ہو گا- کچھ شک نہیں

رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ

کہ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے راہ دکھائے گا- پس ہم نے موسیٰ کو الہام کیا کہ اپنی لکڑی اس دریا پر مار

یہ کہہ کر کہ یہ لوگ بنی اسرائیل تھوڑی سی جماعت ہے اور اپنی ناشائستہ حرکات سے ہم کو خواہ مخواہ غصہ دلا رہی ہے اگرچہ یہ ہمارے مقابلہ پر ہیچ ہیں اور ہمیں ان سے کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ نہیں مگر چونکہ ہم یعنی حکمران گروہ اور ارکان سلطنت سب دور اندیش ہیں اس لیے اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح سے ان کو باہر نہ جانیں دے تاکہ باہر جا کر اپنی قوت کو یکجا کر کے ہم پر نہ پل پڑیں وہ اس خیال میں یہ نہ جانتے تھے کہ ان سے بھی کوئی زبردست طاقت والا ہے- سنو ہم (خدا) نے ان کو باغوں چشموں خزانوں اور عزت دار مکانوں سے باہر نکال دیا- یعنی وہ موسیٰ اور بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکلے اور غرق کیے گئے- واقع تر ایسا ہی ہے اور ہم نے ایک مدت دراز بعد جب اسرائیل سلطنت مضبوط ہوئی تو ان املاک کا مالک بنی اسرائیل کو کر دیا یعنی وہ مصر پر غالب آ گئے- یہ ہے ان کا مجمل قصہ جس کی تفصیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل جب بحکم خداوندی مصر سے شب کے وقت نکلے تو فرعونی بھی صبح ہوتے ہی ان کے پیچھے ہو لیے یہاں تک کہ بہت ہی قریب آ گئے اور جیسا کہ بنی اسرائیل کو پہلے ہی بتلایا گیا تھا ایسا ہوا کہ ایک جماعت دوسری کے بالکل قریب آ گئی پس جب دونوں جماعتوں (فرعونیوں اور اسرائیلیوں) میں سے ایک نے دوسری کو دیکھا تو حضرت موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا کہ صاحب ہم تو پھنسے یہ دیکھو فرعون اور اس کی فوج ہمارے قریب آ گئی ہے اور ہم بالکل بے ہتھیار چٹیل میدان میں ہیں حضرت موسیٰ کو چونکہ خدا کے وعدے پر پورا بھروسہ تھا اس لئے انہوں نے کہا ہرگز ایسا نہ ہو گا کہ تم پھنسو بلکہ تم ضرور نکل جاؤ گے- کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ مجھے خود سیدھی راہ دکھائے گا یہ ممکن نہیں کہ خدا کے وعدے غلط ہو جائیں بس اتنی ہی دیر تھی کہ ہم نے موسیٰ کو انہام کیا کہ اپنی لکڑی اس دریا پر جو تیرے آگے ہے مار چنانچہ اس نے ماری-

---

ے یہ قید اس لیے ہے کہ بنی اسرائیل فرعون کے غرق ہونے کے بعد مدت دراز تک میدان تیہ میں حیران سرگردان پھرا کئے یہاں تک کہ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ اسی میدان میں انتقال فرما گئے- ان سے بعد حضرت یوشعؑ نے سلطنت کو ترقی دی تو بعد مدت نواح اور اطراف کے ملکوں کو فتح کرتے ہوئے مصر پر غالب ہوئے (منہ)

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾

پس وہ دریا ایسا پھٹ گیا کہ ہر ایک حصہ اس کا ایک ایک ٹیلہ سا بن گیا- اور ہم اوروں کو اسی جگہ لے آئے-

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾ اِنَّ

اور ہم نے موسیٰ اور اس کے سب ساتھیوں کو بچا لیا- پھر ہم نے دوسروں کو وہاں غرق کر دیا- بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

اس میں بہت بڑی نشانی ہے ان میں سے بہت سے لوگ بے ایمان ہیں- اور تیرا پروردگار بے شک بڑا ہی غالب بڑا ہی

الرَّحِيْمُ ﴿۶۸﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا

رحم کرنے والا ہے- اور ابراہیم کی خبر ان کو سنا- جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ کن

تَعْبُدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿۷۱﴾ قَالَ هَلْ

چیزوں کی عبادت تم کرتے ہو- وہ بولے ہم تو ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں پس ہم انہیں پر جمے رہیں گے- ابراہیم نے کہا بھلا جب

يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿۷۳﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَاۤ

تم ان کو پکارتے ہو تو تمہاری کچھ سنتے ہیں؟ یا تمہیں کچھ نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں- وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا

پس وہ دریا ایسا پھٹ گیا کہ ہر ایک حصہ اس دریا کا پانی رک جانے سے ایک ایک ٹیلہ سا بن گیا بارہ راستے خشک دریا میں بن گئے اور بنی بنی اسرائیل آرام کے ساتھ دریا میں سے گزر گئے اور ہم اوروں کو یعنی فرعونیوں کو اسی جگہ لے آئے یعنی جن راستوں سے بنی اسرائیل گزرے تھے انہی راستوں سے فرعونی گزرنے لگے اس خیال سے کہ یہ راستے ہمارے ہی لیے بنے ہیں اور ہم نے موسیٰ اور اس کے سب ساتھیوں کو غرق ہونے سے بچالیا پھر ہم نے دوسروں کو یعنی فرعونیوں کو جو بنی اسرائیل کو پکڑنے آئے تھے- وہاں غرق کر دیا بے شک اس واقع میں بہت بڑی نشانی ہے مگر ان میں بہت سے لوگ بے ایمان ہیں- ان کو کسی زبردست طاقت پر ایمان ہی نہیں اور کہ تیرا پروردگار بے شک بڑا ہی غالب اور باوجود غلبہ قدرت کے بڑا ہی رحم کرنے والا ہے اسی کے رحم کا تقاضا ہے کہ غافل لوگوں کی ہدایت کے لئے سمجھانے والے بھیجتا ہے اور ان کو متنبہ کرتا ہے چونکہ یہ لوگ حضرت ابراہیم سے واقف ہیں نہ صرف واقف بلکہ معتقد بھی ہیں اس لیے ان کی ہدایت کی غرض سے ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کی خبر ان کو سنا جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کے سوا کن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو ان پتھروں کی یا ان بے جان چیزوں کی وہ بولے کہ ہم تو ان بتوں کی عبادت کرتے ہیں یہی ہمارا دھرم ہے یہی ہمارا دین ہے پس ہم انہی کی پوجا پاٹھ پر جمے رہیں گے ہرگز ان سے نہیں ہٹیں گے یہی ہمارا دھرم ہے اور یہی ہمارا کرم حضرت ابراہیم نے کہا بھلا تم جو ان پر ایسے فدا ہو رہے ہو جب تم ان کو اڑے کام میں پکارتے ہو تو تمہاری کچھ سنتے ہیں؟ یا تمہیں کچھ نفع نقصان پہنچا سکتے ہیں یہی تو دو (۲) اصول ہیں جن پر عبادت کا مدار ہے پھر جب یہ بھی نہیں تو تم کو کیوں ان کی جبہ سائی کرتے ہو وہ بولے ہم اس تیری منطق کا تو جواب نہیں دے سکتے ہمارا تو ایک ہی جواب ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا

اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ

کو ایسا کرتے پایا۔ ابراہیم نے کہا ابراہیم نے کہا

وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ

کہ جن چیزوں کی تم لوگ اور تمہارے باپ دادا عبادت کرتے تھے۔ ان سب سے مجھے دلی عداوت ہے لیکن رب العالمین۔ جس نے مجھے

خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ

پیدا کیا ہے۔ پس وہی میری راہنمائی کرے گا جو مجھے کھانا کھلاتا اور پانی پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا

فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ

ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا۔ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ انصاف کے

يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـــَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

دن میرے قصور معاف کرے گا۔ اے میرے پروردگار؟ مجھے حکیمانہ بات عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں سے ملا دیجیو

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝

اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر سچائی سے رکھیو۔ اور مجھے نعمتوں کی جنت کے وارثوں میں سے بنائیو

وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا

اور میرے باپ کو بھی بخش دیجیو وہ بے شک گمراہوں سے تھا۔ اور مجھے اس روز ذلیل نہ کیجیو جس روز سب لوگ اٹھائے جائیں گے۔ جس دن نہ

يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝

مال نفع دے گا نہ اولاد لیکن اسی شخص کو نفع ہو گا جو خدا کے حضور میں سلامتی والا دل لائے گا

کو ایسا کرتے پایا پس ہم بھی ایسا کریں گے یہ ہم سے نہیں ہو سکتا کہ ہم باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر کپوت بنیں بلکہ ہم تو سپوت بنیں گے ایسے پاگلانہ کلام کا کیا جواب تھا آخر حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ سنو بھئی جن چیزوں کی تم لوگ اور تمہارے پہلے باپ دادا عبادت کرتے تھے ان سب سے مجھے دلی عداوت ہے میں ان سے ایسا کشیدہ خاطر ہوں کہ مر جاؤں مگر ان کی طرف سر نہ جھکاؤں لیکن رب العالمین میرا محبوب حقیقی ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے بس وہی ہر کام میں میری راہنمائی کرے گا جو مجھے کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے یعنی جس نے میرے لیے یہ نعمتیں پیدا کی ہیں اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا بخشتا ہے اور جو وقت آنے پر مجھ کو مارے گا پھر زندہ کرے گا جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ انصاف کے دن یعنی قیامت کے روز میرے قصور معاف کرے گا یہ کہہ کر ابراہیم خدا کی طرف متوجہ ہوا اے میرے پروردگار مجھے حکیمانہ بات کرنے کی لیاقت عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں سے ملا دیجیو اور پچھلے لوگوں میں میرا ذکر خیر سچائی سے رکھیو ایسا نہ ہو کہ میری تعریف کرتے کرتے کہیں سے کہیں پہنچا دیں جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو آدمی سے خدا بنا دیا ہے اور یہ دعا بھی کی کہ خدایا مجھے نعمتوں کی جنت کے وارثوں میں سے بنائیو یعنی میں بعد مرنے کے جنت کا مستحق ہوں اور میرے باپ کو بھی بخش دیجیو گو وہ بظاہر بخشش کا مستحق نہیں کیونکہ وہ بے شک گمراہوں سے تھا اور مجھے اس روز ذلیل نہ کیجیو جس روز سب لوگ حساب کے لئے اٹھائے جائیں گے جس دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد لیکن اسی شخص کو نفع ہو گا جو خدا کے حضور میں سلامتی والا دل لائے گا۔

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۹۰﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ﴿۹۱﴾ وَ قِیْلَ لَهُمْ

اور جنت پرہیز گاروں کے قریب کی جائے گی۔ اور جہنم بھی گمراہوں کے سامنے کی جائے گی۔ اور انھیں کہا جاوے گا

اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ ؕ

کہ اللہ کے سوا جن چیزوں کی عبادت تم کرتے ہو وہ کہاں ہیں؟ کیا وہ تمہاری یا اپنی کچھ مدد کر سکتے ہیں؟

فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾ وَ جُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿۹۵﴾ ؕ قَالُوْا وَ

پھر وہ اور تمام گمراہ لوگ اور شیطانی لشکر سب کے سب اس میں اوندے گرائے جائیں گے۔ وہاں وہ ایک

هُمْ فِیْهَا یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۹۶﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۹۷﴾ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ

دوسرے سے جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے واللہ ہم تو سخت غلطی میں تھے۔ کہ تم کو رب العالمین

بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۸﴾ وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾

کے ساتھ برابر کرتے تھے۔ ہم کو ان مجرموں ہی نے گمراہ کیا تھا۔ پس نہ تو ہمارا کوئی سفارشی ہے' نہ

وَ لَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۲﴾

کوئی مخلص حمایتی - اگر ہم کو ایک دفعہ دنیا میں لوٹ کر جانے کی اجازت ہو تو ہم ضرور ایمان دار بن جائیں

ع۵

یعنی جس کا دل شرک وکفر اور حب دنیا کے امراض سے پاک وصاف ہو گا اسے تو سب چیزیں فائدہ دیں گی ایسے لوگ ہر چیز کو عموماً اچھے طریق پر لگایا کرتے ہیں اس لیے اس کا اجر ان کو ضرور ملے گا اور اس روز کیا ہو گا۔ یہ ہو گا کہ جنت پرہیز گاروں کے قریب کی جائے گی اور جہنم بھی گمراہوں کے سامنے کی جائے گی تاکہ وہ اسے بچشم خود دیکھ لیں اور جس چیز کی نسبت جادو یا دیوانہ پن کہتے تھے اس کی خود تصدیق کر لیں تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم جو بداعمالیوں کی سزا سن کر کشیدہ خاطر اور رنجیدہ ہوتے تھے۔ وہ رنجیدگی ہماری اپنی ہی غلطی سے تھی پس اس روز وہ عذاب کو دیکھ کر اپنی بداعمالی کا خود ہی اعتراف کریں گے اور خدا کی طرف سے انہیں کہا جائے گا کہ اللہ کے سوا جن چیزوں کی تم عبادت کرتے تھے وہ کہاں ہیں کیا وہ تمہاری یا اپنی کچھ مدد کر سکتے ہیں؟ کچھ نہیں پھر وہ اور تمام گمراہ لوگ اور شیطانی لشکر سب کے سب اس جہنم میں اوندھے کر کے گرائے جائیں گے وہاں وہ آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے یعنی پجاری اپنے جھوٹے معبودوں کو خطاب کر کے گویا ہوں گے واللہ ہم تو سخت غلطی میں تھے کہ تم کو رب العالمین کے ساتھ برابر کرتے تھے گو تم کو ہم خدا کی طرح زمین و آسمان کا خالق نہ کہتے تھے مگر اڑے کاموں میں تم سے جو فریاد کرتے اور دعائیں مانگتے تھے بس یہی تو ہمارا شرک تھا جس کی پاداش میں آج ہم پھنستے ہیں۔ پھر آپس میں کہیں گے کہ سچ تو یہ ہے کہ ہم کو ان مجرموں ہی نے گمراہ کیا تھا جو ہمارے پر چڑھ چڑھ کر آتے تھے اور پیروں فقیروں کی جھوٹی اور پر از افترا حکائتیں سنا سنا کر ہم کو گمراہ کرتے تھے۔ ہم بھی ایسے عقل کے اندھے تھے کہ جو کچھ ان سے سنتے پس دماغ میں محفوظ کر لیتے اتنا بھی نہ پوچھتے کہ اس حکایت کا ثبوت کیا ہے۔ پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ آج نہ تو کوئی ہمارا سفارشی ہے نہ کوئی مخلص حمایتی یہ کیسا دردناک عذاب ہے اور یہ ننھی سی جان۔ یک جان وصد روگ کا سا معاملہ ہے۔ اگر ہم کو ایک دفعہ دنیا میں لوٹ کر جانے کی اجازت ہو تو ہم ضرور ایماندار بن جائیں خدا کے فرستادوں اور حکموں پر ایمان لائیں۔ کبھی بھی ان سے انکاری نہ ہوں۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٠٤﴾

بے شک اس میں نشانی ہے- اور ان میں سے بہت لوگ ایمان نہیں لاتے- اور تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ

ہی مہربان ہے- نوح کی قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا-جب ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے

أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٠٦﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٠٨﴾ وَمَا

نہیں ہو- بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں- پس تم اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو- میں تم

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ

سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا- میری اجرت تو اللہ رب العالمین ہی پر ہے- پس تم اللہ سے ڈرو

وَأَطِيعُونِ ﴿١١٠﴾ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِي

اور میری پیروی کرو- انھوں نے کہا کیا ہم تیری بات تسلیم کریں حالانکہ تیری تابعداری میں ذلیل لوگ ہیں- نوح نے کہا مجھے ان کے

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾

کاموں کا علم نہیں ۔

بے شک اس مذکور میں بہت بڑی نشانی ہے اور ان میں سے بہت لوگ ایمان نہیں لاتے کسی سچائی کے قبول کرنے کو یہ لوگ کسی طرح اور کسی وقت تیار نہیں بلکہ ہمیشہ ان کا یہی اصول مقرر ہے کہ جو کچھ سنتے آئے ہیں وہی کریں گے چنانچہ کیے جاتے ہیں اور تیرا پروردگار بھی بڑا ہی غالب اور بڑا ہی مہربان ہے کہ باوجود غلبہ قدرت کے جلدی سے ان کو نہیں پکڑتا-ان کی نظیر سابق میں بھی گزر چکی ہے تمھیں معلوم ہے کہ نوح نبی کی قوم نے بھی ان کی طرح رسولوں کو جھٹلایا تھا جب ان کے بھائی یعنی انہی میں کے ایک جوان صالح نوح نے ان سے کہا کیا تم اللہ کی بے فرمانی کرنے سے ڈرتے نہیں ہو بھائیو سنو بیشک میں خدا کی طرف سے تمہارے لیے رسول امین ہوں جو کچھ اللہ کی طرف سے مجھ پر الہام ہوتا ہے وہی بتلاتا ہوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو جو کچھ میں خدا کا نام لے کر تم سے کہوں اس کو قبول کرو میں تم سے اس تعلیم و تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا- میری اجرت تو اللہ رب العالمین ہی پر ہے -وہی مجھے اپنی مہربانی سے جو چاہے گا عنایت کرے گا- پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو انہوں نے اور تو کوئی معقول جواب نہ دیا صرف اتنا کہا وہ بھی ایسا کہ بالکل کچھ نہ کہتے تو اس کہنے سے اچھا تھا بولے کیا ہم تیری بات تسلیم کریں ؟ حالانکہ یہ بات ہماری شان کے خلاف ہے کیونکہ ہم آسودہ اور شریف ہیں اور تیری تابعداری میں سب ذلیل لوگ آئے ہیں جو ہمارے کمینے ہیں پھر یہ کیونکر ہم گوارا کرسکتے ہیں کہ ہم باوجود اس شان و شرافت کے ایک ایسے مذہب کو اختیار کریں جس میں یہ ہمارے کمینے لوگ ہم سے برابر ہوں-ایک ہی مجلس میں ایک فرش پر برابر بیٹھیں بلکہ مسجد میں اگر پہلے آجائیں اور بڑھ کر بیٹھیں تو ہمارا حق نہ ہو کہ ہم ان کو اٹھا کر ان کی جگہ بیٹھ سکیں- بھئی ایسے مذہب کو تو دور سے سلام-حضرت نوح نے سوچا کہ یہ لوگ تو بڑے خردماغ ہیں کون ان سے دماغ پچی کرے یہ خردماغ تو کبھی سمجھنے کے نہیں اس لیے انہوں نے ان کو مختصر سا جواب دیا جو اپنے اصلی معنی میں راست بھی تھا اور ان کا جواب بھی تھا گو مختصر تھا مگر معقول- کہا مجھے ان کے دنیاوی کاموں کا علم نہیں کہ کیا کرتے ہیں تمہارے کارندہ ہیں یا تم ان کے

اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

ان کے تمام اعمال کا حساب میرے پروردگار کو ہے کاش تم شعور کرو- اور میں ان ایمانداروں کو کبھی نہیں دھتکار سکتا-

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾

میں تو صاف طور پر ڈرانے والا ہوں- بولے اے نوح؟ اگر تو باز نہ آیا تو تو پتھروں سے سنگسار کیا جاوے گا

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَ

نوح نے کہا اے میرے پروردگار! میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے پس تو مجھ میں اور میری قوم میں صاف صاف فیصلہ فرما اور مجھ کو اور

مَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾

میرے ساتھ والے ایمانداروں کو نجات بخش- پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بھری کشتی میں طوفان سے بچا لیا

ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۚ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

اور باقی لوگوں کو غرق کر دیا- کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں ایک بڑی نشانی ہے-اور ان میں بہت سے لوگ

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

ایمان نہیں لاتے- اور کچھ شک نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا مہربان ہے- عاد کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا تھا

وہ تمہارے غلام ہیں یا تم ان کے ماتحت- ان کے تمام اعمال کا حساب میرے پروردگار کو ہے وہی سب کے حال سے واقف ہے وہی خوب جانتا ہے کہ کون نیک ہے اور کون بد- کاش تم کچھ شعور کرو اور سمجھو کہ کیا کہہ رہے ہو اتنا بھی نہیں سوچتے کہ دنیاوی کاروبار کے اعتبار سے کوئی آقا ہو کوئی نوکر- اس کو خدا کے قرب میں کچھ بھی اثر نہیں وہاں تو اثر تقویٰ اور عدم تقویٰ کا ہے اگر تقوی ہے تو عزت ہے اگر تقوی نہیں تو ذلت اور اگر یہ کہو کہ میں تمہارے کہنے سے ان غرباء کو اپنی مجلس سے نکال دوں تو یہ نہیں ہونے کا میں ان ایمانداروں کو کبھی نہیں دھتکار سکتا میں تو صرف صاف طور پر ڈرانے والا ہوں جس کا جی چاہے قبول کرے جو نہ چاہے نہ کرے جب اس معقول کلام کا جواب ان سے نہ ہو سکا تو بقول

جو حجت نماند جفا جوئے را ۔۔۔ بہ پیکار گردن کشد روے را

بولے اے نوح ہم تیری اسی لمبی چوڑی منطقی تقریر کا جواب تو نہیں دے سکتے ہاں اتنا ایک الٹی میٹم (آخری پیغام جنگ) سن رکھ اگر تو اس بیہودہ گوئی سے باز نہ آیا تو تو پتھروں سے سنگسار کیا جائے گا نوح نے جب قوم کی یہ سختی دیکھی کہ کسی طرح سمجھانے سے نہیں سمجھتے تو خدا کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرتے ہوئے کہا اے میرے پروردگار میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے ایسا کہ کسی طرح راہ راست پر نہیں آتے پس تو مجھ میں اور میری قوم میں صاف صاف فیصلہ فرما اور مجھ کو اور میرے ساتھ والے ایمانداروں کو ان تکالیف سے ہمیشہ کے لیے نجات بخش- پس اس کی دعا کرنے کی دیر تھی کہ ہم (خدا) نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بھری کشتی میں طوفان سے بچالیا اور ان کو بچا کر باقی لوگوں کو غرق کر دیا کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں ایک بڑی نشانی ہے خدا کی عظمت اور جلالت کی' کہ کس طرح خدا اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور کسی طرح ان کو دشمنوں سے بچاتا ہے- مگر تاہم ان میں بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے اور کچھ شک نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا مہربان ہے- اسی طرح عاد کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا تھا-

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا

جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں- پس تم اللہ

اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾

سے ڈرو کے میری فرمانبرداری کرو- اور میں تم سے اس پر کوئی عوض نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ رب العالمین کے پاس ہے

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ

کیا تم ہر ایک اونچی جگہ پر نشانیاں عبث کھیلنے کو بناتے ہو- اور بڑے بڑے مکان بناتے ہو گویا تم ہمیشہ دنیا

تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾

میں رہو گے- اور جب تم کسی پر حملہ آور ہوتے ہو تو بڑی سختی سے حملہ کرتے ہو- پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو

وَاتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ

اور اللہ سے ڈرو جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جو تم جانتے ہو' یعنی چارپاؤں' صلبی بیٹوں' باغوں

جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳۵﴾

اور چشموں سے تم کو مدد دی- مجھ کو تمہارے حال پر بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے

جب ان کے بھائی ہود نے ان سے کہا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں بیشک میں تمہارے لیے معتبر امانت دار رسول ہوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو خدا تم سے خوش ہو گا اور میں تم سے اس پر کوئی عوض نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ رب العالمین ہی کے پاس ہے وہی مجھ کو اجر دے گا- تم سے تو میرا تعلق نہیں جیسے تم خدا کے بندے اور تابع فرمان ہو میں بھی ویسا ہی اس کا تابعدار ہوں سوائے رتبہ نبوت کے اور کوئی مزیت مجھ میں تم سے زیادہ نہیں ہے- اسی لیے میں تم کو سمجھاتا ہوں کہ کیا تم دنیا میں ایسے مبہوت اور عیش پسند ہو رہے ہو کہ ہر ایک اونچی جگہ پہاڑوں اور ٹیلوں پر نشانیاں عبث اور فضول کھیلنے کو بناتے ہو جن سے کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ حاصل نہیں مگر اصل مطلب کی بات بھولتے ہو اور بڑے بڑے مکان ایسے مضبوط بناتے ہو گویا تم ہمیشہ دنیا میں رہو گے کیا تمہیں کسی اہل دل کا قول یاد نہیں

له ملك[1] ینادی کل یوم له والسموات واینوا للخراب

اور تمہاری قوت اور شجاعت کا حال یہ ہے کہ جب تم کسی پر حملہ آور ہوتے ہو تو بڑی سختی سے حملہ کرتے ہو- خواہ تم اس معاملہ میں غلطی پر بھی ہو یا صحت پر اس سے تم کو کوئی سروکار نہیں ہو تا یہ تمہاری عادت بری ہے پس تم اللہ سے ڈرو- اور میں جو احکام خداوندی تم لوگوں کو بتلاؤں ان میں میری پیروی کرو جو حکم میں خدا کی طرف سے تم کو سناؤں اس کی تعمیل کرو اور مخالفت کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو- جس نے تم کو ان چیزوں سے مدد دی جو تم جانتے ہو یعنی چارپاؤں صلبی بیٹوں باغوں اور چشموں سے تم کو مدد دی پھر باوجود اس کے تم سمجھتے نہیں کہ کیا کر رہے ہو- مجھ کو تمہاری اس غفلت اور سیاہ کاری کی وجہ سے تمہارے حال پر بڑے دن یعنی روز قیامت کے عذاب سے ڈر لگتا ہے-

[1] یہ شعر دیوان ابوالعتاہیہ کا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا کا فرشتہ ہر روز پکار رہا ہے کہ تمہاری زندگی کا انجام موت ہے اور تمہاری عمارتوں کا انجام ویرانی ہے (منہ)

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

وہ بولے برابر ہے تو ہم کو وعظ سنا یا وعظ کرنے کی تکلیف نہ اٹھا- یہی پہلے لوگوں کا

خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ

طریقہ رہا ہے- اور ہم پر کوئی عذاب نہیں آنے کا- پس انہوں نے اس کو جھٹلایا پھر ہم نے ان کو

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

ہلاک کر دیا- بے شک اس میں نشانی ہے مگر ان میں سے بے ایمان ہیں اور اس میں شک نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا ہی غالب رحم کرنے والا ہے

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

ثمودیوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا- جب ان کے بھائی صالح نے ان سے کہا- کیا تم ڈرتے نہیں ہو کچھ شک نہیں- کہ

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

میں تمہارے لیے رسول امین ہوں- پس اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو- میں تم سے اس پر کوئی عوض نہیں

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ۝

مانگتا- میری مزدوری تو صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے- کیا تم اس جگہ آرام میں چھوڑے جاؤ گے- یعنی

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ

باغوں چشموں- کھیتوں اور کھجوروں میں جن کے شگوفے نازک نازک ہیں- اور تم پہاڑوں کو کھود کھود کر

بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ۝

خوشی خوشی سے خوبصورت گھر بناتے ہو

یہ صاف اور شستہ مخلصانہ تقریر سن کر بھی وہ بولے اور کیسے بے ہودہ بولے کہ اے ہود ہم تیری ان چکنی چپڑی باتوں میں نہیں آنے کے 'برابر ہے تو ہم کو وعظ سنا یا وعظ کرنے کی تکلیف نہ اٹھا- ہم تو تیری کسی بات کو تسلیم نہیں کریں گے- یہ دین اور مذہب جس پر ہم ہیں یہی پہلے لوگوں کا برتاؤ اور طریقہ رہا ہے- اس لئے یہ درست معلوم ہوتا ہے- اور ہم پر کسی طرح سے کوئی آفت یا عذاب نہیں آنے کا- پس اس غلط گھمنڈ میں انہوں نے اس ہود علیہ السلام کو جھٹلایا- پھر ہم (خدا) نے ان کو ہلاک کر دیا- بے شک اس مذکور میں بہت بڑی نشانی ہے- اگر کوئی اس سے فائدہ حاصل کرے- تو واقعی بڑی عبرت کا نشان ہے- مگر ان میں سے بہت سے بے ایمان ہیں- اور اس میں بھی شک نہیں کہ تیرا پروردگار بڑا ہی غالب اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے- کہ باوجود غلبہ قدرت کے معاندین کو جلدی سے نہیں پکڑتا- اسی طرح ثمودیوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا- جب ان کے بھائی حضرت صالح علیہ السلام نے ان سے کہا کہ کیا تم خدا سے ڈرتے نہیں ہو- کھلم کھلا اس کی اور اس کے رسولوں کی مخالفت کرتے ہو- کچھ شک نہیں کہ میں تمہارے لئے معتبر رسول امین ہوں- پس اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو- میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی عوض نہیں مانگتا- میری مزدوری تو صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے- بھلا تم جو عیش و عشرت میں روز و شب ایسے سرشار رہتے ہو کیا تم سمجھتے ہو کہ اس جگہ تم اسی طرح ہمیشہ آرام میں چھوڑے جاؤ گے یعنی باغوں- چشموں- پسندیدہ کھیتوں اور کھجوروں میں جن کے شگوفے نازک نازک ہیں اور تم پہاڑوں کو کھود کھود کر خوشی خوشی سے خوبصورت گھر بناتے ہو- کیا تم

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو - اور تم حد سے گذر جانے والوں کی بات نہ مانو جو ملک میں فساد کرتے

فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَآ

ہیں اور اصلاح نہیں کرتے- بولے تجھ پر جادو کیا گیا ہے- تو تو صرف ہماری

اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۴﴾ قَالَ

طرح کا آدمی ہے پس اگر تو اپنے دعوی میں سچا ہے تو کوئی نشانی لے آ- صالح نے کہا

هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۱۵۵﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ

یہ اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے پانی میں ایک حصہ اس کا اور ایک دن مقرر تمہارا ہے اور برائی سے اس کو تکلیف نہ پہنچانا

فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵۶﴾

ورنہ بڑے روز کا سا عذاب تم کو آئے گا

جانتے نہیں ہو کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ نہ تم ہو گے نہ تمہارے گھر- کیا تم نہیں سمجھتے کہ

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

پس تم اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو- میں تم کو سیدھی راہ پر لے چلوں گا- اور تم ان اپنے رؤسا حد سے گزر جانے والوں کی بات نہ مانو جو ملک میں فساد کرتے ہیں- یعنی خلاف حکم اور مرضی خدائے تعالیٰ کے غلط کاریاں لوگوں میں پھیلاتے ہیں- اور برائیوں کی اصلاح نہیں کرتے- حضرت صالح کی یہ مشفقانہ نصیحت سن کر کمبخت الٹے اکڑے- بولے ہمارے خیال میں تو یہی ہے کہ تجھ پر جادو کیا گیا ہے- تو رسول کہاں سے بن بیٹھا ہے- تو تو صرف ہماری طرح کا آدمی ہے- کھاتا ہے پیتا ہے- جورو رکھتا ہے- بس یہی تینوں لوازمات بشری ہیں جو ہم میں اور تم میں برابر ہیں- پھر بھی تجھ میں کیا بڑائی ہے جو تو رسول ہونے کا دعوے دار ہیں- پس اگر تو اپنے دعوی میں سچا ہے تو کوئی نشانی لے آ- یعنی کوئی ایسا معجزہ دکھا کہ تیری نبوت کا اس سے ثبوت[1] ہو- حضرت صالح نے دعا کی- ان کی دعا سے ایک اونٹنی جنی- تو کہا دیکھو یہ ایک اونٹنی تمہارے لئے میری نبوت کی نشانی ہے پانی میں ایک دن حصہ اس کا اور ایک دن مقرر تمہارا ہے- پس اس کو جہاں چاہے چرنے پھرنے دو- اور برائی سے اس کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ بڑے روز یعنی قیامت کا سا عذاب تم کو آلے گا- مگر وہ کہاں ایسے تھے کہ خاموش رہتے- انہوں نے اس کی

---

[1] یہ لفظ اس لئے بڑھایا ہے کہ آج کل کے نیچری مذاق کہتے ہیں کہ ہر ایک چیز قدرت کی نشانی ہے- جن میں اونٹنی بھی ایک بڑی نشانی ہے- حضرت صالح نے ان کو اسی قدرتی نشان کی طرف توجہ دلائی ہے اور کوئی خلاف عادت معجزہ نہیں- اس کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ پر کفار جو نشان مانگا کرتے تھے- وہ نشان قدرت نہ مانگتے بلکہ نشان نبوت جن سے ثابت ہو کہ اس مدعی کی نبوت صحیح ہے- نہ یہ کہ صانع کی کسی صنعت کا ثبوت چاہتے تھے- نشان قدرت منکرین قدرت کے سامنے پیش ہوا کرتے ہیں- جیسے دہریے نشان نبوت منکرین رسالت و نبوت کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں ان دونوں قسم کے نشانوں کو ایک کہنا دانشمندی نہیں- بھلا یہ کیسا کلام ہے کہ مخالف رسالت تو کہے کہ کوئی ایسا نشان دکھا جس سے نبوت کا ثبوت ہو- مگر نبی اس کو کہے یہ مصنوع قدرت دیکھ وہ صنعت اللہ دیکھ علاوہ غلط راہ اور خلاف طریق مناظرہ کے یہ کلام نہ تو کسی دانش مند کے منہ سے نکل سکتا ہے- نہ کوئی دانشمند کہتا ہے- (منہ)

فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ﴿۱۵۷﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ

انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں - پس وہ صبح ہوتے ہی پشیمان پڑے تھے پس عذاب نے ان کو آدبایا - کچھ شک نہیں کہ اس میں نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۵۹﴾ كَذَّبَتْ

اور ان میں سے بہت سے لوگ نہیں مانتے اور تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا مہربان ہے - لوط کی قوم نے

قَوْمُ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۶۰﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾

رسولوں کو جھٹلایا تھا - جب ان کے بھائی لوط نے ان کو کہا کیا تم ڈرتے نہیں

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَاۤ اَسْــٴَـلُكُمْ عَلَیْهِ

بے شک میں تمہارے لئے معتبر رسول ہوں - پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو - اور میں تم سے اس بات پر

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ

مزدوری نہیں مانگتا - میری مزدوری تو اللہ رب العالمین ہی کے پاس ہے کیا تم دنیا کے لوگوں میں سے لڑکوں کے ساتھ

الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ

شہوت رانی کرتے ہو اور تمہارے پروردگار نے جو تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے ہیں ان کو چھوڑتے ہو بلکہ تم حد مقررہ سے

عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ﴿۱۶۷﴾ قَالَ

آگے بڑھنے والے ہو - وہ بولے اے لوط! اگر تو باز نہ آیا تو تو نکالا جائے گا لوط نے کہا میں خود

ایک نہ سنی فوراً اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں - پس عذاب الٰہی کے سبب سے وہ صبح ہوتے ہی اپنے گھروں میں ندامت کے مارے پشیمان پڑے تھے کیونکہ عذاب کے آثار نمایاں ہو رہے تھے - پس تھوڑی دیر میں عذاب نے ان کو آدبایا اور ہلاک کر دیا - کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں بڑی نشانی ہے - اور جو مانیں ان کے لئے ہدایت ہے - مگر ان میں سے بہت سے لوگ نہیں مانتے کسی سچائی کے قائل نہیں ہوتے - اور تیرا پروردگار بڑا غالب بڑا مہربان ہے - کہ باوجود غلبہ قدرت کے ان کو جلدی نہیں پکڑتا - لیکن آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی - اسی طرح لوط کی قوم نے رسول کو جھٹلایا تھا - جب ان کے بھائی لوط نے ان کو کہا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں - بیشک میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے معتبر رسول ہوں - کیا مجال کہ ذرہ بھی خیانت کروں - پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو - میں تم سے اس کام پر مزدوری نہیں مانگتا - میری مزدوری تو اللہ رب العالمین ہی کے پاس ہے - وہی میرا مالک ہے وہی میرا خالق ہے - اس لئے میں تمہاری ان باتوں کی مخالفت کرتا ہوں - دیکھو تو کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے کہ تم دنیا کے لوگوں میں سے لڑکوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو - اور تمہارے پروردگار نے جو تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے ہیں ان کو چھوڑتے ہو - حالانکہ لڑکوں سے بدکاری کرنا خلاف وضع فطری ہے جو کسی طرح ٹھیک نہیں اسی لئے تمہاری رائے غلط ہے کہ ہم ٹھیک راہ پر ہیں - بلکہ تم مقررہ حدود سے آگے بڑھنے والے ہو - وہ بولے اے لوط ہم تیری اس فضول تقریر کا تو جواب نہیں دے سکتے اور نہ دینا چاہتے ہیں - البتہ اتنی ایک بات کہہ دیتے ہیں کہ اگر تو باز نہ آیا تو ایک دن یہاں سے نکالا جائے گا - حضرت لوط نے کہا خیر یہ تو تمہاری فضول باتیں ہیں - مجھے نکال دو گے تو کیا ہو گا -

إِنِّي لِعَمَلِكُم مِّنَ الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَنَجَّيْنَاهُ

تمہارے کاموں سے بیزار ہوں اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے متعلقین کو انکے کاموں کی سزا سے نجات دیجیو پس ہم نے اس کو

وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَ

اور اس کے متعلقین سب کو بچایا- سوا ایک بڑھیا عورت کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی- پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو ہلاک کرڈالا یعنی

أَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا

ہم نے ان پر بارش کی پس ان ڈرائے گئے لوگوں پر بہت بری بارش تھی بے شک اس میں نشانی ہے اور بہت سے لوگ

كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَ

ان میں سے بے ایمان ہیں- اور تیرا پروردگار بڑا ہی غالب بڑے رحم والا ہے- ایکہ والوں نے

أَصْحَابُ لْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي

رسولوں کو جھٹلایا تھا جب ان کو شعیب نے کہا کیا تم نہیں ڈرتے بے شک میں تمہارے

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

لئے رسول امین ہوں- پس اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں

أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ

مانگتا- میری مزدوری تو صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے- اور ماپ تول وغیرہ پورا کیا کرو اور کم دینے والوں

الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

میں نہ بنو- سیدھی ترازو سے وزن کیا کرو اور لوگوں کے مال کم نہ

ع ۱۶

میں خود تمہارے کاموں سے بیزار ہوں- یہ کہہ کر لوط نے خدا سے دعا کی اے میرے پروردگار مجھے اور میرے متعلقین دینی اور دنیاوی رشتہ داروں کو ان کے کاموں کی سزا سے نجات دیجیو- پس ہم نے اس کو اور اس کے متعلقین سب کو بچالیا سوا ایک بڑھیا عورت کے جو عذاب میں پیچھے رہنے والوں میں تھی- یعنی حضرت لوط کی بیوی جو ایمان سے محروم اور لوط کی مخبری کرتی رہتی تھی- وہ کفار کے ساتھ ہی رہی- پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو جو لوط کے مخالف تھے ہلاک کر دیا- یعنی ہم نے ان پر پتھراؤ کی سخت بارش کی- بارش کیا تھی[1] صرف پتھراو تھا- پس ان ڈرائے گئے لوگوں پر بہت بری بارش تھی- بیشک اس میں ایک بڑی نشانی ہے- اور بہت سے لوگ ان میں سے بے ایمان ہیں- اور تیرا پروردگار بڑا ہی غالب بڑے رحم والا ہے- اسی طرح ایکہ والوں یعنی قوم شعیب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا- جب ان کو شعیب نے کہا کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے- بیشک میں تمہارے لئے رسول امین ہوں- خدا کے احکام سناتا ہوں- اس کے حکموں میں پہلا حکم یہ ہے کہ خدا کا خوف دل میں رکھو پس اس سے ڈرو اور میری تابعداری کرو- دیکھو میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا- میری مزدوری تو صرف اللہ رب العالمین کے پاس ہے- تم اتنا نہیں سوچتے کہ میں بے لاگ تمہارا خیر خواہ ہوں- اور کسی طرح کی تم سے مجھ کو طمع نہیں- پھر بھی منہ چڑھائے جاتے ہیں- غور نہیں کرتے اس مذہبی حکم کے بعد اخلاقی حکموں میں پہلا حکم یہ ہے کہ ماپ تول وغیرہ پورا کیا کرو- اور کم دینے والوں سے نہ بنو- سیدھی ترازو سے وزن کیا کرو- اور لوگوں کے مال

[1] اس جگہ صرف کے کیا معنی؟ قرآن میں اس کے لئے کوئی لفظ نہیں- شاید زمین الٹ دینے سے انکار کیلئے تمہید ہو- عفا اللہ عنہ ۱۲ منہ میر سیالکوٹی

اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ

دیا کرو اور ملک میں فساد نہ پھیلاؤ اور اللہ سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی

الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ

مخلوق کو پیدا کیا وہ بولے کسی نے تم پر جادو کردیا ہے اور تو ہماری طرح کا ایک

مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ

آدمی ہے اور ہم تو تجھے جھوٹا جانتے ہیں پس اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ

کوئی ٹکڑا گرا دے۔ شعیب نے کہا میرا پروردگار تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔ وہ شعیب کو جھٹلاتے

فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ

ہی رہے پس ان کو سایہ داروں میں عذاب نے آ دبایا کچھ شک نہیں کہ وہ بڑے دن کا سا عذاب تھا۔ بے شک اس

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾

میں نشانی ہے بہت سے لوگ ان میں سے ایمان نہیں لاتے اور تیرا پروردگار بہت غالب بڑا رحم کرنے والا ہے

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰي قَلْبِكَ

اور بے شک یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین نے اس کو تیرے دل پر اتارا ہے تاکہ تو ان

لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

ڈرانے والوں میں سے بنو۔ واضح عربی زبان میں ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ پہلے لوگوں کی کتابوں میں ہے

کم نہ دیا کرو۔ اور ملک میں فساد نہ پھیلاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو جس نے تم کو اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا۔ کیا تمہیں اصل نفع کافی نہیں۔ وہ بولے ہمارے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ کسی نے تجھ پر جادو کر دیا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے تو ایسی بہکی بہکی باتیں نہ کرتا تھا۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ تو ہماری طرح کا ایک آدمی ہے۔ پھر بھلا کونسی بات تجھ میں زیادہ ہے جو تو نبوت کا دعویدار بنتا ہے۔ اور ہم کو ماتحت بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے ہم تو تجھے جھوٹا جانتے ہیں۔ پس اگر تو سچا ہے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے۔ یا جو کچھ تجھ سے ہو سکتا ہے کر گزر۔ شعیب نے کہا میرا پروردگار تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے۔ وہ جو کچھ مناسب جانے گا تم سے کریگا۔ غرض وہ شعیب کو جھٹلاتے ہی رہے۔ پس آخر ان کو سایہ داروں میں عذاب نے آ دبایا۔ یعنی ایک روز بادل کثرت سے ان پر آئے وہ سمجھے کہ بارش ہو گی۔ مگر آخر کار ثابت ہوا کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا دن یعنی قیامت کا سا عذاب تھا۔ جس سے سب لوگ تباہ ہوئے۔ بیشک اس واقع میں ایک بڑی نشانی ہے مگر بہت سے لوگ ان میں سے ایمان نہیں لاتے۔ نہ سچائی کو قبول کرتے ہیں۔ اور تیرا پروردگار بہت غالب بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اس لئے اور سنو جس طرح یہ رسول اپنے اپنے وقت پر احکام الٰہی لائے اور امتیوں کو سناتے رہے۔ بیشک اسی طرح یہ قرآن بھی رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین یعنی جبرائیل فرشتہ نے اس کو تیرے دل پر اتارا ہے یعنی تجھ کو سنایا ہے کانوں میں ڈالا ہے تاکہ تو اے نبی ان ڈرانے والوں یعنی نبیوں کی جماعت میں سے ہو۔ اسی لئے واضح عربی زبان میں ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ گو اس کی صورت کذائی حادث ہے مگر یہ یعنی اس کا اصل مضمون پہلے لوگوں کی کتابوں میں ملتا ہے گو پچھلوں نے اس اصل مضمون کو بہت کچھ بگاڑا ہے۔ تاہم اصلیت کا پتہ لگتا ہے۔

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى

کیا ان کے لئے یہ نشان کافی نہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء بھی اس کو جانتے ہیں اور اگر ہم اس کو

بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ

کسی عجمی پر اتارتے اور وہ ان کو پڑھ کر سناتا تو کبھی اس پر ایمان نہ لاتے۔ اسی طرح ہم نے

سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾

اس کو مجرموں کے دلوں میں داخل کردیا ہے وہ ہرگز اس کو نہ مانیں گے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے

فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

پس عذاب ان پر ناگہاں آجائے گا کہ نہیں جانتے ہوں گے۔ پھر کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ہے؟

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ

کیا ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں؟ بھلا بتلاؤ اگر ہم ان کو سالہا سال تک بھی مہلت دیویں پھر جو کچھ ان سے

مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا

وعدہ کیا جاتا ہے وہ ان پر آجائے تو جن چیزوں سے ان کو منافع حاصل ہورہے ہیں وہ انہیں کیا کام آئیں گی اور ہم کسی بستی

مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾

کو بغیر اس کے تباہ و برباد نہیں کرتے کہ ان کے پاس ڈر سنانے والے نصیحت کرنے کو آئے ہوں اور ہم ظالم نہیں ہیں

کیا ان منکروں کے لئے یہ نشان کافی نہیں کہ بنی اسرائیل کے علماء بھی اس مضمون کو جانتے ہیں۔ ان سے پوچھو تو گو وہ اسلام اور قرآن کے مخالف ہیں۔ مگر علیحدگی میں اتنی تصدیق وہ بھی کردیں گے کہ

خدا ایک ہے کوئی اس سا نہیں کسی کام میں بھی ساجھی اس کا نہیں

رہی یہ بات کہ وہ اس مضمون کو عبرانی یا کسی اور زبان میں بیان کریں گے۔ اور قرآن عربی میں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم اس مضمون کو کسی عجمی پر اتارتے یعنی عربی کے بجائے عجمی میں نازل کرتے۔ اور وہ ان کو پڑھ کر سناتا تو کبھی اس پر ایمان نہ لاتے۔ ان کا یہ عذر ہوتا کہ واہ صاحب ہم تو عربی اور یہ عجمی کون اسے سمجھے اور کون اس کا ترجمہ کرے۔ لیکن اب جو باوجود اس وضاحت کے ایمان نہیں لاتے تو اب ان کا کوئی عذر نہیں۔ پڑے سر کھائیں۔ اسی طرح بالا کراہ ان کے بادل نخواستہ ہم نے اس قرآن کو مجرموں کے دلوں میں داخل کردیا ہے۔ یعنی ان کے کانوں میں ڈال کر دل تک اس کا مضمون پہنچا دیا ہے۔ وہ ہرگز اس کو نہ مانیں گے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے۔ پس یاد رکھیں کہ عذاب ان پر ایسا ناگہاں آجائے گا کہ نہیں جانتے ہونگے پھر کہیں گے کیا ہمیں کچھ مہلت ہے۔ کیا اس وقت مہلت مانگیں گے۔ اور اس وقت ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں۔ یہ ان کی سراسر کج فہمی اور حماقت ہے۔ بھلا بتلاؤ اگر ہم ان کو سالہا سال تک بھی مہلت دیں پھر جو کچھ برے کاموں پر عذاب کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ان پر آجائے۔ تو جن چیزوں سے ان کو دنیاوی فوائد اور منافع حاصل ہو رہے ہیں وہ انہیں کیا کام آئیں گی۔ ہرگز کچھ کام نہ آئے گا۔ اور یونہی تباہ ہو جائیں گے۔ ہم ان کو اس لئے سمجھاتے ہیں کہ ہمارے ہاں عام دستور اور قانون ہے کہ ہم کسی بستی کو بغیر اس کے تباہ و برباد نہیں کرتے کہ ان کے پاس برے کاموں پر عذاب کا ڈر سنانے والے نصیحت کرنے کو نبی آئے ہوں۔ کیونکہ ہم ہر حال میں منصف اور رحیم ہیں۔ اور ہم کسی طرح ظالم نہیں ہیں۔ بلکہ جب بندوں کی

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ

اور نہ شیاطین نے اس کو اتارا ہے نہ ان کو لائق ہے اور نہ ان سے ہو سکتا ہے- وہ اس

عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾

کے سننے سے بھی الگ کئے جاچکے ہیں- پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکاریو ورنہ تو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

اور اپنے قریبی کنبہ والوں کو سمجھایا کر اور جو ایماندار تیرے تابع ہوئے ہیں اپنے بازو ان کے سامنے جھکا

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ

دیا کر- پھر بھی اگر یہ لوگ تیری بے فرمانی کریں تو تو کہہ میں تمہارے کاموں سے بیزار ہوں- اور خدائے غالب

عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي

اور مہربان پر بھروسہ کر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے- اور سجدہ کرنے والوں میں تیرا

السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾

آنا جانا بھی دیکھتا ہے

طرف سے شرارت حد کو پہنچ جاتی ہے- تو ان کی سرکوبی کے لئے مناسب وقت پر عذاب نازل ہوتا ہے- ان مشرکین عرب کے شمار کے دن بھی اب قریب آگئے ہیں- کیونکہ ان کی شرارت اور فساد بھی حد سے بڑھ گیا ہے- دیکھو تو اس سے بھی زیادہ فساد ہوگا کہ قرآن شریف کی نسبت یہ کیسے کیسے غلط خیالات رکھتے ہیں کہ اس (محمد علیہ السلام) نے اپنے پاس سے بنالیا ہے بعض تو اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ اس کو شیاطین نازل کرتے ہیں- یعنی ان کے خیالات کا اثر ہے- حالانکہ یہ قرآن حضرت محمد علیہ السلام نے نہ از خود بنایا ہے اور نہ شیاطین نے اس کو اتارا ہے نہ ان شیاطین کو لائق ہے اور نہ ان سے ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ اتر سکیں- بلکہ ان کے اس سے تو پر جلتے ہیں- اور مارے خوف کے کانپتے ہیں- وہ تو اس قرآن کے سننے سے بھی الگ کئے جاچکے ہیں- اور اس سے ان کی طبیعت کو کوئی مناسبت ہی نہیں- کیونکہ قرآن کا اثر ان کے شرارتی مادہ کو مضر ہے چونکہ یہ قرآن مجید ایسی ایک باعظمت کتاب تجھ کو ملی ہے جس کا پہلا سبق خالص توحید ہے- پس تو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکاریو- یعنی اللہ کے سوا کسی چیز کو مت پکاریو- خواہ اس کو مخلوق جان کر بھی پکارو گے تو بھی وہ معبود بن جائے گا- پس تم ایسا ہرگز نہ کیجو- ورنہ تو سخت عذاب میں مبتلا کیا جائے گا- کیونکہ جس طرح سنکھیا ہر کسی کو مضر ہے خواہ کوئی کھائے- اس طرح شرک ہر کسی کو مضر ہے خواہ کوئی کرلے- جو اس کا مرتکب ہوگا ہلاک ہوگا- پس تو ایسا کوئی فعل نہ کیا کر- اور اپنے قریبی کنبہ والوں کو بالخصوص سمجھایا کر- اور جو ایماندار تیرے تابع ہوئے ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کر- ایسا کہ اپنے بازو ان کے سامنے جھکا دیا کر یعنی بتواضع اور بتکریم ان سے برتاؤ کیا کر' غرض تو ہر ایک خاص عام سے وسیع الاخلاقی سے برتاؤ کیا کر- باوجود حسن خلق کے پھر بھی یہ لوگ اگر تیری بے فرمانی کریں- یعنی کفار عرب تجھ کو نہ مانیں- تو تو کہہ کہ میں تمہارے کاموں اور کرتوتوں سے بیزار ہوں- یہ کہہ اور خدائے عزیز غالب اور مہربان پر بھروسہ کر جو تجھے دیکھتا ہے- جب تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور سجدہ کرنے والوں یعنی نمازیوں میں تیرا آنا جانا بھی دیکھتا ہے کہ کس عاجزی اور خشوع سے تو اور تیرے ساتھ والے نماز ادا کرتے ہیں-

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۲۲۰﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۲۱﴾

کچھ شک نہیں کہ وہی سنتا اور جانتا ہے- میں تمہیں بتلاؤں کہ شیاطین کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں

تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿۲۲۳﴾

وہ ہر ایک دروغ گو بدکردار پر اترا کرتے ہیں سنی سنائی باتیں پہنچاتے ہیں اور بہت سے ان میں سے جھوٹے ہوتے ہیں

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿۲۲۴﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿۲۲۵﴾

اور شاعروں کے پیچھے گمراہ لوگ چلتے ہیں کیا تو نے دیکھا نہیں کہ وہ ہر ایک جنگل میں گھوم جاتے ہیں

وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿۲۲۶﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اور جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں- مگر جو لوگ ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور اللہ کو بہت بہت

وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

یاد کرتے ہیں

کچھ شک نہیں کہ وہی سب کی سنتا اور سب کی جانتا ہے- پس وہ تیری بھی سنتا ہے- اور تیرے مخالفوں کی بھی جانتا ہے- جو کہتے ہیں کہ اس نبی پر قرآن کو شیاطین لاتے ہیں- میں (خدا) تمہیں بتلاؤں کہ شیاطین کن لوگوں پر نازل ہوتے ہیں- کن کے دلوں میں خیالات واہیات ڈالتے ہیں- وہ شیاطین ہر ایک دروغ گو بدکردار پر اترا کرتے ہیں- یعنی جھوٹے اور ناراست لوگوں کو وہ اپنا مورد نزول بناتے ہیں- انہی سے تعلقات پیدا کرتے ہیں- اور ان تک سنی سنائی باتیں پہنچاتے ہیں اور بہت سے ان میں سے جھوٹے ہیں- ایک تو بات بھی ان کی سنی سنائی ہوئی ہے- دوئم وہ خود بھی جھوٹے ہوتے ہیں- پس تم اس خبر کی صحت کا اندازہ خود ہی لگالو- اور سنو انہی جھوٹوں کے پیرو شاعر ہیں- جن کے حق میں ایک قومی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے مقرر جہاں نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار واں چھوٹ جائینگے سارے جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

یہی وجہ ہے کہ شاعروں کے پیچھے گمراہ لوگ ہی چلتے ہیں- جیسے آج کل کے رؤسا اور دولت مندوں کا حال ہے کہ ذرہ سی کسی شاعر نے مدح کر دی تو آسمان پر چڑھ گئے- اگر ذرہ سی مذمت کی تو تحت الثری تک جا پہنچے- حالانکہ یہ بالکل فضول خیال ہے- کیا تو نے دیکھا نہیں کہ وہ شاعر لوگ ہر ایک جنگل میں گھوم جاتے ہیں- یعنی ہر ایک قسم کے مضامین بنا دیتے ہیں- ان کو کسی مدح سے غرض نہیں ہوتی- نہ کسی کی مذمت سے مطلب- بلکہ اصل غرض ان کی مضمون باندھنے یا روپیہ بٹورنے سے ہوتی ہے- یہی وجہ ہے کہ وہ ہر ایک قسم کا مضمون باندھ لیتے ہیں- ہر ایک کی مدح اور ہر ایک کی مذمت کرتے رہتے ہیں- بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنا کر دکھا دینا شاعروں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے- بقول شخصے

جو شاعر کمر جھوٹ پر باندھتے ہیں رگ گل سے بلبل کے پر باندھتے ہیں

اور ایک عیب ان میں سخت یہ ہے کہ جو کچھ کہتے ہیں کرتے نہیں- کہنے کو تو توحید و سنت- زہد و تقوی وغیرہ سب مضامین لکھ دیتے ہیں- پر خود ان پر عامل نہیں ہوتے- لیکن یہ بد عادات عموماً ان شاعروں میں ہوتی ہیں جو دین مذہب سے گئے گزرے ہیں- مگر جو لوگ ایماندار ہیں اور نیک کام کرتے ہیں- اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے

وَانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

اور بعد مظلوم ہونے کے بدلہ لیتے ہیں اور ظالم جان جائیں گے کہ کس چکر میں گھوم رہے ہیں

سورت النمل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱﴾ هُدًى وَّبُشْرٰى

میں اللہ بڑا وسعت والا پاک ہوں- یہ آئتیں قرآن یعنی روشن کتاب کی ہیں- جو مومنوں کے لئے ہدایت اور

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

بشارت ہے جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾

رکھتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں راست بیانی ہوتی ہے نہ وہ از خود کسی شخص کی ناجائز مدح یا مذمت کرتے ہیں اور اگر کسی پر حملہ آور ہوتے ہیں تو بعد مظلوم ہونے کے بدلہ لیتے ہیں ورنہ ابتداء وہ کسی پر ظلم نہیں کرتے پس ایسے ایمان دار نیکو کار خدا کے ہاں مقبول ہیں اور جو ظالم ہیں مخلوق کو ناحق ستاتے ہیں بلاوجہ کوستے ہیں ہاتھ اور زبان سے ایذائیں دیتے ہیں- وہ خود ہی جان جائیں گے- کہ کس چکر میں گھوم رہے ہیں- جس وقت ان کے اعمال کا نظارہ ان کے سامنے آجائے گا تو جان جائیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروئد جو ز جو

سورت النمل

سنو میں[1] اللہ بڑا وسعت والا سب عیبوں سے پاک ہوں میری پاکی اور صفات کا علم حاصل کرنا چاہو تو بس یہی اس کا ذریعہ ہے کہ تم قرآن شریف پڑھو- یہ آیتیں بھی جو اس سورت میں تم کو سنائی جائیں گی قرآن شریف یعنی[2] روشن کتاب کی ہیں- جو کتاب مومنوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے مگر ایماندار بھی وہ نہیں جو اپنے منہ میاں مٹھو ہوں- کریں کرائیں کچھ بھی نہیں صرف منہ سے مومن کہلائیں ایسے لوگوں کی خدا کے ہاں کوئی قدر نہیں- قدر تو انہی لوگوں کی ہے جو خدا کو مان کر اس کے حکم کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں یعنی جسمانی اور مالی عبادات میں برابر مصروف رہتے ہیں اور آخرت پر ان کو ایسا پختہ اور مضبوط اعتقاد ہے کہ یہ کہنا بلا مبالغہ ہے کہ آخرت پر ہی یقین رکھتے ہیں کیونکہ ہمہ اوقات ان کو یہی دھن رہتی ہے کہ جو کام کریں آخرت ہی کے لیے کریں اگر کسی سے پیار کرتے ہیں تو اس خیال سے کرتے ہیں کہ اس سے پیار کرنا ان کو آخرت میں کار آمد ہوتا ہے- اگر بغض رکھتے ہیں تو ایسے لوگوں ہی سے رکھتے ہیں جن سے بغض آخرت میں کار آمد ہوتا ہے

[1] انا اللہ ذوالطول القدوس (منہ)

[2] اشارہ ہے کہ عطف تفسیری ہے (منہ)

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ④

جو لوگ آخرت سے منکر ہیں ہم ان کے اعمال ان کی نظروں میں مزین کردیتے ہیں پس وہ بھٹکتے پھرتے ہیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ⑤

یہی لوگ ہیں جن کے لئے بہت برا عذاب ہے اور یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ⑥ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ

اور قرآن تجھے حکیم علیم کی طرف سے دیا گیا ہے۔ جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں

لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ

سے کہا میں نے آگ دیکھی ہے میں تمہارے پاس سے کوئی خبر یا سلگتا ہوا انگارا لاتا ہوں تاکہ تم

لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ⑦ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ

لوگ تاپو۔ پس جب اس کے قریب آیا تو اس کو پکار ہوئی کہ مبارک ہے جو آگ میں ہے

وَمَنْ حَوْلَهَا

اور جو اس کے ارد گرد ہے

پس ایسے لوگوں کے لئے قرآن ہدایت ہے یعنی ایسے لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو ان کے دلوں پر ایک خاص اثر ہوتا ہے اور وہ اثر ان کو خدا کی طرف کھینچ لے جاتا ہے گو پہلے بھی وہ کھینچے ہوتے ہیں لیکن قرآن ان کی مزید ہدایت اور تسکین کا باعث ہوتا ہے اور رحمت کی خوشخبری سناتا ہے اور جو لوگ آخرت یعنی روز جزا سے منکر ہیں وہ جو کچھ کرتے ہیں محض اپنے نفس کی خوشی کے لئے کرتے ہیں ان کو خدا کی خوشی یا ناخوشی کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ اس لئے ہمیشہ ان کی حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ہم (خدا) بھی ان کے اعمال ان کی نظروں میں مزین اور خوبصورت کر دیتے ہیں پس ان کی کچھ نہ پوچھو جب کسی آدمی کو اپنی برائی بری معلوم ہو تو چھوڑنے کی توقع بھی ہو سکتی ہے لیکن جب اس برائی کو بھلائی کی نظر سے دیکھے تو پھر کیا امید؟ اسی لیے وہ لوگ بھٹکتے پھرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے بہت برا عذاب تیار ہے اور یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور یہ لوگ صرف اس لیے تیرے مخالف ہو رہے ہیں کہ قرآن مجید میں ان کے خیالات کی تردید یا اصلاح مذکور ہوتی ہے جس سے یہ لوگ سخت مضطرب اور پریشان ہوتے ہیں حالانکہ قرآن شریف تجھے حکیم علیم خدا کی طرف سے دیا جاتا ہے اگر یہ کہیں کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہے؟ کہ کسی آدمی کو خدا کی طرف سے کتاب ملے یا وہ رسول ہو کر بندوں کی طرف بلائے تو ان کو سمجھانے کے لئے حضرت موسیٰ کا قصہ سنا جب موسیٰ اپنے سسر کے شہر مدین سے اپنے عیال کو لے کر واپس مصر کی طرف آنے لگے تو راستہ میں پہاڑ پر آگ دیکھی تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا میں نے آگ دیکھی ہے میں جاتا ہوں۔ تمہارے پاس اس سے کوئی خبر یا سلگتا ہوا انگارا لاتا ہوں تاکہ تم لوگ تاپو پس وہ اس خیال سے عیال کو چھوڑ کر نکلے لیکن جب اس آگ کے قریب آیا تو ان کو پکار ہوئی کہ مبارک ہو جو آگ میں ہے اور جو اس کے ارد گرد تمام دنیا میں ہے یعنی خدا کی طرف سے حضرت موسیٰ کو آواز آئی کہ اے موسیٰ کس آگ کی تلاش میں ہو؟ آؤ ہم تمہیں وہ آگ بتلائیں کہ تمام دنیا کی آگ اس کے آگے ہیچ ہے یعنی یہ آگ خدا کے عشق کی ہے جس کو کسی درخت

وَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ يٰمُوۡسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝

اور اللہ رب العالمین پاک ہے۔ اے موسیٰ! بات یہ ہے کہ میں اللہ جو غالب بڑی حکمت والا ہے

وَاَلۡقِ عَصَاكَ‌ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهۡتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدۡبِرًا وَّلَمۡ يُعَقِّبۡ‌ ؕ يٰمُوۡسٰى

اور تو اپنی لکڑی کو پھینک دے پھر جب اس نے دیکھا کہ وہ حرکت کرتی ہے گویا کہ وہ پتلا سا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اس نے لوٹ

لَا تَخَفۡ اِنِّىۡ لَا يَخَافُ لَدَىَّ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ۝ اِلَّا مَنۡ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسۡنًۢا

کر نہ دیکھا۔ اے موسیٰ ڈرو نہیں میرے نزدیک پہنچ کر رسول نہیں ڈرا کرتے ہاں جو ظلم کرے پھر وہ برائی کے بعد نیکی اختیار

بَعۡدَ سُوۡٓءٍ فَاِنِّىۡ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝ وَاَدۡخِلۡ يَدَكَ فِىۡ جَيۡبِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ

کرے تو میں بخشنہار مہربان ہوں اور تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر وہ بغیر بیماری کے

مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ‌ فِىۡ تِسۡعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَقَوۡمِهٖ‌ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا قَوۡمًا

سفید نکلے گا۔ تو نشانوں کے ساتھ تم فرعون اور اس کی قوم کی طرف جاؤ بے شک وہ بدکاروں

فٰسِقِيۡنَ ۝

کی قوم ہے

سے یا مکان سے کوئی حلول یا نزول کا تعلق نہیں وہ سب جہان میں ہے پھر سب سے الگ بھی ہے اور سن یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ ان حوادث کا محل ہے۔ نہیں اللہ رب العالمین اس قسم کی نسبتوں سے پاک ہے اے موسیٰ بات اصل یہ ہے کہ میں ہوں وہ ذات جس کا نام اللہ ہے جو سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے اور سن یہ جو تو لکڑی اٹھائے ہوئے ہے۔ ہماری جناب میں پہنچ کر کسی غیر کو ساتھ رکھنا ٹھیک نہیں۔ پس تو اپنی اس لکڑی کو پھینک دے بس اس کا پھینکنا تھا کہ قدرت خداوندی کا جلال ظاہر ہوا کہ وہ سانپ بن کر ہلنے لگا پھر جب اس نے دیکھا کہ وہ لکڑی ایسی پھرتی سے حرکت کرتی ہے گویا کہ وہ پتلا سا سانپ ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اس نے لوٹ کر نہ دیکھا۔ ہم نے اسے آواز دی اے موسیٰ یہ کیا حرکت ہے کیا کیفیت ہے ڈرو نہیں ایسے موقع پر تو عام لوگوں کا خوف بھی دور ہو جاتا ہے۔ پھر تیرے جیسا مقرب بندہ کیوں ڈرے۔ سن خصوصاً میرے نزدیک پہنچ کر رسول نہیں ڈرا کرتے تو اگرچہ ابھی تک خلعت رسالت سے مفتخر نہیں ہوا لیکن آخر ہونے والا ہے۔ تیرا زمانہ رسالت قریب ہے پس تجھے بھی انہی کی خصلت اختیار کرنی چاہیے ہاں جو بدعملی سے ظلم کرے یعنی اس سے کوئی قصور سرزد ہو جائے اسے تو ڈرنا چاہیے لیکن پھر بھی وہ اس جرم کے بعد اگر توبہ کرے اور برائی کے بعد نیکی کا طریق اختیار کرے تو ایسے شخص کے حق میں بھی میں بخشنہار مہربان ہوں۔ اور سن ہم تجھ کو ایک اور کرشمہ قدرت دکھاتے ہیں تو اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کر دیکھ وہ بغیر بیماری برص[1] کے سفید چمکتا ہوا نکلے گا یہ دو اور باقی سات کل نو نشانوں کے ساتھ تم فرعون اور اس کی قوم کی طرف جاؤ۔ بیشک وہ بدکاروں کی قوم ہے۔ بدکاری کی جڑ خدا سے بے خوفی ہے لیکن جو خدا ہی سے منکر ہو تو اس کی بے خوفی کی بھی حد ہو گی پھر اس کی بدکاری میں کیا شبہ ہے۔

[1] موجودہ تورات کی دوسری کتاب خروج باب ۴ کی ۶ آیت حضرت موسیٰ کے ہاتھ کو مبروص لکھا ہے قرآن مجید چونکہ کتب سابقہ پر مھیمن (نگہبان) ہو کر آیا ہے جہاں پر ان میں کوئی غلطی ہو اس کی اصلاح کرتا ہے اس لیے اس جگہ فرمایا من غیر سوء یعنی مبروص نہ تھا۔ اسی لیے ہم نے برص کا لفظ بڑھایا ہے۔ تاکہ موجودہ تورات کی غلط بیانی کی اصلاح ہو۔ (منہ)

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا

پھر جب ان کے پاس ہمارے واضح نشان آئے تو انہوں نے کہا یہ تو صریح جادو ہے اور ظلم اور تکبر کی وجہ سے

وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾

انہوں نے ان کو نہ مانا مگر دل ان کے ان کو تسلیم کر چکے تھے۔ پھر تم دیکھ لو ان مفسدوں کا انجام کیسا ہوا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا۔ اور دونوں نے کہا سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم کو اپنے بہت

كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

سے ایماندار بندوں پر برتری بخشی اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا اور اس نے کہا اے لوگو! ہم کو پرندوں

عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

کی بولی بھی سکھائی گئی ہے۔ اور ہم کو ہر ایک چیز ملی ہے۔ بے شک یہ صریح فضل ہے

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

اور سلیمان کے سامنے جنوں انسانوں اور جانوروں میں سے اس کی فوج جمع کی گئی تو اکٹھے کئے گئے

چنانچہ حضرت موسیٰ مع ہارون سلام اللہ علیہما فرعون کے پاس آئے اور معجزات دکھائے پھر جب ان کے پاس ہمارے کھلے اور واضح نشان آئے تو انہوں نے بجائے ماننے کے یہ کہا کہ یہ تو صریح جادو ہے لوگوں میں اس بہتان کو انہوں نے پھیلایا اور ظلم اور تکبر کی وجہ سے جن کے وہ خوگیر ہو رہے تھے انہوں نے ان نشانات کو نہ مانا گو وہ ظاہراً منکر ہوئے مگر دل ان کے ان کو تسلیم کر چکے تھے پھر تم دیکھ لو کہ ان مفسدوں کا انجام کیسا ہوا کیسے تمام دنیا کی نظروں میں ذلیل ہوئے اسی طرح یہ لوگ بھی جو اس وقت تمہارے مخالف ہو رہے ہیں اور خواہ مخواہ کی فضول چھیڑ خانیاں کرتے رہتے ہیں ایک روز برباد ہو جائیں گے۔ سلسلہ نبوت کی یہ تو ایک فقیرانہ نظیر تم نے سنی ہے اب ایک شاہانہ نظیر تم کو بتلاتے ہیں۔ سنو ہم نے داؤد اور سلیمان سلام اللہ علیہما کو علم دیا تھا یعنی ان کو معرفت الٰہی اور پولیٹیکل اکانمی یعنی جہانبانی کی قابلیت عطا کی ان دونوں باپ بیٹا نے کہا سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر برتری بخشی۔ ایمانداروں کا ذکر اس لیے کیا کہ بے ایمانوں پر فضیلت اور برتری تو کوئی چیز ہی نہیں جبکہ بے ایمان لوگ خدا کے نزدیک حیوانات سے بھی بدتر ہیں تو ان پر برتری اور بڑائی کیا چیز ہے خیر یہ تو ان کی پہلی پکار تھی جس سے ان کی اندرونی کیفیت معلوم ہوتی ہے کہ باپ بیٹا اپنی تمام شان و شوکت عزت و حشمت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جانتے تھے اور سلیمان جب اپنے باپ داؤد کا وارث ہوا یعنی باپ کی طرح خدمت دینی اس کے سپرد ہوئی اور ملک پر حکمران ہوا تو سب سے پہلے اس نے خدا کا شکر کیا اور کہا اے لوگو ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہم کو ہر ایک ضروری چیز خدا کے ہاں سے ملی ہے بے شک یہ صریح خدائی فضل ہے ورنہ ہمارا اس میں کوئی حق نہیں۔ اسی طرح حضرت سلیمان نیک نیتی سے حکومت چلاتے رہے ہمیشہ ان کو دین کا خیال مقدم ہوتا اور دنیا کا اس کے تابع ایک واقع نظیراً تم کو سناتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت سلیمان کے سامنے جنوں۔ انسانوں اور جانوروں میں سے اس کی فوج جمع کی گئی تو وہ سب ان کے سامنے اکھٹے کئے گئے۔ جمع ہو کر ایک جگہ سے دوسری جگہ کو جانے کا حکم ہوا تو وہ سب چلے۔

حَتّٰٓی اِذَآ اَتَوۡا عَلٰی وَادِ النَّمۡلِ ۙ قَالَتۡ نَمۡلَۃٌ یّٰۤاَیُّہَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰکِنَکُمۡ ۚ

یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کے ایک میدان میں پہنچے تو ان میں سے ایک نے کہا اے چیونٹیوں تم اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ

لَا یَحۡطِمَنَّکُمۡ سُلَیۡمٰنُ وَ جُنُوۡدُہٗ ۙ وَ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنۡ قَوۡلِہَا

ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کی فوج ناواقفی میں تم کو روند ڈالیں پس وہ اس کے کہنے سے ہنس پڑا

یہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کے ایک میدان میں پہنچے تو ان چیونٹیوں میں سے ایک[1] نے کہا اے چیونٹیو تم اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کی فوج ناواقفی میں تم کو روند ڈالیں۔ چیونٹی کا یہ کلام بذریعہ الہام یا کشف الٰہی کے سلیمان تک بھی پہنچا پس وہ اس کے کہنے سے ہنس پڑا کہ الحمد اللہ ان کو بھی اس بات کا یقین ہے۔

[1] ممکن ہے کسی ظاہر بین (نیچری مزاق) کو اس موقع پر اعتراض سوجھے کہ چیونٹی نے کلام کیسے کیا اور حضرت سلیمان نے کیسے سمجھا اس لیے ایسے متوہم آدمی کو چیونٹیوں کے خواص اور حرکات کی توجہ دلانے کے لئے پنجاب یونیورسٹی کی اردو کی آٹھویں کتاب سے ایک عبارت نقل کرتے ہیں لکھا ہے

چیونٹیاں اپنے پرائے کی شناخت بہت اچھی طرح کرتی ہیں۔ باوجودیکہ زندگی تھوڑی ہوتی ہے لیکن اپنا ٹھکانہ کبھی نہیں بھولتیں۔ یگانے اور بیگانے میں تمیز کر سکتی ہیں اگر بھٹک کر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو جب کبھی ملنے کا اتفاق ہو گا تو فوراً ایک دوسری کو جائینگی۔

ان کی ایک اور بات نہایت ہی عجیب ہے کہ مردوں کو دفن کرتی ہیں اور حضرت انسان کی طرح جنازہ بھی نکالتی ہیں۔ سڈنی واقع نیو ساؤتھ ویلز کی ایک میم صاحبہ کا بیان ہے کہ اس کا چار برس کا بچہ ایک مکان میں سویا پڑا تھا۔ وہ یکایک چونک پڑا اور وہ جھٹ دوڑ کر اس کے پاس گئی کیا دیکھتی ہے کہ بچہ بلبلا رہا ہے اور اس کے جسم پر چیونٹیوں کا ایک جھتا جما ہوا ہے۔ اسے یقین ہوا کہ چیونٹیوں نے بچے کو کاٹ کھایا اس نے بیس کے قریب تو مار ڈالیں اور باقی اتار کر مردوں سے دور ہٹائیں۔ پھر وہ بچے کو گود میں لے کر نہلانے لے گئی چونکہ اسے شوق تھا کہ ان کا کچھ حال معلوم کرے واپس آکر کیا دیکھتی ہے کہ کچھ چیونٹیاں اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف جا رہی ہے یہ ان کی پیچھے پیچھے ہولی۔ وہ اپنے خانوں میں گئیں۔ چار پانچ کے قریب ہوں گی جو اپنے گھروں سے لوٹ کر کچھ دور چل کر ٹھہر گئیں کہ اور آلیں تو مل کر چلیں تھوڑی دیر بعد اپنے گھروں سے بہت سی چیونٹیاں آکر اکٹھی ہوئیں اور سب چل کر لاشوں کے پاس آئیں اور یہ انتظام کیا کہ دو چیونٹیوں نے ایک لاش کو اٹھایا اور دو ان کے پیچھے ہولیں۔ اسی طرح سب کے واسطے اہتمام کیا گیا اور باقی دو سو کے قریب ہوں گی جو سب کے پیچھے ماتم کرتی ہوئی چلیں اسی ترتیب سے چل کر وہ سب کی سب ایک چھوٹے ٹیلے پر پہنچیں۔ راستے میں اگر کوئی جوڑی تھک جاتی تھی تو پچھلی جوڑی اس کو سبکدوش کرتی تھی وہاں دو سو میں سے آدھیوں نے کچھ گھڑے سے کھودے اور لاشوں کو ان میں ڈال دیا اور باقی آدھیوں نے ان کے اوپر مٹی ڈال کر ڈھانک دیا چھ کے قریب ایسی رہ گئیں جنھوں نے اس کام میں کچھ امداد نہ دی اس لیے انہیں قتل کیا گیا اور ان کے پہلو ہی میں دفن کی گئیں۔ جب فارغ ہوئیں تو سب کی سب مقتل پر آئیں وہاں ذرا سا ٹھہر کر ہر ایک نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی۔ میم صاحبہ لکھتی ہے کہ یہ تماشا ہم نے اپنی آنکھوں سے کئی مرتبہ دیکھا ہے۔ (اردو کی آٹھویں کتاب)

اس کے علاوہ ہم خود دیکھتے ہیں کہ ایک چیونٹی ادھر سے جاتی ہے ایک ادھر سے آتی ہے۔ دونوں راستے میں منہ جوڑ کر کھڑی ہو جاتی ہیں تھوڑی دیر کے بعد اپنی اپنی راہ کو چلی جاتی ہے۔ اس سے ان کی باہمی گفتگو تو صاف ثابت ہوتی ہے۔ ہاں یہ سوال کہ حضرت سلیمان نے اس کو کیسے سن لیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت سلیمان کو بذریعہ القاء اور الہام الٰہی کی خبر کی گئی تھی اس کا ثبوت عام طور پر ملتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اس قسم کے واقعات کا علم بالہام الٰہی ہو جایا کرتا ہے حضرت یعقوب علیہم السلام کو مصر سے قافلہ نکلنے اور حضرت یوسف کی زندگی خبر ہو گئی۔ جس کو انہوں نے الہام الٰہی کی طرف منسوب کیا ہے۔ علی ہذا القیاس اور بھی۔ پس اسی طرح حضرت سلیمان کو ہوا ہو گا۔ اور بس (منہ)

وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ

اور کہا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

اور یہ کہ میں نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرتا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھ کو اپنے نیک بندوں میں داخل فرما

وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَالِیَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ ﴿۲۰﴾

اور سلیمان نے پرندوں کی تلاش کی تو کہا کیا وجہ ہے کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا کیا وہ غائب ہے

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۱﴾

تو میں اس کو سخت عذاب کروں گا- یا ذبح کر ڈالوں گا- یا میرے پاس کوئی واضح دلیل لائے

فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ

پس وہ تھوڑی دیر بعد آموجود ہوا تو اس نے کہا میں نے ایک ایسے امر پر اطلاع پائی ہے جس کی حضور کو خبر نہیں اور میں حضور

یَّقِیْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا

کے پاس قوم سبا سے ایک محقق خبر لایا ہوں- میں ایک عورت کو ان پر حکومت کرتے پایا اور اسے سب چیزیں میسر ہیں اور اس کا تخت بھی

عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾

بہت ہی بڑا ہے

کہ ہم اور ہماری فوج جان بوجھ کر ان پر ظلم نہیں کریں گے اس لیے وہ اس کلام سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے تو توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی کہ خاندان نبوت میں پیدا کیا اپنی معرفت سے حصہ وافر بخشا اور مخلوق پر بے جا ظلم کرنے سے احتراز دیا اور یہ بھی توفیق دی کہ میں نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرتا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھ کو اپنے نیک بندوں میں داخل فرما جو ہمیشہ تیرا احسان مانتے ہیں اور تیرے شکر گزار رہتے ہیں اسی سفر میں حضرت سلیمان نے پرندوں کی تلاش کی تو کہا کیا وجہ ہے کہ میں ہد ہد یعنی کھٹ بڑھئی پرند کو یہاں نہیں دیکھتا کیا وہ مر گیا ہے یا غائب ہے اگر وہ زندہ ہے تو میں اس کی غیر حاضری پر اس کو سخت عذاب کروں گا یا ذبح کر ڈالوں گا یا میرے پاس کوئی واضح دلیل اپنی غیر حاضری پر لائے- پس وہ ہد ہد تھوڑی سی دیر بعد آموجود ہوا جب اس سے سوال ہوا تو اس نے کہا کہ حضور میری غیر حاضری معاف فرمائی جائے میں ایک سرکاری خدمت میں تھا- میں نے ایسے ایک امر پر اطلاع پائی جس کی حضور کو ہنوز خبر نہیں اور میں حضور کے پاس قوم سبا سے جو یمن میں رہتے ہیں ایک محقق خبر لایا ہوں میری یہ خدمت سرکاری حلقہ میں بہت کچھ اثر رکھتی ہے- اور پولیٹیشن (مدبران ملک) اس کی قدر کریں گے- حضور میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے جو آج تک کہیں دنیا میں نہ ہوئی کہ میں نے ایک عورت کو ان قوم سبا پر حکومت کرتے پایا حالانکہ عورت گو کسی خاص وجہ سے قابلہ ہو مگر مردوں کی ذہانت قوت اور شجاعت کے سامنے اس کی کیا ہستی لیکن اس ہد ہد کو یہ معلوم نہ تھا کہ

نہ ہر زن زن ست ونہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

اس لیے اس نے حیران ہو کر یہ خبر سنائی حضور اور سنیئے اسے دنیا کی سب ضروری چیزیں مہیا ہیں- سلطنت کے متعلق سامان جنگ اور سامان آرائش وزینت سب کچھ اس کے پاس اور اس کا تخت بھی بہت ہی بڑا ہے-

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

میں نے اس کو اور اس کی قوم کو پایا ہے کہ خدا کے سوا سورج کی عبادت کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے بد اعمالی ان

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ

کی نظروں میں خوبصورت دکھا کر ان کو راہ سے روک دیا ہے۔ پس وہ راہ نہیں پائے کہ اللہ ہی کو سجدہ کریں

الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝

جو آسمان و زمین کی چھپی چیزوں کو ظاہر کردیتا ہے۔ اور جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو

اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ

سب کو جانتا ہے وہ اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بڑے تخت کا مالک ہے سلیمان نے کہا ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹوں

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ

میں سے ہے۔ اچھا یہ میری چھٹی لے جا پس یہ ان کے پہنچا کر ان سے ذرا ہٹ جائیو

فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝

پھر دیکھیو کیا جواب دیتے ہیں۔ ملکہ نے کہا میرے درباریو! میرے پاس ایک معزز مراسلہ آیا ہے

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ

کچھ شک نہیں کہ وہ سلیمان کی طرف سے ہے

حضور اور ایک بڑے مزے کی بات سنئے کہ باوجود اس شان و شوکت حکومت اور ہوشیاری کے ان کی حماقت کا حال یہ ہے کہ میں نے اس ملکہ کو اور اس کی قوم کو پایا ہے کہ خدا کے سوا سورج کی عبادت بھی کرتے ہیں اور شیطان نے ان کی بداعمالی ان کی نظروں میں خوبصورت دکھا کر ان کو راہ راست سے روک رکھا ہے پس وہ سیدھی راہ کی طرف نہیں آتے کہ اللہ ہی کو سجدہ کریں جو آسمان و زمین کی چھپی چیزوں کو ظاہر کر دیتا ہے اوپر سے بارش لاتا ہے نیچے سے انگوریاں پیدا کرتا ہے اور جو مخفی راز تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے سنو وہ اللہ ہے یعنی اس کا نام اللہ ہے جس کے معنی ہیں جامع جمیع صفات کمالیہ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔وہ بڑے تخت کا مالک ہے یعنی تمام دنیا کی سلطنت اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اسی کی یہ تعریف ہے

توجسے چاہے امیری دے جسے چاہے فقیری جسے تو چاہے بزرگی دے جسے چاہے حقیری
کرم و عفو سے کیونکر نہ کریں عذر پذیری تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری
تو معزولی تو مزلی ملک العرش بجائی

یہ رپورٹ سن کر حضرت سلیمان نے کہا اچھا ہم دیکھیں گے کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے یعنی جیسے جھوٹے جاسوس غلط خبریں اڑایا کرتے ہیں۔ تو بھی انہی کی طرح تو نہیں۔اچھا یہ لے میری چھٹی اس کو لے جا پس یہ ان کے پاس پہنچا کر ان سے ذرا ہٹ جائیو پھر دیکھیو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں خیر یہ سن کر ہدہد سرکاری مراسلہ لے کر چل دیا اور کسی طرح ملکہ کے پاس پہنچا دیا ملکہ نے مراسلہ پر نشان شاہی دیکھ کر کہا اے میرے درباریو' وزیر و امیر و میرے پاس ایک معزز مراسلہ آیا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ سلیمان بادشاہ کی طرف سے ہے جس کی شان شوکت کو تم نے بھی سنا اور جانا ہے گو وہ[1] ہم سے بوجہ اپنی عالی مکانی کے واقف نہ ہو مگر ہم تو اسے جانتے ہیں

[1] یہ ایک سوال کے جواب کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت سلیمان کو تو ملکہ بلقیس کی خبر نہ تھی مگر ملکہ کو کیسے معلوم تھا کہ سلیمان بھی کوئی بادشاہ ہے جسکا خط قابل عزت ہے۔(منہ)

وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

اور تحقیق وہ اللہ رحمان رحیم کے نام سے شروع ہے لکھا ہے کہ ہم سے سرکشی مت کرو اور ہمارے حضور میں فرماں بردار ہو کر چلے آؤ

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾

اس نے کہا اے میرے درباریو! تم میرے اس کام میں مجھے رائے بتلاؤ میرا دستور ہے کہ جب تک تم لوگ میرے پاس نہ آؤ میں کسی کام کو فیصل نہیں کرتی

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا

انہوں نے کہا ہم بڑی طاقت والے اور بڑے لڑاکے ہیں اور اختیار سب حضور کو ہے پس سرکار جو حکم دینا چاہیں غور فرما

تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ

لیں- ملکہ نے کہا بے شک بادشاہ جب کسی شہر میں آتے ہیں تو اس کو خراب کردیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں

اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

کو ذلیل کرتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں

اور تحقیق وہ مراسلہ اللہ رحمان رحیم کے نام سے شروع ہے یعنی ابتداء[1] میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مرقوم ہے یہ لکھ کر لکھا ہے کہ ہم سے سرکشی مت کرو اور ہمارے حضور میں فرمانبردار ہو کر چلے آؤ کیسا زوردار کلام ہے جو بحکم کلام الملوک ملوک الکلام (بادشاہوں کا کلام بھی کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے) دل پر ایک خاص اثر کرتا ہے اسی اثناء میں اس نے کہا اے میرے شیر درباریو! تم میرے اس کام میں بھی مجھے رائے بتلاؤ کہ مین اس الجھن کو کیسے سلجھاؤں- تم جانتے ہو آج ہی نہیں- ہمیشہ سے میرا دستور ہے کہ جب تک تم لوگ میرے پاس نہ آؤ- میں کسی ضروری کام متعلقہ سلطنت کو فیصل نہیں کرتی یعنی جب تک کونسل پوری نہ ہولے میں نے کبھی فیصلہ نہیں کیا- گو میں کونسل کی رائے کے برخلاف بھی گاہے گاہے کرتی ہوں مگر تمہاری سن کر بے سنے نہیں تم جانتے ہو ہندوستان میں وائسرائے میں بھی دستور ہے کہ کونسل کی رائے کے بغیر فیصلہ نہیں ہوتا مگر وائسرائے سب کے برخلاف کرنے کا مجاز ہے-[2] انہوں نے اپنے زعم باطل میں آکر بیک زبان کہا کہ ہم بڑی طاقت والے ہیں اور بڑے لڑاکے ہیں پھر ہم سلیمان سے دبیں تو کیوں؟ ہماری رائے تو یہی ہے کہ اگر وہ اپنی حد سے بڑھے تو اس کا مقابلہ ضرور ہونا چاہیے- یہ تو ہماری ناقص رائے ہے اور اختیار سب حضور کو ہے پس سرکار عالیہ جو حکم دینا چاہیں غور فرمالیں- ہم تو نمک خوار فرمانبردار ہیں تعمیل کرنے کو حاضر- ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو بے شک ہم طاقتور ہیں مگر جس بات سے میں ڈرتی ہوں وہ یہ ہے کہ بادشاہ جب فتح کر کے کسی شہر میں آتے ہیں تو اس کو خراب کر دیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں کیا تم نے ہندوستان کی جنگوں کا حال نہیں سنا جن کو دہلی کا غدر کہتے ہیں کس طرح انگریزوں نے دہلی کے معززین کو پھانسی پر لٹکایا تھا اور کس طرح ان کو ذلیل کیا تھا تم واقعی جانو کہ ایسا ہی کرتے ہیں- چونکہ لڑائی کے ہمیشہ دو پہلو ہوتے ہیں- عرب کے لوگ کہا کرتے ہیں الحرب سجال یعنی لڑائی تو مثل ڈول کے ہے

[1] جو لوگ کہتے ہیں کہ انہ من سلیمن سے مراسلہ شروع ہوتا تھا غلط ہے کیونکہ حضرت انبیاء علیہم السلام کا طریق خط نویسی کا یہی تھا کہ مضمون اور اپنے نام سے پہلے بسم اللہ لکھا کرتے تھے حضرت سلیمان نے بھی ایسا ہی کیا تھا- بلکہ بلقیس نے مراسلہ کے نویسندہ کا نام از خود پہلے بتلایا تھا ورنہ وہ اصل میں وہ بسم اللہ سے پیچھے تھا (منہ)

[2] یہ ساری تقریر اس سوال کے جواب کے لئے ہے کہ ملکہ نے وزیروں سے مشورہ لینے کی وجہ خود ہی تو یہ بتلائی کہ جب تک تم نہ آؤ کسی کام کا فیصلہ نہیں کیا کرتی آخر پھر جو فیصلہ کیا تو ان سب کے خلاف کیا- (منہ)

وَاِنِّیْ مُرْسِلَةٌ اِلَیْهِمْ بِهَدِیَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَ

اور میں ان کی طرف ہدیہ بھیج کر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لائیں گے۔ پس جب وہ

سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ

سلیمان کے حضور میں پہنچا تو سلیمان نے کہا تم مجھے مال سے مدد دینا چاہتے ہو؟ جو کچھ اللہ نے دیا وہ اس سے اچھا ہے جو تم کو دیا ہے

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ

تم ہی اپنی ہدیوں پر خوش ہوا کرتے ہو تو ان کی طرف واپس جا ہم ان پر ایسی فوج لاویں گے کہ اس

لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ قَالَ یٰٓاَیُّهَا الْمَلَؤُا

کے مقابلہ کی سکت ان میں نہ ہوگی اور ہم ان کو ان کے ملک سے ذلیل و خوار کرکے نکال دیں گے۔ سلیمان نے کہا اے سردارو!

اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ

کون تم میں سے اس کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے پہلے اس سے کہ وہ لوگ میرے پاس تابعدار ہو کر آئیں جنوں میں سے ایک شورہ پست دیو

اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ۝

بول اٹھا کہ میں اس کو لا سکتا ہوں پہلے اس سے کہ حضور اپنے اس مقام سے اٹھیں اور میں اس کام پر قدرت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں

کبھی کسی کے ہاتھ ہے کبھی کسی کے۔ ممکن کیا اغلب ہے کہ ہم مغلوب ہوں گے کیونکہ سلیمان ایک بڑی زبردست سلطنت کا مالک ہے اور ہماری اس کے مقابلہ میں وہی نسبت ہے جو افریقہ کے بوئروں کی انگریزوں کے مقابلہ میں تھی گو بوئر اپنی شجاعت اور جوانمردی سے بہت دیر تک انگریزوں سے لڑتے رہے لیکن تابکے بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی آخر مغلوب ہوئے پس میں اسی شش و پنج میں ہوں کہ کہیں فتح کی عزت لیتے لیتے اتنے سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اس لیے میں ان کی یعنی سلیمان اور ان کے امراء کی طرف ہدیہ بھیج کر دیکھتی ہوں کہ میرے ایلچی کیا جواب لائیں گے یہ کہہ کر اس نے اپنے سفیر کو حضرت سلیمان کی خدمت میں بھیجا پس جب وہ حضرت سلیمان کے حضور میں پہنچا تو سلیمان نے تحفہ تحائف دیکھ کر بظاہر ترش روئی سے اسے کہا کہ تم مجھے مال سے مدد دینا چاہتے ہو؟ سنو جو کچھ اللہ نے مجھے دیا ہے وہ اس سے اچھا ہے جو تم کو دیا ہے۔ تم ہی اپنے ہدیوں پر خوش ہوا کرتے ہو ذرا کسی نے تحفہ دیا تو بس پھولے نہ سمائے لگے فخر کرنے۔ ہم انبیاء کی جماعت روپیہ پیسہ کے لالچ میں نہیں آیا کرتے پس تو ان کی طرف واپس[1] جا ہم ان پر ایسی فوج لائیں گے کہ اس کے مقابلہ کی سکت ان میں نہ ہوگی اور ہم ان کو ان کے ملک سے ذلیل و خوار کرکے نکال دیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے ایلچی کو تو واپس کیا ادھر حضرت سلیمان نے اپنے مشیروں سے کہا اے میرے سردارو اور مشیرو! کون تم میں سے اس ملکہ بلقیس کا تخت میرے پاس لا سکتا ہے پہلے اس سے کہ وہ لوگ میرے پاس تابعدار ہو کر آئیں جنوں میں سے ایک شورہ پشت دیو بول اٹھا حضور میں اس کو لا سکتا ہوں پہلے اس سے کہ حضور اپنے اس مقام سے اٹھیں اور میں اس کام پر قدرت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں۔

[1] اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان سلام اللہ نے سفیر سے کیوں ایسی سختی کی بحالیکہ شریعت الٰہیہ میں حکم ہے کہ ایلچیوں کے ساتھ حسن سلوک سے برتاؤ کرو اور اگر کوئی قوم صلح چاہے تو صلح سے رہو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت سلیمان نے ایلچی کی توہین نہیں کی تھی بلکہ عزت کے ساتھ اتارا۔ اور جو کچھ سختی ان کے کلام میں معلوم ہوتی ہے یہ صرف لفظوں میں ہے۔ نیز ایلچی مذکور کوئی پیغام صلح یا ما تحتی کا اقرار لے کر نہ آیا تھا بلکہ معمولی طور پر تحائف لے کر پہنچا اس لیے حضرت سلیمان نے اس کو متنبہ کیا کہ جب تک باقاعدہ مصالحت یا ما تحتی کا اقرار نہ ہو ہم اتنے پر راضی نہیں ہوں گے (منہ)

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ

ایک شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اس کو حضور کے سامنے لاسکتا ہوں

اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۚ۫

پس جب اس نے اپنے سامنے اس کو موجود دیکھا تو کہا یہ میرے پروردگار کا فضل ہے۔ تاکہ مجھ

لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ

کو آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔ اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے نفس کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا

رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ

ہے تو خدا بے نیاز اور کریم ہے۔ سلیمان نے کہا تم اس کا یہ تخت متبدل کردو۔ ہم دیکھیں گے کہ راہ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے

الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ

جو راہ نہیں پایا کرتے۔ پھر جب وہ آئی تو اسے کہا گیا کہ تیرا تخت اسی طرح کا ہے؟ اس نے کہا یہ تو گویا

هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ

وہی ہے اور اس واقعہ سے پہلے ہی ہم کو علم تھا

یہ خیال نہ فرمایئے کہ میں اس تخت کے جواہرات وغیرہ سے کچھ نکال لوں گا ایک شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا یعنی وہ کتابی تعلیمات کا عامل تھا جس کی وجہ سے اس کو ایسے امور پر قدرت تھی وہ بولا کہ حضور آنکھ کے جھپکنے سے پہلے میں اس تخت کو حضور کے سامنے لاسکتا ہوں یعنی حضرت بہت جلد۔ حضرت سلیمان نے اس کو اس کام پر مامور فرمایا پھر جب سلیمان نے اپنے سامنے اس کو موجود دیکھا تو کہا یہ میرے پروردگار کا فضل ہے کہ ایسے ایسے لائق آدمی میرے ماتحت ہیں۔ یہ اس لئے ہے تاکہ مجھ کو آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور ظاہر یہ کہ جو کوئی اللہ کے احسانات کا شکر کرتا ہے وہ صرف اپنے نفس کے لئے شکر کرتا ہے اس کے شکر کا فائدہ اسی کو ہے اور کسی کو نہیں اور جو ناشکری کرتا ہے تو اس کی ناشکری سے بھی کسی کا کچھ حرج نہیں خدا بھی اس سے بے نیاز اور کریم ہے۔ نہ بندوں کے شکر کرنے سے اس کا کچھ سنورتا ہے نہ ناشکری سے کچھ بگڑتا ہے۔ یہ اظہار نعمت کر کے حضرت سلیمان نے کہا میں جانتا ہوں کہ ملکہ بلقیس گو بڑی دانا عورت ہے مگر آخر عورت ہے دل ودماغ مردوں کا سا نہیں رکھتی ہوگی اس لیے میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ میرے دباؤ سے دب کر ضرور خود میرے حضور میں آئے گی پس تم اس کو آزمانے کو اس کا یہ تخت ذرا متبدل کر دو ہم دیکھیں کہ وہ باوجود تغیر کے اس کے پہچاننے میں راہ پاتی ہے یا ان لوگوں میں ہوتی ہے جو موٹی عقل سے ایسے باریک امور میں نہیں پایا کرتے پھر آخر کار جب وہ ملکہ بلقیس آئی تو اس کا امتحان لینے کو اسے کہا گیا کہ تیرا تخت اسی طرح کا ہے؟ اس سوال سے ایک غرض تو اس کی عقل اور تمیز کا امتحان کرنا تھا دوسری غرض یہ بھی تھی کہ اپنے تخت کو دیکھ کر یہ دل میں خوف زدہ اور مرعوب ہو کہ سلیمان ایسا زور والا بادشاہ ہے کہ میرا تخت ایسا جلدی منگا لیا کہ میں ابھی پہنچی نہیں کہ وہ مجھ سے پہلے موجود ہے چنانچہ اس امتحان کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی عقل کا اندازہ بھی ہو گیا۔ کیونکہ اس نے کہا یہ تو گویا وہی ہے گو تم لوگوں نے اس میں کہیں کہیں ردوبدل کرنے سے تغیر تبدل کر دیا ہے مگر میں بھی تو آخر ملکہ بلقیس ہوں یہ تو اس کی عقل کا امتحان تھا اس میں تو وہ بڑی خوبی سے پاس ہو گئی اور اس بلقیس نے یہ بھی کہا کہ اس واقعہ سے پہلے ہی

مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ

اور ہم فرماں بردار تھے اور اس کو ان چیزوں نے روک رکھا تھا جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی

اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ

کیونکہ وہ کافروں کی قوم سے تھی- اسے کہا گیا کہ شاہی میں داخل ہوجائے پس جب اس نے دیکھا

لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ

تو اس کو پانی کی لہر سمجھا اور اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا لیا- سلیمان نے کہا یہ محل شیشوں کا جڑاؤ ہے اس نے کہا اے میرے پروردگار

اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی فرماں بردار ہوں اور ہم نے قوم ثمود

اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

کی طرف ان کے بھائی صالح کو بایں پیغام بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو پس وہ تو سنتے ہی دو گروہ ہوکر باہمی جھگڑنے لگے

سلیمانی زور اور جبروت کا ہم کو علم تھا اور ہم حضور کے فرمانبر دار تھے پس اصل غرض جو اس امتحان سے تھی وہ بھی پوری ہوگئی کہ ملکہ بلقیس کے دل پر سلیمانی رعب خوب اثر کر گیا اس کے انداز گفتگو سے بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سلیمان کے رعب کا سکہ اس کے دل میں پہلے ہی سے تھا مگر اختلاف مذہبی اور تعصب کے باعث وہ آج تک نہ پہنچی تھی اور اس کو شاہی حضور میں حاضر ہونے سے ان چیزوں نے روک رکھا تھا جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتی تھی اس لیے وہ اس تعصب مذہبی اور مخالفت کی وجہ سے آج تک الگ تھلگ رہی جس طرح ہندوستان کے مشرک ہندو صبح صبح مسلمانوں کو منہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے اسی طرح ملکہ بلقیس بھی دربار شاہی سے متنفر رہی- کیونکہ وہ کافروں کی قوم سے تھی جو اللہ کے سوا اور چیزوں کی عبادت کیا کرتے ہیں- خیر اس ابتدائی ملاقات اور معمولی گفتگو کے بعد اسے کہا گیا کہ شاہی محل میں داخل ہو جاوہ محل خاص اسی تقریب کے لیے تیار کرا کر آراستہ کیا گیا تھا اس کا فرش سفید شفاف بلور کا تھا اور اس کے نیچے پانی بہتا تھا پس جب اس نے اس محل کو دیکھا تو اس کے فرش کو پانی کی لہر سمجھا اور کپڑوں کو پانی سے بچانے کے لئے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھالیا حضرت سلیمان نے یا ان کے کسی معتمد سرکاری اڈیکانگ نے کہا یہ محل شیشوں کا جڑاؤ ہے پانی نہیں ہے- یہ سن کر اس نے کپڑا چھوڑ دیا خیر ملکہ بلقیس وہاں فروکش ہوئی اسی طرح اس نے کئی دن تک جب مصاحبت حاصل کی اور اس کے خیالات میں تبدیلی ہوئی تو آخر ایک روز اس نے کہا اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا کہ آج تک تیرے ساتھ میں ان چیزوں کو شریک کرتی رہی جو حقیقت میں تیری شریک نہ تھیں- اور آج سے میں حضرت سلیمان کے ساتھ خاص اللہ رب العالمین کی فرمانبردار ہوں پس میرے پچھلے گناہوں کی معافی ہو آئندہ کو میری توبہ- دیکھو کہ اتنی بڑی تاجدار اور سلطنت والی مگر جب ہدایت اور سچی راہ اس کو سمجھائی گئی تو فوراً اس نے گردن جھکادی- حقیقت میں یہ انسان کی کمال شرافت ہے کہ خدا کے حکموں کے آگے چوں نہ کرے اسی امر کی ہدایت کرنے کو دنیا میں ہزار ہا انبیاء اور نیک بندے آئے اور اسی غرض کے لیے ہم نے قوم ثمود کی طرف انکے بھائی حضرت صالح نبی کو بایں پیغام بھیجا کہ اللہ ہی کی عبادت کرو پس وہ سنتے ہی دو مختلف گروہ ہوکر باہمی جھگڑنے لگے- ایک فریق تو خدائی ہدایت کے مطابق کاربند ہوا ایک گروہ بدستور

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ

صالح نے کہا میرے بھائیو! بھلائی سے پہلے برائی کے لئے کیوں جلدی کرتے ہو- کیوں اللہ سے تم بخشش نہیں مانگتے

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

تاکہ تم پر رحم کیا جائے- وہ بولے ہم نے تجھ کو اور تیرے ساتھ والوں کو بڑا ہی منحوس پایا ہے- صالح نے کہا تمہاری نحوست اللہ کے

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ

ہاں سے ہے بلکہ تم عذاب میں مبتلا کئے جاتے ہو- شہر میں نو کس ایسے تھے جو ملک میں فساد کرتے تھے اور اصلاح نہ

فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ

کرتے تھے انہوں نے آپس میں کہا اللہ کی قسم کھاؤ ہم اس کو اور اس کے گھر والوں کو

ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوْا

قتل کرڈالیں گے پھر اس کے والی کو کہہ دیں گے کہ ہم اس کی ہلاکت کے وقت حاضر نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں انہوں نے خفیہ

مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

داؤ لگائے' ہم نے بھی خفیہ داؤ لگایا اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی

ان کا مخالف رہا- اس گروہ کے لوگ حضرت صالح اور ان کے معتقدین کے ساتھ بگڑ کر کہتے ہیں کہ ہم تمہاری بات کبھی نہ مانیں گے تم اگر سچے ہو تو ہم پر عذاب لے آؤ تب ہم تمہاری کرامت مانیں گے یہ قصہ - قضیہ سنکر حضرت صالح نے کہا میرے بھائیو خدا سے عافیت اور نیکی چاہو بھلائی سے پہلے برائی کو جلدی جلدی کیوں چاہتے ہو- بھائیو کیوں اللہ تعالیٰ سے تم بخشش نہیں مانگتے تاکہ تمہارے گناہ خدا بخش دے اس کے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں پس تم بخشش مانگو تاکہ تم پر رحم کیا جائے وہ بھلا کہاں مانتے ہیں جاہل بگڑے ہوئے خدا کی پناہ بولے بخشش مانگنے نہ مانگنے کی بات تو رہی الگ تیرے کہنے سے تو ہم مانگنے کے نہیں کیونکہ ہم نے تجھ اور تیرے ساتھ والوں کو جو لمبی لمبی داڑھی لٹکائے پھرتے ہیں اور دن میں پانچ پانچ سات سات دفعہ نمازیں پڑھتے ہیں ان کو بڑا ہی منحوس پایا ہے واللہ جب سے تم اس نئے خیال کے لوگ پیدا ہوئے ہو کئی ایک قسم کی بلائیں ملک پر آئی ہیں اور کئی طرح کی آفات ارضی اور سماوی ہمارے ملک کو کھا گئی ہیں- حضرت صالح نے کہا بھائیو تم تو ضد میں باتیں کرتے ہو بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کریں تو ہم مگر پڑے تم پر اسی سے تم سمجھو کہ تمہاری نحوست کا اصل سبب اللہ کے ہاں سے تمہاری بدکرداری ہے یہ نہیں کہ ہمارے برے اعمال سے تم ہلاک ہو جاؤ- نہیں بلکہ تم ایک ایسی قوم ہو جو اپنے ہی گناہوں کے باعث عذاب میں مبتلا کئے جاتے ہو تمہاری بدکرداری کوئی ایسی چیز ہے جو کسی سے مخفی ہو ہرگز نہیں- خیر یہ تو تھی عام لوگوں کی گفتگو ان کے علاوہ خاص شہر میں نو کس ایسے تھے جو ملک میں فساد کرتے تھے اور کسی طرح اصلاح نہ کرتے تھے انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا آؤ عہد کرو اور اللہ کے نام کی قسم کھاؤ کہ جس طرح سے بن پڑے ہم اس صالح کو اور اس کے گھر والوں کو قتل کرڈالیں گے پھر اس کے والی یعنی قریبی رشتہ دار کو کہہ دیں گے کہ ہم اس کی ہلاکت کے وقت حاضر نہ تھے نہ ہمیں کوئی خبر ہے اور ہم اس بیان میں بالکل سچے ہیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ معاملہ کس سے ہے اس لئے انہوں نے یہ چالاکی سوچی اور ہر طرح کے خفیہ داؤ لگائے کہ کسی طرح کامیاب ہو سکیں ہم (خدا) نے بھی خفیہ داؤ لگایا ایسا کہ انکو نیست و نابود کر دیا اور انکو خبر بھی نہ ہوئی-

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ ۙ أَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِيْنَ ﴿۵۱﴾

پس تو دیکھ کہ ان کے داؤ کا انجام کیسا ہوا ہم نے ان کو اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا

فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً ۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۗ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾

پس ان کے مظالم کی وجہ سے یہ ان کے گھر ویران پڑے ہیں بے شک اس میں علم دار قوم کے لئے نشانی ہے

وَأَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَلُوْطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ

اور جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار تھے ان کو ہم نے نجات بخشی۔ اور لوط کو بھی ہم نے بھیجا تھا جب اس نے اپنی

أَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً

قوم سے کہا کیا تم دیدہ و دانستہ بے حیائی کرتے ہو۔ کیا تم عورتوں کے سوا شہوت پوری کرنے کو لڑکوں

مِّنْ دُوْنِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ

پر گرتے ہو۔ پس بات یہ ہے کہ تم بالکل جہالت کرتے ہو۔ پس اس کی قوم کا جواب یہی ہوا

قَوْمِهٖ إِلَّا أَنْ قَالُوْا أَخْرِجُوْا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾

کہ انہوں نے کہا لوط کے ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ پاک رہتے ہیں

فَأَنْجَيْنٰهُ وَأَهْلَهٗ إِلَّا امْرَأَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾

پس ہم نے اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو بچالیا سوا اس کی عورت کے کہ ہم نے اس کو پیچھے رہنے والوں میں مقدر کر رکھا تھا

پس تو دیکھ کہ ان کے داؤ کا انجام کیسا ہوا کہ ہم نے ان نواشخاص کو اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا پس ان کے مظالم کی وجہ سے یہ ان کے گھر ویران پڑے ہیں تم سوچتے نہیں ہو کہ بدی کا انجام ہمیشہ بدتر ہوتا ہے بیشک اس مذکور میں علم دار قوم کے لئے بہت بڑی ہدایت کی نشانی ہے وہ جان سکتے ہیں اور اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ برے اعمال ثمرہ نیک نہیں دیا کرتے۔ دیکھو ان کو ہم نے یوں تباہ کیا اور جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار تھے ان کو ہم نے نجات بخشی گو یہ کاروائی ساری کفار کے منشا کے برخلاف ہوئی مگر ہمارے حکم کے برخلاف نہیں ہوئی کیونکہ ہم نے اس کو بھیجا تھا اور حضرت لوط کو بھی ہم نے بھیجا تھا جس کا قصہ بھی عجائبات زمانہ سے ایک عجوبہ ہے اس کی ابتداء اس وقت سے ہے جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم دیدہ دانستہ بے حیائی کرتے ہو کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم عورتوں کے سوا شہوت پوری کرنے کے لئے لڑکوں پر گرتے ہو بس بات یہ ہے کہ تم بالکل جہالت کے کام کرتے ہو۔ پس یہ سن کر اس کی قوم کا جواب یہی ہوا کہ انہوں نے آپس میں کہا کہ لوگو سنو ان بھلے مانسوں یعنی لوط کے ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال دو۔ کیونکہ یہ لوگ تمہارے جیسے کام کرنے سے پاک رہتے ہیں اور بڑے نیک بخت بننے کے مدعی ہیں اس لیے مناسب نہیں کہ ہم بدکاروں میں ایسے نیکوکار رہیں ورنہ خطرہ ہے

کسی دن یہ پگڑی اچھل جائے گی

پس بہت جلدی ان کو الگ کرو پس جب وہ ان کوتے ہتھیاروں پر آئے تو ہمارا غضب بھی موج زن ہوا ہم نے اس لوط کو اور اس کے ساتھ والوں کو عذاب سے بچالیا سوا اس کی عورت کے کہ اس کی بیفرمانی کی وجہ سے ہم نے اس کو عذاب میں پیچھے رہنے والوں میں مقدر کر رکھا تھا۔

وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ ﴿۵۸﴾ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ

اور ان پر پتھروں کی بارش کی پس ڈرائے ہوئے لوگوں پر بہت بڑی تباہی آئی- تو کہہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور

سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ؕ آٰللّٰہُ خَیۡرٌ اَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۵۹﴾

سلام اس کے بندوں پر ہے جن کو اس نے برگذیدہ فرمایا- کیا خدا بہتر ہے یا جن کو یہ لوگ خدا کے شریک بناتے ہیں

ان کو تو بچایا اور ان مخالفوں پر پتھروں کی بارش کی پس کچھ نہ پوچھو کہ ان ڈرائے ہوئے لوگوں پر کیسی بارش تھی بہت ہی بری طرح سے وہ کچلے گئے اور ان پر تباہی آئی-لہذا اے نبی تو بھی اپنے مخالفوں سے کہہ کہ اس تباہی کے آنے سے پہلے سمجھ جاؤ اور میری بات کو کان لگا کر سنو کہ میں کیا کہتا ہوں- میرا سبق یہ ہے کہ دنیا اور دنیا کی سب چیزیں اس مالک الملک کے تابع فرمان ہیں جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہی ان کا خالق ہے وہی ان کا حقیقی مالک ہے-اس لیے میری تعلیم کا پہلا سبق یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں یعنی خالقیت مالکیت رازقیت عالمیت وغیرہ سب کی سب اسی ذات ستودہ صفات کے حق میں ہیں ان میں کسی بندے کا ساجھا نہیں اور سلام اور بزرگانہ تعظیم اس کے نیک بندوں پر ہے جن کو اس نے برگزیدہ فرمایا اتنے ہی سے خدا اور خدا کے برگزیدہ بندوں کا مرتبہ بخوبی پہچانا جاسکتا ہے کہ وہ مالک ہے اور وہ بندے-پس بتلاؤ کیا خدا سب سے بہتر ہے یا جن کو یہ مشرک لوگ خدا کے شریک بناتے ہیں وہ اچھے ہیں-

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ

کون ہے جس نے آسمان بنائے اور زمین پیدا کی۔ اور اوپر سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ خوشنما

حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

باغ اگاتا ہے۔ جن کے درخت پیدا کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔ کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے

بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ؕ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا

بلکہ یہ لوگ کج رو ہیں۔ بھلا کس نے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس کے بیچ میں دریا جاری کئے

وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ

اور اس پر بڑے بڑے اٹل پہاڑ پیدا کئے اور درمیان دو سمندروں کے روک کر دی۔ کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے بلکہ بہت سے

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ؕ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ

ان میں سے جانتے نہیں۔ بھلا کون ہے جو عاجزوں کی دعائیں قبول کرتا ہے جب وہ اس کو پکارتے ہیں اور تکلیف دور کرتا ہے

يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ؕ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ

اور تم کو زمین پر خلیفے بناتا ہے بتلاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پاتے ہو بھلا کون تم کو بر و بحر کے اندھیروں

فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ

میں رہنمائی کرتا ہے اور کون اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لئے بھیجتا ہے

اگر ان کو اچھے کہو تو بھلا اتنا تو بتلاؤ کہ کون ہے جس نے آسمان بنائے اور زمین پیدا کی اور ہمیشہ تمہارے لئے اوپر سے پانی اتارتا ہے پھر اس پانی کے ساتھ خوش نما گھنے گھنے ایسے باغ اگاتا ہے[1] جن کے درخت پیدا کرنے کی تم میں طاقت نہیں تمام درخت بنانے کی طاقت تو کیا ہی ہوتی ایک پتہ کی بھی نہیں۔ کیا اتنی بڑی مخلوق بنانے میں کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے نہیں نہیں بلکہ یہ کج رو ہیں مجال نہیں کہ سیدھی اور ستھری تعلیم کو قبول کریں۔ بھلا یہ بھی تو بتلاؤ کہ کس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور اس کے بیچ میں قدرتی طور پر دریا جاری کئے اور اس پر بڑے بڑے اٹل پہاڑ پیدا کئے اور درمیان دو میٹھے اور کھاری سمندروں کے روک کر دی کہ میٹھا کڑوا پانی الگ رہتا ہے۔ کیا اس صنعت میں کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے کوئی نہیں بلکہ بہت سے ان مشرکوں میں سے جانتے نہیں۔ یونہی بے علمی اور جہالت سے باپ دادا کی تقلید پر چلے چلتے ہیں۔ بھلا ایک بات اور بتلاؤ کون ہے جو عاجزوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ جب وہ اس کو پکارتے ہیں اور اپنے بندوں سے تکلیف دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین پر ایک دوسرے کے خلیفے بناتا ہے۔ باپ کے مرنے پر بیٹا قائم مقام ہو جاتا ہے بتلاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے کوئی نہیں مگر افسوس ہے کہ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت پاتے ہو بلکہ یوں کہئے کہ پاتے ہی نہیں۔ بھلا ایک بات اور بتلاؤ کہ کون تم کو بر و بحر کے اندھیروں میں مطالب کی طرف رہنمائی کرتا ہے یعنی کس نے وہ علامات پیدا کر رکھی ہیں جن سے تم ہدایت یاب ہو سکتے ہو اور کون اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے ہواؤں کو خوش خبری دینے کے لئے بھیجتا ہے جن کے آنے سے لوگ جان جاتے ہیں کہ باران رحمت کا نزول ہوا چاہتا ہے

[1] عرب میں تو غائب سے متکلم کی طرف التفات ہے مگر اردو محاورہ میں نہیں ملتا۔ اس لئے غائب ہی کے لفظ سے ترجمہ کیا گیا۔ منہ

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے ؟ اللہ ان کے شرک سے بلند ہے- بھلا کون ہے جو مخلوق کی پیدائش شروع کرتا ہے پھر اس کو

وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ

لوٹا دیتا ہے اور کون تم کا آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے- کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے- تو کہہ کہ اگر تم سچے ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ

اپنی دلیل لاؤ- تو کہہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا نہ آسمانوں کے فرشتے نہ زمین کے

اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ

باشندے اور وہ یہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے بلکہ ان کا علم آخرت کے متعلق ختم ہوچکا ہے

بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا

بلکہ ان کو اس میں شک ہے بلکہ اس سے اندھے ہیں کافر لوگ کہتے ہیں کیا جب ہم

كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ

اور ہمارے باپ دادا مرکر مٹی ہوجائیں گے تو ہم نکالے جائیں گے پہلے بھی ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو وعدے دئے گئے تھے

کیا ایسے کام کرنے میں کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے ؟ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے بلند ہے بھلا کون ہے جو مخلوق کی پیدائش شروع کرتا ہے پھر اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے اور کون تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے- اوپر سے بارش کرتا ہے زمین سے نباتات اگاتا ہے- کیا کوئی اور معبود بھی اللہ کے ساتھ ہے- اے نبی تو کہہ کہ ہماری طرف سے تو اتمام حجت ہو چکا اور دلائل کے ساتھ ثابت کر دیا گیا کہ خدا کا کوئی ساجھی نہیں ہے اگر ہماری اس تقریر کو تم نہیں مانتے تو اچھا حسب قاعدہ علم مناظرہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل لاؤ جس سے تمہارا مدعا ثابت ہو سکے کہ خدا کے ساجھی ہیں- ہم بھی اس دلیل پر غور کریں گے اگر صحیح اور قابل قبول ہوگی تو قبول کریں گے نہیں تو جواب دیں گے- اے نبی یہ تو کیا ہی دلیل لائیں گے تو ہی ان کو کہہ اور ایک دلیل اور سنا کہ سنو معبود برحق کے لئے اپنے عابدوں کے حالات سے اطلاع پانا اور ان کے غیوب سے باخبر ہونا بھی ضروری ہے لیکن جب ہم دنیا کے واقعات پر نظر ڈالتے ہیں تو اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی غیب نہیں جانتا نہ آسمانوں کے فرشتے نہ زمین کے باشندے یہاں تک کہ ان لوگوں کو اپنے حال سے بھی خبر نہیں اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ قبروں سے یا نیند سے کب اٹھائے جائینگے حالانکہ یہ واقعات ان کی ذات پر روزانہ آتے رہتے ہیں یا آنیوالے ہیں مگر انکو خبر تک نہیں بلکہ ان مشرکوں کا علم آخرت یعنی دوسری زندگی کے متعلق ختم ہو چکا ہے- موجودہ زندگی کے بعد دوسری زندگی کا وجود ان کی سمجھ میں نہیں آتا- بلکہ ابھی تک ان کو اس قیامت میں شک ہے بلکہ گمراہی کے گڑھے میں ایسے گرے ہیں کہ گویا اس آخرت کے وجود سے اندھے ہیں یہی تو وجہ ہے کہ کافر لوگ جب قیامت کا اٹھنا سنتے ہیں اور جواب معقول نہیں بنتا تو یہ کہتے ہیں کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی ہو جائینگے تو اس سے بعد پھر ہم زمین سے نکالے جائیں گے نہیں نہیں ہرگز نہیں- آج سے پہلے بھی ہمیں اور ہمارے باپ دادا کو اس قسم کے وعدے دیئے گئے تھے- عرب کے عیسائی پادری اور یہودی علماء سے سننے میں آتا تھا جس کا وقوعہ آج تک نہ ہو سکا-

إِنْ هَٰذَآ إِلَّآ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ

یہ محض پہلے لوگوں کی حکائتیں ہیں تو کہہ زمین میں جاکر سیر کرو پھر دیکھو کہ مجرموں کا انجام

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُن فِي ضَيْقٍ مِّمَّا

کیسا ہوا؟ اور ان کے حال پر غم نہ کر اور تو ان کی خفیہ سازشوں سے دل تنگ

يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ

نہ ہو۔ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا اگر سچے ہو تو کہہ عنقریب

عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو

تمہارے جلدی مانگے ہوئے بعض عذاب تم پر آجائیں گے۔ تیرا پروردگار لوگوں کے

فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا

حال پر بڑا فضل رکھتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے اور جو کچھ یہ لوگ سینوں کے

تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

اندر چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں تیرا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے اور بھی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں کہیں کوئی چھپی ہوئی چیز ہے

إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿٧٥﴾

وہ کتاب مبین میں ہے

پس نتیجہ صاف یہ ہے کہ یہ باتیں محض پہلے لوگوں کی حکایتیں ہیں پہلوں سے پچھلوں نے سن لیں اور پچھلوں نے اور پچھلوں کو سنا دیں۔ پس تو اے نبی ایسے جلد بازوں کو کہہ کہ زمین میں جا کر سیر کرو پھر دیکھو کہ مجرموں بدکاروں اور نافرمانوں کا انجام کیسا ہوا انکو دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور ہدایت پاؤ اور سمجھ کہ

تو مشو مغرور بر حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

پس ان کو یہ پیغام سنادے اور ان کے حال پر کسی قسم کا غم فکر نہ کر کہ کیوں نہیں ایمان لاتے۔ نہیں لاتے نہ لائیں پڑے اپنا سر کھائیں تیرا کیا لیں گے اور میرا کیا بگاڑیں گے تو ان کی خفیہ سازشوں اور فریبوں سے دل تنگ نہ ہو بلکہ ان سب کا قصہ خدا کے سپرد کر اور جو کچھ کہتے ہیں چپکا سا سنتا جا۔ دیکھ تو کیسے عقلمند ہیں کہ بجائے ڈرنے کے کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ کب ہوگا۔ اگر سچے ہو کہ ضرور آئے گی تو بتلاؤ۔ تو ان کو کہہ کر اصل روز قیامت کی خبر تو کسی مخلوق کو نہیں۔ ہاں ہم یہ بتلا سکتے ہیں کہ عنقریب تمہارے جلدی مانگے ہوئے بعض عذاب تم پر آجائیں گے لیکن علم الٰہی کے مطابق جب ان کا وقت آئے گا کیونکہ تیرا پروردگار لوگوں کے حال پر بڑا فضل رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ ان کو توبہ کے لئے ڈھیل دیتا ہے لیکن بہت سے لوگ شکر نہیں کرتے مگر یاد رکھیں اس ناشکری کا بدلہ خود ہی اٹھائیں گے اور جو کچھ یہ لوگ سینوں کے اندر چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں تیرا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے اس کے علاوہ اور بھی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں کہیں کوئی چھپی ہوئی چیز ہے۔ وہ کتاب مبین یعنی علم الٰہی میں ہے کیونکہ خدا کا علم سب علموں کی اصل ہے۔ دنیا کے سچے علوم سب اسی سے نکلتے ہیں

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل کو بہت سی ایسی باتیں بتلاتا ہے جن میں وہ باہمی

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ

مختلف ہیں- اور کچھ شک نہیں کہ وہ ہدایت اور ماننے والوں کے لئے رحمت ہے بے شک تیرا پروردگار اپنے حکم کے

بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۸﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ

ساتھ ان میں فیصلہ کرے گا اور وہ غالب بڑے علم والا ہے پس تو اللہ پر بھروسہ کر کچھ شک نہیں کہ تو واضح حق

الْمُبِيْنِ ﴿۷۹﴾ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾

پر ہے کچھ شک نہیں کہ تو مردوں کو ہدایت نہیں کر سکتا اور نہ بہروں کو سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر واپس جاتے ہوں

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا

اور تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ نہیں دکھا سکتا تو صرف انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہمارے حکموں

بیشک اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ قرآن مجید بنی اسرائیل کو بہت سی ایسی باتیں بتلاتا ہے جن میں وہ باہمی مختلف ہیں کیونکہ یہ قرآن خدائے عالم الغیب کی طرف سے ہے جو سب کچھ جانتا ہے جس کے علم میں سب کچھ ہے پس جو حق حق ہے وہ بتلا دیتا ہے مثلاً بنی اسرائیل کا اس مسئلہ میں سخت اختلاف ہے کہ حضرت مسیح کون تھے- یہودی تو ان کو آدمی کہتے ہیں اور عیسائی ان کو خدا جانتے ہیں اس میں قرآن مجید نے یہ فیصلہ دیا کہ مسیح بھی اور آدمیوں کی طرح ایک آدمی ہے آدمیت اور انسانیت جیسی اور لوگوں میں ہے ان میں بھی ہے- اس مسئلہ میں تو یہودیوں کے حق میں فیصلہ ہوا اور دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ آدمی ہے تو کس درجہ کا ہے- یہودی ان کو...... کہتے ہیں اور برے برے الفاظ سے یاد کرتے تھے- عیسائی ان کو بڑا مقدس جانتے تھے- اس مسئلہ میں قرآن مجید نے یہودیوں کو قائل کیا کہ تمہارا خیال محض غلط ہے- حضرت مسیح خدا کے مقرب بندے تھے غرض اسی طرح کے کئی ایک بے لاگ فیصلے قرآن مجید نے کئے کیونکہ قرآن خدا کی طرف سے ہے اور کچھ شک نہیں کہ وہ ہدایت اور ماننے والوں کیلئے رحمت ہے پس تو ان کو سنا دے اور خدا کے سپرد کر- بیشک ایک روز تیرا پروردگار اپنے حکم کے ساتھ ان میں فیصلہ کرے گا اور وہ سب پر غالب اور بڑے علم والا ہے نہ اس کو کسی جتلانے کی حاجت ہے نہ اس کے حکم کو کوئی روک سکتا ہے پس تو اسی مالک الملک اللہ برحق پر بھروسہ کر اور ان کی فضول اور لایعنی باتوں کا خیال نہ کر- کچھ شک نہیں کہ معاند لوگ ہر ایک راستی کو جو ان کے منشا کے خلاف ہو ناپسند کیا کرتے ہیں ان کو نہ کبھی فائدہ ہوا نہ ہو گا کیونکہ وہ تو زندوں سے نکل کر مردوں میں جا چکے ہیں- اس میں کوئی شک نہیں کہ تو زندوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے مردوں کو ہدایت نہیں کر سکتا اور نہ بہروں کو سنا سکتا ہے- خصوصاً جب وہ پیٹھ پھیر کر واپس جاتے ہیں سو یہی کیفیت ان کی ہے کہ گمراہی اور ضد میں ایسے منہمک ہیں کہ بہروں اور اندھوں سے بدتر بن رہے ہیں اور تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ نہیں دکھا سکتا- کیونکہ سوتے کو جگانا تو ممکن ہے مگر جاگتا آدمی جو دانستہ سوتا ہے اسے کون جگائے؟ پس تو یاد رکھ کہ تو صرف انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے

فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ

کو مانتے ہیں- اور جب ان پر فرد جرم لگ جائے گا تو ہم زمین سے ایک جاندار پیدا کریں گے

تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ

جو اظہار کرے گا کہ لوگ ہمارے حکموں پر یقین نہ رکھتے تھے- اور جس روز ہم ہر ایک قوم میں سے ایک

اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ

جماعت ان لوگوں کی جمع کریں گے جو ہمارے حکموں کو جھٹلاتے تھے پھر وہ جمع کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے تو خدا

اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ

ان کو کہے گا کیا تم نے میرے حکموں کی تکذیب کی تھی اور ان کا علم حاصل نہ کیا تھا یا کیا کرتے تھے اور ان کے ظلم

عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ

کی وجہ سے ان پر حکم لگ جائے گا- پھر وہ بول نہ سکیں گے کیا انہوں نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ ہم نے رات کو بنایا کہ لوگ اس میں

جو ہمارے حکموں کو مانتے ہیں یعنی انہی لوگوں کے دلوں میں تیری تعلیم اثر کرے گی جن کے دلوں میں یہ بات مضبوطی سے جم گئی ہو کہ اگر یہ باتیں خدا کی طرف سے ثابت ہوئیں تو ہم ان کو ضرور مان لیں گے یہ نہ ہو کہ خواہ کچھ ہی ہو کبھی نہ مانیں گے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے لوگ خواہ کتنے ہی مخالف ہوں آخر کار ایک وقت آتا ہے کہ سنتے سنتے وہ تابع فرمان بھی ہو جاتے ہیں- شریر اور بدذات جو ذاتی عداوت رکھتے ہیں ان کا تو کوئی علاج نہیں اور جب ان پر فرد جرم لگ جائے گا تو ہم زمین سے ایک ذی روح جاندار[1] پیدا کریں گے جو اظہار کریگا کہ یہ لوگ ہمارے حکموں پر یقین نہ رکھتے تھے- اس روز ان کی حقیقت کھل جائے گی اور جس روز ہم ہر ایک قوم میں سے ایک جماعت ان لوگوں کی جمع کریں گے جو ہمارے حکموں کو جھٹلاتے تھے پھر وہ ایک وسیع میدان میں جمع کئے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے تو خدا فرشتوں کی معرفت ان کو کہے گا کیا تم نے میرے حکموں کی تکذیب کی تھی اور ان کا علم حاصل نہ کیا تھا نہ پڑھے تھے نہ بغور سنے تھے پھر کیا بلا سوچے سمجھے انکاری ہو بیٹھے تھے یا کیا کرتے تھے ان باتوں کا وہ کیا جواب دے سکیں گے بجز خاموشی اور سکوت کے- کیونکہ یہ واقعات ہی ایسے ہوں گے کہ بجز تسلیم چوں چرا نہ کر سکیں اس لئے فیصلہ کیا جائے گا اور ان کے ظلم کی وجہ سے ان پر عذاب کا حکم لگ جائے گا پھر وہ اپنا فرد جرم دیکھ کر بول نہ سکیں گے- پس ان لوگوں کو چاہئے کہ اس فیصلہ عظیمہ سے پہلے ہی نیک کام کی طرف لگ جائیں کیا انہوں نے اس امر پر بھی کبھی غور کیا کہ ہم (خدا) نے رات کا وقت اس لئے بنایا کہ لوگ اس میں نیند کے ساتھ آرام حاصل کریں

---

[1] اس دابہ کے متعلق بہت سے اقوال ہیں جن میں سے اکثر تو عجائب پرستی سے پر ہیں- اس کی تحقیق اس امر پر مبنی ہے کہ **وقع القول** کے لئے ظرف زمان کیا ہے قرآن مجید کے محاورے میں وقع القول یعنی فرد جرم کے لئے قیامت کا دن مراد ہوتا ہے چنانچہ اس آیت سے متصل ہی فرمایا ہے **ووقع القول علیهم بما ظلموا فهم لا ینطقون** کچھ شک نہیں کہ اس ثانی وقوع قول کے لئے ظرف زمان قیامت کا دن ہے پس اگر اس اول کے لئے بھی وہی دن ہے تو اس جاندار سے مراد ہر امت کے نبی ہوں گے جو اپنی اپنی امت کے تکذیب کرنے کی شکایت دربار رب العالمین میں کریں گے چنانچہ دوسرے مقامات کی آیات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے **قال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا هذا القران مهجورا** اگر اس کے لئے ظرف زمان قیامت کے دن کو کوئی نہ سمجھے پھر دنیا میں کوئی دابہ اس قسم کا نکلے گا جس کی پوری کیفیت کسی آیت یا حدیث میں نہیں آئی- منہ

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَیَوْمَ یُنْفَخُ

آرام حاصل کریں اور دن کو روشن بنایا بے شک اس میں ماننے والوں کے لئے نشانات ہیں- اور جس دن صور پھونکا جائے گا

فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوْهُ

تو سب لوگ آسمان اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جس کو خدا چاہے گا محفوظ رکھے گا- اور سب لوگ خدا کے پاس عاجزانہ

دٰخِرِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ

حاضر ہوں گے اور تم پہاڑوں کو دیکھ کر سمجھو گے کہ ایک جگہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑتے ہوں گے

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ مَنْ جَآءَ

یہ اللہ کی سنت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے جو لوگ نیک کام لے کر

بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ

آویں گے ان کو اس سے اچھا بدلہ ملے گا

اور دن کو روشن بنایا تاکہ اس میں معاش کے ذرائع پر عمل کریں- کیا یہ لوگ اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ جس قدر سورج کی روشنی ہے مصنوعی طریق سے اتنی روشنی حاصل کرنے میں کتنا خرچ اٹھے گا تاہم کس کو توقع ہو سکتی ہے کہ ایسے ہو سکے- پھر جب یہ مفت ملتی ہے تو کیا اس نعمت کا شکریہ یہی ہے کہ خدائے خالق برتر کی حکم برادری نہ کی جائے؟ بیشک اس صنعت خداوندی میں ماننے والوں کے لئے بہت سے نشانات ہیں یعنی جو لوگ کسی حقانی اور سچائی بات کو ماننے کے لئے دل سے تیار رہتے ہیں ان کے لئے اس بیان میں ہدایت کے بہت سے نشان ہیں جو لوگ ان دلائل سے ہدایت پاتے ہیں ان کو فائدہ ہوتا ہے اور جس دن صور پھونکا جائے گا یعنی قیامت کا دن ہو گا تو سب لوگ آسمان اور زمین والے گھبرا اٹھیں گے مگر جس کو خدا چاہے گا اس گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا- انہی لوگوں کو اس روز امن وامان ہو گا جو پروردگار کے احکام کو دل سے سنتے اور عمل کرتے ہیں اور یوں تو اس روز یہ عام حالت ہو گی کہ سب کے سب اگلے اور پچھلے تمام لوگ خدا کے پاس عاجزانہ صورت میں حاضر ہوں گے جہاں پر ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا- نیک اعمال کئے ہوں گے تو عزت پائیں گے- بداعمال ہونگے تو پھنسے رہیں گے اور قیامت کے اول حصے میں یعنی فنا کے وقت تم پہاڑوں کو دیکھ کر سمجھو گے کہ ایک جگہ پر جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح اڑتے ہوں گے- یہ اللہ کی صنعت ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا ہے یعنی جس قانون اور قاعدہ پر اس کو چلایا ہے برابر چلتی ہے- ممکن نہیں کہ ذرہ بھر ادھر یا ادھر ہو جائے- کیونکہ اس کا علم بڑا وسیع ہے- کچھ شک نہیں کہ وہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے اسی لئے اس کا عام قانون ہے جو لوگ نیک کام لے کر اس کے پاس آئیں گے ان کو اس سے اچھا بدلہ ملے گا

ل اس آیت میں تری کا لفظ ہے جو مضارع کا صیغہ ہے عربی زبان میں فارسی کی طرح مضارع حال اور استقبال دونوں معنی کے لئے آتا ہے- پس اس قاعدہ سے اس آیت کے بھی دو معنے ہوں گے ایک استقبال کے لئے جو ہم نے کئے ہیں حال کے معنے پر آیت کا یہ مطلب ہو گا کہ لوگ پہاڑوں کو ایک جگہ قائم دیکھ کر انکو جمے ہوئے سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح تیز چل رہے ہیں یعنی زمین کی حرکت کی طرف اشارہ ہے جو آج کل حکماء یورپ کی تحقیق ہے- قرآن مجید نے صدیوں پیشتر اس کی خبر دے رکھی ہے کیوں نہ ہو انزله الله الذی یعلم السر فی السموات والارض ممکن ہے یہ معنی کسی عالم کی رائے کے خلاف ہوں لیکن قرآن مجید کے الفاظ سے برخلاف نہیں- منہ

وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ

اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔ اور جو لوگ برے کام لے کر آئیں گے انکو اوندھا کر کے آگ میں ڈالا

فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ

جائے گا جس قدر انہوں نے برے عمل کئے ہوں گے وہ ان کو بدلہ ملے گا۔ تو کہہ مجھے صرف یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس

رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ

شہر کے پروردگار کی عبادت کروں جس نے اس کو محترم بنایا ہے۔ تمام چیزیں اس کی زیر فرمان ہیں مجھے حکم ہے کہ میں بھی فرمانبرداروں

اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ

میں شامل ہو جاؤں اور یہ کہ میں قرآن پڑھوں پھر جو کوئی ہدایت پاوے وہ اپنے لئے ہدایت پاوے گا

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝

اور جو گمراہ ہوگا۔ تو تو کہہ میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ایک ہوں

اور وہ اس قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے گو ہیبت الٰہی کی وجہ سے وہ بھی دم بخود ہوں گے مگر انجام کے لحاظ سے ان کو بے خوف سمجھنا چاہیے اور جو لوگ برے کام لے کر آئیں گے ان کو آگ میں اوندھا کر کے ڈالا جائیگا یہ مت سمجھو کہ ان پر ظلم ہو گا نہیں بلکہ جس قدر انہوں نے برے عمل کئے ہوں گے وہی ان کا بدلہ ملے گا۔ یہ سن کر شاید ان کو خیال ہو کہ اچھا تم تو ہم کو ہمارے دستورات اور عبادات سے روکتے ہو تو تم نے کون سا دستور ہمارے لئے بنایا ہے تو اے نبی تو ان کو کہہ کہ میں تم کو وہی دستور بتلاتا ہوں جس کا میں مامور ہوں۔ مجھے صرف یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ معظمہ) کے پروردگار حقیقی کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو محترم اور معزز بنایا ہے نہ کہ ان مصنوعی معبودوں کو تمہاری طرح پوجوں۔ میں ہی کیا تمام چیزیں اسی کے زیر فرمان ہیں اسی لئے مجھے یہی حکم ہے کہ میں بھی خدا کے فرمانبرداروں میں شامل ہو جاؤں۔ سب سے بڑی عزت جو مخلوق کے لئے حاصل ہو سکتی ہے وہ خدا کی فرماں برداری ہے کیا تم نے حضرت شیخ سعدی مرحوم کا قول نہیں سنا

مہتری در قبول فرمان ست ترک فرمان دلیل حرمان است

اس لئے بس مجھ کو اور تمہیں بھی حکم ہے کہ اسی کے ہو رہو۔ اس کی فرمانبرداری کے مدعی تو بہت لوگ ہیں مگر میں تم کو اس کی ایک علامت بتلاتا ہوں کہ تابعدار کون ہے؟ تابعدار وہی ہے جو اپنی زندگی اور موت سب کو خدا کے حوالہ کر دے یعنی ہر قسم کی حرکات اور سکنات اپنے مالک کے زیر فرمان کرے جہاں پر مالک ٹھہرنے کا حکم دے وہاں پر ٹھہرے جہاں چلنے کو فرمادے وہاں سے چل دے۔ یہی معنی ہیں بزرگوں کے اس کلام کے

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

چونکہ ایسے گر کے بتلانے کو خدا کی طرف سے قرآن مجید نازل ہوا ہے اسی کے پڑھنے سے انسان کے دل پر نقش ہو سکتا ہے کہ میں کس کا بندہ ہوں اور کون میرا مالک ہے اس لئے مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں قرآن مجید پڑھوں اور تم لوگوں کو پڑھاؤں اور مطلب کی تشریح کر کے سناؤں پھر جو کوئی ہدایت پائے وہ اپنے لئے ہدایت پائے گا اور جو گمراہ ہو گا یعنی قرآن مجید کی تعلیم کی طرف دھیان نہ دیگا تو تو کہدے کہ میرا کیا بگاڑ لے گا میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے ایک ہوں مجھ سے پہلے کئی ایک ڈرانے والے ہو گزرے ہیں کوئی مانے نہ مانے مجھے اس سے کیا جس نے مجھے بھیجا ہے وہ خود سمجھ لے گا۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُونَهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

اور تو کہہ سب تعریفات خدا کے لئے ہیں وہ تم کو اپنے نشان دکھائے گا پھر تم ان کو پہچانو گے اور تمہارا پروردگار تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں

سورت القصص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴﴾

میں اللہ بڑی تونگری والا پاک سلامتی والا۔ یہ احکام واضح کتاب کے ہیں موسیٰ اور فرعون کا سچا سچا قصہ ہم ایمانداروں کے لئے تجھ کو سناتے ہیں کچھ شک نہیں کہ فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور ملک کے رہنے والوں کو گروہ گروہ بنادیا تھا ان میں سے ایک جماعت کو کمزور کرتا تھا ان کے لڑکوں کو ذبح کردیتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ مفسدوں میں سے تھا

اور خوب سزا دیگا۔ اس لئے اس نے مجھے فرمایا ہے کہ اے نبی تو کہہ کہ سب تعریفات خدا کے لئے ہیں وہ تم کو اپنے نشان دکھلائیگا پھر تم ان کو پہچانو گے ایسے پہچانو گے کہ صاف صاف مان جاؤ گے کہ واقعی ہمارا قصور تھا اور سن رکھو کہ تمہارا پروردگار تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو کچھ تم کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ پاؤ گے

سورا لقصص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان نہایت رحم والا ہے

لوگو سنو میں ہوں اللہ بڑی تونگری والا سب عیبوں سے پاک سلامتی والا۔ یہ احکام جو تم کو اس صورت میں سنائے جاتے ہیں واضح کتاب قرآن مجید کے ہیں پس تم ان کو سنو ان حکموں کو سمجھانے کے لئے حضرت موسیٰ اور فرعون کا سچا سچا قصہ ہم ایمانداروں کے لئے تجھ کو سناتے ہیں کچھ شک نہیں کہ فرعون ایک بڑا مفسد آدمی تھا۔ اس نے زمین پر ناحق تکبر کیا تھا اپنا رتبہ عبودیت چھوڑ کر الوہیت کے درجہ کا مدعی بنا تھا اور اس نے اپنی معمولی چالبازی سے ملک کے رہنے والوں کو الگ الگ گروہ بنادیا تھا جن میں اختلاف بنا کر سلطنت کرتا تھا۔ جیسا کہ عموماً بادشاہوں کا دستور ہے۔ ان میں سے ایک جماعت یعنی بنی اسرائیل کو کمزور کرتا تھا ان کے لڑکوں کو ذبح کردیتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ اس سے غرض اس کی یہ تھی کہ ان میں فوجی قوت پیدا نہ ہوسکے۔ بیشک وہ فرعون ہی پولیٹیشن (ملکی منتظم) اور مفسدوں سے تھا کہ خواہ مخواہ مسکینوں کو ستاتا تھا

وَنُرِيدُ أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَّ

اور جن لوگوں کو زمین میں کمزور کیا جاتا تھا ہم چاہتے تھے کہ ان پر احسان کریں اور ان کو امام بنائیں اور

نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝۵ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

ان کو وارث بنائیں اور زمین پر انہی کو حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کی

وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝۶ وَأَوْحَيْنَآ إِلٰٓى أُمِّ مُوْسٰٓى أَنْ

فوجوں کو ان سے جس بات خوف تھا وہ ان کو دکھا دیں- اور موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو ہم نے الہام کیا

أَرْضِعِيْهِ ۚ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ إِنَّا

کہ اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھے اس پر کسی بات کا خوف ہو تو اس کو پانی میں ڈال دیجیو اور نہ اندیشہ کیجیو نہ غم ہم ضرور

رَآدُّوْهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۷ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ

اس کو تیرے پاس واپس لائیں گے اور اس کو اپنے رسولوں میں سے کریں گے تو فرعون کے گھر والوں نے اس کو پکڑ لیا تاکہ آخر کار

لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ ۝۸

وہ انکا دشمن اور باعث غم ہو- کچھ شک نہیں کہ فرعون اور ہامان اور ان کی فوج خطار کار تھے

اور ہماری منشا کے خلاف چلتا تھا- جن لوگوں کو زمین میں کمزور کیا جاتا تھا ہم چاہتے تھے کہ ان پر احسان کریں اور ان کو دین کے امام بنائیں اور ان کو ملک کے وارث بنائیں اور زمین پر انہی کو حکومت دیں اور ہم یہ بھی چاہتے تھے کہ فرعون ہامان اور ان کی فوجوں کو ان بنی اسرائیلیوں سے جس بات کا خوف تھا وہی ان کو دکھا دیں یعنی زوالِ حکومت فرعونی آخر کار انہی کے ہاتھوں سے ہو اچنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کس راز ہرہ چون وچرا

مگر چونکہ اتنا بڑا انقلاب اس بات پر موقوف تھا کہ

مردی از غیب بروں آید وکارے بکند

اس لئے ہم نے موسیٰ کو دنیا میں بھیجا اور موسیٰ کی ماں کو جو فرعون کے ظلم سے ڈری اور سہمگیں ہو رہی تھی ہم نے الہام کیا یعنی اس کو دل میں القا کیا کہ اس بچے (موسیٰ) کو دودھ پلاتی رہ پھر جب تجھے اس پر کسی بات کا خوف ہو کہ فرعون کے آدمی حسب قانون فرعونی اس کو مار نہ ڈالیں تو اس کو دریا کے پانی میں ڈال دیجیو اور کسی قسم کا غم اندیشہ نہ کیجیو کہ کہاں جائیگا اور اس پر کیا کیا وارداتیں ہوں گی کیونکہ ہم ضرور اس کو تیرے پاس واپس لائیں گے اور اس کو اپنے رسولوں میں سے کریں گے پس موسیٰ کی ماں نے

میروی ومیرود .جانم بتو خوش برو فاللہ خیر حافظا

کہہ کر بچے کو دریا میں ڈال دیا تو فرعون کے گھر والوں نے اس کو پکڑ لیا- قدرت خداوندی نے ان سے یہ کام کرایا تاکہ آخر کار وہ ان کا دشمن اور باعث غم ہو- کچھ شک نہیں کہ فرعون اور اس کا وزیر ہامان اور ان کی فوج سخت خطاکار تھے کہ ایک ایسے لڑکے کو انہوں نے پرورش کیا جس کا نتیجہ ان کے حق میں اچھا نہ ہوا مگر وہ کیا کر سکتے تھے جبکہ قدرت نے انکو ایسا کرنے پر مجبور کیا پھر ان کی کیا مجال تھی کہ ایسا نہ کرتے- مگر چونکہ یہ کام ان کی ملکی پالیسی کے خلاف تھا اس لئے وہ خطاکار تھے-

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ

اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرنا امید ہے بہت جلد ہم کو نفع دے گا

اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۖ اِنْ

یا اہم اس کو متبنٰی بنالیں گے اور جانتے نہ تھے- موسیٰ کی ماں کا دل خالی ہوگیا اگر ہم اس کے

كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَآ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

دل کو مضبوط نہ رکھتے تو وہ ظاہر کردیتی تاکہ وہ ایمان لانے والوں میں سے ہو

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۖ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

موسیٰ کی ماں نے اس کی ہمشیرہ سے کہا تو اس کے پیچھے پیچھے جا پس اس نے دور سے فرعونیوں کی بے خبری میں اسے دیکھا

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ

اور اس پر پہلے ہی سے سب دودھ حرام کردئے تھے پس اس نے کہا میں تم کو ایک گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے

يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ

اس کو پرورش کریں

خیر یہ قصہ تو رہا الگ اب سنئے اُدھر کیا ماجرا پیش آیا- فرعون کے گھر والوں نے اس کو پکڑا اور فرعون کی بیوی کو بچہ ایسا پیارا معلوم ہوا کہ اس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ میری اور تیری (فرعون) کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے- دیکھو یہ کیسا خوبصورت لڑکا ہے اور بچوں کی طرح اس کو قتل مت کرنا- ہم اس کی پرورش کریں گے- یہ لڑکا ہونہار معلوم ہوتا ہے امید ہے اپنی لیاقت سے بہت جلد ہم کو نفع دے گا ہم اس کو اپنا متبنٰی بنالیں گے یہ باتیں وہ کرتے تھے اور جانتے نہ تھے کہ کیا پیش آئیگا- اُدھر اس موسیٰ کی ماں کی کیفیت یہ ہوئی کہ اس کا دل بیٹے کے غم میں سب چیزوں سے خالی ہوگیا اور صرف موسیٰ کی طرف لگ گیا کہ ہائے میرے ننھے سے بچے پر کیا کیا تکلیف آئی ہوگی- ایسی گبھرائی کہ اگر ہم اس کے دل کو مضبوط نہ رکھتے تو وہ سارا راز ہی ظاہر کر دیتی کہ یہ میرا بچہ ہے پس پھر تو کیا تھا جونہی فرعون سنتا کہ یہ بچہ اسرائیلی ہے تو اپنے سابقہ حکم کے مطابق فوراً اس کو مروادیتا مگر ہم نے اس والدہ موسیٰ کو مضبوط رکھا تاکہ وہ انجام کار جب کامیاب ہو تو ہمارے وعدے پر پختہ ایمان لانے والوں میں سے ہو- خیر یہ تو ہوا جو ہونا تھا اب قصہ کی ابتدا سنئے- موسیٰ کی ماں نے بچہ کو پانی میں ڈال دیا اور اس کی ہمشیرہ سے کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے جا- اری میں نہیں تو ہی جا- دیکھ تو سہی یہ میرا ننھا سا لاڈلا کو کو جاتا ہے گو میں جانتی ہوں کہ جس خدا نے مجھے یہ ڈھب بتلایا اور دریا میں ڈلوایا ہے وہ اس کی ضرور حفاظت کریگا- مگر تو تو اس کی کوئی خبر لا کہ میری جان کہاں کو جاتی ہے- پس اس لڑکی نے بڑی ہوشیاری سے یہ فرض ادا کیا اور دور سے فرعونیوں کی بے خبری میں اس موسیٰ کو دیکھا کہ فرعون کے گھر والوں نے اس صندوق کو پکڑا ہے اور حرم سرا میں لے گئے ہیں- ادھر قدرت کا یہ کرشمہ ہوا کہ ہم نے فرعونیوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈالی اور اس موسیٰ پر پہلے ہی سب دودھ حرام کردیے تھے تاکہ دونوں مقصد جن کے پورا کرنے کا وعدہ ہم نے موسیٰ کی ماں سے کیا تھا پورے ہوجائیں- یعنی بچہ پرورش بھی پاجائے اور ماں کے پاس بھی آجائے پس اس لڑکی نے بڑی متانت اور لیاقت سے کہا کہ میں تم کو ایک گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچے کو پرورش کریں-

وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَ

اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں- پس ہم نے اس کو اس کی ماں کی طرف واپس پہنچادیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ

لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع وَلَمَّا بَلَغَ

کرے اور جانے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں- اور جب وہ اپنی جوانی

اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَ

کو پہنچا اور خوب تنومند ہوا تو ہم نے اس محکم بات کا ملکہ اور علم دیا اور ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں اور

دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ

موسیٰ شہر کے اندر ایسے وقت میں آیا کہ وہاں کے لوگ بے خبر تھے تو اس نے اس میں دو آدمیوں کو لڑتے

يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ

ہوئے پایا ایک اس کے گروہ سے تھا اور ایک اس کے مخالفوں سے تھا

اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں- انہوں نے اندھا کیا چاہے دو آنکھیں؟ کہ بتا نہیں بلکہ لے آ چنانچہ وہ گئی اور اپنی ماں کو خوش خبر سنائی کہ

خواستی آنچہ نو فراز آمد اب از جو رفتہ باز آمد

لیجئے میری اماں آپ کا صبر پھل لایا- نتیجہ اچھا ہوا- چلئے اپنے بچے کو سنبھالئے اور مشاہرہ بھی لیجئے اور حرم شاہی میں عزت سے رہیے پس ہم نے ایک ذرہ سے پیچ سے اس بچے کو اس کی ماں کے پاس واپس پہنچادیا تاکہ اس کو دیکھ کر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کرے اور دل سے جانے کہ اللہ کا ہر ایک وعدہ سچا ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں مگر جو دور اندیش ہیں وہ ان واقعات سے اس نتیجے پر پہنچ جاتے ہیں

کار زلف تست مشک افشانی اتا عاشقاں مصلحت را تہمتے بر آہوئے چیں بستہ اند

خیر اسی طرح بچہ پرورش پاتا رہا اور بڑا ہوا یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی اور قوت کو پہنچا اور خوب تنومند ہوا تو ہم نے اسے محکم بات کرنے کا ملکہ اور دینی اور ملکی امور کا علم دیا جس سے وہ پولیٹکل امور پر اکثر غور و فکر کرتا رہتا اور اپنی قوم بنی اسرائیل کے حال پر کڑھتا کہ کیسے ویران حال پریشان ہو رہے ہیں اور وہ ان کی بہتری کی تدابیر سوچتا اسی طرح ہم نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں کہ وہ اپنی نیکی کی وجہ سے اس درجہ کو پہنچ جاتے ہیں کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کریں بلکہ ان کی عام پکار یہی ہوتی ہے کہ

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

چنانچہ ایک روز ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی مخلوق سے ہمدردی کا اور ظالموں کے ظلم کا ثبوت ملتا ہے وہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ شہر کے اندر ایسے وقت میں آیا کہ وہاں کے لوگ دوپہر کے قیلولہ کی وجہ عام طور پر کاروبار سے بے خبر تھے جب موسیٰ آیا تو اس نے اس شہر میں دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے پایا ان میں ایک کا تعلق اس گروہ یعنی بنی اسرائیل سے تھا اور ایک اس کے مخالفوں یعنی فرعون کی قوم قبطیوں سے تھا پس جونہی کہ انہوں نے موسیٰ کو دیکھا

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ ۙ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ

تو جو اس کی قوم سے تھا اس نے موسیٰ سے اس کے دشمن کے گروہ والے کے برخلاف مدد مانگی تو موسیٰ نے اسے ایک

فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُضِلٌّ مُبِينٌ ﴿۱۵﴾

مکا مارا جس نے اس کا کام تمام کر دیا- اس نے کہا یہ تو شیطانی حرکت ہے بے شک وہ صریح بہکانے والا دشمن ہے

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۶﴾

اس نے کہا اے میرے پروردگار! تحقیق میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے پس خدا نے اسے بخش دیا اللہ بڑا بخشنہار مہربان ہے

قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِلْمُجْرِمِينَ ﴿۱۷﴾ فَأَصْبَحَ

موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار چونکہ تو نے مجھ پر بڑا انعام کیا اس لئے میں آئندہ کو کبھی کسی مجرم کا مددگار نہ ہوں گا موسیٰ صبح کو

فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۚ

ڈرتے ڈرتے شہر میں گیا انتظار ہی میں تھا تو ناگاہ وہ شخص جس نے کل ہی اس سے مدد چاہی تھی اس کو پکار رہا ہے اس نے

قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُبِينٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي

کہا کچھ شک نہیں کہ تو ہی صریح بدمعاش ہے پھر جب موسیٰ نے اسے پکڑنا چاہا جو

تو جو اس کی قوم سے تھا یعنی اسرائیلی اس نے موسیٰ سے اس کے دشمن کے گروہ والے یعنی فرعون کے خلاف مدد چاہی کیونکہ فرعونی اسرائیلی کو مار رہا تھا- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی دیکھا کہ واقعی اس کی زیادتی ہے تو اس نے اسے ایک مکہ مارا گو مکہ تو ایک معمولی تھا مگر اتفاقاً اس کو ٹھکانے پر لگا جس نے اس کا کام تمام کر دیا یعنی وہ مر گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی وقت وہاں سے بھاگ نکلا اور خیریت سے ڈیرہ پر پہنچ گیا وہاں پہنچ کر اسے سخت ندامت ہوئی کہ یہ کیسی بری حرکت مجھ سے ہوئی ہے کہ ناحق معمولی سی بات پر خون ہو گیا اس لئے اس نے کہا کہ یہ شیطانی حرکت ہے بیشک وہ صریح بہکانے والا دشمن ہے اس لئے دعا کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے پروردگار تحقیق میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ناحق مجھ سے خون ہو گیا تو مجھے بخش دے پس خدا نے اسے بخشدیا کیونکہ موسیٰ کا اخلاص کمال کو پہنچا تھا اور اللہ تعالیٰ بھی بڑا بخشنہار مہربان ہے- موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار چونکہ تو نے مجھ پر بڑا انعام فرمایا ہے کہ مجھ کو خاندان نبوت میں پیدا کیا اور مجھ کو ایمان سے مشرف کیا اپنی معرفت سے تو نے مجھے بہت بڑا حصہ دیا اس لئے میں آئندہ کو کبھی کسی مجرم کا مددگار نہ ہوں گا- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کے بعد معلوم ہوا ہو گا کہ اسرائیلی قصوروار ہے اس لئے اس نے ایسا کہا- پھر بعد اس کے جب شہر میں اس خون کی شہرت ہوئی تو حضرت موسیٰ صبح کو ڈرتے ڈرتے شہر میں گیا انتظار ہی میں تھا کہ کوئی سرکاری آدمی آیا کہ آیا- اتنے میں اسکی نظر پڑی تو ناگاہ وہی شخص جس نے کل اس سے مدد چاہی تھی آج پھر اس کو پکار رہا ہے کہ ہائے موسیٰ دیکھنا یہ دشمن مجھے مار رہا ہے- حضرت موسیٰ علیہ السلام تو کل ہی اس کی حرکت سے سمجھ گیا تھا کہ نالائق ہے اور قسم بھی کھا چکا تھا پھر وہ بھلا کیوں اس کی مدد کرتا- اس لئے اس نے اسے کہا کہ کچھ شک نہیں تو صریح بدمعاش ہے پھر جب غور و فکر کے بعد معلوم ہوا کہ نہیں اس معاملہ میں یہ اسرائیلی مظلوم ہے اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے اس فرعونی کو پکڑنا چاہا

هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ

ان دونوں کا دشمن تھا تو اس نے کہا اے موسیٰ کیا تو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے جیسے تو نے کل ایک آدمی کو مارڈالا کیا تیرا

اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْاَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

یہی ارادہ ہے کہ تو ملک میں سرکشی کرے اور تو نہیں چاہتا کہ بھلے آدمیوں میں سے ہو کر رہے

جو ان دونوں کا دشمن[1] تھا تو اس فرعونی نے اس سے پہلے کہیں سے سن پایا تھا کہ کل جو خون ہوا ہے وہ موسیٰ نے کیا ہے جیسا کہ عام دستور ہے افواہ ہو جاتی ہے گو یہ افواہ عدالت میں جرم ثبوت ہونے کو کافی نہ ہو مگر عام طور پر شہرت اس کی ہوتی ہے اس لئے اس نے خوف زدہ ہو کر کہا اے موسیٰ کیا تو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے جیسا تو نے کل ایک آدمی کو بلاوجہ مکا مار کر مار ڈالا- اے موسیٰ کیا تیرا یہی ارادہ ہے کہ تو ملک میں سرکشی کرے اور تو نہیں چاہتا کہ بھلے آدمیوں میں سے ہو کر رہے جو سب ملکی بھائیوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں- پس اس کے کہنے کی دیر تھی کہ تمام شہر میں بجلی کی طرح آواز پھیل گئی پولیس تو پہلے ہی سے تلاش میں تھی- فوراً اس نے دربار فرعونی تک خبر پہنچائی- دربار مذکور اس سے پہلے بھی بوجہ پہنچنے مختلف رپورٹوں کے حضرت موسیٰ سے بد ظن تھا اس لئے بعد مشورہ قرار پایا کہ موسیٰ سے چونکہ کئی ایک ناشائستہ حرکات ہوئی ہیں یہاں تک کہ اس نے ایک خون بھی کر دیا ہے اس لئے موقع اچھا ہے جو انصاف کے بھی خلاف نہیں اس لئے اس کو قتل کر دینا چاہیئے- چنانچہ دربار کی طرف سے احکام جاری کئے گئے- ادھر قدرت نے اس کے بچانے کے احکام جاری کر دئے

---

[1] موجودہ بائیبل میں قرآن مجید سے جہاں اور بعض مقامات میں اختلاف ہے یہاں بھی ہے- بائیبل میں اس قصے کو یوں بیان کیا ہے
جب وہ (موسیٰ) دوسرے دن باہر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ دو عبرانی آپس میں جھگڑ رہے ہیں تب اس نے اس کو جو ناحق پر تھا کہا کہ تو اپنے یار کو کیوں مارتا ہے ؟ وہ بولا کہ کس نے تجھے ہم پر حاکم یا منصف مقرر کیا کیا تو چاہتا ہے کہ جس طرح تو نے اس مصری کو مار ڈالا ہے مجھے بھی مار ڈالے- تب موسیٰ ڈرا اور کہا کہ یقیناً یہ بھید فاش ہوا- (خروج ۲ باب ۱۳)
عبرانی بنی اسرائیل کو کہتے تھے بائیبل کے بیان سے معلوم ہوا کہ دونوں اسرائیلی تھے مگر قرآن مجید میں دوسرے دن کے لڑنے والوں میں سے ایک کو ان دونوں (موسیٰ اور اسرائیلی) کا مشترک دشمن کہا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسرائیلی نہ تھا بلکہ قبطی تھا چونکہ بمقابلہ قرآن مجید کے بائیبل کی تحریر عام طور پر مشتبہ ہے جس کا ثبوت ہے کہ اس کا راقم معلوم نہیں کون ہے چنانچہ توریت کی پانچویں کتاب استثناء ۳۴ باب میں موسیٰ کے مرنے اور مرتے وقت اس کی عمر ایک سو بیس سال ہونے اور صحیح تندرست ہونے کا ذکر ہے پھر اس سے مدت دراز بعد یہ فقرات توریت میں درج ہوئے چنانچہ لکھا ہے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مانند نہیں اٹھا (۳۴ باب کی ۱۰) اب تک کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ کو انتقال ہوئے مدت گزر چکی ہے تاہم یہ فقرات توریت میں درج ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ توراۃ لکھنے والوں نے اس بات کا التزام نہیں کیا تھا کہ خاص الہامی عبارات یا واقعات موسوی بھی لکھے جائیں بلکہ انہوں نے ہر قسم کے واقعات لکھ دیئے ہیں- ابھی یہ تحقیق باقی ہے کہ لکھنے والا کون تھا- یہی کیفیت انجیل کی ہے- پھر یہ کیوں کر باور ہو سکتا ہے کہ توریت اور قرآن کے اختلاف کی سورت میں توریت کا بیان مقدم سمجھا جائے- پس جو کچھ قرآن مجید میں ہے مقدم سمجھا جائے التفصیل مقام آخر

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ؗ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ

ایک آدمی شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہو آیا اس نے کہا اے موسیٰ رئیس تیرے حق میں باہمی مشورہ کرتے

بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۲۰ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا

ہیں کہ تجھے قتل کردیں۔ پس تو نکل جا کچھ شک نہیں کہ میں تیرے حق میں خیر خواہ ہوں پس وہ دوڑتا ہوا شہر سے نکلا

يَّتَرَقَّبُ ؗ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۱ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ

تاک میں تھا۔ کہا اے میرے پروردگار! تو مجھے ان ظالموں کی قوم سے نجات بخش اور جب مدین کی طرف اس نے رخ

مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۲۲ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ

کیا کہا کہ بہت جلد میرا پروردگار مجھ کو سیدھا راستہ دکھا دے گا اور جب مدین کے پانی پر پہنچا تو

مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ں وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ

اس نے اس پر آدمیوں کی بھیڑ پائی جو پانی پلاتے تھے ان سے ورے دو عورتیں پائیں جو بکریوں

امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ

کو روکے ہوئے تھیں موسیٰ نے کہا تمہارا کام کیا ہے انہوں نے کہا جب تک چرواہے نہ ہٹیں ہم پانی نہیں پلایا کرتیں

وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝۲۳

اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے

چنانچہ ایسا ہوا کہ ایک آدمی شہر کے پرلے سرے سے خبر پا کر دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دربار فرعون کے مشورے کی اطلاع دی اور کہا کہ اے موسیٰ فرعونی رئیس تیرے حق میں باہمی صلاح مشورہ کر رہے ہیں کہ جس طرح بن پڑے تجھے قتل کر دیں پس تو اس شہر سے نکل جا کچھ شک نہیں کہ میں تیرے حق میں خیر خواہ ہوں۔ موسیٰ سلام اللہ علیہ تو پہلے ہی سے خائف بیٹھا تھا پس وہ دوڑتا ہوا شہر سے نکلا۔ اس تاک میں تھا کہ کہیں کوئی جاسوس نہ آپہنچے۔ خدا سے دعا کرتے ہوئے اس نے کہا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے ان ظالموں کی قوم فرعونیوں سے نجات بخش۔ گو موسیٰ نے خون کیا تھا مگر چونکہ وہ خون بلا قصد تھا ایسے خون میں قاتل کو قتل کرنا ظلم ہے۔ اس لئے حضرت موسیٰ نے ان کو ظالم کہا اور جب بالقاء الٰہی قصبہ مدین کی طرف جو فرعونی حدود سے باہر تھا اس نے رخ کیا تو خدا پر بھروسہ کر کے کہا کہ بہت جلد میرا پروردگار مجھ کو سیدھا راستہ دکھا دے گا جس پر چل کر میں کامیاب ہو جاؤں گا اور کسی ایسی جگہ پر جا پہنچوں گا جہاں پر ان ظالموں کی دست برد سے محفوظ ہو جاؤں گا۔ محض خدا کے بھروسہ پر یکہ و تنہا چلتے ہوئے جب مدین کے پانی پر پہنچا جو آبادی سے فاصلہ پر جوہڑوں میں تھا جیسا بنگلہ میں ہوتا ہے اس نے اس پانی پر آدمیوں کی ایک بھیڑ پائی جو اپنے مویشیوں کو پانی پلاتے تھے اور ان سے ورے دو عورتیں پائیں جو اپنی بکریوں کو روکے ہوئے تھیں۔ حضرت موسیٰ نے ان دو عورتوں سے کہا تم یہاں کس مطلب کو کھڑی ہو آخر تمہارا کام کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم اپنی بکریوں کو پانی پلانے آئی ہیں مگر ہمارا دستور ہے کہ جب تک یہ مرد چرواہے پانی پلا کر نہ ہٹیں ہم اپنے مویشیوں کو پانی نہیں پلایا کرتیں تاکہ ان مردوں کے دھکا پیلی میں نہ آجائیں۔ ہمارے اس کام کو کرنے کی یہ وجہ ہے کہ ہمارا بھائی کوئی نہیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے

فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ
پس موسیٰ نے ان کو پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف چلا گیا کہا اے میرے پروردگار جس قسم کی نعمت تو مجھے عطا کرے میں اس کے لئے
فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ
حاجتمند ہوں پس ان میں سے ایک حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اس کے پاس آئی اس نے کہا میرا باپ آپ کو بلاتا ہے کہ جو آپ نے ہم کو
لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا
پانی پلا دیا ہے اس کا اجر آپ کو دے پس جب وہ اس کے پاس آیا اور سارا قصہ اس کو سنایا تو اس نے کہا نہ
تَخَفْ ۫ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫
ڈر! تو ان ظالموں کی قوم سے چھوٹ آیا ان میں ایک نے کہا بابا جان اس کو نوکر رکھ لیجئے
اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ ﴿۲۶﴾
بہتر سے بہتر جو آپ نوکر رکھیں مضبوط اور دیانتدار ہونا چاہئے

اس لئے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے تاکہ کام بھی ہو اور آبرو بھی رہے۔ پس موسیٰ نے یہ جواب ان کا جب سنا تو ازراہ ہمدردی خود ان کے مویشیوں کو پانی پلا دیا پھر درخت کے سائے کی طرف چلا گیا وہاں بیٹھ کر بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے اس نے کہا اے میرے پروردگار تو میری حاجتوں کو جانتا ہے اور ان کے پورا کرنے پر بھی قادر ہے پس تو میری حالت کو ملاحظہ فرما لے اور جس چیز کی مجھے حاجت ہے خصوصاً کھانے کی اس کو پورا کر دے کیونکہ جس قسم کی نعمت تو مجھے عطا کرے میں اس کے لئے حاجت مند ہوں خداوند تیری شان یہ ہے کہ تو اپنے بندوں کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور حسب حکمت ان کے سوالات پورے کر دیتا ہے۔ ادھر حضرت موسیٰ نے یہ دعا کی ادھر خدا نے اس کا سبب یہ بنایا کہ دونوں لڑکیاں جب اپنے باپ کے پاس گئیں اور انہوں نے سارا قصہ اس کو کہہ سنایا تو حضرت شعیب کے دل میں یہ بات آئی کہ ایسے محسن کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ انہوں نے اپنی انہی لڑکیوں کو حکم دیا کہ اسکو بلا لاؤ۔ پس ان میں سے ایک بڑی متانت اور حیا کے ساتھ چلتی ہوئی اس موسیٰ کے پاس آئی جیسی شریف لڑکیوں کی عادت ہوتی ہے بڑے وقار اور تمکنت سے چلا کرتی ہے۔ آکر اس نے کہا اے صاحب آپ نے جو ہم سے سلوک کیا کہ ہمارے مویشیوں کو پانی پلا دیا میرا باپ آپ کو بلاتا ہے کہ جو آپ نے ہم کو پانی پلا دیا ہے اس کے عوض آپ کو دے کیونکہ ہمارے خاندان نبوت کی تعلیم ہے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان نیکی کے بدلہ میں نیک سلوک ضرور کرنا چاہئے۔ پس آپ چلئے اور بے فکر چلئے۔ پس جب وہ موسیٰ اس شعیب کے پاس آیا اور سارا قصہ اور ماجرا مصری اس کو سنایا تو اس نے کہا کہ خدا کا شکر بجا لا کہ تو ان ظالموں کی قوم سے چھوٹ آیا گو موسیٰ سے خون ہوا تھا مگر شعیب نے انہی کو ظالم کہا اس لئے کہ ایسے بلا قصد خون میں قتل کرنا کسی گورنمنٹ کا قانون نہیں ہے۔ فرعونی جو موسیٰ کے مارنے کی فکر میں ہوئے تو سمجھے کہ وہ بڑے ظالم تھے۔ یہ باتیں ہنوز ہو رہی تھی کہ حضرت شعیب کی ان دو لڑکیوں میں سے ایک نے کہا بابا جان اس کو نوکر رکھ لیجئے اس لئے کہ آپ ضعیف ہیں اور ہم فطرتی کمزور۔ خانگی امور کی انجام دہی کے لئے کوئی نہ کوئی مرد چاہئے اور بہتر جو آپ نوکر رکھیں مضبوط اور دیانتدار ہونا چاہئے اور اس میں یہ دونوں وصف ہم نے پائے ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ماجرا سنا تو اس کے دل میں اس کی عظمت خاندانی گھر کر گئی تھی۔

قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ
شعیب نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کردوں اس شرط پر کہ آٹھ سال میرا کام کرے

حِجَجٍۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَۚ وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَؕ
اور اگر تو دس سال پورے کردے گا تو یہ تیری طرف سے ہوگا اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر مشقت ڈالوں

سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَؕ
انشاء اللہ مجھے تو نیکوکار پائے گا موسیٰ نے کہا کہ یہ بات میرے اور آپ کے درمیان مقرر ہو چکی

اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ﴿۲۸﴾ ع
ان دونوں میں جو معیاد میں پوری کروں تو مجھ پر کسی طرح کا جبر نہ ہو اور اللہ ہمارے کلام پر ذمہ دار ہے

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًاۚ
پس موسیٰ نے جب معیاد پوری کی اور اپنے اہل کو ساتھ لے چلے تو کوہ طور کی طرف سے ان کو ایک آگ سی نظر پڑی

قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ
اپنے اہل سے کہا یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے تاکہ میں اس پر سے کوئی خبر حاصل کروں یا کوئی انگارا آگ کا لاؤں

مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ
تاکہ تم تاپو پس جب موسیٰ اس آگ کے پاس آیا تو میدان کے داہنے کنارے سے پاک جگہ میں

فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۰﴾ۙ
سے اس کو ایک درخت سے آواز آئی کہ اے موسیٰ بے شک میں رب العالمین ہوں

نیز لڑکیاں جوان تھیں- داماد کی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر حضرت شعیب نے کہا کہ معمولی اجنبی نوکروں کی طرح رکھنا تو مصلحت اور تیری خاندانی عظمت کے خلاف ہے-ہاں میں چاہتا ہوں کہ اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کردوں اس شرط پر کہ اس کے مہر کے عوض آٹھ سال میرا کام کرے اور اگر تو دس سال پورے کردے گا تو یہ تیری طرف سے احسان ہوگا اور میں اس کا مشکور ہوں گا- مگر میں نہیں چاہتا کہ تجھ پر مشقت ڈالوں- انشاء اللہ تو مجھے خوش معاملہ اور نیکوکار پائے گا موسیٰ نے کہا کہ یہ بات تو میرے اور آپ کے درمیان میں مقرر ہو چکی مگر اتنی گزارش ہے کہ ان دو معیادوں میں سے جو معیاد میں پوری کروں تو وہ کافی سمجھی جائے اور زیادہ کے لئے مجھ پر کسی طرح کا جبر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہمارے کلام پر گواہ اور ذمہ دار ہے- پس حضرت موسیٰ نے جب میعاد مقررہ پوری کی اور اپنے اہل کو ساتھ لے کر چلے تو کوہ طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی- اپنے اہل سے کہا یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے میں وہاں جاتا ہوں تاکہ میں اس پر سے کوئی خبر حاصل کروں یا کوئی انگار آگ کا لاؤں تاکہ تم تاپو اور سردی کی تکلیف سے بچو- پس جب موسیٰ اس آگ کے پاس آیا تو میدان کے داہنے کنارے کی طرف سے پاک جگہ میں سے اس کو ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ بیشک میں اللہ رب العالمین ہوں- پس تو میری عبادت کیا کر

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ

اور یہ کہ اپنی لکڑی کو پھینک دے پس موسیٰ نے جب اس کو ہلتے دیکھا گویا کہ وہ پتلا سا سانپ تھا تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور مڑ کر اس نے

يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ

نہ دیکھا خدا نے فرمایا اے موسیٰ آگے آ اور ڈر نہیں بے شک تو امن میں ہے اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں داخل کر' بغیر

جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ

کسی قسم کی بیماری کے سفید نکلے گا اور اس خوف کے رفع کرنے کے لئے اپنے بازو کو سکیڑ کر مضبوطی سے پکڑ پس یہ

الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا

دو معجزے فیصلہ کن تیرے پروردگار کے ہاں سے ہیں فرعون اور اس کے امراء کی طرف جا کچھ شک نہیں کہ وہ

قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾

بدکار لوگ ہیں موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار! میں نے ان میں ایک جان کو قتل کیا ہوا ہے پس میں ڈرتا

وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ ۫ اِنِّيْٓ

ہوں کہ مجھے قتل نہ کر دیں میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح ہے اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر میرے ساتھ بھیج جو میری تصدیق کرے مجھے ڈر ہے کہ

اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا

فرعونی لوگ میری تکذیب کریں گے خدا نے کہا ہم تیرے بھائی کے ساتھ تجھے قوت بازو عطا کریں گے اور تم کو غلبہ دیں گے

اور یہ کہ اپنی لکڑی کو جو تیرے ہاتھ میں اس وقت ہے پھینک دے- پس موسیٰ نے اس کو پھینک دیا مگر جب اس کو ہلتے دیکھا ایسا گویا وہ پتلا سا سانپ تھا یعنی ایسا پھرتی سے ہلتا تھا جیسے پتلا سا سانپ سریع الحرکت ہوتا ہے تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور مڑ کر اس نے نہ دیکھا- خدا نے فرمایا اے موسیٰ آگے آ اور ڈر نہیں بیشک تو امن میں ہے اور تجھے کسی قسم کا خوف نہیں تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال اور قدرت کا تماشا دیکھ کہ بغیر کسی قسم کی بیماری کے سفید نکلے گا یہ دوسرا معجزہ تیرا ظاہر ہو گا اور جو تو خوف زدہ ہو رہا ہے- یہ اس سبب سے ہے کہ تو نے آج تک یہ کیفیت نہ دیکھی تھی- سو اسکا یہ علاج ہے کہ اس خوف کے رفع کرنے کے لئے اپنے بازو کو سکیڑ کر مضبوط پکڑ- پس یہ دو معجزے فیصلہ کن تیرے پروردگار کے ہاں سے تجھ کو ملے ہیں- فرعون اور اس کے امراشرفا کی طرف جا- کچھ شک نہیں کہ وہ بدکار لوگ ہیں- انکو سمجھانے کی ضرورت ہے پس تو ان کو سمجھا- موسیٰ نے یہ سن کر باور تو کیا کہ واقعی میرے پروردگار کا حکم ہے مگر اسکو پہنچانے کے متعلق اس کو ایک رکاوٹ معلوم ہوئی سو عرض کرنے کو کہا اے میرے پروردگار میں نے ان میں سے ایک جان کو قتل کیا ہوا ہے اسی خوف سے میں نکلا بھی تھا پس اب بھی میں ڈرتا ہوں کہ اس کے بدلے میں مجھے قتل نہ کر دیں- میرا بھائی ہارون جو مجھ سے زیادہ فصیح اور شستہ گو ہے اس کو میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج جو میری تصدیق کرے میری کچھ تو ڈھارس بندھے- مجھے ڈر ہے کہ فرعونی لوگ میری تکذیب کریں گے اور میری طبیعت پر ناگوار اثر ہو گا- خدا نے کہا ہم تیرے بھائی کے ساتھ تجھے قوت بازو عطا کریں گے اور تم کو غلبہ دیں گے

فَلَا يَصِلُونَ اِلَيْكُمَا ۚ بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

پس وہ ہماری آیات کی وجہ سے تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے تم اور تمہارے تابع ہی غالب ہوں گے- پس جب موسیٰ ہمارے

مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

کھلے کھلے احکام لے کر ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا یہ جادو ہے (خداپر) بہتان لگایا ہوا اور ہم نے یہ بات

فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ

اپنے باپ دادا سے نہیں سنی- موسیٰ نے کہا جو کوئی خدا کے ہاں سے ہدایت لایا ہے اور جس کی عاقبت بخیر ہے

عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ

میرا پروردگار ان کو خوب جانتا ہے- ظالم لوگ کبھی کامیاب نہ ہوں گے اور فرعون نے

فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ

کہا اے درباریو! میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا پس اے ہامان تو مٹی کے پراوے پکا کر

عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ

میرے لئے ایک محل بنا تاکہ میں موسیٰ کے معبود کی طرف جھانکوں اس میں شک نہیں میں اس کو

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا

جھوٹا سمجھتا ہوں اور اس نے اور اس کی فوج نے زمین پر ناحق تکبر کیا- اور وہ سمجھے تھے

اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ

کہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے پس ہم نے اس کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کیا

پس وہ ہماری آیات معجزات کی وجہ سے تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے کہ تم کو کسی طرح کی تکلیف پہنچائیں- یاد رکھو تم اور تمہارے تابع ہی غالب ہوں گے- پس خوشخبری اور تسلی آمیز مژدہ سن کر جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے کھلے کھلے احکام لے کر انکے پاس آیا اور ان کو سب کچھ دکھایا تو انہوں نے اور تو کوئی معقول جواب نہ دیا- یہی کہا کہ جو موسیٰ نے دکھایا- وہ جادو ہے خدا پر بہتان لگایا ہوا کہ یہ اس کا نام معجزہ اور پیغمبری رکھتا ہے حالانکہ یہ دراصل ایک جادو کا کرشمہ ہے ہم نے یہ بات اپنے پہلے باپ دادا سے نہیں سنی پھر ہم کیونکر اس کو باور کریں- حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سن کر کہا کہ جو کوئی خدا کے ہاں سے ہدایت لایا ہے اور جس کی عاقبت بخیر ہے خدا اس کو خوب جانتا ہے- اس کو سب کچھ معلوم ہے- پس تم یاد رکھو کہ ظالم لوگ جو خدا پر بہتان لگائیں یا اس کے احکام کی تکذیب کرنے کو کبھی کامیاب نہ ہوں گے نہ فلاں پائیں گے اور فرعون نے کہا درباریو میں تمہارے لئے اپنے سوا کوئی معبود نہیں جانتا اور یہ موسیٰ تمہارے لئے اور معبود ہونے کی خبر دیتا ہے- پس اے ہامان تو مٹی کے پزادے پکا کر میرے لئے ایک محل بنا تاکہ میں موسیٰ کے معبود کی طرف جھانکوں گو اس میں شک نہیں کہ جو کچھ وہ کہتا ہے غلط کہتا ہے اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں اسی گھمنڈ میں اس نے موسیٰ کی سچی تعلیم کو نہ مانا اور اس نے اور اس کی فوج نے زمین پر ناحق تکبر کیا اور وہ سمجھتے تھے کہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے- پس ان کے اس تکبر کی شامت سے ہم نے اس فرعون کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کیا

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ

سو دیکھو ان ظالموں کا انجام کیسا ہوا اور ہم نے ان کو پیشوا بنایا تھا لوگوں کو جہنم کی طرف

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ

بلاتے تھے اور قیامت کے روز انکو مدد نہ پہنچے گی ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کے روز

هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا

بھی وہ ذلیل و خوار ہوں گے- اور کئی ایک قومیں ہلاک کرنے کے بعد ہم نے موسیٰ کو کتاب دی

الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٣﴾ وَ

تھی جو لوگوں کے لئے بینائی ہدایت اور رحمت تھی- تاکہ وہ لوگ نصیحت پاویں اور

مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ

تو مغربی جانب پر نہ تھا- جب ہم نے موسیٰ کو حکم سپرد کیا اور نہ تو

الشّٰهِدِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَلٰكِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ

حاضر تھا اور نہ تو مدین والوں میں ان کو ہمارے احکام پڑھ پڑھ کر سناتا تھا اور وہ

ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿٤٥﴾

کوہ طور کی کسی طرف تھا جب ہم نے پکارا لیکن ہم نے بہت سی قومیں پیدا کیں پھر ان پر زمانہ دراز

سو دیکھو ان ظالموں کا انجام کیسا برا ہوا کہ جس گھمنڈ سے وہ بنی اسرائیل کو پکڑنے گئے تھے اس میں ناکام رہے بلکہ خود پکڑے گئے ہلاک اور تباہ ہوئے- ہم نے انکو دنیا کے کاموں میں پیشوا بنایا تھا حکومت دی تھی ہر قسم کی آسودگی بخشی تھی انہوں نے اس نعمت کی قدر نہ کی بلکہ ناشکری کی اور لوگوں کو بھی جہنم کے لائق کاموں کی طرف بلاتے تھے- فرعون کی الوہیت منواتے اور بنی اسرائیل اور دیگر ماتحت اقوام پر ظلم و ستم ڈھاتے تھے پس اسی حال میں ہم نے ان کو تباہ کر دیا اور قیامت کے روز ان کو کسی طرح کی مدد نہ پہنچے گی- ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگائی اور قیامت کے روز بھی وہ نہایت ذلیل و خوار ہوں گے- یاد رکھو یہی فرعونی قوم نہ تھی جو ہمارے غضب میں آئی بلکہ ان سے پہلے بھی کئی ایک قومیں ایسی ہو گزری تھیں اور کئی ایک قومیں عاد ثمود وغیرہ ہلاک اور تباہ کرنے کے بعد ہم نے حضرت موسیٰ کو کتاب توریت دی تھی جو لوگوں کے لئے باطنی بینائی ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ جو اس کے زمانے کے تھے نصیحت پائیں اور خدا کے احکام سے واقف ہو کر عمل کریں- اے نبی تو اس وقت پہاڑ کی مغربی جانب پر موجود نہ تھا جب ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم شرعی سپرد[ل] کیا یعنی اس کو نبی بنا کر بھیجا تھا اور نہ تو اس واقع پر حاضر تھا

ل یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ حضرت موسیٰ کو جو کتاب ملی تھی وہ انہی احکام کا نام ہے جو آج تک بھی بائیبل میں ملتے ہیں استثناء ۴ باب میں بعد چند احکام بتلانے کے لکھا ہے کہ یہی باتیں خداوند نے یہاں پر میرے سپرد کیں اور اس سے زیادہ نہ فرمایا- پس توریت صرف انہی احکام کا نام ہے- نہ کہ مجموعہ کتب خمسہ بائیبل کا---منہ

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
دراز غفلت کا گذرا تو ہم نے محض رحمت سے تجھ کو رسول کرکے بھیجا کہ تو اس قوم کو ڈراوے جن کے

مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ
پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت پاویں اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ان کو

مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا
ان کے بد اعمال کی وجہ سے جو آج سے پہلے یہ کرچکے ہیں ان کو کوئی مصیبت پہنچی تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار!

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا
تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے حکموں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے پس جب ہمارے ہاں سے ان کو سچ آچکا تو کہتے

قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ
ہیں کیوں نہیں اس کو ایسے معجزات ملے جو موسیٰ کو ملے تھے کیا یہ لوگ اس کتاب سے جو موسیٰ کو ملی تھی منکر نہیں

قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۟
ہیں کہتے ہیں کہ دونوں جادوگر تھے ایک دوسرے کے مددگار تھے

اور نہ تو مدین والوں میں انکو ہمارے احکام پڑھ پڑھ کر سناتا تھا اور نہ تو کوہ طور کی کسی طرف موجود تھا جب ہم نے حضرت موسیٰ کو پکارا لیکن اصل یہ ہے کہ ہم نے بہت سی قومیں پیدا کیں پھر ان پر زمانہ دراز غفلت کا گزرا تو ہم نے محض رحمت[1] سے تجھ کو رسول کر کے بھیجا یعنی تیرا یہ دعوی القائی ہے اختراعی نہیں اس لئے کہ نہ تو نے کوئی کتاب ایسی پڑھی ہے۔ جس کو دیکھ کر تو انبیاء خصوصاً حضرت موسیٰ کے صحیح قصے بیان کرتا لیکن یہ سب کچھ تیرے پروردگار کی رحمت سے تجھ کو ملا ہے کہ تو اس قوم کو عذاب سے ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ تیرے آنے سے وہ نصیحت پائیں مگر یہ لوگ اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے الٹے الجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اس الجھنے کا نتیجہ کیا ہوگا اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ان کو انکے بد اعمال کی وجہ سے جو آج سے پہلے یہ کر چکے ہیں انکو کوئی مصیبت پہنچی تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے حکموں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے تو ہم بھی نہ یہ قرآن بھیجتے نہ رسول۔ چونکہ ان کا عذر درصورت ہدایت نہ آنے کے معقول تھا اس لئے ہم نے ان کے پاس سچا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھیجا۔ پس جب ہمارے ہاں سے ان کے پاس سچ آچکا تو اب جو کوئی عذر نہیں رہا تو کہتے ہیں کیوں نہیں اس کو ایسے معجزات ملے جو موسیٰ علیہ السلام کو ملے تھے مگر یہ بات بھی انکی محض رفع الوقتی ہے ورنہ کیا یہ لوگ موسیٰ کو مانتے ہیں اور اس کتاب سے جو موسیٰ کو ملی تھی منکر نہیں ہیں پھر یہ کیسی لغو بات ہے کہ موسیٰ کا نام لے کر قرآن کی تعلیم کو رد کرتے ہیں۔ موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کی شان میں تو کہتے ہیں کہ دونوں جادوگر تھے۔ ایک دوسرے کے مددگار بن کر کام چلاتے تھے اور

---

[1] اس آیت کا ترجمہ بہت مشکل معلوم ہوا تین دفعہ تو لیکن سے استدلال ہوا پھر اس کا مستثنیٰ منہ سب مفرع ہے اس لئے میں نے جو ترجمہ کیا ہے اصل کلام یوں سمجھ کر کیا ہے
اس پر اگر کوئی اعتراض ہو تو میں سن کر غور کروں گا۔ انشاء اللہ منہ

وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى
اور کہتے ہیں ہم ان سب سے منکر ہیں تو کہہ تم ہی کوئی کتاب اللہ کے ہاں سے آئی ہوئی لے آؤ جو ان دونوں
مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ
سے زیادہ ہدایت والی ہو میں اسی کا پیرو ہونگا اگر تم سچے ہو پس اگر تجھ کو جواب نہ دیں تو جان رکھ کہ یہ لوگ صرف
اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى
اپنی خواہشات نفسانی کے پیچھے چلتے ہیں اور جو کوئی بغیر ہدایت محض اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چلے
مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ
اس سے زیادہ کون گمراہ ہے کچھ شک نہیں کہ خدا بھی ایسے ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا ہم نے کلام کو ان کے لئے مفصل بیان
لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ
کیا تاکہ یہ لوگ نصیحت پاویں- جن لوگوں کو ہم نے اس پہلے کتاب دی ہے وہ اس پر
يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا
ایمان لاتے ہیں اور جب پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہم اس پر ایمان لاتے کچھ شک نہیں کہ یہ تمہارے پروردگار
كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾
کے ہاں سے آیا ہے اور ہم اس سے پہلے ہی فرماں بردار تھے

کہتے ہیں کہ ہم ان سب سے منکر ہیں نہ توریت کو مانتے ہیں نہ قرآن کو ہم ان دونوں سے الگ ہیں نہ ہم اس کو کافی مانتے نہ اس کو ہدایت سمجھتے ہیں اے نبی تو کہہ اگر یہ دونوں کتابیں غلط ہیں تو تم ہی کوئی کتاب اللہ کے ہاں سے آئی ہوئی لاؤ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت والی ہو- میں اس کا پیرو ہوں گا اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو اس کا فیصلہ کرو- پس اگر اس صاف سوال کا تجھ کو معقول جواب نہ دیں تو جان رکھ کر یہ لوگ صرف اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے چلتے ہیں اور جو کوئی بغیر خدائی ہدایت کے محض اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے چلے اس سے زیادہ کون گمراہ ہے؟ کوئی نہیں کیونکہ نفسانی خواہشات تو انسان کو ہمیشہ تباہ کرتی ہیں- پھر جو انہی کا غلام ہو جائے اس کی خیر کہاں؟ کچھ شک نہیں کہ اس لئے خدا بھی ایسے ظالموں کو ہدایت یعنی توفیق خیر نہیں دیا کرتا جب تک اپنی بداعمالی سے رجوع نہ کریں- ہم نے انکی خیر خواہی میں کوئی کمی نہیں کی- رسول بھیجا اور کلام قرآن مجید کو ان کے لئے مفصل بیان کیا تاکہ یہ لوگ نصیحت پائیں خیر نہیں مانتے تو نہ مانیں جھک ماریں کئے کی سزا پائیں- جن لوگوں کو ہم نے اس قرآن سے پہلے کتاب کی سمجھ دی ہے وہ اس قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ یہ رسول اور قرآن ان کی کتابوں کا مصدق ہے اگر یہ نہ ہوتے تو جن پیشگوئیوں کا ان میں ذکر ہے وہ معلق اور بیکار رہتیں- چونکہ ان لوگوں کی غرض رضا الٰہی ہے اس لئے وہ اس قسم کے فضول اعتراض نہیں کرتے اور جب قرآن پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے کچھ شک نہیں کہ یہ ہمارے پروردگار کے ہاں سے آیا ہے اور ہم اس سے پہلے ہی فرمانبردار تھے- ہمیں تو رضائے مولا سے غرض ہے یہ مطلب نہیں کہ کس رنگ میں ہے- کوئی بھی حکم ہو ہم اسے قبول کریں گے اور دل سے مانیں گے

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ

ان لوگوں کو صبر کرنے کی وجہ سے ان کے اعمال کا بدلہ ان کو دوگنا ملے گا اور برائی کو نیکی کے ساتھ دور کرتے ہیں اور

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا

ہمارے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی بات بیہودہ سنتے ہیں تو اس سے روگردان ہوجاتے ہیں اور

أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿٥٥﴾ إِنَّكَ لَا تَهْدِي

کہتے ہیں ہمارے کام ہم کو تمہارے کام تم کو' لو ہمارا سلام ہم جاہلوں بات نہیں چاہتے. تو جس کو چاہے ہدایت

مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

نہیں کرسکتا لیکن خدا ہی جس کو چاہے ہدایت پر لاوے اور وہ ہدایت پانے والوں کو بہت خوب جانتا ہے

وَقَالُوا إِن نَّتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا ۚ أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ

اور کہتے ہیں کہ اگر ہم تیرے ساتھ ہوکر ہدایت کے پیرو ہوں تو ہم اپنی زمین سے نکالے جائیں کیا ہم نے ان کو

حَرَمًا آمِنًا يُجْبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ

امن کے حرم میں جگہ نہیں دی جس کی طرف ہمارے دینے سے ہر قسم کے پھل کھنچے چلاے آرہے ہیں لیکن بہت سے لوگ

ان لوگوں کے اخلاص اور مخالفوں کی تکالیف پر صبر کرنے کی وجہ سے ان کے اعمال کا بدلہ ان کو دگنا ملے گا- کیونکہ یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں کمال اخلاص سے کرتے اور بڑی بات ان میں یہ ہے کہ برائی کو نیکی کے ساتھ دور کرتے ہیں کوئی ان سے برائی کرلے تو یہ اس کے عوض میں اس کے ساتھ نیکی کرتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے ہماری رضاجوئی میں خرچ کرتے ہیں- اور بڑی خوبی ان میں یہ ہے کہ جب کبھی کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں جو نہ دین میں نہ دنیا میں فائدہ مند ہو تو اس سے رُوگردان ہو جاتے ہیں اور ان بیہودہ گوؤں سے کہتے ہیں ہمارے کام ہم کو تمہارے کام تم کو ہمارا اسلام اور آہستہ سے دل میں کہتے ہیں کہ ہم ایسے جاہلوں سے ملنا نہیں چاہتے- یہ ہے مختصر بیان ان لوگوں کی زندگی کا جو خدا کے نیک بندے ہیں لیکن یہ خصلت اور عادت ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی- بلکہ تو بھی اے نبی جس کو چاہے ہدایت نہیں کرسکتا مگر خدا ہی جس کو چاہے ہدایت پر لائے- یہ بھی نہیں کہ وہ جس کو ہدایت پر لاتا ہے بے وجہ لاتا ہے اور جن کو محروم کرتا ہے بے وجہ کرتا ہے- نہیں بلکہ وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے- بھلا یہ لوگ بھی ہدایت یاب ہو سکتے ہیں جو صرف دنیاوی نقصانات کی وجہ سے سچی تعلیم کو قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ اے نبی اگر ہم تیرے ساتھ ہو کر ہدایت کے پیرو ہوں تو مخالفوں کے ظلم اور دباؤ سے ہم اپنی زمین یعنی ملک سے نکالے جائیں- یہ لوگ کفار عرب ہم کو کبھی نہ چھوڑیں سخت تکلیفیں پہنچائیں- یہ ان کی ضعیف الاعتقادی ہے کیا ہم نے انہیں امن وامان کے حرم مکہ میں جگہ نہیں دی ؟ جس کی طرف ہمارے دینے سے ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آرہے ہیں ورنہ خاص مکہ معظمہ اور اس کے گرد میں تو کچھ بھی نہیں لیکن بہت سے لوگ

---

[1] دل میں کہنے کی قید اس وجہ سے ہے کہ جاہل کو سامنے جاہل کہنے سے فساد ہوتا ہے جو ان کی روش سے خلاف ہے نیز دوسری آیت میں ارشاد ہے واذا خاطبهم الجاهلون قالو سلاما یعنی نیک بندوں کو جاہلوں سے جب سامنا ہوتا تو ان کو سلام کہہ کہ چل دیتے ہیں وہاں سلام کے سوا کوئی دوسرا لفظ ان کا نقل نہیں کیا- منہ

لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ

نہیں جانتے اور ہم نے کئی ایک بستیاں ہلاک کردیں جنہوں نے اپنی زندگی خراب کرلی تھی پس یہ ان کی بستیاں

لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا ۖ وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ۝ وَمَا كَانَ

ہیں ان لوگوں کے بعد بہت کم آباد ہوئی ہیں اور ہم مالک ہیں اور ہم کسی بستی کو تباہ

رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا

نہیں کیا کرتے جب تک اس کے بڑے مقام میں رسول نہ بھیجیں جو ان کو ہمارے احکام سنادے اور ہم کسی

مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ۝ وَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ

بستی کو تباہ نہیں کرتے مگر جس حال میں وہ ظالم ہوتے ہیں۔ جو کچھ تم کو ملا ہے وہ دنیا کی زندگی کا گذارہ اور

الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ أَفَمَنْ وَعَدْنَاهُ

زینت ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہت ہی بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ کیا جس شخص کو

وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَنْ مَتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ہم نے اچھا وعدہ دیا ہو پھر وہ اس کے موافق بدلہ بھی پانے والا ہو کیا یہ اس شخص کی طرح ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی

مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ

میں گذارہ دیا پھر وہ قیامت کے روز حاضر کیا جاوے گا اور جس روز خدا ان کو پکار کر کہے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم

نہیں جانتے کہ اس احسان کا شکریہ ادا کریں بلکہ الٹے ناشکرے بنتے ہیں۔ پس وہ یاد رکھیں کہ ان کی طرح پہلے بھی گمراہ اور آوارہ لوگ ہوئے ہیں۔ اور ہم نے پہلے بھی کئی بستیاں ہلاک کردیں جنہوں نے بدکاریوں سے اپنی زندگی خراب کرلی تھی۔ پس یہ تمہارے قریب کر کے ان کی بستیاں ہیں جو ایسی اجڑی ہیں کہ ان لوگوں کے بعد بہت کم آباد ہوئی ہیں کیونکہ ہمارے غضب سے ان پر تباہی آئی تھی اور ہم ہی سب دنیا کے مالک ہیں جو کچھ ہم عدل وانصاف سے کرتے ہیں اور یاد رکھ کہ ہم بستی کو تباہ نہیں کیا کرتے جب تک کہ اس کے بڑے مقام ضلع میں رسول نہ بھیجیں جو ان کو ہمارے احکام سنادیتے اور ہم کسی بستی کو تباہ نہیں کیا کرتے مگر جس حال میں وہ حد سے متجاوز ہو کر ظالم ہوتے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی کچھ ہیں چند روزہ گزارہ پر مست ہو کر خدائے ذوالجلال سے مستغنی ہو جاتے ہیں حالانکہ جو کچھ تم کو ملا ہے وہ دنیا کی زندگی کا گزارہ اور زینت ہے تاکہ تم اس دنیا کی چند روزہ زندگی کو گزار سکو اور نیک عمل کر کے آخری مدارج کو پاؤ اور رضائے الٰہی حاصل کرو کیونکہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس دنیا کی زندگی اور فوائد سے کہیں بڑھ چڑھ کر بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم جو اس دنیا کی چند روزہ زندگی پر غراں ہو سمجھتے نہیں ہو کہ جس قلیل عیش وعشرت کا انجام دائمی ذلت اور خواری ہو اس عیش میں پھنسنا دانائی نہیں کیا تم یہ بھی نہیں جانتے کہ جس شخص کو ہم نے نیک اعمال پر اچھا وعدہ دیا ہو۔ پھر وہ اس وعدہ کے موافق بدلہ بھی پانے والا ہو کیا یہ اس شخص کی طرح جس کو ہم نے دنیا کی زندگی میں چند روزہ گزارہ دیا پھر وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے قیامت کے روز عذاب میں حاضر کیا جاویگا کیا تمہاری عقل فتویٰ دیتی ہے کہ یہ دونوں برابر ہیں ہرگز نہیں اور سنو بدکار مشرکوں کی اس روز کیسی گت ہوگی جس روز خدا بذریعہ منادی کے انکو پکار کر کہے گا کہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو

تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا

گمان کرتے تھے جن لوگوں پر فرد جرم لگ چکا ہوگا وہ کہیں گے ہمارے مولا یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا

اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَاۤ اِلَيْكَ ۫ مَا كَانُوْۤا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَقِيْلَ ادْعُوْا

تھا جیسے ہم بہکے تھے ہم نے ان کو بہکایا اب ہم تیرے حضور میں بیزاری ظاہر کرتے ہیں یہ لوگ ہم کو نہ پوجتے تھے۔ کہا جائے گا تم اپنے

شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا

شریکوں کو بلاؤ پس وہ ان کو پکاریں گے وہ ان کو جواب تک نہ دیں گے اور مشرک عذاب دیکھیں گے تو افسوس کریں گے کہ کاش

يَهْتَدُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَاۤ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَعَمِيَتْ

وہ ہدایت یاب ہوتے اور جس دن خدا ان کو بلا کر کہے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا۔ پس وہ اس

عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ

روز سب کچھ بھول جائیں گے پھر آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے بھی نہیں۔ سو جس نے توبہ کی ہوگی اور ایمان لاکر نیک عمل

صَالِحًا فَعَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ

کئے ہونگے پس یہ شخص بہت جلد نجات یافتوں میں ہوجائے گا۔ خدا جو چاہے پیدا کرتا ہے اور چن لیتا ہے

تم گمان کرتے تھے اور تم کہتے تھے کہ یہ ہمارے سفارشی بلکہ فریادرس ہیں۔ جن لوگوں پر ان کی بداعمالی کی وجہ سے فرد جرم لگ چکا ہوگا اور وہ دنیا میں پیشوا اضلالت بنے ہوں گے جیسے بتوں کے پجاری اور قبروں کے مجاور۔ وہ کہیں گے ہمارے مولا یہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا جیسے ہم بہکے تھے ہم نے انکو بہکایا۔ آخر پیر نے مرید کو اور گرو نے چیلے کو اپنے ہی رنگ میں رنگنا تھا۔ اب ہم تیرے حضور میں بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہ لوگ ہم کو نہ پوجتے تھے بلکہ اپنی ہواوہوس کے غلام تھے۔ خیر یہ تو ان لوگوں کا مکالمہ ہے جو شرک کی طرف بلاتے ہیں۔ اس گفتگو کے بعد مشرکوں سے کہا جائے گا تم اپنے شریکوں کو بلاؤ جن کو تم لوگ ہمارے شریک جانتے تھے۔ پس وہ یہ جان کر کہ شاید یہ حکم ہمارے فائدے کے لئے ہے ان کو اسی طرح پکارینگے جس طرح دنیا میں استمداد کے وقت ان کو بلایا کرتے تھے۔ مثلاً اے خداوند یسوع مسیح یا حضرت سلطان المدد وغیرہ مگر وہ ان کو جواب تک نہ دیں گے بلکہ خاموش رہیں گے اور مشرک عذاب دیکھیں گے تو افسوس کریں گے کہ کاش ہم ہدایت یاب ہوتے مگر وہاں کا افسوس کرنا ان کو کچھ مفید نہ ہوگا اور سنو جس دن یعنی قیامت کے روز خدا ان کافروں کو بلا کر کہے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟ کہاں تک ان کی تعلیمات کو قبول کیا تھا اور کہاں تک انکار کیا تھا؟ وہ یہ سوال سن کر ایسے حیران ہوں گے کہ اس روز سب کچھ بھول جائیں گے ایسے کہ کوئی واقع سچا یا جھوٹا بھی ان کو یاد نہ آئے گا پھر لطف یہ کہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھیں گے بھی نہیں۔ سو اس روز کے فیصلے کا خلاصہ یہ ہوگا کہ جس نے توبہ کی ہوگی اور ایمان لاکر نیک عمل کئے ہونگے پس یہ شخص بہت جلد نجات یافتگان میں ہو جائے گا ان لوگوں کو راہ حق اختیار کرنے میں یہ رکاوٹ ہے کہ یہ سمجھتے ہیں رسالت کے عہدہ پر ایسا شخص مامور کیوں ہوا۔ گویا خدا کو چاہیے تھا کہ ان سے پوچھ کر رسول بناتا۔ حالانکہ خدا جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ اور جس کو چاہے چن لیتا ہے۔

مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ

اور ان کو کسی طرح کا اختیار نہیں خدا پاک اور بلند ہے اور ان کے شرک سے اور جو کچھ ان کے دلوں میں

مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى

مخفی ہے اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں تیرا رب خوب جانتا ہے اور وہی اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت

وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ

میں بھی اسی کی تعریفیں ہیں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم رجوع ہو- تو کہہ بتلاؤ تو اگر خدا تم پر رات کو قیامت تک دائمی

الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَاۗءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾

کردے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تم کو روشنی لادے؟ کیا تم سنتے نہیں؟ تو کہہ کہ قیامت تک

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ

اگر خدا تم پر دن ہی رکھے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تم پر

غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ

رات لادے جس میں تم تسکین پاؤ کیا تم دیکھتے نہیں ہو- اور اس نے اپنی رحمت سے تمہارے

لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾

لئے رات اور دن بنایا تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر گذار بنو-

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٧٤﴾

اور جس روز اللہ ان کو بلا کر کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم خیال کیا کرتے تھے-

ان کو کسی طرح کا اختیار نہیں- مخلوق کو ایسا اختیار ہوتا تو شریک نہ ہو جاتے؟ حالانکہ خدا پاک اور بلند ہے ان کے شرک کرنے سے ابھی تو کیا ان کی تو یہ حالت ہے کہ دل ان کے تیری مخالفت سے اٹے پڑے ہیں- اور جو کچھ ان کے دلوں میں مخفی ہے اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کیونکہ وہ عالم الغیب ہے اور وہی اللہ یعنی معبود برحق ہے- اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں- اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اسی کی تعریفیں ہیں اور سب چیزوں پر اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم رجوع ہو- ہر ایک امر اس کی قدرت اور اذن سے پیدا ہوتا ہے اور اسی کے اذن سے قائم ہے- تمام دنیا کی حرکتیں اسی ایک سے ہیں- ان کے سمجھانے کو تو ان سے کہہ کر بتلاؤ تو اگر خدا تم پر اس رات کو جس میں مناسب وقت تک آرام پاتے ہو قیامت تک دائمی کردے یعنی دن کی روشنی ظاہر ہی نہ ہو بلکہ رات کی تاریکی ہی رہے تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تم کو یہ روشنی لادے؟ کیا تم ایسی واضح دلیل بھی سنتے نہیں- تو یہ بھی کہہ کر بتاؤ اگر خدا قیامت تک تم پر دن ہی رکھے رات آئے ہی نہیں تو اللہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہارے پاس رات لائے جس میں تم تسکین پاؤ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ ایسی ایسی نعمتیں کون پیدا کرتا ہے اور تم اسکی کیا قدر کرتے ہو؟ اور سنو اس نے اپنی رحمت کاملہ سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم اس رات میں آرام پاؤ اور دن میں اس کا فضل روزگار سے تلاش کرو اور یہ تم کو اس لئے سنایا جاتا ہے تاکہ تم ان نعمتوں کے شکر گزار بنو اور سنو جس روز اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو بلا کر کہے گا میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم میرے شریک خیال کرتے تھے- اور اسی روز

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ

ہم ہر ایک قوم میں سے ایک گواہ الگ کریں گے پھر ہم ان کو کہیں گے تم اپنی دلیل لاؤ پس وہ جان جائیں گے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ

کہ حق خدا ہی کا ہے اور جو کچھ وہ افترا کرتے تھے وہ سب بھول جائیں گے- قارون موسیٰ کی قوم سے تھا پھر وہ ان پر ظلم کرنے لگا

فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي

اور ہم نے اس کو مال اتنا دیا تھا کہ اس کے خزانوں کو طاقتور آدمیوں کی ایک جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی

الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ وَابْتَغِ

جب اس کی قوم نے اس سے کہا- اترا نہیں یقیناً خدا اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا- اور جو کچھ خدا نے تجھ کو

فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا

دیا ہے اس کے ذریعہ سے آخرت کی تلاش کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول اور احسان کر جیسا

أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ

خدا نے تجھ سے احسان کیا

یہ واقع بھی ہوگا کہ ہم ہر ایک قوم میں سے ایک ایک گواہ یعنی اس امت کا پیغمبر الگ کریں گے پھر وہ سچی اور واقعی گواہی دیں گے- جس سے ان مشرکوں پر فرد جرم لگ جائے گی تو ہم ان کو کہیں گے اب تم اپنی صفائی کی دلیل لاؤ جس سے تمہاری رہائی ہوسکے- یا تم ان واقعات کی تکذیب کردیا ان کی وجہ بتاؤ مگر وہ کچھ نہ کرسکیں گے پس وہ جان جائیں گے کہ تمام سچی عبادتوں کا حق خدا ہی کا ہے اور جو کچھ وہ دنیا میں خدا پر افترا کرتے تھے کہ فلاں شخص ہم کو چھڑا لے گا فلاں بزرگ ہماری سفارش کرے گا وہ سب بھول جائیں گے اور مصیبت کے وقت کوئی بھی یاد نہ رہے گا جیسا کہ دستور ہے- چنانچہ قارون کے ساتھ دنیا ہی میں یہ معاملہ پیش آیا- تم جانتے ہو گے کہ قارون حضرت موسیٰ کی قوم سے تھا- پھر وہ ان پر ظلم کرنے لگا جیسا کہ دستور ہے کہ قرابت دار عموماً موذی ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ شخص کمینہ اخلاق تھا اور ہم نے اس کو اتنا مال دیا تھا کہ اس کے خزانوں[1] یعنی جن صندوقوں میں وہ اس مال کو بند کیا کرتا تھا ان کو طاقت اور آدمیوں کی ایک جماعت بمشکل اٹھا سکتی تھی- اس کے واقعات سے وہ وقت قابل غور ہے جب اس کی قوم بنی اسرائیل میں سے نیک لوگوں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تو اس مال اور عزت پر اترا نہیں- یقیناً جان کہ خدا اترانے والوں سے محبت نہیں کرتا- کیونکہ اترانا اور تکبر کرنا خدا کو کسی طرح پسند نہیں- پس تو اس بدعادت کو چھوڑ دے اور جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس کے ذریعہ سے آخرت کی تلاش کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول جو چند گز کپڑا اور چند بالشت زمین ہے آخر یہی تو دنیا کی کائنات ہے پس تو اس فرعونیت کو دماغ سے نکال دے اور مخلوق سے احسان کر جیسا خدا نے تجھ سے احسان کیا کیا تو نے بزرگوں کا کلام نہیں سنا

جو حق برتو پاشد تو برخلق پاش
پس تو اس احسان کی قدر کر

[1] مفاتح جمع مفتح بفتح المیم ہم نے مراد لی ہے اور کنوز جمع کنز کی- کنز اس مال کو کہتے ہیں جو جمع کیا گیا ہو- لیکن شریعت کے محاورے میں اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ نہ ادا کی جائے- چونکہ قارون مال کی زکوٰۃ نہ دیتا تھا اس لئے مال کو کنوز کہا گیا- حضرت ابن عباس اور حسن بصری رضی اللہ عنہ نے بھی مفاتح سے مال ہی مراد لیا ہے- تفسیر (کبیر) جس کا مطلب غالباً یہی ہے جو ہم نے بیان کیا- منہ

وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾ قَالَ إِنَّمَا

اور ملک میں فساد نہ کر کچھ شک نہیں کہ اللہ مفسدوں سے محبت نہیں کرتا۔ اس نے کہا مجھ کو جو

أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ

کچھ ملا ہے میری لیاقت اور علم سے۔ کیا اسے معلوم نہ تھا کہ اللہ نے اس سے پہلے ان لوگوں کو ہلاک کیا

الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ

جو اس سے زیادہ قوت والے اور بہت سی جمعیت والے تھے اور مجرموں کو گناہوں سے سوال نہیں

الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ

ہوتا۔ پس وہ زیب و زینت کر کے اپنی قوم کے سامنے نکلا تو لوگ جو دنیا کی زندگی کے طالب تھے

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾

انہوں نے کہا اے کاش جو کچھ قارون کو ملا ہے ہم کو بھی ملا ہوتا کچھ شک نہیں کہ وہ صاحب نصیب ہے

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ

اور جن لوگوں کو علم ملا تھا انہوں نے کہا افسوس ہے تم پر اللہ کے ہاں کا بدلہ بہت ہی بہتر ہے ان کے لئے جنہوں نے

وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿٨٠﴾

ایمان لاکر اعمال صالحہ کئے ہیں اور یہ خصلت انہیں کو ملتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں

اور غرور اور تکبر کی وجہ سے ملک میں فساد نہ کر۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ مفسدوں سے محبت نہیں کرتا بلکہ سخت برا جانتا ہے اس کمبخت نے اس بزرگانہ وعظ اور نصیحت کا نہایت ہی برے لہجہ میں جواب دیا۔ کہا کہ تمہاری تقریر کی بنا ہی غلط ہے۔ تم نے جو اس مال کو احسان الٰہی میں شمار کیا ہے یہی غلط ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ مجھ کو جو کچھ ملا ہے میری لیاقت اور علم سے حاصل ہوا ہے جب کہ میں اتنے مال اور اتنے زور والا ہوں تو مجھے کس بات کا اندیشہ ہے۔ کیا اسے معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بہت سے لوگوں کو ہلاک کیا جو اس سے زیادہ قوت والے اور بہت سی جمعیت مال و اسباب والے تھے اور اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ جب عذاب آتا ہے تو مجرموں کو گناہوں سے سوال نہیں ہوتا کہ یہ کام تم نے کئے یا نہیں کئے؟ کیونکہ خدا کو سب کچھ معلوم ہے پس اس ناگہانی بلا سے اس کو ڈرنا چاہیے تھا مگر وہ ایسا شریر تھا کہ اکڑ کر اور خوب زیب و زینت کر کے اپنی قوم کے سامنے نکلا تو جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے یعنی جن کی کوتہ نظری اس بات کا فیصلہ کر چکی تھی کہ جو کچھ ہے وہ اس دنیا ہی میں ہے اس سے علاوہ کچھ نہیں انہوں نے کہا ہائے کاش جو کچھ قارون کو ملا ہے ہم کو بھی ملا ہوتا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا صاحب نصیب ہے۔ یہ تو ان لوگوں کا کلام تھا جو ہر ایک قسم کی عزت کو دنیاوی فوائد سے وابستہ جانتے ہیں جن کا خیال تھا کہ جو کچھ ہے اسی دنیا میں ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں اور جن لوگوں کو علم اور معرفت الٰہی سے کچھ حصہ ملا تھا انہوں نے ان دنیاداروں کا کلام سن کر بڑا افسوس کیا کہا افسوس ہے تم پر تم سمجھے ہو کہ دنیا ہی دنیا ہے اور کچھ نہیں حالانکہ اللہ کے ہاں کا بدلہ بہت ہی بہتر ہے ان کیلئے جنہوں نے ایمان لاکر اعمال صالحہ کئے ہیں اور یہ نیک خصلت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو تکالیف پر صبر کرنے والے ہیں چاہے وہ تکالیف مالی ہوں یا جسمانی ملکی ہوں یا مذہبی کیا تم نہیں جانتے کہ نیک اعمال کا نیک اور بد اعمال کا بد کوئی بدلہ نہیں

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ

پس ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو تہہ زمین میں دھنسا دیا پھر تو خدا کے سوا ایسی کوئی جماعت بھی ایسی نہ ہوئی جو اس کی مدد کرتی اور

اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ

نہ وہ خود مدد کرنے والوں سے ہوا اور جن لوگوں نے ابھی کل ہی اس کے رتبے کی تمنا کی تھی وہ بھی کہنے

يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْ

لگے ارے غضب! اللہ ہی اپنے بندوں میں جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کردیتا ہے اور تنگ کردیتا ہے اگر خدا

لَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ

ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم کو بھی دھنسا دیتا کچھ شک نہیں کہ ناشکرے کبھی فلاح نہیں پاتے۔ ہم اس آخرت

الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَ

کا گھر انہیں لوگوں کے لئے مخصوص کریں گے جو زمین پر بلندی اور فساد کرنا نہیں چاہتے اور انجام پرہیز گاروں

الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ

ہی کا ہے۔ جو کوئی نیک کام لائے گا۔ اس کو اس سے بہتر ملے گا اور جو کوئی برائی لائے گا

بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

تو برائی کرنے والوں کو اتنی ہی سزا ملے گی جتنی وہ برائی کر چکے ہوں گے

اگر تمہارا یہ خیال ہے تو سخت افسوس ہے پس وہ اس جھگڑے میں تھے کہ ہم نے اس قارون کو اور اس کے گھر کو تہہ زمین میں دھنسا دیا۔ زمین کو ایسی کچھ حرکت ہوئی کہ قارون مع اپنے عالیشان محلوں کے زمین کے اندر دھنس گیا جیسے ۱۳ اپریل ۸۳ء کو پنجاب میں زلزلہ کلاں سے ضلع کانگڑہ وغیرہ میں واقعہ ہوا تھا۔ پھر تو خدا کے سوا کوئی جماعت بھی ایسی نہ ہوئی کہ جو اس کی مدد کرتی اور نہ وہ خود مدد کرنے والوں سے ہوا۔ ادھر یہ تباہ ہوا ادھر شطرنج کا چالا ہی بدل گیا اور کچھ کا کچھ ہو گیا جن لوگوں نے ابھی کل ہی اس کا رتبہ کی تمنا کی تھی وہ بھی کہنے لگے ارے غضب اب معلوم ہوا کہ اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کردیتا ہے اور جسے چاہے تنگ کردیتا ہے اللہ اکبر اگر خدا ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمارے برے خیالات کی پاداش میں ہم کو بھی زمین میں دھنسا دیتا کچھ شک نہیں کہ ناشکرے کافر کبھی فلاح نہیں پاتے۔ بلکہ اپنی ناشکری کی پاداش ضرور پاتے ہیں۔ اس لئے ہمارے طرف سے عام اعلان ہے کہ ہم (خدا) اس آخرت کا گھر اور اس کی عزت انہیں لوگوں کے لئے مخصوص کریں گے جو زمین پر اپنے رتبہ سے بلندی اور فساد کرنا نہیں چاہتے۔ بندگی کے رتبہ سے تعلی کرنا تو علو اور تکبر ہے اور احکام تمدنی کا خلاف کرنا فساد ہے مگر متقی لوگ ان دونوں بد خصلتوں سے پاک ہوتے ہیں اس لئے انجام بخیر پرہیز گاروں ہی کا ہے۔ پس سنو جو کوئی نیک کام خدا کے حضور لائے گا اس کو اس سے بہتر ملے گا اور جو کوئی برائی کر کے لائے گا تو برائی کرنے والوں کو اتنی ہی سزا ملے گی جتنی برائی وہ کر چکے ہوں گے۔ یہ نہ ہوگا کہ جس طرح نیک کام کرنے والوں کو اجر زیادہ ملے گا بد اعمال کرنے والوں کو سزا بھی زیادہ ملے۔ نہیں یہ خدا کے انصاف کے خلاف ہے

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ

یقیناً جس اللہ نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے وہ تجھے تیری بازگشت کی طرف پھیرنے والا ہے۔ تو کہہ کہ جو ہدایت والا ہے اور جو صریح

جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝۸۵ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ یُّلْقٰۤى اِلَیْكَ

گمراہی میں ہے خدا ان کو خوب جانتا ہے۔ تو اس بات کی توقع نہ رکھتا تھا کہ تیری طرف کوئی

الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ۝۸۶ وَ لَا یَصُدُّنَّكَ

کتاب اتاری جائے مگر تیرے پروردگار کی رحمت ہے پس تو کافروں کا کبھی حمایتی نہ ہو جائیو اور یہ لوگ تجھ کو اللہ

عَنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَیْكَ وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

کے احکام سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تیری طرف اتارے گئے اور اپنے پروردگار کی طرف بلاتا رہ اور مشرکوں میں سے بھی

الْمُشْرِكِیْنَ۝۸۷ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ

نہ ہو جائیو اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکاریو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا سب چیزیں

اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۝۸۸

فنا ہونے والی ہیں اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم سب رجوع ہو

پس اے نبی تو یقیناً جان رکھ کہ جس اللہ نے تجھ پر احکام قرآن کو فرض کیا ہے وہ تجھے باعزوقار تیری بازگشت دار آخرت کی طرف پھیرنے والا ہے۔ تجھے بھی ان تکالیف کا عوض بوجہ احسن وہاں ملے گا کیونکہ یہ تیری سب تکلیفات اللہ کی راہ میں ہیں۔ پس وہ ان کو خوب جانتا ہے۔ تو ان کو بھی سنانے کے لئے کہہ کہ جو کوئی ہدایت والا ہے اور جو صریح گمراہی میں ہے خدا ان کو خوب جانتا ہے۔ پس دونوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ ان کو اتنی بھی خبر نہیں کہ تو تو اس بات کی کسی طرح توقع نہ رکھتا تھا کہ تیری طرف کوئی کتاب اتاری جائے مگر تیرے پروردگار کی رحمت سے اس کا نزول ہوا ہے پس اس کا نتیجہ اور اثر تجھ پر یہ ہونا چاہیے کہ تو کافروں بے دینوں اور مجرموں کا کبھی حمایتی اور مددگار نہ ہو جائیو۔ اور یہی خیال رکھیو کہ کبھی کسی طرح یہ بے دین لوگ تجھ کو اللہ کے احکام سے نہ روکیں بعد اس کے کہ وہ تیری طرف اتارے گئے پس تو ان احکام کی تبلیغ کرتا رہ اور اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلاتا رہ اور مشرکوں میں سے کبھی نہ ہو جیو اور یہ بھی سن رکھ کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود مت پکاریو۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں کوئی معبود کیسے ہو سکے جبکہ وہ اپنے وجود اور ہستی میں بھی ازلی اور ابدی نہیں ہیں کیونکہ اللہ کے سوا سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں اس کے سوا ایسی کوئی چیز نہیں جس پر فنا طاری نہ ہو۔ اسی کا سب اختیار اور حکم ہے۔ مجال نہیں کہ اس کے حکم کو کوئی توڑ سکے اور اسی کی طرف تم سب رجوع ہو۔ ہر بات میں اسی کے محتاج ہو۔ گو تمہیں اس محتاجی کا علم نہ ہو مگر اس میں شک نہیں کہ محتاج ضرور ہو۔ پس تم اپنی محتاجی کو ملحوظ رکھو اور ایسے مالک صاحب اختیار حاکم سے مت بگاڑو

لہ اس لفظ میں آنحضرت ﷺ کے انتقال کی مخفی پیشگوئی تھی۔ منہ

سورت العنکبوت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝

میں اللہ سب سے زیادہ علم والا- کیا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کی آزمائش

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ

نہ کی جائے گی؟ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو جانچا تھا- پس ہم ان لوگوں کو جدا کردیں گے جو سچے ہیں اور ان لوگوں کو جو جھوٹے

الْكٰذِبِيْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ

ہیں کیا برے کام کرنے والے سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم سے آگے بڑھ جائیں گے! بہت برا خیال کرتے

مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ

ہیں جو کوئی اللہ سے ملنے کی توقع رکھے پس اللہ کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے اور وہ سننے

الْعَلِيْمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ

والا جاننے والا ہے اور جو کوئی کوشش کرے تو وہ اپنے ہی نفس کے لئے کوشش کرتا ہے بیشک اللہ تمام جہان والوں سے

الْعٰلَمِيْنَ ۝

بے نیاز ہے

سورہ عنکبوت

میں ہوں اللہ سب سے زیادہ علم والا میرے علم کا تقاضا ہے کہ میں مخلوق کی ہدایت کے لئے احکام نازل کیا کرتا ہوں مگر لوگ اس کی قدر نہیں کرتے- کیا مسلمان لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور انکی آزمائش نہ کی جائیگی- بیشک آزمائش ہوگی کیونکہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو جانچا تھا اسی طرح انکو جانچیں گے- مگر کیسے یہ نہیں کہ ان کے حال کا علم حاصل کرنے کے لئے بلکہ ان کا عجز بجز ظاہر کرنے کے لئے- پس نتیجہ اس کا یہ ہوگا ہم ان لوگوں کو جدا کردیں گے جو اپنے دعوی میں سچے ہیں اور ان لوگوں کو جو اپنے بیان میں جھوٹے ہیں- ان دونوں میں ہم امتیاز کردیں گے- کیا برے کام کرنے والے سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم سے آگے بڑھ جائینگے ہم ان کو پکڑنا چاہیں گے تو نہ پکڑ سکیں گے؟ بہت برا خیال کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ اس رائے میں تبدیلی کریں اور اصل بات ہم سے سنیں کہ جو کوئی اللہ کے بدلہ ملنے کی توقع رکھے پس وہ سمجھے کہ اللہ کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے اس کو ضرور بدلہ ملے گا اور وہ اللہ سب کی سننے والا ہے سب کو جاننے والا ہے اور جو کوئی خدا کو راضی کرنے کیلئے دل سے کوشش کرے تو وہ سمجھے کہ اپنے نفس ہی کے لئے کوشش کرتا ہے کیونکہ اس کا عوض اس کو ملے گا اور کسی کو نہیں بیشک اللہ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے اس کو کسی سے حاجت نہیں یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں ہاں وہ اپنے بندوں کے حال پر مہربان اور انصاف

---

[1] اردو میں ایسی جلدی التفات کہ متکلم سے غائب اور غائب سے پھر فورا متکلم ہو کچھ مستحسن نہیں- اس لئے ہم نے ترجمہ میں التفات کا لحاظ نہیں کیا-

وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ہم ضرور ان کے گناہ دور کردیں گے اور ہم ان کو انکے

اَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَ

کئے ہوئے اعمال سے بہتر بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور

اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۭ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ

اگر وہ دونوں تیرے در پے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک مقرر کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانیو میری ہی طرف تم نے

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ

لوٹ کر آنا ہے پس میں تم کو تمہارے کئے کی خبریں بتاؤں گا اور جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل بھی کرتے ہیں ہم ان کو صالحین میں داخل

فِي الصّٰلِحِينَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوذِيَ فِي اللّٰهِ

کریں گے اور بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ایمان لائے پھر جب اللہ کے معاملہ میں ان کو

یہی وجہ ہے کہ وہ انکو خوشخبری اور بشارت دیتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے۔ ہم (خدا) ضرور ان کے گناہ دور کردینگے جو نیکیوں کے ماتحت ہوں گے۔ تمہارے سمجھانے کو ایک مثال سناتے ہیں۔ جس طرح دواؤں میں بعض اشیاء سرد اور بعض گرم ہوتی ہیں۔ پھر جیسے سرد کے مراتب مختلف ہیں گرم کے بھی متعدد مراتب ہیں۔ بعض سرد چیزوں کے استعمال کرنے سے گرمی دور ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی بعض گرم چیزوں کے استعمال کرنے سے سردی دور ہو جاتی ہے۔ مگر بعض گرم اشیاء ایسی ہیں کہ ان کی گرمی کو کوئی سرد دوا دور نہیں کر سکتی۔ یہی قاعدہ گناہوں کا ہے کہ بعض گناہ نیکیوں سے دور ہو جاتے ہیں جو ان نیکیوں سے کم درجہ ہوتے ہیں ایسے ہی بعض نیکیاں بعض گناہوں سے حبط ہو جاتی ہے مثلاً شرک سے تمام نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں پس اس قاعدے کو یاد رکھو اور سنو کہ ہم ایسے صلحا لوگوں کے گناہ مٹا دیں گے اور ان کو انکے کئے ہوئے اعمال سے بہتر بدلہ دیں گے بعض لوگ نیک کام سمجھتے ہیں کہ کسی کی دل شکنی نہ کی جائے چاہے وہ کچھ ہی کہے اسکی ہاں میں ہاں ملا کر اس کو خوش کیا جائے اور بس۔ حالانکہ یہ اصول ایک حد تک غلط ہے کیونکہ ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے حق میں نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایسا نہیں کہ جو کچھ وہ کہیں سب کو تسلیم کرنا اس کا فرض ہو اور جو کچھ وہ کہیں سب میں اطاعت کرنا لازم نہیں بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ اگر وہ دونوں تیرے در پے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے جس کے شریک ہونے کا تجھے خود بھی علم نہیں تو تو اس بات میں ان کا کہنا مانیو بلکہ دل میں سمجھیو کہ میری (خدا کی) طرف تم نے لوٹ کر آنے ہے پس اس وقت میں تم کو تمہارے کئے کی خبریں بتاؤں گا۔ اس تمثیل سے تم سمجھ گئے ہو گے کہ نیک اعمال کیا ہوتے ہیں نیک اعمال صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا نام ہے جس کام کا ہم (خدا) حکم کریں اس کو کرنا اور جس سے منع کریں اس سے ہٹنا بھی نیکی ہے۔ اور بس یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل بھی کرتے ہیں یعنی ہماری رضا جوئی میں لگے رہتے ہیں۔ ہم ان کو گزشتہ صالحین کی جماعت میں داخل جنت کریں گے۔ مگر اس بھید کے سمجھنے والے بہت کم لوگ ہیں اور بعض لوگ بلکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو زبانی تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہم نے مانا کہ ہمارا مالک ہمارا خالق ہمارا والی متولی سب کچھ خدا ہی ہے۔ پھر جب اس کہنے پر اللہ کے معاملہ میں مخالفوں کی طرف سے ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔

جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا

کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کی طرح بنا لیتے ہیں اور اگر خدا کی طرف سے کوئی مدد پہنچے تو کہتے ہیں ہم تو

كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ

تمہارے ساتھ تھے کیا اللہ جہان والوں کے دلی رازوں سے واقف نہیں بے شک اللہ ایمانداروں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ

کو بھی جانتا ہے اور منافق بھی اسے خوب معلوم ہیں- اور جو لوگ کافر ہیں وہ ایمانداروں سے کہتے کہ آؤ

اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ

تم ہمارے راستہ کی پیروی کرو اور ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے حالانکہ وہ ان کے گناہوں سے کچھ نہ اٹھائیں گے یقیناً وہ جھوٹے ہیں

مِّنْ شَيْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز

اور وہ اپنے گناہ اٹھائیں گے اور اپنے ساتھ اور گناہ بھی اٹھائیں گے

وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

اور جو کچھ یہ افترا کرتے ہیں قیامت کے روز اس سے پوچھے جائیں گے- اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی

فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ

طرف بھیجا تھا پھر وہ ان میں پچاس کم ہزار سال رہا

تو لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کی طرح قابل خوف بنا لیتے ہیں یعنی لوگوں کی تکلیف سے بھی ایسا ڈرتے ہیں کہ جیسے عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہیے- ہر ایک بات میں لوگوں کی رضا مقدم جانتے ہیں اور کہتے ہیں- میاں خالق سے بگاڑ کر ہم گزارہ کر سکتے ہیں مگر مخلوق سے بگاڑ کر گزارہ مشکل ہے- اور اگر خدا کی طرف سے کوئی مدد پہنچے فتوحات ہوں مال غنیمت آئے تو فوراً کہتے ہیں- ہم تو تمہارے ساتھ تھے- دیکھا تھا ہم نے فلاں موقع پر فلاں کافر کو کیسے پچھیڑا تھا- فلاں موقع پر ہم نے یہ کام کیا تھا- ہمیں بھی کچھ عنایت ہو ہم بھی امیدوار دعا گو ہیں- کیا یہ جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جہان والوں کے دلی رازوں سے خوب واقف نہیں- بیشک اللہ تعالیٰ ایمانداروں کو بھی جانتا ہے اور بے ایمان منافق بھی اسے خوب معلوم ہیں- مگر یہ لوگ ایسے کچھ خدا سے کشیدہ ہیں کہ ان کی ہر بات نرالی ادا اور جہالت سے لبریز ہے- دیکھو تو جو لوگ کافر ہیں وہ ایمانداروں سے کہتے ہیں کہ آؤ تم ہمارے راستہ کی پیروی کرو خیر یہ بات تو کچھ ایسی ہے کہ ایک مذہب والا دوسرے کو کہتا ہے لطف یہ ہے کہ اور بھی ایک بات کہتے ہیں اگر تم کسی مؤاخذہ سے ڈرتے ہو تو ہم تمہارے گناہ اٹھا لیں گے کیا تم ہمارا اعتبار نہیں کرتے- دیکھو ہم اتنے بڑے رئیس ہیں تمام لوگ ہمارا کہا مانتے ہیں ہم پر بھروسہ کرتے ہیں پھر تم کیوں نہیں ہم پر بھروسہ کرتے- ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم تمہارے گناہ اٹھائیں گے حلانکہ وہ انکے گناہوں سے کچھ نہ اٹھائیں گے یقیناً وہ جھوٹے ہیں اور اس جھوٹ کی سزا میں وہ اپنے گناہ اٹھائیں گے اور اپنے گناہوں کے ساتھ اور گناہ بھی اٹھائیں گے جو لوگوں کو گمراہ کرنے سے انکی گردنوں میں لٹکائے جائینگے اور جو کچھ یہ افترا کرتے ہیں کہ خدا کی نسبت بدگمانی پھیلاتے ہیں اور خدا کو بھی مثل دنیاوی بادشاہوں کے جان کر اس کے وسیلے اور دلی تلاش کرتے ہیں قیامت کے روز اس سے پوچھے جائیں گے اور اپنے کئے کی سزا پائیں گے- ہم نے حضرت نوح کو بھی یہی پیغام اور اطلاع دے کر اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا- پھر وہ ان میں پچاس کم ہزار سال رہا مگر انہوں نے اسکی نہ سنی برابر مخالفت پر ہی تلے رہے

فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَ

پس ان کو طوفان نے آلیا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے- پھر ہم نے اس کو اور بیڑی والوں کو نجات دی اور

جَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ

اس بیڑی کو تمام جہان والوں کے لئے نشانی بنایا اور ابراہیم کو بھیجا جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا

یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ جانتے ہو- تم اللہ کے سوا صرف بتوں کی عبادت کرتے ہو اور جھوٹ

وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ

گھڑتے ہو- جن لوگوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہارے لئے رزق

رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

دینے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں- پس تم خدا کے ہاں سے رزق مانگو اور اس کی عبادت کرو اور شکر اس کا بجا لاؤ اور اسی

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ

کی طرف تم کو پھرنا ہے اور اگر تم تکذیب کروگے تو تم سے پہلے بھی کئی ایک جماعتوں نے تکذیب کی تھی اور رسول کے ذمہ بس واضح کر کے پہنچانا

الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ

ہوتا ہے- کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ خلقت کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو لوٹا دیتا ہے بیشک یہ بات

پس آخر کار جب ان کا جام لبریز ہو گیا تو حکم الٰہی سے ان کو طوفان نے آلیا اس حال میں کہ وہ ظالم تھے- پھر ہم نے اس نوح کو اور اس کے ساتھ بیڑی میں بیٹھنے والوں کو نجات دی- اس بیڑی کو بوجہ ان کی نجات کے تمام جہان والوں کے لئے نشانی بنایا- اور اس طرح ابراہیم کو رسول کر کے بھیجا- اسکی زندگی کے واقعات بہت عجیب وغریب ہیں- خصوصاً وہ وقت جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کی بے فرمانی کرنے سے ڈرو یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے- اگر تم کچھ جانتے ہو تو سمجھو- تم اتنا نہیں سوچتے کہ اللہ کے سوا صرف بتوں اور مصنوعی معبودوں کی عبادت کرتے ہو اور اپنی طفل تسلی کے لئے محض جھوٹ موٹ کی حکایات اور زٹلیات گھڑتے ہو- سنو میں تم کو ایک قابل قدر بات بتاؤں معبود وہ ہونا چاہیے- جو ہمارا خالق ہو اور ہم کو رزق دیتا ہو مگر جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تو تمہارے خالق نہیں- اس لئے تمہارے لئے رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے ہیں- پس تم ان سے کیا امید وبیم رکھتے ہو خدا کے ہاں سے رزق مانگو جو تم کو دینے پر قادر ہے اور اس کی عبادت کرو اور شکر اس کا بجالاؤ- اور دل میں اس بات کو جمار کھو کہ اسی کی طرف تم کو پھرنا ہے- بس اسی حاضری کی تیاری رکھو اور اگر تم تکذیب کروگے اور نہ ماننے ہی پر بضد مصر رہو گے تو یاد رکھو کہ اس کا وبال تم ہی پر ہو گا تم سے پہلے بھی کئی ایک جماعتوں نے رسول کی تکذیب کی تھی جس کا بدانجام انہی کے حق میں برا ہوا اور رسولوں کا تو کوئی نقصان نہ ہوا کیونکہ ہر ایک رسول کے ذمہ بس واضح کر کے پہنچانا ہوتا ہے- اسی لئے امتوں کے انکار پر رسولوں کو کوئی مواخذہ نہیں- مانیں یا نہ مانیں سر کھائیں- کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ خلقت کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے یعنی فنا کر دیتا ہے بیشک یہ بات

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ

اللہ کے نزدیک آسان ہے۔ تو کہہ تم ملک میں سیر کرو پھر دیکھو کہ اللہ نے کس طرح مخلوق کو پیدا کیا پھر

اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ

اللہ اس سے بعد ایک نئی خلقت پیدا کرے گا اللہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جسے چاہے عذاب

يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي

کر سکتا ہے اور جسے چاہے رحم فرما سکتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤں گے اور تم زمین و آسمان میں اللہ کو

الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ

عاجز نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی والی اور مددگار نہیں ہے۔ اور جو لوگ

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

اللہ کے حکموں اور اس کی ملاقات سے منکر ہیں خدا کی رحمت سے بے امید ہیں اور انہی کو دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ

ہو گا۔ پس ابراہیم کی قوم سے آخر یہی جواب بن سکا کہ انہوں نے کہا اس کو قتل کردو یا آگ میں جلا دو پس

مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ

اللہ نے اس کو آگ سے بچایا بے شک اس میں ایماندار لوگوں کے لئے بہت سے نشان ہیں اور اس نے کہا تم نے صرف آپس کی

اللہ کے نزدیک آسان ہے۔ بنا کر توڑ دینا اسے کچھ بھی مشکل نہیں۔ سمجھانے کے لئے اے نبی تو ان سے یہ بھی کہہ کر ذرا ملک میں تم سیر کرو۔ پھر دیکھو کہ اللہ نے کس کس طرح مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ صحرائی مخلوق کو دیکھو پھر دریائی پر نظر کرو بغور دیکھو تو اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہیں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بعد ایک نئی خلقت پیدا کریگا۔ جو دار آخرت میں ہو گی۔ جس سے عرب لوگ منکر ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ یہاں تک کہ جسے چاہے عذاب کر سکتا ہے اور جسے چاہے رحم فرما سکتا ہے یعنی وہ کسی امیر وزیر کی رائے کا پابند نہیں اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے وہاں نیک و بد کا بدلہ تم کو ملے گا۔ پس تم اپنا نفع نقصان سوچ لو اور بھلائی برائی کے لئے تیار ہو کر چلو۔ خوب جان رکھو کہ تم زمین و آسمان میں اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ کہ وہ تم کو پکڑنا چاہے اور تم نہ پکڑے جاؤ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی والی اور کوئی مددگار نہیں ہے اور نہ ہو گا۔ اس لئے کہ جو لوگ اللہ کے حکموں اور اس کی ملاقات سے منکر ہیں یا مان کر تیاری نہیں کرتے وہ خدا کی رحمت سے بے امید ہیں۔ اور انہی کو دردناک عذاب ہو گا۔ یہ تو تھا ضمنی مکالمہ جو بوجہ مناسبت کے ذکر میں آگیا۔ پس اب سنئے اصل قصہ کہ ابراہیم کی قوم سے یہی جواب بن سکا کہ انہوں نے کہا اس ابراہیم کو قتل کر دو یا آگ میں جلا دو۔ پھر بعد غور و فکر انہوں نے آگ میں جلانا زیادہ مفید جان کر ابراہیم سلام اللہ علیہ کو آگ میں ڈالا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو آگ سے بچایا۔ بیشک اس مذکور میں ایماندار لوگوں کے لئے بہت سے نشان ہیں۔ ابراہیم سلام اللہ علیہ آگ سے نکلا تو بدستور وعظ و نصیحت میں سرگرم رہا۔ اور اس نے کہا کہ تم نے صرف آپس کی

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ

آپس میں دنیاوی محبت سے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے پھر قیامت کے روز تم میں کا ایک

بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

دوسرے سے انکاری ہوگا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تمہارا سب کا ٹھکانا آگ میں ہوگا اور

نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ

تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا- پس لوطؑ اس پر ایمان لایا اور ابراہیمؑ نے کہا میں اپنا وطن چھوڑ کر اپنے پروردگار کی طرف جاتا ہوں

الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ

بے شک وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اور ہم نے اس کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ دیا اور ہم نے اس کی نسل میں نبوت اور کتاب

وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ

جاری کی تھی اور ہم نے اس کو دنیا میں بڑا اجر دیا تھا اور آخرت میں بھی وہ نیک بندوں میں ہوگا- اور لوط کو ہم نے بھیجا جب

لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۡ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾

اس نے اپنی قوم سے کہا تم بڑی بے حیائی کا کام کرتے ہو تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ

کیا تم لڑکوں سے بدکاری

دنیاوی محبت سے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے- ایک دوسرے کی لاگ لپٹ سے چلے جا رہے ہو- اس کی سزا تم کو ضرور ملے گی- پھر قیامت کے روز تم میں کا ایک دوسرے سے انکاری ہوگا اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا اور تم سب کا ٹھکانہ جہنم کی آگ میں ہوگا اور تمہارا وہاں پر کوئی مددگار نہ ہوگا- پس یہ تقریر ابراہیم کی سن کر حضرت لوط جو رشتہ میں اس کا بھتیجا تھا اس پر ایمان لایا اور ابراہیم جب کافروں سے بہت تنگ آیا تو اس نے کہا میں اپنا وطن چھوڑ کر اپنے پروردگار کی طرف جاتا ہوں یعنی کسی ایسی جگہ جاتا ہوں کہ بافراغت اس کی عبادت کر سکوں بیشک وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے وہ اپنی حکمت کاملہ سے میرے لئے ایسی کوئی صورت پیدا کر دے گا کہ میں بآسائش عمر گزار سکوں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم نے اس کو کافروں کی تکلیف سے چھڑایا اور جب وہ وطن چھوڑ کر ہجرت کر گیا تو ہم نے اس کو اسماعیل اور اسحٰق بیٹے اور یعقوب پوتا دیا اس خاندان رسالت اور دودمان نبوت کا مورث اعلیٰ یہی ابراہیم سلام اللہ علیہ تھا کیونکہ ہم نے اس کو برگزیدہ کیا تھا اور ہم نے اس کی نسل میں نبوت اور کتاب کی ہدایت جاری کی تھی- اسی کا نتیجہ تھا کہ حضرت ابراہیم کی نسل سے کئی ایک نبی پیدا ہوئے تھے اور ہم نے اس کو دنیا میں بڑا اجر دیا تھا اور یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ آخرت میں بھی وہ ہمارے نیک بندوں کی جماعت میں ہوگا اور لوط کو ہم نے رسول کر کے بھیجا- اس کی زندگی کے واقعات بھی تمہارے لئے عجیب سبق ہیں کیونکہ اس کی قوم نہایت ہی بداخلاق میں منہمک تھی- یعنی علاوہ شرک وکفر بت پرستی وغیرہ کے وہ خلاف وضع فطری لونڈوں سے لواطت کرتے تھے- اس لئے حضرت لوط کو ان کے سمجھانے میں بڑی دقت ہوئی خصوصاً جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم بڑی بے حیائی کے کام کرتے ہو ایسا بے حیائی کا کام ہے کہ تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا- کیا تم لڑکوں سے بدکاری کرتے ہو

وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ

کرتے ہو اور راستہ قطع کرتے ہو اور تم اپنی مجالس میں ناجائز حرکات کرتے ہو اس کی قوم کا بس یہی جواب

اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ

ہوا کہ انہوں نے کہا اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب لے آ لوط نے کہا اے میرے پروردگار!

عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا

مفسدوں کی قوم پر میری مدد کر اور جب ہمارے فرستادہ فرشتے ابراہیم کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو انہوں

اِنَّا مُهْلِكُوْٓا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝ قَالَ اِنَّ فِيْهَا

نے کہا کہ ہم اس بستی کو ہلاک کرنے والے ہیں اس کے رہنے والے ظالم ہیں- ابراہیم نے کہا اس میں تو

لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ

لوط بھی ہے فرشتوں نے کہا جو جو اس میں ہے ہم اس کو خوب جانتے ہیں! ہم اس کو اور اس کے تعلق داروں کو بچالیں گے مگر اس کی

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

عورت پیچھے رہنے والوں میں رہے گی

اور قدرتی راستہ جو عورت مرد کے ملاپ کا ہے قطع کرتے ہو اور تم اپنی مجالس میں ناجائز حرکات کرتے ہو- مخول ٹھٹھ ہتک ایک دوسرے کی آبروریزی تم میں ایک معمولی بات ہے- پس یہ نصیحت سن کر اس کی قوم کا بس یہی جواب ہوا کہ انہوں نے کہا کہ بڑے میاں ہم تو تیری ایسی ویسی باتیں سننے کے نہیں- اگر تو سچا ہے تو ہم پر عذاب لے آ اور ہمیں ہلاک اور تباہ کر دے بس تیری سچائی کا ثبوت خود ہی ہو جائے گا اور تمام دنیا کے لوگ جان جائیں گے کہ فلاں نبی نے اپنی قوم کو تباہ کروادیا- جاؤ آئندہ کو نہ ہمارا دماغ پچی کیجیو اور نہ اپنا سر کھپاؤ- حضرت لوط نے یہ سن کر کہا کہ اے میرے پروردگار مفسدوں کی قوم پر میری مدد کر- حسب درخواست کفار کے صاف لفظوں میں عذاب کی درخواست نہ کی اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ خدا پر کسی کا جبر نہیں وہ جس طریق سے چاہے گا مدد کرے گا- مفسدوں کو تباہ کرنے سے یا ہدایت کرنے سے' اس لئے اپنا مطلب عرض کر دیا- اس کے اسباب کو حوالہ خدا کیا چونکہ خدا کے علم میں بھی یہی تھا کہ اس قوم کی ہلاکت ہو اور وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچے اس لئے فرشتے ہلاکت کے آن پہنچے- مگر جب ہمارے فرستادہ فرشتے پہنچے تو پہلے ابراہیم کے پاس بیٹے کی خوشخبری لے کر آئے کہ تیرے گھر بیٹا پیدا ہو گا تو انہوں نے ابراہیم سلام اللہ علیہ کے پوچھنے پر کہا کہ ہم اس لوط کی بستی کو ہلاک کرنے والے ہیں- اسی غرض سے ہم آئے ہیں کیونکہ اس بستی کے رہنے والے ظالم ہیں- ابراہیم کی طبیعت میں چونکہ اعلیٰ درجہ کا رحم تھا جھٹ سے اس نے کہا ہیں؟ اس میں لوط بھی ہے غرض اس کی یہ تھی کہ چونکہ اس بستی پر لوط ہے اس لئے وہ بستی ہنوز قابل ہلاکت نہیں کیونکہ نبی کے ہوتے ہوئے قوم کی تباہی نہیں ہوا کرتی- فرشتوں نے کہا جو جو اس میں ہے ہم اس کو خوب جانتے ہیں ہم بحکم خداوندی اس لوط کو اور اس کے تعلق داروں کو بچالیں گے کیونکہ بحکم خداوندی ان کو بتلادیں گے کہ تم یہاں سے نکل جاؤ- بس نکلنے کی وجہ سے وہ بچ جائیں گے مگر اس لوط کی عورت پیچھے رہ جانے والوں میں رہے گی- کیونکہ وہ لوط علیہ السلام پر ایمان نہیں لائی بلکہ وہ بدستور اپنی برادری میں کافروں کے ساتھ ہے-

وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ

ہمارے فرستادہ فرشتے جب لوط کے پاس آئے تو لوط ان کی وجہ سے ناخوش اور دل تنگ ہوا اور انہوں نے کہا

وَلَا تَحْزَنْ ۫ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا

تو خوف نہ کر اور آزردہ خاطر نہ ہو ہم تجھ اور تیرے تعلق والوں کو بچالیں گے مگر عورت تیری یقیناً پیچھے رہنے والوں میں ہے ہم

مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾

اس بستی کے رہنے والوں پر ان کی بدکاری کی وجہ سے آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں اور

وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰیَةًۢ بَیِّنَةً لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ۙ

عقلمندوں کے لئے ہم نے اس میں ایک کھلی نشانی چھوڑی۔ اور مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا

فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ

پھر اس نے کہا کہ بھائیو اللہ کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی توقع رکھو اور ملک میں فساد کرنے کی کوشش نہ

مُفْسِدِیْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ﴿۳۷﴾ ۫

کرو! پھر بھی انہوں نے اس کی تکذیب کی پھر سخت بھونچال نے ان کو آلیا سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہے

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟

اور ہم نے قوم عاد اور ثمود

خیر یہاں سے چل کر ہمارے فرستادہ فرشتے جب لوط کے پاس آئے تو چونکہ وہ سادہ رو بچوں کی شکل میں تھے حکمت خدا اس کو مقتضی ہوئی کہ ان کو اسی شکل میں بھیجا جائے اور وہ لوگ لواطت کے عادی تھے اس لئے لوط ان کی وجہ سے ناخوش اور دل تنگ ہوا اسے یہ تو معلوم نہ تھا کہ یہ فرشتے ہیں کیونکہ اس کو علم غیب نہ تھا اس لئے اس نے جو بظاہر انکی شکل ہیئت دیکھی تو یہی سمجھا کہ میرے مہمان ہیں۔ ان کی ہتک سے میری ہتک ہے۔ مگر وہاں رنگ ہی کچھ اور تھا آخر کار وہ رنگ کھل گیا اور لوط کو تسکین ہوئی کیونکہ انہوں نے یعنی فرشتوں نے کہا اے لوط تو خوف نہ کر اور آزردہ خاطر نہ ہو ہم تو خدا کے فرستادہ فرشتے ہیں اس لئے آئے ہیں کہ تجھے اور تیرے تعلق والوں کو بچائیں لیکن عورت تیری یقیناً پیچھے رہنے والوں میں ہے۔ تم لوگوں کو نکال کر ہم اس بستی کے رہنے والوں پر انکی بدکرداری کی وجہ سے آسمان پر سے عذاب اتارنے والے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سب قوم ہلاک ہوگئی اور عقلمندوں کے لئے ہم نے اس بستی میں ایک کھلی نشانی چھوڑی کہ دیکھنے والوں کی عبرت ہو اور مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی حضرت شعیب کو بھیجا پھر اس نے بھی یہی کہا کہ بھائیو اللہ واحد کی عبادت کرو اور آخرت کے دن کی بہتری کی توقع رکھو یعنی ایسے کام کرو کہ اس روز تم کو خیر کی توقع ہو سکے اور ملک میں فساد کرنے کی کوشش نہ کرو کہ احکام شریعت متعلقہ اعتقادات و تمدن کا خلاف کرتے ہو پھر یہ سن کر بھی انہوں نے نہ مانا بلکہ اس کی تکذیب کی۔ پس سخت بھونچال نے ان کو آن لیا جس کے ساتھ ایک سخت آواز بھی تھی۔ سو وہ اس بھونچال کے ساتھ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ یہ ان کا انجام ہوا۔ بتلاؤ کون اس انجام کو اچھا کہے گا۔؟ اور سنو ہم نے قوم عاد اور ثمود کو اسی طرح ہلاک کیا۔

ل سورہ ہود میں یوں آیا ہے اخذت الذین ظلموا الصیحۃ پس اسی طرف اشارہ کرنے کو یہ لفظ بڑھایا گیا۔ منہ

وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ

کو ہلاک کیا اور تم کو ان کے دیار سے معلوم ہو چکا ہے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کو مزین کر کے دکھائے تھے پس ان کو

عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ ۫ وَلَقَدْ

راہ راست سے روکا تھا اور بڑی سوجھ والے تھے- اور قارون، فرعون اور ہامان کو ہم نے ہلاک کیا موسیٰ ان کے پاس

جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

کھلے احکام لے کر آیا- تاہم انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور وہ آگے نہ بڑھ سکتے تھے

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ

پس ہم نے ان سب کو گناہوں پر مواخذہ کیا ان میں سے بعض پر ہم نے پتھراؤ کیا اور بعض کو سخت آواز نے

اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ

دبایا اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسایا اور بعض کو ہم نے غرق کیا اور

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ

اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا بلکہ وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے- جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ

کارساز بناتے ہیں ان کی مثال ایک مکڑی کی سی ہے جس نے گھر بنایا اور تمام گھروں سے

اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ

بودا مکڑی کا گھر ہے

اور تم کو ان کے اجڑے دیار سے ان کا اصل حال معلوم ہو چکا ہے کہ وہ کیسی بد معاشی کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور شیطان نے ان کے اعمال ان کو مزین کر کے دکھائے تھے- پس اسی وجہ سے ان کو راہ راست سے روکا تھا- ورنہ وہ بڑے ہوشیار اور بڑی سوجھ بوجھ والے تھے اور اسی طرح قارون فرعون اور ہامان وغیرہ معاندین کو ہم نے ہلاک کیا- حضرت موسیٰ ان فرعونیوں کے پاس کھلے احکام لایا- تاہم انہوں نے ملک میں تکبر کیا- بندے سے خدا بنے اور خدا کو چھوڑ کر بندے کو معبود بنالیا مگر وہ ہم سے آگے نہ بڑھ سکتے تھے یعنی جس وقت ہم ان کو پکڑنا چاہتے ممکن نہ تھا کہیں چھپ جاتے- پس ہم نے ان مذکورہ قوموں کے سب لوگوں کو گناہ پر مواخذہ کیا- ان میں سے بعض پر ہم نے پتھراؤ کیا اور بعض کو سخت آواز نے زلزلہ کے ساتھ دبایا اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسایا اور بعض کو ہم نے پانی میں غرق کیا اور سچ پوچھو تو اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا کہ ناحق عذاب کیا ہو تا بلکہ وہ لوگ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے- بڑا ظلم تو ان کا یہ تھا کہ اللہ کے سوا اوروں کو اپنا متولی اور کارساز جانتے تھے- حالانکہ جو لوگ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز بناتے ہیں ان کی مثال ایک مکڑی کی سی ہے جس نے دیوار پر ایک گھر بنایا اور بخیال خود سمجھا کہ بس اب میں ایک مضبوط قلعے میں ہوں- کوئی دشمن مجھ پر حملہ آور ہو کر نقصان نہیں پہنچا سکتا- حالانکہ تمام گھروں میں بودہ اور کمزور مکڑی کا گھر ہے- ایسا کہ چڑیا کی ذرا سی چونچ سے فنا ہو سکتا ہے

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ

کاش یہ لوگ کچھ علم رکھتے- کچھ شک نہیں کہ اللہ کو معلوم ہے جن جن چیزوں کو اللہ سے ورے یہ لوگ پکارتے ہیں

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا

اور غالب حکمت والا ہے- اور یہ مثالیں تو ہم لوگوں کو بتلاتے ہیں ان کو سمجھدار ہی سمجھ سکتے ہیں

الْعٰلِمُوْنَ ۝ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

خدا نے آسمان و زمین ایک پختہ قانون کے ساتھ پیدا کئے بے شک اس میں ایمانداروں کے لئے

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

نشانی ہے

اسی طرح ان مشرکوں کے معبود اور مصنوعی کارساز ایسے کمزور اور ضعیف ہیں کہ کوئی چیز نہ تو پیدا کر سکتے ہیں 'نہ دے سکتے ہیں- کاش کہ یہ لوگ کچھ علم اور معرفت رکھتے تو ان کو معلوم ہو سکتا کہ کیسی صریح غلطی میں ہیں- سنو معبود اور حقیقی حاجت روا کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے عابدوں اور سائلوں کے حال سے واقف بھی ہو- سو یہ تو صرف اللہ کی شان ہے- کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے- خصوصاً جن جن چیزوں کو یہ اللہ سے ورے پکارتے ہیں اس کو سب معلوم ہے اور وہ سب پر غالب اور حکمت والا ہے- جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ اس کو روک سکے- یہ مثالیں تو ہم لوگوں کو سمجھانے کو بتلاتے ہیں اور دراصل ان مثالوں کو سمجھدار ہی سمجھ سکتے ہیں- بے سمجھ آدمی تو خدا سے بھی منکر ہیں- حالانکہ خدا کی خدائی سب پر نمایاں ہے- اسی نے آسمان و زمین ایک پختہ قانون کے ساتھ پیدا کئے- تمام دنیا کے بادشاہ مع اپنی فوجی طاقت کے جمع ہو کر چاہیں تو ایک بال کے برابر بھی فرق نہیں ڈال سکتے- یہی قانون قدرت کی مضبوطی ہے بیشک اس بیان میں ایمان داروں کے لئے بہت بڑی نشانی ہے یعنی جو لوگ راستبازی سے ہر ایک سچی بات کو تسلیم کرنے کو تیار ہیں ان کیلئے اس میں بہت بڑی نشانی ہے